فہرست عوارف المعارف کے پہلے حصہ کی

فہرست عوارف المعارف کے دوسرے حصہ کی

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

کتاب عوارف المعارف مصنفہ عارف باللہ حضرت شیخ شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد سہروردی قدس سرہ

اسم تاریخی

اردو ترجمہ عوارف المعارف

کامل

ترجمہ کاشف رموز طریقت ماہر اسرار معرفت جناب مولوی ابو الحسن صاحب مرحوم

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں مرتبہ طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا حصہ کتاب عوارف المعارف کا تصوف مین تصنیف عارف باللہ تعالے
شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد بن عبد اللہ سہروردی کی اللہ تعالے
اسکی روح کو پاک اور اسکی قبر کو منور کرے اور ہمکو اس سے نفع بخشے آمین —

ترجمہ مولف

مصنف ابو حفص عمر بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عمویہ اور اسکا نام عبد اللہ
بکری لقب شہاب الدین سعد بن حسین بن قاسم بن نضر بن قاسم بن نضر بن
عبد الرحمن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ فقیہ شافعی مذہب شیخ
صالح پارسا عبادت اور ریاضت مین بڑی کوشش کرنے والے اور راہ صواب
کی جستجو کرنے والے تھے اور صوفیہ سے ایک گروہ عظیم تھا اور خلوت مین انکے
ہمقدم رہا اور آخر عمر مین اسکا شغل وعظ تھا اور اپنے چچا ابو نجیب سے
صحبت رکھی اور تصوف اس سے اخذ کیا اور شیخ ابو محمد عبد القادر بن ابی صالح

حنبلی سے صحبت رکھی اور ایک معقول حصہ علم فقہ اور خلاف کا حاصل کیا اور علم ادب
پڑھا اور برسوں مجلس وعظ آراستہ کی اور بغداد میں شیخ الشیوخ تھا اور اسکی
تصنیفات اچھی اچھی ہیں منجملہ انکے کتاب عوارف المعارف ہی جو ان
تصنیفات میں سب سے زیادہ مشہور ہی اور اُسکے کلام صوفیہ میں بہت
اشعار ہیں سہرورد میں رجب کے آخر یا شعبان کے اوائل میں ۵۳۹ ہجری میں
پیدا ہوا اور محرم ۶۳۲ ہجری کے آغاز میں بغداد کے اندر وفات پائی اور صحیح
وردیہ میں دفن ہوا جیسا کہ تاریخ ابن خلکان میں ہی اور اُسی میں عمویہ کی ہی
عین مہملہ کے زبر اور میم مضموم کی تشدید اور واو کے سکون اور یائے مثناۃ تحتانی
کے زیر سے اور سُہرورد سین کے پیش اور ہائے ہوز کے سکون اور رائے
قرشت اور واو ہوز کے زبر اور دوسری رائے قرشت کے سکون سے اور اسکے
آخر میں دال مہملہ ہی اور وہ ایک شہر زنجان کے
پاس عراق عجم سے ہی۔
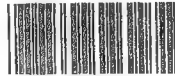
اللہ

تمام حمد وثنا اللہ تعالی کے لیے ہی بڑی اُسکی شان ہی قوی اُسکی قدرت ہی اُسکا احسان
ظاہر اور اُسکی حجت اور برہان روشن ہی جلال مین اپنے مستور اور کمال مین اپنے
یکتا اتم اور ابد مین عظمت کی رداسے ملبوس ہی نہ وہم وخیال اُسکا مصور ہوتا ہی
اور نہ حد ومثال اُسکا حصر کرتا ہی ہمیشہ کی عزت والا اور دائمی قائم ملک والا اور ایسی
قدرت کا رکھنے والا جسکی حقیقت کا پانا محال ہی اور ایسی سطوت کا رکھنے والا جسکی پوری
صفت کا رستہ چلنا دشوار ہی تمام کائنات قائل ہی کہ وہ صانع نو ایجاد ہی اور ذرات وجود کے
چہروں سے ظاہر ہی کہ وہ انکا پیدا کرنے والا ہی عقل انسانی عجز اور نقصان سے نشان دار ہی
اور فصیح زبانین بیان کی آراستگی مین وصف درماندگی کو اپنے ذمے لازم کیے ہوے ہین
اُسکے انوار جلال ذات کریم نے طائر فہم کے پروبال کو جلادیا اور عزت وجلال نے وہم کے
رستون کو بند کر دیا اور اندازہ بصیرت نے عظمت وبزرگی کے سبب سر جھکا لیا اور
فضاے جبروت مین فرط ہیبت سے مجال نہین پائی تو بصر تھک کر الٹی پھر آئی اور عقل نے
جو اُسکی کنہ کبریا مین راہ نہ پائی تو درماندہ ہوکر واپس آگئی پس منزہ اور پاک ہی وہ ذات
کہ اگر اُسکی تعریف نہوتی تو معرفت اُسکی مشکل تھی اور اُسکی تحدید اور تکییف عقلون کو
متعذر اور متعسر ہوئی بعد ازان اپنے بندون کے قلوب صافی کو لباس عرفان پہنایا اور
خصائص احسان سے اپنے بندون سے انھین مخصوص کیا سو انکے قلوب تجلیات انس
سے مملو ہوگئے اور انکے دلون کے آئینے نور قدس سے روشن ہوگئے اسواسطے امداد قدسیہ
کے قبول کو مہیا اور انوار علویہ کے ورود کے لیے مستعد ہوگئے اور انفاس معطر باذکار سے
ہم نشینی اختیار کی اور ظاہر وباطن پر پرہیزگاری اور تقوی سے نگہبان مقرر کیے اور

ظلمت بشری مین چراغ یقین روشن کیا اور دنیا کے فوائد اور لذات کو حقیر جانا اور
ہوا کے شکار اور اُسکے لوازم سے انکار کیا اور رغبت اور رہبت کی سواریون پر بیٹھے
اور بساط ملکوت کو اپنی علو ہمت سے فرش بنایا اور معارج و معالی کی جانب اپنی گردنونکو
بلند کیا اور لمعات علوی کی طرف نگاہین ڈالین اور ملاء اعلیٰ سے اپنا فسانہ خوانی
اور ہم کلامی اختیار کیا اور نور عزیز درجۂ قصویٰ نے زیارتگاہ اور مقام قرب کو اُنکا مضجع کیا
اجسام ہین مگر آسمانی قلوب اُنمین ہین صورتین فرشی مگر ارواح عرشی ہین اُنکے نفوس
خدمت کی منزلون سیر کر رہی ہین اور اُنکی ارواح فضاے قرب مین اُڑ رہی ہین بندگی مین
اُنکے راستے مشہور اور خیر کے پھریرے اُنکے اطراف زمین مین پھیلے ہوے ہین آدمی
اُنکے احوال سے کہتے ہین کہ وہ گم ہوگئے حالانکہ وہ گم نہین ہوے مگر اُنکے احوال بلند
ہوگئے سو انھون نے نہ پایا اور مقامات اُنکے اونچے چڑھ گئے سو اُنکے تئین نہ پہونچ سکے
ابدان کے ساتھ دنیا مین ہین اپنے قلوب کے ساتھ مقام حدوث سے جدا ہین
ارواح کو عرش کے اردگرد طواف ہی اور اُنکے دلون کو نیکی کے خزانون سے حاجت روائی
ہی خدمت سے شب ہاے تاریک مین چین کرتے ہین اور طلب کی آتش سے
دوپہر کی پیاس سے مزہ اُٹھاتے ہین نمازون کے ساتھ منجانب شہوات مبتلی
ہین اور تلاوت کی شیرینی کے ساتھ لذات کا معاوضہ لیا ہی اُنکے چہرون کے
بشرہ سے وجدان کے حسان سے بشاشت ٹپکتی ہی اور اُنکے باطن سے اسرار پر
نضارت عرفان غماز ہی ہمیشہ ہر ایک زمانہ مین علماء حقانی نہین ہے خلق کی دعوت
کرتے ہین جس مناسبت سے اُنکو یہ دعوت ملا ہی اور متقین کے لیے وہ لوگ پیشوا
بنائے گئے ہین اس لیے ہمیشہ خلق مین اُن کے آثار ظاہر ہوتے ہین اور انوار

انکے مشرق اور مغرب مین چمک رہے ہین جس نے انکی اقتدا کی وہ سیدھی راہ پا گیا
اور جسنے انکا انکار کیا وہ گمراہ ہوا اور حد سے متجاوز ہوا تو اللہ ہی کے لیے حمد و سپاس ہی
کہ اُسنے کیا کیا بندون کے لیے مہیا کیا اپنی بارگاہ کی خوبی کے برکات سے جو اہل دربار ہین
اور درود و رحمت اُسکے نبی اور رسول محمد پر اور اُسکے آل و اصحاب پر جو بڑے بزرگ ہین
بعد ازین اس قوم کے لیے جو ہدیہ پیش کرنا تھا اور انکی محبت جو مجھے اُنکے شرف
احوال جان کر تھی اور انکی صحبت جو کتاب اور سنت پر ہی گی اور اُن دونو کے
سبب جو اللہ کریم سے فضل و کرم اُسپر تھے ان سب باتون نے مجھے برانگیختہ کیا کہ
اس گروہ سے اس مختصر کے ساتھ برائی دور کرون اور چند باب حقائق اور آداب
مین تالیف کرون کہ وجہ صواب سے آشکار ہون اُن مقاصد مین جنپر اُنھون نے
اعتماد کیا اور علم صریح کی شہادت سے اُنکے لیے مشعر ان مطالب مین ہون جنکا اُنھون
نے اعتقاد کیا اسواسطے کہ تشبیہ کرنے والے بہت ہو گئے ہین احوال
اُنکے طرح طرح کے ہین اور اُنکے لباس مین بہت پردہ دار چھپے ہوے ہین اور اعمال
اُنکے فاسد ہو گئے ہین اور جو لوگ اُنکے بزرگون کے اصول نہین جانتے اُنکے دلون
مین بدگمانی پہونچ گئی اور قریب تھا کہ وہ تسلیم کرین انکی وقعت کو اور طعون کرین
اس طرح سے کہ اُنکا حاصل صرف رسم کی طرف راجع ہی اور انکا تخصص محض اسم کی
جانب عائد ہی اور اُسمین جو میری نیت ہوئی وہ یہ ہی کہ قوم کا سواد زیادہ اُنکے
طریقے کی نسبت سے اور اُنکے طرف اشارہ سے ہوا ہی اور بیشک حدیث مین وارد
ہوا ہی کہ جسنے ایک قوم کی تعداد کو بڑھایا وہ اُنھین سے ہی اور مجھے اُنھین اللہ کریم سے
صحبت نیت کی امید ہی اور یہ کیفیت نفس کے شائبون سے خالص ہو اور جو کچھ

اسمین مجھے اسد تعالی نے فتحیاب کی ہی وہ اسد تعالی کی طرف سے عطیہ ہی اور معرفت ہی
اور عطیات مین سے بزرگتر عوارف المعارف ہی اور یہ کتاب تریسٹھ باب پر مشتمل ہی
اور اسد تعالی مددگار ہی پہلا باب علوم صوفیہ کی منشا مین دوسرا باب حسن اجتماع
کے ساتھ تخصیص صوفیہ کے بیان مین ہی تیسرا باب علم صوفیہ کی فضیلت کے بیان
مین اور اسکے نمونہ کی طرف اشارہ ہی چوتھا باب احوال صوفیہ کی شرح اور انکے طریق
مین جو اختلاف ہی پانچوان باب تصوف کے ذکر مین ہی چھٹا باب وجہ تسمیہ کے
بیان مین کہ صوفیہ کس لیے کہتے ہین ساتوان باب متصوف اور تشبہ کے ذکر مین ہی
آٹھوان باب خرقۂ ملامتی کے ذکر اور اسکے حال کی شرح مین ہی نوان باب
اُن لوگون کے بیان مین ہی جو منسوب بصوفیہ ہین اور صوفی نہین ہین دسوان باب
رتبہ مشیخت کی شرح مین ہی گیارھوان باب خادم شرح احوال اور اسکے مرتبے
کے بیان مین بارھوان باب مشائخ صوفیہ کے خرقہ کے بیان مین تیرھوان
باب باشندگان خانقاہ کی فضیلت مین چودھوان باب اسکے بیان مین
کہ اہل خانقاہ کو اہل صفہ کے ساتھ مشابہت ہی پندرھوان باب اہل خانقاہ
کی خصوصیات مین ہی جو انکے باہمی معاہدون مین واقع ہی سولھوان باب
سفر اور مقام کے بیان مین جو اختلاف کہ اہل مشائخ مین ہی سترھوان باب
اُن چیزون کے بیان مین ہی فرائض اور نوافل اور فضائل سے جنکی طرف مسافر
کو حاجت ہی اٹھارھوان باب اسکے اندر کہ کس طرح سے سفر سے آئے اور خانقاہ
مین داخل ہو اور اسکے ادب کیا ہین انیسوان باب صوفی کے اسباب احوال مین بیسوان باب
[illegible] کے بیان مین جو شیخ سے کہا ہے اکیسوان باب صوفی کے تجرد اور مقابل کے

بیان ہین بائیسوان باب سماع کے باب جو قول کہ قبول و اثبات کے لیے ہی تیئیسوان
باب سماع کی بابت جو قول کہ انکار و تردید کے لیے ہی چوبیسوان باب سماع کی بابت
جو ترجیح اور استغنا کی رو سے ہی پچیسوان باب سماع کی بابت جو بروے ادب و اعتبار
کے ہی چھبیسوان باب اُن چلون کی خاصیت مین جنکا التعاہد صوفیہ نے کیا ہی ستائیسوان
باب چلون کے فتوح کے بیان مین ہی اٹھائیسوان باب اسکے بیان مین کہ چلون کے اندر
کسطرح داخل ہوا انتیسوان باب اخلاق صوفیہ و شرح خلق مین ہی تیسوان باب
تفصیل اخلاق کے ذکر مین اکتیسوان باب ادب اور اُسکے مرتبہ مین جو تصوف سے ہی بتیسوان
باب آداب حضرت مین جو اہل قرب کے واسطے ہی تینتیسوان باب طہارت کے آداب
اور اُسکے مقدمات کے بیان مین چونتیسوان باب وضو کے آداب اور اسکے اسرار کے
بیان مین ہی پینتیسوان باب آداب اہل خصوص و صوفیہ کے بیان مین چھتیسوان باب
نماز کی فضیلت اور اُسکی بزرگی شان مین سینتیسوان باب اہل قرب کی نماز کے وصف مین ہی
اڑتیسوان باب آداب صلوۃ اور اُسکے اسرار کے بیان مین انتالیسوان باب روزہ
کی فضیلت اور اُسکے حسن اثر کے بیان مین ہی چالیسوان باب احوال صوفیہ کے جو روزہ
اور افطار کے اندر ہی اکتالیسوان باب روزہ کے آداب و ضروریات روزہ کے ذکر
مین ہی بیالیسوان باب طعام کے ذکر اور اُسکی صلاح و فساد مین تینتالیسوان باب
کھانے کے آداب مین چوالیسوان باب لباس اور صوفیہ کی نیات اور اُنکے مقاصد کے
بیان مین جو لباس کے اندر ہین پینتالیسوان باب قیام شب کی فضیلت کے ذکر
مین ہی چھیالیسوان باب اُن اسباب کے بیان مین جو قیام شب کے مددگار
ہین سینتالیسوان باب نیند سے جاگنے اور رات کے

عملوں کے آداب میں ہے اڑتالیسواں باب قیام شب کی تقسیم میں ہے انچاسواں باب
دن کے استقبال اور اسکے وقت کے بیان میں ہے پچاسواں باب اُن اعمال کے بیان میں جو
تمام دن کیے جائیں اور تقسیم اوقات کی شرح میں باب اکاونواں آداب کے بیان میں جو مرید
کو شیخ کے ساتھ ہیں باب باونواں اُن مراتب میں جنکا برتاو شیخ اپنے اصحاب
اور تلامذہ سے کرے باب ترپنواں صحبت کی حقیقت اور اسکے خیر و شر کے بیان میں ہے باب
چونواں صحبت اور اخوۃ فی اللہ کے حقوق کے آداب میں باب پچپنواں آداب صحبت اور اخوت
میں ہے باب چھپنواں اسکے بیان میں کہ انسان معرفت اپنے نفس کی کرے اور اس سے
جو مکاشفات کہ صوفیہ کو ہوے باب ستاونواں خطرات کی معرفت اور اسکی تفصیل اور
تمیز کے بیان میں ہے باب اٹھاونواں شرح حال و مقام اور انکے درمیانی فرق میں ہے
باب انسٹھواں مقامات کی طرف اشارے میں جو بطور تفصیل ہے باب ساٹھواں اشارات
مشائخ کے ذکر کے اندر جو مقامات میں علی الترتیب ہے باب اکسٹھواں احوال اور انکی شرح
کے ذکر میں باب باسٹھواں کلمات اصطلاحی صوفیہ کے اندر جو احوال کی طرف مشیر
ہیں باب تریسٹھواں شروع حال بدایات و نہایات اور انکی صحت کے بیان میں ہے
سو یہ ابواب ہیں جو بعون الٰہی لکھے جو بعض علوم اور احوال اور مقامات اور
آداب اخلاق اور عجائب وجدان اور حقائق معرفت اور توحید اور اشارات
دقیق اور لطیف اصطلاحات صوفیہ پر مشتمل ہیں پس انکے اعلام لطیف وجدان کے
اور بسبب صفائی دل کے اور ذوق تحقیق و صدق حال کے ساتھ ہیں اور وہ تمام و کمال
گفتگو و بیان میں نہیں آتے اسواسطے کہ وہ عطیات ربانی اور مواہب حقانی
ہیں جنکو صفائی باطن اور خلوص ضمیر تاڑ رہی ہو اور بہیر کثرت اشارہ و کنایہ نے

گناہ جانا اور عبارت پر جھک پڑا اور اُنکا یہ ارواح نے مؤانست اور ائتلاف سے
کیا اور اُنکے حقایق دریاے الطاف سے پانی نوش کیا ہی اور حال یہ ہی کہ بہت سے
علوم دقیق اُنکے پوشیدہ ہوگئے جسطرح کہ حقائق اُنکی رسوم کے مٹ گئے اور جنید
رحمہ اللہ نے فرمایا ہی کہ ہمارے اس علم کی بساط اتنے برسوں سے تہہ ہوکر لپیٹ گئی اور
ہم اُسکے حواشی میں کلام کر رہے ہیں یہ اُسکا قول اُسکے وقت میں پیدا ہوا حالانکہ علمار
سلف اور صلحار تابعین کے قریب تھا پھر ہمارا کیا حال ہی کہ اس قدر زمانہ گذر گیا
اور علمار زاہدین اور حقایق علوم دین کے عارف کم ہوگئے اور اللہ تعالی سے
امید ہی حسن قبول سے جہد اور سعی قلیل البضاعۃ کو پسند کرے اور تمام حمد و ثنا
خداے پروردگار عالم کے لیے ہی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب علوم صوفیہ کے منشا اور مبدا کے بیان میں ہی

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالے عنہ سے باسنادروایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہر آئینہ میرے مثل اور اُس چیز کے جسکے ساتھ اللہ تعالے نے مجھے بھیجا اُس شخص کی سی مثل ہی جو ایک قوم کے پاس آیا اور کہا اے میری قوم واقعی مین نے اپنی آنکھون سے لشکر دیکھا ہی اور تحقیق مین برہنہ ڈرانے والا ہون ہان جلد بھاگو اور بچو یہان ذرا نہ ٹھہرو تو اُسکا کہنا ایک گروہ نے اُسکی قوم سے مان لیا اور سرشام وہان سے چل کھڑی ہوئی اور دھیرے دھیرے روانہ ہوگئی اور بچ گئی اور ایک گروہ نے انہین سے تکذیب کی اور جہان تھے وہین انکو صبح ہوئی تو صبح ہی لشکر اُنکے سر پر جا پہونچا اور اُنکو ہلاک کیا اور بیخ و بن سے اُنھین اُکھیڑ ڈالا۔ پس یہ مثل اُن لوگون کی ہی جنھون نے میری فرمانبرداری کی اور جو چیز مین لایا اُسکی پیروی کی اور مثل اُنکی ہی جنھون نے میرا کہنا نہ مانا اور جو چیز مین لایا حق سے اُسکو جھٹلایا۔ اور فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مثل اُس شی کے ہدایت اور علم سے کہ اللہ تعالی نے اُسکے ساتھ مجھے بھیجا ایک بھاری مینھ کی سی مثل ہی جو زمین کو پہونچا تو ایک قطعہ

اُس زمین کا اچھا قابل زراعت تھا پانی کو پی گیا اور اُسمیں خوب گھانس پیدا ہوئی
اور سبزہ اُگا اور ایک قطعہ اُسمیں کا جھیل اور تالاب تھا اُسمیں پانی رُکا اور جمع ہوا تو
اللہ تعالیٰ نے خلق کو اُس سے نفع پہونچایا اور لوگوں نے خود بھی پانی پیا اور اوروں
کو بھی پلایا اور کھیتی باڑی کی اور ایک قطعہ اُسمیں کا دسر تختہ تھا نہ پانی اُسمیں ٹھہرا اور
نہ سبزہ اُسمیں جما پس یہ مثل اُسکی ہے جو دین الٰہی میں فقیہ ہوا اور اُسکو نفع اُس
نے دیا جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا پھر وہ خود صاحب علم ہوا اور دوسروں
کو بھی علم سکھلایا اور مثال اُس شخص کی ہے جو اس سے متنبہ و بیدار نہوا اور نہ اللہ تعالیٰ
کی ہدایت کو مانا جسکے ساتھ میں بھیجا گیا شیخ رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قلوب
صافی اور نفوس قدسی اُسکی پذیرائی کو بنائے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم لائے
تب صفائی کا تفاوت اور طہارت کا اختلاف فائدہ اور نفع میں ظاہر ہوا پس بعضے
قلوب تو زمین اچھی قابل زراعت کے مثل ہیں جسمیں گھانس اور سبزہ پیدا ہوتا ہے
اور یہ اُسکے مثل ہے جس نے نفس علم سے نفع اُٹھایا اور ہدایت پائی اور اُسکو نفع اُسکے علم نے
دیا اور متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طریق مستقیم کی طرف اُسکی رہنمائی کی
اور بعضے قلوب وہ ہیں جو اخاذات یعنی تالابوں کے مثال ہیں اخاذات جمع اخاذہ
کی ہے اور وہ تال اور جھیل ہے کہ جسمیں پانی جمع ہوتا ہو صوفیا اور مشائخ سے علاوہ زہاد
کے نفوس اور قلوب پاک صاف ہوگئے اور وہ مزید انتفاع کے ساتھ مختص ہوگئے
اور جھیل تالاب بن گئے حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا تو انکو میں نے جھیل تالابوں کے مثال
پایا واسطے کہ دل اُنکے حافظ اور نگہبان تھے اور علوم کے ظروف بن گئے اُس صفائی

کی بدولت جو انکو روزی اور نصیب ہوئی حضرت عبد اللہ بن حسن رضی اللہ عنہما
نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَتَعِیَهَا اُذُنٌ وَّاعِیَةٌ یعنی سُنیں اُسکو یاد رکھنے والے
کان تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ مین نے
اللہ سے چاہا ہی اے علی کہ اُسے تیرے کان بنا دے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے فرمایا کہ مین اسکے بعد کسی چیز کو نہ بھولا اور بھول مجھے نہیں تھی ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ
نے کہا کہ ایسے کان جنھون نے اللہ سے اسکے اسرار سُنے اور اُسی نے کہا دخیرہ اپنے
اپنے معادن مین ہی کوئی شی اُسمین سوا اسکے نہیں ہی جسکو مشاہدہ اسنے کیا پس وہ خالی
اسکے ماسوا سے ہی دریں صورت طبیعتون کا اضطراب ایک قسم کے جہل کے سوا اور کچھ
نہیں ہی پس صوفیہ کے قلوب حافظ ہین اس لیے کہ دنیا کی طرف انھون نے رغبت
کم کی بعد ازانکہ تقوے کی جڑ بنیاد کو خوب مضبوط اور مستحکم کر لیا تو پھر اُس تقوی سے
اُنکے نفوس پاک اور زہد سے انکے قلوب صاف ہو گئے پھر جب دنیا کے کار وبار کو زہد
کی تحقیق سے نیست اور نابود کر دیا تو انکے باطنون کے مسامات کھل گئے اور گوش
دل سے انھون نے سنا اور اُسمیں مدد اُنکی دنیا کے زہد نے کی پس علماء تفسیر اور ائمہ حدیث
اور فقہاء اسلام نے علم کتاب اور سنت کا احاطہ کیا اور دونون سے احکام کا استنباط
کیا اور نئے نئے معاملون کو اصول نصوص کی جانب راجع کیا اور اللہ تعالیٰ نے
اُنکے باعث دین کی حمایت اور حفاظت کی اور علماء تفسیر نے شناخت کرا دیے وجوہ
تفسیر اور علم تاویل اور عرب کے طریقے لغت مین اور صرف نحو کے عجائب غرائب اور
اصول قصص اور اختلاف وجوہ قراۃ کے اور اسمین بہت کتابین بنا ڈالین تب
اُنکے طریقے سے صرف جو ہر علوم قرآنی وسیع اور فسیح ہو گئے اور ائمہ حدیث

نے احادیث صحیح اور حسن میں تمیز کی اور راویوں کے اسماء رجال کی معرفت کے
سبب یکتائے زمانہ ہوگئے اور جرح اور تعدیل کے ساتھ علم لگائے تاکہ صحیح سقیم سے
جدا ہو جائے اور سچ راستی سے تمیز ہو کہ اسکے طریقے روایت اور سند کا طریقہ حفظ
سنت کا محفوظ اور مصئون رہے اور فقہائے آئین کوشش کی اور جد و جہد کی کہ احکام
کا استنباط کریں اور مسائل کی تفریع اور معرفت تعلیل اور فروع کو اصول کی طرف پھیر لائیں
علتہائے جامعہ سے اور نئے مسائل کو نصوص کے حکم سے کامل کریں اور علم فقہ و احکام
سے علم اصول فقہ اور علم خلاف پیدا ہوا اور علم خلاف سے علم جدل نکلا اور علم اصول
دین کا سب سے زیادہ محتاج علم اصول فقہ کا ہے اور انکے علم سے علم فرائض ہوا اور
اس سے علم حساب اور جبر و مقابلہ وغیر ذالک لازم آیا پھر تو شریعت خوب پھیل گئی اور
مضبوط و استوار ہوگئی اور سیدھا سچا دین مستقیم اور قائم ہوگیا اور ہدایت نبوی
مضبوطی سے پائیدار اور شاخ در شاخ ہوگئی تب قلوب علما کے زمین نے اس وجہ سے کہ
ہدایت اور علم کا آب حیات پی لیا تھا خوب سے چراگاہ اور سبزہ زار پیدا کئے جیسا
اللہ تعالیٰ انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرہا فرمایا اللہ تعالیٰ نے نازل کیا
آسمان سے پانی پھر بہنے لگے رودخانے اپنے اپنے اندازہ سے ابن عباس رضی اللہ
عنہما نے کہا پانی علم ہے اور رودخانہ قلوب ہیں ابو بکر واسطے نے کہا اللہ وہ ہے
جس نے اللہ تعالیٰ نے ایک قطرہ موتی صاف شفاف پیدا کیا پھر اسے چشم جلال
سے نظارہ کیا تب وہ جلال کے مارے پانی پانی ہوگیا اور بہ نکلا پس فرمایا انزل
من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرہا تو دلوں کو یہ پانی پہونچا تو وہ صاف اور اجلا
ہوگئے اور ابن عطا نے کہا انزل من السماء ماء یہ ضرب المثل اللہ تعالیٰ نے

بندہ کے لیے زیادتی نور یہ اسلیے کہ جب سیلاب رودخانون مین آتی ہی تو اُنمین
کسی نجاست کو بغیر صاف کیے نہین رہتی اور سب اپنے ساتھ بہا لیجاتی ہی اسیطرح
جب نور کا سیلان ہوتا ہی جیسے بندہ کے لیے فی نفسہ اللہ تعالی نے تقسیم کیا ہی تو اُسمین
کوئی غفلت باقی رہتی ہی اور نہ کوئی ظلمت رہتی ہی انزل من السماء ماء یعنی اُتارا
آسمان سے حصہ نور کا فسالت بقدرہا یعنی قلوب مین انوار بہ نکلے جسقدر کہ اُنکے لیے
روز ازل مین اللہ تعالی نے تقسیم کیا تھا فاما الزبد فیذہب جفاء سو اگر کف ہی تو جاتا
رہیگا باطل پھر قلوب روشن اور منور ہو جاتے ہین کہ اُنمین کسی طرح کا میل اور
کوڑا باقی نہین رہتا واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض ناحق اور ناخبر جاتے رہتے ہین
اور حقیقتین باقی رہتی ہین اور بعضون نے کہا انزل من السماء ماء یعنی اُتارین آسمان
سے انواع اقسام کی کرامات تو ہر ایک قلب نے اپنے حصہ اور نصیب کو لے لیا
پھر بہ نکلے رودخانہ قلوب علماء تفسیر و حدیث اور فقہ کے اپنے اپنے اندازہ سے
یا کہ بہ نکلے رودخانے قلوب صوفیہ کے جو علماء تارک الدنیا ہین و حقایق تقوی کو
مضبوط پکڑے ہوتے ہین اپنے اندازہ سے پھر جسکے باطن مین لوث دنیا کی محبت کی ہو
زیادہ مال و جاہ اور طلب مناصب اور رفعت کی تو اُسکے دل کا رودخانہ اپنے
موافق بہتا ہی اور علم ایک جز صالح حاصل کیا اور حقایق علوم سے اُس نے حصہ
نہ پایا اور جسنے دنیا کی طرف رغبت نہین کی تو اُسکے دل کا وادی کشادہ ہو گیا اور
اُسمین علم کا پانی بہ نکلا اور جمع ہو گیا اور بنا لاب جمیل بن گیا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ
سے کہا گیا کہ ایسا ہی کہا ہی فقہا نے آپ نے فرمایا کہ آیا کوئی فقیہ تو نے کبھی دیکھا ہو
فقیہ وہی ہی جسکو دنیا کی طرف رغبت نہو بس جو فقیہ نے علم دین سے حصہ وافر

علیہم السلام کو نصیحت کی کہ دین کو قائم رکھو اور اُسمین تفرقہ نہ ڈالو کہ دین مین تفرقہ
ڈالنے سے لاغری اعضا پر غالب ہو جاتی ہی اور علم کی تر و تازگی اُنسے دور ہوتی ہی
اور نضارۃ جو ظاہر مین ہوتی ہی اعضا کی زیب و زینت سے اسطرحپر کہ نفس و مال
مین انقیاد ہو سو وہ قلب کے تازہ اور توانا ہونے سے حاصل اور مستفاد ہوتی ہی
اور علم سے قلب اپنے تازہ و توانا ہونے مین ایک دریا کی مثال ہی پس قلب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا علم وہدی کے ساتھ پر مواج ہو گیا پھر اُسکے بحر قلب نے نفس
تلک جا ملا پس اُسکے نفس شریف پر علم وہدی کی تر و تازگی نمایان ہوئی تب نفس
کے صفات اور اخلاق بدل گئے اُسکے بعد اعضا اور جوارح کی طرف نہر پہونچ گئی جا ملی
اُسوقت وہ خوب تر و تازہ اور سیراب و شاداب ہو گئے پس ہرگاہ کہ ہر طرح کی تر و
تازگی سے لبریز اور ہرے بھرے ہو گئے تو حق سبحانہ تعالی نے آپ کو خلق کی طرف
بھیجا تب تو آپ امت پر آن پہونچے قلب نے کہ سابق علوم کے زور کے پانی سے
لہرین مارنے والا تھا فہوم کی نہرین اُنکے سامنے آئین اور ہر ایک
نہر مین اُسکے دریا سے ایک حصہ پانی کا روان ہوا اور یہ حصہ جو فہوم سے جا ملا
وہی فقہ دین ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ تعالے عنہ نے روایت کی ہی کہ فرمایا نہین عبادت کی گئی اللہ عز وجل
کی کسی چیز سے جو فقہ دین سے اعلی اور افضل ہو اور ہر آئینہ ایک فقیہ تن تنہا
بہت بھاری اور سخت شیطان پر ہزار عابد سے ہی اور ہر ایک شے کے لیے ایک ستون
ہی اور اس دین کا ستون فقہ ہی اور امیر معاویہؓ نے خطبہ پڑھتے ہوئے کہا سنا
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جس شخص کے ساتھ اللہ

خیر کا ارادہ کرتا ہی اُسکو دین میں فقیہ کردیتا ہی اور ہر آئینہ میں فقط قاسم ہون اور اللہ
عطا کرنے والا ہی شیخ نے کہا جب علم دل تک پہونچا تو دل کی آنکھ کھل گئی اور حق و
باطل کو دیکھا اور اُسکو ہدایت کی امتیاز غوایت سے ہوئی اور جسوقت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کے سامنے یہ آیت پڑھی فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا
یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ یعنی پس جسنے ذرہ بھر بھلائی کی وہ دیکھ لیگا اور جسنے
ذرہ بھر بُرائی کی وہ دیکھ لیگا اعرابی بولا حسبی حسبی یعنی بس بس یہ مجھے کافی ہی یہ مجھے
کافی ہی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص فقیہ ہوگیا اور حضرت عبد اللہ
ابن عباس نے روایت کی کہ افضل عبادت فقہ دین ہی اور حق سبحانہ وتعالے نے
فقہ کو قلب کی صفت کی ہی پس فرمایا لہم قلوب لا یفقہون بہا یعنی انکے دل ایسے
ہین کہ آیات قرآنی کو اُنکے ساتھ نہین سمجھتے پس جبکہ وہ فقیہ ہوے تو انھین علم ہوا اور
جب انھین علم ہوا تو انھون نے عمل کیا اور جب وہ عامل ہوے تو معرفت حاصل کی
اور جب وہ عارف ہوے تو مہتدی ہوگئے اسواسطے جو کوئی پڑھکر فقیہ ہوا اُسکا
بڑا سریع الاجابت اور بہت ہی صحیح دین کے معالم اور نشانات اور یقین کا بڑا
حصہ دار ہوا پس علم اللہ تعالی کی طرف سے ایک جملہ وہبی قلوب کے لیے ہی اور معرفت
اس جملہ کا تمیز اور امتیاز ہی اور ہدی یعنی راہ راست پانا قلوب کا وجدان یعنی پالینا اُسکا ہی
تو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ فرمایا مثل ما بعثنی اللہ بہ من الہدی والعلم
یعنی مثل اس شی کی جسکے ساتھ مجھے اللہ تعالی نے بھیجا اور وہ ہدی و علم ہی تو آپ نے
خبر دی کہ ہر آئینہ قلب نبوی نے علم پایا اور تھا ہادی اور مہدی اور علم آنحضرت
علیہ الصلوۃ والسلام کا اُن دونون ہدی اور علم سے ایک وراثت مرکب ہی حضرت ابو البشر

آدم علیہ السلام سے اس طرح پر کہ سکھلائے اُنکو سب نام اور زبان اور فرشتان سب اشیا ان کے پس مکرم کیا اللہ تعالی نے علم سے اور فرمایا اللہ تعالی نے علم الانسان مالم یعلم یعنی انسان کو سکھلا دیا جو کچھ وہ نہیں جانتا تھا پھر آدم میں جب علم اور حکمت کو ترکیب دی تو حاصل اُسے ہوا فہم اور فطنت اور معرفت اور رافتہ لطف و حب و بغض فرح اور غم اور رضا و غضب او کیاست بعد اُسکے ان سب کے استعمال کا اُس سے اقتضا کیا اور اُسکے قلب کے لیے بینائی دی اور راہ اُسنے پائی اللہ تعالی کی طرف اُس نور سے جو اُسکو ارزانی فرمایا تب حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُمت کی طرف اُس نور کے ساتھ جو ورثہ میں ملا اور اُس نور کے ساتھ جو خاص آپ کو عطا ہوا اور بعضون نے کہا ہے کہ جب اللہ تعالی نے آسمانون اور زمین سے خطاب اس قول کے ساتھ کیا ائیتیا طوعا او کرہا یعنی آؤ تم دونوں خواہ نخواہ کہا اُن دونون نے اتینا طائعین یعنی آئے ہم فرمانبردار حکم کے باندھے تو زمین سے مقام کعبہ نے بات کہی اور جواب دیا اور آسمان سے اُس مقام نے جو کعبہ کے مقابل تھا اور پھر البتہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل طینت ناف زمین سے مکہ میں تھی پس بعض علما نے کہا یہ قول اشعار کرتا ہے کہ زمین سے جسنے جواب دیا وہ ذرہ مصطفی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور کعبہ کی جگہ سے زمین پھیلائی گئی ہے تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیدائش میں اصل ٹھہرے اور سب کائنات اسکی تبع دیگر ہین اور اُسی کی طرف اشارہ ہے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نبی تھا اور آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے اور بعضے روایت میں ہے روح اور جسد کے درمیان اور کہا گیا ہے کہ اسی واسطے آپ کا نام امی رکھا گیا کہ مکہ ام القری ہے اور ذرہ اُسکا ام الخلیقہ ہے اور تربت

شخص کی مدفن اُسکا ہی پس وہ مقتضی اسکا تھا کہ مدفن اُسکا مکہ مین ہو کہ مٹی اُسکی
وہین کی تھی ولیکن یہ قول ہی کہ جب پانی بھر آیا تو کف اطراف وجوانب مین پھینک
دیا پس تو جوہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہان واقع ہوا جو مقابل ہو اُسکی تربت کے
مدینہ مین ہوا اسلیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے مکی مدنی پیدائش آپ کی مکہ مین اور
تربت آپ کی مدینہ مین اور جو ہم نے پہلے ذکر کیا ہی اُسمین اشارہ ذرہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ ہی جو اللہ تعالی نے فرمایا واذ اخذ ربک من بنی آدم
من ظهورهم ذريتهم واشهدهم على انفسهم الست بربكم قالوا بلى یعنی اور جسوقت تیرے
پروردگار نے نکالی بنی آدم کے پیٹھون سے ذریات انکی اور اقرار اُنسے لیا اُنکی ذاتون
پر کیا مین تمہارا پروردگار نہین ہون وہ بولے ہان البتہ حدیث مین آیا ہی کہ پھر اللہ
اللہ تعالی نے آدم کی پشت پر ہاتھ ملا اور اُس سے نکالی اولاد اُسکی جیسی صورت چیونٹی
کی ہو نکلنا چاہا چیونٹیون نے آدم کے بالون کی مسامات سے پس وہ نکلین جیسے
پسینا نکلتا ہی اور بعض نے کہا کہ بعضے فرشتون نے ہاتھ ملا تھا تو فعل کی نسبت
سبب کی طرف ہوئی اور بعض کا قول ہی کہ مسح کے معنی ہین شمار کیا جسطرح زمین
پیمایش سے گنی جاتی ہی اور یہ ماجرا بطن نعمان کا ہی جو ایک وادی عرفہ کے برابر مکہ
اور طائف کے بیچ مین ہی پس جب خطاب ذریات سے کیا اور بلی کے ساتھ انھون نے
جواب دیا تو اقرارنامہ سفید اور روشن ورق پر لکھا گیا اور فرشتون نے اُسپر گواہی
لکھی اور سنگ اسود مین اُسکو رکھ دیا پس ذرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہی جواب
دینے والا تھا زمین سے اور علم وہی اُسمین دو جز ملے جلے معجون ہین تو بھیجا علم اور
ہدی کے ساتھ جو موروثی تھے آپ کے اور وہی خداداد تھے اور کہا گیا ہی کہ جب

اللہ تعالیٰ نے جبرئیل اور میکائیل کو بھیجا تاکہ وہ دونوں زمین سے مٹی بھر لاویں تو زمین نے انکار کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے عزرائیل کو بھیجا تو زمین سے ایک مٹھی بھر لایا اور ابلیس نے زمین کو اپنے دونوں قدم سے روندڈالا تو بعضی زمین اُسکے دونوں قدم کے درمیان ہو گئی اور بعضی زمین اُسکے قدموں کی جگہوں کے درمیان میں آگئی تو نفس اُس سے مخلوق ہوا جسے ابلیس کا قدم چھو گیا اور وہ خانہ شر ہو گیا اور بعضی زمین کہ اُس تک ابلیس کا قدم نہیں پہونچا تو اُس مٹی سے انبیا اور اولیا کی اصل ہی اور ذرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نظرگاہ حق تعالیٰ تھا عزرائیل کی مٹھی میں سے کہ نہیں چھو گیا تھا اُسے قدم ابلیس کا پھر اُسکو جہل کا حصہ نہیں پہونچا بلکہ وہ مسلوب الجہل اور علم سے کثیر الحظ ہو گیا پس اللہ تعالیٰ نے اُسکو علم و ہدیٰ کے ساتھ بھیجا اور اُسکے قلب سے اور قلوب کی طرف اور اُسکے نفس سے اور نفوس کی طرف منتقل ہوا تو اصل طہارت طینت میں مناسبت واقع ہوئی اور تعارف اول سے تالیف حاصل ہوئی در میں حالت جو کوئی طہارت طینت کی نسبت سے قریب تر مناسبت رکھتا تھا وہی زیادہ بہرہ مند علم و ہدیٰ سے ہوا پس قلوب صوفیہ قریب تر مناسبت میں تھے تو انھیں نے بڑا حصہ علم سے حاصل کیا اور باطن انکے جھیل اور تالاب بن گئے پھر علم سیکھا اور اُسپر عمل کیا جیسے وہ تالاب کہ اُنسے پانی پیتے ہیں اور کھیتیاں بھی سینچی جاتی ہیں اور ساس تقویٰ کے احکام سے انھوں نے علم درست اور علم دراثت کے فائدوں کو باہم جمع کر دیا اور جب نفوس پاک اور تزکیہ ہو گئے تو انکے قلوب کے آئینہ تقویٰ کے صیقل سے اُجلے ہو گئے تب انمیں صور شیاء اپنی ہیئت اور ماہیت پر ظاہر ہو گئیں تو دنیا

اپنی قبح سے ظاہر ہوئی اُسے ترک کیا اور زینت اپنے حسن کے جلوہ گر ہوئی اُسے
طلب کیا پھر جبکہ دنیا مین اُنھون نے کم رغبتی کی تو اُنکے باطنون مین انواع و اقسام
کے علوم خوب ٹوٹ کر گرے اور علم دراست کے ساتھ علم وراثت بھی مل گیا اور
سمجھ لیجیے کہ جو احوال بلند اس کتاب مین ہم صوفیہ کی طرف منسوب کرینگے وہ احوال
مقربین ہین اور اصل صوفی مقرب ہی ہے اور قرآن مین اسم صوفی نہین ہے اور صوفی کا
اسم ترک ہے اور رکھا گیا ہے مقرب کے لیے اُس وجہ سے جسکی شرح ہم اُسکے باب مین
کرینگے اور یہ نام اہل قرب کے لیے بلاد اسلام کے شرق و غرب مین نہین جانا اور
پہچانا جاتا بلکہ اہل رسم کے لیے معروف ہے اور بہت سے حضرات مقربین بلاد غرب
اور ترکستان اور ماوراء النہر مین موجود ہین اور وہ صوفیہ کے نام سے مشہور نہین ہین
اسواسطے کہ لباس صوفیہ نہین پہنتے اور الفاظ مین کچھ منع اور عذر نہین ہے تو معلوم
رہنا چاہیے کہ صوفیہ سے ہماری مراد مقربین ہین پس مشایخ صوفیہ وہ ہین جنکے اسماء
طبقات اور غیر ذالک کل کتابون مین ہین کہ مقربین کے طریق پر تھے اور اُنکے علوم
احوال مقربین کے علوم ہین اور جو کوئی منجملہ ابرار مقربین کے مقام کا طالب ہوا تو
وہ متصوف ہے جبتک کہ اُنکے احوال سے متحقق یعنی صاحب حال نہین ہوا پھر
جسوقت کہ اُنکے ذوالاحوال ہو گیا تو وہ صوفی بن گیا اور اُن دونون کے سوا جو اور قسم کے
ہین کہ اُنکے لباس و نسبت سے ممتاز ہین وہ متشبہ ہین اور ہر ایک ذی علم کے اوپر ایک علیم ہے

دوسرا باب حسن استماع کے ساتھ تخصیص کے بیان مین

زید بن ثابت سے روایت ہے کہ سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے
اللہ تعالی خوش و خرم رکھے اُس شخص کو جسنے ایک حدیث مجھ سے سنی پھر اُس نے

یاد رکھی حتے کہ دوسرے شخص کو وہ حدیث پہونچائی پس بہت سے حامل ہین کہ
انھون نے جانا اور پوچھا اُس شخص تک کہ وہ بڑا فقیہ ہی اور بہت سے حامل ہین کہ انھون
نے جانا اور وہ فقیہ نہین ہین ہر ایک خیر کی بنیاد حسن استماع اور خوب سننا ہی
قال اللہ تعالی ولو علم اللہ فیھم خیرا لاسمعھم یعنی اللہ تعالی نے فرمایا ہی اور اگر جانتا
اللہ تعالی اُنمین خیر اور نیکی تو البتہ اُنکو سناتا بعض صوفیہ کہتے ہین خیر کی علامت سماع
مین یہ ہی کہ بندہ اُسکے پورے اوصاف کے ساتھ اُسکو سُنے اور حق کے ساتھ اُسے
حق سے سماعت کرے اور بعض نے صوفیہ مین سے کہا ہی اگر اُنکو سماعت کا اہل
اور قابل جانتا تو سُننے کے لیے اُنکے کان کھول دیتا پس جس شخص کے وسوسے
مالک بن گئے اور اُسکے باطن پر حدیث نفس غالب ہو گئی تو وہ حسن استماع پر قدرت
نہین رکھتا تو صوفیا اور اہل قرب نے جب سمجھ لیا کہ ہر آئینہ کلام اللہ تعالی کا اور رسائل
اُسکے اوپر اُسکے بندون کی طرف اور خطابات اُسکے انھین کے واسطے ہین تو اُنھون
نے دیکھا کہ ہر ایک آیت اُسکے کلام سے تعالے شانہ علم کے دریاؤن مین سے
ایک دریا ہی اُن باتون کے سبب جنکو وہ متضمن اور مشتمل ہی علم کے ظاہر اور باطن
اور جلی اور خفی سے اور بہشت کے دروازون مین سے ایک دروازہ ہی باین اعتبار کہ
وہ جنت آگاہ اور ہوشیار کرتی ہی یا اُسکی طرف بُلاتی ہی اور دیکھا اُنھون نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو اس حیثیت کا کہ آپ اُسکے ساتھ ہوا سے
نطق نہین فرماتے ہین نہین ہی وہ مگر وحی کہ اللہ کی طرف سے بھیجی گئی ہی ادا ستماع
اُسکی طرف متعین ہوتا ہی تو جتنی باتین اُسکے پاس ہین اُنمین سب سے اہم اور عظیم
بالشان استعداد استماع کی ہی اور دیکھا کہ خوب کان دیکر سننا ملکوت کے دروازہ

گھٹ گھٹانا اور رغبت اور خوف کی برکت کا تنزل کرنا ہے اور دیکھا کہ وسوسے وخیالات
ہین جو نفس امارہ کی آتش سے اُٹھنے والے ہین اور عفونت ہے جو شیطان کی پھونک
مارنے سے فراہم ہوجاتی ہے اور حظوظ فانی اور مزہ دنیاوی جز جاودھوں کی لپیٹ اور
تباہی کی اسپیٹ ہین ایندھن کی مثال ہین جس سے آگ زیادہ بھڑکے اور قلب آشفتگی کے
سبب زیادہ تنگی سے پہونچے تو دنیا کو اُنھون نے چھوڑ دیا اور اپنی رغبت کو اُسکی
طرف سے پھیر دیا پس چونکہ آتش نفس سے اُسکی لکڑیان الگ ہوگئین اور شعلہ اُسکے
بھڑکنے سے ٹھہرے اور دھوان اُسکا کم ہوگیا تو اُنکے باطن اور قلوب حاضر علوم
کے موقعون ہین ہوے اور صفائی فہم کی اُسکے کانون پر آموجود ہوئی پھر جب کہ
وہ حاضر ہوئی تو سماعت کی حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہے آئینہ اسمین پند و نصیحت
اُس شخص کے لیے ہین جسکو قلب حاصل ہو یا کان اُسنے لگایا اور وہ حاضر و متوجہ
تھا حضرت شبلی رحمہ اللہ نے کہا قرآن کی نصیحت اُس شخص کے لیے ہین جسکا قلب
اللہ تعالی کے ساتھ حاضر ہے کہ ایک آن اور ایک لحظہ اس سے غافل نہین ہوتا حضرت
یحیی بن معاذ رازی نے کہا قلب دو قلب ہین ایک قلب ہے جو دنیا کے اشغال سے
بھر گیا ہے حتی کہ جب کوئی چیز امور طاعت سے پیش آیا تو وہ صاحب دل نہین جانتا
کہ وہ کیا کرے اس باعث کر کہ دل اُسکا دنیا مین مشغول ہے اور ایک قلب وہ ہے
کہ آخرت کے احوال سے پر ہوگیا حتی کہ جب کوئی چیز امور دنیا سے سامنے آئی تو وہ
صاحب دل نہین جانتا کہ کیا کرے اس وجہ سے کہ اُسکا دل آخرت کی طرف
جاتا رہا ہے تو بس دیکھ لے کتنا فرق ہے ان بھرے ہوے ظرفون کی برکت مین اور ان
اشغال فانی کی شامت مین جنکے باعث تو طاعۃ الہی سے محروم رہا بعض صوفیہ

نے کہا ہی لمن کان لہ قلب جسلیم من الاعراض والامراض یعنی اُس شخص کے لیے جسکو
قلب اعراض اور امراض سے سادہ اور سلامت حاصل ہی حسین ابن منصور نے کہا
کہ اُس شخص کے لیے جسکو ایسا قلب حاصل ہو جسمین شہود حق کے سوا کوئی خطرہ
سہو اور پڑھا انعی الیک قلوبا طالما حظلت * سحائب الوحی فیہا ابحر الحکم * یعنے
مین تجھے سناتا ہون ایسے قلبون کی سنا ونی جنپے وحی کے ایسے بادل برسا دیے
کہ اُنمین حکمت کے دریا بھرے ہوے ہین اور ابن عطا رنے کہا ایاب وہ قلب ہی جسنے
ملاحظہ حق تیتم تعظیم سے کیا اور اُسکے لیے گداز ہوگیا اور ماسوی اللہ سے قطع کر اللہ تعالی
کی طرف جھک گیا اور واسطی نے کہا لذکری یعنی البتہ پند و نصیحت اُس قوم کے لیے ہی
جو مخصوص ہین نہ کہ عام آدمیون کے لیے اُن لوگون کے لیے جنکو قلب حاصل ہی یعنی ذرازل
مین اور یہ وہ لوگ ہین جنکے حق مین اللہ تعالی نے فرمایا ہی او من کان میتا فاحیینا ہ
یعنی بھلا وہ جو مردہ تھا پھر ہم نے جلایا اور اُسی کو واسطی نے کہا ہی کہ مشاہدہ غافل کر دیتا ہی
اور یہ وہ دارہی فہم و ادراک دیتا ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی نے جب ایک شی کی تجلی کی تو
وہ شی اُسکے لیے خضوع و خشوع یعنی تواضع اور فروتنی کرتی ہی اور یہ جو واسطی نے کہا
بعض قومون کے حق مین صحیح ہی اور یہ آیت اُن قومون کے خلاف دوسری قومون
کو حکم کرتی ہی اور وہ ارباب تمکین ہین جنکے واسطے مشاہدہ اور فہم دونون جمع ہو جاتے
ہین تو موضع فہم کلا بات حسیت کا محل ہی اور وہ سمع قلب ہی اور موضع مشاہدہ کا بصر
قلب ہی اور سمع کے لیے ایک حکمت اور فائدہ ہی اور بصر کے لیے ایک حصہ اور فائدہ ہی
پھر جو شخص حال کے سکر اور نشہ مین ہی سمع اُسکی اُسکے بصر مین غائب ہو جاتی ہی اور
جو شخص صحو اور تمکین کے حال مین ہی اُسکی سمع غائب اُسکے بصر مین نہین ہوتی

اسواسطے کہ وہ مالک گردن حال کے ہین اور ظروف وجودہی سے جوبات سمجھنے کے قابل ہی سمجھتا ہی سبب یہ ہی کہ فہم الہام وسماع کا درودگاہ ہی اور الہام وسماع دونون ظروف وجودی کو چاہتے ہین اور یہ وجود وہی دوسری آفرینش کا پیدائش ہی اُس شخص کے لیے جو مقام صحو مین تمکین اور مستقر ہی اور یہ علاوہ اُس وجود کے ہی جو نور شاہد کے لمعان سے متلاشی او منعدم ہوجاتا ہی اُس شخص کے لیے جو فنائی گذرگاہ سے بڑھکر قرارگاہ بقا تک پہونچا اور ابن شمعون نے کہا کہ ہر آئینہ اسمین پند ونصیحت اُس شخص کے لیے ہی جسکا قلب ایسا ہو کہ آداب خدمت اور آداب قلب کو جانتا ہو اور وہ تین چیزین ہین تو قلب نے جب عبادت کا مزہ چکھا تو وہ شہوت کی غلامی سے آزاد ہوا پس شہوت سے جو کوئی رکا ادب کا ایک تہائی حصہ اُسنے پایا اور پھر کوئی اُس چیز کا خواہش مند ہوا جو اُسے ادب سے نہین آیا بعد ازانکہ وہ مشغول اُسمین ہوا ہو پایا تو اُسنے ادب کی دو تہائی حصہ ادب کا پایا اور تیسرے قلب کی سیری اُس چیز سے جو وفا کے وقت اُسنے بڑھکر پہلے ہی بخشش کی اُسوقت پورا ادب پا لیا اور محمد ابن علی باقر نے کہا ہی قلب کی موت نفس کی شہوات سے ہی تو جتنا شہوات کو چھوڑا اُسی قدر حیات کا حصہ پایا پس سماع زندون کے لیے ہی مردون کے لیے نہین ہی اللہ تعالے نے فرمایا ہی ہر آئینہ تو مردون کو نہین سنا سکتا اسہل ابن عبداللہ نے کہا ہی قلب نرم و تنگ ہی اسمین خطرات وسوسہ اثر کرتے ہین اور تھوڑے کا اثر اُسپر بہت ہی اللہ تعالے فرمایا ہی ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین یعنی اور جو کوئی اللہ تعالے کے ذکر سے اندھا اور غافل ہو تو اُسپر ہم ایک شیطان تقدیر کردیتے ہین

جو اُسی کے ساتھ رہتا ہی پس دل ایک کام کا کرنے والا ہی کہ وہ تھکتا ہی نہین اور
نفس جاگتا ہوا ہی کہ وہ سوتا ہی نہین پھر اگر بندہ ہو مستمع اللہ تعالی کی باتون کا تو بہتر
ورنہ وہ شیطان اور نفس کا مستمع ہی پس ہر چیز سد باب استماع کی ہی اور نفس کی حرکت
سے اور اُسکی جنبش مین شیطان راہ پاتا ہی اور حدیث مین وارد ہی کہ اگر شیطان نبی آدم
کے قلوب کے اردگرد نہ پھرتے تو ضرور وہ آسمان کے مقامات ملائکہ کو دیکھتے اور حسین
نے کہا ہی کہ بصیرون کی بصارت اور عارفون کی معرفت اور علماء ربانی کا نور
اور گذشتہ ناجیون کے طریق اور ازل اور ابد اور جو کچھ اُن دونون کے مابین ہی
کائنات حادثہ سے وہ سب اُس شخص کے لیے ہی جسکو قلب حاصل ہوا کہ وہ کان
سُننے کے واسطے لگاتا ہی اور ابن عطا نے کہا وہ ایسا قلب ہی کہ حق کا ملاحظہ کرتا ہی
اور مشاہدہ اور اُس سے خطرہ اور فترہ کے سبب غائب نہین ہوتا تو اُسکے ساتھ
سُنتا ہی بلکہ اُس سے سُنتا ہی اور اُسکے ساتھ حاضر ہوتا ہی بلکہ اُسکی شہادت
کرتا ہی پھر جبکہ قلب حق کا ملاحظہ چشم جلال سے کرتا ہی ڈرتا ہی اور لرزتا ہی اور جب
اُسے دیدۂ جمال سے مطالعہ کرتا ہی سکون اور قرار آجاتا ہی اور بعضون نے کہا ہی اُس
شخص کے واسطے جسکا قلب ہو ایسا قلب کہ اللہ تعالے کے ساتھ تجرید اور تفرید
قوت دیتا ہو یہان تک کہ دنیا اور خلق اور نفس سے بھاگ نکلے تب اُسکے غیر کے
ساتھ مشغول نہو اور نہ سوا اللہ کی طرف مائل ہو پس قلب صوفی ساری دنیا سے
مجرد اور الگ تھلگ ہو کان اپنے لگائے ہوئے اور پھر اُسکی حاضر ہو پھر اُسنے
سُنی مسموعات اور دیکھی مبصرات اور پائے ہوا مشہودات کی اپنے اللہ
کی طرف رسیدگی اور اپنے اللہ کی حضوری مین موجودگی اور کل اشیاء اللہ تعالی

سکے پاس اور وہ اللہ کے پاس ہی تو سُنا اور دیکھا تب اُن سب کو دیکھا اور سُنا اور
اُنکی تفصیلوں کو نہ سُنا اور نہ مشاہدہ کیا اسواسطے کہ وہ اجمالات چشم شہود کی وسعت سے
مدرک اور معلوم ہوتے ہین اور تفصیلین ظرف وجود کی تنگی سے ادراک نہین ہوتین اور
اللہ تعالی عالم تمام اجمال اور تفصیل کا ہی اور بہتیرے حکما نے سماعت مین تفاوت
انسانون کی مثال لکھی ہی اور کہا ہی کہ ایک کسان اپنا بیج لیکر نکلا تو اپنا کف دست
اُس سے بھر لیا تو کچھ اُسمین سے راستہ پر بکھر گیا کچھ بھی دیر نہ لگی کہ اُسپر پرند آن گرے
اور اُسے چُگ گئے اور کچھ اُسمین سے ہموار پتھر پر گرے اور وہ سنگ درشت ہی جسپر تھوڑی
مٹی اور کچھ نمی تھی پھر جما یہانتک کہ جب اُسکے ریشے پتھر تک پہونچے تو کوئی راستہ اور منفذ
نہ پایا جسمین باسانی اترے تو سوکھ گیا اور اُسمین کچھ بھر زمین مین گرا جسمین کانٹے
اونچے ہوتے تھے پھر وہ جما ہرگاہ کہ وہ بڑھا اور اونچا ہوا تو اُسکا گلا کانٹون نے دبایا
اور اُسکو بگاڑ دیا اور خراب کر دیا اور اُسمین سے کچھ جل گیا اور کچھ اُسمین سے پتھر زمین مین گرا
[illegible] تھے اور [illegible] اور بڑھا اور [illegible]
پس اُس کسان کی مثال ایک حکیم کی ہی اور بیج کی مثال [illegible] کلام کی [illegible]
[illegible] اُسکی مثال ایک ایسے شخص کی ہی جو کلام کو سُنتا ہی اور [illegible]
[illegible]
اُسکو بھلا دیتا ہی اور [illegible] اُسکی مثال ایسے شخص کی ہی جو اُسکو سُنتا اور
سمجھتا ہی اُسکے بعد کلمہ قلب تک پہنچتا ہی جسمین کچھ عزم و ارادہ عمل کرنے پر نہین ہی
تب اُسکے قلب سے دور کر دیتا ہی اور جو بیج زمین پر گرا جسمین کانٹے ہین اُسکی مثال ایسے
شخص کی ہی جو کلام کو سُنتا ہی اور اُسپر عمل کرنیکا ارادہ بھی رکھتا ہی جو وقت اُسکے

یعنی مین خوشبو لیتا ہون نرم ہوا سے کہ اُس سے واقف نہین ہون میرے گمان مین وہ ایک سبزہ رنگ ہی کہ اسنے آستین تجہسے ملی ہین پہر اسمین کلمہ ہی کلمہ بس جاتا ہی اور بال بال اُسکا سمع اور ذرہ ذرہ اُسکا بصر ہوجاتا ہی تب وہ حالت ہوجاتی ہی کہ کل سماعت کل سے اور کل نظارہ کل سے کرتا ہی اور یہ کہتا ہی شعر

	ان تاملتکم فکلی عیون		وان ذکرتکم فکلی قلوب	

یعنی اگر مین نظر تمہاری طرف کرون تو سراپا چشم ہون یا تمہین یاد کرون تو ہمہ تن دل ہون اللہ تعالی نے فرمایا ہی پس میرے بندون کو بشارت دے جو بات کو سنتے ہین پہر اُسکی خوب پیروی کرتے ہین یہ وہ لوگ ہین جنکو اللہ تعالی نے ہدایت کی ہی اور یہی لوگ صاحب خرد ہین بعض صوفیہ نے کہا ہی نہایت اور عقل کے سو جزو ہین انمین سے ننانوین جزو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور ایک جزو تمام مومنون مین ہی اور وہ جزو جو کل مومنین مین ہی اکیس حصون مین تقسیم ہی تو ایک حصہ مین سب مومن برابر ہین وہ شہادت اصلی ہی کہ لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ یعنی نہین ہی کوئی معبود مگر اللہ اور ہی البتہ محمد رسول اللہ کے ہین اور بیس حصے جو باقی رہتے وہ مختلف بڑہے ہوے ہین اپنے اپنے حقائق ایمان کے اندازہ اور مقدار پر بعضون نے کہا ہی کہ اس آیت مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا اظہار ہی یعنی آپمین اور عقل تر وہی ہی جسکو آپ لائے ہو واسطے کہ ہر گاہ اُسکو صحبت تکلیمی اور قرب اسمعو پر قبل از آفرینش دنیا حاصل ہوا تو سب احوال اُسپر انوار ظاہر ہوے اور آپکے ہمراہ احسن الخطاب تہا اور تمام مقامات مین اُسکو سبقت ہی کیا تم نہین دیکہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین نحن الآخرون السابقون

یعنی وجود اور پیدائش میں ہم آخر ہیں اور محل قدس کے فضل میں خطاب اول کے
سابق ہیں اور فرمایا عز اسمہ جل شانہ نے یا ایہا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا
دعاکم لما یحییکم یعنی اے ایمان والو اللہ اور رسول کے لیے استجابت کرو جب تمہیں بلائیں
اُس چیز کے لیے جو تمہاری زندگی کے باعث ہے جنید علیہ الرحمہ نے کہا ہے اُن لوگوں
نے اپنی طرف دم کھینچا اور خوشبو لی اُس شے کی جس کی طرف انھیں بلایا پھر شتابی کی
اُن تعلقات کے دور کرنے میں جو انھیں شغل میں لگائے ہوئے تھے اور یار رسائی
کے ملنے پر نفوس سے اوشا پڑے اور شدت ان کی تشنگی بجھی اور ہوا ملتفت اللہ سے پہنچے
رہے اور حسن ادب سے اُن کاموں میں رہے جس کی طرف انھوں نے توجہ کی اور مشقتیں ان
اُنپر آسان ہوگئیں اور مقصود کی قدر پہچانی اور اپنے مالک کے سوا دوسرے
کے ترک کی رغبت سے اپنی ہمتوں کو روک لیا تو وہ حیات ابدی پاگئے اس زندگی
کے ساتھ جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور واسطی رحمۃ اللہ تعالی نے کہا اُس کی
حیات صفائی اُس کے ہر ایک معنوں سے لفظا اور فعلا ہے اور بعضے صوفیہ نے کہا ہے
استجابت کرو تم اللہ تعالی کے واسطے اپنے اسرار سے اور رسول علیہ السلام کے
لیے اپنی ظاہرات سے پس نفوس کی حیات متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہے اور قلوب کی حیات مشاہدۂ غیوب سے ہے اور جو اللہ تعالی سے شرم کرنا تقصیر کے دیکھنے
سے ہے اور ابن عطا نے فرمایا اس آیت میں استجابت چار وجہ پر ہے اُن میں کے اول
توحید کی اجابت ہے اور دوم اجابت تحقیق اور سوم اجابت تسلیم چوتھے اجابت تقرب
ہے اور استجابت بقدر سماع اور سماع بقدر فہم اور فہم بقدر معرفت قدر کلام ہے اور
معرفت کلام کی قدر معرفت اور علم متکلم کے ہے اور وجوہ فہم کے مجموع بیان میں نہیں کی

وجوہ کلام غیر محصور ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہو اگر دریا سیاہی کلمات رب میرے
کے لیے ہنجائے تو ہر آئینہ دریا کلمات ربانی سے پہلے چک جائین پس اللہ تعالی کے
واسطے ہر ایک کلمہ ہین قرآن سے اُسکے کلمات ایسے ہین کہ اُنسے پہلے دریا کے دریا چک
جائین اور ہر ایک کلام ایک کلمہ ہی بنظر ذات توحید کے اور ہر ایک کلمہ کلمات ہین اگر
نظر وسعت علم پر کرین حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ وہ اس حدیث کو حضرت
نبی علیہ السلام کی طرف مرفوع کرتے تھے فرمایا کہ قرآن سے کوئی آیت نازل نہین
ہوئی مگر یہ کہ اُسکے لیے ظاہر اور باطن ہی اور ہر ایک حرف کے لیے ایک حد ہی اور
ہر ایک حد کے لیے ایک مطلع ہی اور وہی اُستا ہی مین نے کہا ای ابا سعید مطلع کیا چیز ہی
کہا اطلاع کرتی ہی وہ قوم جو اُسکے اوپر عمل کرتی ہی ابو عبید نے کہا میرا گمان ہی کہ حسن کا
یہ قول اسکے سوا نہین کہ عبد اللہ بن مسعود کے قول کی طرف گیا ہی ابو عبید نے کہا
میرا گمان ہی کہ حجاج نے شعبہ سے اُسنے عمرو بن مرہ سے اُسنے عبد اللہ بن مسعود سے
فرمایا کوئی حرف یا آیت نہین ہی مگر یہ کہ ہر آئینہ اُسپر ایک قوم نے عمل کیا اُسکے لیے
ایک قوم ہی کہ عنقریب اُسپر عمل کرے گی پس مطلع ایک عقبہ اور کمائی ہی کہ اُسپر اپنے
علم کی معرفت سے چڑھتا ہی پس مطلع فہم ہی کہ اللہ تعالی کھولتا ہی ہر قلب پر جسے
رزق نور سے دیتا ہی اور ظہر و بطن اُسکی معنی و تاویل ہی اور بعض نے کہا ایک قوم
نے کہا کہ ظہر لفظ قرآن اور بطن اُسکی معنی و تاویل ہی اور بعض نے کہا کہ ظہر قصہ
کی صورت ہی اُس چیز سے کہ اللہ تعالی نے خبر دی ہی اپنے عتاب سے کسی قوم
پر اور عقاب سے جو اُنپر ہوگا اور اسکا ظاہر خبر کا اُس سے دیتا ہی اور اُسکا باطن
نصیحت اور تنبیہ ہی اُس شخص کے لیے جو قرأت کرتا اور بہت سے سماعت

کرتا ہی اور بعض نے کہا ظاہر اُسکا اتارنا اُسکا ہی جسپر ایمان لانا واجب ہی اور باطن اُسکا
عمل اُسپر واجب ہوتا ہی اور بعض نے کہا ظہر اُسکی تلاوت ہی جیسا وہ نازل ہوا فرمایا
حق سبحانہ تعالی نے ورتل القران ترتیلا یکسان اور بآرام کھلی تلاوت کر قرآن کی ترتیب
سے اور بطن اُسکا سوچ بچار اور اُسمین فکر کرنا ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ
ایک کتاب ہی جسے تیری طرف ہم نے اتارا ہی برکت والی ہی تاکہ اُسکی آیتون میں
تأمل اندیشی کرین اور نصیحت لین وہ لوگ جو دانشمند ہین او بعض نے کہا کہ ہر
حرف حد یعنی ہر حرف کے لیے حد ہی تلاوت مین کہ مصحف سے جو امام ہی تجاوز نہ کرے
اور تفسیر مین سُنے ہوے منقول سے نہ بڑھے اور تفسیر اور تاویل مین فرق کیا گیا ہی پس
تفسیر علم ہی آیت کے نزول اور شان اور قصہ کا اور اُن اسباب کا جسکے لیے آیت
اُتری ہی اور یہ جو تفسیر ہی اُسمین کچھ کافہ خلق کو کہنا حرام ہی اور ممنوع مگر سماع اور آثار
سلف سے جائز ہی اور تاویل آیت کا پھیرنا ہی ایک معنی کی طرف جسکا احتمال اُسمین
ہو جبکہ معنی محتمل جسکو وہ دیکھتا ہی کتاب اور سنت کے موافق ہو پھر تاویل طرح
طرح کی معہ دل کی طرح طرح کے حال کے ساتھ ہی اُس بیان کے برابر جو ہم نے صفاے
فہم اور رتبۂ معرفت اور منصب قرب الہی سے ذکر کیا ہی ابو الدرداء نے کہا کوئی شخص
پورا فقیہ نہین ہوتا حتی کہ قرآن کے وجوہ کثیر نہ دیکھتا ہو تو کیا ہی اچھے کا قول ہی
عبد اللہ بن مسعود کا کوئی آیت نہین مگر یہ کہ اُسکے لیے ایک قوم ہی کہ عنقریب اُسپر
وہ لوگ عمل کرینگے اور یہ کلام ترغیب دیتا اور برانگیختہ کرتا ہی ہر طالب صاحب ہمت
کو اُسپر کہ اپنے دل سے موارد کلام کو صاف اور ستھرا کرے اور اُسکے معنی دقیق اور
اُسکے بھرا پوشیدہ کو سمجھے درین صورت صوفی کے لیے جو دنیا سے بے غم اور

ماسوا اللہ سے فارغ دل کہان ہی ہر ایک آیت سے ایک مطلع ہی اور ہر مرتبہ تلاوت
مین نیا مطلع اور فہم تازہ مترتب وہ ہی اور اُسکے لیے ہر فہم کے ساتھ عمل نرالا ہی اور ہر عمل
فہم عمل کی طرف بلاتا ہی اور اُنکا عمل صفائی فہم اور نظر دقیق کو معانی خطاب مین کھینچتا ہی تو
فہم سے علم ہی اور علم سے عمل اور علم و عمل کا تو آمین باری باری سے آتے ہین اور یہ عمل اب
دہی قلوب کا عمل ہی اور عمل قلوب عمل قالب کے علاوہ ہی اور اعمال قلوب یعنی لطافت اور
سدرقت سے علوم کے ہم شکل اور ہم صورت ہین اسواسطے کہ وہ نیات اور ضمیر اور تعلقات
ردیہ اور تاویات دنی اور افسانہ گوئی مخفی ہین اور جب کبھی ان اعمال سے کوئی عمل
کرتے ہین علم سے ایک علم اُنکا بلند ہوتا ہی اور ایک مطلع جدید پر فہم آیت سے طلوع
کرتے ہین اور میرے سر باطن مین یہ بات کھٹکتی ہی کہ مطلع سے نہ یہ مراد ہی کہ وہ صفاء
فہم کے سبب آیت کے دقیق معنی اور راز سربستہ پر آگاہ ہونے سے ہی ولیکن مطلع
یہ ہی کہ ہر آیت پر اُسکے سبب شہود متکلم پر طلوع کرے اسواسطے آیتین اوصاف
اُسکے سے ایک وصف اور اُسکی صفات سے ایک صفت امانت رکھی ہوئی ہی
تو اُسکے لیے تجلیات آیتون کی تلاوت اور سماع سے متجدد ہوتے ہین اور یہ
آئینہ اُسکے لیے پہنچاتے ہین جو عظمت جلال سے خبر دیتے ہین اور ہر آئینہ امام جعفر صادق
رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ آپ نے فرمایا ہی ہر آئینہ اللہ تعالی اپنے بندون
کے لیے اپنے کلام مین متجلی ہوا ہی مگر وہ نہین دیکھتے پس ہر ایک آیت کے
لیے اس وجہ سے مطلع ہی تو حد حد کلام ہی اور مطلع حد کلام سے شہود متکلم
کی طرف ترقی کرتا ہی اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہی
کہ آپ غش کھا کر ایک دفعہ گر پڑے جب کہ وہ نماز مین تھے تو اس حالت سے

سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مین آیت کو دوہراتا رہا یہان تک کہ اُسکو مین نے
اُسکے متکلم سے سُنا پس صوفی جب کہ اُسکے لیے ناصیۂ توحید کا نور چمکا اور اُس نے
وعدہ و وعید کی سماعت پر کان رکھے اور اُسکا قلب ماسوا اللہ سے چھوٹ کر
اللہ تعالی کے سامنے حاضر ہوا تو اپنی زبان یا غیر کی زبان کو تلاوت مین مثل درخت
موسی علیہ السلام کے دیکھتا ہی جان کہ اُسکو اللہ تعالی نے سُنایا اُس درخت سے
خطاب اپنا حضرت علیہ السلام کو انی انا اللہ ہر آئینہ مین ہون اللہ تو جب اُسکا سماع
اللہ تعالی سے تھا اور استماع اُسکا اللہ کی طرف سمع اُسکا بصر اُسکے دور اجرا اُسکے
سمع اُسکا اور علم اُسکا عمل اُسکا اور عمل اُسکا علم اُسکا ہو گیا اور پھیرا آخر اُسکا اول کو
اور اول اُسکا اُسکے آخر کو اور اُسکے معنی کیہ ہر آئینہ اللہ تعالی خطاب ذریات کو اپنے
قول سے کیا کیا مین تمھارا رب نہین ہون تو اُنھون نے یہ ندا نہایت صاف
سُنی اُسکے بعد برابر ذریات اصلاب اور ارحام مین منتقل ہوا کین فرمایا اللہ تعالے
نے کہ وہ تجھے دیکھتا ہی جب تو قیام کرتا ہی اور تعقب تیرا ساجدین مین یعنے
تعقب تیرے ذرہ اہل سجود کے اصلاب مین جو تیرے آبا انبیا ہے ہین پس ہمیشہ
ذرات منتقل ہوتے رہے حتی کہ اپنے اجساد کی طرف بروز کیا پس وہ ظلمت سے
ساتھ قدرت سے اور علم شہادت کے ساتھ عالم غیب سے محجوب ہو گئے اور
انکو اکثیرو مین ادلتے بدلتے تاریکی اُسکی بہت جمع ہو گئی پس جب کہ اللہ تعالے
کسی بندہ کے حسن استماع کا ارادہ کرتا ہی اسطرح کہ اُسکو صوفی صافی بنائے تو
ہمیشہ اُسکے تزکیہ اور تجلیہ کے مراتب مین ترقی دیتا ہی حتے کہ وہ عالم حکمت کی
ضیق مقام سے خلاص پاکر فضاء قدرت مین نکل آتا ہی اور اُسکی چشم باطن سے

جو وار پار ہو جانے والی ہی پر دہ ہاے ظلمت دور ہو جاتے ہین تو اُسے الست بربکم
سماع کشف اور عیان ہوتا ہی اور توحید و عرفان اُسکا بتیان اور برہان اور
اُسکے خاطر تاریکی واصلون کی لوامع انوار مین مندرج ہو جاتی ہی بعض نے نہین سے
کہا ہی ہم یاد کرتے ہین کہ خطاب الست بربکم کا اُس سے اشارہ اِس حال کی طرف ہی جو
جس وقت صوفی اِس وصف کے ساتھ متحقق اور موصوف ہو گیا تو اُسکا وقت سرمد
اور شہود اُسکا موبد ہو گیا اور سماع اُسکا متوالی اور متجدد وہ سُنتا ہی اللہ تعالی
اور اُسکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو جیسا کہ حق سُننے کا ہی سفیان
ابن عیینہ نے کہا ہی اول علم استماع ہی پھر فہم پھر حفظ پھر عمل پھر اُسکا پھیلانا اور بعض
صوفیہ نے کہا ہی حسن استماع کا تعلیم پانا ایسا ہی کہ جسطرح حسن کلام کی تعلیم پانا ہی
اور بعض نے کہا ہی کہ حسن استماع سے یہ ہی کہ متکلم کو مہلت دیجائے تا آنکہ وہ اپنی
بات پوری کرے اور ادہر اُدہر کم دھیان دے اور بات کرنے والے اور یاد
رکھنے والے کی طرف مُنہ اور نظر رکھے اللہ تعالے اپنے نبی علیہ السلام کے لیے
فرماتا ہی اور مت جلدی کر قرآن کے ساتھ پہلے اس سے کہ وہ تیری طرف ادا
پورا کیا جاوے اور فرمایا مت جنبش دے اُسکے ساتھ اپنی زبان کو تاکہ اُسے جلدی
سے پڑھے یہ تعلیم ہی حسن استماع کی اللہ تعالی کی طرف سے اپنے رسول علیہ السلام
کے لیے بعض نے کہا معنی اُسکے یہ ہین کہ مت لکہا اُسے صحابہ کو جبتک کہ تو اُسکے
معانی کو سوچ سمجھے تاکہ اول تو وہ نہو جو اُسکے عجائب اور غرائب مین خطا
کرتے ہین اور کہا گیا ہی کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اُنپر جبرئیل
علیہ السلام نازل ہوتے اور وحی اُنکو پہونچاتے تو قرآن کے پڑھنے مین جلدی کرتے

خوف سے توقف نہ فرماتے تو اللہ تعالی نے اس سے منع فرمایا یعنی شتابی نہ کر اسکے پڑھنے مین قبل اسکے کہ جبرئیل علیہ السلام آپ تک القا کرنے سے فارغ نہو جائے اور کبھو مطالعہ علوم اور اخبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سماع بے معنی مین آتا ہی اور مطالعہ کرنے والا علوم و اخبار اور تواریخ اہل صلاح اور انکے حکایات اور انواع اقسام کے حکم اور امثال کا محتاج ہوتا ہی جن مین عذاب آخرت سے نجات ہی کہ ان سب مین وہ ادب فن حسن استماع کا ہو جاتے اسواسطے کہ یہ ایک نوع اسی کی ہی اور جس طرح کہ قلب حسن استماع کے لیے مستعد زہد و تقوی سے ہوتا ہی یہان تک کہ جو کچھ سنا انمین سے جو بہت اچھا ہی اسے لیا پھر وہ ہر ایک شی سے مطالعہ کے ساتھ اچھی چیز کا انتخاب کرنے والا ہو جاتا ہی اور مطالعہ کے آداب سے یہ ہی کہ بندہ جب کسی ایک چیز کے مطالعہ کا حدیث و علم سے ارادہ کرے تو سمجھ لے کہ ہر آئینہ کبھو اسکا مطالعہ ہواے نفسانی اور ذکر و تلاوت اور عمل پر کم صبری سے ہوتا ہی تو وہ مطالعہ سے ایسی ہی راحت پاتا ہی جیسے لوگون کی صحبت اور انکی بات چیت سے آرام پاتا ہی تو چاہیے کہ زیرک آدمی اپنے نفس کو اس معاملہ مین ٹٹولے اور مطالعہ کتب سے اپنے وقت کی اس حد تک کہ اسکو حاصل کرتا ہی خبر رکھے نہ آرام رکھے اور حد سے زیادہ کی انمین رعایت نہ کرے پس جب کسی کتاب یا اور کسی علمی بات کا مطالعہ کرنا چاہے تو اسکی طرف مبادرت نہ کرے مگر بعد ثبات و قرار اور انابۃ اور رجوع کے اللہ تعالی کی طرف اور بعد اسکے کہ اللہ تعالی کی رحمت سے تائید چاہے اسواسطے کہ ہر آئینہ کبھو مطالعہ سے بھی اللہ تعالی وہ مراتب روزی اور نصیب کرتا ہی جو اسکے حال

کی ترقی ہی اور اسکے لیے استخارہ اپنے دیکھ لے تو اور بھی اچھا ہی کہ تحقیق اللہ تعالے اُسپر سمجھنے اور سمجھانے کا دروازہ کھول دیتا ہی بخشش کی راہ سے منجانب اللہ مستزاد اُسپر جو صورت علم سے ظاہر ہو پس علم کے لیے ایک صورت ظاہری اور ایک سر باطنی اور وہ فہم ہی اور اللہ تعالی نے شرف فہم پر اپنے قول سے آگاہ کر دیا ہی ففہمنا ہا سلیمان وکلاً آتینا حکما وعلما یعنی سمجھا دیا ہم نے اُسے سلیمان کو اور ہر ایک کو ہم نے حکم اور علم دیا اسمین اشارہ فہم کی طرف زیادہ خصوصیت کے ساتھ کیا اور علیحدہ علیحدہ کر دیا حکم اور علم کو اللہ تعالی نے فرمایا ہی ہر آئینہ اللہ تعالے جسکو چاہتا ہی سُناتا ہی پس ہر گاہ سُنانے والا خود اللہ تعالی ہی تو کبھو زبان کے واسطے سے سُناتا ہی اور کبھو اُس شی سے جو اُسکو مطالعہ کتب کے ساتھ بیان سے روزی کیا ہی اسی واسطے جو کچھ کہ اللہ تعالی کشود کرتا ہی مطالعہ کتب سے اُس معنی مین وہ مل گیا جو مسموع نے حسن استماع کی برکت سے نصیب ہوتا ہی تاکہ بندہ اسمین تجسس اپنے حال کی کرے اور اپنے علم اور ادب کو سیکھے اسواسطے وہ ایک بڑا باب رحمت کے ابواب سے ہی اور سلوک آخرت کے سب سے زیادہ نفع دیتا ہی

تیسرا باب علوم صوفیہ کی فضیلت کے بیان مین اور اُن سے ایک نمونہ کی طرف اشارہ کر کے

حکیم بن حزام سے روایت ہی کہ ایک شخص نے حضرت نبی علیہ السلام سے سوال کیا کہ شر کیا چیز ہی تو فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ سے شر کی بابت سوال نکرو اور خیر کی نسبت دریافت کرو تین دفعہ اسکو فرمایا پھر کہا کہ شر بُرے دان کے شریر علما ہیں اور نیکوں کے نیک علما نیک ہیں کہ علما امت کے رہنما اور دین کے ستون اور جہالت جبلی کے ظلمت کے چراغ اور دیوان اسلام کے پیشرو

اور کتاب و سنت کی حکمتون کے معاون اور اسد تعالی کے امنا اُسکے خلق ہین اور
بندگان خدا کے طبیب چارہ ساز اور ملت مستقیم کے نقاد اور جو بے امامت کے بار
اُٹھانے والے ہین تو وہ زیادہ حقدار خلق مین حقائق تقوی اور پرہیز کے ہین اور
تمام بندگان خدا سے بڑھکر حاجتمند زہد فی الدنیا کے اسواسطے کہ یہ علما اُن
باتون کے محتاج اپنے نفس اور دوسرون کے لیے ہین تو اُنکا فساد و صلاح
متعدی ہی سفیان بن عیینہ نے کہا سب آدمیون مین بڑا جاہل وہ ہی جسنے جانی ہوئی
بات کا عمل ترک کر دیا اور سب سے بڑھا ہوا عالم وہ شخص ہی جسنے عمل اُسپر کیا
جسکا اُسے علم ہوا اور افضل الناس وہ ہی جو سب سے زیادہ اسد تعالی کے لیے
فروتنی اور تواضع کرنے والا ہو اور یہ قول صحیح ہی محکم اس وجہ سے کہ عالم جب اپنی
معلومات پر عمل نہ کرے تو وہ عالم ہی نہین چاہئے کہ اُسکی فصاحت اور تکبر اور
حذاقت اور مناظرہ و مجادلہ کی قوت تجھے مغالطہ نہ دے اسواسطے کہ جاہل ہی اور
عالم نہین ہی الا اگر اسد تعالی برکت علم سے اُسپر بخشش کرے کہ ہر نکتہ اسلام مین علم
اپنے اہل کو ضائع نہین کرتا اور عالم کا برکت علم سے پلٹ آنا امید کیا جاتا ہی
اور علم فرض ہی اور فضیلت ہی پس فرض وہ ہی کہ انسان کو اسکے جاننے سے
چارہ نہین ہی تاکہ وہ حق واجب دینے پر قائم ہو اور فضیلت وہ ہی جو بقدر
حاجت پر زیادہ ہو اُن چیزون مین سے جو نفس مین فضیلتا حاصل کرتا ہی اور
کتاب اور سنت کے موافق ہو اور جو علوم کتاب و سنت کے اور جو کچھ ان
دونون سے مستفاد ہوا ہی یا اُن دونون کے سمجھنے پر معین یا اُنکی طرف مستند
ہین خواہ کوئی ہو موافق نہووے تو وہ رذیلت ہی اور فضیلت نہین ہی

اُس سے انسان کی زیادہ خوار سی ہوتی ہی اور دنیا وآخرت کی فرومایگی ہی پس
جو علم کہ فرض ہی اُسکی ناداستگی کی وسعت انسان کو نہین یعنی اُسکے جانے بغیر رہ
نہین سکتا بنابر اسکے کہ حضرت انس بن مالک نے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی طلب کرو اگرچہ ملک چین مین ہو اسواسطے کہ ہر آئینہ علم کا
طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہی اور علما نے اُس علم مین اختلاف کیا ہی جو فرض ہی
بعضون نے کہا کہ وہ علم اخلاص او معرفت آفات نفس اور مفسدات اعمال کا ہی اس لیے
کہ اخلاص کیلیے امر ہی اور اخلاص مامور بہ کے گھرون کو نفس کا مکر اور غرور و اسکا تند
و شہوات خفیہ خراب اور تباہ کرتے ہین تو اُسکا جاننا فرض ہو گیا اور بعض نے
کہا خطرات اور اُسکی تفصیل کا جاننا فرض ہی اسواسطے کہ خطرہ ہی اصل اور مجر بنیاد
فعل کی اور اسکے مبدا او منشا ہین اور اسی سے پہچان پڑتا ہی فرق وارد ملکی اور وارد
شیطانی کا تو فعل نہین صحیح ہوتا جبتک کہ اُسکی صحت نہو اور بعضون نے کہا ہی وہ علم
وقت کی طلب ہی اور سہل بن عبد اللہ نے کہا کہ وہ علم حال کی طلب ہی یعنی علم اُس حال کا جو
اُسکے دنیا و آخرت مین اللہ تعالی اور اُسکے درمیان ہی اور بعضون نے کہا کہ وہ علم
حلال کی طلب ہی اس لیے کہ اکل حلال فرض ہی اور ہر آئینہ بعد فریضہ کے فریضت
طلب حلال کی وارد ہوئی ہی تو اُسکا علم بھی فرض ہو گیا اس شکل سے کہ وہ فرض ہی
اور بعضون نے کہا وہ علم باطن کی طلب ہی اور وہ اُسے کہتے ہین کہ بندہ کا یقین اُس سے
زیادہ ہوتا ہی اور یہ وہ علم ہی کہ جو حاصل ہوتا ہی صحبت سے اور صالحین کی
مجالست سے جو علماء صاحب یقین اور زہاد مقربین ہین اُنکو اللہ تعالی نے
اپنے لشکر مین داخل کیا ہی کہ اُنکی طرف طالبین کو روانہ کرتا ہی اور اُنکے طریقہ

انکو قوی کر دیتا ہی اور انھین کے سبب انکو ہدایت کرتا ہی پس علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے وارث ہین اور اُنسے علم یقین کی تعریف حاصل ہوتی ہی اور بعضے کہتے ہین کہ وہ
علم خرید فروخت اور بیاہ اور طلاق کا ہی کہ جب ارادہ اُنمین داخل ہونے کا کسی چیز
مین ان سے کرے تو اُسپر واجب ہی کہ علم اُسکا حاصل کرے اور بعض نے کہا کہ وہ یہ
ہی کہ بندہ ایک عمل کا ارادہ کرتا ہی اور نہین جانتا کہ اُسمین اللہ کے واسطے اُسپر کیا حق ہی
تو اُسکے لیے جائز نہین کہ اپنی راے سے عمل کرے اسواسطے کہ وہ جاہل ناواقف
اُن چیزون سے ہی جو اُنمین اُسکے نفع اور نقصان کی ہی تب وہ کسی عالم کی طرف
رجوع کرتا ہی مگر اُس سے پوچھے عمل سے تاکہ وہ اُسکو جواب بصیرت کے ساتھ دے
اور اپنی راے سے عمل نہ کرے اور یہ علم ہی جسکا حاصل کرنا وہان واجب ہی جہان
کوئی جاہل ہی اور بعض نے کہا علم توحید کی طلب فرض ہی کوئی کہتا ہی کہ طریقہ نظر
استدلال ہی اور کوئی کہتا ہی کہ وہ طریقہ نقل ہی اور بعضے صوفیہ نے کہا ہی جبکہ بندہ
علامت باطن اور حسن قبول و انقیاد کے ساتھ اسلام مین ہی اور اُسکے سینہ مین کوئی
شی راسخ نہین ہوئی تو وہ سالم ہی اور اگر اُسکے سینہ مین کوئی بات جم گئی یا کہ کوئی شی عقیدہ
رد و قدح مین وسوسہ ڈالتی ہی یا کسی شبہہ مین گرفتار ہی جسکے نتائج سے وہ امن نہین پاتا ہی
کہ اُسے کسی بدعت یا ضلالت کی طرف کھینچ لیجائے تو اُسپر واجب ہی کہ اشتباہ اور
استکشاف کرے اور اہل علم اور اُنکے لوگون کی طرف رجوع کرے جو اُسکو طریق صواب
سمجھانے اور شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ نے کہا وہ علم فرائض پنجگانہ ہی جنپر اسلام کی بنا
رکھی گئی اسواسطے کہ وہ سب مسلمانون پر فرض ہین اور جب اُنکا عمل فرض ہی تو اُسکے
عمل کا علم بھی فرض ہو گیا ہی اور ذکر کیا گیا ہی کہ علم توحید اُنمین داخل ہی

اس لیے کہ اسمین اول دو شہادت ہین اور اخلاص اسمین داخل ہی کیونکہ وہ اسلام
کی ضرورت سے ہی اور علم اخلاص صحت اسلام مین داخل ہی اور جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے خبر دی کہ وہ ہر ایک مسلمان پر فرض ہی تو وہ اسکی مقتضی ہی کہ مسلمان اسکے
بغیر علم کے نہ رہے اور جسقدر اقوال کہ پہلے بیان ہو چکے اکثر ان مین ایسے ہین کہ مسلمان
کو اسکے خیال مین وسعت ہی اسواسطے کہ وہ کبھی من کل الوجوہ علم خواطر اور علم حال
اور علم جلال کا نہین رکھتا اور علم یقین جو علماء آخرت سے حاصل ہوتا ہی جیسے کہ تو
دیکھتا ہی اور اکثر مسلمان ان چیزون سے لاعلم ہین اور اگر یہ سب چیزین فرض
ہوتین تو البتہ اکثر خلق اس سے عاجز ہوتین مگر جسکو اللہ چاہے اور میرا میلان ان
اقوال مین شیخ ابو طالب کے قول کی طرف زیادہ ہی اور اسکے قول کی طرف جسنے
کہا ہی کہ اسپر علم بیع و شرا اور نکاح و طلاق کا واجب ہی جبکہ اسمین پڑنا چاہے تو
پس سمجھے اپنی عمر کی علم اسکا مسلم پر فرض ہی اور اسی طرح وہ چیز جو شیخ ابو طالب
نے بیان کی اور میرے نزدیک اس مسئلہ مین تو یہ جامع علم مفروض کی طلب کے لیے ہی
اور اللہ بہتر جاننے والا ہی پس کہتا ہون علم جسکی طلب ہر ایک مسلمان پر فرض ہی
وہ علم امر و نہی ہی اور مامور وہ ہی جسکے کرنے پر ثواب اور اسکے ترک پر عذاب ہی
اور منہی و ممنوع جسکے کرنے پر عذاب اور اسکے ترک پر ثواب ہی اور مامورات و
منہیات سے بعضی دوامی ہین جو ہمیشہ کو علم اسلام سے لازم ہین اور بعضے ایسے
ہین جنمین امر و نہی کو دخل اسوقت ہوتا ہی جب کوئی امر حادث ہو پھر جو لازم ہمیشہ ہی
اور اسکا لزوم اسلام کے علم سے پیش آوے اسکا علم ضرورت اسلام سے واجب ہی
اور جو حوادث سے پیدا ہو اور امر و نہی اسمین دخیل ہو تو اسکا علم اسکے تجدد کے

وقت فرض ہی کہ مسلمان مطلق اُسکے جاننے بغیر نہین رہ سکتا اور یہ تعریف اُن سب
وجوہ سے زیادہ عام ترہے جو اوپر گذرین اور اسمین بڑا جانبر والا ہی بعد اسکے مشائخ
صوفیہ اور علماء آخرت نے جو دنیا سے رغبت نہین رکھتے علم مفروض کی طلب مین
کوشش مین پانیچے چڑھائے تھے کہ اُسکو شناخت کیا اور امر و نہی کو قائم کیا اور اُسکا
کام سے توفیق الٰہی عہدہ برآ ہوے پھر جب وہ اُسمین مستقیم اور مستقر ہوے پیروی
کرتے ہوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جہان اُنکو اللہ تعالی نے استقامت
کا حکم دیا ہی تو اللہ تعالی نے فرمایا پس مستقیم ہو جیسے تو مامور ہوا اور وہ شخص جسنے
تیرے ساتھ توبہ کی تو اللہ تعالی نے اُنپر دروازے اُن علوم کے کھولدیے جنکا پہلے
ذکر ہوا بعضون نے کہا کون ہی جو اس خطاب استقامت کی طاقت رکھے مگر وہ شخص
جو مشاہدات قوی اور انوار ظاہر اور آثار صادق سے مدد دیے گئے ہین جنکو ہر عزم کی
ثابت قدمی ہی جیسا اللہ تعالی نے فرمایا ہی اور اگر ہم تجھے ثابت نرکھتے پھر حفاظت
کیا گیا مشاہدہ اور مشافہہ خطاب کے وقت مین اور وہ ثنا یا سنوارا ہوا قرب کے
مقام مین اور نزدیکی ہی بساط انس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُسکے بعد مخاطب قول اللہ
تعالی کے ساتھ ہوا فاستقم کما امرت یعنی پس مستقیم ہو جیسے تو مامور ہی اور اگر نہ ہوتے
یہ مقدمات تو نہ پاتے طاقت استقامت کی جسکے ساتھ مامور ہوے اور ابو حفص سے
پوچھا گیا کونسا عمل افضل ہی کہا کہ استقامت اسواسطے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا ہی قائم اور مستقیم ہو حالانکہ اسکے محافظ نہو سکوگے اور امام جعفر صادق
نے اس علم کی تفسیر مین فاستقم کما امرت کہا ہی کہ یعنی اللہ تعالی کی طرف صحت عزم
سے نیاز و افتقار کے اور بعض صالحین نے خواب مین جناب رسول اللہ صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ سے روایت کیا گیا ہی کہ
آپ نے فرمایا ہی شیبتنی سورۃ ہود و اخواتہا یعنی سورہ ہود و اسکے اخوات نے
مجھے بوڑھا اور ضعیف کر دیا تو فرمایا ہان کیا پھر مین نے کہا کس چیز نے انمین سے آپ کو
بوڑھا کر دیا آیا انبیا کے قصص اور امتون کی ہلاکت نے آپ نے فرمایا کہ نہین و لیکن
اسکے قول فاستقم کما امرت نے پس جسطرح کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد از تقدیم
مشاہدات اس خطاب سے مخاطب ہوے اور حقایق استقامت کے ساتھ مطالب
کیے گئے اسی طرح علماء آخرت جو دنیا سے بے رغبت ہین اور مشایخ صوفیہ جو مقرب ہین
اللہ تعالی نے انکو حصہ اور نصیب انمین سے عطا کیا ہی پھر انپر الہام مطالبہ اسکا کیا کہ وہ حقیقی
حق استقامت کے لیے آمادہ اور مستعد ہون اور استقامت کو بڑا مقصود اور اعلی مطلوب جانا
ابو علی جوزجانی نے کہا ہی کہ طالب استقامت ہو نہ طالب کرامت اسواسطے کہ ہر آئینہ تیرا
نفس طلب کرامت مین متحرک ہی اور تجھ سے تیرا پروردگار استقامت چاہتا ہی اور یہ جو
اسنے بیان کیا بڑی اصل اور بڑا گر اس باب مین ہی اور ایک راز ہی جسکی حقیقت سے
اکثر اہل سلوک و طلب نے غفلت کی ہی اور بات یہ ہی کہ مجتہد اور عابد لوگون نے
سن لیا ہی صالحین سلف کے سینہ کا حال اور جو انکو کرامات اور خوارق عادات سے عطا ہوا
تو ہمیشہ انکے نفوس کسی ایک نہ ایک چیز کی طرف انمین جھانکتے اور تاکتے ہین اور
چاہتے ہین کہ تھوڑا بہت انمین سے ہمین بھی نصیب ہو اور کیا عجب ہی کہ کوئی انمین سے
شکستہ خاطر رہ جاتا ہی تہمت اپنے نفس پر لگاتا ہوا کہ صحت عمل مین نہین اس لیے کوئی بات
انمین سے کشف نہین ہوئی اور جو اسکا سر انکو معلوم ہوتا تو انکے معاملہ مین آسانی ہو جاتی
تب وہ جان لیتا کہ حق سبحانہ و تعالی کبھی اسکا دروازہ بعضے سچے مجتہدون پر

مفتوح کرتا ہی اور اسمین حکمت یہ ہی کہ خوارق عادات و آثار قدرت سے جو وہ دیکھتا ہی
یقین کو ترقی ہوتی ہی تب اُسکا عزم دنیا مین زہد کرنے کا اور جذبات دنیوی سے
نکل جانے کا قوی ہو جاتا ہی اور کبھو اُسکے بعضے بندے ایسے ہوتے ہین کہ انکو اسکا شغف
صرف یقین سے ہوتا ہی اور پردے اُسکے دل کے اُٹھائے جاتے ہین اور جسکو فقط یقین
سے کشف ہو تو اُسکی بدولت وہ خوارق عادات کے مطالعہ سے بے نیاز ہوتا ہی اسلیے
کہ مراد اُس سے یقین کا حصول ہوتا ہی اور ہر آئینہ یقین کلی حاصل ہو گیا اور جسکو
صرف یقین نصیب ہو اسمین سے کسی شی کا کشف ہو تو اراده یقین نہین ہوتا پس
حکمت مقتضی اسکی نہین ہی کہ اُسکے لیے خوارق عادات سے کشف قدرت ہو اسلیے
کہ یہ موقع استغنا کا ہی اور حکمت دوسرے کے لیے مقتضی اُسکے کشف کی ہی اسواسطے
کہ موقع اسکی حاجت کا ہی تو یہ دوسرا شخص استعداد اور لیاقت مین اکمل و اتم اول شخص
سے ہی اس حیثیت سے کہ حاصل اسکا یعنی یقین خالص اُسکو نصیب ہوا بدون اسکے کہ
قدرت کو معائنہ کرے اسواسطے کہ اسمین ایک آفت ہی وہ کیا کہ عجب ہی پس وہ اُسکے
سبب کسی چیز کے دیکھنے سے مستغنی ہو گیا اسواسطے طالب صادق کی راہ یہ ہی کہ مطالبہ
نفس استقامت سے کرے کہ وہ کل کرامت ہی پھر اگر اُسکی راہ مین کوئی شی اسمین کی
آجاوے تو جائز ہی اور اچھی ہی اور جو پیش آوے تو اُسکی کچھ پروا اُسے نہین ہی اور
اس سے اُسکا کچھ نقصان نہین ہی او نقص ہی تو یہی کہ حق استقامت مین خلل
اور فرق پڑے پس چاہیے کہ یہ مسئلہ اچھی طرح سمجھ لیا جائے اسواسطے کہ وہ طالبین کے لیے
بڑی اصل اور اعلیٰ قاعدہ ہی تو علما زاہد اور مشائخ صوفیہ اور مقربین اس صورت سے
کہ واجب حق استقامت کے قیام سے مشرف اور مکرم ہوے تو وہ تمام علوم سب

آئے ہوئے جنکا اشارہ متقدمین نے کیا ہی جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہین اور انھون نے زعم
کیا ہی کہ وہ فرض ہی تو انہین کا علم حال اور علم قیام اور علم خواطر ہی عنقریب علم الجواز
اور اسکی تفصیلون کو ایک باب خاص مین بیان کرینگے انشاءاللہ تعالی اور علم الیقین اور
علم اخلاص اور علم النفس اور معرفت اسکی اور اسکے اخلاق کی اور نفس کا علم و معرفت
علوم قومی مین سب سے بڑھکر عزیز اور بزرگ ہی اور مقربین صوفیہ کے فرق سے راست
اور درست تر سب آدمیون مین وہی ہی جو ان سب سے زیادہ راست اور درست تر
معرفت نفس مین ہو اور علم معرفت اقسام دنیا اور وجوہ دقائق ہوئے اور مخفی شہوات نفس
اور حرص اسکی اور علم ضرورت اور مطالبہ نفس وقوف بر ضرورت قول اور فعل اور کپڑے
پہننے اور اتارنے مین کھانے مین اور سونے مین اور حقائق توبہ کی معرفت اور چھپے ہوئے
گناہون کا علم اور ان سیئات کا علم جو ابرار کے حسنات ہین اور نفس کا مطالبہ
غیر مطلوب کی ترک سے اور باطن کا مطالبہ خطرات معصیت کے روکنے سے پھر فضول
خطرون کے روکنے سے پھر علم مراقبہ اور علم ان اشیا کا جو مراقبہ مین خلل ڈالے اور علم
محاسبہ و رعایت اور علم حقائق التوکل اور متوکل کے اسکے توکل مین اور مراقبہ مین جو
چیزین مانع اور مخل ہین اور جو چیزین کہ مانع اور مخل نہین ہین اور فرق اس توکل
مین کہ بحکم ایمان واجب ہین اور اس توکل خاص مین جو اہل عرفان کے ساتھ مختص کر
اور علم رضا اور مقام رضا کے گناہ اور علم زہد اور اسکی حد بندی اور لوازم ضرورت سے
ان باتون سے جو اسکی حقیقت کی قادح نہین ہی اور معرفت زہد فی الزہد اور زہد
فی الزہد کے بعد معرفت زہد بالغ کی اور علم انابت و التجا اور معرفت اوقات
دعا اور سکوت عن الدعا اور علم محبت و تفاوت محبت عاشقین جسکی تفصیل انشاء اللہ آگے

کی گئی اور محبت خاصہ او ہر آئینہ ایک گروہ نے علماء الدنیا سے انکار کیا دعوی علماء
آخرت کا محبت خاصہ سے جسطرح کہ رضا سے اُنھون نے انکار کیا ہی اور کہا وہ بجز صبر کے نہین ہی
اور محبت خاص کا تقسیم ہونا محبت ذات اور محبت صفات مین اور تفاوت محبت قلب
اور محبت روح اور محبت عقل اور محبت نفس مین اور فرق محب اور محبوب اور مرید و مراد
کے مقام مین پھر علوم مشاہدات جسطرح ہیبت اور انس اور قبض و بسط اور قبض اور
ہم اور بسط و نشاط مین فرق اور علم فنا و بقا اور تفاوت احوال فنا و استتار اور تجلی و جمع
و فرق و لوامع و طوالع اور بوادی اور صحو و سکر وغیر ذلک اگر وقت مین گنجایش
ہوئی تو انکو ہم بیان کرینگے اور انکو متعدد جلدون مین شرح و بسط سے لکھینگے و لیکن
عمر کوتاہ ہی اور وقت عزیز ہی اور اگر غفلت ہمین شریک نہوتی تو اس سے زیادہ وقت
تنگ ہوتا اور یہ مختصر تالیف علوم قوم صوفیہ کی متاع نیک کو محتوی ہی خداے کریم سے
ہمین امید ہی کہ اُس سے نفع حاصل ہو اور ہمارے فائدہ کے لیے حجت ہو نہ ہمارے
نقصان کے لیے اور یہ سب علوم ہین کہ اُنکے ماورا اور علوم ہین کہ اُنکے مقتضا پر عمل
کیا اور انھین کے ساتھ علماء آخرت زہاد فتحیاب ہوے اور علماء دنیا طلب پر حرام
ہو گئے ہین اور وہ علوم ذوقیہ ہین کہ انکی طرف نہین قریب ہی کہ نظر پہونچے مگر ذوق
اور وجدان سے جسطرح کہ حلاوت شکر کی کیفیت کا علم کہ وصف سے حاصل نہین ہوتا
تو جسنے اسے چکھا اُسی نے اُسے جانا اور شرف علم صوفیہ اور زہاد و علما کا سبب انکا ترک کرنا ہی
کہ ان علوم کی تحصیل محبت دنیا اور حقائق دنیا کے خلل اندازی کے ساتھ متعذر اور
دشوار نہین ہی اور بسا اوقات محبت دنیا اُسکے حصول کی مدد و معاون ہوتی ہی اسواسطے
کہ خوض اور اشتغال اُن علوم مین شاق ہی تو جاہ و رفعت کی محبت انکی سہولت مین

داخل کی گئی جبکہ ان مدارج کا حصول علم کے حصول سے سمجھ لیے تو زحمت کا تحمل اور
شب بیداری اور مسافری اور غربت اور انشکال لذت اور شہوات کا اپنے اوپر گوارا
اور قبول کیا اور اس قوم کے علوم دنیا کی محبت کے ساتھ نہیں حاصل ہوتے اور بلا تنجدگی
ہوا کے انکشاف اُنکا نہیں ہوتا اور اُنکا درس بھی بجز مدرسۂ تقویٰ کے نہیں ہوتا
قال اللہ تعالیٰ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ڈرو تم اللہ تعالیٰ کی
اور اللہ تمکو تعلیم دیتا ہے علم کو میراث تقویٰ بنایا اور اس قوم کے علوم کے سوا آسان
ہیں بلا شک اسکے بخبرسے پس علماء الآخرۃ کے علم کا فضل معلوم ہوا اس حیثیت سے
کہ اولو الالباب کے سوا دوسرے کے لیے نقاب نہیں کھولتا اور اولو الالباب ودانشمند
درحقیقت وہی لوگ ہین جنہوں نے دنیا کی طرف رغبت نہیں کی بعض فقہا نے کہا ہے
جبکہ کوئی شخص اپنے مال کی وصیت اعقل الناس کے لیے کرے تو وہ مال زہاد
کے لیے خرچ کیا جائے اسواسطے وہ تمام خلق سے زیادہ عقل والے ہین کہا ہے سہیل
بن عبد اللہ تستری نے کہ عقل کے ہزار نام ہین اور ہر ایک نام کے ہزار نام ہین
اور ہر اسم کا اول ترک دنیا ہے ابو عبد اللہ خواص سے روایت ہے اور یہ اصحاب حاتم
سے ہین کہا ایک دفعہ مین ابو عبد الرحمن حاتم اصم کے ساتھ شہر رے مین پہونچا
اور تین سو بیس آدمی اسکے ساتھ تھے جنکا ارادہ حج کا تھا اور سب کمل اور جبے پہنے
ہوئے تھے اُسکے پاس کھانا تھا اور نہ توشہ دان تھا تو ہم شہر رے مین ایک شخص
سوداگر کے یہان اُترے جو متعبد درویش دوست تھا اور ہم سب کی رات اُسنے دعوت
کی جب صبح ہوئی تو حاتم سے کہا یا ابا عبد الرحمن آیا تجھے کسی چیز کی حاجت ہے کہ مین عیادت
کو اپنے ایک فقیہ کی جایا چاہتا ہون کہ بیمار ہے اُسپر حاتم نے کہا اگر تمہارا فقیہ

بیمار ہو تو فقیہ کی بیمار پرسی ہمارے لیے فضل ہے اور فقیہ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے پس
مین بھی تمھارے ساتھ چلتا ہون اور محمد بن مقاتل قاضی شہر رے علیل تھے پھر کہا کہ
ہم ابو عبد الرحمن کے ساتھ گئے اور دروازہ پر پہونچے تو دیکھا ایک اونچا دروازہ
خوشنما ملا تو حاتم متفکر ٹھٹھک رہا کہتا تھا کہ عالم کا دروازہ اسطرح کا بعد ازان اُن سب کے لیے
اجازت ہوئی تو سب گھر مین گئے تو دیکھا کہ ایک مکان پاکیزہ فرش بچھا ہوا اور نوکر
چاکر اور پردے پڑے ہوے اور خلقت جمع ہے پھر حاتم فکر مین گئے بعد ازان اُس مجلس
کی طرف چلے جہان وہ قاضی علیل تھا دیکھین تو نفیس فرش اُسمین بچھے تھے اور
اُنپر قاضی سو رہا تھا اور اُسکے سرہانے ایک لڑکا سبزہ آغاز ہاتھ مین اُسکے
چونری تھی پھر رازی تو بیٹھکر حال پوچھنے لگا اور حاتم کھڑا رہا کہ اسمین ابن مقاتل نے
اُسکی طرف اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ وہ بولا کہ مین نہین بیٹھتا تو ابن مقاتل نے اُس سے
کہا کہ آیا تجھے کسی چیز کی حاجت ہے کہا ہان کہا وہ کیا ہے کہا ایک مسئلہ ہے جو تجھ سے پوچھنا
چاہتا ہون کہا اچھا پوچھیے کہا تو اُٹھ بیٹھ تا کہ مین تجھ سے وہ مسئلہ پوچھون تب آپ نے
نوکرون سے کہا تو اُنھون نے تکیہ لگا دیا اُسوقت حاتم نے اُس سے کہا یہ تیرا علم کہان
سے تو نے حاصل کیا کہا ثقات نے اُسکی حدیث مجھ سے کی ہے کہا کس سے کہا اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس سے
کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اور رسول اللہ اُسے کہان سے لائے کہا جبرئیل
سے حاتم نے کہا پس وہ چیز جسکو اللہ سے جبرئیل لائے اور رسول اللہ تک پہونچایا
اور رسول اللہ نے اپنے صحابہ کو اور صحابہ نے ثقات کو اور ثقات نے تجھ تک
پہونچائی آیا تو نے سنا کسی کو جو اپنے گھر مین امیر ہوا اور اُسکے نوکر چاکر بہت ہون

تو اُسکا درجہ بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہو کہا نہیں کہا پھر کس طرح تو نے سُنا تو کہا
جس شخص نے دنیا کی طرف زہد کیا ہو اور آخرت میں رغبت کی ہو اور مساکین کو دوست
رکھا ہو اور آخرت کے لیے پہلے سے بھیجا ہو اُسکا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ ہے
حاتم نے کہا پھر تو نے کسکی اقتدا اور پیروی کی آیا نبی علیہ السلام اور اُسکے صحابہ اور
صالحین کی یا کہ فرعون و نمرود کی جنھوں نے پہلے پہل چونہ اور پختہ اینٹ کی عمارت بنوائی
اے علماء بد تم ایسوں کو جاہل جو دنیا کا طالب اور اُسکا راغب ہو دیکھے تو کہے عالم اور یہ
حالت میں اُس سے بدتر نہیں ہوں اور اُسکے پاس سے چلا گیا تو ابن مقاتل زیادہ بیمار ہو گیا
پھر اہل رے نے ابن ناجرے کی جو اُسکے اور ابن مقاتل کا تھا خبر پہونچی اُسپر سب لوگوں
نے اُس سے کہا یا ابا عبد الرحمن قزوین میں اس سے بڑی شان کا عالم ہے اور طنافسی
کی طرف اس سے ایسا کیا کہا تو اُسکی طرف قصداً روانہ ہوا اور اُسکے پاس پہونچے تب
کہا اللہ تیرے اوپر رحم کرے میں ایک عجمی شخص ہوں چاہتا ہوں کہ تو مجھے سکھلا دے
جو دین کی سب سے پہلی چیز ہے اور میری نماز کی کنجی ہے میں کسطرح نماز کے لیے وضو کروں
کہا ہاں بہت اچھا صاحب زادے اے اُو برتن جسمیں پانی تھا پھر وہ برتن لے آیا جسمیں
پانی تھا پھر طنافسی بیٹھ گیا اور دھویا تین تین بار ہر عضو کو پھر اُسکے کہا اسطرح وضو کرو تو حاتم بیٹھا
اور تین تین بار دھویا یہاں تک کہ وہ ہاتھوں کے دھونے تک پہونچا تو چار دفعہ انکو
دھویا اسپر طنافسی نے اُس سے کہا اے اسراف تو نے کیا اسپر حاتم نے اُس سے کہا کس
چیز میں کہا تو نے اپنے دونوں ہاتھ چار بار دھوئے حاتم نے کہا اے سبحان اللہ میں نے
ایک چلو پانی میں اسراف کیا اور آپ نے اس کل جمع میں اسراف نہیں کیا تو طنافسی
سمجھ گیا کہ اُس نے قصد اعتراض کا اس سے کیا اور اُس سے سیکھنے کا ارادہ کیا

اپنے گھر مین گھس گیا اور چالیس دن تک لوگون سے ملاقات نہ کی پھر جب بغداد مین
پہونچا تو اہل بغداد اُسکے پاس آکر جمع ہوئے اور اس سے کہا یا ابا عبدالرحمن
تو ایک عجمی شخص گندزبان ہی کوئی تجھسے کلام نہین کرتا مگر یہ کہ اُسکو قطع کر دیتا ہی
کہا مجھ مین تین خصلتین ہین جنکی قوت سے مین اپنے خصم پر غالب آتا ہون لوگون
نے کہا وہ کیا ہین کہا جب میرا خصم فائزالمرام ہو تو مین خوش ہوتا ہون اور
جب خطا کرے تو مین غمگین ہوتا ہون اور مین اپنے نفس کی حفاظت اس سے
کرتا ہون کہ اُسپر جہل اور سختی کرون یہ بات احمد بن حنبل تک پہونچی اور اُسکے
پاس آیا اور کہا سبحان اللہ کیا ہی عاقل ہی پھر اُسکے پاس آئے کہا یا ابا عبدالرحمن
دنیا سے سلامت گیا ہی حاتم نے کہا یا ابا عبداللہ دنیا سے تو سلامت رہیگا جبتک
کہ تجھ مین چار خصلت نہون کہا وہ کیا ہین یا ابا عبدالرحمن کہا جہالت جو قوم کرے
اُس سے تو درگذر کر اور اپنی جہالت کو اُنسے باز رکھ اور اُنکے لیے اپنی چیز خرچ کر اور
اُنکی چیز دن سے تو نا اُمید ہو جسوقت یہ برتاؤ تیرا ہوگا تو سلامت رہیگا پھر مدینہ کو گیا
اللہ تعالی نے فرمایا ہی انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنی بجز اسکے نہین کہ اللہ سے
ڈرتے وہی بندہ ہین جو عالم ہین انما کے کلمہ کے ساتھ ذکر کیا تو علم کا انتفا اُن لوگون سے
ہوتا ہی جو اللہ سے نہین ڈرتے ہین مثل اسکے کہ جسوقت کہا انما یدخل الدار بغدادی
یعنی سوا اسکے نہین کہ گھر مین بغدادی داخل ہو تو بغدادی کے سوا دوسرے کسی کا
گھر مین آنا منتفی ہوتا ہی پس علماء آخرت کے لیے یہ بات واضح ہو گئی کہ مقامات
قرب اور مواقع عرفان کی راہ مسدود ہی مگر جبکہ زہد اور تقوی ہو ابو یزید نے کہا ہی کہ میں نے
ایک دن اپنے یارون سے کہ کل شب کو مین صبح تک کوشش کرتا رہا کہ کہون لا الہ الا اللہ

مگر مین نے اُسپر قدرت نہ پائی پوچھا گیا کہ یہ کیونکر کہا مین نے اپنے لڑکپن مین ایک
کلمہ کہا تھا تو اب اُس کلمہ کی وحشت مجھپر آپہونچی اور مجھے اُس سے روک دیا اور مجھے
اُس شخص سے تعجب ہی جو اللہ تعالی کا ذکر کرتا ہی اور وہ کسی شی کے ساتھ اُسکی صفات
سے متصف ہی پس صفات تقوی اور کمال بے رغبتی دنیا سے بندہ علم مین راسخ ہوتا ہی
واسطی نے کہا علم مین راسخ وہ لوگ ہین جو اپنی ارواح سے غیب الغیب مین سرالسر کے
اندر راسخ ہو گئے ہین پس پہچانا اُنھین جنسے اُنھون پہچانا اور دریاے علم مین فہم کے ساتھ
ڈوب گئے تاکہ ترقی حاصل کرین پھر اُنکے لیے خزاین جمع شدہ کھل گئے جو فہم سے ہر ایک
حرف کے نیچے کلام اور عجائب خطاب سے تھے پھر علم کے ساتھ گفتگو کی اور بعض صوفیہ
نے کہا ہی راسخ وہ شخص ہی جو خطاب کے محل مراد سے واقف ہوا اور کہا فراز نے کہ
یہ وہ لوگ ہین جو تمام علوم مین کامل ہین اور اُنکی معرفت حاصل کی اور تمام خلائق
کی ہمتون پر مطلع ہوے ہین اور یہ ابوسعید کا قول ہی جسکی یہ مراد نہین ہی کہ راسخ
فی العلم کے سزاوار یہ بات ہی کہ علوم کی جزئیات سے واقف ہو اور اُسمین کمال
رکھتا ہو اسواسطے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ راسخین فی العلم سے تھے اور
اس قول اللہ تعالی کے معنی مین توقف کیا وفاکہۃ وابا اور کہا اب کیا چیز ہی پھر کہا یہ
بجز تکلیف نہین ہی اور منقول ہی کہ یہ وقوف اب کے معنی مین حضرت ابو بکر رضی اللہ
تعالی عنہ سے تھا اور اس سے صرف ابوسعید کی مراد وہی ہی جسکی تفسیر اُسکے قبل کلام سے
آخر کلام کے ساتھ کی اور وہ یہ قول ہی اطلعوا علی ہمم الخلائق کلہم یعنی وہ آگاہ ہی ساری
خلق کی ہمتون پر اسواسطے کہ ہر آئینہ متقی نے اثبات تقوی کا و زاہد حق نے زہد کا
دنیا مین کر دیا اُسکا باطن صاف اور اُسکے قلب کا آئینہ روشن ہو گیا اور لوح محفوظ سے

اُسکو کبھی قدر ساماننا اور مجاہدات ہو گئی تو اُسنے صفائی باطن سے حصول وامہات
علوم کا ادراک کر لیا پس وہ منتہا اقدام علما کا اُنکے بابوم مین جانتا ہی اور ہر ایک کے
فائدہ کو سمجھتا ہی اور علوم جزئیہ تعلیم او مشق سے نفوس مین متجزی اور منقسم ہین اسواسطے
علم کلی انکا اس سے مستغنی نہین کرتا کہ جزئی مین رجوع کرے اُسکے اہل وہی ہین جو اُسکے
ظروف ہین پس ان لوگون کے نفوس جزئی سے بھر گئے اور اُسی مین مشغول ہوے اور
جزئی کے سبب وہ کلی سے منقطع او علیحدہ ہو گئے اور علما زاہدین کے نفوس نے
بعد اسکے کہ ضروری چیزین اُنہین کی جو اصل دین ہین ہین اور دنیا واُسکی تفرع سے ہٹ
اللہ تعالی کی طرف رُخ کیا اور اشیا دے اُسکی طرف جھک گئے اور ارواح انکی قرب
الٰہی کے مقام سے واصل ہو گئی تب اُنکی ارواح نے اُنکے قلوب پر انوار پہونچائے جسکے
سبب سے وہ مستعد اور مہیا ادراک علوم کے لیے تھے پس اُنکی ارواح نے عالم ازلی
کی توجہ کے سبب ادراک علوم کی حد سے ترقی کی اور ایسے وجود سے مجرد اور منفرد
ہو گئین جو ظرفیت علم کے لیے صلاحیت رکھتا تھا اور اُنکے قلوب اس وجہ کی نسبت
سے جو نفوس کے ساتھ رکھتے ہین ظروف وجودی ہو گئے جو وجود علم کے مناسب
نسبت وجودیہ سے تھے تو وہ علوم سے اور علوم اُنسے باہم مل جل گئے اس مناسبت
سے کہ انفصال علوم کا اُنسے بوجہ اتصال لوح محفوظ کے ہو گیا اور انفصال سے
مراد صرف یہ ہی کہ انتعاش اُنکا لوح محفوظ مین ہی دوسرے مین نہین اور انفصال قلوب
کا ارواح کے مقام سے اسواسطے ہی کہ قلوب تہذیب نفوس کی طرف ہوتے ہین تو ان
دونون منفصل یعنی علوم اور قلوب مین ایک نسبت اشتراک ہی جو باعث تالف اور
امتزاج کے ہی تو علوم اسواسطے حاصل ہو گئے اور عالم ربانی راسخ فی العلم ہو گیا

اللہ تعالی نے بعض کتابون مین جو نازل کی گئین وحی کی کہ اے بنی اسرائیل مت کہو
کہ علم آسمان مین ہی کون اُسے اُتارے اور نہ یہ کہو کہ زمین کے اطراف اور کنارون ہی
کون اُسے چڑھائے اور نہ دریاؤن کے اُس پار ہے کون دریا اُتر کر جائے کہ اُسکو لائے
علم تمھارے قلوب مین رکھا گیا ہی فرشتون کے آداب سے میرے سامنے ادب
کرو اور صدیقین کے اخلاق سے میرے ساتھ پیش آؤ علم کو تمھارے قلوب سے
اُبھاؤنگا حتی کہ تمکو چھپالے گا اور دبالے گا پس فرشتون کے آداب سے مودب ہونا
نفس کو اُسکی طبعی امور کی خواہشون سے باز رکھنا ہی اور صحیح علم سے اُنکا جڑ سے
اُکھیڑ ڈالنا خواہ کسی قول سے ہو یا کسی فعل مین ہو اور یہ اُنھی کے لیے صحیح اور درست ہی
جنھنے جانا اور قرب حاصل کیا اور حضوری کا راستہ حق سبحانہ تعالی کے سامنے پایا تب
وہ حق کے واسطے حق کے ساتھ محفوظ ہوتا ہی حسان بن عطیہ سے روایت ہی کہا مجھے
خبر پہونچی کہ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ ایک منزل مین اُترے اور کہا دسترخوان
ہمارے سامنے لاؤ تاکہ اُسکے ساتھ بازی کرین یہ بات اُن سے مکروہ سمجھی گئی تو
کہا جب سے مسلمان ہوا ہون کوئی کلمہ میری زبان سے کلام مین نہین نکلا مگر یہ
کہ مہار اسکی مین نے لگائی پھر دوسری لگام دیتا ہون تم اُسکے سبب میرے اوپر
غصہ نہو پس اسی کی مثال فرشتون کے آداب سے ادب حاصل کرنا ہی انجیل مین
لکھا ہوا ہی جو چیز تم نہ جانتے ہو اُسکا علم طلب کرو جب تک کہ تم اُسپر عمل نکرلو جو تم
جان چکے ہو اور ہر آئینہ ایک حدیث مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
وارد ہوا ہی کہ شیطان اکثر علم کے ساتھ ہر آئینہ علم پر سبقت لے گیا ہی ہم نے کہا
یا رسول اللہ کس طرح علم سے ہمارے اوپر وہ سبقت لے گیا فرمایا کہ وہ کہتا ہی علم طلب کر

اور عمل نہکر جب تک کہ علم تو نہ پڑھ لے اسواسطے ہمیشہ بندہ علم ہی پڑھتا ہی اور عمل
کو ٹالتا ہی یہانتک کہ مر جائے اور عمل نہ کیا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہی علم
کثرت روایت سے نہین ہوتا علم خوف ہی ہی اور حسن نے کہا ہی کہ ہر آئینہ اللہ تعالے
ذی علم و روایت کی پروا نہین کرتا اگر پروا کرتا ہی تو صاحب علم و درایت کی کرتا ہی تو
علوم وراثت علم وارستہ سے نکلے ہوے ہین اور علوم وارثتہ خالص دودھ کی مثال
ہین جو پینے والون کے حلق سے بآسانی اُترتا ہی اور علوم وراثتہ کی مثال مسکہ ہی جو اُس سے
نکلتا ہی اگر دودھ نہ ہو تو مسکہ بھی نہ ہو مگر مسکہ دُہنیت و چکنائی ہی جو دودھ سے مقصود ہی
اور مائیت اور پانی پن دودھ مین ایک جسم ہی جسکے ساتھ روح دہنیت قائم ہی اور مائیت
کے ساتھ اقوام ہی اللہ تعالی نے فرمایا اور پانی سے ہم نے ہر ایک شی زندہ کی اور فرمایا بھلا
وہ شخص مردہ تھا پھر اُسکو ہم نے زندہ کیا یعنی کفر کے سبب مردہ تھا پس اسلام سے اُسکو
زندہ کیا تو اسلام سے زندہ کرنا وہی قوام اول اور اصل اول ہی اور اسلام کے لیے
بہت علم ہین اور مبانی اسلام کے علوم ہین اور اسلام بعد ایمان ہکے صرف تصدیق کی
نظر سے ہی ولیکن ایمان کے لیے بعد ازان کہ اسلام کے ساتھ متحقق ہو بہت فروع ہین
اور وہ مراتب ہین جیسے علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین کہ وہ ہر آئینہ کبھو توحید
و معرفت اور مشاہدہ کے لیے مستعمل ہوتے ہین اور ایمان کے لیے ہر ایک فرع ہین
اُسکے فروع سے بہت علم ہین تو علوم اسلام علوم اللسان ہین اور علوم الایمان
علوم القلوب ہین پھر علم قلوب کے لیے وصف خاص اور وصف عام ہی پھر وصف
عام علم الیقین ہی اور اُسکی طرف کبھو تو بحث اور استدلال سے وصول اور ملاپ
ہوتا ہی اور اسمین علماء دنیا علماء آخرت کے ساتھ شریک ہوتے ہین اور ایک وصف

خاص ایمان ہی جس سے علماء آخرت مختص ہیں اور وہ سکینہ اور ایک آرام کی چیز ہی جو مومنین
کے قلوب میں نازل کی گئی ہی تاکہ وہ اپنے ایمانوں پر اور بھی ایمان زیادہ کریں پس ایمان
تمام مراتب کو اسم ایمان مشتمل اپنے وصف خاص سے ہی اور اپنے وصف عام سے
مشتمل نہیں ہی تو بنظر وصف عام یقین اور اسکے مراتب علم ایمان سے ہیں اور بنظر
وصف عام کے یقین زیادہ علی الایمان ہی اور مشاہدہ وصف خاص یقین میں ہی
اور وہ عین الیقین ہی اور یقین ان تینوں میں وصف خاص ہی اور وہ حق الیقین ہی
پس حق الیقین اسوقت مشاہدہ سے بڑھکر ہی اور حق الیقین کا موطن دار مستقر آخرت
میں ہی اور دنیا میں اُس سے ایک لمحہ کا لمحہ اپنے اہل کے لیے ہی اور وہ اُن تمام
چیزوں سے اعلی اور افضل ہی جو اقسام علم بالله سے ہیں اسواسطے کہ وہ وجدان
ہی علم صوفیہ اور زہاد کی علم کی نسبت اُن علماء دنیا کے علم کی طرف جو نظر اور استدلال
کے طریقہ سے درجہ یقین کو پہونچے ہیں اُس خبر کی نسبت کی مثال ہی جسکا ذکر ہم نے
علم وراثت اور دراست سے کیا ہی انکا علم دودھ کی مثال ہی اسواسطے کہ وہ یقین اور
ایمان ہی جو کہ بنیاد دین ہی اور علم صوفیہ بالله تعالی کا مقامات مشاہدہ سے ہی اور عین الیقین
اور حق الیقین مسکہ کے مانند ہی جو دودھ سے نکالا ہوا ہو پس انسان کی فضیلت
علم کی فضیلت سے ہی اور اعمال کی زراعت اور رفتار اسی قدر ہی کہ جتنا حصہ علم کا
حاصل ہوا ہو اور بیشک حدیث میں وارد ہوا ہی عالم کو ترجیح عابد پر ایسی ہے
کہ جیسے مجھے میری امت پر ہی اور اس علم میں اشارت علم بیع و شراء و طلاق
و عتاق کی طرف نہیں ہی اور جو اشارہ ہی وہ علم بالله تعالی اور قوت یقین کی طرف
ہی اور کبھی بندہ عالم بالله ہوتا ہی صاحب یقین کامل اور حال آنکہ اُس کے پاس

فرض کفایات کا علم نہین ہی اور ہر آئینہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علما تابعین
سے بہت بڑھکر عالم حقایق یقین اور دقائق معرفت کے تھے اور تحقیق علما تابعین انمین
ایسے تھے جو علم فتوی اور احکام کے اندر انمین سے بعض کی نسبت بڑی استوار اور مستقیم
تھی روایت ہی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر سے کسی چیز کا مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے کہ سعید
بن المسیب سے پوچھو اور حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے کہ جابر بن عبد اللہ سے
پوچھو اگر اہل بصرے اسکے فتوی پر آ ترین تو اسکے لیے وسعت او گنجایش ہی اور حضرت
انس بن مالک فرماتے کہ مولانا حسن سے دریافت کرو اسواسطے کہ ہر آئینہ اسے یاد رہی
اور ہم بھول گئے تو ان صحابہ کا حال یہ تھا کہ علم فتوی اور احکام مین تابعین کی طرف
لوگون کو پھیر دیتے تھے اور ان تابعین کو حقایق یقین اور دقائق سکھلاتے تھے اور
یہ بات اسواسطے تھی کہ صحابہ اس معاملہ مین زیادہ استوار تابعین سے تھے کہ وحی
منزل کی طرف انکو پہونچی تھی اور کثرت و وفور علم مجمل و مفصل نے انکو مستغرق کر دیا تھا
تو ان سے ایک گروہ نے مجمل اور مفصل کو حاصل کیا اور ایک گروہ نے مفصل بدون
مجمل کے سیکھا اور حال یہ ہی کہ مجمل اصل علم ہی اور اسکا مفصل طہارت قلوب اور
قوت اصلی سے الگ کمال استعداد اکتساب کیا گیا اور خواص کے ساتھ مختص ہی
اللہ تعالی نے فرمایا ہی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ
والموعظۃ الحسنۃ وجادلہم بالتی ہی احسن یعنی بلا اپنے پروردگار کی راہ پر حکمت اور
اچھی نصیحت کے ساتھ اور انکو الزام دے ایسی چیز سے جو نیک ہو اور فرمایا قل ہذہ سبیلی
ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ یعنی تو کہہ کہ یہ راستہ میرا ہی مین اللہ تعالی کی طرف بصیرت سے
بلاتا ہون تو ان سبیلون کے سالک اور ان دعوتون کے قلوب قابل ہین تو بعضے

انھین مین نفوس سرکش اور اجنب ہین کہ اپنی طبیعت اور جبلت کی گرفتگی پر قائم ہین تو اُنکو تخویف کی آتش اور وعظ اور تربیت سے ملائم کیا اور بعضے نفوس پاک صاف ہین جو پاک مٹی سے بنے ہوے ہین اور قلوب سے زیادہ پاک ہوتے ہین ہین تو جو شخص کہ اُسکا نفس مددگار نہتی جان اُسکی قلب کا ہو اُسکو وعظ سے بلاتا ہی اور جو شخص کہ اُسکا قلب مددگار تھا اُسکے نفس کا ہو اُسی حکمت کے ساتھ طلب کرتا ہو تو جو دعوت وعظ و پند سے تھی ابرار نے اُسے خوف قبول کیا اور وہ دعوۃ بہشت و دوزخ سے ہی اور دعوت جو حکمت سے ہی اُسکی اجابت مقربین نے کی اور وہ دعوت ہی عطاء قرب اور صفائی معرفت اور اشارہ توحید کی تصریح اور اظہار سے ہی پھر جبکہ اُنھون نے اوس پہا حقائق اور تعریفات ربانی کو پایا تو اپنی ارواح اور قلوب اور نفوس کے ساتھ اجابت کی تو متابعت اقوال کی ہوگئی اُنکی اجابت نفس کی اور متابعت اعمال اُن کی اجابت قلب سے اور صاحب احوال ہونا اُنکی اجابت روح سے ہوگئی تو اجابت صوفیہ کی بالکل ہی اور اجابت غیر صوفیہ کی بالبعض ہی دیکھا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ صہیب پر رحم فرمائے اگر اللہ سے خوف نہ کرتا اُسکی معصیت نکرتا یعنے اگر اُسکے پہا کتاب ایمان کی آتش دوزخ سے ہوتی تو صرف معرفت امر الہی کی عظمت پیدا گرفتہ کرتی کہ وہ بھی حق عبودیت کی ادا پر قیام کرے اسوجہ سے کہ حق عظمت اُسنے پہچانا تو اجابت صوفیہ وہ تھی کے لیے اجابت محبانہ محبوب کے لیے لذت و بے تکلفی کی راہ سے ہی اور غیر صوفیہ سے رحمت اور مجاہدہ سے ہو یہ اجابت ایسی ہی کہ اُسکا اثر چھپا کہ استقامت و عبودیت کے حقائق سے قیام ہو گو گہریون اور ساعتون مین ظاہر ہوتا ہی قال اللہ تعالیٰ فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسنیسرہ

للیسریٰ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو جسنے دیا اور خوف کیا اور نیک بات کو سچ جانا تو
قریب ہی کہ ہم اُسکو آسانی مین پہونچا ئینگے بعضے صوفیہ کہتے ہین کہ دارین کو دے دیا اور
کسی چیز کو نہ دیکھا اور بے فائدہ اور گناہوں سے پرہیز کیا اور صدق بالحسنیٰ کے معنی
ہین طلب قرب پروردگار اور ظاہر ہوا اور یہ آیت کہتے ہین کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کے حق مین نازل ہوئی اور اس آیت مین دو معنی وجہ ظاہر ہوتی ہی اعطیٰ اعمال بہ
حسن نیت کے ساتھ عطا کیا اور وسواس شیطانی اور ہواجس نفسانی سے پرہیز کیا اور
سچا و صدق بالحسنیٰ یعنی باطن کی ملازمت موارد شہوات کے تصفیہ کے ساتھ فرحت
لوث وجود سے کی فسنیسرہ للیسریٰ ہم اُسپر سہولت کے دروازے عمل و عیش اور
انس مین کھولتے ہین اور جسنے اعمال سے بخل کیا و استغنیٰ بے پروا ہوگیا احوال سے و کذب
بالحسنیٰ اور نیک بات کو جھٹلایا یعنی ملکوت مین اپنی بصیرت کے نفوذ سے گرد چھپنے والا
تھا فسنیسرہ للعسریٰ اُسپر ہم آسانی کا دروازہ اعمال مین بند کر دیتے ہین اور سستی کا
باب اُسپر کھول دیتے ہین پھر جب صوفیہ کے نفوس اور قلوب اور ارواح نے ظاہراً اور
باطناً دعوت قبول کی تو اُنکا حصہ علم مین سب سے زیادہ اور معرفت مین اکمل
ہوا تو اُنکے اعمال پاکیزہ اور افضل ہوئے معاذ جبل کے پاس ایک شخص آیا کہا مجھے دو شخصوں
سے خبر دے کہ ایک تو اُن مین سے عبادت کے اندر مجتہد کثیر العمل کم گناہ ہی مگر یہ کہ وہ
ضعیف الیقین ہی متواتر اُسکو شک لاحق ہوتے ہین معاذ نے کہا ہرآئینہ اُسکے عمل
کو باطل اُسکا شک کرتا ہی کہا تو ایک شخص کم عمل کی خبر دے الا وہ قوی الیقین ہی اور
وہ اس حالت مین بسبب گنہگار ہی تو معاذ ساکت ہوا تو اُس شخص نے کہا واللہ اگر
پہلے آدمی کا شک اُسکے نیک اعمال کو باطل کرتا ہی تو ضرور اسکا یقین اُسکی کل گناہوں

فعل میں لاتا تکبر ہی تو جب وہ تنگ ہوا تو اُسکے فعل سے تکبر ہو گیا پس صوفی عالم زاہد
اپنے نفس کو کسی چیز کے ساتھ مسلمانوں سے تمیز نہیں کرتا اور نہ وہ اپنے نفس کو دیکھتا کر
مقام تمیز میں کہ کوئی تمیز اُسکو مجلس مخصوص کے ساتھ تمیز کرے اور اگر فرض اُسکے لیے
کیا جائے کہ اس قسم کے واقعہ سے آزمائش کی جائے اور دوسرے شخص کے تقدم و
ترفع سے افسردہ ہوتا ہی نفس اور اُسکے ظہور کو دیکھے اور اس بات کو کہ یہ مرض ہی اور
پھر اپنا اگر اس معاملہ میں ڈھیل دیں نفس کی طرف شناخت کی اور اُسکی افسردگی تو
یہ اُسکے حال کا گناہ ہو جاتا تو فوراً اپنے مرض کو اللہ تعالیٰ کی طرف پیش کرتا اور اپنے
نفس کے ظہور کی شکایت اُسکی طرف کرتا اور خوب توبہ عمل میں لاتا اور ظہور نفس کی قطع
نسل کر دیتا اور قلب کو اللہ تعالیٰ کی طرف پیش کرتا اس حال سے کہ وہ استغفار نفس سے
کرتے سبب اُسکا اشتغال مرض نفس کے دیکھنے اور علاج کے طلب کرنے کا اُسے چھوڑا دیا
اس وقت کہ وہ شخص اوپر اس سے اونچا بیٹھ گیا اور بسا اوقات اس شخص کے ساتھ
جو اس سے اونچا بیٹھ گیا تو تواضع اور انکسار کے ساتھ پیش آتا اور کفارہ گناہ موجودہ
تھا اور وہ اپنے مرض لاحق کا ہوئے اب اس سے فرق ظاہر دونوں شخصوں میں ہو گیا
اور جب کہ اعتبار کرنے والا اعتبار کرے اور اپنے نفس کے حال کو تلاش کرے
اس مقام پر تو اپنے نفس کو ادر تہم خلق اور طالب مقاصد دنیا کے مثال دیکھے گا
پھر کون فرق انہیں اور اُسکے غیروں میں ہی اُن لوگوں سے جنکو علم نہیں ہی اور اگر ہم
زیادہ مسائل کی صورتیں بیان کرتے کہ جن سے زاہدین کی فضیلت اور
راغبین کا نقص مخفی ہو جاتا بیشک وہ موجب ملال ہوتا اور نیز اللہ ہی علوم ضرور
سے جو کہ پس اُنکے علوم نفیسہ اور احوال شریفہ کی طرف کیا گمان کرے اللہ توفیق دے

چوتھا باب حال صوفیہ اور اُن کے اختلاف کے بیان مین ہی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای میرے فرزند اگر تو صبح اور شام ایسی کرسکے کہ تیرے قلب مین کسی کی طرف سے کینہ اور بدخواہی نہو تو کر بعد اسکے فرمایا ای میرے فرزند اور یہ میری سنت ہی اور جسنے میری سنت کو جلایا اُسنے مجھے جلایا اور جسنے مجھے جلایا وہ میرے ساتھ بہشت مین ہوگا اور یہ بڑا اشرف اور کمال فضل ہی جسکی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے حق مین دی ہی جسنے اسکی سنت کو جلایا تو یہ صوفیہ وہی لوگ ہین جنھون نے اس سنت کو جلایا اور سینون کے کینہ اور بدخواہی سے صفائی اُنکے کام کی بنائی بلند ہی اور اسی سے جوہر اُنکا ظاہر ہوگیا اور فضیلت اُنکی کھل گئی اور وجہ اسکی کہ وہ اس سنت کی احیا پر قادر ہوے اور اُسکے حق واجب کے ساتھ مستعد ہوگئے صرف یہی ہی کہ اُنھون نے دنیا مین زہد کیا اور دنیا کو دنیا دارون اور اسکے طالبون پر چھوڑ دیا اسواسطے کہ کینہ اور نفاق کا سامان دنیا کے اور اہل دنیا کے نزدیک رفعت اور منزلت کی محبت ہی اور صوفیہ نے اس بارہ مین بالکل بے پروائی اور بے رغبتی کی ہی جیسا کہ بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ ہمارا یہ طریق انھین قومون کے لائق ہی جنھون نے اپنی ارواحون سے گھورون کو صاف اور پاک کیا پھر جبکہ اُنکے دلون سے دنیا کی محبت اور رفعت کی چاہت جاتی رہی تو اُنھون نے صبح کی اور شام کی ایسی کہ اُنکے دلون مین کسی کی طرف سے میل اور کینہ تھا لیس جو قول کنے والے کا ہی کہ اپنی ارواحون کو گھورون سے پاک صاف کیا اس سے اشارہ نہایت تواضع کی طرف ہی

اور اسکی طرف کہ وہ اپنے نفس کو ایسا نہین دیکھتا کہ کسی مسلمان پر اسکو اپنے نزدیک
آپ کو حقیر جاننے کے سبب ترجیح دے اور ممتاز کرے اور اس حالت مین بغض
اور کینہ کا سدباب ہو جاتا ہی اور یہ حکایت شہرت پا گئی تو بعض فقرا نے ہمارے
اصحاب سے کہا کہ مجھے سمجھ پڑا کہ اسکے معنی اپنی ازواجون سے اُنھون نے گھوڑون کو
پاک صاف کیا یہ ہین کہ گھوڑون کے ساتھ اشارہ نفوس کی طرف ہی ہو اسلئے کہ
وہ گھوڑے کے مثال ہر ایک عفونت اور نجاست کی جگہ ہی اور نور روح سے جو
اُسکے ساتھ ملنے والا ہی پاک اور صاف کر دیا اسواسطے کہ ارواح صوفیہ مقامات
قرب مین ہین اور نفوس مین اُسکا نور سرایت کرتا ہی اور نور روح کے ملنے سے نفس
پاک اور طاہر ہوتا ہی اور جتنی خراب چیزین بغض اور کینہ اور خبث اور حسد اُسمین
ہین سب اُس سے زائل ہو جاتے ہین تو گویا وہ نور روح سے پاک صاف ہوتا ہی
اور یہ معنی صحیح ہین اگرچہ قائل نے اپنے قول سے اسکا ارادہ نہ کیا ہو اللہ تعالیٰ
نے بہشتیون کی صفت مین فرمایا ہی ونزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علی
سرر متقابلین یعنے نکال لیا ہم نے لیا جو اُن کے سینون مین کینہ تھا بھائی بنکر جو
تختون پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے ہین ابو حفص نے کہا جو قلوب اللہ تعالے
کے مالوف اور اسکی محبت پر متفق اور اسکی مودت پر مجتمع اور اسکے ذکر سے مانوس
ہو گئے انمین کینہ اور حسد کسطرح باقی رہ سکتا ہی پھر یہ تو قلوب ہوا جس نفسانی
اور ظلمات طبعی سے پاک صاف ہین بلکہ توفیق کے نور سے سرمہ آلودہ ہو گئے
تو وہ سب بھائی بن گئے پس خلق انکے حجاب صفات نفوس سے قول
اور فعل اور حال سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلاتے رہنے سے

ہین پھر جب اُنکی نفوس کی صفات بدل گئین اور حجاب اُٹھ گیا اور ارادت صحیح ہو گئے
اور پھرا ایک چیز مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے موافقت ہوئی اور اس
صورت مین محبت اللہ تعالے کی واجب ہو گئی اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہو اگر تم
اللہ تعالی کو دوست رکھتے ہو تو میری متابعت کرو اللہ تعالی تمھین دوست رکھیگا
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کو نشانی بندہ کی محبت کی اپنے رب
کے واسطے بتائیے اور بندہ کی جزا کہ وہ خوب پیروی رسول علیہ السلام کی کرے یہ
رکھے کہ اللہ تعالی اُسے دوست رکھے گا تو متابعت رسول علیہ السلام کا جو شخص زیادہ
حصہ دار ہوگا وہی اللہ تعالی کی محبت کا زیادہ حصہ پانے والا ہے اور اسلام کے
گروہون مین سے صوفیہ حسن متابعت مین کامیاب ہوے اسواسطے کہ ان حضرات
نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی اتباع کی اور جس جس کام کا
حکم آپ نے انکو دیا اُسپر قایم اور ثابت قدم ہوے اور جس جس چیز سے آپ نے
انکو روکا اُس سے تھمے رہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے اور جو کچھ رسول مقبول
تمہارے پاس لایا اُسکو لو وو قبول کرو اور جن چیزون سے تمھین روکا اُس سے
باز رہو بعد اسکے اپنے اعمال مین انھون نے آپکی پیروی و متابعت کی جد وجہد
عبادت و تہجد اور نوافل مین روزہ اور نماز سے اور جو اسکے سوا ہے اور انکو برکت
اتباع کی روشنی او نصیب ہوئی اقوال اور افعال مین اور اُسکے اخلاق کے ساتھ
متخلق ہوئے مین حیا سے اور حلم سے اور صفح اور عفو سے اور رافت اور شفقت اور
مدارات و نصیحت اور تواضع سے اور اُسکے احوال سے ایک حصہ خوف اور سکینہ اور
ہیبت اور تعظیم و رضا و صبر و زہد اور توکل سے انھین ملا تو متابعت کے تمام

اقسام کو پورا حاصل کیا اور اُسکی نسبت سنت سنیہ کو تہا درجہ کے ساتھ زندہ کیا عبد الواحد بن زید سے سوال کیا گیا کہ آپکے نزدیک صوفیہ کون ہین فرمایا جو لوگ اپنے عقول سے فہم سنت پر قائم ہین اور اپنے دلون سے اُسکی طرف متوجہ ہین اور اپنے سردار پیشوا کے ساتھ معتصم اپنے شر نفوس سے ہین وہ لوگ صوفیہ ہین اور یہ پورا پورا وصف ہی جسکے ساتھ اُنکی تعریف کی ہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مولا مالک کی طرف دائم الافتقار تھے یہان تک کہ آپ فرماتے میرے نفس کی طرف مجھے ایک پلک مارنے کے برابر بھی حوالہ کر اور میری حراست کر جیسے کہ بچے کی کرتے ہین اور جن چیزون مین صوفیہ کامیاب متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئے اشرف اور اعلیٰ اُنہین کا یہ وصف ہی اور وہ ہمیشہ کا افتقار ہی اور التجا ہی اور اس وصف سے صدق افتقار کے ہر ایک متحقق و متصف نہین ہوتا مگر وہ بندہ خدا جسکا باطن صفائ معرفت سے صاحب کشف اور سینہ اُسکا نور یقین سے روشن ہو گیا اور دل اُسکا ایسا قریب تک جا پہونچا اور سر اُسکا ہم کلامی کی لذت سے خلوت نشین ہو گیا پھر ان تمام چیزون مین اُسکا نفس حکمی اسیر سلطانی ہو گیا اور با اینہمہ اُسکو ہر ایک شرو آفت کا گھر دیکھتا ہی اور وہ مثل آتش ہی کہ اگر ایک تنکا اُسکا باقی رہ جائے ایک عالم کو جلا دے اور وہ ہمیشہ ہی جلد پلٹنے والا اور بدلنے والا اور پیچ و تاب کھانے مین انتہا درجہ کمال ہی تو حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے کمال لطف سے صوفی کو پہونچا دیا اور کسی قدر انکشاف اُسکا کرا دیا اُس قسم کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے فرمایا اسواسطے صوفی ہمیشہ اپنے مولا کی طرف اُسکے شر سے استغاثہ کیا کرتا ہی اور گویا کہ وہ بندہ کے حق مین ایک تازیانہ بنایا گیا ہی کہ اپنے شر سے اُسکی معرفت کے لیے

چلاتا ہی اُس حالت کے ساتھ کہ نظر اُسکی التجا کے آستانہ اور صدق نیاز و دعا کی طرف ہی
تو پس صوفی اسکے مطالعہ سے ایک لحظہ بھی خالی نہین رہتا جس طرح کہ وہ اپنے رب
سے دم بھر کو غافل نہین ہوتا اور اُسکی معرفت کو اللہ تعالی کی معرفت کے ساتھ مربوط
اور مضبوط کر دیا اس حدیث یعنی جو وارد ہوئی ہی کہ جس شخص نے اپنے نفس کو
پہچانا تو پھر آئینہ اپنے پروردگار کو اُسنے پہچانا جیسے رات کی پہچان کو دن کی پہچان
نے وابستہ کر دیا ایسا وہ کون شخص ہی جو نسبت ہمارے رسول مقبول علیہ الصلوۃ
والسلام سے اس سنت کا احیا کرے بجز صوفی کے جو عالم باللہ اور زاہد فی الدنیا ہی
تقوی کو مستحکم دست سے پکڑے ہوئے ہی اور کون ہی جو اس حال کے فائدہ کا [illegible]
صوفی کے سوا پائے تو ہمیشہ کی نیازمندی اُسکی اپنے پروردگار کی طرف جناب الہی
جل شانہ کے ساتھ تمسک اور دست آویز ہی اور اُسکے ساتھ پناہ جوئی ہی اور اس پناہ
جوئی مین روح کا استغراق اور دل کا بیدار ہونا محل دعا کی طرف ہی اور دل کے محل دعا
بزبان حال اور انہین سکون کی جانب کشش ہوتی ہین کشش کا بعد اپنے مستقر سے جو
اقسام فانی مین [illegible] اور نزول اسکا قلب کی طرف مدارج علم مین ہی جو رعایت
حفظ الہی سے متحقق اور مستور ہی اور تمام آفت نفس اس تدبیر کے ساتھ جو [illegible]
[illegible] اور [illegible] حقد و حسد اور تمام خرابی عادات کی گزندے
[illegible] ہی تو یہ صوفی کا حال ہی اور تمام احوال صوفیہ کو دو قسمین
[illegible] کہ دونون صوفیہ کا وصف ہی اور حق تعالی کے قول سے ان دونون
کی طرف اشارہ ہوا کہ اللہ تعالی برگزیدہ اپنی طرف جسکو چاہتا ہی کرتا ہی اور جو
اُسکی طرف رجوع لائے اُسکو راہ [illegible] دکھلاتا ہی تو صوفیہ کی ایک قوم

فنا

صرف اجتبا کے ساتھ مخصوص ہوئی اور ایک قوم اُنمین کی ہدایت کے ساتھ
مختص ہوئی مگر اسمین پہلے انابت اور رجوع لانے کی شرط ہی پس اجتبا صرف مین
کسی بندہ کی علت نہین ہی اور یہ محبوب مراد کا حال ہی جسکی ہدایت منجانب حق اُسکے
عطا اور بخشش سے ہی بدون اسکے کہ کوئی سابقہ ایسا ہو جسنے اسنے کہین کیا ہو اجتہاد
اسکا اُسکے کشف پر مقدم ہوا ور اس صوفیت مین صوفیہ کے ایک گروہ کا یہ حال ہوا
کہ پردے انکے دلون سے اُٹھ چلے اور نور یقین کے سطوع نے سرعت کی تو حال وارد نے
انہین اجتہاد اور اعمال کی خواہش کو برانگیختہ کیا تب اعمال پر ایک بندہ اور عیش
کے ساتھ جسمین انکی انکھون کی خنکی تھی جھک گئی تو اجتہاد کو انہیر کشف نے ہلکا
اور آسان کر دیا جسطرح کہ فرعون کے ساحران پر اُس لذت نے جو صفاء عرفان سے
انپر نازل ہوئی اس بات کو سہل کر دیا کہ وہ فرعون وعدۂ عذاب کی برداشت
کرتے تھے اور سبنے کہا کہ ہم تجھے اُس شی پر اختیار اور امتیاز نکرسکے جو ہم کو دلائل
بینہ سے پہونچے ہین حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ اُنکو عنایت
ازلی کی ہوائین لگین تو سجدۂ شکر مین گر پڑے اور یک زبان ہو کر سبنے کہا
کہ ہم اہل عالم کے پروردگار پر ایمان لائے ابو موسی رقاق سے روایت ہی کہا
مین نے سنا ابو سعید خراز سے کہ وہ کہتے تھے اہل خالصہ وہ مراد شخص ہین جنکو
اُنکے مولا نے برگزیدہ کیا ہی اور نعمت انکے لیے پوری کی اور کرامت اُنکے
واسطے مہیا فرمائی تو اُنسے حرکات طلب کو ساقط کر دیا اور عمل اور خدمت مین
اُنکے حرکات لغت و ذکر اور اُسکی مناجات مین چین کرنے اور اُسکے قرب
مین منفرد ہونے پر مبنی ہو گئین اور فاطمہ مشہور جو یہ شاگرد ابی سعید

کہتی ہین کہ مین نے خواص سے سُنا ہی کہ وہ کہتے تھے کہ مرادینے حال مین بھرا ہوا دیتے
حرکات سے پر بند دیا ہوا ہی اور خدمت مین اُسکی سعی پوری اور کفایت کی گئی فسادنہ اور
نازل سے محفوظ ہی اور یہ وہ ہی جسکو شیخ ابو سعید نے کہا وہ ایسا ہی جسکی حقیقت عائبہ
صوفیہ پختیتہ ہی اور کثرت نوافل کے قائل نہین ہوے اور مشائخ کی ایک جماعت
کو دیکھا کہ نوافل مین قلت کرتے تھے تو اُنکو متنبہ ہوا کہ یہ حال دائمی مطلقاً ہی
اور یہ نہ سمجھے کہ جن لوگون نے ترک نوافل اور اقتصار فرایض پر کیا اُنکی ابتدائی
بات مریدین کی تھی سو جب وہ روح و راحت حال کو پہونچے اور ریاضت کے بعد کشف
اُنکو حاصل ہوا تو حال سے مملو اور بالامال ہوگئے پس اعمال کے نوافل اور اورادکو
چھوڑ دیا اور لوگون کے اعمال اور نوافل بدستور باقی رہتے اور ان مردون مین اُنکی
آنکھون کی خنکی ہی اور یہ مرتبہ اول سے اتم و اکمل ہی یہ جو ہم نے اُسکی توضیح کی
صوفیہ کے دو طریق مین سے ایک طریقہ ہی اور دوسرا طریق طریق مریدین کا ہی اور
یہ وہ لوگ ہین جنکے لیے انابت کی شرط لگائی گئی ہی چنانچہ حق تعالی نے فرمایا
ویہدی الیہ من ینیب اور راہ اپنی طرف اُس شخص کو دکھلاتا ہی جو انابت اور
رجوع کرے تو اول اجتہاد کا مطالبہ اُسے قبل از کشف ہوا اللہ تعالی نے فرمایا کہ
اور جن لوگون نے ہماری راہ مین کوشش کی اور مجاہدہ کیا ہی ہم اُنہیں ہم اُنکو اپنا
رستہ دکھلائینگے یقین اللہ تعالی مدارج کشف مین مندرج کرتا ہی جسمین ہر طرح کی ریاضت
اور محنت ہو اور شبہاے تاریک کی بیداری اور گرم دوپہرون کی تشنگی طلب اور شوق
کے شعلے اُنمین بھڑکتے ہین اور کامیابی کے انوار اُنکے برابر حجاب مین ہوتے ہین اور
ارادت کی گرم ریگ مین کروٹین بدلتے ہین اور ہر ایک عادت اور مانوس سے

علیحدہ ہو جاتے ہین اور یہ انابت ہے جو اللہ تعالی نے اُنکے لیے شرط لگا دی ہے اور
ہدایت کو اُسکے ساتھ مقرون کیا اور اب پھر ہدایت خاص ہے اسواسطے کہ یہ اُنکی
ہدایت اُس ہدایت عام کے سوا ہے جو اُسکے امر و نہی کی طرف معرفت دلی کی اقتضا
سے راہ راست پاتا ہے اور یہ سالک محب مرید کا حال ہے تو انابت ہدایت عام کی
غیر ہے پس وہ ہدایات خاص کی متمم ہوئی اور سیدھی راہ اُسکی طرف بعد ازان پائی
کہ اُسکے لیے مجتبون سے سیدھی راہ پائی اُسوقت عسر کی ضیق سے یسر کی فضا کو
پہونچے اور اجتہاد کی سوزش سے احوال کی راحت مین امن وامان پایا تو اُن کی
ریاضتین پہلے اُنکے کشف و کرامات سے تھین اور مراد لوگون کے کشف و کرامات
اُنکے جد و اجتہاد سے پیشتر تھین ابومحمد جریری سے روایت ہے کہ مین نے سنا ہے جنید
علیہ الرحمہ کو یہ کہتے ہوے کہ ہم نے قیل و قال سے تصوف نہین حاصل کیا ولیکن
بھوکھ اور دنیا کی ترک اور مالوفات و مستحسنات کی قطع سے پایا تو محمد بن حنیف نے
کہا کہ ارادت مراد کی طلب مین عروج کرتا ہے اور ارادت کی حقیقت جد و جہد کی
مداومت اور ترک راحت ہے اور ابوعثمان کا یہ قول ہے کہ مرید وہ ہے کہ دل اُسکا
اللہ تعالی کے سوا ہر چیز کی طرف سے مرگیا ہو تو وہ اللہ کو فقط چاہتا ہے اور اُسی کا
قرب اور اُسی کا اشتیاق رہتا ہے یہان تک کہ دنیا کی شہوات شوق الہی کی شدت
کے سبب اُسکے قلب سے جاتی رہتی ہین اور اُسی نے کہا ہے کہ مریدون کے دل کا
عذاب یہ ہے کہ وہ حیثیت معاملات و مقامات سے محجوب اُنکے اضداد کی جانب
ہو جائین سو یہ دونون طریقے احوال صوفیہ کے ساتھ جمع ہو جاتے ہین اور ان دو
کے سوا دو اور طریقے ہین کہ ثبوت و تحقق تصوف کے طریقون سے نہین ہین

ان دونون مین سے ایک وہ مجذوب ہی جو اپنے جذبہ پر قائم رہا اور کشف کے بعد
اجتہاد کی طرف نہین رجوع ہوا اور دوم مجتہد مرتاض عابد جو اجتہاد کے پیچھے
کشف کو نہین پہونچا اور صوفیہ کے لیے اُنکے دونون طریق مین حسن متابعت
سے صحت اُنکے طریق کی اور وجہ اُنکے فضل کی ہی اور جس کسی نے اس بات
کا گمان کیا کہ بدون متابعت کے فائز المرام اور کامیاب ہو تو وہ پس ماندہ اور
دھوکے مین آگیا ابو سعید خراز کا قول ہی کہ جو باطن کہ ظاہر اُسکے خلاف ہو وہ باطل
اور ناحق ہی اور جنید علیہ الرحمہ کا قول تھا کہ ہمارا یہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی حدیث سے ملا ہوا اور گتھا ہوا ہی اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ جس شخص نے
اپنے نفس پر سنت کو امیر فرمان روا کر دیا قول مین اور فعل مین تو حکمت کے ساتھ
اُسنے کلام کیا اور جس کسی نے ہوا کو اپنے نفس پر حاکم قول و فعل مین کیا تو اُسنے
بدعت کی گفتگو کی نقل ہی کہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ نے ایک روز اپنے یار سے
کہا ہمارے ساتھ چلو کہ اس شخص کو ہم دیکھین جسنے اپنے تئین ولی مشہور کر رکھا ہی
اور یہ شخص اپنے گرد و نواح مین زہد اور عبادت کے ساتھ مشہور اور معروف
تھا تو ہم اُسکی طرف چلے تو وہ جب اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلا قبلہ کی طرف
تھوکا بایزید نے کہا اُٹھو پھر چلو تب واپس آئے اور اُس سے سلام علیک
نہ کی اور کہا یہ شخص سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کا امین نہین ہی
پھر وہ مقامات اولیا اور صدیقین کے دعوے کا کس طرح امین ہو سکتا ہی اور
شبلی علیہ الرحمہ کے خادم سے پوچھا کہ تم نے اُسکے مرنے کے وقت کیا حال اُسکا
دیکھا تو کہا جب اُسکی زبان بند ہو گئی اور پیشانی پر پسینا آیا مجھے اشارہ

گیا کہ نماز کے لیے مجھے وضو کرادو تو مین نے اُسے وضو کرایا اُسوقت خلال اُسکی
ڈاڑھی کا مین بھول گیا تو میرا ہاتھ پکڑا اور اپنی ڈاڑھی مین میری انگلیان ڈالکر
خلال کرتا تھا اور سہل بن عبداللہ نے کہا جو وجد کہ اُسکی کتاب اور سنت سے
شہادت نہ ملے تو وہ ناحق ہے یہ ہے صوفیہ کا حال اور اُنکا طریقہ اور اس صورت
کے علاوہ جو شخص دعویٰ کسی حال کا کرے تو وہ جھوٹا مدعی اور گمراہ ہے

پانچوان باب تصوف کی ماہیت مین ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے ہر ایک شے کی کنجی ہے اور بہشت کی کنجی مساکین اور فقراء صابر کی محبت ہے
کہ وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہمنشین ہین پس تصوف کی ماہیت مین فقر
موجود ہے اور بنیاد اُسکی اور اُسکا قوام ہے حضرت رویم علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ تصوف
تین خصلت پر مبتنی ہے تمسک بالفقر اور محتاجی دوم صاحب بذل و ایثار ہونا
سوم تعرض اور اختیار کا چھوڑنا اور جنید نے جبکہ تصوف سے پوچھا گیا کہا کہ
تصوف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو ہے بدون اسکے کہ کوئی علاقہ ہو اور معروف
کرخی علیہ الرحمہ نے کہا تصوف حقائق کا حصول اور خلائق کے مال و متاع
سے یاس ہے جو شخص صاحب فقر نہین صاحب تصوف نہین ہے اور شبلی رحمہ اللہ
سے پوچھا کہ حقیقت فقیر کیا ہے تو کہا کہ حق کے سوا کسی دوسری چیز کی پروا
نکرے اور بوالحسین نوری نے کہا فقیر کی صفت ہے کہ سکون نہ ہونے کے وقت اور
بذل و ایثار ہو اور بعض نے کہا ہے فقیر وہ ہے کہ غنا سے احتراز کرے اس خوف سے
کہ غنا اسکے پاس آئے اور اسکے فقر کو بگاڑ دے جسطرح غنی دولتمند فقیری سے پرہیز

کرتا ہی کہ ایسا نہو فقر آجائے اور اُسکے غنا کو فاسد کر دے اور ان اشنا دسے جو
ابو عبد الرحمن سے پہلے گذر چکین کہا مین نے سُنا ابو عبد اللہ رازی سے کہ کہا مین نے
مظفر قرمیسنی سے سُنا ہی کہ وہ کہتا تھا فقر وہ ہی کہ جسے اللہ تعالی کی طرف حاجت نہو
اور مین نے اُس سے سُنا کہ وہ کہتا تھا مین نے ابو بکر مصری سے پوچھا فقر کیا ہی تو کہا فقیر
وہ ہی کہ نہ وہ کسی کا مالک ہو اور نہ اُسکا کوئی مالک ہو اور قولہ جسے اللہ تعالی کی طرف
حاجت نہو اُسکے معنی یہ ہین کہ وہ اللہ تعالی کی عبودیت کے وظیفون مین مشغول
اپنے رب کے اوپر اُسے پورا اعتماد ہو اُسکے حسن تربیت کا اپنے لیے عالم ہی اُسے
ضرورت اپنی عرض حاجت کی اسواسطے نہین ہی کہ وہ جانتا ہی اللہ میرے حال کا علیم
ہی سوال کو درمیان مین فضول سمجھتا ہی اور شبلی کے اقوال جو ہین انکی طرح طرح
کے معنی اور مراد ہین اسواسطے کہ انھون نے اشارہ انہین احوال کی طرف کیا ہی
ایک روایات مین جو دوسرے روایات کے علاوہ ہین اور ہین قول معنی حاجت
ہی کہ اُسکے بعض کو بعض سے جدا کرین اس لیے کہ ہم زمانہ بہت اشیا کا ذکر وقوف
تصوف کے معنی مین کیا ہی جسکی مثل فقر کے معنی مین بیان کیا اور بہت چیزین
فقر کے معنی مین ذکر کین کہ انکی مثل تصوف کے معنی مین بیان کی ہین اور جہان
شبہ پیدا ہو فقر و تصوف کا بیان لابد ہی اسواسطے کہ کبھی اشارات فقر کے زہد
کے معنی مین مشتبہ ہونگے اور کبھی تصوف کے معنی سے ہونگے اور طالب رشد کو ایک
دوسرے سے تمیز نہین ہوتا تو ہم کہتے ہین کہ تصوف غیر فقر ہی اور زہد غیر فقر ہی اور
تصوف غیر زہد ہی پس تصوف ایک اسم ایسا ہی جسمین فقر اور زہد کے معانی حاصل
ہین اور اوصاف اور اضافات کے ساتھ جنکے بغیر آدمی صوفی نہین ہوتا خواہ وہ

زاہد اور فقیر ہی کیوں نہو ابو حفص نے کہا کہ تصوف بالکل آداب ہین ہر ایک وقت کا
ایک ادب ہی اور ہر ایک حال کا ایک ادب ہی اور ہر ایک مقام کا ایک ادب ہی اور
جسنے اوقات کے آداب کو اپنے ذمہ لازم کیا تو وہ مردون کے مرتبہ کو پہونچا اور جسنے
آداب کو ضائع کیا وہ بعید ہی اس راہ سے کہ ظن قریب رکھے اور مردود ہی اس
راہ سے کہ امید قبول اُسسے ہو اور یہ بھی کہا ہی ظاہر کا حسن ادب باطن کے حسن ادب
کا عنوان ہی اسواسطے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اسکا دل
خاشع اور متواضع ہی تو اُسکے اعضا و جوارح خاشع ہین ابو محمد جریری سے تصوف کا
سوال کیا گیا تو فرمایا ہر ایک اعلی خلق مین درآنا اور ہر ایک ادنی خلق سے
نکلنا ہی پس جسوقت تصوف مین یہ معنی حصول اور تبدیل اخلاق سے مفہوم ہو گئے
اور اُسکی حقیقت معتبر ہو گئی تو معلوم ہوا کہ تصوف زہد اور فقر دونون سے بڑھ کر ہی اور
بعض کا قول ہی فقر کی انتہا ساتھ اُسکے شرف کے ابتدا تصوف ہی اور اہل شام
تصوف اور فقر مین فرق اور تمیز نہین کرتے وہ کہتے ہین کہ یہ آیت قرآنی للفقراء الذین
احصروا فی سبیل اللہ یعنی اُن فقرا کے لیے جو اللہ کی راہ مین محصور ہوے وصف صوفیہ
ہی اور حق تعالی نے انکو فقرا کے نام سے ذکر کیا ہی اور ہم قریب اس بات کو واضح
کرینگے جس سے تصوف اور فقر کے درمیان فرق ظاہر ہو ہم کہتے ہین کہ فقیر اپنے
فقر مین اُسکی کثرت کے لیے اور اُسکی فضیلت کے ساتھ ثابت ہی غنی و تونگری
پر اُسے ترجیح دیتا ہی اُسکا جو عوض کہ اللہ تعالی کے نزدیک متحقق ہی جیسے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کے فقیر جنت مین دولتمندون سے
آدھے دن پیشتر داخل ہونگے جو پانسو برس کا ہی تو جیسے ہی عوض باقی کو دیکھ لیا

حاصلات فانی سے تمسک رہے اور فقر فاقہ سے گلے مین ہاتھ ڈالکر ملے اور فضیلت
اور معاوضہ کے باقی رہنے کے سبب زوال فقر سے ڈرے وہ یہ طریق صوفیہ مین علت
اعتلال اور سبب کا لاتا ہی اسواسطے کہ اسنے معاوضون کی طرف ہمیشہ آنکھ لگائی ہی کہ
اور اسکے لیے دنیا کو چھوڑ دیا ہی اور صوفی نہ موجودہ اجرون کے بلکہ موجودہ احوال کے
سبب تمام چیزون کو ترک کیے ہوتے ہی اسواسطے کہ وہ ابن وقت ہی اور بغیر فقر کا
ترک کرنا نصیب موجود کو اور لوٹنا اُسکا نعمت فقر کو ایک ارادہ اور اختیار ہی جسکا
ہو اور ارادہ اور اختیار صوفی کے حال مین ایک علت ہی اس لیے کہ صوفی جو عالم
فی الاشیا ہو گیا ہی تو ارادہ الٰہی سے ہوا ہی نہ اپنے ارادہ سے پس وہ نہ صورت
جو فقر مین فضیلت اُس شی مین دیکھتا ہی اور نہ تونگری کی صورت مین بلکہ فضیلت اُس شی
مین دیکھتا ہی جسمین اُسے حق تعالی نے توفیق بخشی ہی اور اُسی سے اپنے تئین داخل
کرتا ہی اور ایک شی مین داخل ہونے کے لیے اللہ تعالی کی طرف سے اذن پاتا ہی
اور وہ کبھی آسودگی کی صورت مین بحکم الٰہی در آتا ہی جو فقر کے برخلاف ہی اور آسودگی
آسودگی مین ہی فضیلت دیکھتا ہی اسواسطے کہ حکم الٰہی اسی مین رہنے کا ہی اور
اس وسعت مین قسمت نہین کرتا اور داخل نہین ہوتا صادقین کا نصیب ہی الا
جبکہ حکم الٰہی کا علم قوی اور مستحکم کرلین اور اس معاملہ مین پانون کی پھسلن ہی اور بدعیون
کے دعوی کا باب ہی اور کوئی حال ایسا نہین ہی جسکے ساتھ صاحب حال متحقق ہو
الا یہ کہ اسکی حکایت کو ترک یا مشہور کرتا ہی لیہلک من ہلک عن بینۃ ویحیی
من حی عن بینۃ (ترجمہ) تاکہ جو ہلاک ہوتا ہی وہ بینہ سے زندہ ہوتا ہی پھر جب یہ ظاہر
ہو چکا تو فقر اور تصوف کے درمیان واضح ہوا اور سمجھا گیا کہ فقر تصوف کی اساس

اور بنیاد ہی اور قوام اسکا اُسکے ساتھ ہی اس معنی سے کہ تصوف کے مرتبہ تک پہونچنا
جو ہی فقر اسکا طریق ہو۔ اس معنی سے کہ وجود تصوف بے وجود فقر لازم آتا ہی جنید
علیہ الرحمہ نے کہا ہی کہ تصوف اسکا نام ہی کہ حق تجھے تجھ سے مارے اور اوس سے آپ
تجھے جلائے اور یہ وہی بات ہی جسکا ہم نے ذکر کیا ہی کہ صوفی قائم فی الاشیا اللہ کے
ساتھ ہی نہ کہ اپنے نفس کے ساتھ اور فقیر اور زاہد دونون اپنے نفس سے اشیا مین موجود
ہین اپنے ارادت سے واقف ہین اپنے قدر علم کے موافق مجتہد ہین اور صوفی اپنے
نفس کے لیے مستقل اپنی معلومات کی طرف غیر مائل اپنے رب کی مراد سے قائم ہین
نہ کہ اپنے نفس کی مراد سے ذوالنون مصری علیہ الرحمہ کا قول ہی کہ صوفی وہ شخص ہی
کہ نہ طلب اُسکو تھکائے اور نہ سلب اُسکو جگہ سے ہلائے اور یہ بھی اُسکا
قول ہی کہ صوفیہ نے سب چیزون پر اُنکو برگزیدہ فرمایا تو اُنکے اپنا سے یہ ہی کہ
اپنے نفوس کے علم پر انھون نے علم الٰہی کو اور بھی ارادۂ نفوس پر ارادۂ اللہ کو
پسند کیا ہی بعض صوفیہ سے کہا گیا کہ تو اُنمین سے کس گروہ کے ساتھ ہین
صحبت رکھون کہا صوفیہ سے اسواسطے کہ برے کیلیے اُنکے نزدیک ایک وجہ
عذر کی ہی اور جو سب سے بڑا اعمال کرتا ہی اُسکی وقعت ان لوگون کے نزدیک
کم تجھے اُس سے بڑھا وادین کہ میرا نفس مجھے عجب اور فخر دین اسواسطے اور یہ علم
ہی کہ نہ فقیر کے پاس پایا جاتا ہی اور نہ زاہد کے پاس اسواسطے کہ زاہد ترک کو
بڑا جانتا ہی اور لینے کو برا سمجھتا ہی اور یہی فقیر کا حال ہی اور یہ حالت اسواسطے
ہی کہ اسکا ظرف چھوٹا ہی اور وہ بے حد علم پائے ہوے ہین اور بعض صوفیہ نے
کہا ہی کہ صوفی وہ ہی کہ اُسکے سامنے جب اپنے دو حال پیش آوین یا دو اچھے

زدو خلق ہون تو وہ احسن اور بہت اچھے کے ساتھ ہوا اور فقیر اور زاہد دونون ابھی ری
تمیز ہوا اچھے خلق مین نہین کرتے بلکہ وہ اخلاق سے بھی اُسی کو اختیار کرتے ہین جو
مائل ترک کی طرف ہوا ور مشاغل دنیا سے باہر ہونے کی طرف داعی ہوا نیے علم سے
وہ دونون اس معاملہ مین علم کرنے والے ہون اور صوفی اپنے صدق التجا اور حسن
انابت اور حفظ قرب اور لطف دخول و خروج الی اللہ سے باین وجہ کہ اُسکا
علم اپنے ربکے ساتھ ہی اور اُسکو حظ اپنے رب کی گفتگو اور مکالمہ سے ہی اور حسن انا
نشرف کا منجانب اللہ خواستگار ظہور اور انکشاف ہی حضرت رویم نے فرمایا ہی کہ تصوف
نفس کا اللہ کے ساتھ اُسکی مرضی پر چھوڑ دینا ہی اور عمرو بن عثمان مکی نے کہا ہی کہ
تصوف اسکا نام ہی کہ بندہ ہر وقت اُس شی مین مشغول ہو جو اُسوقت اولی اور
افضل ہو اور بعض صوفیہ کا قول ہی کہ تصوف کا اول علم ہی اور اوسط اُسکا عمل ہی
اور آخر اُسکا عطا من اللہ تعالے ہی اور بعض نے کہا تصوف ہی ذکر با جماعت
اور وجد با سماعت اور عمل باتبعیت اور بعضے کہتے ہین کہ تصوف ترک تکلف ہی اور
بذل روح اور سہل بن عبداللہ صوفی نے کہا جو کدورت سے صاف اور سستی و
شوق سے پر اور آدمیون سے اللہ تعالی کی طرف منقطع ہو سونا اور مٹی اُسکی
نزدیک برابر ہو اور بعضے تصوف سے سوال کیے گئے تو کہا کہ خلقت کی موافقت
اور اخلاق طبعی کی مفارقت سے دل کی صفائی اور صفات بشری سے
افسردگی اور نفسانی خواہشون یکسوئی اور صفات روحانی کا نزول اور
علوم حقیقی سے تعلق اور شریعت مین اتباع رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام ہی
ذوالنون مصری نے کہا مین نے سواحل شام سے ایک جگہ پر ایک عورت دیکھی

تو میں نے کہا کہ تو کہان سے آئی وہ بولی اُن قومون کے پاس سے جو خوابگاہون سے اپنے پہلوؤن کو علیحدہ رکھتے ہین پھر مین نے کہا اور کہان کا تیرا ارادہ ہے بولی اُن مردون کی طرف جنکو اللہ تعالی کے ذکر سے نہ سوداگری غافل کرتی ہے اور نہ خرید و فروخت کھیل مین ڈالتی ہے تو مین نے کہا کہ اُنکی تعریف کر تو یہ ابیات اُسنے پڑھین ابیات

قوم ہمومہم باللہ قد علقت — فما لہم ہمم تسمو الی احد

فمطلب القوم مولاہم وسیدہم — یا حسن مطلبہم للواحد الصمد

ما ان تنازعہم دنیا ولا شرف — من المطاعم واللذات والولد

ولا للبس ثیاب فائق انق — ولا لروح سرور حل فی بلد

الا مسارعة فی اثر منزلة — قد قارب الخطو فیہا باعد الابد

فہم رہائن غدران واودیة — وفی الشوامخ تلقاہم مع العدد

یعنی وہ ایسی قوم ہے جنکے ارادے اللہ تعالی کے ساتھ متعلق اور آویزان ہین اور اُنکی ہمتین ایسی نہین ہین جو کسی اور کی طرف بڑھین اور بلند ہون پھر ساری قوم کا مطلب اور مقصود اُنکا مولی اور اُنکا سردار ہے تو اللہ پاک یکتا کے لیے کیا ہی اچھا اُنکا مطلب ہے۔ نہ دنیا اُنکو نزاع اور تکرار مین ڈالتی ہے اور نہ کوئی شرف جو کھانے کی قسم سے ہو اور لذت اور اولاد سے ہو۔ نہ پوشاک عمدہ اور نفیس کے پہننے کے لیے اور نہ کسی خوشی اور آرام کے لیے جو شہر مین آیا ہو۔ مگر یہ کہ مرتبہ کے پیچھے جلدی اور شتابی ہے جسمین قدم اُنکے قریب ابد کے بعد سے ہو گئے وہ چشمون اور سیل گاہون کے اندر بسے ہوئے ہین اور پہاڑون کی چوٹیون پر اُنسے تو گروہ کے گروہ سے ملاقات کرے گا جنید علیہ الرحمہ نے کہا صوفی زمین کی مثال ہے ہر ایک

بری چیز اُسپر ڈالتے ہیں اور نہیں سے جو چیز نکلتی ہی وہ اچھی ہوتی ہی اور یہ بھی اُسکا
قول ہی کہ صوفی زمین کے مانند ہی کہ نیک و بد سب روندتے ہیں اور ابر کے مانند ہی
کہ ہر ایک چیز پر سایہ کرتا ہی اور مینہ ایسا ہی کہ ہر ایک شی کو سیراب کرتا ہی - اور تصوف
کی ماہیت میں اقوال مشائخ ہزار قول سے زیادہ ہیں اور اُنکی نقل کرنے میں طول ہی اور
ہم ایک قاعدہ کلیہ کہے دیتے ہیں جسمیں اُسکے معانی آجائیں صوفی ہمیشہ اپنی اوقات
کدورت سے پاک کرتا ہی اس راہ سے کہ وہ قلب کو نفس کے لوث سے صاف
کرتا ہی اور اُسکے اس تصفیہ کو مدد اس سے پہونچتی ہی کہ وہ مدام اپنے مولے کا
محتاج رہتا ہی تو ہمیشہ کے افتقار سے وہ کدورتوں سے صاف رہتا ہی اور جب
کبھی اُسکا نفس جنبش کرے اور کسی صفت پر اپنی صفات سے ظاہر ہو تو وہ اپنی بصیرت
نافذہ سے ادراک کرتا ہی اور اپنے پروردگار کی طرف گریز کرتا ہی تو اُسکے دوام تصفیہ
سے جمعیت اُسکی ہو اور اُسکے نفس کی جنبش سے تفرقہ اُسکا ہی اور کدورت اُسکی ہی تو
اپنے رب کے ساتھ وہ اپنے قلب پر اور اپنے قلب کے ساتھ نفس پر قائم ہی
قال اللہ تعالیٰ کونوا قوامین للہ شہداء بالقسط اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہو تم اللہ کے
لیے قائم اور رہے گواہ عدل کے ساتھ ہو اور یہی قوامیۃ اللہ کے لیے نفس پر تصوف
کے ساتھ متحقق اور ثابت ہوتا ہی بعضوں نے کہا تصوف بالکل اضطراب ہی تو جب
سکون تصوف بھی نہیں اور یہ ایسا ہی کہ روح درگاہ الٰہی کی طرف
کھنچی گئی ہی مراد یہ کہ صوفی کی روح منجذب تاک لگائے ہوے قرب کے مقامات
کی طرف ہی اور نفس کے لیے اپنی وضع کے سبب نشیبی اپنے عالم کی طرف ہو
اور پیچھے اُلٹا پلٹتا ہی اور صوفی کے لیے دوام حرکت ضرور ہی اسطرح کہ نفس

ہمیشہ کی محتاجی اور ہمیشہ کی گریزا اور نفس کی صواب اندیشی کے موقعون کی حیران
ہین ہو اور جو کوئی اس بات سے واقف ہوگا صوفی کے معنی ہین جو تمام متفرقات
پائے گا جو اشارات ہین ہین۔

چھٹا باب صوفی کی وجہ تسمیہ کے بیان ہین ہی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ غلام کی دعوت قبول فرماتے تھے اور حمار پر سوار ہوتے اور
صوف کا لباس پہنتے تھے تو اسوجہ سے قوم اس طرف گئی کہ ظاہر لباس کی نسبت
سے انکا نام صوفیہ رکھا ہی اسواسطے کہ صوف کا لباس انھون نے اختیار
کیا کہ وہ لطیف وملایم ہوتا ہی اور انبیا علیہم السلام کا پہناوا تھا جناب رسول مقبول
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہ آپ نے فرمایا شہر روحا کے ایک پتھر پر ستر انبیا برہنہ پا
صاحب عبا بیت الحرام کے قصد سے گذرے اور کہتے ہین کہ حضرت عیسی علیہ السلام
صوف اور پشمینہ پہنا کرتے اور درخت سے پھل کھایا کرتے تھے اور سو رہتے جہان کہین انکو
شام ہو جاتی اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہر آئینہ ستر اہل بدر کو
ہین نے دیکھا ہی کہ انکی پوشاک صوف تھی اور انکی ابو ہریرہ اور فضالہ ابن عبید نے
تعریف کی ہی کہ وہ بھوک کے مارے گر پڑتے تھے یہان تک کہ عرب انکو دیوانے
خیال کرتے تھے اور پہناوا انکا صوف کا تھا حتی کہ بعضے انمین سے عرق آلودہ
اپنے کپڑون مین ہو جاتے تو اس سے بھیڑی کی بو آنے لگتی جب کہ وہ پسینہ مین
بھیگ جاتا اور انمین سے بعضون نے کہا کہ ہر آئینہ تجھے انکی بو ایذا دیتی ہی کہا آپ کو
بھی انکی بو گزند پہونچاتی ہی اس کلام سے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی طرف خطاب کرتے تو صوف کا لباس اُنھون نے اسواسطے اختیار کیا کہ وہ زینت
دنیا کے تارک اور بقدر رمق اور ستر عورت پر قانع اور امر آخرت مین مستغرق اسواسطے
کہ اپنے مولے کی خدمت مین مشغول اور امر آخرت کی طرف صرف ہمت سے انھین لذت
اور راحت نفس کی فرصت اور فراغت نہ تھی اور یہ اختیار اشتقاق کی حیثیت سے
بھی مناسب اور موزون ہے اسواسطے کہ جب کوئی صوف پہنتا ہے تو عرب اُسکو
کہتے ہین تصوف یعنی صوف پہنا جسطرح کہ کوئی قمیص پہنے تو اُسکو کہتے تقمص یعنے
قمیص پہنا اور چونکہ سیر و طیر مین اُنکا حال تھا اس لیے کہ احوال مین بدلتے پلٹتے
رہتے تھے اور اُنکو ایک بلندی سے زیادہ بلندی پر عروج تھا کوئی وصف اُنکو مقید
اور کوئی نعت اُنکو محبوس نہین کر سکتی تھی اور ترقی علم اور حال کے باب اُنپر کشادہ
تھے باطن اُنکے حقائق کے معدن اور علوم کے مخزن تھے پس ہرگاہ کسی حال کے
ساتھ مقید اُنکا ہونا تقیید کی رو سے متعذر اور دشوار ہوا کہ وجدان اُنکی
نوع بنوع کی اور ترقی اُنکی ہر جنس کی تھی تو لباس ظاہر کی طرف اُنکو منسوب
کر دیا اور یہ امر اشارہ کرتے ہین اُنکی طرف [illegible] اُنکے وصف کے
[illegible] مین [illegible] تھا اسواسطے کہ صوف کا پہننا اُنکے سلف کے متقدمین پر غالب
[illegible] تھا اور یہ بھی کہ اُنکا حال مقربین کا سا ہے چنانچہ پہلے ذکر اسکا ہو چکا
اور [illegible] نسبت قرب اور [illegible] اشارہ قرب الٰہی کی طرف ایک امر صعب ہے کہ
[illegible] اسکا اور اشارہ اُنکی طرف عظیم و بھاری امر ہے تو اشارہ اُنکے پہناوے
کی طرف ہوا جس مین اُنکا حال چھپا رہے اور ہمین غیرت اُنکے بڑے مقام کی تھی
کہ اشارہ بہت اُنکی طرف ہونگے اور بار بار اسکا ذکر ہو تو خبر اُسکا لباس ہے

طریق زیادہ مقرون با دب تھا اور ادب ظاہر اور باطن قول اور فعل مین معاملات صوفیہ
کا مدار علیہ ہی اور اسمین ایک بات اور ہی کہ انکے پہناوے کی طرف نسبت مشعر ہی
کہ دنیا کی انھین قلت ہی اور شہوات نفسانی کی جانب انکو کم رغبت ہی جسکا مقتضا
اچھے اچھے نفیس لباس ہین حتی کہ نیا نو سکھیا مرید جو انکے طریق کو پسند کرتا ہی اور
چاہتا ہی کہ انکے کاروبار مین داخل ہون تو وہ اپنے نفس کو تھوڑے گذران پر رکھتا ہی
اور جانتا ہی کہ کھانا پینا بھی اور جبے پہننے کے قبیل سے ہی پھر انکے طریق مین
دیکھ بھال کر داخل ہوتا ہی اور یہ امر بلندی کا سمجھا ہوا ہی اور انکے حال کا بتلانا
اور اسکے ساتھ انکو موسوم کرنا اہل ہدایت کی فہم سے نہایت بعید ہی پس صوفی
انکا نام رکھنا نافع تر اور اولی ہی اور یہ بھی ہی کہ اس معنی کے سوا جو کہا جائے کہ
انھون نے صوفیہ نام اسواسطے رکھا ہی ایک قسم کا دعوی ہی اور جب یہ کہا جائے
کہ صوفیہ صوف کے پہننے کے سبب نام رکھ لیا ہی تو دعوی سے دور ہوگا اور جو
چیز دعوی سے زیادہ دور ہو وہی انکے لائق حال ہی اور یہ وجہ بھی ہی کہ صوف کا
پہننا انکے کام سے ظاہر پر حکم لگانا ہی اور انکے کسی حال یا مقام کی طرف منسوب
انکو کرنا حکم باطن ہی اور ظاہر کے ساتھ حکم کرنا زیادہ موافق اور بہتر ہی پس یہ کہنا کہ
انھون نے صوفیہ نام صوف پہننے کے سبب رکھا تو تواضع اور فروتنی سے زیادہ
قریب اور لائق ہی - اور یہ بھی لگتی ہوئی بات ہی کہ کہا جائے کہ ہر گاہ ان
لوگون نے افسردگی اور گمنامی اور تواضع اور انکسار اور اوجھل اور آڑ کو
اختیار کیا ہی تو وہ ایسے ہی ہو گئے جیسے پھٹے پرانے لتے جن کو پھینکتے
رہتے ہین اور کوئی انکو نہین پوچھتا اور نہ انکی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہی

تو صوفہ کی نسبت سے صوفی کہیں جیسے کوفہ کی نسبت سے کوفی کہا کرتے ہین
اور یہ ہی جو بعضے اہل علم نے بیان کیا ہی اور اشتقاق کے قریب اور مناسب
معنی مقصود ہین اور ہمیشہ سے صالحین اور زہاد اور متقین اور عباد کو
صوف ہی کا لباس مرغوب اور مطبوع رہا ہی - اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود
سے روایت ہی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جس دن اللہ تعالی
نے موسی علیہ السلام سے باتین کین تو آپ صوف کا جبہ پہنے ہوے تھے اور
صوف کی ازار بھی اور چادر بھی صوف کی تھی اور آستین بھی اسکی صوف کی تھی
اور آپ کی جوتیان غیر مذبوحہ گدھے کی کھال کی تھین - اور بعضون نے کہا صوفیہ
اس لیے نام رکھا ہی کہ وہ اللہ تعالی کے سامنے صف اول مین اپنی علو ہمت
اور اللہ تعالی کی حضور مین بدل و جان حاضر آنے سے اور اسکے سامنے اپنے
اسرار باطن کے ساتھ کھڑے ہوے ہین - اور بعضون نے کہا یہ اسم در اصل
صفوی تھا پھر وہ نقل مکان کیا گیا او صوفی اسکو بنا لیا - اور کہتے ہین صوفیہ
نام صفہ کی نسبت سے رکھا ہی جو عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین فقراء
و مہاجرین کے لیے مخصوص تھا اور انکے حق مین اللہ تعالی نے فرمایا ہی للفقراء
الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض الآیۃ - یعنی اُن فقراء
کے لیے جو اللہ تعالی کی راہ مین روکے گئے زمین مین چلنے کی طاقت نہین رکھتے
اور یہ توجیہ ہر چند اشتقاق اللغوی کی صورت سے ممکن نہین ہی مگر معنی کے
لحاظ سے صحیح ہی اسوسطے کہ صوفیہ کا حال انکے حال کے مشابہ ہی باین وجہ کہ
وہ باہم مجتمع اور ملے جلے ایک دوسرے سے صحبت رکھنے والے ہین اللہ تعالی کے

واسطے اور اللہ کی محبت اور اطاعت میں جیسے اصحاب صفہ کہ چارسو آدمی کے قریب
تھے نہ اُنکے مدینہ میں گھر اور نہ کنبے قبیلے مسجد میں ہو بیٹھے تھے جیسے اگلے پچھلے صوفیہ
گوشوں اور خانقاہوں میں رہا کیے اور وہ نہ کھیتی کیاری کرتے نہ دودھ کے
دینے والے جانور پالتے اور نہ بیوپاری تھے دن کو لکڑیاں جمع کرتے اور گٹھلیاں
پھوڑتے اور رات کو عبادت اور کلام اللہ کے سیکھنے اور تلاوت میں مشغول ہوتے
اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنکی غمخواری کرتے اور لوگوں کو اُنکی غمخواری
پر برانگیختہ فرماتے تھے اور اُنکے پاس بیٹھتے اور اُنکے ساتھ کھاتے تھے اور اُنکی شان
میں یہ آیت نازل ہوئی ولا تطرد الذین یدعون ربہم بالغداۃ والعشی یریدون وجہہ
یعنی اور مت نکال اُن لوگوں کو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے اور اُسکی ذات
چاہتے ہیں اور یہ آیت واصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم بالغداۃ والعشی
یعنی وہ اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے پروردگار کو صبح شام پکارتے ہیں
اور یہ آیت ابن ام مکتوم کے حق میں نازل ہوئی عبس وتولی ان جاءہ الاعمی
یعنی تیوری چڑھائی اور منھ پھیر لیا کہ اسکے پاس اندھا آیا اور وہ اہل صفہ
سے تھا تو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے باعث معتوب ہوے اور
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اُنسے مصافحہ فرماتے تو اُن کے
ہاتھوں سے اپنا ہاتھ نہ کھینچا کرتے اور دولتمندوں پر اُنکو بانٹ دیتے ایک
کے ساتھ تین اور دوسرے کے ساتھ چار بھیجا کرتے اور سعد بن معاذ اپنے
گھر میں اُنمیں سے اسی آدمیوں کو لیجاتے اور کھانا کھلاتے تھے اور ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ستر آدمی اہل صفہ سے دیکھے ہیں کہ وہ

ایک کپڑے سے نماز پڑھتے تھے بعضے اُنمیں کے ایسے تھے کہ کپڑا اُنکے زانو تک نہیں
ہوتا تھا تو جب ایک اُنمیں سے رکوع میں جاتا تھا ہاتھ سے اُسے پکڑ لیتا کہ مبادا
اُسکا اندام شرم کھل جائے۔ بعضے اہل صفہ نے کہا ہم ایک جماعت حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ چھواروں نے ہمارے پیٹ
جلا دیے یہ بات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنی اور منبر پر چڑھے بعد ازاں
فرمایا اُن لوگوں کا کیا حال ہی جو کہتے ہیں کہ چھواروں نے ہمارے پیٹ جلا دیے کیا
تم نہیں جانتے کہ یہ چھوارے مدینہ والوں کا کھانا ہی اور ہر آئنہ اُسکے ساتھ ہم سے
اہل مدینہ نے غم خواری کی اور ہم نے تمھاری غم خواری اُس سے کی کہ جس سے اُنھوں نے
ہماری غم خواری کی اور مجھے اُسکی قسم ہی جسکے قبضہ میں محمد کی جان ہی ہر آئنہ دو مہینے
ہوے کہ رسول اللہ کے گھر میں سے دھوان نہیں اٹھا اور اُنکے پاس پانی اور کھجور
کے سوا اور کچھ نہیں ہی۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی
کہا ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل صفہ پر کھڑے ہوے اور اُنکی محتاجی
اور کوشش اور خوش دلی دیکھی پھر فرمایا ای اصحاب صفہ تمھیں بشارت ہو جو تم میں سے
قائم اُس صفت پر رہا جسپر تم آج کے دن ہو اور راضی اُس چیز کے ساتھ جو جسمیں ہی
وہ ہر آئنہ قیامت کے دن میرا رفیق اور ساتھی ہی۔ اور کہتے ہیں کہ اُنمیں سے
ایک گروہ خراسان میں تھا جو غاروں میں رہا کرتے دیہات اور شہروں میں اُنکی
سکونت نہ تھی خراسان میں اُنکو شکفتیہ کے نام سے پکارتے اسواسطے کہ شکفت
غار کا نام ہی بود و باش کی جگہ کے ساتھ اُنکو منسوب کرتے تھے اور اہل شام اُنکو
جوعیہ کہا کرتے اور حق تعالی نے اہل خیر و صلاح کا ذکر قرآن شریف میں

فرمایا ہی تو ایک قوم کو ابرار دوسروں کو مقربین اور انہیں سے بعض کو صابرین اور صادقین
اور ذاکرین اور محبین نام رکھا اور یہ جسقدر متفرق نام مذکور ہین اُن سب کو
صوفی کا نام مشتمل ہی اور یہ نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین نہ تھا
اور بعضوں کا قول ہی کہ تابعین کے زمانہ مین تھا۔ اور حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ
سے منقول ہی کہ آپ نے فرمایا طواف مین ایک صوفی مین نے دیکھا سو جو کچھ اُسے
مین نے دیا تو اُسنے نہین لیا اور کہا میرے پاس چار دانگ ہین مجھے کافی ہی جو میرے
پاس ہی اور اُسکو مضبوط وہ روایت کرتی ہی جو سفیان سے ہی کہ اُسنے کہا ہی اگر
ابو ہاشم صوفی نہ ہوتا تو ریا کے دقیقے مین نہ جانتا اور یہ دلیل اُسپر ہی کہ یہ نام معروف
قدیم ہی اور بعضوں نے کہا ہی کہ یہ نام دو صدی ہجری عربی تک مشہور نہ تھا اسواسطے
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین آپ کے اصحاب کو صحابی کے نام
سے کہا کرتے کہ اُسکو شرف صحبت رسول اللہ صلعم کا حاصل تھا اور اُسکی طرف اشارہ اور
سب اشارون سے اولی اور افضل تھا اور جب عہد رسول اللہ صلعم کا آخر ہوا تو جسنے
صحابی سے علم حاصل کیا اُنکا نام تابعی رکھا گیا اسکے بعد جب زمانہ رسالت گذر گیا
اور عہد نبوت کو عرصہ گذرا اور وحی آسمانی بند ہوگئی اور نور مصطفوی چھپ گیا اور
رائین مختلف ہوگئین اور طریقے انواع اقسام کے ہوگئے اور ہر ایک ذی رائے
اپنی رائے مین فرد ہوا اور علوم کے شربت ہوا ہائے نفسانی کے میل سے گدلے ہوگئے
اور متقین کی بنیاد دین ہل گئین اور زاہدین کے عزم اُلٹ پلٹ ہوگئے اور جہالتین
غالب ہوئین اور حجاب اُنکے کثیف ہوئے اور عادات بڑھ گئین اور اہل عادات کے مختار ہوگئے
اور دنیا نے بناؤ سنگار کیا اور خطاب اُسکے بڑھ گئے تو ایک گروہ اُن سب سے الگ ہوگئے

جنکے اعمال صالح اور احوال کو حسن اور صدق انکی عزیمت مین اور قوت انکی دین مین تھی اور دنیا اور اسکی محبت مین انھون نے کم رغبتی کی اور گوشہ نشینی اور تنہائی کو غنیمت جانا اور اپنے نفوس کے لیے گوشے حاصل کیے جن مین وہ کبھی تو جمع اور کبھی جدا ہو جاتے اہل صفہ کے پیرو اسباب کے تارک رب الارباب کے مقابل پس انکے لیے ثمرہ نیک اعمال اور پرنور احوال ہوئے اور علوم کے قبول کے لیے انکے فہم مین صفائی آگئی اور زبان کے بعد انکے لیے ایک اور زبان اور عرفان کے پیچھے ایک اور عرفان اور ایمان کے بعد ایک اور ایمان ہوا جیسا کہ حارثہ نے کہا کہ صبح اٹھا مین سچا مومن جب کہ ایمان مین ایک مرتبہ کشوف اسکے علاوہ ہوا جسکا انھون نے قول اقرار کیا تھا تو اسکی اقتضا سے انھین بہت سے علم حاصل ہوئے جنکو وہ پہچانتے ہین اور بہت سے اشارات جنکا انھون نے استعمال کیا ہے پس انکی خاص ذات کے لیے اصطلاحین تجویز کر لی ہین جو ان معانی کی طرف اشارہ کرتی ہین کہ انکو یہ حضرات جانتے پہچانتے ہین اور بفصاحت ان احوال کو بیان کرتے ہین جنکو وہ پاتے اور حاصل کرتے ہین تو ان متاخرین نے اسے قدمائے سلف سے اخذ کیا یہان تک کہ وہ ہر ایک عہد اور زمانہ مین ایک اسم مشتہر اور غیر مستقر ہو گئی تو یہ نام ان لوگون مین پھیل گیا اور اسکے ساتھ خود بھی موسوم ہوئے اور دوسرون نے بھی نام رکھا پس اسم انکی نشانی ہی اور علم الٰہی انکی صفت ہی اور عبادت انکا حلیہ اور تقوی انکا شعار ہی اور حقیقت کے حقائق انکے اسرار مین کنبے اور قبیلون سے نکلے ہوئے فضیلتون کے مالک غیرت کے قبون مین رہنے والے اور حیرت کے ملکون مین بسنے والے مین مگر یون انکے لیے فضل الٰہی سے ترقی ہی اور آگ انکے

ذوق کی شعلہ زنی ہی اور وہ ہل من مزید کہہ رہے ہین اللہ ہمیں انکے گروہ مین ہمکو اٹھا اور انکے حالات ہمارے نصیب کر واللہ اعلم۔

ساتوان باب تصوف اور تشبہ کے بیان مین ہی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی کہا ایک شخص حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی تو آپ نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوے جب نماز پڑھ چکے تو آپ نے فرمایا وہ شخص کہان ہی جسنے قیامت کی نسبت سوال کیا تھا تو وہ شخص بولا مین ہون یا رسول اللہ آپ نے فرمایا قیامت کے لیے تونے کیا سامان کیا ہی کہا اسکے لیے مین نے نماز روزہ زیادہ نہین جمع کیے کہا مین نے اسکے لیے کوئی بڑے عمل نہین اکھٹے کیے مگر یہ کہ مین اللہ اور اسکے رسول کو دوست رکھتا ہون اسپر آپ نے فرمایا آدمی اسکے ساتھ ہی جسکو وہ چاہتا ہی یا کہ تو اسکے ساتھ ہی جسکو تو چاہتا ہی حضرت انس نے کہا کہ تب مین نے مسلمون کو اسلام کے بعد کسی شئے سے ایسا خوش نہین دیکھا جیسا کہ وہ اس سے خوش ہوے پس جو شخص صوفیہ کے تشبہ کہ اسنے صوفیہ کا تشبہ انکے سوا دوسرے گروہ سے نہین اختیار کیا الا انکی محبت سے حالانکہ وہ قاصر ہی ان باتون پر قائم ہونے سے جو انمین ہین صوفیہ کے ساتھ ہوگا اس لیے کہ تشبہ کو صوفیہ کے ساتھ ارادت اور محبت ہی اور پھر آنحضرت اس حدیث سے جو ہم نے اس مسئلہ مین روایت کی ہی واضح تر دوسری حدیث وارد ہوئی ہی۔ عبادہ بن صامت نے ابی ذر غفاری سے روایت کی ہی کہا کہ مین نے عرض کی یا رسول اللہ ہر آئنہ مین اللہ اور اسکے رسول کو دوست

رکھتا ہوں تو فرمایا کہ ہر آئینہ تو اُسکے ساتھ ہی جسکو تو دوست رکھتا ہی کہا کہ ابوذر
نے اُسکو دوبارہ کہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو دوبارہ فرمایا پس
متشبہ کی اُنسے محبت نہیں ہوتی مگر اسوجہ سے کہ اُسکی روح اُس شی سے آگاہ اور
ہوشیار ہو گئی ہی جس سے ارواح صوفیہ آگاہ اور خبردار ہیں اسواسطے کہ محبت
امر اللہ کی اور اُس شی کی جو اُسکی طرف قربت دے الا اُس شخص کی جو اُسکا مقرب ہی
روح کو بدون اسکے کہ متشبہ نفس کی ظلمت سے باز رہتا ہی اور صوفی اُس سے رہا
ہوچکا ہی اور متصوف حال صوفی کی طرف تاک لگا رہا ہی اور وہ متشبہ صفات
نفسانی کے بقیہ میں شریک ہی - اور طریق صوفیہ سے اول ایمان ہی پھر علم پھر ذوق
اور متشبہ صاحب ایمان ہی اور طریق صوفیہ سے ایمان اصل بزرگ ہی - جنید علیہ الرحمہ
نے کہا ہی کہ ایمان طریقہ کا ولایت ہی اور اسکی وجہ یہ ہی کہ صوفیہ نے اکثر خلائق کے
نزدیک احوال نادرہ کمیاب اور آثار عجیب و غریب کے سبب ممتاز ہو گئے ہیں
اسواسطے کہ یہ حضرات قضا و قدر اور علوم غریبہ کے صاحب مکاشفہ ہیں اور اُنکے
اشارے اللہ کے بڑے امر اور شی کے قرب کی طرف ہیں اور ایمان اسپر ایمان
بالقدرت ہی اور اہل سنت سے ایک قوم نے کرامات اولیا سے انکار کیا ہی اور حال انکا
ایمان اسپر ایمان بالقدرت ہی اور اس قسم کے بہت علوم اُنکے پاس ہیں تو انکے طریق
ایمان وہی شخص لاتا ہی جسکو حق تعالی نے اپنی مزید عنایت سے مخصوص فرمایا ہی پس
متشبہ صاحب ایمان ہی اور متصوف صاحب علم اسواسطے کہ اُسنے ایمان کے بعد زیادہ
علم اُنکے طریقے سے حاصل کیا ہی اور اس سے بہت معلومات اُسکو ہوئیں جس سے
استدلال اُسکے تمام و کمال پر ہوتا ہی اور صوفی صاحب ذوق ہی صوفی کے حال کو

سے متصوف کا حصہ ہی اور متصوف کے حال مین متشبہ کا حصہ ہی اور سنت الٰہی اسی طرح
پر جاری ہی کہ ہر صاحب حال جسکو ایک ذوق اُسمین ہی مقرر اُسے ایک حال معلوم اور
مکشوف ہوجاتا ہی جو اُسکے حال سے بلند تر ہی تو وہ حال اول صاحب ذوق ہی اور
جو حال اُسپر کشف ہوا ہی اسمین وہ صاحب علم ہی اور جو اُس سے بڑھکر حال ہی اسمین
صاحب ایمان ہی تا آنکہ طریق طلب ہمیشہ برابر جاری رہتا ہی تو ذوق کے حال مین
وہ صاحب قدم ہی اور علم کے حال مین وہ صاحب نظر ہی اور جو اس سے بڑھا
چڑھا حال ہی اسمین وہ صاحب ایمان ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی ان الابرار لفی نعیم
علی الارائک ینظرون یعنی بیشک جو نیک لوگ ہین آرام مین تختون پر بیٹھے دیکھتے ہین
ابرار کی اور انکی شراب کی تعریف کی ہی بعد اسکے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ومزاجہ من
تسنیم عینا یشرب بہا المقربون پس ابرار کی شراب مین مقربین کی شراب سے
میل ہی اور وہ مقربین کے لیے خالص ہی تو صوفی کے لیے خالص شراب ہی اور
متصوف کی شراب مین اسکا میل ہی اور متصوف کی شراب سے متشبہ کے لیے میل ہی
پس صوفی بساط قرب سے قرارگاہ روح مین بڑھ گیا ہی اور صوفی کی نسبت متصوف
ایسا ہی جیسے کہ زاہد کی نسبت متزہد ہی اسواسطے کہ یہ فعل اور عمل تکلیف کے
ساتھ اُسنے کیا ہی اور سبب پیدا کیا ہی جس سے اشارہ اس بات کی طرف ہی جو
صوفی کے وصف سے اُسمین موجود ہی تو وہ متصوف صوفی کے طریق مین اپنے
رب کی طرف سیر و سلوک کرنے مین جد و جہد کرنے والا ہی - جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہی سیروا سبق المفردون یعنی چلو اور بڑھو مفردین سبقت
کر گئے ہین صحابہ نے کہا مفردین کون ہین یا رسول اللہ تو فرمایا کہ وہ شیفتگان

ذکر الٰہی ہین جنکے بار اُنسے ذکر نے اُتار دیے ہین اور قیامت کے دن وہ ہلکے سبک
کار آئینگے پس صوفی مفردین کے مقام مین ہین اور متصوف سائرین کے مقام مین
اپنے سیر مین قرارگاہ قلب مین ذکر الٰہی سے پہونچنے والے ہین اور قلب سے اُسکا قرار
ہی اور اپنی نظر سے التذاذ اُسکا ہی اسکی نظر کی جانب جو اُسکی طرف ہی پس صوفی
صاحب مشاہدہ و روح کے مقام و مستقر مین ہی اور متصوف صاحب مراقبۂ قلب
کے مقام مین اور متشبہ صاحب مجاہدہ و محاسبۂ نفس کے مقابلہ اور ہمسری مین ہی
تو صوفی کی تلوین اُسکے قلب کے وجود مین ہی اور متصوف کی اُسکے نفس کے وجود
مین اور متشبہ کو تلوین نہین ہی اسواسطے کہ تلوین ارباب احوال کے لیے ہی اور متشبہ
ایک سالک مجتہد ہی جو ابھی احوال تک نہین پہونچا اور ان سب کو جامع دائرہ
اصطفا ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی پھر ہم نے کتاب کا وارث اُن لوگون کو کردیا جنہین
ہم نے اپنے بندون سے برگزیدہ کیا ہی تو بعضے اُنہین سے اپنے نفس کے ظالم ہین اور
بعضے اُنہین سے متوسط اور میانہ رو ہین اور بعضے اُنہین کے ہین جو آگے بڑھ گئے ہین بعضے
کہتے ہین کہ ظالم زاہد ہی اور مقتصد عارف اور سابق محب ہی اور بعض کا قول ہی کہ ظالم
وہ ہی کہ بلا سے زاری اور بے صبری کرتا ہی اور مقتصد وہ ہی جو بلا پر صبر کرتا ہی اور
سابق اُسے کہتے ہین کہ بلا سے لذت پاتا ہی اور بعضون نے کہا ظالم وہ ہی جو
غفلت اور عادت سے عبادت کرے اور مقتصد رغبت سے اور خوف سے اور
سابق جو اپنے پروردگار کو نہ بھولے اور احمد بن عاصم انطاکیہ رحمہ اللہ نے کہا ہی
ظالم صاحب اقوال ہی اور مقتصد صاحب افعال اور سابق صاحب احوال اور
یہ سب قول صوفی اور متصوف اور متشبہ کے حال سے مقرون بہ تناسب ہین

اور یہ سب اہل صلاح وفلاح سے ہین کہ انکو دائرہ اصطفا جمع اور یکجا کرتا ہی اور خصوصیت
کی نسبت اپنی عطا و بخشش سے انہین ملا دیتا ہی - حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ
تعالی عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے
فرمایا اس قول مین اللہ تعالی کے فرمایا ہی فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق
بالخیرات کلہم بالجنۃ یعنی انہین سے ظالم اپنے نفس کے اور بعضے مقتصد اور بعضے خیرات
مین بڑھے ہوے یہ سب جنت مین ہین - ابن عطا کا قول ہی کہ ظالم وہ ہی جو اللہ کو
دنیا کے واسطے دوست رکھتا ہی اور مقتصد وہ ہی جو اللہ کو جنت کے لیے دوست
رکھتا ہی اور سابق وہ ہی کہ اپنی مراد کو اللہ کی مراد کے ساتھ اُسمین ساقط کرے اور
یہی صوفی کا حال ہی تو تشبیہ اس قوم کے امر سے کسی شی کے پیش آیا اور یہ انکے قرب
کا موجب انکے لیے ہوتا ہی اور قرب انکا ہر ایک خیر کا مقدمہ اور دیباچہ ہی -
اپنے شیخ سے مین نے سنا ہی کہ کہتے تھے کہ اہل دنیا سے ایک شخص شیخ احمد غزالی کے
پاس آیا اور ہم اصفہان مین تھے یہ شخص انسے خرقہ چاہتا تھا تو اُس سے شیخ نے کہا
فلان کے پاس جاؤ اور یہ میری طرف اشارہ تھا تاکہ وہ خرقہ کے معنی مین تجھسے
کلام کرے پھر آؤ کہ مین تجھے خرقہ پہناؤن کہا پھر وہ میرے پاس آیا تو مین نے اُس سے
خرقہ کے حقوق بیان کیے اور وہ باتین جو حق خرقہ کی رعایت سے واجب ہین اور
جو خرقہ پہننے انکے آداب اور وہ شخص جو اسکے پہننے کی قابلیت رکھے تو اس شخص نے
حقوق خرقہ کو بہت بڑا بھاری جانا اور خرقہ کے پہننے سے ہیچ کیا تب شیخ کو اُس
معاملہ کی خبر پہونچی جو طالب کے نزدیک میرے قول سے اسکو پیدا معلوم ہوا
تو مجھے بلایا اور مین نے جو اُس سے کہا تھا اُسپر خفا ہوا اور کہا مین نے

خیرے باتین اُسے اس لیے بیجا تھا کہ تو اُس سے باتین ایسی کرے کہ جن سے اُسکی رغبت خرقہ کی طرف زیادہ ہو اُسپر تو نے وہ باتین کین جن سے ارادہ سُست ہوگیا جو جو بات کہ تو نے ذکر کیا وہ صحیح ہین اور وہ ایسی ہین کہ حقوق خرقہ سے واجب ہین مگر جب ہم نے مبتدی پر لازم گردانین تو وہ بھاگا اور اُسپر قیام کرنے سے عاجز آیا پس ہم اُسے خرقہ پہناتے ہین تاکہ قوم کے تشبہ ہوجاے اور اُنکے لباس سے ملتبس ہو تو یہ بات اُسکو مجالس اور محافل سے قربت دے گی اور اُنکے ساتھ اختلاط سے اور اُنکے احوال اور سیرت کے دیکھنے سے اُسکی وہ خواہش کرے گا کہ راہ اُنکی چلے اور اِس ذریعہ سے کچھ اُنکے احوال تک پہونچے گا - اور شیخ احمد غزالی نے کہا اِس قول سے وہ قول موافق ہی جو ہمارے شیخ رحمہ اللہ نے ابو القاسم جنید بغدادیؒ سے بواسطات روایت کیے کہ وہ جعفر سے کہتے تھے جب کسی فقیر سے تو ملے تو علم سے ابتدا مت کر اور نرمی سے آغاز کر اس لیے کہ علم اُسے متوحش کرتا ہی اور نرمی اُسے مانوس کرتی ہی اور صوفیہ مشتبہان سے نرمی پیش آتے ہین کہ مبتدی طالب اُس سے نفع حاصل کرے اور جو کوئی انہین سے حال مین اکمل اور علم مین علامہ وہ زیادہ تر مبتدی طالب کے ساتھ نرمی اور رفق کرتا ہی بعض صوفیہ سے حکایت ہی کہ اُسکی صحبت مین ایک طالب آیا تو اُسنے اپنے نفس کو کثرت معاملات اور مجاہدات مین پکڑا اور اُس سے ارادہ اُسکا بجز اسکے نہ تھا کہ مبتدی اُسے دیکھے اور اُسکے ادب سے ادب سیکھے اور اُسکے عمل کی اقتدا کرے اور یہ وہ نرمی ہی کہ کسی چیز مین درنہ آئی مگر یہ کہ اُسکو زینت اور رونق دے دی پس تشبہ حقیقی کے لیے قوم کے طرق سے ایمان ہی اور اُسکے موافق عمل ہی اور سلوک وہ جہاد ہی اس کے موافق جو

ہم نے ذکر کیا کہ وہ صاحب مجاہدہ اور محاسبہ ہی پھر وہ متصوف صاحب مراقبہ
ہوجاتا ہی بعد ازان وہ صوفی صاحب مشاہدہ ہوجاتا ہی ولیکن جو شخص متصوف
اور صوفی کے حالی کی طرف تشبہ کے ساتھ نظر نہین کرتا اور نہ وہ اُنکے اوائل مقاصد
کا قصد کرتا ہی بلکہ فقط ظاہری کا تشبہ لباس کے تشبہ اور مشارکت حلیہ اور
صورت پر بدون سیرت اور صفت کے رہتا ہی تو وہ تشبہ بصوفی نہین ہی اسواسطے
کہ اُنکے ابتدائی حالات کے ساتھ اُنکی نقل وحکایت نہین کرتا تو وہ
اسوقت تشبہ کا تشبہ ہی جو ایک قوم کی طرف صرف اپنے لباس سے منسوب
ہوتا ہی اور اُسکے ساتھ وہ ایسی قوم ہی کہ جو اُنکا جلیس ہو وہ بے نصیب رہتا اور
حدیث شریف مین وارد ہی کہ جس نے ایک قوم کی مشابہت کی تو وہ شخص اُسی
قوم سے ہی۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہر آئینہ اللہ تعالی کے لیے بہت سے ملائک
ہین فاضل اُن ملائک سے جو لوگون کے اعمال نامے لکھتے ہین راستون مین پھرا
کرتے ہین اور مجالس ذکر کو ڈھونڈھا کرتے ہین تو جب کسی قوم کو دیکھتے ہین کہ
اللہ تعالی کے ذکر مین مشغول ہین تو وہ باہم ایک دوسرے کو پکارتے ہین چلے آؤ
اپنے مقصود کی طرف پس قوم کو اپنے بازوون سے ظاہر آسمان تک ڈھانک
لیتے ہین تب اللہ تعالی فرماتا ہی حال آنکہ وہ خود دانا تر ہی کیا میرے بندے
کہتے ہین فرشتے کہتے ہین کہ تیری حمد کہتے ہین اور تیری تسبیح اور تیری تمجید
کرتے ہین پھر فرماتا ہی کیا مجھے اُن لوگون نے دیکھا ہی تو فرشتے کہتے ہین کہ نہین
پس فرماتا ہی جو مجھے دیکھ پاتے تو کیا ہوتا وہ کہتے ہین اگر تجھے دیکھتے تو اور زیادہ

تسبیح اور تحمید اور تمجید کرتے پھر فرماتا ہی کیا مجھ سے مانگتے ہین یہ کہتے ہین کہ تجھ سے
بہشت مانگتے ہین پھر فرماتا ہی کہ کیا بہشت دیکھی ہی وہ کہتے ہین کہ نہین پھر فرماتا ہی کہ
کیا ہوتا اگر اُسے دیکھتے تو وہ کہتے ہین اگر اُسے دیکھتے تو اور زیادہ طلب اُنکی اور
حرص زیادہ ہوتی فرشتون نے کہا اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہین تو فرماتا ہی کہ
آیا اُسے دیکھا ہی وہ کہتے ہین کہ نہین پھر فرماتا ہی کیا ہوتا اگر اُسے دیکھتے فرشتون نے
کہا اور زیادہ پناہ مانگتے اور اُس سے بھاگتے پھر اللہ تعالی فرماتا ہی مین تمھین
گواہ کرتا ہون کہ ہر آئینہ مین نے اُنکو بخشا پھر ایک فرشتہ اُن مین سے کہتا ہی کہ
فلانا شخص اُن لوگون مین سے نہین ہی وہ فقط ایک ضرورت سے آیا تھا
تب اللہ تعالی فرماتا ہی وہ باہم ہمنشین اور ہم صحبت ہین اُنکا ہم نشین
بے نصیب اور بے بہرہ نہین رہتا پس صوفیہ کا جلیس اور اُنکا تشبہ اور محب
محروم نہین رہتا

اٹھوان باب ملامتی اور اُسکے حال کی شرح مین ہی

بعض صوفیہ نے کہا ملامتی وہ شخص ہی جو خیر کو ظاہر نہ کرے اور شر کو مخفی نہ کرے
اور شرح اُسکی یہ ہی کہ ملامتی کے عروق اخلاص کا ذائقہ لیتے ہین اور صدق
سے متحقق ہوا تو وہ نہین چاہتا کہ اُسکے حال اور اعمال پر کوئی مطلع ہو۔
حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا مین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی فرمایا مین نے جبرائیل سے پوچھا کہ
اخلاص کیا ہی اُسنے کہا مین نے حضرت رب العزت سے سوال کیا کہ اخلاص
کیا چیز ہی فرمایا وہ ایک سر میرے سرون سے ہی جسکو مین اُس شخص کے دل مین اپنے

بندون مین سے امانت رکھتا ہون جسکو مین دوست رکھتا ہون پس بلا شبہ
کے لیے زیادہ اختصاص اس بات کے ساتھ ہی کہ وہ اخلاص کے ساتھ متمسک
اور معتصم ہین احوال اور اعمال کے اخفا کو اچھا جانتے ہین اور اُسکے چھپانے مین
لذت پاتے ہین حتے کہ اگر انکے اعمال و افعال کسی پر ظاہر ہو جائین تو اس سے متوحش
ہوتے ہین جس طرح کسی گناہ کے کھل جانے سے گنہگار کو وحشت ہوتی ہی پس
ملامتی نے وقوع اخلاص اور اُسکے مقام کی قدر و منزلت کی اور اُسکا اعتبار اور
شمار کرکے اُسمین ہاتھ مارا اور صوفی اسکے اخلاص مین اپنے اخلاص سے غائب
اور گم ہوگیا - ابو یعقوب سوسی نے کہا جب اپنے اخلاص مین اُنھون نے اخلاص کو
شاہد کیا تو اُنکا اخلاص ایک دوسرے اخلاص کا محتاج ہوا اور ذوالنون نے
کہا اخلاص کی علامات سے تین چیزین ہین عوام سے مدح و ذم کی مساوات
اور اعمال مین دید اعمال کا بھول جانا اور ثواب اعمال کی خواہش کو
آخرت مین چھوڑ دینا - ابو عثمان مغربی سے مروی ہی کہ کہا اخلاص وہ چیز ہی
جسمین نفس کو حظ کسی حال کے ساتھ نہ ہو اور یہ عوام کا اخلاص ہی اور خواص
کا اخلاص وہ ہی کہ اُنپر نہ اُنکے ساتھ گذرے اور اُنھین کے منجملہ طاعات مین
جیسے وہ یکسو ہین اور نہ اُنپر اُنکی نظر ہی اور نہ اُنکی کچھ شمار قطار ہی تو یہ اخلاص
خواص ہی اور یہ وہ ہی جسکو شیخ ابو عثمان مغربی نے تفصیل وار لکھا ہی اس
طرح سے کہ صوفی اور ملامتی کے مابین فرق ظاہر کیا اسواسطے کہ ملامتی نے
اپنے عمل اور حال سے خلق کو دور کیا ہی مگر اپنے نفس کو قائم رکھا تو وہ
مخلص ہی اور صوفی نے اپنے نفس کو اپنے عمل اور حال سے دور کر دیا

جس طرح کہ اُسکے غیر کو دور کردیا تو وہ مخلَص ہی اور مخلِص خالص او مخلص مین بہت
بڑا فرق ہی۔ ابوبکر زقاق نے لکھا ہی مخلصی کا نقص اُسکے اخلاص مین دیکھنا
اپنے اخلاص کا ہی توجب اللہ چاہتا ہی کہ اُسکے اخلاص کو خالص کرے تو
اُسکے اخلاص سے دید اُسکی جو اُسکے اخلاص پر ہی ساقط کردیتا ہی تو وہ مخلص ہوگا
مخلص۔ ابوسعید خراز نے کہا ہی کہ عارفون کی ریا مریدون کے اخلاص سے افضل ہی
اور معنی اُسکے قول کے یہ ہین کہ مریدون کا اخلاص مین رویت اخلاص کی
علت ہی اور عارف اُس ریا سے منزہ ہی جو عمل کو باطل کردے مگر شاید کہ وہ کچھ
اپنے حال اور اعمال سے اپنے علم کامل کے ساتھ جو اُنہین اُسکے نزدیک ہی
مرید کی کشش یا اخلاق نفس سے ایک خلق کی رنج کشی کے لیے ظاہر کرتا ہی
اور خاص عارفون کے لیے اس معاملہ مین ایک علم دقیق اور باریک ہی کہ
دوسرا اُسکو نہین جانتا تو کم علم ریا کی صورت اُسکو دیکھتا ہی حالانکہ وہ ریا نہین ہی
اُسکے سوا نہین ہی کہ وہ صریح علم اللہ کیواسطے اللہ کے ساتھ ہی بدون اُسکے کہ نفس
اُسمین حاضر ہو یا کوئی آفت اُسمین موجود ہو۔ رویم نے کہا ہی کہ اخلاص یہ ہی کہ
صاحب اخلاص اُسپر دارین مین کسی عوض اور دونون ملکین سے کسی حصہ
کی طمع نہ رکھے بعض صوفیہ نے کہا صدق اخلاص عدم نظر یا اللہ سے خلق کے
دیکھنے کو چھپاتا ہی اور ملامتی خلق کو دیکھتا ہی پھر اپنے عمل اور حال کو چھپاتا ہی
اور جو کچھ ہم نے پہلے سے بیان کیا اخلاق صوفی کا وصف ہی اور اسی واسطے
زقاق نے کہا ہی کہ ہر ایک مخلص کے لیے اپنے اخلاص کے دیکھنے سے چارہ
نہین ہی اور یہ کمال اخلاص کا نقص ہی اور اخلاص وہی ہی کہ اللہ اُسکے

صاحب کا محافظ ہوتا کہ تکمیل اصلی کرے۔ جعفر خلدی نے کہا کہ ابو القاسم جنید
بغدادی سے مین نے سوال کیا کیا اخلاص اور صدق مین کچھ فرق ہے کہا ہان
صدق اصل ہے اور وہ اول ہے اور اخلاص فرع ہے اور وہ تابع ہے اور کہا اُن
دونون مین فرق ہے اسواسطے کہ اخلاص جب تک عمل مین نہ آئے نہین ہوتا
پھر کہا کہ وہ یہی اخلاص ہے اور مخالص لاخلاص ہے اور خالصہ ہے جو مخالصہ مین ہے تو
اس بنا پر اخلاص ملامتی کا حال ہے اور مخالص الاخلاص صوفی کا حال ہے اور
خالصہ جو مخالصہ مین ہے ایک مخالص الاخلاص کا ثمرہ ہے اور وہ بندہ اپنے
رسوم سے اپنا قیام اپنے قیوم کے دیکھنے سے فنا اور جاتا رہتا ہے بلکہ اپنے
قیام کی رویت سے اسکا غائب ہونا ہے اور وہ استغراق فی الذات آثار اور
لوث اخفا کی آزادی سے ہے اور وہ صوفی کے حال کا گم ہونا ہے اور ملامتی اپنے
مقام اخلاص مین مقیم اور اپنے اخلاص کی حقیقت کی طرف نابینا ہے اور
یہ ملامتی اور صوفی مین فرق واضح ہے اور خراسان مین ہمیشہ ملامتیون کا ایک
گروہ رہتا ہے اور انکے لیے مشائخ ہین جو انکی بنیاد کو درست کرتے اور طریق انکے
حال کی انہین بتلاتے تھے وہ ہم نے ہر ایک عراق مین دیکھا اُن لوگون کو جو اس
راہ کے سالک ہین مگر وہ اس نام سے مشہور نہین ہین اور اہل عراق اس نام کو
بول چال مین کمتر استعمال کرتے ہین۔ نقل ہے کہ ایک ملامتی کو سماع مین مدعو کیا
تو وہ نہ آیا جب اُس سے بابت اسکے کہا گیا تو کہا اسواسطے اگر مین آتا تجھے وجد
ہوتا اور مین نہین پسند کرتا کہ کوئی میرا حال معلوم ہو۔ اور منقول ہے کہ احمد بن
ابی الحواری نے ابو سلیمان دارانی سے کہا کہ مین جب خلوت مین ہوتا ہون

اپنے معاملہ کی لذت ایسی پاتا ہون جو صحبت خلق مین نہین پاتا تو اُس سے کہا کہ تو
ادب کم طاقت ہی پس ملامتی ہر چند اخلاص کے رشتہ کا قابض اور بساط صدق
کا فراش ہی مگر اُنہین بقیہ رویت خلق کا اور اُس شیٔ کا جو اُنہین کی بہت عمدہ ہی
یعنی بقیہ اخلاص اور صدق کی تحقیق کا موجود ہی اور صوفی اس بقیہ سے پاک
اور صاف ہی جو دونون طرف مین ہی عمل یا ترک عمل سے کہ خلق کے لیے ہی اور بالکل
اُنکو دور دفع کر دیا اور نظر فنا و زوال مین اُنکو دیکھا اور اُسکے لیے ناصیہ توحید
کھل گئی اور اس قول حق سبحانہ تعالی کا بھید پا لیا کل شئی ہالک الا وجہہ ہر ایک
شئی فانی ہی مگر ذات اُسکی - جیسا کہ بعض صوفیہ نے اپنے غلبات کے بعض
اوقات مین کہا ہی دارین مین اللہ کے سوا کوئی نہین اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ ملامتی
دو وجہ سے اخفاء حال کرتا ہی ان دونون وجہون مین سے ایک وجہ تو اخلاق کی تحقیق
کے واسطے ہی اور دوسری وجہ جو کامل تر ہی وہ یہ ہی کہ غیب حال بنوع غیرت
پوشیدہ رہے اس واسطے کہ جو اپنے محبوب کے ساتھ خلوت نشین ہو تو اُسکی اطلاع
غیر کو اُسے بُری معلوم ہوتی ہی بلکہ صدق محبت مین اُسے یہ بھی بُرا معلوم ہوتا ہی
کہ کسی کو اطلاع اُسکی ہو کہ وہ اپنے محبوب کو چاہتا ہی اور یہ بات اگرچہ کرہی تو بھی
طریق صوفیہ مین علت ہی اور نقص ہی بنابران ملامتی متصوف پر مقدم اور صوفی
سے موخر ہی اور کہتے ہین کہ اصول ملامتیہ سے یہ ہی کہ ذکر چار قسم کا ہی زبان سے
اور دل سے اور سر سے اور روح سے تو جب ذکر روح صحیح ہو گیا تو سر اور قلب
اور زبان ذکر سے بند ہو جاتی ہی اور یہ ذکر مشاہدہ ہی اور جب ذکر سر صحیح ہو گیا تو
دل اور زبان ذکر سے چپ ہوتے ہین اور یہ ذکر ہیبت ہی اور جب دل کا ذکر

صحیح ہو تو زبان ذکر سے سست ہو جاتی ہی اور یہ ذکر نعمات آلہی ہی اور ذکر سے
جب دل غافل ہوا تو زبان ذکر کرنے لگی اور یہ ذکر عادت کا ہی اور انکے نزدیک
ہر ایک کے لیئے ان ذکرون مین سے ایک آفت ہی تو ذکر روح کی آفت سر کی اطلاع
اُسپر ہی اور ذکر سر کی آفت اطلاع اُسپر قلب کی ہی اور قلب کے ذکر کے لیے آفت
نفس کی اُسپر اطلاع ہی اور ذکر نفس کی آفت اسکا دیکھنا ہی یا اُسکی عظمت
کرنی یا ثواب و اجر مانگنا ہی یا اُسنے گمان کیا کہ وہ مقامات سے ایک شی تک
پہونچے گا۔ اور کمترین خلائق قدر و قیمت مین انکے نزدیک وہ شخص ہی جو ارادہ
اُسکے اظہار کا کرے اور اس بات کا کہ خلق اُس کے سبب اُسکی خدمت مین
حاضر ہو اور اس اصل کا بھید جسپر ان لوگون مین ہو علم رکھے یہ ہی کہ ذکر روح ذکر ذات ہی
اور ذکر سر ذکر صفات انکے زعم مین ہی اور ذکر قلب آلاء و نعماء سے اثر صفات کا ذکر ہی
اور ذکر نفس علتون کا متعرض ہی تو معنی اُسکے قول کے کہ اطلاع سر کی روح پر یہ ہی کہ
وہ اشارہ کرتے ہین اسکی طرف کہ ذکر ذات کے وقت فنا کے ساتھ ثابت اور متحقق ہی
اور اسوقت ذکر ہیبت ذکر صفات ہی جو خبر ہیبت سے خبر دینے والا ہی اور وہ وجود
ہیبت اور خوف کا ہی اور وجود ہیبت مستدعی وجود بقیہ کا ہی اور یہ خلاف
حال فنا ہی اور اسی طرح ذکر سر ذکر ہیبت ہی اور وہ ذکر صفات نصیب قرب
کا مشعر ہی اور ذکر قلب کا جو ذکر آلاء و نعماء ہی فی الجملہ بعد کا مشعر ہی اسواسطے
کہ وہ ذکر نعمت کے ساتھ اشتغال ہی اور نعمت دینے والے کی طرف سے
ذہول اور غفلت ہی اور بخشش کا دیکھنا بخشنے والے کی طرف سے ایک بعد ہی
اور نفس کی اطلاع ثواب کی طرف وجود اعمال کے شمار کرنی ہی اور یہ

ہین علت ہی اور یہ اقسام اس طریقہ کے ہین اور انہین سے بعض بعض سے اعلے
ہین واللہ اعلم

نوان باب اُس شخص کے بیان مین ہی جو منسوب بصوفیہ ہی اور اُن مین سے نہین ہی

ایک گروہ انہین سے کہ جو اپنے تئین قلندریہ کہتے ہین اور کبھی ملامتیہ اور ملامتیہ کا
حال ہم بیان کر چکے اور وہ حال شریف اور مقام نادر ہی اور انھون نے سنت اور
آثار سے تمسک کیا اور اخلاص و صدق سے متحقق ہین اور وہ اُس قسم سے نہین ہین
جنکو شرع سے بگڑے ہوے لوگ گمان کرتے ہین پس قلندریہ سے اشارہ اُن
قوم کی طرف ہی کہ اُنکے دلون کی پاکیزگی کی مستی اُنکی مالک بن گئی ہی یہان تک
کہ عادت کو انھون نے ویران تباہ کر دیا اور ہمنشینی اور اختلاط کے آداب کی
بیڑیان ڈال دین اور چھوڑ دین اور اپنے خوش دلی کے میدانون مین سیر کی اور
ملامتیہ کی قسم سے اُنکے اعمال تھوڑے مگر فرائض اور لذات دنیا سے کسی چیز کے
اٹھانے کی پروا نہین کرتے جو مباح ہین شرع نے اُنکی اجازت دی اور بسا اوقات
رخصت کی رعایت پر انھون نے اختصار اور اقتصار کیا ہی اور فضیلت کے
حقائق کی طلب نہین کی اور باوجود اسکے جمع اور ذخیرہ نہ کرتے اور زیادہ طلبی
کے ترک کو ہاتھ سے نہین دیتے اور تھوڑے پر گذر کرنے والون اور دنیا سے
کم رغبت والون اور عابدون کے رسمون کا برتاؤ نہین کرتے اور اپنی خوش دلی
کے ہمراہ اللہ تعالے کے ساتھ ہین اور اُسی پر انھون نے قصد کو تاہ
کیا اور انکو خبر اسلئے کہ سیر اپنی خوش دلی سے ہین طلب مزید کی طرف جھانکا

تاک نہین اور ملامتی اور قلندری مین فرق یہ ہے کہ ملامتی اخفاء عبادات مین عمل کرتا ہے اور قلندری عادات کی تخریب مین عمل کرتا ہے اور ملامتی کل باب خیر و بر کے ساتھ متمسک ہے اور اُسمین فضل اور بزرگی دیکھتا ہے مگر اعمال و افعال کو چھپاتا ہے اور اپنے نفس کو عوام کے موافق اور برابر مین اپنی صورت اور لباس اور حرکات مین اپنا حال چھپانے کیلیے تاکہ واقف کوئی اُس سے نہو جاے روکے اور ٹھہرائے رکھتا ہے اور اُسکے ساتھ ہی ترقی کی طلب مین تاک رکھتا ہے اور ہر ایک بات مین جس سے بندہ کو تقرب ہو جلد تبلیغ کرتا ہے اور قلندری کسی صورت کے ساتھ مقید نہین ہوتا اور نہ اُسکو پروا ہے کہ کوئی اُسکے حال سے واقف ہو یا نا واقف ہو اور وہ نہین مائل ہوتا مگر اپنی خوش دلی کی طرف اور وہی راس المال اور سرمایہ اُسکا ہے اور صوفی اشیا کو اُنکے موقعون پر رکھتا ہے اور سب احوال اور اوقات کی اپنے علم سے تدبیر کرتا ہے خلق کو اُنکے مقام پر اور امر حق کو اُسکی جگہ پر قائم کرتا ہے اور جس چیز کو چھپانا چاہیے اُسے چھپاتا ہے اور جسکو ظاہر کرنا مناسب ہے اُسکو ظاہر کرتا ہے اور تمام کام کو اُنکے مقام پر حضور عقل اور صحت توحید اور کمال معرفت اور رعایت صدق و اخلاص کے ساتھ لاتا ہے پھر ایک گروہ نے اہل فتنہ و گمراہی سے اپنیکو ملامتیہ کہلایا اور لباس صوفیہ سے متلبس ہوے تاکہ اُس سے صوفیہ کی طرف منسوب ہون اور صوفیہ سے وہ کسی بات مین نہین ہین بلکہ وہ دھوکے دھڑی اور غلطی مین پڑے ہین اور وہ کبھو صوفیون کا لباس بچاؤ کیلیے اور کبھو دعوے کے ساتھ پہنتے ہین اور اہل اباحت کی راہ چلتے ہین اور اُنکا یہ زعم ہوتا ہے کہ ضمائر اُنکے

اللہ تعالیٰ کی طرف خالص اور رجوع ہو گئے اور کہتے ہین کہ یہی مقصود دین کا میعاد ہی ہی
اور شرعی رسوم کا برتنا ورجہ عوام اور ان لوگون کا ہی جنکے فہم قاصر ہین اور تقلید
سے اقتدار کے پھندے مین پہنسے ہوے ہین اور یہ عین الحاد اور زندقہ اور ابعاد ہی
تو جو حقیقتین کہ شریعت نے انکو رد کیا ہی وہ زندقہ ہی اور یہ گروہ مغرور دھوکے
مین پڑے ہوے اس بات سے جاہل اور ناواقف ہین کہ شریعت حق عبودیت ہی
اور حقیقت ہی حقیقت عبودیت ہی اور جو شخص اہل حقیقت سے ہو گیا وہ حق عبودیت
اور حقیقت عبودیت کا مقید ہو گیا اور ایسے امور اور ترقیات کا مطالبہ اس سے
ہوا کہ جو اس درجہ تک نہین پہونچا اس سے مطالبہ انکا نہین ہوتا نہ یہ کہ تکلیف
شرعی کے ڈورے سے اسکی گردن نکل جاے اور اسکا باطن بجی اور تحریف
کو ملا جاوے۔ روایت ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ لوگ عہد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مین وحی سے مواخذہ کیے جاتے تھے اور ہر آئینہ وحی کا سلسلہ
ٹوٹ گیا اور اب ہم سے مواخذہ ہم تمھارے اعمال کا کرتے ہین تو جو ہمارے
لیے اظہار خیر کرے اسکو قبول کرینگے اور اس سے قربت کرینگے اور ہمارے ذمہ
اسکے بطون سے کچھ نہین ہی اللہ اس سے محاسبہ اسکے بطون کا کریگا اور جو
اسکے سوا ہمارے سامنے ظاہر کرے اسکو ہم نہین قبول کرینگے اگرچہ وہ کہے کہ
میرا باطن اچھا ہی اور انہی سے منقول ہی کہ جسنے اپنے نفس کو تہمتون کے لیے سامنے کیا
تو جو کوئی اسکی طرف بدگمانی کرے تو چاہیے کہ اسکو برا بھلا نہ کہے پھر جسوقت ہم
دیکھین کسی شخص کو جو حدود شرع کا استحقار کرتا ہی صلوۃ مفروضہ کو چھوڑ دیتا ہی
تلاوت کلام اللہ اور روزہ نماز کی حلاوت کو شمار و اعتبار مین نہین لاتا اور

حرام مکروہ مقامات مین درتا ہی ہم اُسکو رد کرینگے اور ہم اُسکو قبول نکرینگے اور اُسکے
دعوی کو کہ اُسکا بطون صالح ہی نہ مانینگے - حضرت جنید علیہ الرحمہ سے منقول ہی
کہ وہ ایک شخص سے معرفت کا بیان کرتے تھے تو اس شخص نے کہا کہ عارف باللہ
بر وتقوی کے ترک تک پہونچتے ہین تو جنید نے کہا کہ یہ قول اُس قوم کا ہی جو
ترک اعمال کا کلام کرتے ہین اور یہ میرے نزدیک بُری بات ہی اور جو شخص چوری
اور زنا کرے ایسے شخص سے بہتر ہی اُس شخص سے جو یہ بات کہے اور ہر آئینہ عارف
باللہ نے اللہ سے اعمال حاصل کیے ہین اور اسی کی طرف اُن اعمال مین یہ لوگ
رجوع کرتے ہین اور اگر مین ہزار برس زندہ رہون ایک ذرہ اعمال پر سے کم نکرون
الا جب کہ میرا کوئی حائل ہو و اعمال میری معرفت کے موکد و میرے حال کے
لیے موجب قوت ہین - اور انکے منجملہ ایک قوم ایسی ہی جو حلول کے قائل ہین
اور یہ گمان باطل کرتے ہین کہ اللہ تعالی انہین حلول کرتا ہی اور ان اجسام مین
جنکو وہ انتخاب کرتا ہی اور قول نصاری جو لاہوت اور ناسوت مین ہی اُسکے
معنی اُنکے فہمون کے لیے سبقت کرتا ہی - اور انہین سے بعضے وہ ہین جو خوبصورت
چیزون کی طرف نظر کرنا مباح جانتے ہین جس سے اشارہ اس وہم کی طرف ہی اور
اُنکے یہ خیال ہین ہی کہ جس شخص نے اپنے بعض علیات مین کلمات کے
ہمارے ملفوظات اور مرغوبات مین سے اُسی تذکرہ مین مضمر اور مخفی تھا مثلاً حلاج
نے کہا انا الحق - اور جو کچھ ابو یزید سے قول اُسکا سبحانی نقل کیا جاتا ہی حاشا
کہ ابو یزید کی شان مین ہم اعتقاد کرین کہ اُس نے ایسا کہا مگر حکایت کے
طور پر اللہ تعالے کی طرف سے اور اسی طرح سزاوار ہی کہ حلاج کے قول مین

اور یہ کلام نہیں ہیں جسکو وہ سُنتے ہیں بلکہ ایک حدیث کی مثال لہٰذا ہے جو نفس میں ہو فکر سے
اُسکو پاتے ہیں جو کتاب اور سنت کے موافق اپنے اہل کے پاس سمجھے ہوے علم کے
موافق ہو اور یہ اُنکے ساتھ اُنکے اسرار و دلوں کی سرگوشی اور راز گوئی ہے تو اپنے نفوس کے
لیے مقام عبودیت اور اپنے مولا کے لیے ربوبیت ثابت کرتے ہیں تو جو وہ پاتے ہیں اپنے
نفوس اور اپنے مالک کی طرف نسبت کرتے ہیں اور وہ لوگ اسکے ساتھ جانتے ہیں
کہ یہ اللہ کا کلام نہیں ہے اور اسکے سوا نہیں کہ وہ ایک علم حادث ہے جسے اللہ تعالے
نے اُنکے باطنوں میں پیدا کر دیا ہے پس صحیح اور یکسانی لوگوں کا دین طریقہ گریز کرنا ہے
اللہ تعالی کی طرف اُن تمام باتوں سے جنکے ساتھ اُنکے نفوس حدیث کرتے ہیں یہانتک
کہ اُنکا میدان ہواے نفسانی سے پاک ہوجاتا ہے اور اُنکے باطنوں میں ایک چیز
الہام کرتی ہے جسے اللہ تعالی کی طرف نسبت کرتے ہیں جیسے ایک حادث کی نسبت
پیدا کرنے والے کی طرف ہوتی ہے وہ نسبت جو کلام کو متکلم کی طرف ہوتا ہے کیونکہ اُنکی زبان
سے محفوظ ہیں اور انمین سے ایک گروہ ہے جنکا زعم ہے کہ دریاے توحید میں غرق
ہوتے ہیں اور قرار و ثبات اُنکو نہیں ہے اور اپنے نفوس کے لیے اسقاط حرکت و
فعل کرتے ہیں اور اُنکا زعم ہے کہ وہ اشیا پر مجبور ہیں اور کوئی فعل اُن کے لیے
اللہ کے فعل کے ساتھ نہیں ہے اور معاصی اور مشتہیات نفسانی میں گرے ہوے
ہیں اور بیکاری اور دوام غفلت کی طرف مائل اور اسکے ساتھ دین کی
رسی سے اُترنا حدود و احکام حلال اور حرام کو چھوڑ دینا اُن کے مرغوب ہے
اور سہیل علیہ الرحمہ سے اُس شخص کی بابت پوچھا گیا جو کہتا تھا کہ میں ایک
دروازہ کے مثال ہوں جنبش میں نہیں کرتا مگر جب کوئی مجھے جنبش دے

کہا یہ بات کوئی بجز دو آدمی کے نہین کہتا یا صدیق یا زندیق اس واسطے کہ صدیق
جو بات اس اشارہ سے کہتا ہی کہ اشیا کا قوام اللہ کے ساتھ ہی اور اصول سے
احکام اور حدود عبودیت کی رعایت اسکے ساتھ ہوتی ہی اور زندیق جو اس قول کو
کہتا ہی وہ اعادہ اشیا کا اللہ پر کرتا ہی اور تکلیف اپنے نفس سے ساقط اور دین و رسم
دین سے اپنے کو الگ کرتا ہی تو جو کوئی حلال اور حرام اور حدود و احکام کا معتقد اور
جب اس سے معصیت صادر ہو تو اسکا معترف ہو اس اعتقاد سے کہ توبہ اس سے
واجب ہی تو وہ سلیم صحیح ہی اگرچہ قصور وار اس چیز کے سبب ہو جسکی طرف وہ مائل
بطالت سے ہو اور ہواے نفس کے ساتھ وہ سیر سفر اور شہرون کی آمد و رفت سے
راحت پاوے تاکہ خوب فرحت اٹھاوے اور نفس کے مشتہیات کو پہونچے بس حالت
سکر اپنے شیخ کا پابند ہو جو اسے ادب دے اور مہذب کرے اور جو اسمین عیب ہو اسے
دکھلادے اور اللہ ہی توفیق دینے والا

دسوان باب شیخت کے رتبے کے بیان مین ہی

حدیث مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوا ہی اسکی قسم جسکے قبضہ
مین محمد کی جان ہی اگر تم چاہو تو مین تمھاری قسم کھاؤن ہر آئینہ اللہ تعالے کے
بندون سے اللہ کے [illegible] لوگ ہین جو اللہ کی محبت اسکے بندون سے
اور بندون کی محبت [illegible] اور نصیحت کے ساتھ وہ زمین پر چلتے ہین اور
یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا رتبہ شیخت اور اللہ تعالی کی طرف دعوت
[illegible] شیخ اللہ تعالی کی محبت حقیقت اسکے بندون
کی طرف کراتا ہی اور اسکے بندون کی محبت اللہ تعالی کی طرف اور طریق صوفیہ

ہیں اعلیٰ مراتب سے مرتبہ شیخیت کا ہی اور دعوت الی اللہ ہیں وہ نیابت نبوت
کی ہی پس دلیل اسکی کہ شیخ اللہ تعالیٰ کی دوستی اُسکے بندون سے کراتا ہی یہ ہی کہ شیخ
طریق اقتدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرید کو چلاتا ہی اور جسکا اقتدا اور اتباع اُسکا
صحیح ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اُسکو دوست رکھتا ہی فرمایا ہی اللہ تعالیٰ نے کہو اگر تم اللہ کو
دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تمھیں دوست رکھیگا اور اسکی وجہ کہ شیخ میں
یہ صفت ہی کہ وہ بندگان الٰہی کی محبت اللہ تعالیٰ سے کرا دیتا ہی یہ ہی کہ وہ مرید کو
تزکیہ کا رستہ چلاتا ہی اور جب نفس پاک صاف ہو جاتا ہی تو دل کا آئینہ جلا پاتا ہی
اور اُسمیں انوار عظمت الٰہی منعکس ہوتے ہیں اور جمال توحید اُسمیں تابان ہوتا ہی
اور چشم بصیرت کی سیاہی انوار جلال قدم اور کمال ازلی کے نظارہ کی طرف منجذب
ہوتی ہی تو ضرور بندہ اپنے پروردگار کو دوست رکھیگا اور یہ ورثہ اور ثمرہ تزکیہ کا ہی
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ ہر آئینہ فتحیاب وہ ہوا جس نے نفس کا تزکیہ اور تصفیہ
کیا اور فلاح اُسکے ظفر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے ہی اور یہ بھی ہی کہ دل
کا آئینہ جب روشن ہوگا تو اُسمیں دنیا اپنی برائی اور حقیقت اور ہیبت کے ساتھ
اور آخرت اپنے نفائس اور لطائف کے ساتھ اپنی کنہ اور غایت سے واضح اور
لائح ہو جائیگی تو چشم دل کے سامنے دارین کی حقیقت اور حاصلات منکشف ہو جائینگی
اُسوقت بندہ باقی کو چاہیگا اور فانی کی طرف رغبت کم کریگا پس تزکیہ و پختہ اور بیعت
کی پابندی کا فائدہ ظاہر ہوگا تو شیخ اللہ تعالیٰ کے لشکر ناصروں میں سے ہی کہ مریدوں کو اس
سے راہ پر لاتا ہی اور طالبوں کو اُس سے رہنمائی کرتا ہی۔ عبد اللہ بن بشر صاحب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا گیا کہ اُس نے کہا کہ پہلے یہ کہا جاتا تھا

جب بیس یا زیادہ آدمی جمع ہوں تو اگر اُنمیں ایسا کوئی شخص نہوتا تھا جو اللہ عز و جل
سے ڈرتا ہو تو ہر آئینہ کام میں خطر ہوتا تھا تو مشایخ پر اللہ تعالی کا وفا ہے اور مرید
اُنسے ظاہر و باطن میں ادب حاصل کرتے ہیں اللہ تعالی نے فرمایا ہے یہ وہ لوگ ہیں
جنکو اللہ نے ہدایت کی تو اُنکی ہدایت کی پیروی کر پس جبکہ مشایخ بندگی ورساء یافتہ
ہوے تو وہ اہل اُنکے ہوے کہ لوگ اُنکی پیروی کریں اور وہ متقین کے امام اور پیشوا
ہوگئے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے حکایت
کی ہے کہ فرمایا جب میرے بندہ کی مشغولی میرے ساتھ غالب ہوتی ہے تو اسکی ہمت اور
لذت حاصل اپنے ذکر میں کرتا ہوں اور جب اپنے ذکر میں اسکی ہمت و لذت
ڈالتا ہوں وہ مجھسے عشق و محبت کرتا ہے اور میں اس سے محبت و عشق کرتا ہوں
[illegible] جو پردہ ہے اسکو میں اٹھاتا ہوں جب وہ آدمی بھول
جاتے ہیں [illegible] بولتا وہ لوگ ایسے ہیں کہ انکا کلام انبیا کا کلام ہے وہ لوگ
حقیقت میں ابدال ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ جب میں اہل زمین پر عقوبت اور عذاب
کرنا چاہتا ہوں تو انکو میں [illegible] یاد کرتے ہیں تب انکے سبب ان لوگوں سے عذاب
پھیر لیتا ہوں اور سالک کے حقیقت کو پہنچتے ہیں جیسے یہ ہے کہ سالک
نفس کی سیاست پاتا ہے [illegible] اسکی صفات میں مبتلا [illegible] باطن میں پیدا ہوتی ہے
[illegible] بندگی [illegible] سلوک کرتا ہے یہاں تک کہ اسکا نفس مطمئن ہو اور اُسکی
ملائمت کے سبب اُس سے سردی اور خشکی جو اسکے ساتھ اصل پیدائش ہے اور
اسی کی وجہ بندگی کی طاعت و انقیاد سے روگردانی اور سرکشی کرتا ہے دور ہو جاتی ہے
اور نفس کو جو گرمی روح کی پہونچتی ہے اس سے ملائم ہو جاتا ہے اور یہ وہی نیت

اور یہ حالت وہی ہے جسکا اللہ تعالیٰ نے اپنے قول مین بیان کیا ہے ثم تلین جلودہم وقلوبہم
الی ذکر اللہ یعنی انکی جلدین اور انکے قلوب اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف ملائم
ہو جاتے ہین اس حالت مین عبادت کی اجابت کرتا ہے اور طاعت کے لیے
لپکتا ہے اور بندہ کا قلب روح اور نفس کے درمیان متوسط ہے جسکے دو رخ ہین
اسکے دونون رخ سے ایک رخ نفس کی طرف ہے اور دوسرا رخ روح کی جانب ہے روح
سے مدد اُس رخ سے لیتا ہے جو اسکے قریب ہے اور نفس کو مدد اُس رخ سے دیتا ہے جو
اسکے قریب ہے یہان تک کہ نفس مطمئن اور تسلی ہو جاے پھر جبکہ نفس سالک مطمئن
ہوا اور سالک اسکی سیاست سے فارغ ہوا تو اسکا سلوک انتہا کو پہونچا اور سیاست
نفس پر متمکن اور نفس اسکا مطیع و منقاد ہوا اور امر الٰہی کی طرف رجوع کی پھر قلب
کی حالت متوجہ اور مستعد اس چیز کے باعث ہوتا ہے جو اسمین نفس کی طرف میلان و
توجہ سے ہے تو مریدین وطالبین اور صادقین کے نفوس شیخ کے نفس کی جگہ اس کے
نزدیک قائم ہوتے ہین من وجہ اس لیے کہ جنسیت عین نفسیت مین موجود ہے اور
من وجہ اس لیے کہ تالف الٰہی شیخ اور مریدین تابعین مین موجود ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
اگر تو وہ سب کچھ خرچ کرتا جو زمین مین ہے تو انکے قلوب کو نہ ملا سکتا ولیکن اللہ تعالیٰ نے
انکی باہم تالیف کر دی تب مریدون کے نفوس کو ایسی ہی سیاست کرتا ہے جیسا کہ
پہلے اپنے نفس کی سیاست کرتا تھا اور اسوقت شیخ مین تخلق باخلاق اللہ کے قوا
الٰہی سے موجود ہوتے ہین الا طال شوق الابرار الی لقائی وانی الی لقائہم
لاشد شوقا یعنی آگاہ ہو شوق ابرار میرے لقا کے واسطے طول پکڑ گیا ہے اور مین البتہ
مین انکے لقا کے لیے مشتاق تر ہون اور اللہ تعالیٰ نے صاحب اور

مصحوب مین حسن تالیف پیدا کی ہی اُسکی جہت سے مرید شیخ کا جزو بن جاتا ہی جسطرح
کہ ولادت طبعی مین بیٹا باپ کا جزو ہی اور اب یہ ولادت ولادت ہوتی ہی جیسا کہ
حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ سے وارد ہی جس شخص کی دو مرتبہ ولادت نہین ہوئی
وہ آسمان کے مقام ملکوت مین ہرگز داخل نہوگا تو پہلی ولادت سے اُسکو عالم ملک
کے ساتھ ارتباط ہوتا ہی اور اس ولادت سے اُسکا ارتباط ملکوت سے ہوتا ہی —
قال اللہ تعالی وکذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین
اللہ تعالی نے فرمایا اور ایسے ہی ہم دکھلاتے تھے ابراہیم کو آسمانوں اور زمینوں کی
سلطنتین اور اسواسطے کہ وہ اہل یقین سے ہوجاوے اور یقین خالص کمال کے ساتھ
اس ولادت مین حاصل ہوتا ہی اور اسی ولادت سے میراث انبیا کا مستحق ہوتا ہی
اور جسکو انبیا کا ورثہ نہین پہونچا تو وہ پیدا ہی نہین ہوا اگرچہ اُسمین کمال ہی فطنت
اور ذکا ہو اسواسطے کہ فطنت اور ذکا عقل کا نتیجہ ہی اور جب عقل نور شرع سے
خالی اور خشک ہو تو وہ ملکوت مین داخل نہین ہوتے اور ہمیشہ ملک مین
ڈانواں ڈول رہتا ہی اور اسی واسطے علوم ریاضی کی دلیل تابع پر متوقف ہوا
اس لیے کہ وہ ملک مین متصرف ہوا اور ملکوت تک نہین چڑھا اور ملک ہستی کا ظاہر
اور ملکوت اُسکا باطن ہی اور عقل روح کی زبان ہی اور بصیرت جس سے ہدایت کی شعاعین
پیدا ہوتی ہین قلب روح ہی اور زبان ترجمان قلب ہی اور جو مضمون کہ ترجمان اُسکے
سنا تو بولتا ہی اُس شخص کو معلوم ہی جسکی طرف سے وہ ترجمہ کرتا ہی اور جو کچھ اُسکے
پاس ہی جسکی طرف سے وہ ترجمہ کرتا ہی وہ ترجمان پڑھا ہو نہین ہوتا پس یہی سبب ہی
کہ مصاحب سے وہ لوگ محروم رہے جو ایسے عقل والے ہین کہ نور ہدایت سے عاری

اور انبیا اور انکے تابعین کے پاس موہبت الٰہی اور خدا کی دین ہے اور انکے آگے پردہ
پڑگئے ہین اسوجہ سے کہ اُنکی واقفیت ترجمان سے اور اُنکی محرومی غایت تبیان سے ہے
اور جسطرح ولادت طبعی مین ذرات اولاد باپ کی پشت مین ودیعت رکھے گئے ہین کہ
وہ اصلاب اولاد کی طرف بتعداد ہر ولد ذرہ کے منتقل ہوتے ہین اور یہ وہ ذرات
ہین کہ روز میثاق مین اُنسے اللہ تعالیٰ نے خطاب الست بربکم کیا اور اُنھون نے
بلیٰ کہا جبکہ آدم کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور وہ بطن نعمان سے بلکہ اور طائف سے
ملے ہوئے تھے تو ذرات اُسکے چشم سے روان ایسا ہوے کہ جیسے عرق موافق ہر ولد
کے اولاد آدم سے ایک ایک ذرہ تھا بعد ازان جبکہ خطاب کیا گیا اور جواب دیا
پشت آدم کی پھیر دی گئی تو بعض آباوے وہ ہین جنکے صلب مین نفوذ ذرات ہوا
یعنی وہ پشت مین اُنکے گھس گئی اور بعضے اُنہین سے وہ ہین جنکے صلب مین نہین
ودیعت ہوئی تو اُسکی نسل قطع ہو گئی اور ایسا ہی مشائخ کا حال ہے تو اُنہین سے کوئی
شیخ ایسا ہے جسکے اولاد کثرت سے ہوئی اور اُس سے علوم اور احوال حاصل کرتے ہین
اور اُسے دوسرے کی وراثت مین دیتے ہین جسطرح پر کہ اُنکو بواسطہ صحبت نبی
علیہ السلام پہونچے ہین اور اُنہین سے کوئی ایسا ہے جسکے تھوڑی اولاد ہے اور اُنہین
سے کوئی ایسا ہے جسکی نسل قطع ہو گئی ہے اور یہ وہی نسل ہے جسے اللہ تعالیٰ نے انکار
پر رد کیا ہے جبکہ اُنھون نے کہا محمد ابتر ہین کوئی اُنکی نسل مین نہین ہے اللہ تعالیٰ نے
نے فرمایا کہ ہرآئینہ دشمن تیرا وہ ابتر ہے وگرنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی نسل قیامت کے قائم ہونے تک باقی ہے اور نسبت معنوی کے اعتبار سے
مسلمان کی میراث اہل علم کو پہونچتی ہے حضرت کثیر بن قیس سے روایت ہے

کہ مین ابی درداء کے ساتھ دمشق کی مسجد مین بیٹھا ہوا تھا کہ اُنکے پاس ایک شخص
آیا اور کہا اے ابا درداء مین تیرے پاس مدینہ سے جو مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے
ایک حدیث کے لیے آیا ہون جو مجھے تجھ سے پہونچی ہے کہ آپ اُسی جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے حدیث کرتے ہین کہا تو کیا تجھے تجارت کے سبب آنا ہوا کہا نہین
کہا اور کسی دوسرے سبب سے تجارت کے سوا کہا نہین کہا مین نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے جو شخص راستہ چلا
اور مسافت طے کی تا اُس سے علم کی خواہش اور چاہت ہو اللہ تعالیٰ اُسے جنت
کے رستون سے ایک رستہ پر لیجائے گا اور ملائک اپنے بازوون کو طالب علم کی
رضامندی کے لیے بچھاتے ہین اور طالب علم کے لیے آمرزش چاہتے ہین جو زمین
اور آسمان مین ہین حتی کہ پانی مین مچھلیان بھی چاہتی ہین اور بیشک عالم کی فضیلت
عابد پر اسقدر ہے کہ چاند کی فضیلت تمام ستارون پر ہے اور بیشک علما وارث
انبیا ہین جو نہ دینار وراثت مین دیتے ہین اور نہ درم دیتے ہین ورثہ اُنکا یہی علم ہے جو
شخص اُسے حاصل کیا اُس نے حصہ پایا اور بڑا حصہ حاصل کیا پس اول شخص
جس نے اور علم سے بہرہ پایا وہ آدم ابو البشر علیہ السلام ہین پھر آپ سے منتقل ہو کر آپ کی
اس نسل اور گناہ منتقل ہوا اور وہ باتین جنکی طرف نفس و شیطان بلاتے
ہین جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم دیا کہ زمین کے اجزا سے
ایک مٹھی بھر لائے اور اللہ تعالیٰ نے نظر ان اجزا زمین کی طرف کی جنکو پیدا
اس جوہر سے کیا جسے پہلی مخلوق کیا تو اللہ تعالیٰ کی نظر اسپر پڑنے سے
اُسمین ماسیت بجانب اللہ سماع کی ہو گئی اور جب زمین اور آسمان کو اُس نے کہا

خطاب کیا آؤ تم دونوں خواہ مخواہ اسکا یہ جواب دیا کہ آئے ہم فرمانبردار تو زمین کے
اجزانے اس خطاب سے ایک خاصیت اٹھالی پھر یہ خاصیت اس سے باین طور
لی گئی کہ اسکے اجزا صورت آدم کی ترکیب کے واسطے حاصل کی گئی تب جسم آدم
ان اجزاء زمین سے ترکیب دیا گیا جو اس خاصیت کو مشتمل تھی پھر اجزاء ارضی
کے نسبت سے اسمین آرزو اور ہوس اس مین ملی گئی تا آنکہ اس نے درخت فنا
کی طرف ہاتھ بڑھایا اور وہ کھیتون کا درخت اکثر اقوال مین ہے تو اسکے قالب مین
فنانے راہ پائی اور بعنایت و کرم الٰہی اسمین روح پھونکی گئی جسکی خبر اس آیت
مین ہے فاذا سویته ونفخت فیه من روحی علم اور حکمت کو پہونچا پھر تسویہ سے
صاحب نفس منفوسہ یعنی بچہ زادہ ہوا اور روح کے پھونکنے سے روحانی والا ہوا
اور شرح اسکی طولانی ہے تو قلب اسکا کان حکمت اور قالب اسکا معدن ہوی و
آرزو ہوا پھر اس سے علم اور ہوی منتقل ہوئی اور اسکی اولاد مین میراث اسکی ہوئی
تب ولادت ظاہری کے طریق سے بواسطۂ طبائع جو ہوی کا مقام دیا ہوا ہے
باپ ہو گیا اور ولادت معنوی کی راہ سے بواسطۂ علم باپ بنا تو ولادت ظاہری
مین اسکے فنانے رستہ پایا اور ولادت معنوی فنا سے محفوظ ہے اسواسطے
کہ وہ شجرہ خلد سے پائے اور وہ شجرہ ظاہر ہے نہ درخت گندم کا جسے ابلیس نے شجرہ
خلد نام رکھا اسواسطے کہ ابلیس ایک شی کو اسکی ضد سے دیکھتا اور پہچانتا ہے
اس سے ظاہر ہوا کہ شیخ فی المعنی باپ ہے اور اکثر ہمارے شیخ شیخ الاسلام
ابو النجیب سہروردی علیہ الرحمہ فرمایا کرتے میرا بیٹا وہ ہے جو میری راہ چلے اور
میری رہنمائی سے راہ پر آئے تو شیخ جب احوال اسکے طریق سے کرتا ہے کبھی فنا ہے اور

محبین کے طریق مین روان کیا جاتا ہی اور کبھی محبوبین کے طریق مین اور یہ اسوجہ سے
ہی کہ سالکین اور صالحین کا امر چار قسمون مین منقسم ہی سالک مجرد اور مجذوب مجرد
اور سالک مابعد مجذوب اور مجذوب مابعد سالک تو سالک محض مشیخت کا اہل
نہین اور نہ اُسکو پہونچتا ہی اسلیے کہ صفات نفس اسمین باقی ہین تو وہ رحمت الٰہی
کے حصہ لینے کے وقت معاملہ اور ریاضت کے مقام پر ٹھہر جاتا ہی اور اس حال
تک ترقی نہین کرتا جسکے سبب وہ سختی کی سوزش سے آرام پائے اور مجذوب محض
بدون سلوک کے اللہ تعالی اُسے آیات تعین نہین ظاہر کرتا ہی اور اُسکے قلب سے
کچھ حجاب اُٹھا دیتا ہی اور معاملہ کے طریق پر نہین چلتا اور حال آنکہ معاملہ کا اثر
کامل ہی کہ عنقریب اُسکی شرح ہم اُسکے مقام پر کرینگے انشاء اللہ تعالی اور
یہ بھی مشیخت کے لیے اہل نہین ہی اور اللہ تعالی سے حظ لینے کے وقت اپنے
حال مین خوش ہی بدون اُسکے کہ اپنے طریق اعمال پر فرض کے سوا چلتا ہو اور
سالک مابعد مجذوب وہ ہی جسکی ابتدا مجاہدہ سے ہو اور رنج کشی اور معاملہ یا
[illegible] وہ سختی کی جلن سے راحت حال کی طرف نکلا ہو
اور [illegible] فضل کی بلندی پر آرام پایا اور تکلیف کی
[illegible] پایا اور قرب کے نفحات سے مانوس ہوا اور
[illegible] اُسکے لیے کھلا [illegible] پائی اور کاسہ اُسکا چھلکنے لگا حکمت
[illegible] قلوب اُسکی طرف مائل ہوے فتوح
[illegible] ظاہر اُسکا سیدھا اور باطن اُسکا مشاہدہ
ہوا جلوہ کے لائق ہوا اور اُسکے جلوہ مین خلوت اُسکے لیے ہو گئی پس

ور غالب ہی کہ مغلوب ہوا اور تصرف کرتا ہی اُسپر کوئی تصرف نہین کرتا۔ ایسا شخص
مشیخت کا اہل ہی اسواسطے کہ وہ محبون کی راہ چلا ہی اور احوال مقربین اُسکو
حال ملا ہی بعد ازانکہ ابرار صالح کے طریق اعمال سے داخل ہوا اور اُسکے پیرو ہو لیے
کہ اُنھین علوم اُس سے منتقل ہون اور اُسکے طریق مین یہ کہ ظاہر ہوتا ہی مگر وہ
ایسا اپنے حال مین مقید ہی کہ اُسمین حال اُسکا مستحکم حال کے نیچے دبا ہوا
ہوتا اور کمال عطا کو نہین پہونچتا اپنے حصہ اور درجہ پر کھڑا رہتا ہی اور وہ خود
اکثیر روشن ہی اور جو علم دیے گئے ہین اُنکے بعد سے درجات ہین لیکن مشیخت مین
مقام اکمل قسم چارم ہی اور وہ مجذوب بابعد سالک ہی جسکو پہلے ہی کشف اور
انوار یقین حق تعالی دیتا ہی اور اُسکے قلب سے پردہ اُٹھا دیتا ہی اور مشاہدہ کے
انوار سے منور ہوتا ہی اور اُسکا دل کھلتا اور منشرح ہوتا ہی اور دنیا غرور کے گھر سے
دور ہوتا ہی اور دار الخلد کو رجوع کرتا ہی اور دریاے حال سے سیراب اور کینہ اور
علتون سے رہا ہوجاتا ہی اور علانیہ کہتا ہی کہ ایسے رب کی مین عبادت نہین کرتا
جسے مین نے نہین دیکھا پھر اُسکے باطن سے اُسکے ظاہر کو فیض پہونچتا ہی اور
مجاہدہ اور معاملہ کی صورت بلا وقت اور زحمت جاری ہوجاتی ہی بلکہ لذیذ اور
خوشگوار سے معلوم ہوتی ہی اور قالب اُسکا اُسکے قلب کی صفت پر اس
ہوتا ہی کہ اُسکا قلب حب الہی سے بھرجاتا ہی اور اُسکی جلد مین قلب کی نرمی
آجاتی ہی اور نشانی اُسکے جلد کے نرم ہونے کی یہ ہی کہ اُسکا قالب عمل کی
ایسی ہی کرتا ہی جسطرح اُسکا دل قبول کرتا ہی تو اللہ تعالی اُسے مخصوص محبت
چاہتا ہی اور محبوبان مراد کی محبت سے اُسکو محبت خالص نصیب کرتا ہی اُسے

انقطاع کرتا ہی پھر ملتا ہی اور منھ اُس سے پھیر لیتا ہی پھر پیام سلام بھیجتا ہی نفس کی افسردگی اُس سے دور کرتا ہی اور روح کی گرمی سے اُسے گرماتا ہی اور نفس کی یہ گین اُسکے دل سے ایک ہوجاتی ہین قال اللہ تعالی اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابہا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم ثم تلین جلودہم و قلوبہم الی ذکر اللہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اللہ نے بہت اچھی حدیث کتاب ملتی ہوئی دوہرائی ہوئی اُس سے رونگٹے کھڑے کرتے ہین جلدین اُن لوگون کی جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہین پھر انکی جلدین اور دل اللہ کے ذکر کے لیے پسیجتے ہین - روایت کی گئی ہی کہ جیسے قلوب نرم ہوتے ہین جلدین نرم ہوتی ہین اور یہ محبوب مراد کے سوا دوسرے کا حال نہین ہوتا - اور حدیث مین وارد ہی کہ ابلیس نے قلب کی طرف رستہ مانگا تو اُسکو جواب دیا گیا کہ یہ تیرے اوپر حرام ہی الا تیری راہ اُن عروق کے رستون مین ہین جو نفس کے ساتھ دل کی حد تک ملے چلے ہین پھر جب تو رگون مین داخل ہوگا تو اُسکے تمام رستون مین پسینے پسینے ہوجائیگا اور تیرا پسینا ایک ہی اس راہ مین آب رحمت سے مل جائیگا جو قلب کی جانب سے منشح ہوتا ہی اور اس ذریعے سے تیرا غلبہ قلب تک پہونچیگا اور جسکو مین ولی کرتا ہون اُسکے قلب کے باطن سے یہ رگین قطع کرتا ہون پھر قلب سلیم ہوجاتا ہی جب تو رگون مین داخل ہوگا قلب کی جھجریون تک تو نہ پہونچیگا اس لیے قلب تک تیرا تسلط نہ ہوگا پس جو محبوب مراد کہ مشیخت کا اہل ہی اُسکا قلب سلیم و سادہ ہی اور سینہ اُسکا کھلا کشادہ اور جلد اُسکی ملائم ہوئی تو قلب اُسکا مع طبیعت روح و نفس اُسکا طبیعت قلب کے ساتھ ہوگیا اور نفس اُسکا بعد انشراح

وہ ناخوشاں بدی کا حکم کرنے والا تھا نرم ہو گیا اور نفس کی نرمی سے جلد بلا کم ہو گئی
اور دریافت حال کے بعد صورت اعمال کی طرف پھیر دیا گیا اور جب کہ اُسکی روح حضرت
الٰہیہ کی طرف منجذب ہوتی ہی تو قلب روح کا تابع ہو جاتا ہی اور قلب کے تابع نفس
اور نفس کا تابع قالب ہو جاتا ہی تو اعمال قلبی و قالبی باہم مل جل جاتے ہیں اور
ظاہر و باطن کی طرف اور باطن ظاہر کی طرف باہم پڑتا ہی اور قدرت حکمت کی طرف
اور حکمت قدرت کی طرف اور دنیا آخرت کی طرف اور آخرت دنیا کی طرف اور اسکے
لیے یہ قول صحیح ہوگا کہ اگر پردہ کھولا جاے تو میں زیادہ یقین نکروں پس اس
حالت میں حال کی قید سے رہا ہو جاتا ہی اور وہ حال کے اوپر غالب آتا ہی
حال مستولی ہو اور وہ ہر وجہ سے آزاد ہو جاتا ہی اور شیخ اول جو محبین کی راہ
چلا نفس کی بندگی سے آزاد ہی مگر وہ قلب کی قید میں باقی رہتا ہی اور یہ شیخ
محبوبین کے طریق میں بند قلب سے آزاد ہی جیسے بند نفس سے آزاد ہی اور یہ اسواسطے
ہی کہ نفس ایک تاریک ارضی پردہ ہی کہ اُس سے اول چھوٹ گیا اور قلب حجاب
نورانی آسمانی ہی اُس سے دوسرا رہا ہوا پس وہ اپنے رب کا ہو گیا نہ اپنے
قلب کا اور اپنے موقت کا نہ وقت کا تو اللہ کو سچ کہا اور وجدان اسپر سچا لایا
اور اللہ کو سجدہ اُسکے سویدا دل اور خیال کرتا ہی اور اُسپر دل اُسکا ایمان
لاتا ہی اور زبان اُسکی اُسکا اقرار کرتی ہی جیسا کہ اپنے بعض سجودوں میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اور بندگی سے اُسکا ایک رواں بھی منہ نہیں
پھیرتا اور عبادت اُسکی فرشتوں کی عبادت سے میل کھاتی ہی اور اللہ ہی کے
واسطے سجدہ جو کچھ آسمان اور زمین میں کرتے ہیں اور اُنکے سائے صبح و شام

جھکتے ہین تو اجسام ہین سایہ سجدہ کرنے والے ہین ارواح مقربہ کے سایے دنیا عالم
شہادت مین اصل کثیف ہین اور سایہ لطیف اور عالم غیب مین اصل لطیف ہی اور
سایہ کثیف اور یہ بات اُسکے لیے حاصل نہین ہی جو محبین کی راہ چلا اس لیے
کہ صور اعمال کی پیروی کرتا ہی اور اُسی چیز سے یہ ہوتا ہی جو وجدان حال سے حاصل
ہو اور یہ علم کا قصور ہی اور نصیب کی کمی کرتا ہی اور جو علم اُسے بہت ہوتا ہی
اعمال کا میل احوال سے پاتا جیسے روح بدن سے ملی ہوئی ہی اور وہ یہ سمجھا کہ اعمال
سے بے پروائی نہین ہی جس طرح دنیا مین ابدان سے بے پروائی نہین تو
جب تک بدن باقی ہین عمل باقی ہی اور جو شخص اُس مقام مین صحیح ہو گیا جسکا
ہم نے ذکر کیا وہ شیخ مطلق اور عارف محقق اور محبوب وارستہ ہی نظر اُسکی
دوا ہی اور بات اُسکی شفا ہی وہ اللہ کے ساتھ کلام اور اللہ کے ساتھ سکوت
کرتا ہی جیسے کہ وارد ہی پیغمبر میری طرف بندہ نوافل سے تقریب کرتا ہی تا آنکہ مین
اُسے چاہتا ہون اور جب مین اُسے چاہتا ہون تو مین اُسکا کان آنکھ اور ہاتھ
بن جاتا ہون میرے ساتھ وہ بولتا ہی اور میرے ساتھ دیکھتا ہی تو حقیقت مین
شیخ اللہ کے ساتھ بخشتا ہی اور اللہ کے ساتھ روکتا ہی تو ہیئت اُسکے غیب مین
ہین ہی نہ رہ گئے ہین بلکہ وہ اللہ کی مراد و مرضی کے ساتھ ہی اور اللہ اُسے اپنی
دعا پر [illegible] دیتا ہی تو سب چیزین اللہ کی مراد سے ہوتی ہین نہ اُسکی نفس کی
مرضی سے پس اگر اُسے علم ہو کہ اللہ اُسے چاہتا ہی کہ اچھی ستھری صورت مین در آوے
تو وہ اُسمین منقل اللہ کی مراد سے ہوتا ہی اس لیے کہ وہ صورت اچھی ستھری ہی
بخلاف اُس خادم کے جو خدمت عبادت الٰہی پر قائم ہی

گیارھوان باب خادم اور متشبہ کے حال کے بیان مین ہی

داؤد علیہ السلام کو وحی آئی اور کہا ای داؤد جب تو میرا کوئی طالب دیکھے تو اُسکا
خادم بنجا۔ خادم ثواب کی رغبت سے خدمت مین درآتا ہی اور اُسکی خاطر جو اللہ تعالی
نے بندون کے لیے تیار اور آمادہ کیا ہی اور آرام پہونچانے کے لیے پیش آتا ہی اور
اللہ تعالی کی طرف توجہ کرنے والون کی فراغ خاطر اُنکے معاش کے کامون سے
کرتا ہی اور جو اللہ تعالی کے واسطے کرتا ہی نیک نیت کے ساتھ کرتا ہی تو شیخ
اللہ تعالی کی مراد کے ساتھ اور خادم اپنی نیت کے ساتھ قائم ہی پس خادم اللہ
کے واسطے ایک کام کرتا ہی اور شیخ اللہ کے ساتھ ایک کام کرتا ہی تو شیخ مقربین
کے مقام مین اور خادم ابرار کے مقام مین ہی پس خادم بذل و ایثار اور نرمی
اغیار سے اغیار کے لیے اختیار کرتا ہی اور اُسکی اوقات کا وظیفہ یہ ہی کہ بندگان
خدا کی خدمت کے لیے پیش آئے اور اُسمین فضیلت جانتا ہی اور اسے نوافل
اور اعمال پر ترجیح دیتا ہی اور کبھی خادم کو وہ شخص جو نہین جانتا شیخ کی جگہ قائم
کرتا ہی اور بسا اوقات خادم اپنے نفس سے ناواقفیت کی جہت سے تو وہ اپنی ذات
کو شیخ جانتا ہی اسوجہ سے کہ فی زماننا علم کی قلت ہی اور رسم صوفیہ کے علوم
پامال اور بیقدر ہو گئے ہین اور بہت سے فقرا نے مشائخ سے بدون علم و حال
کے لقمہ پر قناعت کی ہی تو جو کوئی زیادہ کھانا کھلاتا ہو انکے نزدیک وہی شیخی
کا مستحق ہی اور یہ نہین جانتے کہ وہ خادم ہی شیخ نہین ہی اور خادم حسن اور
حظ صالح اللہ کی طرف سے ہی اور ہر ایک فضل خادم پر جو دلیل ہی تو وہ اس روایت
ابوہریرہ مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا لایا گیا آپ نے

ابو بکر اور عمر سے فرمایا کہ کھاؤ تو اُن دونون نے کہا ہم روزہ دار ہین تو آپ نے فرمایا
اے لوگو ٹھہرو اپنے دونون ساتھیون کے لیے اور اپنے دونون ساتھیون کا کام کرو تم نزدیک
آؤ پھر کھاؤ یعنی تم دونون روزہ داری کے سبب ضعیف ہوگئے ہو خدمت سے پس
تمھین حاجت اسکی ہے جو تمھاری خدمت کرے تو تم دونون کھاؤ اور اپنی ذات
کی خدمت کرو پس خادم حصول فضل پر حریص ہوتا ہے تو کبھو کسب کو ذریعہ گردانتا ہے
اور کبھو استعانت اور دریوزہ سے اور کبھو اپنی طرف مال وقف کی کشش سے یہ جان کر
کہ وہ اسکا قائم رکھنے والا اور اسکی صلاحیت رکھتا ہے کہ اسے پہونچانے اُن لوگون
تک جنپر یہ مال وقف کیا گیا ہے اور اسکی وہ پروا نہین کرتا کہ ہر ایک ایسے مقام
مین جا پہونچے جسکو شرع نے مذموم نہین کیا تاکہ خدمت کے ساتھ احاطہ فضل
کرے اور شیخ اپنی بصیرت اور قوت علم سے جانتا اور سمجھتا ہے کہ خرچ اور انفاق
کو ضرورت ہے علم کامل کے اور نفس اور چھپی خواہش کے شائبہ سے نیت خالص کرنے
کی ہے اور اگر نیت اسکی خالص ہوتی تو اسمین رغبت نہ کرتا اسلیے کہ اسکی مراد اسمین موجود
ہے اور حال اسکا ترک مراد و مراد خلق کا قائم اور برقرار رکھنا ہے - جنید بغدادی
علیہ الرحمہ نے کہا کہ مین نے سری سقطی علیہ الرحمہ کو کہتے سنا ہے کہ جنت کے سبب سے
مین ایک شخص کو جانتا ہون تو مین نے کہا وہ کیا ہے کہا کسی سے
کچھ نہ مانگنا اور کسی سے کچھ نہ لینا اور نہ تیرے ساتھ کوئی شے رہے کہ اس سے کسی کو
تو دیوے اور خادم سمجھتا ہے کہ جنت کے واسطے خدمت ہے اور بدل دنیا ہے اس
واسطے کہ نوافل پر خدمت مقدم ہے اور اسکا فضل دیکھتا ہے اور خدمت کو ان
نوافل پر ترجیح دیتا ہے جنکو بندہ ثواب حاصل کرنے کے لیے ادا کرتا ہے الا وہ نوافل

جنکا

جسکے ساتھ بخری اپنی صحت جان کی اللہ تعالی کے ساتھ کرتا ہی کہ یہ نقد قبل از وعدہ ہی
اور نوافل پر فضل خدمت کی دلائل سے یہ روایت ہی انس سے کہ کہا ہم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے بعضے ہم میں سے روزہ دار تھے اور بعضے ہم سے
افطار کرنے والے تھے تو ہم ایک منزل میں جا اُترے بہت ہی گرمی اُس دن
تھی تو ہم میں سے بعضے دھوپ اپنے ہاتھ سے روکتے تھے اور اکثر ہم میں کملی کے
سایہ تھے جنکے پاس کمل تھے اُس سے سایہ کیے ہوئے تھے پھر روزہ دار گر گئے
اور بے روزہ کھولے ہوئے کھڑے ہو گئے پھر خیمہ لگائے اور اونٹوں کو پانی پلایا
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج روزہ کھولے ہوئے اجر اُڑا
لے گئے اور یہ حدیث دلیل ہی کہ نوافل پر خدمت کو فضل ہی اور خادم کے لیے مقام
نادر ہی جسکی طرف سے رغبت ہوتی ہی مگر جو شخص نیت کا خالص کرنا نفس کی خبر
سے نہیں جانتا اور خادم کا تشبہ کرتا ہی اور خدمت فقر کے لیے پیش آتا ہی اور
خدام کے مداخل میں داخل ہوتا ہی حسن ارادت کے ساتھ کہ وہ خدام کی فضیلت جانتا ہی
تو اسکی خدمت آمیز اور ملی ہوئی ہوتی ہی بعضے اُنمیں سے تو ایسے ہیں کہ خادم
اُنمیں اپنے مقصد کو پہونچ جاتا ہی اس سبب سے کہ اُسکے ایمان کی جگہ اور
اُسکی ارادت قوم کی خدمت میں نیک ہی اور بعضے وہ ہیں کہ اُنمیں نیت خالص
کو نہیں پہونچتی اس سبب سے کہ اُنمیں ہوائے نفسانی کی آمیزش ہوتی ہی تو
وہ ایک شی اسکے غیر موضع میں رکھتا ہی اور وہ کھو دیتی ہوا نفس سے خدمت
اپنے مصارف میں کرتا ہی اور ایسے شخص کی بعض اوقات خدمت کرتا ہی جو
مستحق نہیں ہی اور خلق سے تعریف اور ثنا چاہتا علاوہ اُسکے جو ثواب

اور رضاے الٰہی کو چاہتا ہی اور بسا اوقات تعریف کے لیے خدمت کرتا ہی اور بعض
اوقات خدمت سے باز رہتا ہی اس سبب سے کہ ہواے نفس اُس سے ملتی ہی ایسے
شخص کے حق مین جو اُس سے بُری طرح ملاقات کرتا ہی اور وہ جب خدمت کی مراعات
رضا اور رغبت دونون حالت مین نہین کرتا اسواسطے کہ اُسکے قلب کا
فراج ہوی کے ہونے سے منحرف ہوجاتا ہی اور خادم رضا اور رغبت مین ہوی
کی پیروی خدمت کے اندر نہین کرتا اور اللہ کے کام مین اُس سے مواخذہ
کسی لائم کی ملامت نہین کرتے اور وہ ایک شی کو اُسکی جگہہ پر رکھتا ہی تو اب
شخص جسکی ہم نے ابھی تعریف کی ہی مستخدم یعنی تکلیف خادم بنا ہوا ہی اور خادم نہین ہی
اور خادم اور مستخدم مین اُس شخص کے سوا کوئی تمیز نہین کرتا جسکو صحت ثبات کا
اور ثبات کے خالص کرنے کا شوائب ہواے علم سے ہو اور اصل مستخدم اپنے
اکثر معارف مین خادم کے ثواب کو پہونچ جاتا ہی اور اُسکے مرتبہ کو نہین فائز
ہوتا اسواسطے کہ بسبب ہواے نفس کی آمیزش کے سبب حال خادم سے پھرا
ہوا ہی و لیکن جو شخص کہ خدمت فقرا کے لیے مقرر ہی کہ مال وقف اُسکے سپرد ہی
یا اُسکے منافع کو پہونچاتا ہی اور وہ خدمت اُس عطیہ کے لیے کرتا ہی جو وقت
مستحق ہی باقی اور حصہ کے لیے جو صورت اُسکو حاصل ہوتا ہی پس وہ اپنے نفس کے
لیے خدمت کرتا ہی چنانکہ دوسرے شخص کے لیے کرتا ہی جو اسکا فائدہ موقوف
ہو والا و خدمت نہ کرے اور بسا اوقات خدمت کرنے والا دوسرون سے
اپنی خدمت لیتا ہی تو وہ اپنے خود نفس کے ساتھ اُسکی خدمت کرتا ہی جو اُسکی
خدمت کرتا ہی اور بعض لوگون مین اُسکی طرف حاجت اُسے ہوتی ہی کہ اُسکی

کثرت ہی اور اس سے اپنے لئے جاہ و تحشم چاہتا ہی کہ بہت اُسکے توابع اور ساتھی
ہیں پس یہ شخص اپنے ہوائے نفس کا خادم ہی اور اپنی دنیا کا طالب ہی رات
دن اُن چیزوں کے حصول میں حرص بنا ہوا ہی جن سے وہ اپنی قدر و منزلت قائم
کرتا ہی اور اپنے نفس اور بی بی اور اولاد کو راضی رکھتا ہی پھر دنیا میں ذی مقدور
ہوتا ہی اور وہ لباس پہنتا ہی جو خدام اور فقرا کا نہیں ہی اور حظوظ کے طلب پر
اُسکا نفس اُٹھتا ہی اور جب ریاست اُسپر غالب ہوتی ہی اور جس قدر اُسکا
منافع زیادہ ہوتا ہی مادہ اُسکے ہوس کا زیادہ ہوتا ہی اور فقرا پر دست درازی
اور تطاول کرتا ہی اور فقرا کو اُسکی زیادہ خوشامد کی حاجت پڑتی ہی تاکہ اُسکی
رضا حاصل کریں اور اُسکے ظلم و حیف سے بچیں کہ وظیفہ جو وقف سے
انکو ملتا ہی جاتا نہ رہے پس اُسکے مناسب حال یہ ہی کہ مستخدم یعنی خدمت
لینے والا اُسکا نام رکھیں اور وہ خادم ہی اور مستخادم ہی اور ان تمام باتوں
کے ساتھ اکثر وہ شخص اُنکی برکات سے کامیاب ہوتا ہی باین وجہ کہ فقرا کی
خدمت کو غیروں کی خدمت پر اختیار اور ترجیح کرتا ہی اور اُسے نسبت بعضے
فقرا کے ساتھ ہوتی ہی اور ہر آئینہ [illegible]
قول ہی یہ وہ لوگ ہیں جنکے ساتھی [illegible] نصیب اور محروم
نہیں ہوتے اور [illegible] ہوتا ہی

بارھواں باب مشائخ صوفیہ کے خرقے کے بیان میں

خرقہ کا پہننا شیخ اور مرید کے درمیان ایک ربط اور پیوند ہی اور [illegible]
[illegible] مرید کے شیخ کے [illegible]

میں جاری ہی تو خرقہ پہننے کے لیے منکر کیا انکار کرسکتا ہی ایسے طالب پر جو اپنے
طلب میں صادق ہی وہ ایسے شیخ کا اپنے حسن ظن اور عقیدہ سے قصد کرتا ہی جسکو
اپنے نفس میں مصالح دین کے لیے محکم اور استوار کرتا ہی کہ اُسی سے راستہ پیشوائی اور
ہدایت کرے اور کامیابی کا طریق اُسے شناخت کرائے اور دکھلاوے کہ نفوس
میں یہ آفات ہیں اور اعمال میں یہ فساد ہیں اور ان دروازوں سے دشمن آتا ہی
تاکہ اپنے نفس کو اُسکے سپرد کرے اور اُسکی راے کو تسلیم اور قبول کرے اور اپنی
تمام گردشوں میں اُس سے مشورہ لے اور استصواب کرے پھر شیخ اُسے خرقہ
پہناتا ہی کہ اظہار اُسکے تصرف کا اسمیں ہی تو خرقہ کا پہننا علامت اُسکی ہی کہ اُسنے
اپنے کو شیخ کے سپرد کردیا اور اُسکا شیخ کے حکم میں درآنا اللہ اور اللہ کے رسول
کے حکم میں داخل ہونا ہی اور بیعت رسول اللہ کے ساتھ جو ایک سنت ہی اُسکا تازہ
کرنا ہی کیونکہ عبادہ نے اپنے والد صامت سے روایت کی ہی کہا ہم نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اسکے سننے اور ماننے پر تنگی اور فراخی خوشی اور
غمی میں اور اس بات پر کہ ہم اولی الامر کے حکم میں تنازع نہ کریں اور جہاں ہوں
حق بات کہیں اور اللہ تعالی کے تعمیل احکام میں کسی لائم کی ملامت سے
نہ ڈریں تو خرقہ میں بیعت کے معنی پائے جاتے ہیں اور خرقہ صحبت میں درآنے کے لیے
دہلیز ہی اور بڑا مقصود وہی صحبت ہی اور صحبت سے مرید کو ہر ایک خیر کی
امید ہی اور بایزید سے روایت ہی کہ جسکا کوئی اُستاد نہو تو اُسکا امام
شیطان ہی اور اُستاد ابوالقاسم قشیری نے اپنے شیخ ابو علی دقاق سے حکایت
کی ہی کہ پھر اُنہوں نے کہا ہی درخت جب آپ سے آپ ہی باغبان بغیر اُگتا ہی

تو اُنمین پھول آتے ہین اور وہ پھل نہین لاتا اور وہ ایسا ہی ہی جیسا کہ کہا ہی اور ممکن ہی
کہ وہ پھل لائے جیسے پہاڑی جنگلی درخت لاتے ہین مگر اُنکے میوون مین باغ کے
میوون کا مزہ نہین ہوتا اور جب ایک جگہ سے دوسری جگہ پود لگائی جاتی ہی تو اُسکی
حالت اچھی ہوتی ہی اور پھل اُسمین زیادہ آتے ہین اس سبب سے کہ اُس مین
تصرف ہوتا ہی اور ہر آئینہ شرع نے تعلیم کا اعتبار تعلیم یافتہ کتے مین کیا ہی اور
اُسکے شکار مارے ہوے کو حلال کیا برخلاف اُسکے جسے تعلیم نہ دی گئی ہو بہت
مشائخ کو مین نے کہتے سُنا ہی کہ جسنے مفلح اور نجات دینے والے کو نہین دیکھا
تو وہ رستگاری نپائے گا اور ہمارے واسطے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مین وہ خصائل حسنہ مین جنکی اقتدا اور پیروی کیجاے اور اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علوم و آداب حاصل کیے ہین
جیسا کہ بعض صحابہ سے منقول ہی کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر ایک
چیز کو یہانتک کہ ذرا ذرا سی بات تک جانا تو مرید صادق جب شیخ کے تحت حکم در آیا اور اُسکی صحبت
مین بیٹھا اور اُسکے ادب اور قاعدون سے تربیت یافتہ ہوا تو شیخ کے باطن
سے ایک حال مرید کے باطن مین سرایت اور نفوذ کرتا ہی جس طرح کہ ایک
چراغ دوسرے چراغ سے لو لیتا ہی اور شیخ کا کلام مرید کے باطن کو حاملہ
کر دیتا ہی اور شیخ کی باتین حال کے نفائس سے بھرے ہوتے ہین اور
صحبت داری اور باتون کے سُننے سے شیخ کی جانب سے حال منتقل مرید کی طرف
ہوتا ہی اور یہ نہین ہوتا ہی مگر اُس مرید کے لیے جسنے اپنے نفس کو شیخ کے ساتھ
مقید کیا ہی اور اپنے نفس کے ارادے سے علیحدہ ہو گیا اور اپنے نفس سے

ترک اختیار سے شیخ میں فنا اور گم ہو گیا تو صاحب اور مصحوب کے درمیان تالیف
الٰہی سے ایک میل اور پیوند نسبت روحی اور طہارت خلقی کے باعث ہو جاتا ہے
بعد ازاں ہمیشہ مرید شیخ کے ساتھ بے اختیاری کے ساتھ باادب رہتا ہے یہاں تک
کہ شیخ کے ساتھ ترک اختیار سے اسکو ترقی اللہ کے ساتھ ترک اختیار کی حاصل
ہو جاتی ہے اور وہ اللہ سے سمجھتا ہے جیسے وہ پہلے شیخ سے سمجھتا تھا اور اس خیر کل کا
مبدء شیوخ کی صحبت اور ملازمت ہے اور خرقہ اسکا مقدمہ اور آغاز ہے اور خرقہ پوشی
جو سنت ہے اسکی وجہ یہ ہے جو کہ بنت خالد نے روایت کی کہ نبی علیہ السلام کپڑے لائے
کہ انمیں ایک سیاہ چھوٹی کملی تھی پھر فرمایا تم کسے دیکھتے ہو کہ یہ میں پہناؤں تو قوم خاموش
ہو گئی پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام خالد کو میرے پاس لاؤ کہا کہ
میں سامنے لائی گئی تو وہ مجھے اپنے ہاتھ سے پہنایا اور فرمایا کہ تو پہن اور پھاڑ
دو مرتبہ اس قول کو دوہرایا اور آپ اس کملی کے بوٹے زرد اور سرخ کی طرف
نگاہ کرتے تھے اور فرماتے تھے یا ام خالد یہ سنا ہے اور سنا حبش کی زبان
میں اچھی چیز کو کہتے ہیں اور یہ بات نہیں ہے کہ اس شکل پر خرقہ کا پہننا جیسا کہ
شیوخ نے اپنا لیا [illegible] زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا اور
[illegible]
[illegible]
[illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل اور ہو [illegible] زیادہ اور [illegible] کہ اسکی اقتدا [illegible]
ہے کہ خلق کو حق کی طرف دعوت کرے۔ اور ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام

قدیم میں امت کی طرف سے حاکم کر دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرمایا ہی اور مرید کا شیخ کو حاکم کرنا اُس سنت تحکیم کا تازہ کرنا ہی قال اللہ تعالی

فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما یعنی اللہ تعالی نے فرمایا سو قسم تیرے رب کی ہی وہ ایمان والے نہیں ہیں جب تک تجھے حکم اور منصف نہ بدین اُس معاملہ میں کہ وہ باہم جھگڑا کرتے ہیں بعد ازاں وہ اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں اُس فیصلہ سے جو تو کر دے اور وہ قبول اور تسلیم اچھی طرح کریں۔ اور اس آیت کے نزول کا سبب یہ ہی کہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور ایک شخص اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا کرکے ایک شراج کی بابت سے گئے اور شراج پانی کا بڑھانا نالی کو وہ دونوں اُس سے کھجوروں کی آب پاشی کیا کرتے تھے تو نبی علیہ السلام نے زبیر سے فرمایا کہ زبیر آبپاشی کر پھر اپنے ہمسایہ کے لیے پانی جانے دے تو وہ دوسرا شخص غصہ ہوا اور کہا رسول اللہ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی کے لیے فیصلہ کیا تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی جسمیں ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیان کیا ہی اور انکی تسلیم کی شرط آیت میں لگا دی اور ہو انقیاد ظاہری ہی اور تنگی کی نفی کی اور وہ انقیاد باطنی ہی اور مرید کی شرط بعد تحکیم کے یہ ہی پس خرقہ کی پوشش اسکے باطن سے التزام شیخ کو انکی تمام گردن میں دور کرتی ہی اور شیخوں پر اعتراض کرنے سے ڈراتی ہی اسواسطے کہ وہ مریدوں کے حق میں سم قاتل ہی اور یہ بات شاذ و نادر ہی کہ باطن میں مرید شیخ پر اعتراض کرے پھر فلاح اور نجات پاوے اور مرید اپنی مشکلات میں تصرفات شیخ کی نسبت

قصہ موسیٰ علیہ السلام کا خضر علیہ السلام کے یاد کرے کہ خضر سے کیا کیا افعال
صادر ہوئین جنکو موسیٰ علیہ السلام انکار کرتے تھے پھر جبکہ اُسکے معنی کھولے گئے
تو موسیٰ کے لیے اسمین وجہ ثواب ظاہر ہوئی تو اسی طرح مرید کو سزاوار ہی کہ چاہیے
شیخ سے ہر تصدیق جسکی جو مشکل معلوم ہو تو شیخ کے پاس اُسکا بیان اور اُسکی
صحت کی برہان موجود ہی اور شیخ کا ہاتھ خرقہ پہنانے مین رسول اللہ کے ہاتھ کا
نائب ہی اور مرید کی تسلیم اُسکے لیے بعینہ اللہ اور اُسکے رسول کے لیے تسلیم ہی

قال اللہ تعالیٰ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم فمن
نکث فانما ینکث علی نفسہ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تحقیق جو لوگ تجھ سے بیعت
لیتے ہین اللہ ہی سے بیعت کرتے ہین اللہ کا ہاتھ اُنکے ہاتھون پر ہی پھر جو کوئی عہد شکنی کرے تو وہ
اپنے ہی نفس کے لیے کرتا ہی اور شیخ بذریعہ خرقہ کا مرید سے عہد وفا لیتا ہی اور اُسے
خرقہ کے حقوق بتلاتا ہی پس شیخ مرید کے لیے ایک صورت ہی کہ مرید مطالبات الٰہی
اور حقوق اللہ کو اُس صورت کے پیچھے دیکھتا ہی جس طرح کہ آئینہ مین سے اُس طرف
کی چیز کو دیکھتا ہی اور مرید کا یہ عقیدہ ہی کہ شیخ ایک دروازہ ہی جسکو اللہ تعالیٰ نے
اپنے جناب کرم کی طرف کشادہ کر دیا ہی اُسی مین سے داخل ہوتا ہی اور
اُسی کی طرف رجوع کرتا ہی اور شیخ کے ساتھ اُسکی دوستین اور صحبتین شیخ کی
نازل ہوتی ہین اور جیسا دیکھتا ہی کہ شیخ خدائے کریم کے ساتھ نازل کرتا ہی
وہ شیخ کے ساتھ پڑا نازل کیا جاتا ہی وہ اس باب مین اللہ کی طرف
رجوع کرتا ہی جس طرح کہ مرید اُسکی طرف رجوع کرتا ہی اور شیخ کے
لیے ایک جنت کا دروازہ ہے اور جانتے کہ وہ ہی تو شیخ اپنے ہوی کے

پھر جب مرید اُس رتبہ کو پہونچ جاتے اور حوائج اور مہمات کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اتارے اور اسد رجہ کو فائز ہوکر اللہ تعالیٰ سے تعریفات اور تنبیہات حق سبحانہ تعالیٰ اُسکے بندہ سائل محتاج کے لیے سمجھے تو واقعی اُسکے فطام اور دودھ چھوڑانے کا وقت آ پہونچا اور وقت فطام سے پہلے جب وہ جدا ہوجاے تو راستہ مین علتین اُسکے لاحق ہونگی کہ دنیا کی طرف پھرے اور ہوی کی متابعت کرے جو ولادت طبعی مین غیر وقت کے دودھ چھوڑانے ہوے کو پہونچتے ہین اور مشایخ کی صحبت کا یہ تلازم مرید حقیقی کے واسطے ہے اور مرید حقیقی خرقہ ارادت پہنتا ہے اور جاننا چاہیے کہ خرقہ دو خرقہ ہین خرقہ ارادت کا اور خرقہ تبرک کا اور اصل خرقہ جسکا قصد مشایخ نے مریدون کے لیے کیا ہے وہ خرقہ ارادت ہے اور خرقہ تبرک خرقہ ارادہ کا تشبہ ہے تو مرید حقیقی کے لیے خرقہ ارادت ہے اور خرقہ تبرک تشبہ کے لیے اور جو شخص ایک قوم کا متشبہ ہو تو وہ اُسی قوم سے ہے اور خرقہ کا سر اور بھید یہ ہے کہ جب طالب صادق شیخ کی صحبت مین در آیا اور اپنے نفس کو اُسکے تفویض کر دیا اور چھوٹے بچہ کی طرح باپ کے ساتھ ہوگیا کہ اپنے علم سے شیخ اُسکی تربیت کرے جسمین اللہ تعالیٰ سے صدق و افتقار اور حسن استغاثہ کے ساتھ مدد لی گئی ہے اور شیخ کے واسطے بصیرت نافذہ کے سبب اشراف اور واقفیت باطنون پر ہوتی ہے تو کبھو ایسا ہوتا ہے کہ مرید موٹے کپڑے ایسے پہنتا ہے جیسے درویش قانع زاہد اور اُس شکل اور لباس سے اُسکے نفس کے اندر ایک پوشیدہ ہوا ے نفس ہے کہ جو لوگون کی نظر سے دیکھا جاے تو اُسپر بار یک نرم کپڑے کا پہننا بہت سخت اور دوبھر ہو اور اسکے نفس کی خواہش اور پسندیدگی اسمین ہے کہ لوگون کے

ملکر گدڑون کا لباس اپنے ہوی اور گمان کے موافق ہونا اور نرم جسکی آستینین اور دامن
کم اور زیادہ ہو پہنے تو ایسی صورت کے چاہنے والے کو شیخ اُس قسم کے کپڑے پہناے
جس سے اُسکی ہوی اور غرض نفس کی شکست ہو اور کبھو مرید کے بدن پر باریک نرم کپڑے
ہوتے ہین یا پوشاک مین ایسی صورت ہوتی ہی جسکی طرف عادۃً طبیعت ہوسکتی ہی تو شیخ
اُسکو وہ پہناتا ہی جو نفس کو اُسکی عادت سے اور ہوا سے خارج کر دے
پس کپڑے مین شیخ تصرف کرتا ہی جیسا کہ کھانے مین کرتا ہی اور جس طرح
مرید کے روزہ رکھنے اور نہ رکھنے مین کرتا ہی اور جس طرح کہ اُسکے امر دین مین
تصرف کرتا ہی جیسی مصلحت دیکھے ہمیشہ ذکر کرنا اور نماز مین نافلون کا پڑھنا اور
کلام اللہ پڑھنا اور خدمت کرنا اور جس طرح وہ تصرف کرتا ہی کہ مرید سے کسب
معاش کراے یا فتوح پر یا اور خیر پر رکھے پس شیخ کو اشراق باطن ہوتا ہی اور
اختلاف استعدادات پر اطلاع ہوتی ہی تو ہر ایک مرید کو معاش اور معاد کے
لیے حکم کرتا ہی جسمین اُسکی صلاح حال ہو اور طرح طرح کی استعدادون کے ہونے
کے باعث دعوت کے مراتب بھی انواع اقسام کے ہوتے ہین۔ اللہ تعالی نے
فرمایا دعوت کر اور بُلا اپنے رب کے رستہ کی طرف حکمت سے اور پند سود مند
سے اور اُنسے مجادلہ کر اُن چیزون کے ساتھ جو احسن ہون پس حکمت دعوت
مین ایک رتبہ ہی وموعظت کا بھی یہی حال ہی اور مجادلہ کا بھی پھر جسکی دعوت
حکمت کے ساتھ چاہیے اُسکو نصیحت اور پند سے مدعو نہ کیا جاے اور جو
نصیحت کے قابل ہو وہ حکمت کے ساتھ دعوت نہ کیا جاے پس اسی طرح
شیخ کو علم ہی کہ کون ابرار کی وضع پر ہی اور کون مقربین کے ڈھنگ پر ہو اور

کسے دوام ذکر کی صلاحیت ہی اور کسکو صلاحیت ہمیشہ نماز پڑھنے کی ہی اور کون شخص
ہی جو موٹے کپڑے یا باریک نرم کپڑے پہننا چاہتا ہی تو مرید کو اسکی عادت سے چھوڑاتا ہی
اور ہوائے نفس کی تنگی نکالتا ہی اور اپنے اختیار سے اُسے کھلاتا ہی اور اپنے اختیار
سے کپڑا پہناتا ہی اور اُسکے لائق ہو اور اُس ہیئت جو اُسکے لائق ہو اور خاص
خرقہ اور ہیئت سے اُسکے ہوشی کے مرض کی دوا کرے اور اس برتاؤ سے مرید کے
برضی برضاء مولی ہونے کا قصد کرے تو سچا مرید جسکا باطن آتش ارادت سے
مشتعل ہو ابتدا کار اور شدت ارادت مین ایک سانپ ڈسے ہوئے کی مثال ہی
جو دوا اور دوا اور خبیر منتر والے کا خواہان اور حریص ہوتا ہی اور جب وہ کسی شیخ کو پالیتا
تو شیخ کے باطن سے توجہ صادق اُسکے لیے برانگیختہ ہوتی ہی کہ وہ اُسپر مطلع ہی اور
مرید کے باطن سے صدق محبت خوشنما کرتا ہی اور یہ تالف قلوب اور تقارب ارواح
دونون مین جو سر ازلی ہی اُسکے ظہور کے باعث اُن دونون کے لئے اور فی ابتدا اور بابعد
یکجائی سے ہوتا ہی پس وہ قمیص جو مرید کو وہ پہناتا ہی ایک خرقہ ہی کہ مرید کو بشارت
اُسکی دیتا ہی کہ شیخ کی حسن توجہ اُسکے ساتھ ہی اور مرید کے لیے وہی کام کرتا ہی
جو یوسف علیہ السلام کے قمیص نے یعقوب علیہ السلام کے لیے کیا تھا اور منقول
ہی کہ جب ابراہیم خلیل علیہ السلام آگ مین ڈالے گئے تو آپ کے بدن سے کپڑے
اتار لیے گئے اور برہنہ آتش مین جھونک دیے گئے اُس وقت جبرئیل علیہ السلام
اُنکے لیے ایک کرتہ بہشت کے حریر کا لائے اور اُنھین پہنا دیا اور وہ کرتہ ابراہیم
علیہ السلام کے پاس رہا جب اُنکا انتقال ہوا تو حضرت اسحق علیہ السلام
کو ورثہ مین ملا جب وہ مرے تو یعقوب علیہ السلام کے ورثہ مین آیا اور

یعقوب علیہ السلام نے اُس قمیص کو ایک تعویذ مین رکھا اور یوسف علیہ السلام
کے گلے مین ڈال دیا تو یہ کبھی اُسکو اپنے سے جدا نہین کرتے تھے پھر جب وہ کنوئین
مین برہنہ ڈالے گئے تو حضرت جبرئیل اُنکے پاس آئے اور آپ کے پاس وہ تعویذ
تھا تو کرتے کو اُسمین سے نکالا اور وہ آپ کو پہنا دیا اور مجاہد سے روایت ہے
کہ یوسف علیہ السلام دانا تر اللہ کے ساتھ تھے اسی سے کہ وہ نہ جانین کہ کرتا اُنکا
یعقوب علیہ السلام کے بصارت کو پھیر لائیگا مگر یہ قمیص ابراہیم علیہ السلام
کا تھا اور مجاہد نے بیان کیا جو ہم نے بیان کیا کہا جبرئیل نے آپ سے کہا کہ اپنا
کرتہ بھیج دو اسواسطے کہ بہشت کی اُسمین خوشبو ہے کسی گرفتار بلا یا مریض کو
نہین بھیجتے کہ اُسے صحیح اور تندرست نہ کردے تو سچے مرید کے نزدیک وہ خرقہ
اُسکے لیے جنت کے خوشبو سے بسا ہوا ہے باین وجہ کہ اللہ صحبت کے ساتھ اُسکے
شمار مین آیا ہے اور خرقہ کا پہننا اس قبیل سے ہے کہ اللہ کی عنایت اُسپر ہے اور
اُسکی طرف کا فضل ہے۔ ولیکن خرقہ تبرک کو جو وہ مانگتا ہے تو اُسکا مقصود یہ کہ
اس قوم کے لباس سے برکت حاصل کرے اور ایسا شخص شرائط صحبت کے ساتھ
مطالبہ نہین کیا جاتا بلکہ حدود شرعی کے لزوم اور اس گروہ کے ملنے جلنے کے لیے
نصیحت کیا جاتا ہے تاکہ اُنکے برکات اس شخص کو پہونچین اور اُنکے آداب سے
متجلی ہو اور عنقریب اُسکو بیان لمک دیگا کہ خرقہ ارادت کا اہل ہو جاے اسی
واسطے خرقہ تبرک ہر ایک طالب کے لیے مبذول ہے اور خرقہ ارادت ممنوع ہے
الا صادق راغب سے کہ اُنکو دیا جاتا ہے اور خرقہ مین نیلے رنگ کا پہننا مشائخ
کے مستحبات سے ہے پس اگر شیخ کی یہ راے ہو کہ مرید کو دوسرے رنگ کا پہنائے

تو کسی کو حق نہین کہ اُسپر اعتراض کرے اسواسطے کہ مشائخ کی رائین اُنکے افعال
بحکم و تقاضاے وقت ہوتی ہین اور ہمارے شیخ فرمایا کرتے کہ ایک فقیر تھا جو
چھوٹی آستینون کا خرقہ پہنا کرتا تاکہ خدمت کرنے کے لیے اُس سے زیادہ مدد ملے۔
اور شیخ کے لیے جائز ہی کہ مرید کو بدفعات خرقے متعدد قسم کے پہنائے جسمین
مرید کے لیے مصلحت جسقدر دیکھے اور یہ بنی اُس مسئلہ پر ہی جسکا ذکر ہم نے معالجہ
ہوی سے لباس اور رنگ مین کیا ہی پس نیلے رنگ کا پسند کرتا ہی اسواسطے کہ
وہ فقیر کے لیے زیادہ ملائم یا اِین وجہ ہی کہ وہ میل کو اُٹھاتا ہی اور زیادہ شست و شو کا
اسی لیے محتاج نہین ہوتا تو یہی کافی ہی اور اسکے سوا جو وجوہ اس معاملہ مین بعضے
صوفیہ بیان کرتے ہین وہ کلام اہنا عی ہی کلام اہل تکلف اور صنع سے کہ دین
اور حقیقت سے وہ کچھ بھی نہین ہین شیخ سدید الدین ابو الفخر ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ
سے مین نے سُنا ہی کہ کہا مین ابی بکر بشرالحی کے پاس بغداد مین تھا کہ ہماری
طرف سے ایک فقیر اپنے گوشہ سے باہر آیا میلے چکٹ کپڑے پہنے ہوے تھا تو
بعض فقرا نے اُس سے کہا کہ کپڑے کسواسطے نہین دھوتے ہو کہا ای بھائی مجھے فرصت
نہین ہی پھر شیخ ابو الفخر ہمیشہ فرد فقیر کے اس قول کا کہ مجھے فرصت نہین ہی
یاد کیا کرتے تھے اسواسطے کہ وہ فقیر اس قول مین صادق تھا تو اُسکے قول مین
ایک لذت پاتا ہون اور برکت حاصل کرتا ہون جب اُسے مین یاد کرتا ہون پس
اس وجہ سے اُنھون نے رنگین خرقہ اختیار کیا اسواسطے کہ وہ ایک ساعت
وقت کے مشاغل کے شغل مین ہی ورنہ جو لباس چاہے مرید کو پہنا دے سفید
ہو یا کسی رنگ کا ہو پس شیخ کو اسکا اختیار اُسکے حسن مقصد اور امور

عمل سے حاصل ہی اور واقعی مین نے بہت مشائخ دیکھے کہ وہ خرقہ نہین پہناتے
اور بہت قومون کے ساتھ وہ سلوک کرتے ہین بدون اسکے کہ خرقہ پہنتے ہو اور
اُس سے علوم اور آداب حاصل کرتے ہین اور پہلے ایک طبقہ سلف کے صالحین سے
تھا جو خرقہ کو نہین جانتے تھے اور نہ مریدون کو پہناتے تھے پھر جو اُسے پہناتا ہی تو اُسکے
لیے مقصد صحیح اور اصل اسنت سے اور شاہد شرع سے موجود ہی اور جو اُسے
نہین پہناتا تو اُسکے لیے راے اُسکی ہی اور نہین اُسکے لیے مقصد صحیح ہی
اور مشائخ کے تمام تصرفات راستی اور صواب پر محمول ہین اور اُس مین
نیک نیتی ضرور ہوتی ہی اور اللہ تعالے اُنکے ساتھ اور اُنکے آثار کے ساتھ نفع
بخشیگا انشاء اللہ تعالے

تیرھوان باب رباط یعنی خانقاہ کے باشندون کی فضیلت بیان ہی

قال اللہ تعالی فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ یسبح لہ فیہا بالغدو
والآصال رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوۃ وایتاء
الزکوۃ یخافون یوما تتقلب فیہ القلوب والابصار ۔ یعنی اللہ تعالے نے
فرمایا ہی اُن گھرون مین کہ اللہ نے اُسکا حکم دیا ہی کہ بلند کیے جائین اور اُنمین
اللہ کے نام کا ذکر کیا جاے صبح اور شام اُنمین اللہ کے واسطے تسبیح او
تقدیس وہ مرد کرتے ہین جنکو نہ تجارت غفلت مین ڈالتی ہی نہ بیع غافل
کرتی ہی اللہ کے ذکر سے اور نماز کے پڑھنے اور زکوۃ کے دینے سے
خوف اُس دن سے کھاتے ہین جسمین قلوب اور آنکھین اُلٹ پلٹ

جائینگی بعضے کہتے ہین کہ یہ بیوت مسجدین ہین اور بعضے کہتے ہین کہ مدینہ کے گھر ہین
اور بعض کا قول ہی کہ رسول علیہ السلام کے گھر ہین اور روایت ہی کہ جب یہ
آیت نازل ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوے اور کہا یا رسول اللہ ان
بیوت مین سے علی اور فاطمہ کا گھر ہی فرمایا ہان افضل انمین کا ہی اور جسنے کہا
وہ زمین کے سب بقعہ ہین جو رسول اللہ علیہ السلام کے لیے سجدہ گاہ بنائی گئی
تو اس بنا پر اعتبار مردان خدا کے ساتھ ہی نہ جگھون کی چار دیواری کا اور جو
بقعہ کہ مردون کو اس صفت کے ساتھ احتوا اور انحصار کرے وہی گھر ایسے
ہین کہ اللہ نے انکے رفیع ہونے کا حکم دیا ہی - انس بن مالک رضی اللہ عنہ
نے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی کوئی صبح اور کوئی شام ایسی نہین ہی مگر یہ
کہ زمین کے بقعے ایک دوسرے کو پکارتے ہین آیا کوئی میرے اوپر کوئی شخص
گذرا جسنے تیرے اوپر نماز پڑھی یا اللہ کا ذکر تیرے اوپر کیا تو بعضے کہتے ہین کہ ہان
اور بعضے کہتے ہین کہ نہین تو جسوقت کہا کہ ہان تو یہ بقعہ جان لیتا ہی کہ اُس بقعہ
کو میرے اوپر اسوجہ سے فضل ہی اور کوئی بندہ نہین جس نے زمین کے کسی ایک
بقعہ پر اللہ کا ذکر کیا یا اللہ کے واسطے اُسپر نماز ادا کی مگر یہ کہ وہ بقعہ اُسکی
شہادت اُسکے لیے اُسکے پروردگار کے سامنے دے اور اُسپر مرنے کے دن
روز روئے - و بعض کا قول ہی کہ اس آیت مین فما بکت علیہم السماء
والارض یعنے پس نہ روئے اُنپر آسمان اور زمین اہل اللہ تعالے کی
فضیلت مین اہل طاعت سے تنبیہ اور اشعار ہی اسواسطے کہ زمین ان پر
روتی ہی اور ان لوگون پر جو دنیا کی طرف راغب اور ہوی کے تابع ہین

نہین ہوتے تو اہل خانقاہ وہی رجال اور مرد ہین اسواسطے کہ اُن لوگون نے اپنے
نفوس کو اللہ تعالیٰ کی طاعت پر بند کر دیا ہی اور اللہ کی طرف ٹوٹ پڑے تو اللہ نے
اُنکے لیے دنیا کو خادمہ بنا دیا - عمران بن حصین نے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہی جو شخص اللہ کا ہو رہا اللہ اُسکو ہاحتیاج معیشت مین کفایت کرتا ہی
اور اُسکو روزی اسطرح دیتا ہی جسکا وہ حساب نہین کرتا اور جو شخص دنیا کا ہو رہا
اُسے اللہ اُسی دنیا کے سپرد کرتا ہی - اور اصل رباط وہ ہی جسمین گھوڑے باندھے
جائین پھر ہر ایک قلعہ اور دربند کے لیے رباط مستعمل ہوا کہ اُسکے باشندے اپنے
اگلے پچھلے دشمنون کو دفع کرین تو مجاہد مرابط اپنے آس پاس والے کو مدافعت
کرتا ہی اور رباط کا رہنے والا اللہ کی طاعت پر ہی اُسکی ذات اور دعا سے بلا بندگان خدا
اور ملکون سے دور ہوتی ہی - حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہا
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر آئینہ نیک مسلمان کے سبب اُس کے
گھر کی اور ہمسایہ کے سو آدمیون سے بلا دور ہوتی ہی - اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت ہی کہ فرمایا - اگر اللہ کے بندے نماز پڑھتے اور بچے دودھ پیتے اور مویشی
چرتے نہوتے تو ہر آئینہ تمھارے اوپر اللہ عذاب سخت ڈالتا اور پھر خوب کوٹتا اور
پیستا - اور جابر بن عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آئینہ
اللہ تعالیٰ ایک مرد کی صلاح اور نیکوکاری سے اُسکی اولاد اور اولاد کی اولاد
اور گھر والون اور پاس پڑوسیون کو صاحب صلاح و فلاح کرتا ہی اور ہمیشہ اللہ کی
حفاظت اور پناہ مین رہینگے جب تک یہ شخص اُنمین رہیگا - اور داؤد بن صالح
نے روایت کی کہا کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے مجھسے کہا اے میرے بھتیجے

کیا تو جانتا ہے کہ یہ آیت اصبروا وصابروا ورابطوا یعنی ثابت رہو اور مقابلہ مین مضبوطی کرو
اور لگے رہو کس چیز کے حق مین نازل ہوئی ہے مین نے کہا کہ نہین کہا اے میرے بھتیجے
زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ایسے غزوے اور جہاد نہین تھے جنمین گھوڑے
باندھے جاتے مگر وہ انتظار ایک نماز کا دوسری نماز کے بعد تھا پس رباط نفس کے
جہاد کے لیے تھا اور باشندہ رباط کا مرابط مجاہد اپنے نفس کا ہے قال اللہ تعالی وجاہدوا
فی اللہ حق جہادہ یعنی جہاد کرو اللہ کی راہ مین جو اُسکے جہاد کا حق ہے عبد اللہ بن
مبارک نے کہا وہ مجاہدہ نفس اور ہوی کا ہے اور وہ حق جہاد ہے اور وہی جہاد اکبر
ہے اُس روایت کے موافق جو حدیث شریف مین وارد ہے کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ بعض غزوات سے واپس تشریف لائے کہا ہم نے جہاد
اصغر سے جہاد اکبر کی طرف رجوع کی اور منقول ہے کہ آنحضرت بعض صحابیون نے اپنے ایک
بھائی کو لکھا ہے وہ غزوہ کے لیے بلاتا تھا تو اُسکو لکھا بھائی میرے کل سرحد اور قلعہ
میرے لیے ایک گھر مین جمع ہین اور دروازہ مجھپر بند ہے جو دیہین اُسکے بھائی نے
لکھا اگر کل آدمی ایسے ہوتے کہ جو تو نے اپنے اوپر لازم کیا ہے وہ بھی لازم پکڑتے
تو مسلمانون کے کامون مین خلل پڑتا اور کافر لوگ غالب آتے ہوتے اسواسطے غزوہ اور
جہاد سے چارہ نہین ہے پھر اُسنے لکھا کہ اے میرے بھائی جس کام پر مین ہون اُسکو
اگر سب آدمی لازم پکڑتے اور اپنے اپنے گوشون مصلون کے اور اللہ اکبر کہتے تو
قسطنطنیہ لے لیتے بعضے حکماء نے کہا ہے عبادت خانون مین بیٹھنا اور صفائی باطن کے
ساتھ آوازون کا بلند کرنا اُن عقدون کو حل کر دیتا ہے جنکو افلاک دوار گتھی مین ڈالتے
ہین تو رباط کا جماؤ بلاد و عباد کو موجب برکات ہوتا ہے جبکہ ٹھیک اُس

طریقہ پر ہو جسکے لیے رباط موضوع اور مقرر ہوا اور ارباب رباط حسن معاملہ اور رعایت
اوقات کے ساتھ ثابت ہوں اور اعمال کے تباہ کرنے والوں سے حفظ اور احوال کے
اصلاح کرنے والوں پر اعتماد رہو سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس آیت کے معنی
ہیں اصبروا وصابروا ورابطوا کہ دنیا سے بامید سلامت صبر کرو اور لڑائی جہاد کے
وقت ثبات اور استقامت کے ساتھ شکیبائی رو اور نفس امارہ کی ہوا و ہوس کی
بندش کرو اور ندامت جو تمھارے پیچھے آتی ہے اُس سے خوف کرو اور بچو شاید کہ بساط
کرامت پر کل کے دن تم فلاح پاؤ اور یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ میری
بلا پر صبر اور سکون کرو اور میری نعمتوں پر بازداشت نفس اور میرے دشمنوں کے
گھر میں گھوڑے باندھو اور میرے غیر کی محبت سے بچو شاید کہ کل میری بقا سے
تم فلاح اور ظفر پاؤ اور رباط یعنی خانقاہ کے باشندوں کی شرطیں یہ ہیں خلق کے
ساتھ معاملہ الفت اور معاملہ کا حق کے ساتھ جاری کرنا اور حصول معاش کو مسبب الاسباب
کے بھروسے پر چھوڑ دینا اور تہمتوں سے نفس کو باز رکھنا اور برے انجام
سے پرہیز کرنا اور اپنے رات دن کو عادت قدیم کے عوض عبادت لوسے
وصل کرنا۔ اوقات کا بچانا اور وظائف سے لگے رہنا اور نمازوں کا منتظر رہنا
اور غفلت سے پرہیز کرنا تاکہ اس کے سبب وہ مرابط مجاہد ہو جاوے
حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کا مکروہات میں پورا کرنا اور قدموں کا مساجد
کی طرف بڑھانا اور ایک نماز کا دوسری نماز کے بعد انتظار کرنا خطاؤں کو
خوب ہی دھو ڈالتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے جو شخص ان باتوں کی

تمھین خبر دیتا ہون جس سے اللہ تمھاری خطائین معاف اور درجے تمھارے بڑھائے صحابہ نے کہا ہان یارسول اللہ فرمایا اسباغ الوضوء فی المکارہ وکثرۃ الخطا
الی المساجد وانتظار الصلاۃ بعد الصلوۃ فذلکم الرباط فذلکم الرباط فذلکم الرباط
یعنے تکلیفات مین اچھی طرح وضو کرنا اور مسجدون کو زیادہ چلنا اور ایک
نماز کے بعد دوسری نماز کی راہ دیکھنی پس یہ رباط ہی پس یہ رباط ہی پس یہ رباط یعنی
جہاد کا اسمین ثواب ہی

چودھوان باب اہل صفہ سے خانقاہ والون کی مشابہت کے بیان مین ہی

قال اللہ تعالی المسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیہ فیہ رجال یحبون
ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین یعنی اللہ تعالی نے فرمایا ہر آئینہ وہ مسجد جسکی بنیاد
تقوی پر رکھی گئی پہلے ہی دن سے اسکے مستحق تھے کہ اسمین تو قیام کرے اسمین
ایسے مرد ہین جو چاہتے ہین کہ خوب ہی صاحب طہارت ہون اور اللہ اہل طہارت
کو دوست رکھتا ہی یہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف ہی
آپ نے پوچھا کہا کہ تم لوگ کیا عمل کرتے ہو جو اللہ نے تمھاری تعریف اس تنظ
کے ساتھ کی ان صحابہ نے کہا کہ ہم ڈھیلون سکے لینے کے بعد آبدست لیتے تھے
اور یہ اور اسکے مثل جو آداب ہین صوفیہ کا روزمرہ ہی ربط کی ملازمت اور اسکا
عہد کرتے ہین اور رباط انکا گھر اور خیمہ خرگاہ ہی اور ہر قوم کا ایک گھر ہی اور رباط
انکا گھر ہی اور ہر آئینہ اہل صفا سے اس بنا وین مشابہ ہو گئے ہین اس حدیث کے
موافق جو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہا ایک شخص تھا کہ وہ جب مدینہ

مین آتا اور مدینہ مین اُسکا کوئی شناسا ہوتا تو اُسکے یہان اُترتا پھر اگر وہان کوئی جان پہچان نہوتا تو صفہ مین اُترتا اور مین اُن لوگون مین سے تھا جو صفہ مین اُترتے تو قوم جو رباط مین تھی باہم اُنکے ربط ضبط تھا ایک ارادہ اور عزم اور یکسان احوال پر متفق تھے اور اس معنی کے خاطر ربط موضوع ہوا کہ باشندے اُسکے موصوف اُس صفت مین ہون جو اس آیت مین ہی قال اللہ تعالیٰ ونزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علی سرر متقابلین یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی اور نکال دیا ہم نے اُنکے سینون مین سے جو کچھ کینہ تھا بھائی بناکر انکے سامنے تختون پر بیٹھے ہوے اور یہ مقابلہ باطن اور ظاہر کے برابر اور یکسان ہونے سے ہی اور جس نے اپنے بھائی کے لیے دل مین کینہ رکھا تو وہ اُسکے مقابل نہین ہی اگرچہ منھ اُسکا اُسکی طرف ہو پس اہل صفہ اس طرح کے تھے وجہ یہ کہ کینہ اور حسد کا جوش وجود دنیا ہی اور دنیا کی محبت کل خطاؤن کی اصل ہی تو اہل صفہ نے دنیا کو ترک کردیا اور وہ کھیتی کرتے تھے اور نہ دودھ کے جانور پالتے تھے پس اُنکے باطنون سے کینہ اور بغض دور ہوگیا اور اسی طرح اہل ربط نے ظاہر اور باطن کے ساتھ متقابل اور الفت اور مودت پر متفق ہے اور کلام اور طعام کے لیے اکٹھے ہوتے ہین اور اجتماع کی برکت کو جانتے ہین۔ وحشی بن حرب نے اپنے باپ سے اور اُسنے اپنے دادا سے روایت کی کہ ہر آئینہ اہل صفہ نے کہا یا رسول اللہ ہم کھاتے ہین اور سیر نہین ہوتے فرمایا شاید کہ تم علیحدہ علیحدہ اپنے کھانے پر بیٹھتے ہو تم جمع ہو اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرو اللہ تمھارے لیے اسمین برکت دے گا اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

نہ خوان پر کھانا کھایا اور نہ چھوٹے پیالے مین اور نہ اُنکے لیے باریک چپاتی پکائی گئی تو
پوچھا کہ کس چیز پر کھانا کھاتے تھے کہا کہ دسترخوان پر پس جیسا داود نے تنہائی
چاہی اسوجہ سے کہ اجتماع سے انتشار آفت آتی ہی اور اس سبب سے کہ اُنکے نفوس
ہوا و ہوسون کو جمع کرتے ہین اور غیر مقصود چیزون مین غور کرتے ہین تو سلامتی
اُنھون نے تنہائی مین دیکھی اور صوفیہ نے اپنی قوت عمل اور صحت حال کی وجہ
سے اسکو دور اپنے سے کر دیا اور جماعت خانون مین مصلے پر جمع ہونا اچھا جانا
پس ہر ایک کا سجادہ اسکا گوشہ ہی اور ہر ایک نے اپنے اپنے مقصود کے لیے
قصد اور کوشش کی اور شاید ایک بھی اُنمین سے نہو کہ قصد اسکا اپنے سجادہ
سے قدم بڑھانے اور اُنکے لیے مصلے اختیار کرنے مین ایک وجہ سنت سے ہی
ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہا کہ مین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بوریا پوست خرما سے بنایا کرتی جسپر آپ
رات کی نماز پڑھا کرتے اور میمونہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت
کی کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ وہ مسجد مین اپنے لیے
بوریا بچھا لیتے تاکہ اُسپر نماز پڑھین اور درویشون مین جوان اور بوڑھے
اور باقوت اور صاحب حال سب ہر قسم کے ہوتے ہین تو مشائخ ضعیف
اور ضعیفی کے لیے زیادہ لائق ہین اس نظر سے کہ نفس خواہشمند خواب و آرام
کا ہوتا ہی اور حرکات و سکنات مین تنہائی اور تفرد چاہتا ہی تو نفس تفرد اور
تنہائی کا مشتاق رہتا ہے اور آسانی مین ہوتا ہی اور جوان کا جی جماعت خانہ مین
بیٹھنے سے گھٹتا ہی اس سبب سے کہ دیندار کی نظر کے سامنے ہونا پڑتا ہی

تاکہ اُنپر بہت سی نگاہین پڑین اور وہ مقید اور ادب آموز ہو اور یہ بات حاصل
نہین ہوتی الا جبکہ جماعت خانہ مین گروہ خانقاہ حفظ اوقات اور ضبط انفاس
اور نگہداشت حواس کا اہتمام کرنیوالے ہون جیسے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم تھے لکل امرئ منہم یومئذ شان یغنیہ یعنی آج کے دن اُنمین سے
ہر ایک شخص کے لیے ایک شان ہے جو اُسکو بس ہے اُنکو آخرت کے ارادہ سے
وہ کام تھے جو باہمی اشتغال سے بے پروا اور فارغ تھے اور اہل صدق و شوق
کے لیے ایسا ہی سزاوار ہے کہ انکا اجتماع اُنکے وقت کے لیے باعث عزت ہو
اور جب جوانون کی اوقات مین کھیل اور باتین ہوتے تخلل انداز ہوا تو اولی یہ ہے
کہ جوان طالب تنہائی اور گوشہ نشینی اپنے اوپر لازم کرے اور شیخ ایک گوشہ اور مکان
خلوت جوان کو دےگا تاکہ جوان اپنے نفس کو ہواے نفسانی اور نکمی باتون
مین دھیان دینے سے باز رکھے اور شیخ جماعت خانہ مین رہے کیونکہ اُسکا
قوی ہے اور مدارات خلق پر صبر کرسکتا ہے اور صحبت و مخالطت کے بار اُٹھا
سکتا ہے اور جماعت مین اُسکا وقار موجود ہے بغیر اُسکے نقصان اُٹھا [illegible] حاصل
کرتا ہے اور وہ مکدر نہین ہوتا اور خدمت کی ترغیب ہے کہ جو شخص خانقاہ مین داخل
ہو اور معاملہ کا مزہ نہ چکھا ہو اور احوال [illegible] سے وہ [illegible] اُسکی
شان یہ ہے کہ خدمت پر مامور کیا جاے تاکہ اُسکی عبادت اُسکی خدمت ہو اور خدمت
خدمت سے اہل اللہ کے قلوب کو اپنی طرف کھینچے اور متوجہ کرے تو اُسکی
برکت اُسکے شامل حال ہوگی اور عبادت مین جو بھائی مشغول ہین اُنکو مدد
دےگا — قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المؤمنون اخوة [illegible]

الی البعض الحوائج فیقضی بعضہم الی البعض الحوائج یقضی اللہ لہم حاجاتہم یوم القیمۃ
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب مومن بھائی ہین انہین کا ایک
دوسرے سے حاجت روائی چاہتا ہی تو وہ ایک دوسرے کی حاجت بر لاتے ہین
اللہ انکی حاجات کو قیامت کے دن روا کریگا درین صورت بوسیلۂ خدمت بیکاری
سے جو دل کو مردہ کرتی ہی محفوظ رہتا ہی اور قوم صوفیہ کی خدمت منجملہ اعمال صالح ہی
اور یہ کامیابیون کے طریقون سے ایک طریق ہی کہ اوصاف جمیلہ و احوال حسنہ انکو
حاصل کراتی ہی اور جو کوئی انکی جنس سے نہین ہی اور نہ خواہش مند ارادت اسکا انکی
ہدایت سے ہی تو ایسے لوگون سے خدمت لینا پسند نہین کرتا۔ وثیق ابن الرمی سے
روایت ہی کہ مین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا غلام تھا اور وہ مجھ سے کہا کرتے
کہ مسلمان ہو اسواسطے کہ اگر تو اسلام لے آئیگا تو مسلمانون کی امانت مین تجھ سے
مدد لون کیونکہ لائق نہین ہی کہ انکی امانتون کے کام مین اس شخص سے امداد طلب کرون
جو انمین سے نہین یعنی مسلمان نہو کہا کہ مین نے انکار کیا تو عمر نے کہا کہ دین مین زبردستی
نہین ہی جب انکی وفات کا وقت قریب آیا تو مجھے آزاد کر دیا اور کہا جہان تیرا
جی چاہے جا قوم خدمت اغیار کو مکروہ جانتے ہین اور انکی اجیرکاری سے بھی انکار
کرنے کا سبب اسکا یہ ہی کہ جو شخص انکے طریق کو پسند نہین کرتا تو اکثر اوقات
انکو دیکھ کے نفرت کا خواہان ہو جاتا ہی بڑھکر ان منافع سے جو اسکے سبب
ملتے ہین اسواسطے کہ یہ حضرات بھی بشر ہین اور ان سے بہت امور اقتضاء
بشری سے ظاہر ہوتے ہین اور غیر جسکو انکے مقاصد کا علم نہین ہی ان سے انکار
کرتا ہی اور اعتراض جڑتا ہی اور ان حضرات کا اسوجہ سے کہ خلق پر انکو شفقت ہی

انکار ہی نہ اس راہ سے کہ وہ کسی ایک مسلمان پر اپنا افراز اور علو مرتبہ جتلا ئین
اور طالب جوان نے جب اہل اللہ کی خدمت کی جو اُنکی طاعت مین لگے ہوے ہین
تو ثواب مین اُنکے شریک ہوتا ہی اور جہان کہین اُسکو اہلیت خدمت کی اُنکے
احوال بلند اور روشن کی باعث نہو تو جو اُنکی خدمت کا اہل ہی اُسکی یہ خدمت کرے
اسواسطے کہ خدمت اہل قرب کی نشانی اللہ تعالیٰ کی محبت کی ہی حضرت انس
بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ کہا جسوقت تبوک سے حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے تو فرمایا مدینہ سے جب قریب ہوے کہ ہر آئینہ مدینہ
مین بہت قومین ہین کہ تم نے کوئی سفر نہین کیا اور نہ کوئی فراخ رستے پہاڑون
کے طی کیے مگر یہ کہ وہ قومین تمھارے ساتھ تھین صحابہ نے کہا اور یہ بھی مدینہ مین
موجود ہین فرمایا ہان اُنکو عذر نے روک لیا پس قوم کا خدمتگذار قصور کے عذر اور
نااہلیت کے سبب قوم کے درجہ تک پہونچنے سے رُک گیا اُسکے بعد وہ منزہ زاہد
کے آس پاس جو طرفہ گھومنے لگا اس حالت سے کہ خدمت مین وہ اپنی کو شش
کرتا تھا جہان شفقت کی نگاہ سے ممنوع آیا وہان کام خدمت سے عذر خواہی
اور معافی چاہتا تھا پس اللہ اُسپر اُسے خرا دیتا ہی جو بہت اچھی اور عمدہ ہی
اور بہت بڑی عطا اُسکو ارزانی فرماتا ہی اور اسی طرح اہل صفہ و تقوی پر ایک
دوسرے کی معاونت کرتے تھے اور دنیا کے مصالح اور ان وقت سے غائبون کی
خبر خواہی پر اتفاق کرتے تھے

پندرھوان باب ارباب رباط اور صوفیہ کے خصوصیات کے
بیان مین ہی اور یہ اختصاص ان چیزون مین ہی جسکا وہ پاس

معاہدہ اور اُن کے ساتھ مخاصمہ اور مجادلہ کرتے ہین

جان رکھو کہ اس خانقاہ کی بنا اس ملت ہادی مہدی کی زینت سے ہی اور اہل خانقاہ کے ایسے احوال ہین جنکے باعث وہ غیر طوائف سے ممتاز ہوگئے ہین اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے سیدھے راستہ پر ہین۔ قال اللہ تعالی اولئک الذی هدی اللہ فبهداهم اقتدہ یعنی اللہ تعالی نے فرمایا ہی یہ وہ لوگ ہین جن کو اللہ نے ہدایت کی ہی تو اُنکی ہدایت کی پیروی کر اور جو کچھ قصور ہمارے زمانہ کے بعضے لوگون مین دیکھا جاتا ہی اور اُنکے سلف کے طریقہ سے خلاف پایا جاتا ہی اُس سے کوئی حرج اور اعتراض اُنکے اصل امر اور صحت طریق مین نہین ہوتا اور اسقدر آثار گذشتہ سے باقی ہی اور صوفیون کا خانقاہ مین جمع ہونا اور جو کچھ کہ اُنکے لیے اللہ تعالی نے نرمی اور لطف سے مہیا کیا ہی وہ مشائخ سلف کے باطنون کی جمعیت کی برکت اور عیار حق کے آثار سے ہی جو اُنکے حق مین تھی اور اب جو خانقاہون مین اجتماع جماعت حق اور آداب ظاہری کے رسوم پر ہی وہ درحقیقت عکس اُس نور جمعیت کا ہی جو سلف کے باطنون سے اور سلف کے طریق پر خلاف کے سلوک سے رہ گیا ہی تو وہ خانقاہین ایسے ہین کہ گویا جسمہ ہین اور اُنمین قلوب متفق اور عزم متحد ہین اور یہ بات غیر گروہون مین نہین پائی جاتی۔ اللہ تعالی نے مومنین کے وصف مین فرمایا ہی کانهم بنیان مرصوص یعنی گویا ایک بنیاد سیسہ پلائی ہوئی مضبوط ہی اور اُنکے برخلاف مسلمون کی تعریف مین فرمایا کہ تم یہ سمجھو کہ جمع ہین اور حال آنکہ دل اُنکے پراگندہ ہین نعمان بن بشیر نے روایت کی ہی کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

ے وسلم سے سُنا ہی کہ فرماتے تھے مومن لوگ ایک آدمی ہی کے بدن کے مثل ہین جب
ایک عضو مین اُسکے اعضا سے درد ہو تو کل بدن دردناک ہوجاتا ہی اور جب
ایک مومن دردناک ہو تو سب مومن دردناک ہوں پس صوفیہ کے وظایف لازمی
سے یہ ہی کہ جمعیت باطن کا حفظ کرین اور تفرقہ کو یہ اگندگی باطن کے ازان سے
دور کرین اسواسطے کہ یہ لوگ ارواح کی نسبت سے مجتمع ہین اور تالیف الٰہی کے
رابطہ سے باہم متفق ہین اور قلوب کے مشاہدہ سے موافق ہین اور نفوس
کی آراستگی اور قلوب کی صفائی کے لیے خانقاہ مین باہم بندھے اور ملے ہوے ہین
تو اُنکے لیے الفت اور تودد اور خیرخواہی سے چارہ نہین اور وہ ضروری اور
لابد ہی حضرت ابوہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی
فرمایا کہ مومن ملتا اور الفت کرتا ہی اور اُس سے دوسرا الفت کرتا ہی اور خیر
اُس شخص مین نہین ہی جو نہ دوسرے سے ملے اور نہ اُس سے دوسرا شخص ملے
اور الفت کرے اور حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ارواح جنود مجندہ یعنی لشکر مجتمعہ ہین تو جو آپس مین سے
جانتا پہچانتا ہی وہ الفت کرتا ہی اور جو انجان اجنبی ہی وہ الگ رہتا ہی
پس اُنکا یہ حال ہی کہ اپنی جمعیت سے اُنکے باطن مجتمع ہوتے ہین اور
نفوس اُنکے پابند ہوتے ہین اسواسطے کہ بعضے اُن مین سے دیدبانی
اور نگاہ رکھنے والے دوسرے بعض کے ہین اس حدیث کے موافق
کہ مومن آئینہ مومن کا ہی تو جب کبھی انہین سے کسی ایک کی طرف سے
تفرقہ کا نشان ظاہر ہوتا ہی یہ لوگ اُس سے نفرت کرتے ہین کیونکہ تفرقہ

ظہورِ نفس سے ظاہر ہوتا ہی اور نفس کا ظہور وقت کا حق ضائع کرنے سے ہی پھر جب وقت
نفس فقیر کا ظہور کرتا ہی تو اُس سے وہ جان لیتے ہین کہ جمعیت کے دائرہ سے
یہ شخص باہر ہو گیا اور اُسپر علم لگا دیتے ہین کہ اُسنے وقت کا حکم تلف کیا اور سیاست
اور حسن رعایت کو چھوڑ دیا تب وہ دائرہ جمعیت کی طرف منافرت کے ساتھ کھینچا جاتا ہی
محمد عبد اللہ نے کہا کہ مین نے رویم کو کہتے سُنا ہی کہ صوفیون مین خیر جب تک رہیگی
کہ وہ باہم منافر رہین اور جبکہ صلح کرین ورباہم مل جائین ہلاک اور تباہ ہو جاتے
ہین اور رویم سے یہ اشارہ اس بات کی طرف ہی کہ ایک دوسرے کی جاسوسی اور
جدائی رکھین اس خوف سے کہ نفس ظہور کرے کہتے ہین کہ جب باہم صلح کر لین اور
اپنے درمیان سے منافرت کو دور کرین تو خوف ہی کہ مبادا باطنون مین مسالمت
اور مناکشت مل جائے اور آداب عامض کے ترک مین ایک دوسرے سے
چشم پوشی اور درگذر کرے اور اس ذریعے سے نفوس کا ظہور اور استیلا ہو اور عمر
ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اللہ اُس شخص پر رحم کرے جو مجھے میرے
عیبون کی طرف رہنمائی کرے۔ محمد بن نعمان نے روایت کی ہی کہ حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اور انصار کی ایک مجلس مین کہا کہ خبر دو تم مجھے کہ
اگر بعض امور کے ابتدا مین مین رخصت دون تو تم کیا کرو کہا کہ ہم خاموش ہو رہین
کہا یہی اسکو دو مرتبہ فرمایا یا تین مرتبہ خبر دو تم مجھے اگر مین بعض امور مین رخصت
دون تو تم کیا کرو بشر بن سعد نے کہا اگر مین یہ کام کرون تو تجھے ہم ہدف
سہام طعن کا کرین تب عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اب تم ہو یعنی اپنی صفات
رسلے مخصوصہ کے ساتھ قائم ہو اور جب نفس صوفی عقب اور خصوصیت

کے ساتھ اپنے بعضے بھائیون کے ظہور کرے تو اسکے بھائی کی شرط یہ ہی کہ اُسکے
نفس کو اپنے قلب کے ساتھ مقابل کرے اسواسطے کہ نفس جب قلب کے ساتھ
مقابل ہوتا ہی تو شر کا مادّہ بیٹھ جاتا ہی اور جب کہ نفس کے مقابل نفس ہو فتنہ
مین جوش آتا ہی اور عصمت چلی جاتی ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی بہت اچھی بات
کے ساتھ تو جواب دے پس ناگاہ وہ شخص جسکے درمیان اور تیرے عداوت ہی
گویا کہ وہ گہرا دوست ہی اور یہ نہین دیا جاتا مگر انھین لوگون کو جو صبر کرتے ہین
پھر شیخ یا خادم کے پاس جب کوئی فقیر اپنے بھائی کی شکایت لیجاے تو اُسے
پہونچتا ہی کہ اُن دونون مین سے جسپر خفگی ظاہر کرے پس زیادتی کرنے والے کو
کہے کہ کسواسطے تونے اُسپر تعدی کی اور جسپر تعدی ہوئی اُس سے کہے کیا تونے
گناہ کیا تونے یہان تک کہ میرے اوپر اُسپیر تعدی کی اور میری اوپر تسلط کیا اور
آیا تونے اُسکے نفس کا مقابلہ اپنے قلب سے کیا یا اِن لحاظ کہ اپنے بھائی سے
نرمی تو کرے اور فتوت اور صحبت کا حق ادا کرے تو ہر ایک اُن دونون مین سے
قصور وار اور دائرہ جمعیت سے خارج ہی تو وہ نفرت کے ساتھ دائرہ کی طرف
پھیرا جاتا ہی تو وہ استغفار کرتا ہی اور اصرار کی راہ نہین چلتا حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ
میرے اُن لوگون مین سے مجھے کر کہ وہ جب بھلائی کرین تو خوش ہون اور
جب برائی کرین تو استغفار کرین استغفار ظاہر مین بھائیون کے ساتھ اور باطن مین
اللہ تعالی کے ساتھ ہوگی اور اللہ تعالی کو وہ اپنے آپ کے استغفار
مین دیکھتے ہین تو اسی واسطے وہ صف نعال مین اپنے قدمون پر

کھڑے رہتے ہوتے ہین سبب تواضع اور انکساری اور اپنے شیخ کو مین نے ایک فقیر سے کہتے ہوئے سُنا جبکہ اسکے اور اُسکے بعض بھائی کے درمیان وحشت پیدا ہوئی تھی اور استغفار کرتا فقیر کہتا تھا مین اپنا باطن صاف نہین پاتا اور بغیر استغفار کے لیے بغیر صفائی باطن کے استغفار کے لیے کھڑا ہونا اچھا نہین سمجھتا ہون پھر شیخ کہتا تھا کہ تو اُٹھ تو تیری کوشش اور قیام کی برکت سے صفائی تجھے روزی ہوگی تو وہ یہ پاتا تھا اور اسکا اثر فقیر پر معلوم ہوتا تھا اور دل نرم ہوتے تھے اور وحشت دور ہوتی تھی اور یہ اُسی گروہ کی خاصیت ہے کہ وہ وحشت کو نہین سوتے اس حالت کے ساتھ کہ باطن اُنکے وحشت سے بھرے ہون اور کھانے کے لیے جمع ہوتے ہین جب اُنکے دلون مین وحشت ہو اور وہ جمعیت ظاہری کسی چیز کے نہ ہو مین نہین پاتے جبتک کہ اُنکے باطن مجتمع ہون اور تفرقہ اور پراگندگی دور نہو پھر جب استغفار کے لیے فقیر کھڑا ہو تو اُسکے استغفار کا رد کرنا کسی حال مین روا نہین ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا رحم کرو تم رحم کیے جاؤ گے اور بخشو تمھاری بخشش ہوگی - اور صوفیہ کے لیے بعد استغفار شیخ کے ہاتھ چومنے مین ایک اصل سنت سے ہے - عبد اللہ بن عمر نے کہا مین ایک سریہ یعنی جمعیت فوج قلیل مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا تو لوگ پسپا ہوتے اور پھر گئے اور مین انھین لوگون مین سے تھا جو پھر گئے تھے تو ہم نے کہا ہم کیا کرین ورحالیکہ ہم دشمن پر حملہ کرنے سے بھاگ گئے اور غضب مین پڑے پھر ہم نے کہا کہ اگر ہم مدینہ مین داخل ہون تو اُسمین توبہ کرین گے پھر

ہم نے کہا کہ ہم اپنے تئین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کرین
پس اگر ہماری توبہ قبول ہو تو بہتر ورنہ ہم کہین چلے جاوینگے پھر ہم نماز صبح سے
پیشتر آپ کی خدمت مین آئے پس آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا کون قوم
ہو ہم نے کہا کہ ہم بھگوڑے ہین فرمایا کہ نہین بلکہ تم لڑائی مین عکّار ہو مین تمہارا گروہ
ہون ہم گروہ مسلمانان ہین عرب مین محاورہ ہے عکر الرجل پھرا مرد جبکہ وہ شخص پھرے
بعد ازان لوٹ کر حملہ کرے اور عکار بمعنی عطاف اور رجاع بمعنی پھرنے والے
اور لوٹنے والے کے ہی کہا پھر آپ کے پاس آئے اور ہاتھ چومے - اور
روایت ہے کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح جب وہ آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے ہاتھ چومے اور ابی مرثد غنوی سے روایت ہے کہ کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت مین آئے پھر مین آپ کی طرف اترا اور آپ کے ہاتھ کو
بوسہ دیا اور یہ ہاتھ کے بوسہ دینے مین رخصت جواز ہے ولیکن صوفی کا ادب
یہ ہے کہ جب اپنے نفس کو دیکھے کہ اس سے افتخار و تعزز کرے یا اپنے وصف
کو ظاہر کرے تو اس سے باز رہے اور اگر اس سے محفوظ رہے تو مضائقہ نہین
کہ ہاتھ کو بوسہ دے اور بھائیون سے گلے ملے بعد ازان کہ وہ استغفار کر چکے
باین وجہ کہ اُسنے رخصت سے رخصت کی طرف رجوع کی اور تفرقہ کے مقام
سے جمعیت کے دائرہ مین آئے تو نفس کے [illegible] اور [illegible]
[illegible] ہوئے اور نفس کی غیبت اور استغفار سے اوٹ کے [illegible]
بھائی سے معافی چاہی اور اسکے قبول کیا اور خطا کی [illegible] رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی بابت وعید آئی ہو جناب رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جس شخص کے سامنے اُس کے بھائی نے
معذرت کی اور اُسنے قبول نہ کی تو اُسپر وہی عائد ہو جو اُس شخص پر کہ خراج کے
لینے اور بیع کے اندر تشویش پیدا کرے - اور جابرؓ نے بھی جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جس شخص سے کوئی معذرت اور بازگشت
از گناہ کرے اور وہ قبول نہ کرے حوض کوثر پر وارد نہوگا اور سنت سے یہ بات
ہے کہ بعد استغفار بھائیون کے لیے کچھ پیش کرے روایت ہے کہ کعب بن
مالک رضؓ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہے آئیندہ میری توبہ
سے یہ امر ہے کہ اپنے کل مال سے الگ ہو جاؤن اور اپنی قوم کے گھرون کو ہجرت
کرون جسمین مین نے گناہ کیا ہے تو نبی علیہ السلام نے اُس سے فرمایا ایک
تہائی اسمین سے تجھے کافی ہے تب سے صوفیہ کی یہ سنت ہوگئی کہ بعد از استغفار
و منافرت کے تاوان کا مطالبہ کرتے اور اُنکے بسبب قصد تالیف کی غرض سے
ہین تاکہ اُنکے باطن جمعیت پر ہون جیسے کہ اُنکے ظاہر جمعیت سے ہین اور یہ وہ
امر ہے جسکے ساتھ حضرات صوفیہ منفرد اور یکتا طوائف اسلام سے ہوگئے ہین
[illegible] فقیر کی شرط جب کہ وہ خانقاہ مین سکونت کرے اور چاہتا ہے کہ اُسکے مال و قوت
سے کھائے یا اُسمین سے جو ہاتھ آئے ان خانقاہ کے بیچ دریوزہ گری سے
طالب کی بنا ہے یہ کہ اُسکے واسطے شغل باطن ایسا ہو جسمین کسب کی
گنجائش نہو کہ جو [illegible] اور [illegible] مین [illegible] کے لیے اُسکو
[illegible] اور [illegible] کے شرائط پر قائم ہے تو اُسکو [illegible]
نہین ہے کہ مال خانقاہ سے کھائے بلکہ اکتساب معاش کرے اور اپنی

مال کمائی سے کھائے اس لیے کہ خانقاہ کا کھانا اُن لوگون کے لیے ہی جنکا اللہ کے ساتھ شغل
کامل ہو گیا ہی تو اُسکی خدمت اہل دنیا اس لیے کرتے ہین کہ وہ اپنے مولا کی خدمت
مین مشغول ہین الا یہ کہ وہ ایک شیخ عالم طریقت کے زیر سیاست ہو جسکی صحبت سے
نفع حاصل ہو اور اُسکی ہدایت سے راہ راست پاتا ہی اور شیخ کی راے ہو کہ مال
خانقاہ سے اُسکو کھانا ملے تو شیخ کا تصرف ضرور صحت بصیرت سے ہوگا اور منجملہ اُن نشانون
کے جو اس معاملہ مین شیخ کو ہو یہ بھی ہی کہ نیت اسکی ہو کہ اُسکو فقرا کی خدمت مین
مشغول کرے اس صورت مین جو وہ کھاتا ہی اُسکی خدمت کے عوض مین ہوگا ۔
ابو عمرو الزجاجی سے روایت ہی کہ کہا مدت تک مین جنید کے پاس رہا تو مجھے
کبھی ہرگز اُس نے نہ دیکھا مگر یہ کہ کسی قسم کی عبادت مین مشغول تھا اور مجھ سے
نہ بولے حتی کہ ایک روز کا ذکر ہی کہ جماعت سے مکان خالی تھا تو مین اُٹھا اور
کپڑے اپنے اُتارے اور مکان صاف کیا اور پاکیزہ کر دیا اور پانی اُسپر چھڑکا اور
طہارت کی جگہ کو دھویا پھر شیخ ادھر آئے اور میرے اوپر گرد و غبار پڑا دیکھا تو
میرے لیے دعا کی اور کہا مرحبا جزاک اللہ اور کہا احسنت علیک بہا تین بار
اور بعض مشائخ صوفیہ جوانان نو خیز کو خدمت کی طرف بلاتے ہین تاکہ بیکاری
سے وہ محفوظ رہین اور ہر ایک کو ایک حصہ معاملہ کا ملتا ہی اور ایک حصہ
خدمت کا ۔ ابو محذورہ سے روایت ہی کہ کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ہمارے واسطے اذان دینے کا کام مقرر کیا اور بنی ہاشم کے
لیے پانی زمزم سے کھینچنا اور پلانا اور بنی عبد الدار کے واسطے دربانی
اور اسی کی اقتدا خادمون نے کی تفرق مین فقرا پر کرتے ہین اور کسی قسم

کی خدمت کے ترک مین نہین معذور ہوتا الا وہ شخص کہ اپنے وقت مین پورا مشغول
ہو اور کامل الشغل سے بیماری مراد اعضا و جوارح یعنی ہاتھ پانون سے نہین ہے
الا مقصود یہ ہے کہ ہمیشہ رعایت اور محاسبہ اور دل کے ساتھ اور جسم کے ساتھ
ایک وقت اور دل کے ساتھ بدون جسم کے دوسرے وقت مشغول ہو اور نقصان
سے زیادت کی طلب ہو اسواسطے کہ فقیر کا حقوق وقت پر قائم ہونا شغل کامل
ہے اور اسی سے نعمت فراغ اور نعمت کفایت کا شکر ادا ہوتا ہے اور بیکاری
مین نعمت فراغ اور کفایت کی ناشکری ہے حضرت سری علیہ الرحمۃ سے سنا گیا
کہ کہتے تھے جو شخص قدر نعمت نہین جانتا اُسے نعمت کا سلب اس طرح ہوتا ہے
کہ وہ خبر نہین ہوتا - اور کبھی شیخ یعنی بوڑھا اُس شخص کے کمانا اقامت کے لئے مین
معذور ہوتا ہے جو کمانے سے عاجز ہے اور جوان معذور نہین یہ باتفاق اہل اتفاق
قوم کے دونون طریق کے شرط مین ہے یا یہ تفصیل کہ شرع کے فتوی کی حیثیت
سے تو اگر وقت کی شرط یہ ہے کہ متصوفہ کے لیے ہے اور جو لباس متصوفہ کے لباس پہنتا
ہو اور انکا خرقہ پہنتے ہو تو اسکا کمانا اور فتوی اُنکے لیے جائز مطلق ہے اور اسکی
اسکے لیے مین نعمت پر قناعت ہے بغیر عزیمت کے جو اہل ارادت کا شغل ہے اور جو
اگر وقت کی شرط یہ ہے کہ جو طریق صوفیہ علماً اور حالاً رکھتا ہو تو اسکا کمانا اونکے
لیے زیبا نہین ہے کہ بیکاری اور تضییع اوقات کے مائل ہین اور اہل ارادت
کے طریق مشائخ صوفیہ کے نزدیک مشہور ہین حضرت ابو سعید خدری رضی سے
روایت ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی مثل گھوڑے
کی سی مثل ہے میخ کی نسبت جولان کرتا ہے اور میخ کی طرف رجوع کرتا ہے اور مومن

مومن سو لگتا ہی اور پھر ایمان کی طرف رجوع کرتا ہی تو تم اپنا کھانا پرہیزگارون کو
کھلاؤ اور مومنون کو نیکی پہونچاؤ

سولھوان باب سفر اور مقام مین احوال مشائخ کے اختلاف کے بیان مین ہی

مشائخ صوفیہ کے احوال مختلف ہین بعضے ابتدا مین مسافرت کرتے ہین اور
نہایت مین مقیم ہوتے ہین اور بعضے ابتدا مین مقیم اور نہایت مین مسافرت کرتے ہین
اور بعضے مقیم ہین کبھی سفر نہین کرتے اور بعضے ہمیشہ سفر مین رہتے ہین اور ایک
جگہہ قیام نہین کرتے اور ہم ہر ایک کے حال کی شرح کرینگے اور اسکا مقصد بیان
کرینگے جسکی طرف اسکو رغبت ہی۔ تو جس نے ابتدا مین سفر اور نہایت مین اقامت
کی ہی تو قصد اسکے سفر کا بہت باتون کے لیے ہی انہین سے یہ ہی کہ علم سے کچھ سیکھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ علم طلب کرو اگرچہ وہ چین مین ہو اور
بعض نے کہا ایک شخص اگر شام سے اقصاے یمن تک ایک کلمہ کے لیے جو اسے
راہ ہدایت پر لیجاے سفر کرے تو اسکا سفر ضائع نہین ہی۔ اور نقل ہی کہ جابر بن عبد اللہ رضہ
نے مدینہ سے مصر کی طرف مہینے بھر مین ایک حدیث کے لیے سفر کیا اسے یہ خبر
پہونچی تھی کہ انس اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث
کرتے ہین اور ہر آئینہ رسول علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اپنے گھر سے علم کی
طلب مین نکلا تو وہ جب تک واپس آئے اللہ کی راہ مین ہی۔ اور اس قول
اللہ تعالے کی تفسیر مین بیان کیا گیا ہی السائحون کہ وہ لوگ طالبان علم ہین اور
ابی ہارون نے روایت کی ہی کہا ہم ابا سعید کے پاس جاتے تو وہ کہتے

ہر جاتی ہی وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہ ہر آئینہ نبی علیہ السلام
نے فرمایا ہی کہ لوگ تمھارے تابع ہین اور زمین اطراف سے مرد تمھارے پاس آئینگے
کہ دین کو سیکھین تو جب وہ تمھارے پاس آئین تو اُنھین خیر کے ساتھ یاد کرو اور
نبی علیہ السلام نے فرمایا ہی علم کا سیکھنا ہر ایک مسلمان پر فرض ہی اور حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہی کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سُنا ہی کہ آپ فرماتے تھے کہ ہر آئینہ اللہ تعالےٰ نے میرے پاس وحی بھیجی ہی
کہ جس شخص نے علم کے طلب مین سفر کیا اُس کے لیے جنت کا راستہ سہل ہوتا
اور اتبداء مین اُس کے مقاصد سے ایک یہ ہی کہ مشائخ اور سچے بھائیون
سے ملاقات کرے پس مرید کے حق مین ہر ایک سچے اور صادق کی ملاقات
سے ترقی ہی اور کبھی مردون کا دیکھنا اُسے نفع دیتا ہی جیسے کہ اُسکو مردون
کا قول نفع کرتا ہی اور تحقیق بعضون نے کہا ہی کہ جس شخص کا دیکھنا تجھے نفع نہ
دے تو اُسکا کلام تجھے فائدہ نہ دیگا اور اس قول مین دو وجہ ہین ایک
یہ ہی کہ صدیق مراد ہی فعل کی زبان سے صادق قول کے ساتھ کلام اس سے
زیادہ کرتا ہی جو قول کی زبان سے اُنکے ساتھ کلام کرے تو جب سچا آدمی اُس
صدیق کی حلیت بصیرت کی طرف نگاہ کرے اُسکے جانے اور آنے اور اُسکی
خلوت اور جلوت اور کلام اور سکوت مین کچھ بہتر نظر کرنے سے نفع حاصل ہو تو یہ
فائدہ بھی اُسکے دیکھنے کا ہی اور جسکے احوال اور افعال ایسے نہ ہون تو اُسکا
کلام بھی نفع نہین دیتا اسواسطے کہ وہ اپنے ہوی کے ساتھ کلام کرتا ہی اور
قول کی نورانیت قلب کی نورانیت کے موافق ہوتی ہی اور قلب کی نورانیت اسقدر

ہو گی جس قدر کہ اُسکو استقامت اور قیام واجب حق عبودیت اور اُسکی حقیقت
پر ہو گی اور دوسری وجہ یہ ہی کہ علما راسخ فی العلم اور مردان کامل کی نظر تریاق
کامل ہی کہ اُنمین سے ایک بھی کسی سچے مرد کی طرف دیکھے تو اپنی چشم باطن کی تیز
نگاہ سے پالیتا ہی کہ صادق کی حسن استعداد کیسی ہی اور اللہ تعالی کی عطیات
خاص کی اہلیت اور قابلیت اُسے کس قدر ہی تو اُسکے قلب مین محبت صادق
کے مریدون سے پڑتی ہی اور اُسکی طرف دل سے بنظر محبت دیکھتا ہی اور یہ حضرات
لشکر الٰہی سے ہین تو اپنی نظر سے احوال سنیہ اور آثار رضیہ جمع کرتے اور
دیتے ہین اور منکر قدرت الٰہی سے کیا انکار کر سکتا ہی ہر آئینہ اللہ تعالی نے
جسطرح بعضے افعی سانپون مین یہ خاصیت رکھی ہی کہ جب اُسنے کسی ایک
انسان کی طرف دیکھا تو اپنی نظر سے اُسکو ہلاک کر دیا وہ ایک خاصیت اپنے
بعض خاص بندون کی نظر مین رکھی کہ جب وہ کسی سچے طالب کی طرف دیکھے
تو اُسکو ایک حال اور حیات عطا کرے اور ہر آئینہ ہمارے شیخ علیہ الرحمہ کا یہ
حال تھا کہ وہ منی کی مسجد خیف مین پھرتے تھے اور ایک ایک کا منہ دیکھتے تھے
اس بارہ مین آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا اللہ تعالے کے ایسے بندے ہین کہ جب
اُنھون نے کسی شخص کی طرف دیکھا تو اُسکو سعادت بخشی تو مین یہ طلب متواتر
کرتا ہون اور ابتدا اسکے مقاصد سفر سے یہ ہی کہ مالوفات سے انقطاع
ہوتا ہی اور معلوم و معہود کی طرف جو میل نفس ہی اُس سے علیحدگی ہوتی ہی
اور نفس کو دوستون اور راحل اور وطن کی مفارقت کی تلخی پانے کی
برداشت ہوتی ہی پس جس کے لیے ان مالوفات پر صبر کیا کہ اُسکو

اللہ تعالی کی درگاہ سے اجر ملے گا تو اُسنے بڑی فضیلت حاصل کی - عبد اللہ بن
عمرو بن العاص سے روایت ہی کہا مدینہ مین ایک مرد نے وفات پائی اُن مین
سے جو وہین مدینہ مین پیدا ہوے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
نماز پڑھی بعد اسکے فرمایا کاش اپنی پیدائش کے مقام کے سوا اور کہین
مرتا لوگون نے کہا اور یہ کیون یا رسول اللہ آپ نے فرمایا مرد جب پردیس مین
مرتا ہی تو اسکے لیے اُسکے مولد سے اُسکے انتہا کے قدم تک جنت سے اندازہ
کیا جاتا ہی - اور مقاصد سفر سے یہ ہی کہ نفوس کے دفینے کھل جاتے ہین اور انکی
رعونتین اور دعوے نکلتے ہین اسواسطے کہ اُسکی حقیقتین بغیر سفر کے قریب
انکشاف نہین ہین اور سفر کو اسی واسطے سفر کہتے ہین کہ اخلاق کو وہ ظاہر
کر دیتا ہی اور جب وہ اپنے مرض سے واقف ہوا تو اُسکے علاج کو تیار ہوتا ہی
اور کبھی سفر کا اثر مبتدی کے نفس مین ایسا ہی ہوتا ہی کہ نوافل کا اثر نماز روزہ
اور تہجد وغیرہ سے ہوتا ہی اور یہ اسواسطے کہ نفل خوان سیر سفر کرنے والا اللہ
کی طرف غفلت کے قربات کے مقام کا ہی اور مسافر مسافتین قطع کرتا ہی اور
دشت و بیابان مین اللہ کے لیے اس نیت سے سیر الی اللہ خلاف ہوئے اور
لذت دنیا کرتا ہی - اور علی بن عبد الرحیم سے منقول ہی کہ مین نے نوری سے
سنا کہتے تھے کہ تصوف تمام حظوظ نفسانی کا ترک ہی تو جب مبتدی حظ نفس کو چھوڑ کر
سفر کرتا ہی تو نفس قرار پکڑتا ہی اور نرم ہوتا ہی جس طرح دوام نوافل سے ملائم
ہوتا ہی اور سفر سے اُسکے لیے ایک دباغت ہوتی ہی جس سے سختی اور خشکی
پیدائشی اور عفونت طبعی جاتی رہتی ہی جس طرح کہ جلد کی صورت سے جلد کپڑے

کی صورت ہو جاتی ہی نفس طغیان کی طبیعت سے ایمان کی طبیعت پاتا ہی - اور سفر
کے مقاصد سے بھی آثار اور عبرت کا دیکھنا اور فکروں کی چراگاہوں نظر کا پھرانا
اور زمین اور پہاڑوں کے ٹکڑوں کا اور مردوں کے قدم کا جولانگاہ دیکھنا اور
جمادات کے ذروں سے سبحان اللہ کا سننا اور قطع ہمسایہ کی زبان حال سے
سمجھنا - ہر آئینہ آیات عبرت ہائے مستودع کے تجدد سے بیداری اور ہوشیاری
تازہ ہوتی ہی اور مواقف مشہود کے نظارہ سے شواہد اور دلائل بڑھ جاتے ہیں
اللہ تعالی نے فرمایا ہی قریب ہی کہ ہم انھیں دنیا میں اور انکے نفوس میں اپنی
نشانیاں دکھلائینگے یہانتک کہ انکو کھل جائے کہ وہ حق ہی - اور ہر آئینہ صوفیہ
کو سری سقطی فرمایا کرتے تھے جس وقت جاڑے گئے اور بہار آئی اور درخت سبز ہوئے
تو سیر و سفر خوش ہی - اور مقاصد سفر سے گمنامی کا قبول کرنا اور لطف قبول کا چھوڑنا
توبہ کا صدق پورا اچھی طرح ہوتا ہی اور خلق سے حسن اقبال سبب اور
کمتر ہی کہ ایک نیا آدمی جو اخلاص کے دستہ کو مضبوط تھامے ہوئے اور دل اسکا
آباد ہو مگر یہ کہ اسکا اقبال خلق روزی ہوتا ہی یہانتک کہ بعض مشائخ سے
میں نے سنا ہی کہ وہ بعض مشائخ سے حکایت کرتے تھے کہ اُنھوں نے کہا میں اپنے
پاس خلائق کا آنا چاہتا ہوں نہ اس لیے کہ اپنے نفس کو ان سے بھرا یا سیر کروں
کیونکہ مجھے پروا نہیں کہ وہ لوگ آویں یا نہ آویں ولیکن خلائق کا آنا ایک علامت ہی
صحت حال کی دلیل ہی تو جب آویں مرید کو استیلا ہوا تو وہ اپنے نفس سے ایمن نہیں
طرف سے ایمن نہیں ہوتا کہ اُسپر توجہ اسطرح کرے جسطرح کہ خلق کی طرف مائل ہو اور
بسا اوقات اُسپر در سیادت کشادہ ہوتا ہی اور نیکوں کی ارادت سے نفس اس کے

سامنے آتا ہی یعنی مین ایسے ہون تب خلق میری طرف رجوع لائی ہی اور اسباب
محمودہ کے اندر آنے کے طریق سے پیش آتا ہی اور اُسمین وجہ مصلحت اور فضیلت
کی بندگان خدا کی خدمت اور صرف ما حضر مین اُسے دکھلاتا ہی اور حال آنکہ نفس اور
شیطان اُسکے ہمراہ ہوتا ہی۔ یہانتک کہ وہ دونون سکون الی الاسباب کی طرف
اور قبول خلق کے مزہ لینے کی جانب اُسے کھینچتے ہین اور اکثر وہ دونون اسپر غالب
ہوجاتے ہین تو بناوٹ اور تزئین کی طرف کوشش کرتے ہین اور پیوند لگانے والے
پر فرق بڑھ جاتا ہی اور وہ اُسی سے نہین ہو سکتا۔ اور بعضے صالحین کو مینے سُنا ہی
کہ اُسنے اپنے ایک مرید سے کہا اب تو ایسے مقام پر پہونچ گیا ہی کہ وہان شیطان
شرارت کی راہ سے تجھ تک نہین پہونچ سکتا مگر خیر کے طریق سے تیرے پاس تک
پہونچیگا اور یہ بڑے قدم کے لیے کوشش کی جگہ ہی پس اللہ تعالے ہی سچے
کی خبر لیتا ہی جب وہ اس قسم کی کسی باتمین مبتلا ہوتا ہی اور اپنی عنایت سابقہ
اور رعایت لاحقہ سے سفر کی طرف اُسکو کھینچ لیجاتا ہی تو وہ آشناؤن سے اور ایسا
مکان سے جہان یہ دروازہ اُسپر کشادہ ہوتا ہی تو سفر مین نکلنے سے وہ اللہ تعالے
کے واسطے مجرد اور منفرد ہوجاتا ہی اور یہ ایک نہایت اچھا مقصد ہی جو صادقین
کو سفر مین حاصل ہوتا ہی پس یہ تمام مقاصد وہ ہین جو مشائخ کو علاوہ حج اور غزوہ
اور زیارت بیت المقدس کی ابتدا مین مطلوب ہوتے ہین۔ اور منقول ہی کہ
ابن عمر بیت المقدس کے قصد سے باہر مدینہ سے نکلے اور وہین پانچون وقت
کی نماز پڑھی پھر اسکی صبح کو جلد مدینہ کی طرف روانہ ہوئے پس جبکہ اللہ اپنے ایک
بندے کے ساتھ تمام صادقون پر احسان کرے تو سفر ان کی طرف اُسکا منھ پھیرتا ہی

اور عبرت لینے کا حصہ اُسے عطا کرتا ہی اور وہ دینی ضرورت کے موافق علم سے اپنا نصیب لیتا ہی اور صالحین کے قرب سے فائدہ اٹھاتا ہی اور متقیون کے عالی مشاہدہ کرنے کے فائدے اُسکے دل مین نقش ہو جاتے ہین اور مقربان درگاہ الٰہی کی معرفت کی خوشبو سونگھنے سے باطن اُسکا معطر ہو جاتا ہی اور اہل اللہ اور خاصان بارگاہ کی نظر کی حمایت اور حوال نفس کے امتحان سے قلعہ مین ہو بیٹھا اور سفر اُسکی عادات و اخلاق کے آئینہ اور مخفی خواہشین ظاہر کر دیتا ہی اور خلق کی نظر اُسکے باطن سے ساقط ہو جاتی ہی اور وہ مغلوب ہو جائیگا غالب نہ رہے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی خبر دینے کے لیے فرمایا ہی پس مین تمھارے پاس سے بھاگ گیا جب تم سے مین ڈرا تو مجھے میرے پروردگار نے علم بخشا اور مجھے نبی مرسل بنایا پس اب اُسے اللہ اُسکے مقام کی طرف پھیرتا ہی اور بڑی بخشش سے اُسکی امداد کرتا ہی اور متقین کا اُسے امام بناتا ہی جسکی اقتدا کیجائے اور مومنین کا پیشوا بناتا ہی جس سے ہدایت لیجائے۔ اور جو کہ ابتدا مین مقیم اور انتہا کو سیاح مسافر ہوا وہ ایسا شخص ہوتا ہی کہ اللہ اُسکے لیے اُسکے ابتدا حال مین صحبت صحیح میسر کر دیتا ہی اور ایک شیخ عالم اُسکے لیے مقرر کرتا ہی جسکی شہادت سے وہ راہ چلتا ہی اور تحقیق کے منازل پر اُسے چڑھاتا ہی تب وہ اپنی ارادت کے مقام کا التزام کرتا ہی اور جو اُسے عادت سے پھیرتا ہی اُسکی صحبت مین رہتا ہی اور پھر اُسے شبلی علیہ الرحمہ حصری کو کہا کرتے جبکہ اُسکا امر ابتدائی تھا کہ تیرے دل مین اگر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اللہ کے سوا گذرے حرام ہی تیرے اوپر کہ تو میرے پاس آئے تو جسکو ایسی صحبت نصیب ہو اُسپر سفر حرام ہی اسواسطے کہ پھر ایک سفر

اور فضیلت سے جو اُسے منصور ہو اُسکے لیے صحبت بہتر ہی اور ابو یزید فارقی سے مروی ہی
کہ فرماتے تھے کہ مرید مرید نہین ہوتا جب تک فرشتہ بائین جانب والا بیس برس تک کچھ
اُسکا نہ لکھے پھر جسکو اُس شخص کی صحبت نصیب ہو جو ایسے اعلیٰ احوال اور مقامات
بلند کی جانب بلائے اُسپر مفارقت اور سفر کرنا حرام ہی بعد اُسکے جبکہ اجتہاد مین
لزوم صحبت اور حسن اقتدا سے مطلب اُسکا مضبوط ہو گیا اور احوال سے سیراب
اور مردان خدا کے درجہ کو پہونچ گیا اور آبحیات کے چشمے اُسکے دل سے
جاری ہوے اور نفس اُسکا سعادتون کا لینے والا تو رحمت الٰہی کی خوشبو اطراف
شہر اور اکناف زمین مین سچے بھائیون کے سینون سے سونگھتا ہی ملاقاتون کی
طرف گردن اُٹھاتا ہی اور دنیا کی سیر کے لیے رکھتا ہی اللہ تعالیٰ شہرون مین پھراتا ہی
تاکہ بندگان خدا کو اُس سے فائدہ پہونچے اور اہل صدق کے اسرار اُسکے حال کے
مقناطیس سے نکلتے ہین اور حق نمایون کے مشتاقون کی خواہشین کھلتی ہین جو
دلون کی زمین مین فلاح کا تخم بوتا ہی اور اہل صلاح اُسکے کلام اور صحبت سے
بانثرت ہو جاتے ہین اور یہ مثال ہی اُس دست رہنما کی جو انجیل مین ہی
کزرع اخرج شطاۂ فآزرہ فاستغلظ فاستویٰ علیٰ سوقہ یعنی جیسے کھیتی
جسنے برگ و بار اپنے نکالے پھر اُسکی پشت قوی کی پھر فربہ ہوا پھر اپنی ساقون پر
کھڑا ہوا بعضے کی برکت بعضے کو پہونچتی ہی اور ایک کے احوال دوسرے مین سرایت
کرتے ہین اور وعظ کا طریق آباد اور فائدہ رسانی کا پھریرا اُڑتا ہی حضرت ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جسنے
سیدھی راہ کی طرف بلایا اُسے ثواب اُسی قدر ملتا ہی جتنے ثواب کہ تابعین کو ملین اور

اُنکے ثوابون سے پر ثواب کچھ نہین گھٹاتا اور جسنے گمراہی کی طرف بلایا اسپر گناہ جسکے
تو ابعین کے گناہون کے برابر ہوتا ہی کہ یہ گناہ اُنکے گناہون کو نہین کم کرتا لیکن جو
مقیم ہوا اور سفر کیا ہی نہین یہ ایسا ایک شخص ہوتا ہی جسے حق تعالی پرورش کرتا اور
اور دوست رکھتا ہی اور خیر کے دروازے اُسپر کھولتا ہی اور اپنی عنایت سے
اُسکو کھینچتا ہی اور یہ آئینہ خبر مین وارد ہی کہ جذبات آلہی سے ایک جذبہ دونو جہان
کے عمل کا مقابلہ کرتا ہی ازان بعد جب کہ اس سے صدق معلوم ہو اور حاجت
اُسکی ایسے شخص کی طرف دیکھے جس سے یہ نفع اُٹھائے کسی ایک صدیق کو اُسکی
طرف روان کرتا ہی یہان تک کہ وہ اپنے کلام سے اُسکی مدد کرتا ہی اور اُسکا نور
اور تدارک اپنے دیکھنے اور یاد کرنے اور قوت حال کرتا ہی اور اُسے کمال اہلیت
کے لیے تھوڑی صحبت صاحب اور مصحوب کی کافی ہو اور سنت الہی کا اجرا اور
حکمت قائم رکھنے کے لیے اسباب کے عطاے حق مین حاجت تھوڑی صحبت کی ہی
اور ہوشیار بیدار ہمت کے واسطے تھوڑی سے ساتھ ہو اور صحبت قلیل اُسے بہت
سے مشاہدہ اور سیر و سفر سے مستغنی کردے اور سفر ہاے دراز سے وہ خطرو افرا استفسار
پر اکتفا کرے اور آثار اور عبرت دیکھنے کو شعاع انوار سے بدلتا ہی جیسا کہ بعضون نے
کہا مثل ہی کہ آنکھین کھولو اور دیکھو اور مین کہتا ہون آنکھین بند کرو اور دیکھو اور
بعضے صالحین کو یہ کہتے مین نے سُنا ہی کہ اللہ کے بہت ایسے بندے ہین جنکا طور یہ
اُنکے گھٹنے ہین زانوؤن پر اُنکے سر ہین اور وہ قرب کے مقامات مین ہین تو جسکی
ظلمت تنہائی اور خلوت مین آب حیات اُسکے خاطر جوش کر رہا ہو وہ ظلمات مین
جا کر کیا کرے اور جسکو شہود کی لپیٹ مین آسمانون کے تو طبق سما گئے ہون

تو آسمانوں مین آنکھ پھیر کر کیا کام بنائے اور جسکی آنکھ کی سیاہی نے دنیا کے متفرقات کو
جمع کر لیا یا پاؤن کے چھاننے سے اُسکو فائدہ کیا ملے اور جو اپنی فطرت کی خوبی سے ارواح
کے مکانون مین جا پہونچا اُسے صورتون کی زیارت کیا نفع بخشے۔ روایت ہی کہ ذوالنون
مصری نے بایزید کے پاس ایک شخص بھیجا اور کہا اُس سے کہو یہ خواب اور راحت کب تک
اور قافلہ تو قافلہ کوچ کر گیا بایزید نے اُس سے کہا کہ میرے بھائی سے کہدو کہ مرد وہ ہی
جو تمام رات سوتا رہے اور صبح قافلہ سے پیشتر منزل پر پہونچے ذوالنون نے کہا اسے مبارک
ہو یہ وہ کلام ہی جسکو ہمارے احوال نہین پہونچتے۔ اور بشر کہتے تھے اے قرا کے گروہ مین
سفر کرو خوش رہو کہ پانی جب کہین زیادہ ٹھہر جاتا ہے تو اُسمین تغیر آجاتا ہی اور در حقیقت
کہ بعض نے اس کلام پر کہا ہی [illegible] تا کہ تغیر نہ آوے اور ہر گاہ کہ مرید سیر باطن
کی مداومت نفس امارہ کے قطع مسافت سے کرے حتی کہ اُسکے مدارج آفات کو طے کرے
اور اُسکے اخلاق مذمومہ کو محمودہ سے بدلے اور بصدق و اخلاق اللہ تعالی کے پیش آمد
ہوئے تو اُسکے پیشتر متفرقات جمع ہونگے اور بہ نسبت زیادہ حضر مین اُسے فائدہ ہوگا
اسواسطے کہ سفر ماندگی اور زحمت اور تشویش اور حوادث اور مصائب سے خالی نہین ہوتا
تو ناتوانون کو انکی سیاست معلوم کرنے کے ضعف ظاہر تو تازہ ہوتا ہی اور بجز تازہ و توانا لوگون
کے ہر شخص اس بات پر قادر نہین ہوتا کہ سفر کے مصائب جدید پر علم کو مسلط
کرے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا جو ایک مرد کو اچھا جانتا تھا کیا اُسے
صحبت تیری ہوئی ہے ایسے سفر مین جسکے ساتھ اُسکے اخلاق کریمہ پر استدلال کیجاے کہا نہین
فرمایا تو مین تجھے نہین سمجھتا کہ اُسے تو جانتا ہی پس اللہ جب اپنے بندہ کو اُسکے ابتدائی
حال مین تشویش سفر سے بچالے اور ہمت باندھے اور حسن اقبال سے حضر مین متمتع

اور مستفید کرے اور مردان راہ سے ایسے شخص کو اسکی طرف بھیجے جس سے صلاح حال سیکھے
تو بس اُسپر احسان کیا اس قول اللہ تعالیٰ کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے ومن یتق اللہ یجعل له
مخرجا ویرزقه من حیث لا یحتسب کہ جو مرد اللہ کی [illegible] ہو [illegible] کسی
مشکل امر دینی سے پیش آوے تو اللہ اُسکے پاس ایسے شخص کو بھیجتا [illegible] جو اُسکی
مشکل حل کردے پس جبکہ شروع کی شرطوں پر [illegible]
ہیں انہاکے تصرفات ضروری ہونگے اس صورت میں شہر سے [illegible] سفر دونوں اور آخر
رہتا ہے اور اس مقام میں صالحین کی ایک جماعت ٹھہرائی گئی ہے اور جو شخص ہمیشہ
سفر کرتا رہے تو اُسنے اپنے قلب کی صلاح اور صحت حال [illegible]
بعض کا قول ہے کہ اسمیں توحید کہ ہر ایک ساعت کو تو ایک مسجد کا مہمان ہو اور تو
وفات نپائے مگر دو منزلوں کے درمیان میں - ابراہیم خواص اسی طبقے کے تھے کہ ایک
شہر میں چالیس دن سے زیادہ قیام نہیں کرتے اور انکا اعتقاد تھا کہ اگر چالیس
دن سے زیادہ قیام کرے تو اُسکے توکل میں خرابی آئے سو لوگوں کا علم اور انکی
معرفت جو اُس سے تھی اُسکو سب دیکھتا اور جانتا تھا - اور اُن سے حکایت ہے کہا
میں ایک جنگل میں گیارہ دن بغیر کھانا کھائے رہا اور میرے نفس نے تاک لگائی کہ
جنگل کی گھانس کھائیے تو میں نے سبزی کو دیکھا کہ میرے سامنے چلی آتی ہے میں
اُس سے بھاگا پھر کر دیکھا تو وہ مجھ سے پھر گئی تھی اُنسے پوچھا گیا کہ آپ کیوں اُس
سے بھاگے تھے کہا پیشتر نفس نے چاہا تھا کہ وہ میری فریاد کو پہونچے گا تو یہ
لوگ اپنے دین کے ساتھ بھاگنے والے ہیں - حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا سب سے زیادہ

محبوب اللہ کے نزدیک غربا ہین اصحاب نے پوچھا وہ غربا کون ہین فرمایا جو اپنے دین
کے ساتھ بھاگنے والے ہین جو عیسیٰ بن مریم کے پاس قیامت کے دن جمع ہونگے اور
یہ سب احوال مختلف ہین اور ان احوال کے آدمی وہ ہین کہ صحت و حسن نیت مع اللہ
کی پیروی کی اور حسن نیت صدق کی مقتضی ہی اور صدق بعینہٖ محمود ہی چاہے کسی
طرح احوال بدلے پس جو کوئی سفر کرے اُسے چاہیے کہ اپنے احوال کی تفتیش اور اپنی
نیت کو صحیح کرے اور نیت کے خلوص پر آمیزش نفس سے کوئی قادر نہین مگر وہ شخص
کہ علم کثیر اور تقوی کا مل اور دنیا مین زہد کا بڑا حصہ رکھتا ہو اور جو کوئی پوشیدہ
ہوس کو بغل مین دبائے ہوے ہو اور زہد مین انتہا کو نہ پہونچا ہو وہ نیت کے صحیح
کرنے پر قادر نہین اور سفر پر آمادہ خوشی جبلۂ نفسانی کرتی ہی اور وہ یہ سمجھتا ہی کہ یہ
داعیہ حق ہی اور داعیہ حق اور داعیہ نفس مین تمیز نہین کرتا اور یہ شخص صحت نیت
کے علم مین محتاج اُس علم کا ہی جس سے خطرون کو معلوم کرے اور خطرون کی شرح
اور اُسکا علم ایک باب جداگانہ کا فی نفسہٖ محتاج ہی اور ہم اب اسکی طرف ایک رمز
سے اشارہ کرتے ہین جسے وہ شخص ادراک کریگا جسے اسمین سے کچھ پیش آیا ہوگا
اسواسطے کہ اکثر اُسکے علم اور معرفت سے دور ہین - جاننا چاہیے کہ ہم نے جو نشاط
نفس کا ذکر کیا ہی وہ فقیر کے لیے اکثر امور مین پیش آتی ہین اسواسطے کہ کبھی کبھی فقیر
باغ اور بیابانون مین نکل جانے کے سبب آرام اور راحت پاتا ہی جو دوسرے وقت
اُسے نظر ہوتی ہی اور ہر چند اُسکے لیے موجب خوش دلی کا ایک وقت مین ہو
اور سبب اس خوشدلی کا اسوقت یہ ہوتا ہی کہ نفس اپنی غرض پوری ہونے
اور بیابان کی سیر اور تفریح ملنے سے پھیلتا اور پھولتا ہی اور جسوقت وہ پھیلا اور

نہ کھولا تو وہ قلب سے دور ہو جاتا ہی اور اس سے قطع اپنی خواہشون کی ترقی نہین کرتا ہی تو
قلب کو تفریح ہوتی ہی نہ بیابان سے بلکہ اسوجہ سے کہ نفس اسی سے دور ہوا اپنے شخص کی طرح
جسکے پاس سے ہمنشین اسکا جو اسپر گران تھا جدا ہو گیا بعد ازان جبکہ فقیر اپنے گوشہ کی طرف
پھر اور اپنے معاملہ کے دفتر کو کھولا اور اپنے حال کے قاعدہ کو جدا کیا تو نفس کو قلب کے
پاس پایا ایک فریہ گرانی کے ساتھ جو اسکے ملال اور اس سے عاجز ہونے کی موجب
ہوتی ہی اور جسقدر اسکی گرانی زیادہ ہوتی ہی اسی قدر قلب مکدر ہوتا ہی اور سبب اسکی زیادہ
گرانی کا یہ ہی کہ اسکو خواہشون کے پانے کے لیے چھوڑ دیا تو بیابان کی طرف جانا عین مرض
ہو جاتا ہی اور فقیر یہ سمجھتا ہی کہ وہ تفریح اور دوا ہی پس اگر تنہائی اور خلوت پر صبر کرتا تو نفس کو
زیادہ گداز ہوتا اور سبک اور لطیف ہو جاتا اور قلب کے لیے ایک نیک صاحب ہو جاتا
اسکو یہ گران نہ معلوم ہوتا اور اسی پر قیاس تفریح کا مسافرت کے ساتھ ہوتا ہی تو نفس
کے لیے تفریحات کے وہم کی طرح جستیں اور کود پھاند ہین تو جو اس نکتہ کو جانتا ہی تو وہ
ہمیشہ شعار تفریحات پر جنکا انجام خراب ہی غرہ نہین ہوتا اور نہ اسکے گزرنے سے خوف
رہتا ہی اور خطرہ سفر کے طور پر ثابت قدم رہتا ہی اور اس خطرہ کی پروا نہین کرتا بلکہ اسکو
نفس اور اسکے نشاط پر بدظن کر کے بے التفاتی سے ترک کر دیتا ہی اور اسی قبیل سے ہی
و العہد الحلم قول رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کہ ہر آئینہ آفتاب شیطان کی دو شاخ
کے درمیان سے طلوع کرتا ہی سو نفس کیلیے آفتاب نکلتے وقت جست اور اچھل کود
پیدا ہوتی ہین اور یہ جستگی اور برخاستگی جنکو نفس سے فراغ اور طبیعت پیدا ہوتا ہی
اور اسکی شرح طولانی اور گہری بات ہی اور اسی قسم سے صبح کے وقت بیمار کے مرض کی خفت
اور کمی ہی بخلاف اوقات شام کے سو نفس کا اہتزاز اور انبساط

قلب کی آہنگ اور انگیز کی شکل پر ہو جاتا ہی اور بہت سے آفات اس قسم کے فقیر پر
آتے ہین اور اکثر مداخل مین احتراز نفس سے دخل پاتے ہین اور گمان ہوتا ہی کہ یہ
قلب کی حسبت و خیر کا علم ہی اور اکثر آفات اُسے دکھلائی پڑتا ہی کہ وہ اللہ کے ساتھ
حملہ کرتا ہی اور اللہ کے ساتھ کہتا ہی اور اللہ کے ساتھ جنبش کرتا ہی سو وہ حال یہ ہی
کہ نفس کی حسبت و خیر مین مبتلا ہوتا ہی اور یہ اشتباہ اُنھین کو واقع ہوتا ہی جو اہل
قلوب اور اصحاب احوال ہین اور جو صاحب دل و صاحب حال نہین ہین وہ اس سے
معزول ہین اور یہ ایک قدم کی لغزش گاہ ہی کہ عوام کو نہین بلکہ خواص کے ساتھ
مختص ہی سو اسکو جان رکھو اور یہ ایسی بات ہی جسکا علم نادر و نایاب ہی اور جنبش
و سفر کی مبادی مین صحیح وجہ پانے کے لیے ادنی مراتب فقراسے یہ ہی کہ استخارہ کی
نماز پہلے اداکرے اور یہ نماز استخارہ کی متروک نہین ہوتی اور اگر فقیر کے لیے خطرہ
کی صحت یا سفر مین مصلحت کی وجہ ایک بیان کے ساتھ جو خطرہ سے واضح ہے
تا ہی ہو تو قوم کے لیے علم کے بیان مین اثبات صحت خطرہ بہت مراتب ہین اور
اس قسم کے جو پڑھکر اس سے ہین تو ان سب مین نماز استخارہ نہین فروگذاشت
کیجاتی اور اسلیے کہ یہ اتباع سنت ہی اور اسمین برکت ہی اور وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی تعلیم سے ہی جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہا کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ تعلیم استخارہ کی ہمکو دیا کرتے جسطرح کہ کلام اللہ
کی سورت کی تعلیم دیتے تھے کہا جب تم مین سے کوئی کسی بات کا قصد کرے یا کسی بات
کو چاہے تو دو رکعت سوا فرض کے پڑھے پھر یہ کہے اللھم انی استخیرک بعلمک و استقدرک
بقدرتک و اسالک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر و تعلم ولا اعلم و انت علام الغیوب

پانی ملنے کا وہم ہو تو اسوقت تیمم جاتا رہیگا مثلاً جبکہ کاروان وغیرہ آتا ہوا نظر پڑا اور اگر نماز کے درمیان پانی نظر آیا تو اُسکی نماز باطل نہین ہوگی اور نہ اُسپر اعادہ اُسکا ہی اور نماز سے اُسکا باہر آنا اور از سر نو نماز کا وضو سے ادا کرنا مذہب صحیح کے رو سے مستحب ہی اور فرض کے لیے وقت کے آنے سے تیمم نکرے اور ہر فرض کے لیے تیمم کرے جب تک چاہے نوافل ایک تیمم سے پڑھے مگر نفل کے تیمم سے ادائے فرض جائز نہین اور جو کوئی پانی اور مٹی نہ پائے تو نماز ادا کرے اور نماز کا اعادہ کرے جب کوئی چیز ان دونون مین سے پائے مگر محدث یعنی بے وضو ہو تو کلام مجید کو نہ چھوے اور اگر جنب ہو یعنی محتاج غسل ہو تو نماز مین قرآن کی قرات نہ کرے بلکہ قرات کے عوض ذکر اللہ تعالیٰ کا کرے اور تیمم نہ کرے مگر پاک مٹی سے جو ریت اور چونے ملی نہو اور غبار سے جو حیوان اور لباس پر پڑا ہو اُس سے تیمم جائز ہی اور تیمم کے وقت بسم اللہ کہے اور نماز کے مباح ہونے کی نیت کرے قبل اسکے کہ مٹی پر ہاتھ مارے اور منھ پر ہاتھ پھیرنے کے لیئے انگلیون کو ملانے اور مسح سارے منھ پر کرے اسواسطے کہ اگر فرض کے محل سے کچھ بھی مسح سے باقی رہجائیگا تو تیمم صحیح نہوگا اور ایک پہلی کھلی انگلیون کے ساتھ ہاتھون کے واسطے لگائے اور فرض کی جگہ سب مٹی سے ہاتھ پھیرے اور اگر بغیر دو مرتبہ یا زیادہ کے نہوسکے جسطرح ممکن ہو ضرور ہی کہ فرض کی جگہ مٹی کو پہونچائے اور مسح کرے جب فارغ ہو ایک ہتھیلی کو دوسری ہتھیلی سے ملے کہ دونون پر مسح ہوجائے اور داڑھی کے نیچے تک ہاتھ کو پھیرے بدون اسکے کہ بال نکلنے کے مقامون تک مٹی کو پہونچائے اور موزہ کا مسح تین دن رات سفر مین اور ایک دن رات حضر مین ہی اور مدت کی ابتدا وضو جانے سے موزہ پہننے کے بعد ہی نہ کہ موزہ پہننے کے وقت

سے ہی اور موزہ پہننے کے وقت نیت کی حاجت نہین ہی بلکہ احتیاج کمال طہارت
تک ہی تا آنکہ ایک موزہ اگر پہن لیا ہو قبل اسکے کہ دوسرا موزہ پہنے تو موزہ پر مسح درست
نہین ہی اور موزہ مین شرط ہی کہ پے در پے اُسپر چلنا ممکن ہو اور فرض کا محل چھپ جاے
اور اُسکا مسح موزہ کے اوپر سے کافی ہی اور اولیٰ یہ ہی کہ موزہ کے اوپر بلا تکرار نیچے مسح
کرے اور جبکہ مدت کے گذرنے یا محل فرض زیادہ جگہ کھلنے سے مسح کا حکم جاتا رہے
اگرچہ اُسپر لفافہ اور لپیٹ اور وہ با طہارت ہو تو دونون پانون دھولے بنا بر مذہب
صحیح کے بدون اسکے کہ دوبارہ وضو کرے اور مسح والا سفر کے اندر کا اگر مقیم
ہو جاے تو مسح ایسے ہی کرے کہ جیسے حضر مین کرے اور اسی طرح مقیم اگر سفر کرے
تو مسافر کی طرح مسح کرے اور پھر اگر جرّاب سے ملا ہو اور اُسپر جوتا پہن لیا تو مسح اُسپر
جائز ہی اور بخیہ نکردہ کھلے ہوے پر مسح درست ہی اگر اس سے محل فرض چھپ جانے
اور اوپر کی بناوٹ والے پر جس نے کچھ پانون ڈھنکا اور باقی لفافہ ہو جائز نہین ہی
لیکن قصر اور جمع تو ظہر و عصر مین جمع دونون سے ایک کے وقت کرے اور ہر ایک
کے لیے تیمم کرے اور کلام وغیرہ سے انمین فصل نہ کرے اور اسی طرح مغرب اور عشا
مین جمع ہی اور مغرب مین کچھ قصر نہین ہی ان دونون کو ایسے ہی ادا کرے جسطرح
بلا قصر و جمع پڑھتے ہین اور سنت موکدہ کو دو سنت مین جمع کرے ظہر اور عصر کے فرائض
سے پہلے پڑھے اور جب دونون فرائض سے فارغ ہو تو جو ظہر کے فرض کے
بعد پڑھتا ہی دو رکعت یا چار پڑھے اور جب فرض مغرب اور عشا پڑھ چکے
تو عشا کی سنتین [illegible] پڑھے اور ان دونون کے بعد وتر ادا کرے اور سواری
پر فرض [illegible] ادا [illegible] جائز نہین ہی لا نمازی کے [illegible] کہ [illegible]

جاری ہی اور یہ سنن موکدہ اور نوافل مین بھی جائز ہی اور سواری کی نسبت پر نماز ہم سے
باقی ہی اور رکوع اور سجود مین اشارہ اور سجود کا اشارہ رکوع سے زیادہ نیچے ہو لاجب کہ
وہ تمکن پر قادر ہو مثلاً جبکہ کجاوہ مین ہو یا اور کسی چیز مین ہو اور منھ اُسکا طریق کی
طرف رو بقبلہ ہونے کے قائم مقام ہی اور راستہ کے سوا اُسکا منھ نکرے مگر قبلہ کی جانب
حتی کہ اگر سواری کو اُس سمت سے جدھر کو متوجہ ہی موڑے کہ قبلہ کی جانب نہو تو
اُسکی نماز باطل ہو جاویگی اور پیدل سفر مین نفل پڑھے اور احرام کے وقت اُسکو
قبلہ رو ہونا کافی ہی اور احرام مین نہین کافی ہی مگر قبلہ رخ ہونا اور رکوع و سجدہ
کے لیے ایما اُسے کافی ہی اور سوار کے لیے احرام کے واسطے ہی رو بقبلہ ہونے کی حاجت
نہین ہی اور جب مسافر مقیم ہو بعد ازان سفر کرے تو اُسپر اُسدن کے روزہ کا پورا
کرنا واجب ہی اور اسی طرح اگر مسافر ہو اور بعد ازان مقیم ہو اور سفر مین روزہ رکھنا
نہ رکھنے سے افضل ہی اور نماز مین قصر پوری نماز سے افضل ہی سو اسقدر صوفی کے
لیے سفر کے امور بابت علم شرع سے جان لینا کافی ہی باقی سب مندوب اور
مستحب تو یہ بات ضرور ہی کہ اپنی ذات کے لیے راستہ کا رفیق تلاش کرے
جو امر دین پر معین ہو اسواسطے کہ کہا گیا ہی اول رفیق بعد اُسکے طریق اور جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا آدمی کے سفر کرنے سے نہی فرمائی ہی الا اسلیے وہ صوفی ایسا
ہو جو وقت نفس کا واقف کار ہو تنہائی کو بصیرت کی اسے اپنے کام مین پسند کیا ہو تو
تنہائی کا سفر مین مضائقہ نہین اور جب ایک جماعت ہوویں تو ضرور ہی کہ اُنمین
ایک امیر مقرر ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب تم سفر مین
تین شخص ہو تو ایک کو امیر بنا لو اور جسکو صوفیہ پیش رو نام رکھتے ہین [illegible]

امیر ہو اور چاہیے کہ امیر جماعت مین سب سے زیادہ دنیا سے کم رغبت اور سب سے زیادہ صاحب تقوی اور سب سے بڑھکر مروت اور سخاوت مین اور سب مین زیادہ مہربان ہو۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا ساتھیون اہل صحبت مین سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو انمین سے بہتر اپنے ساتھی کے لیے ہو۔ عبد اللہ مروزی سے منقول ہے کہ ابا علی رباطی اُسکے ساتھ سفر مین ہوا تو کہا کہ میرے ذمہ واجب ہے کہ مین امیر ہون یا تم تو کہا بلکہ تم پھر وہ ہمیشہ اپنا اور ابا علی کا زاد راہ اپنی پشت پر لادا کرتا اور ایک رات مینہ برسا تو تمام رات عبد اللہ اپنے رفیق کے سر پر کھڑا رہ کر اُسے اپنی چادر کے ساتھ مینہ سے بچاتا تھا اور جب کبھی ابا علی کہتے کہ ایسا نکرو تو وہ کہتے کیا مین امیر نہین ہون اور تیرے اوپر میری طاعت اور انقیاد واجب ہے لیکن اگر امیر چند فقرا کو اپنے ساتھ رکھے اس خواہش سے کہ وہ اُسکی اطاعت کرین اور غرض سرداری اور تعزز ہو تاکہ اُن لوگون پر جو خادم خانقاہ مین تسلط کرے اور اُسکا نفس اپنی مراد کو پہونچے تو یہ ارباب ہوی کا طریق ہے جو جاہل ہین اور صوفیہ طریق کے خلاف ہین اور وہ ایسے شخص کا راستہ ہے جو دنیا کا جمع کرنا چاہتا ہے تو اپنے نفس کے لیے رفیق لوگ حاصل کرتا ہے جو دنیا کی طرف مائل ہین جمع اس لیے ہوتے ہین کہ نفس کے اغراض حاصل کرین اور اہل دنیا اور ظالمون پر دخول پیش نظر رکھتے ہین کہ مطالب نفس کی تحصیل کا وسیلہ ہو اور یہ اُنکا جمع ہونا فی اس سے نہین ہوتا کہ عبادت مین خوب کرین اور مقامات مگر وہ مین دخل پیدا کرین اور خانقاہ کی آبادی ...

اور فائدہ اور تفریح حاصل ہو اور جب کبھی خانقاہ مین غول زیادہ ہو تو مقام کو چھوڑا
چکلا بنا دین ہرچند کہ دین کا سامان مشکل ہو اور جب کبھی آمدنی مین قلت ہو جائے
تو خانقاہ سے سفر کرین اگرچہ دین کے اسباب آسان ہون اور صوفیہ کا طریق
نہین ہی اور مستحبات سے ہو کہ اپنے بھائیون کو رخصت اور وداع کرین جب وہ سفر کا
ارادہ کرین اور انکے لیے وہ دعا مانگین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہی
بعض نے کہا ہی کہ مین عبد اللہ بن عمر کے ساتھ مدینہ تک گیا پھر جب اُس سے
مفارقت کرنا چاہا تو میری مشایعت کی یعنی تھوڑی دور ساتھ چلے اور کہا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی فرماتے تھے کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے
کہا اے فرزند ہر آئینہ جب اللہ تعالی کے سپرد کسی چیز کو امانت کیا تو اُسنے حفاظت اُسکی فرمائی
اور مین اللہ کو تیرا دین اور امانت اور تیرے عمل کے خاتمہ سپرد کرتا ہون اور زید بن
ارقم نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ ہر آئینہ آپ نے
فرمایا ہی جب تم سے کوئی سفر کرے تو چاہیے کہ اپنے بھائی کو سپرد کر دے اسواسطے
کہ اللہ تعالی اُسکے لیے برکت اُنکی دعا مین کرتا ہی اور یہ بھی رسول علیہ السلام سے
روایت کیا گیا ہی کہ آپ جب کسی کو وداع کرتے تو فرماتے خدا تیرا زادراہ تقوے
کرے اور تیرے گناہ بخشے اور خیر کی طرف متوجہ کرے جس طرف تو توجہ کرے اور سزاوار
ہی کہ اُسکے بھائی اعتقاد اسکا کرین کہ جب اُنکے لیے وہ دعا کرے اور خدا تعالی کے
سپرد کرے کہ ہر آئینہ اللہ اُسکی دعا قبول کرتا ہی سو روایت ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ لوگون کو
عطیات کو دیتے تھے کہ ناگاہ ایک مرد اپنے بیٹے کو ساتھ لیے آیا اُس سے عمر نے کہا
جیسا یہ تیرے مشابہ ہی اور کسی کو مین نے مشابہ کسی سے نہین دیکھا تو عمرو

اس نے کہا اسکی حکایت یہ ہے امیر المومنین تجھ سے کہتا ہوں سفر کا میں نے ارادہ کیا اور یہ
اپنی ماں کے پیٹ میں تھا اسکی ماں نے مجھ سے کہا کہ تو جاتا ہے اور مجھے اس حالت
میں چھوڑے جاتا ہے سو میں نے کہا اللہ کے سپرد کرتا ہوں جو تیرے پیٹ میں ہے پھر میں
چلا گیا پھر میں واپس آیا تو معلوم ہوا کہ وہ مر گئی تھی سو ہم بیٹھے باہم باتیں کر رہے تھے
کہ دیکھا ایک آگ قبر پر روشن نظر آئی تو میں نے قوم سے کہا کہ یہ آگ کیا ہے قوم کے
لوگوں نے کہا یہ فلانی عورت کی قبر ہے جسے ہم ہر ایک رات دیکھا کرتے ہیں سو
میں نے کہا قسم ہے اللہ کی وہ عورت بڑی روزہ دار قائم اللیل تھی سو میں نے قبیلہ والوں
کو ساتھ لیا یہاں تک کہ قبر پاس پہونچے اور ہم نے اسے کھودا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک
ایک چراغ نظر آیا اور دیکھا ایک یہ لڑکا چلتا دیکھا تب کہا گیا کہ یہ تیری امانت ہے اور اگر
اسکی ماں کو ہم سپرد کرتے تو اسکو بھی زندہ پاتے سو عمر نے کہا ہر آئینہ وہ تیرے
ساتھ مشابہ تر اس سے ہے کہ کوا کوے سے مشابہ ہو اور چاہیے کہ جس منزل سے
کوچ کرے دو رکعت کے ساتھ اسے رخصت کرے اور کہے اللھم زودنی التقوی و
اغفر لی ذنوبی و وجھنی للخیر اینما توجھت - اور انس بن مالک نے روایت کی ہے کہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی منزل میں نہیں اترتے مگر یہ دو رکعت کے
ساتھ اسکو وداع کرتے سو چاہیے کہ ہر ایک منزل اور خانقاہ کو جس سے کوچ
کرے دو رکعت کے ساتھ وداع کرے اور سوار جب ہو تو یہ کہے سبحان الذی سخر لنا
ھذا وما کنا لہ مقرنین بسم اللہ واللہ اکبر توکلت علی اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم اللھم انت الحامل علی الظھر وانت المستعان علی الامور اور مستحب ہے
کہ صبح کے وقت منزلوں سے کوچ کرے اور جمعرات کے دن سے شروع کرے

کعب بن مالک نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن کے
سوا اکثر سفر کے لیے باہر جاتے اور آپ جب کبھی چاہتے کہ سفر میں جائیں تو دن کے اول
وقت روانہ فرماتے اور مستحب ہے کہ جب منزل کے قریب پہونچے تو یہ کہے اللہم
رب السموات وما اظللن ورب الارضین وما اقللن ورب الشیاطین وما اضللن و
رب الریاح وما ذرین ورب البحار وما جرین اسالک خیر ہذا المنزل وخیر اہلہ واعوذ بک
من شر ہذا المنزل وشر اہلہ۔ اور جب اترے تو دو رکعت نماز پڑھے اور جو مسافر کے
ساتھ چیزیں چاہئیں انہیں سے ایک طہارت کا برتن ہے کہتے ہیں کہ ابراہیم خواص
کے ساتھ چار چیزیں ہمیشہ سفر و حضر میں رہتی تھیں لوٹا۔ رسی۔ سوئی مع تاگہ۔
قینچی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جب سفر کرتے تو پانچ چیزیں اپنے ساتھ رکھتے آئینہ اور سرمہ دان اور
استرہ۔ مسواک کنگھی اور ایک روایت میں ہے مقراض اور صوفیہ کے پاس
سے عصا بھی جدا نہیں ہوتا اور وہ بھی سنت سے ہے۔ معاذ بن جبل سے
روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر میں نے منبر اختیار
کیا تو ابراہیم نے اسے اختیار کیا ہے اور جو عصا اختیار کروں تو ابراہیم اور موسیٰ نے
اسے اختیار کیا ہے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عصا پر سہارا کرنا انبیا کے اخلاق سے ہے ایک
رسول علیہ السلام کے پاس عصا تھا جس پر آپ تکیہ لگاتے اور آپ عصا پر تکیہ
لگانے کا حکم دیتے اور لوٹا بھی سنت سے ہے جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہا
اس درمیان میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے سے وضو کر رہے تھے

ایکدفعہ آپ کی طرف لوگون نے جنبش کی یعنی سرعت اور شتابی کی اور اصل اسکی
گرچہ فراری ہی چاہیے لڑکا ان کے ساتھ ہو اور روتے وقت اسکی طرف دوڑتا ہی
کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمھارا حال ہی تو عرض کی یارسول اللہ ہم
پانی ہمین نہین ملتا جسے ہم پئین یا وضو کرین مگر آپ کے سامنے تو آپ نے
لوٹے پر ہاتھ اپنا رکھدیا پھر مین نے دیکھا تو آپ کی انگلیون سے چشمہ کی
طرح اُبلتا تھا پھر قوم نے اُس سے وضو کیا مین نے پوچھا تم کتنے آدمی تھے
کہا جو ہم لاکھ آدمی ہوتے تو ہمین کفایت کرتا ہم حدیبیہ کی لڑائی مین پندرہ
سو تھے اور صوفیہ کی سنت سے کمر کا باندھنا ہی اور وہ سنت سے ہی۔ ابو سعید
نے روایت کی ہی کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہ
علیہم الرضوان نے مدینہ سے مکہ تک پیادہ پا حج کیا اور فرمایا کہ کمر بندے اپنی
کمرین باندھو تو ہم نے باندھین اور آپ کے پیچھے دوڑتے ہوئے چلے اور ظاہر
آداب صوفیہ سے یہ ہی کہ جب خانقاہ سے باہر جائین تو دو رکعت نماز صبح سفر
کے دن پڑھین جیسا کہ ہم نے گھر سے رخصت ہونے کے وقت دو رکعت
کا ذکر کیا ہی اور پہلے موزہ اپنے آگے رکھے بعد ازان اول داہنی آستین
پھر بائین آستین پہنے پھر میان بند یعنی پٹکا لے کر کمر اُس سے باندھے
اور تھیلی نعلین کی لے اور اُسے جھاڑے اور وہان پر آئے جہان موزہ
پہنا جاسے اور پھر اگر مصلیٰ بچھائے اور ایک جوتے کا نعل دوسرے سے
رگڑے اور بائین ہاتھ مین جوتا اور داہنے مین تھیلی پکڑے اور تھیلی مین جوتے
اس طرح رکھے کہ ایڑیان اسکی نیچے کی طرف رہین اور تھیلی کا منہ اور سلے

اور اپنے بائین ہاتھ کے ساتھ بائین آستین سے جوتا داخل کرے اور اپنی پیٹھ کے پیچھے
اُسے رکھے پھر مصلے پر بیٹھے اور اپنے بائین ہاتھ سے موزہ آگے رکھے اور اُسکو جھاڑے
اور داہنے سے شروع کرے اور پہنے اور لنگی اور پٹکہ سے زمین پر نہ گرنے دے پھر
دونون ہاتھ دھوئے اور پھر اپنا منھ اُس موضع کی طرف کرے جہان سے وہ جاتا ہی
اور حاضرین کو وداع کرے اور کوئی بھائی خانقاہ کے باہر تک لوٹا مشکیزہ لیچلے
تو اُسے منع نکرے اسی طرح عصا اور چھاگل اور جو ساتھ ساتھ بطور رخصت
چلین انکو وداع کرے پھر مشکیزہ کو پکڑے اور داہنے ہاتھ سے اُٹھائے اور بائین کو داہنی
بغل کے نیچے سے نکالے اور بائین طرف مشکیزہ کو باندھے اور داہنا شانہ اُسکا خالی
رہے اور مشکیزہ کی گرہ داہنی طرف رہے پھر جبکہ راہ مین مقام بزرگ پر پہونچے یا
بھائیون کی جماعت پیشوائی کو آئین یا کوئی شیخ ایک جماعت کا پیشوائی کو آئے
تو مشکیزہ کو کھولے اور رکھدے اور اُنکا استقبال کرے وسلام علیک اُنسے
کرے پھر جب اُنسے علیحدہ ہو تو مشکیزہ باندھے اور جب منزل کے قریب پہونچے
خانقاہ ہو یا اور جگہ ہو تو مشکیزہ کو کھولڈالے اور بائین طرف کی بغل مین دبالے اور
اسی طرح عصا اور چھاگل کو اپنے بائین ہاتھ مین لیلے اور ان رسوم کو خراسان کے اور
پہاڑ کے فقرا نے مستحسن جانا ہی اور عراق اور شام اور مغرب کے اکثر فقرا اسکے
پابند نہین ہوتے اور انکی رعایت کے باب مین فقرا کے درمیان تکرار ہی تو جو لوگ
اسکے پابند نہین کہتے ہین کہ یہ رسوم غیر لازم ہین اور اسکے التزام سے صورتون کے
ساتھ توقف ہی اور حقائق سے غفلت ہی اور جو اُسکے پابند ہین وہ کہتے ہین
یہ آداب ہین کہ متقدمین نے انکو وضع کیا ہی اور جب ایسے شخص کو دیکھتے ہین

کہ جو ان سب یا بعض سے خالی ہین تو عیب لگانے کی اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین اور کہا جاتا ہی کہ وہ صوفی نہین ہی اور دونون گروہ انکار مین حد سے متجاوز ہین اور صحیح اسمین یہ ہی کہ جو کوئی اُسکی پابندی کرتے ہین اُسپر کوئی انکار نہین کرتا تو شرع مین منکر نہین ہوا اور وہ ایک اچھا ادب ہی اور جو کوئی پابندی اسکی نہین کرتا تو اُسپر کوئی انکار نہین کرتا تو شرع مین واجب ہی اور نہ مستحب ہی اور کوہستان اور خراسان کے بہت سے فقرا ان رسوم کی رعایت مین اُس حد تک مبالغہ کرتے ہین کہ افراط کے درجہ تک نکل جاتے ہین اور عراق و شام اور مغرب کے بہت سے فقرا اس سے علیحدگی اُس حد تک کرتے ہین کہ وہ تفریط تک پہونچ جاتے ہین اور بہتر اور زیادہ بہتر یہ بات ہی کہ جس چیز کو شرع انکار کرے اور برا جانے وہ منکر ہی اور جسکو وہ انکار نکرے تو وہ منکر نہین اور بھائیون کے تصرفات کے لیے عذر داریان کی جائین جب تلک کہ اُنمین منکر ہو یا مستحب مین خلل نہ پیدا ہووے اور اللہ توفیق بخشنے والا ہی

اٹھارھوان باب سفر سے آنے اور خانقاہ کے داخلہ اور اُسکے ادب کے بیان مین ہی

فقیر کو چاہیے کہ جب سفر سے واپس آئے تو مقام کے آفات سے اللہ تعالے کے ساتھ پناہ مانگے جس طرح سفر کی سختی سے پناہ مانگتا ہی اور دعاء ماثورہ یہ ہی

اللھم انی اعوذ بک من وعثاء السفر وکآبة المنقلب وسوء المنظر فی الاھل والمال والولد اور جب اس شہر کے قریب پہنچے جس مین ٹھہرنے کا ارادہ ہو [illegible] السلام علیک کہے اور قرآن شریف سے جو آسان ہو پڑھے

اور زندہ اور مردہ لوگون کے لیے تحفہ و ہدیہ لائے اور اللہ اکبر کے ساتھ تکبیر
کہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ جب غزوہ یا حج سے
رجوع فرماتے تو زمین کی ہر بلندی پر تین بار تکبیر کہتے تھے اور فرماتے لا الہ الا اللہ وحدہ
لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر آئبون تائبون عابدون ساجدون
لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ وہزم الاحزاب وحدہ اور جب شہر
نظر آئے تو یہ پڑھے اللہم اجعل لنا بہا قرارا وارزقنا حسنا - اور اگر غسل کرے
بہتر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا سے کہ آپ نے دخول مکہ کے لیے
غسل فرمایا تھا اور یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ طائف سے
واپس آئے اور مدینہ مین فروکش ہوئے تو اپنی زرہ اتاری اور غسل کیا اور حمام گئے
اور وضو تازہ کرکے اور سفید کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے اور اس سے بھائیون کی
ملاقات کے لیے تیار ہو اور زندہ مردہ جو بیان ہوئے ہین اُنسے برکت حاصل کرنے کی
نیت کرے اور انکی زیارت کرے - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد گھر سے باہر نکلا کہ اپنے بھائی کی زیارت
فی اللہ کرے تو اللہ تعالی نے اُسکے رستہ مین ایک فرشتہ بٹھلا دیا اور اُسنے کہا کہ کہان
کا تیرا ارادہ ہے کہا فلانے کی زیارت کا کہا قرابت کے سبب کہا نہین کہا نعمت کے شکرانہ
کے لیے جو تجھ پر اُسکی ہو کہا نہین کہا پھر کسواسطے کہا اُسے مین فی اللہ دوست
رکھتا ہون کہا تو مین ہو اُسکی طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہون اس پیام کے ساتھ کہ
اللہ تجھے دوست رکھتا ہے اُس دوستی کے سبب جو تو اُس سے رکھتا ہے - اور ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کی کہ جو شخص

آپ نے فرمایا ہی جب ایک مرد اپنے بھائی کی عیادت یا زیارت فی اللہ کرے تو
اللہ تعالیٰ اُسے فرماتا ہی خوش رہو اور خوش تیرا چلنا ہی اور جنت سے ایک مکان
رہنے کو ملیگا - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ آپنے فرمایا ہی کہ مین
پہلے تمھین قبور کی زیارت سے منع کرتا تھا تو انکی زیارت کرو اسلیے کہ وہ آخرت کو یاد
دلاتی ہی تو اس سے فقیر کے لیے فائدہ زندون اور مردون کا ہی پھر جب شہر مین داخل ہو
تو مساجد سے کسی ایک مسجد مین پہلے دو رکعتین پڑھے پس جامع مسجد کا قصد کرے
تو اور زیادہ اعلیٰ اور افضل ہی اور ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب باہر سے
تشریف لاتے تو پہلے مسجد مین داخل ہوتے اور دو رکعت نماز پڑھتے بعد از ان
گھر مین جاتے اور فقیر کے لیے خانقاہ ہی گھر برابر ہی پھر خانقاہ کا قصد کرے اور
خانقاہ کا قصد سنت سے ہی اس روایت کے موافق جو طلحہ رضی اللہ عنہ سے ہی کہا
ایک شخص تھا کہ جب مدینہ آتا اور اسکا کوئی آشنا ہوتا تو اسکے پاس اُترتا اور
جو نہوتا تو صفہ مین آتا سو مین اُن لوگون سے ہون جو صفہ مین آتے پھر جب خانقاہ
مین اُترے تو اُس طرف جائے جہان موزہ اُتارے پھر پٹکا کھولے اور وہ ٹکڑا ہو جو
تھیلی کو بائین ہاتھ کے ساتھ بائین آستین سے نکالے اور تھیلی کا مُنھ داہنے ہاتھ سے
کھولے اور بائین ہاتھ سے جوتا نکالے پھر جوتے کو زمین پر رکھے اور نکالے کر تھیلی مین
ڈالے تب بایان موزہ اُتارے پھر اگر وضو سے ہو تو دونون پاؤن دھو ڈالے موزہ
اُتارنے کے بعد کہ بہتر کی مٹی اور پسینا دور ہو اور جب مصلے پر آئے تو مصلے کو بائین
طرف سے لپیٹے اور لپیٹے ہوئے کے کنارہ سے دونون پاؤن کو پونچھے پھر قبلہ رو ہو اور دو
رکعت پڑھے پھر سلام پھیرے اور مصلے کے سجدہ کی جگہ کو پاؤن پڑنے سے بچا لے

انتظار خلق سے گرنے پر ہی اور متصوفہ پر جن باتون مین انکار کیا جاتا ہی از انجملہ ایک یہ ہی
کہ یہ لوگ جب خانقاہ مین داخل ہوتے ہین تو ابتدا اسلام سے نہین کرتے اور منکر
کہتا ہی کہ یہ خلاف مندوب و مستحب ہی اور انکار کرنے والے کو یہ نہین سزاوار ہی کہ
وہ انکار بغیر اُنکے مقاصد جانے کرے جنمین انکا اعتماد ہی اور سلام اُنکا چھوڑ دینا
بہت وجوہ کو محتمل ہی ایک یہ ہی کہ سلام اسما ء الٰہی سے ایک اسم ہی اور مروی ہی عبد اللہ
بن عمر نے روایت کی ہی کہا کہ حضرت نبی علیہ السلام کے پاس سے ایک شخص گذرا
جب کہ آپ پیشاب کرتے تھے اُسنے آپ کو سلام کیا یعنی السلام علیکم کہا آپ
نے جواب اُسے نہ دیا یہان تک کہ قریب تھا کہ وہ شخص آنکھون سے اوجھل ہو جائے
پھر آپ نے دیوار پر ہاتھ مارا اور اُس سے اپنے منھ پر مسح کیا پھر دوسری دفعہ مارا
اور اُس سے اپنے دونون ہاتھ پر مسح کیا غرض یہ کہ تیمم کر لیا اسکے بعد اُس شخص کے
سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ مجھے سلام کے جواب سے بجز اسکے اور کسی چیز
نے نہین روکا کہ مین طہارت سے نہ تھا اور یہ بھی روایت ہی کہ آپ نے سلام کا
جواب نہین دیا جب تک کہ وضو نہین کیا پھر اُس سے معذرت کی اور فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا طہارت بغیر مجھے مکروہ معلوم ہوا اور کبھی ایک جماعت فقرا
سے سفر مین صبح کرتے ہین اور کسی کو اُنمین سے وضو نہین ہوتا تو اگر باوضو سلام
کرے اور بے وضو چپ ہو رہے اُسکا حال کھل جائے ہو اسطے سلام ترک کیا جاتا ہی
تاکہ جسے وضو کرنا ہو وضو کر لے اور پاؤن دھولے جیسے دھوتے ہون تاکہ بے وضو
کا حال معلوم نہو جب تک کہ اُنکا سلام طہارت سے ہو جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی اقتدا ہی اور کبھی مقیم بھی طہارت سے نہین ہوتے تو سلام سے

جواب کے لیے طہارت سے مستعد ہوا اس واسطے کہ سلام ایک اسم اسمائے الٰہی سے ہے اور
یہ وجہ عمدہ تر دیگر وجوہات سے ہے جو بیان کی جاتی ہیں اور ان وجوہ سے یہ بھی ہے کہ
جب سفر سے کوئی آتا ہے تو بھائی اُس سے بغل گیر ہوتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے
کہ رستہ اور سفر کے آثار گرد و غبار اُس پر پڑا ہوتا ہے جو کہ وہ معلوم ہوتا ہے تو وضو اور
پاکیزگی سے وہ مستعد ہوتا ہے پھر سلام اور معانقہ کرتا ہے اور یہ بھی ایک وجہ ہے کہ
خانقاہ کے لوگ صاحب مراقبہ و احوال ہیں تو دفعۃً اگر اُسے کوئی کہے السلام علیکم تو
مراقبہ والا اس سے چونک اٹھتا ہے اور حافظ قلب مشوش ہو جاتا ہے اور سلام پر
مقدم ہے کہ خانقاہ میں پاؤں کے دھونے اور وضو کرنے اور دو رکعت پڑھنے سے
انس اور آرام پاوے یعنی سب جان لیں کہ فلاں صاحب سفر سے آئے ہیں تو جب
کوئی اسکے لیے تیار ہو جائیں جسطرح کہ وہ خانقاہ پہونچ کر ہاتھ منہ دھو وضو کر
نماز پڑھ کر انکے لیے تیار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے حتی تستانسوا یعنی
تاکہ تم آپس میں استیناس کرو اور ہر ایک قوم کا استیناس انکے حسب حال ہے
اور یہ بھی وجہ ہے کہ وہ اپنے گھر کے سوا کہیں داخل ہوا اور نہ انکی نسبت وہ مسافر ہے
بلکہ وہ انکے بھائی بند اور دوست انکی نسبت باطنی کے سبب ہیں جو ایک [illegible]
ہیں سب کو جمع کرتی ہو [illegible] اور گھر انکا گھر اور انکا کون انکا کون ہے تو برکت
[illegible] دیکھتا ہے کہ خلق کے معاملہ [illegible] کے حالت [illegible] کو [illegible] اور
جسطرح انکی غرض [illegible] سلام [illegible] چاہیے کہ جو شخص [illegible]
سلام علیک کہے [illegible] اور [illegible] سلام [illegible]
واسطے ایک نیت ہو [illegible] شخص کے لیے بھی جو سلام [illegible]

اور قوم کے لیے آداب اور قواعد ہین کہ شرع نے جاری کیا اور بعضے آداب اُنہین سے
وہ ہین جنکو مشائخ نے مستحسن رکھا تو جو شرع مین آئے اُسکا ہم نے بیان کردیا کمر باندھے
اور عصا اور لوٹا لے اور داہنے سے موزہ پہنے اور بائین سے اُتارے - ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
نے روایت کی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جوتا پہنو تو ہمیشہ
داہنے سے اور جو اُتارو تو ہمیشہ بائین سے یا دونون کو ساتھ اُتارو - یا دونون کو
ساتھ پہنو - جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم داہنے سے پہلے بایان جوتا اُتارا کرتے اور بائین سے پہلے داہنے پاؤن مین
پہنتے اور مصلی بچھاتے جو سنت ہی اور ہم نے اُسے بیان کیا ہی اور دوسرے کے
مصلے پر ایکبارگی بیٹھنا مشروع اور مسنون ہی اور پھر آئینہ ایک بڑی حدیث مین
وارد ہوا ہی کہ آدمی دوسری جگہ اپنے اختیار سے امام نہو اور نہ اُسکے اہل مین اور نہ
اُسکی تعظیم کی جگہ بیٹھے الا جبکہ وہ اجازت دے اور جب بھائیون کو سلام کرے تو یہ
اُنسے اور وہ اس سے بغلگیر ہون کہ پھر آئینہ جابر بن عبد اللہ نے روایت کی ہی کہا
جبکہ جعفر ملک حبشہ سے آئے تو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنسے معانقہ کیا
اور اگر بوسہ دے آنکھین تو اُسکا معانقہ نہین ہی - روایت ہی کہ جب جعفر آئے
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی دونون آنکھون کے بیچ مین بوسہ دیا
اور فرمایا کہ جعفر کے آنے سے جتنا مین خوش ہوا اُس سے بڑھکر فتح خیبر سے
خوش نہین ہوا اور اپنے بھائیون سے معانقہ کرے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام
نے فرمایا ہی مسلمان کا بوسہ اپنے بھائی کے لیے معانقہ ہی - اور انس بن
مالک نے روایت کی ہی کہا کہ کہا گیا یا رسول اللہ آدمی اپنے دوست او

بھائی سے ملے تو اسکے پہلے جھکے فرمایا کہ نہین کہا گیا اس سے لپٹے اور چومے فرمایا کہ نہین
کہا گیا کہ معانقہ کرے فرمایا کہ ہان اور خانقاہ کے باشندہ فقیرون کی سنت ہی کہ
فقراسے ملاقات مرحبا کہنے سے کرین۔ عکرمہ نے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جسدن آپ کی خدمت مین آیا دوبار فرمایا مرحبا بالراکب
المہاجر یعنی سوار ہجرت کرنے والے کو مرحبا ہی یعنی فراخی کو پہونچے۔ اور اگر اسکے
لیے کھڑے ہون تو مضائقہ نہین اور وہ مسنون ہی اور جناب رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت ہی کہ آپ جعفرؓ کے لیے کھڑے ہوے جس دن وہ آئے۔
اور آنے والے کے لیے کھانا پیش کرنا مستحب ہی۔ لقیط بن صبرہ نے روایت
کی کہا بیغام لے کر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو آپ سے ہم آپ
کے مکان پر نہ ملے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ملاقات کی تو آپ نے حریرہ کا حکم دیا
اور ہمارے واسطے وہ بنوایا گیا اور ایک قناع مین ہم کو دیا گیا اور قناع طبق ہی پھر
ہم نے آنے کہا یا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے فرمایا
تمھین کچھ ملا ہم نے کہا ہان یا رسول اللہ۔ اور آنے والے پر مستحب ہی کہ فقرا
کے سامنے حق قدوم سے کچھ پیش کرے۔ حدیث مین وارد ہی کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم جب مدینہ مین آئے تو اونٹ ذبح کیے تھے اور جو بعد عصر کسی آنے والا
کا آنا ہو کہ وہ جانتے ہین اسکی وجہ سنت سے ہی کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے رات کے چلنے سے منع کیا ہی اور صوفیہ عصر کے بعد آمادہ اور مستعد
اسکے استقبال کو طہارت کے ساتھ اور ذکر و استغفار پر جھکنے کو ہوتے ہین
جابر بن عبداللہ نے روایت کی ہی کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ہی جب کوئی تم مین کا سفر سے آئے تو رات کو اپنے اہل کے پاس نجائے۔
اور کعب بن مالکؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے نہین
آتے مگر دن کو دوپہر کے وقت تو دن چڑھتے آنے کو مستحب جانتے تھے اگر وہ
وقت جاتا رہے کہ ہر آئینہ کبھو چلنے مین ضعف کے سبب دیر ہو جاتی ہی یا اسکے سوا
اور کچھ ہو تو عصر تک فقیر کے لیے باقی دن کا عذر ہی اسواسطے کہ تعویق کا احتمال ہی اور
جب عصر کا وقت آجائے تو اُسکی طرف اہتمام سنت مین قصور کی نسبت ہوتی ہی جو چڑھتے
دن کا آنا ہی اسواسطے کہ یہ لوگ عصر کے بعد آنے کو مکروہ جانتے ہین اور اسمین سے
زیادہ عالم ہی یہ جب عصر کا وقت آجائے تو التواصبح پر کرے تاکہ چڑھتے دن آنے کی
سنت پر عمل ہو اور اسمین ایک بات اور بھی ہی اور وہ یہ ہی کہ عصر کے بعد نماز مکروہ ہی
اور ادب یہ ہی کہ آنے والا دو رکعت نماز ادا کرے اسی واسطے عصر کے بعد آنا مکروہ جانتے
ہین اور کبھو آنے والے فقراسے کم خانقاہ مین آنے سے وقت ہوتے ہین اور ہر ایسے
وقت تجیر ہو جاتے ہین تو سنت یہ ہی کہ اسکے پاس آکر بیٹھین اور بہت دوستانہ اور تکسی
خوشی سے ملین تاکہ اُسکا دل کھل جاے اور اُسکی سراسیمگی دفع ہو کہ اسمین بڑی فضیلت ہی
ابو رفاعہؓ سے روایت ہی کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آیا ہو آپ
اسوقت خطبہ پڑھتے تھے تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ یہ ایک شخص مسافر آیا ہی اپنے
دین کا سوال کرتا ہی اور نہین جانتا اُسکا دین کیا ہی کہا کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ
وسلم میرے سامنے تشریف لائے اور خطبہ اپنا چھوڑ دیا پھر کرسی لائے جسکے پائے
لوہے کے تھے تب آپ بیٹھے بعد ازان مجھے تعلیم کرنا شروع کیا اُسمین سے جو اللہ
نے آپکو سکھلایا تھا بعد اسکے آپ خطبہ پر متوجہ ہوے اور اسکے آخر کو تمام

وسپر کیا کہ جو فقرا کے عمدہ اخلاق مین مسلمانون کے ساتھ نرمی اور سنے دیکھے مکروہات
کا تحمل کرنا ہے اور کبھو فقیر خانقاہ مین آتا ہی اور متصوفہ کے بعض مراسم چھوڑ دیتا ہی تو وہ
جھڑکا اور روکا جاتا ہی اور وہان سے خارج کیا جاتا ہی اور یہ بڑی خطا ہی اسواسطے
کہ کبھو ایسا ہوتا ہی کہ اکثر اولیا اور صلحا ان ظاہری رسوم سے واقف نہین ہوتے
اور نیک نیتی سے خانقاہون کا ارادہ کرتے ہین تو جب اُنکو مکروہات کا سامنا ہو تو
اندیشہ ہی کہ ایذا سے اُنکے باطن مشوش ہون اور جو شخص منکر اُنکا ہوا اُسکے دین اور
دنیا کو نقصان پہونچے تو اس سے پرہیز کرنا لازم ہی اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے اخلاق پر نظر کرے اور آپ کی مدارات اور نرمی جو آپ کا برتاو خلق کے ساتھ تھا
اور جو تفسیر بروایت صحیح یہ حدیث ہی کہ ایک اعرابی یعنی دیہاتی مسجد مین آیا اور اُسنے
پیشاب کر دیا تو آپ نے حکم دیا کہ ایک پانی بھرا ڈول لائے اور اُس جگہ پر ڈالا اور
اعرابی کو نہ جھڑکا بلکہ اُسکے ساتھ رعایت کی اور نرمی اور ملایمت سے جو واجب تھا
اُسے بتلایا اور سختی اور شدت اور غلبہ مسلمانون پر قول اور فعل سے کرنا نفوس
خبیثہ کا کام ہی اور وہ حال متصوفہ کے خلاف ہی اور جو اُن لوگون مین سے جو خانقاہ
مین آوے کہ در اصل وہان ٹھہرنے کی صلاحیت نہین رکھتا تو بعد ازانکہ اُسکے لیے
کھانا لایا جاوے اور اُس سے اچھی طرح گفتگو کیجاے بہت خوبی کے ساتھ وہان
سے واپس کر دیا جائے تو یہی جو اہل خانقاہ کے لائق ہی اور جسکا برتاو فقرا مسافر
کے ساتھ پاؤن دبانے کرتے ہین تو وہ خوش خوئی اور نیک معاملگی حدیث مین
آئی ہی عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت مین آیا اور آپ کا ایک حبشی غلام آپ کی پیٹھ دبا رہا تھا تو مین نے کہا

یارسول اللہ آپ کا کیا حال ہی تو فرمایا کہ اُنھی نے مجھے گرا دیا تو اسکے ساتھ فہما سندی کی
اچھی معلوم ہوتی ہی جو اُسکے سفر سے آنے اور تھک جانے کے وقت ہاتھ پانون
دباتا ہی ولیکن جو کوئی اُسکی عادت کرلے اور ہاتھ پانون دبانے کو دوست رکھے
اور اُس سے نیند آنے کی خواہش کرے اور اُسے برقرار رکھے جبتک کہ نیند نہ آوے
تو یہ فقرا کے مناسب حال نہین ہی اگرچہ شرع مین جائز ہو اور فقرا مین سے ایسا ایک
شخص تھا کہ جب ہاتھ پانون دبواتا اور اُس سے لذت اُٹھاتا اور اُسکی خواہش سے احتلام
اُسے ہو جاتا تو اُس احتلام کو پانون دبوانے کی عقوبت جانتا تھا - اور اہل عزیمت کے
لیے وہ امور ہین جنمین گنجائش میلان کی رخصت اور جواز کی طرف نہین ہی - اور آداب
فقیر سے ہی کہ سفر سے آنے کے بعد جب وہ ٹھہرے اور بیٹھے تو خود کلام مین ابتدا نکرے
سوا اسکے دوسرا اُس سے بات کرے - اور مستحب ہی کہ تین روز توقف کرے اور ملاقات
کا ارادہ نکرے نہ مجلس وغیرہ مین جائے جو شہر مین جانے سے اُسے مقصود ہی حتی کہ سفر
کی تکان جاتی رہے اور اُسکا باطن اپنی حالت پر آجائے اسواسطے کہ سفر اور
اُسکے عوارض سے طبیعت مین اُسکی فرق اجاتا ہی اور تکدر اُسمین سما جاتا ہی تا آنکہ تین
روز مین حواس اُسکے ٹھکانے سے ہو جاتے ہین اور اُسکا باطن صلاحیت پر آنے
اور نور باطن سے مشایخ کی ملاقات اور زیارتون کے لیے مستعد ہو جاوے اسواسطے
کہ جب اُسکا باطن روشن ہو تو خیر کا پورا حظ ہر ایک شیخ اور بھائی سے جنکی ملاقات کرے
حاصل کرتا ہی - اور مین اپنے شیخ سے سُنا کرتا جب وہ یارون کو نصیحت کرتے اور کہتے
کہ ان اہل طریق سے بجز اپنے وقت کے جو صافی ہو باتین مت کرو اور اس مین
بہت بڑا فائدہ ہی اسواسطے کہ کلام کا نور قلب کے نور کے موافق ہی اور سامعت کا

نور قلب کے نور کے مقدار رہی اور جب شیخ یا بھائی کے پاس آئے اور اُس سے ملاقات
کرے تو اُسے چاہیے کہ جب معاودت کا ارادہ کرے تو اجازت مانگے اسواسطے کہ
عبد اللہ بن عمر نے روایت کی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے ملاقات کرے اور اُسکے پاس بیٹھے تو ہرگز بغیر اجازت
وہاں سے نہ اُٹھے۔ اور اگر نیت ہو کہ چند روز قیام کرے اور اُسکے وقت میں وسعت
ہو اور اُسکے نفس کو بیکاری اور خالی بیٹھے رہنے کا شوق ہو تو خدمت کی درخواست
کرے جسکو وہ بجا لائے اور جو اپنے پروردگار کیلیے ہمیشہ کام کرتا ہو تو اُسکو
عبادت کا شغل کافی ہے اسواسطے کہ اہل عبادت کی خدمت عبادت کے قائم مقام ہے
اور خانقاہ سے بغیر وہاں کے شیخ یا سجادہ نشین کی اجازت کے باہر نہ نکلے اور نہ کوئی
کام بغیر اُسکی رائے کے کرے پس یہ تمام اعمال ہیں جنکا برتاؤ ارباب خانقاہ کرتے
ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں توفیق اور تادیب میں ترقی بخشے

اکیسوان باب صوفی متسبب کے حال کے بیان میں ہے

صوفیہ کے احوال مختلف ہیں کہ اسباب کے ساتھ گذر کریں یا اسباب سے اعراض
کریں تو بعضے وہ ہیں جو فتوح پر رہتے ہیں تو وہ اس کے مائل ہیں کسی پیشہ سے
اور سوال سے سبب معاش کا کرتے ہیں اور بعضے انہیں سے پیشہ کرتے ہیں اور
بعضے وہ ہیں کہ فاقہ کے وقت سوال کرتے ہیں اور ہر ایک طرز میں اُنکو ایک ادب
اور حد ہے جسکی وہ رعایت کرتے ہیں اور اُس سے تجاوز نہیں کرتے اور جب
کہ فقیر علم کے ساتھ اپنے نفس کی سیاست کرے تو اللہ تعالیٰ سے اُسکو فہم اُس شے میں
حاصل ہوتا ہے جسمین وہ سبب یا ترک سبب سے داخل ہوتا ہے پس فقیر کو نہیں

چاہیے کہ عتی الوسع سوال کرے اسواسطے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک سوال پر
ترغیب اور ترہیب سے برانگیختہ کیا ہی سو ترغیب یہ ہی کہ جو ثوبان نے روایت کی کہا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص میری ایک بات قبول کرے
مین اُسکے لیے جنت کا ذمہ دار ہون ثوبان نے کہا کہ مین نے کہا مین فرمایا لوگون سے
کوئی چیز نہ مانگ پھر ثوبان کا یہ حال تھا کہ اگر اُسکے کوڑے کا ڈورا گر پڑتا تو کسی سے
نہ کہتا کہ اُسے اُٹھا دینا وہ آپ اُترتے اور اُسکو اُٹھا لیتے اور ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اگر کوئی تم مین سے
ایک رسی لے اور اُس سے ایک لکڑی کا گٹھا باندھکر اپنی پیٹھ پر لادے پھر اُسکے
حاصل سے کھائے اور صدقہ دے تو اس سے بہتر ہی کہ کسی شخص کے پاس آئے
اور اُس سے سوال کرے خواہ وہ اُسے دے یا نہ دے پس ہر آئینہ اونچا ہاتھ نیچے
سے بہتر ہی ہلال بن حنیفض رض سے روایت ہی کہا مین مدینہ آیا اور ابی سعید کے یہان
اُترا اور ہم اور وہ دونون ایک جگہ بیٹھے تو اُسنے حکایت کی کہ ایک روز مجھے
صبح ہوئی کہ ہمارے پاس کھانے کو نہ تھا اور مین نے اپنے پیٹ سے بھوک کے
سبب پتھر باندھ لیا تو مجھ سے میری بی بی نے کہا رسول اللہ کے پاس جا دیکھ آپکے
پاس فلانا آیا تو اُسکو دیا اور فلانا آیا اور اُسکو دیا کہا کہ مین آپکے پاس گیا
اور مین نے کہا کہ مین کچھ مانگون تو مانگنے کے لیے مین گیا اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ اُسوقت خطبہ پڑھتے تھے اور فرما رہے تھے من استعفف
عنہ یعفہ اللہ ومن یستغن یغنہ اللہ ومن سألنا شیئا فوجدناہ اعطیناہ وواسیناہ
ومن استعفف عنہ واستغنی فھو احب الینا ممن سألنا یعنے جو شخص بچا ہے

اُسکو اللہ بخشتا ہی اور جو غنا چاہے اُسکو اللہ غنی کرتا ہی اور جو ہم سے کچھ مانگے اگر ہمیں
وہ چیز ملے تو ہم اُسے دین اور غمخواری اُسکی کریں اور جو کوئی اُسے چھوڑے اور بے پروائی
کرے تو وہ ہمیں زیادہ عزیز اُس سے ہی جو ہم سے سوال کرے۔ کہا میں لوٹا پھر آیا
اور اُس سے کچھ نہیں مانگا پھر اللہ تعالی نے مجھے رزق دیا یہان تک کہ میں انصار کے
صاحب خانہ کو نہیں جانتا جو مجھ سے مال میں زیادہ ہو۔ ولیکن ترہیب اور تخویف
کی راہ سے تو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی کہ آپ
نے فرمایا ہمیشہ تمھارے ایک کے ساتھ سوال رہے گا یہان تک کہ وہ اللہ سے
ملے اس حالت سے کہ اُسکے مُنہ میں گوشت ٹکڑا ہو اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
نے روایت کی ہی کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین
وہ شخص نہیں ہی جسکو ایک لقمہ اور دو لقمہ اور ایک چھوارا اور دو چھوارے
پہونچیں مگر وہ شخص مسکین ہی۔ جو لوگون سے سوال نکرے اور گمان اُسکا
نجانا ہو کہ اُسے دیا جاے۔ ہو حال سچے فقیر اور حقیقی متصوف کا کہ لوگون سے کچھ
نہ مانگے اور ان فقرا متعفف ایسے ہین کہ ادب کیے ہوے ہین حتی کہ اُس حال کو وہ
ادب پہونچا دیتا ہی کہ وہ اللہ تعالی سے بھی شرماتا ہی کہ دنیا کی چیز اُس سے مانگے یہان
تک کہ جب سوال کا نفس ارادہ کرے تو ہیبت اُسے ہٹا دے اور سوال کے
اقدام کو جرات سمجھے تو اس حالت میں اللہ تعالی بغیر سوال اُسکو دیتا ہی جیسا کہ
حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے منقول ہی کہ جب آپ کے پاس جبرئیل
علیہ السلام آئے اور اُس وقت ہوا میں تھے قبل اسکے کہ آگ تک پہونچیں تو
کہا آیا تجھے کوئی حاجت ہی آپ نے کہا کہ کیا تیری طرف تو نہیں ہی پھر آپ سے

کہا کہ تو اپنے رب سے ہی سوال کر کہا میرے سوال سے اُسکا علم میرے حال سے کفایت ہی
اور کبھو اسکے شغل سے ضعیف ہوتا اور الکساتا ہی تو اللہ تعالی کے بندگی مانگتا ہی او
مخلوق سے سوال کرنا نہین تجویز کرتا تو اللہ تعالی اسکی طرف بلا سوال مخلوق کے
روزی بھیجتا ہی - بعضے صالحین سے ہمین معلوم ہوا ہی کہ اُسنے کہا جب فقر نفس کے
مطالبہ کو کسی چیز کے لیے پائے تو یہ مطالبہ خالی اُس سے نہین کہ اُس رزق کا ہی جسکو
اللہ تعالی چاہتا ہی کہ اُسکے پاس پہونچائے پس نفس کو اُسکی اطلاع ہو سو بعض فقرا
کے نفوس انتظار اسکا کرتے ہین جو عنقریب پیدا ہوا اور گویا کہ نفس اُس چیز کی خبر
دیتا ہی جو [illegible] والا ہی یا یہ کہ وہ عقوبت کسی گناہ کی ہی جو اُس سے پایا گیا پس جبکہ
فقیر [illegible] مطالبہ نفس الحاح کرے تو اُسے چاہیے کہ اُٹھے اور
اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور کہے یا رب اگر یہ مطالبہ گناہ کی عقوبت
ہی تو مین تجھسے بخشش مانگتا ہون اور تیری طرف توبہ کرتا ہون اور جو اُس رزق کے
لیے ہی جو تو نے مقدر کیا ہی تو جلد اُسے میرے پاس پہونچا دے پس اللہ تعالی
اُسکے پاس پہونچا دیگا اگر اُسکا رزق اور نصیب ہی ورنہ اُسکے باطن سے
مطالبہ اور خواہش جاتی رہے گی پس فقیر کی شان یہ ہی کہ اللہ کے ساتھ اپنی حاجات
لیجایا کرے پس اُسے کوئی چیز دیگا یا صبر یا اُس مطالبہ کو اُسکے قلب سے دور کریگا ہو او
کہ اللہ سبحانہ وتعالی کے لیے طریق حکمت کے بہت دروازے ہین اور طریق قدرت
کے بہت دروازے ہین تو طریق حکمت سے کوئی دروازہ کھول دے گا اور نہ قدرت
کے طریق سے کوئی دروازہ مفتوح کرے گا اور اُسکے پاس کوئی خرق عادت سے
پہونچ سکے جس طرح سے کہ مریم علیہا السلام کے پاس آتے تھے کہا اور خق علیہا

زکریا المحراب وجد عندہا رزقا قال یا مریم انی لک ہذا قالت ہو من عند اللہ یعنی جب کبھی زکریا علیہ السلام اُنکے پاس آتے محراب مین تو اُنکے پاس کھانے کی چیز پاتے تو کہتے اے مریم یہ کہان سے تجھے ملین وہ کہتین یہ اللہ کے پاس سے آتی ہین۔ بعضے فقرا سے نقل ہے ایک دن مین بھوکا تھا اور حال میرا یہ تھا کہ مین کسی سے نہ مانگون پھر مین منہ اندھیرے بعض جگہ گذر کرتا ہوا اور سامنے ہوتا ہوا آیا کہ شاید اللہ تعالے کوئی چیز اپنے بعض بندون کے ہاتھ سے دلوا دے تو کچھ تقدیر مین نہ تھا مین بھوکا سو رہا اور خواب مین ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ فلانی جگہ جاؤ اور وہ جگہ بتلا دی پھر وہان ایک نیلگون خرقہ ہے جسمین روپیان ہین اُنھین تو نکال اور اپنے کام مین لا پس حال یہ ہے کہ جو کوئی مخلوقات سے علیحدہ اور اللہ ہی کا ہو رہے وہ غنا مین یکتا ایسا ہے کہ اُسے کوئی چیز نہین ہرا تی حکمت کے اور قدرت کے دروازے جیسے چاہیے کھل جاتے ہین اور نفس سے جو سوال کرے بہتر نہین ہے ہے کہ صبر جمیل کا اُس سے سوال کرے رسول اللہ نے کہ سچے آدمی کا کتنا نفس اُسکا مان لیتا ہے اور ہمارے شیخ نے اللہ اُنپر رحمت بھیجے حکایت بیان کی کہ میرے پاس ایک دن میرا بیٹا آیا اور کہا مجھے دانے چاہیین مین نے اُس سے کہا دانے کیا کرو گے تو چار آنے کی چیز یان کی کہ وہ دانے سے خرید ونگا پھر کہا تیری اجازت ہو تو جاؤن اور دانے قرض لون مین نے کہا مان اپنے نفس سے تو اُس قرض کو مانگ کہ یہ بہتر اُس سے ہے کہ جس سے قرض لے۔ اور بعضون نے صوفیہ سے اس مضمون کو نظم کیا اور کہا اگر تیری خواہش ہے کہ تنگی کے ایام مین مال قرض لے تاکہ نفس کے مشتہیات مین اُسکو تو صرف کرے تو نفس سے سوال کر کہ وہ صبر کے خزانہ تیرے لیے

خرچ کرے جب آسودگی کا زمانہ آئے تو اُسکے ساتھ نرمی کرے پھر اگر نفس یہ کام کرے تو
غنی ہی اور اگر انکار کرے تو پھر ایک بخیل بعد از ان بہت معذرت کرتا ہی پس ہر گاہ
فقیر سب کچھ کوشش انتہا کو پہونچا دے اور ضعف و ناتوانی کے قریب اور ضرورت
کا ثبوت ہو اور اپنے مولا سے مانگے اور وہ اسکے لیے کچھ تقدیر نہ رکھے اور حال یہ کہ
اپنے حال کے مشغولی سے اُسکا وقت پلٹنے کے لیے نہ پہنچے تو اُسوقت سبب کا
دروازہ کھٹکھٹائے اور سوال کرے اسواسطے کہ بتحقیق فاقہ کے وقت بعض صالحین
ایسا کیا کرتے تھے۔ ابی سعید خراز سے نقل ہی کہ فاقہ کے وقت ہاتھ پھیلاتے تب
کہتے تھے شئ للہ اور ابی جعفر حداد سے منقول ہی جو جنید کے اُستاد تھے کہ وہ مغرب
اور عشا کے درمیان باہر آتے اور ایک یا دو دروازہ پر سوال کرتے اور
یہ ایک یا دو دن کے بعد بقدر حاجت اُسکی جائداد ہو جاتی اور ابراہیم
بن ادہم سے منقول ہی کہ وہ بصرہ جامع مسجد مین معتکف تھے اور تین رات
مین ایک رات کو روزہ کھولتے اور افطار کی رات کو دروازون سے مانگتے تھے
اور سفیان ثوری سے نقل ہی کہ حجاز سے صنعا یمن سے سفر کرتے اور راستہ میں
مانگتے اور کہا آپنے مین آنے ضیافت کی حدیث بیان کرتا تو میرے لیے
کھانا لایا جاتا تو مین حاجت کے قدر لیتا اور باقی چھوڑ دیتا۔ اور پھر آئینہ حدیث
مین وارد ہوا ہی جو شخص بھوکا ہو اور نہ مانگا پھر مر گیا تو جہنم مین داخل ہو ا
اور جو شخص صاحب علم ہی اور استغنا کے ساتھ اُسکو حاصل ایک
حال ہی تو اِس قسم کی بات کی پروا نہین کرتا بلکہ وہ علم کے ساتھ سوال
کرتا ہی وہ علم کے ساتھ سوال سے باز رہتا ہی۔ اور بعض مشائخ نے

ایک شخص کی حکایت کی جو مقر گناہون پر تھا پھر بیدار ہوا اور توبہ کی اور اُسکی توبہ بہت
اچھی ہوئی اور اُسکو اللہ تعالی کے ساتھ ایک حال پیدا ہو گیا مین نے ارادہ کیا کہ
قافلہ کے ساتھ مین حج کرون اور یہ مین نے نیت کر لی کہ کسی سے کچھ نہ مانگون اور اسپر
اکتفا کی کہ اللہ کو میرے حال کا علم ہے کہا کہ چند روز مین راستہ مین رہا تو اللہ تعالی نے
حاجت کے وقت توشہ اور پانی بھیجا پھر توقف اُسمین ہوا اور کچھ مجھے نہ پہونچا تو مین
بھوکا اور پیاسا رہا حتی کہ میرے بدن مین طاقت ذرا نہ رہی اور چلنے سے باز رہا
اور پیچھے قافلہ سے پچھڑ گیا یہان تک کہ قافلہ آگے بڑھ گیا تو یہ مین نے اپنے دل مین
کہا اب میری طرف سے نفس کا ہلاکت مین ڈالنا ہے اور اللہ نے اُس سے منع کیا اور
اور یہ اضطرار کا مسئلہ ہے سوال کرون پھر جب سوال کا ارادہ کیا تو میرے اندر سے نکلا
عہد کا تھا اور مین [illegible] نے اللہ سے کیا ہے اُسے مین نہ توڑونگا اور میری
عہد شکنی سے پہلے موت میرے اوپر آ پہونچی تب ایک درخت مین نے تاکا اور اُسکے
سایہ مین بیٹھا اور میرا اپنا [illegible] جس طرح کوئی مرنے کے لیے ڈال دیتا ہے اور وہان
پڑا اُس ویران جنگل مین اِس حالت مین تھا کہ اچانک ایک جوان [illegible] اور
[illegible] وہ مجھے بلایا تو مین اُٹھا اور اُسکے ہاتھ مین ایک برتن تھا جسمین پانی تھا پھر مجھسے کہا
پی تو مین نے پیا پھر میرے سامنے کھانا رکھا اور کہا کہ کھا تو مین نے کھایا بعد ازان مجھسے
کہا تو کیا قافلہ چاہتا ہے مین نے کہا مجھے کون قافلہ پہونچا سکتا اب کہ وہ چلا گیا اور بڑھ گیا
پھر مجھسے کہا کہ اٹھ اور میرا ہاتھ پکڑا اور میرے ساتھ تھوڑے قدم چلا پھر مجھسے کہا
کہ بیٹھ کہ قافلہ میرے پاس آتا ہے مین ایک ساعت بیٹھا رہا پھر اچانک مین قافلہ کے
آگے تھا جو میری طرف آتا تھا یہ نشان اُس شخص کی ہے جو اپنے مولا کے ساتھ صدق

سے معاملہ کرے - اور شیخ ابوطالب مکی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ بعض صوفیہ نے قول
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سب سے حلال زیادہ کھانا مومن کا اپنے ہاتھ کے
کسب کا ہے اسطرح تاویل کیا ہے کہ وہ مسئلہ فاقہ کے وقت ہے اور شیخ ابوطالب نے
اس تاویل سے انکار کیا جو اس صوفی نے کی اور ذکر کیا کہ جعفر خلدی اس تاویل کو
ایک شیخ صوفیہ سے نقل کرتا تھا اور یہ قول اُن پر بڑا اور اللہ داناتر ہے کہ شیخ صوفی
نے ہاتھ کے کسب سے وہ مراد نہیں لی جس سے ابوطالب نے انکار کیا ہے بلکہ ہاتھ کے
کسب سے مراد ہاتھ کا اللہ کی طرف عند الحاجت اٹھانا ہے تو وہ سب سے زیادہ
حلال ہے اسمیں سے جسکو مومن کھاتا ہے جب اُسکے سوال کو اللہ قبول کرے اور
رزق اُسکی طرف روانہ کرے اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے حکایۃً فرمایا ہے
رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر یعنی اے پروردگار تو جو اتارے میری طرف
اچھی چیز اُسکا میں محتاج ہوں - اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ موسیٰ
علیہ السلام نے یہ بات اُس وقت کہی کہ ساگ کی سبزی اُنکے پیٹ میں لاغری کے
سبب دکھلائی دیتی تھی اور محمد باقر رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ بات اُس وقت کہی جب کہ
وہ ایک چھوارے کے آدھے کی تھی اور معروف سے روایت ہے کہ ہر آئینہ اُسنے کہا خبردار
ہو واللہ اگر نبی اللہ کے پاس کچھ بھی ہوتا تو عورت کے پیچھے نہ جاتے الا جہد نے
اُسے اس کلام پر برانگیختہ کیا اور شیخ ابوعبدالرحمن سلمی نے تفسیر بادی سے ذکر کیا
کہ اُنہوں نے اپنے قول میں کہا ہے - انی لما انزلت الی من خیر فقیر موسیٰ علیہ السلام
خلق سے یہ سوال نہیں کیا بلکہ اُنکا سوال حق سے تھا اور نفس کی غذا نہیں مانگی بلکہ
سکون قلب مانگا اور ابوسعید خراز نے کہا ہے کہ خلق اُس چیز کے درمیان جو اُنکے بیچ اور

غیر کے جو اُنکی طرف ہو متردد ہین سو جسنے نظر اُسکی طرف کی جو اُسکے لیے ہی تو زبان فقر کے
ساتھ کلام کیا اور جسنے نظر اُسکی طرف کی جو اُسکی طرف ہونا اور افتخار کی زبان سے بات کی
کیا تم نہین دیکھتے کلیم علیہ السلام کا حال کہ جب خواص اُن اشیا کا دیکھا جسکے ساتھ حق
نے اُس سے خطاب کیا کسطرح کہا ارنی انظر الیک اور جب اپنے نفس کی طرف دیکھا
کیسا فقر ظاہر کیا اور کہا انی لما انزلت الی من خیر فقیر۔ اور ابن عطا نے کہا ہی اُسنے عبودیت
سے نظر ربوبیت کی طرف کی تو خشوع اور خضوع کیا اور نیازمندی کی زبان سے کلام کیا
بایں وجہ کہ اُسکے سر پر انوار نازل ہوے اور نیازمندی وہ جو غلام کو اپنے مولی کی
طرف ہر حال مین ہوتی ہی نہ وہ نیازمندی جو سوال اور طلب کی ہوتی ہی اور بعضے
کہا ہی کہ محتاج ہون اسوجہ سے کہ تو نے مجھے علم الیقین سے مخصوص کیا ہی اس بات
کا کہ تو مجھے عین الیقین اور حق الیقین تک ترقی بخشے اور میرے دل مین آتا ہی وا
بسے دانا تر ہی اس قول کے معنی مین لما انزلت الی من خیر فقیر کہ ہر وقت اُتارنا اُسکا
منشعر ہی کہ اُسکا قرب حقیقت قرب سے بعید ہو گیا تو اس صورت مین اُتارنا عین الفقر
ہوتا ہی پس منزل پر قناعت نہین کی اور ارادہ کیا اُتارنے والے کا قرب حاصل
ہو اور جس شخص کا فقر صحیح ہو گیا تو اُسکا اُسکے آخرت کے امر مین ہی جسطرح
فقر اُسکا اُسکے دنیا کے امر مین ہی اور رجوع اُسکے داریں مین اُسکی طرف ہی اور
اُسی سے دونون گھر کی حاجتین مانگتا ہی اور اُسکے نزدیک دونون حاجتین برابر
ہین پس کوئی شغل الله کے سوا دو جہان مین اُسکا نہین ہی

بیسوان باب اُس شخص کے بیان مین ہی جو خلق سے کنارا کرے

جب صوفی کا شغل الله کے ساتھ کامل ہو جاے اور زہد اُسکا اُسکے نفس سے

سبب پورا ہو وقت کا علم اُسکے لیے یہ ہی کہ سبب بنانے کو چھوڑ دے اور صریح توحید
اور صحیح کفالت منجانب اللہ الکریم اُسے کشف ہو جاوے تو اُسکے باطن سے اقسام
اقسام کے اہتمام دور ہو جاتے ہین اور اُسکا مقدمہ یہ ہوتا ہی کہ بعد اُسکے اسکے مقابلہ
کے طور پر ایک دروازہ معرفت کا فتوح کرتا ہی ہر ایک فعل پر جو اُس سے صادر ہو
حتی کہ اگر کوئی صغیرہ گناہ بھی اُسکے حال کے موافق یا مطلق گناہ اُس قسم کا عمداً جو
شرع مین ممنوع ہو کرے تو اُسکا انجام اُسوقت یا اُسدن پائیگا بعض صوفیہ کا قول ہی کہ
مین ہر ایک شی مین اپنا گناہ اپنے گدھے کے خلقی مین جانتا ہون اور کہتے ہین کہ ایک صوفی
کا موزہ چوہے نے کاٹ ڈالا سو جب اُسے دیکھا تو مغموم ہوا اور کہا اگر تو قبیلہ بارق کی
ہوتا میری سواری کے اونٹ کو ہلاک نکرتا قبیلہ ذہل بن شیبان کا تو لڑکا رستے مین
کھانے کو پڑا ہوا ہی اس سے اشارہ ہی اُسکی طرف کہ اُسنے ویسے ہی اُسپر مقابل اُسکے
کسی شی پر یہ جب اُسپر کر دیا تو ہمیشہ اُسکے ساتھ مقابل ہوتے ہین جو تعریفات
الٰہیہ کے متضمن ہوتے ہین یہان تک کہ محاسبہ اور صدق مراقبہ کے سبب حقوق
عبودیت کی تصحیح اور علم وقت کے مخالفت سے محفوظ و مصون رہتا ہی اور فعل
الٰہی کا علم اُسکے لیے رہ جاتا ہی اور ماسوا اللہ کے افعال اُسکے نزدیک مٹ جاتے ہین
پس اللہ سبحانہ کو ذوقاً و حالاً معطی اور مانع جانتا ہی نہ کہ علماً اور دیا یا ہی حق تعالیٰ
اُسکی مددگاری کرتا ہی اور صریح توحید اور صرف فعل الٰہی کی اُسے توفیق دیتا ہی
جیسا کہ بعض صوفیہ سے منقول ہی کہ اُسکے دل مین خطرہ رزق کے اہتمام کا
آیا تو وہ کسی جنگل کو نکل گیا تب ایک پرند قبرہ دیکھا جو اندھا لنگڑا اور ضعیف
تھا اسکی تعجب مین آکر وہان ٹھہر گیا اس فکر مین کہ کیا وہ کھاتا ہی حالانکہ

اُڑنے اور چلنے اور بولنے سے عاجز ہو وہ اسی حالت مین تھا کہ اچانک زمین شق ہوگئی
اور اُسمین سے دو سکورے نکلے ایک مین صاف تل تھے اور دوسرے مین صاف پانی
تھا اُسنے تل کھائے اور پانی پیا پھر زمین شق ہوئی اور دونون سکورے غائب ہوگئے
کہا جب مین نے یہ دیکھا تو میرے دل سے وہ اہتمام رزق کا جاتا رہا پھر جبکہ حق تعالیٰ
نے اپنے بندہ کو اس مقام پر ٹھہرایا تو اُسکے باطن سے اہتمام و اقسام دور کردیتا ہے
اور سبب پیدا کرنے اور سوال وغیرہ سے حاصل کرنے کو عوام گنہگار تیرہ جانتا ہے اور وہ
ہو و مسلوب الاختیار اور وقف از اختیار اللہ کے فعل کا نظارہ کرنے والا اللہ کے
حکم کا راہ دیکھنے والا ہو جاتا ہے تو قسمتیں اُسکی طرف روان اور دفعتاً اُسکے کشادہ
ہوتے ہین اور اللہ کے فعل کا دوام ملاحظہ اور امر الٰہی کے حوادث کے ساتھ
اُسکو تجلیات الٰہی بطریق افعال کشف ہوتے ہین اور تجلی بطریق افعال ایک مرتبہ
ہے تجلی کا اور جس سے تجلی بطریق الصفات کو ترقی پاتا ہے اور اس سے تجلی ذات
تک پہنچتا ہے اور ان تجلیات مین تفاوت ہے مراتب کا یقین مین اور مقامات کا
توجہ مین کہ ایک شی دوسری شی پر فائق ہے اور ایک شی دوسری سے صاف تر ہے
تو تجلی بطریق الافعال فنا و تسلیم کی صفائی پیدا کرتی ہے اور تجلی بطریق صفات غیبت
اور فنا پیدا کرتی ہے اور تجلی بالذات فنا اور بقا بخشتی ہے اور جو ترک اختیار اور
اللہ تعالیٰ کے فعل کے ظہور سے جو ہوتا ہے اُسکا نام فنا ہے کہ جس سے فناء الارادہ والہویٰ کا
پر لیتے ہین ارادہ و اقسام ہوئی مین لطیف تر ہے اور یہ فنا وہ فنا ظاہر ہے
ولیکن فنا باطن یہ ہے کہ نور شہود کے چمکنے پر تار وجود مٹ جائین وہ تجلی ذات
مین ہوتی ہے اور وہ دنیا مین اقسام یقین سے اکمل ہے مگر تجلی حکم ذات کی

بجز آخرت کے نہین ہوتی اور وہ ایسا مقام ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے شب معراج مین اُس سے حصہ لیا اور موسیٰ علیہ السلام اس سے لن ترانی
کے ساتھ ممنوع ہوے پس جاننا چاہیے کہ ہمارے قول تجلی کے مسئلہ مین ایک
اشارہ یقین اور رویت بصیرت کے خطرات کی طرف ہے تو بندہ جب اقسام
تجلی کے مبادی تک پہونچتا ہے اور وہ فعل الٰہی کا فعل ماسوا سے خالی دیکھتا ہے
تو فتوح کے اقسام کو پہونچتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے جس شخص کی طرف اس رزق مین سے بغیر سوال اور
قرب کے کچھ بھی رُخ کرتا ہے تو چاہیے کہ اُسے لے اور چاہیے کہ اُسکے رزق کو اس کے
وسعت دے پس اگر اُسے بے پروائی ہو تو اُسکو دے جو اُس سے زیادہ حاجتمند
ہو اور یہان دلالت ظاہر اسپر ہے کہ بندہ کو قدر حاجت سے زیادہ لینا جائز ہے
اس نیت سے کہ دوسرے کو دے اور وہ کیون نہ لے حالانکہ وہ اللہ تعالے
کے فعل کو دیکھ رہا ہے پس ان مین جب کہ اُنہون نے لیا تو اُن مین سے بعض وہ ہین
کہ وہ محتاج کو دے دیتے ہین اور بعض وہ ہین جو خرچ کرنے مین توقف کرتے ہین
اُس وقت تک کہ اللہ تعالی کی طرف سے اُنکو علم خاص وارد ہو تا کہ اُسکا
لینا بھی حق کے ساتھ ہو اور اُسکا خرچ کرنا بھی حق کے ساتھ ہو حضرت عمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے مجھے عطیات دیا کئے تو مین آپ سے کہا کرتا یا رسول اللہ جو مجھ سے
زیادہ محتاج ہو اُسے دیجیے آپ نے فرمایا لے اُسے خود اپنے پاس رکھ یا صدقہ
کر اور جو تیرے پاس یہ مال آیا درحالیکہ تو نہ اُس سے علو و شرف چاہتا ہے

اور نہ تو سائل ہو تو اُسے لے لو اور جو تیرے پاس نہ آئے اُسکے پیچھے تیرا نفس نہ جائے
سالم نے کہا اسی سبب سے ابن عمرؓ کسی سے سوال کیا کرتے اور نہ کسی چیز کو رد کرتے
جو اُنکو دیجاتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے احکام سے اصحاب کو اس درجہ
تک پہونچا دیا تھا کہ وہ افعال الٰہی جلشانہ کو دیکھتے تھے اور تدبیر نفس سے حُسن تدبیر
الٰہی کی طرف جاتے تھے۔ سہل بن عبد اللہ تستری سے سوال کیا گیا کہ علم حال کیا ہے
کہا وہ ترک تدبیر ہے اور اگر یہ کسی میں ہو تو وہ اوتاد میں سے ہے - اور زید بن خالد
نے روایت کی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جسکے پاس بغیر
مانگے اور بغیر طمع نفس کے اُسکے بھائی کی طرف سے پہونچے تو اُسے چاہیے کہ قبول کرے
اسواسطے کہ وہ اسکے سوا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا رزق ہے جسے اللہ نے اُسکے پاس
بھیجا ہے اور یہ بندہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قیام اور وقوف کیے ہوئے ہے اللہ کی
بھیجی ہوئی چیز کے قبول میں مامون اُس سے ہے جسکا خوف اُسکی نسبت ہو طرف
اُس شخص کے ہے جو رد کرتا ہے اسواسطے کہ جو شخص ایک چیز کو رد کرتا ہے اس بات
سے امین نہیں ہے کہ نفس اسپر مسلط یا یہ وجہ ہو کہ زہد کی نگاہ سے دیکھے اور اُسکے
لینے میں نظر خلق سے گر جاتا ہے اس لحاظ سے کہ صدق و اخلاص کے ساتھ متحقق
ہے اور دوسرے کو اس چیز کے دینے میں ثابت کرنا اُسکی حقیقت کا ہے یعنی کہ وہ
ایک چیز رغبت کے ساتھ ہی تو وہ ہمیشہ دونوں حال میں ایسا زاہد ہے جیسے
غیر شخص بنظر رغبت دیکھتا ہے اسلیے کہ اُسکے حال کا علم الٰہی ہے اور اس مقام میں زہد
ان زہد ہا متحقق ہوتا ہے اور اہل فتوح سے بعضے وہ ہیں جنکو فتوح کے اُنکے پاس آنے
کا علم ہوتا ہے اور بعضے وہ ہیں جو نہیں چاہتے کہ فتوح اُنکے پاس آئی ہے جسے

انہین سے بعضے وہ ہین جو فتوح کو کام مین نہین لاتے مگر اُسوقت کہ پیشتر سے اُنکو
اللہ تعالی کے معلوم کرانے سے علم اسکا ہوگیا ہو اور بعضے اُنہین سے وہ ہین کہ
لے لیتے ہین بدون اسکے کہ پیشتر سے علم ہونے کا اُنھین انتظار اور نگرانی ہو اسطرح
پر کہ اُسکے لیے خالی ایک فعل ہی اور جو شخص پہلے علم ہونے کا اُسے انتظار ہو اُس
سے بڑھکر ہی جو تقدم علم کا منتظر ہو اسوجہ سے کہ اُسکی بعیت اللہ کے ساتھ پوری ہی
اور ترک اختیار مین وہ اپنے ارادہ اور علم حال سے بالکل مبرا اور منسلخ ہو چکا ہی
اور اُنہین سے بعضے وہ ہین جنکے پاس فتوح بدون اسکے آتی ہی کہ اُنھین پہلے
سے علم ہو یا اللہ کی طرف سے خالی فعل دیکھین جو لیکن اُسے مجبت کا جرعہ جام
وحدت کامی سے بطراق دیانت نصیب ہوتا ہی اور کبھو یہ جرعہ نعمت وجود کے تغیر
سے کدر بھی ہوجاتا ہی اور یہ حال پہلے دو حالون کی نسبت ضعیف ہی اسواسطے کہ
وہ صدیقون کے نزدیک نسبت مین ایک علت ہی اور صدق مین ایک بطانہ ہی اور جو
فتوح کبھو صرف کرنے مین بھی منتظر علم کا رہتا ہی جسطرح کہ لینے مین انتظار کیا کرتا ہی اسواسطے
خرچ مین نفس وہ رکتا ہی جسطرح لینے مین قوت پاتا ہی اور اس سے کامل زیادہ وہ ہی
جو خرچ کرنے سے مختار اور اُسکے لینے مین مختار ہو بعد ازانکہ تصرف کی صحت اُسے متحقق
ہو گئی ہو اس دلیل سے کہ انتظار علم دینی ہوتا ہی جہان اتہام نفس کا موقع ہو اور وہ
نصیبہ ہوی کے ساتھ موجود ہی پھر جبکہ صرف علم کے ہوتے ہوے اتہام جاتا رہا تو وہ
بلا علم جدید کی محتاجی کے لیتا ہی اور اسطرح خرچ کرتا ہی اور یہ اُس شخص کا حال ہی جو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متحقق ہوا ہو کہ انہکی طرف سے بطور حکایت کے
جب مین اُسے دوست رکھتا ہون تو اُسکا مین کان اور آنکھ ہوجاتا ہون تو

وہ مجھ سے سنتا ہی اور مجھے دیکھتا ہی اور مجھ سے بات کرتا ہی پھر ہر گاہ اُسکا تعرف صحیح
ہو گیا تو اُسکا تصرف بھی ٹھیک ہو گیا اور یہ امر ہر چیز سے بھی زیادہ نایاب ہو الخ
اور ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی رحمہ اللہ شیخ حماد دباس سے حکایت کرتے ہیں
کہ وہ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ میں فضل کے کھانے کے سوا دوسرا کھانا نہیں کھاتا تو خواب
میں ایک شخص کو دیکھا کرتے تھے کہ وہ انکی طرف کوئی چیز بھیجتا ہی اور خواب دیکھنے والے
کو خواب میں بتلا دیتا کہ حماد کے پاس یہ اور یہ چیز دو اور مشہور ہی کہ ایک عرصہ تک
وہ ہمیشہ واقعہ یا خواب میں دیکھا کیے کہ تیرے لیے فلانے شخص کے دل پر فلان اور
فلان چیز اتاری گئی ہی اور انہیں سے نقل کی گئی ہی کہ وہ کہا کرتے تھے جو شخص کی غذا
سے پہونچتی پایا ہی اسپر اتصال نہیں ہوتا اور طعام الفضل سے وہ چیز مراد ہی
جو خود حق سے بے واسطہ انکے لیے موجود ہوئی ہو اور جو شخص کہ انکی یہ حالت
ہو وہ غنی باللہ ہی۔ واسطی نے کہا کہ اللہ کا محتاج ہو کر رہنا مریدون کے درجون
میں سے اعلیٰ درجہ ہی اور اللہ کے ساتھ غنی ہونا صدیقون کے مراتب سے
اعلیٰ مرتبہ ہی۔ اور ابو سعید خراز نے کہا ہی کہ جو اُسکی تدبیر کا عارف اور جاننے والا
ہو پھر حق میں محو اور فنا ہو گیا پس وقف مع الفتوح وقف مع اللہ ناظر
الی اللہ ہی۔ اور اس بارہ میں جو کچھ حکایتیں ہیں اُن سب میں بہت اچھی یہ
حکایت ہی کہ بعضے صوفیہ نے نوری رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ اپنا ہاتھ پھیلاتے اور
لوگوں سے بھیک مانگتے کیا میں نے اس امر کو اُن سے امر عظیم سمجھا اور اُنکی نسبت
برا جانا تو میں جنید کے پاس گیا اور اُسے خبر دی کہ یہ امر چاہیے کہ تجھے
بھاری نہ معلوم ہو اسواسطے کہ نوری لوگون سے نہیں مانگتا مگر اس لیے کہ اُنکا سوال

آخرت وہ پورا کرتے تب وہ اجر پائینگے اس طرح پر کہ اُنکو ضرر نہ پہونچاتے اور جنید کا
قول لیعطیہم یا لیعطیہم اُنکو وہ دے ۔ ایسا ہی جیسا کہ بعض صوفیہ کا یہ قول الید العلیا ید الاخذ لانہ
یعطے الثواب یعنی اوپر والا ہاتھ لینے والے کا ہاتھ ہے اسواسطے کہ وہ ثواب دیتا ہے کہا
بعد ازاں جنید نے کہا ترازو لاؤ تب سو درم وزن کیے پھر ایک مٹھی بھر درم لیے اور اُس
تھیلے میں ڈال دیے پھر کہا کہ اُسکے پاس یہ لیجا تو میں نے دل میں کہا وزن صرف
اس لیے ہوتا ہے کہ اُسکی مقدار معلوم ہو پھر بغیر وزن کیے درم وزن کیے ہوؤں میں کیونکر
ملا دیے حالانکہ وہ مرد حکیم ہے اور مجھے شرم آئی کہ اُس سے دریافت کروں پھر میں
تھیلی نوری کے پاس لے گیا تو اُسنے کہا لاؤ ترازو تب سو درم اُسنے تولے اور کہا اُسکے
پاس لیجا اور اُس سے کہدے کہ میں تجھ سے کچھ قبول نہیں کرتا اور جو سو درم سے
بڑھا وہ لے لیا کہا تو مجھے اور زیادہ تعجب ہوا پھر میں نے آپ سے یہ ماجرا پوچھا
تو کہا کہ جنید مرد حکیم ہے اُسکا یہ ارادہ تھا کہ رسّی کو اُسکے دونوں طرف سے پکڑے
سو درم کو اپنی ذات کے لیے تولا کہ ثواب حاصل ہو اور اُس پر ایک مٹھی درم اللہ کے
واسطے ڈالدیے تو میں نے وہ لے لیے جو اللہ کے واسطے تھے اور جو اپنے نفس کیواسطے
دیے وہ پھیر دیے کہا پھر اُسے میں جنید کے پاس لے گیا تو وہ روئے اور کہا اپنا
مال لے لیا اور ہمارا مال پھیر دیا اور جو لطائف میں نے اپنے شیخ کے اصحاب سے سُنا
اُنمیں سے یہ ہے کہ شیخ نے ایک روز اپنے یاروں سے کہا کہ ہم کسی قدر مالی کے حاجتمند
ہیں تو تم اپنے خلوتخانوں میں جاؤ اور اللہ تعالی سے سوال کرو اور جو خدا
تم کو عطا کرے میرے پاس لے آؤ سو ان سب نے ایسا ہی کیا بعد ازاں ایک
شخص اُنمیں سے آیا جو اسماعیل بطائحی کے نام سے مشہور تھا اور ایک کاغذ اپنے

تیس دائرے تھے اور کہتا ہے کہ جو اللہ نے مجھے میرے دل میں عطا فرمایا ہے تو شیخ نے
وہ کاغذ لیلیا ایک ہی ساعت گذری تھی کہ دفعتاً ایک شخص آیا اور سونا لایا اور شیخ
کے سامنے رکھدیا پھر کاغذ کھولا اور دیکھا کہ تیس تیس اشرفی تھیں سو ہر ایک اشرفی کو
دائرہ پر رکھا اور کہا یہ شیخ آمیل کی تسبیح ہے یا ایک غلام جسکے یہ معنی ہیں اور میں نے
سنا ہے کہ شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کے پاس آدمی بھیجا اور کہا فلانے
کا تیرے پاس غلہ اور سونا ہے اسمیں سے اسقدر غلہ اور اسقدر سونا ہمیں دیدو
اس شخص نے کہا میں کس طرح اس امانت میں جو میرے پاس ہے تصرف کروں
اور اگر آپ سے استغنا کروں تو آپکے تصرف میں ہاتھ نہ لگے تو شیخ نے اسکے سامنے
اسکو الزام دیا پھر اسنے شیخ کی نسبت سے حسن ظن کیا اور جو مانگا تھا اسقدر حاضر کیا
جب آپ انمیں سے تصرف ہوا تو صاحب امانت کا ایک خط آیا اور وہ بعض اطراف
عراق میں تھا کہ شیخ عبد القادر کے پاس اسقدر غلہ اور اسقدر سونا پہونچا دے
اور یہ وہی مقدار تھی جو شیخ عبد القادر نے معین کی تھی سو شیخ نے اسکے توقف پر
عتاب کیا اور کہا تو نے فقرا کی نسبت سے سوء ظن کیا کہ انکے اشارات صحیح اور معلوم نہیں
ہوتے تو بندہ جبکہ اللہ تعالیٰ کیساتھ صحیح ہوا اور اپنی ہوا کو اور استغنا خلق کے لیے
فنا کر دیا تو اللہ انکے باطن سے دنیا کے غم رفع کر دیتا ہے اور استغنا اسکے
قلب میں دیتا ہے اور رزق کے دروازے اسپر کھول دیتا ہے اور جسقدر رنج اور فکر
کہ بعضے فقرا پر مسلط ہوتے ہیں اسی سبب سے ہیں کہ انکے قلوب ابھی باطن
تکمیل کو نہیں پہونچے کہ اللہ کے ساتھ مشغول ہوں اور حقائق بندگی کی رعایت
میں کوشش اور اہتمام کریں پس جسقدر کہ غم اور ہم الٰہی سے خالی ہوتے ہیں اسی قدر

دنیا کے غم وہم مین مبتلا رہتے ہین اور جو ہم الٰہی سے وہ مملو ہوتے تو دنیا کے غم وہم
مین نہ پھنستے بلکہ قناعت اور ترقی کرتے۔ روایت ہی کہ عون ابن عبد اللہ مسعودی کے
تین سو ساٹھ دوست صدیق تھے اور وہ ہر ایک کے پاس ایکدن رہتے اور دوسرے
کے تیس دوست صدیق تھے ہر ایک کے پاس ایکدن رہتے اور ایک کے سات
بھائی تھے مہینہ مین ایک دن ایک کے پاس رہتے پس بھائی اُنکے اُنکا مال تھا
اور مال جب اُسی اللہ ناظر الی اللہ کے لیے قائم کرے جو توحید مین کامل ہو وہ
ایک نعمت خوش گوار ہو جاتی ہی۔ شیخ ابی مسعود رحمہ اللہ کے پاس ایک شخص آیا
جو صاحب احوال سینہ تھا اور اشیا مین فعل الٰہی کے ساتھ واقف اپنے حال مین
متمکن اپنے اختیار کا تارک اور شاید کہ بہت سے متقدمین ترک اختیار کی تحقیق مین
وہ سبقت لے گیا ہو اور ہم نے اُس سے دیکھے اور مشاہدہ احوال صحیحہ کیے جو وقت اور تمکین
سے تھے تو اُس سے ایک شخص نے کہا مین چاہتا ہون کہ مین تیری کچھ مدد کرون ہر روز
روٹیان تیرے پاس بھیجون مگر بعض صوفیہ کہتے ہین کہ مال نحس ہوتا ہی شیخ نے کہا
ہم نہین کہتے کہ مال نحس ہی اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے واسطے صاف کر دیتا ہی
اور اُسکے فعل کو ہم دیکھتے ہین پس جو ہمارے حصہ مین دیتا ہی اُسے ہم مبارک
جانتے ہین اور نحس نہین سمجھتے ابابکر کتانی سے روایت ہی کہ کہا مین اور عمرو مکی
اور عیاش بن المہدی تیس برس ساتھ رہے کہ صبح کی نماز عصر کے وضو سے پڑھا
کرتے اور مکہ مین مجرد بیٹھے رہتے تھے ہمارے پاس کوئی مبیا ہونہ تھے اور
بسا اوقات ہماری مصاحب ایک دن اور دو اور تین اور چار اور پانچ
دن بھوک رہتی تھی اور کسی سے ہم سوال نہ کرتے اور ہمارے اپنے

شے ظاہر ہوتی اور اُسکی وجہ ہم بغیر سوال اور پیسے کے جانتے اُسے لیلیتے اور اُسے
کھا لیتے نہین تو بھوکے رہتے اور جب بھوکھ زیادہ لگتی اور ہمین خوف اپنے جانون پر ضرر یا بعض
کے نقصان کا ہوتا تو ابا سعید خراز کے پاس جاتے وہ ہمارے لیے طرح طرح کے کھانے
لاتے اور اُسکے سوا ہم دوسرے پاس جاتے اور کسی سے منشرح ہوتے اس وجہ سے
کہ ہم اُسکے زُہد و ورع سے واقف تھے۔ اور بایزید سے کہا کہ ہم تجھے کوئی پیشہ کرتے
نہین دیکھتے پھر کہان سے آپ کی معاش ہے تو کہا میرا مولا کتے اور سور کو روزی دیتا ہے کیا
جو تو دیکھتا ہے کیا بایزید کو روزی نہ دے گا۔ سلمی نے کہا ہے کہ مین نے ابا عبد اللہ
رازی سے سُنا ہے کہ کہتا تھا مین نے مظفر القرمیسینی سے سُنا ہے کہ وہ کہتا تھا کہ فقیر
وہ ہے جسے اللہ کی طرف کسی کی حاجت نہو اور بعض صوفیہ سے کہا گیا کہ فقیر کیا چیز ہے تو کہا
حاجت کا قلب مین نہونا اور ماسوا اللہ سے اُسکا محو ہونا اور بعض صوفیہ نے کہا ہے
فقیر کا خیرات لینا اُس شخص سے ہے جو اُسے دیتا ہے نہ اُس شخص کی طرف سے جسکے
ہاتھ سے ملتا ہے اور جب وسائط اور درمیانی سے لیا تو وہ ہمتی فقیرون کے واسطے
کہ اُسکی ہمت پست ہے۔ ابا سلیمان دارانی سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے زاہدون
کا اخیر قدم اول قدم متوکلین کا ہے۔ روایت ہے کہ بعض عارفون نے زہد کیا اور
اپنے جی سے اس عہد کو پہونچا کہ لوگون سے جدا ہو گیا اور شہرون سے نکل گیا اور کہا مین
کسی سے کچھ نہ مانگونگا یہان تک کہ میرا رزق میرے پاس آوے اور سفر کرنے لگا
پھر ایک پہاڑ کے نیچے سات دن رہا کہ اُسکو کوئی شے نہ ملی حتی کہ قریب تھا کہ ہلاک
ہو جاوے تب کہا اے پروردگار اگر تو نے مجھے زندگی دی تو مجھے میرا رزق دے
جو میری قسمت مین دیا ہے اور نہین تو اپنی طرف مجھے کھینچ لے تو اللہ تعالی نے

اُسکے قلب مین الہام کیا کہ مجھے اپنی عزت اور اپنے جلال کی قسم ہی مین تجھے رزق نہ
جب تک کہ تو شہرون مین نہ جائے اور لوگون مین نہ رہے سب شہر مین آیا اور
آدمیون کے درمیان قیام کیا تو ایک آیا کہ یہ کھانا حاضر ہی اور یہ پانی موجود ہی پھر
اُسنے کھایا اور پیا پھر اپنے دل مین اُس سے خوف کیا تو ہاتف سے سُنا کہ تو نے
ارادہ کیا تھا کہ اُسکی حکمت کو اپنے زہد سے دنیا مین باطل اور معطل کرے کیا تو
نہین جانتا کہ وہ جو بندون کو بندون کے ہاتھ سے رزق دیتا ہی یہ بات اُسے زیادہ
محبوب اور مرغوب ہی کہ اُنکو قدرت کے ہاتھون سے رزق دے بس جو کہ فتوح کے
کے ساتھ ڈٹا ہوا ہی اُسکے نزدیک آدمیون کے ہاتھ اور قدرت کے ہاتھ اور فرشتون
کے ہاتھ برابر ہین اور اُسکے نزدیک قدرت اور حکمت برابر ہی اور روکھے ٹکڑے
چاہنا اور قطع اسباب کی طرف جانا گرویدہ اسباب کے رویہ کا ہونا ہی اور جب
توحید صحیح ہو گئی تو انسان کی آنکھ مین اسباب خود متلاشی اور معدوم ہو جاتے
ہین۔ یحیی بن معاذ رازی سے مسموع ہی کہ وہ کہتے تھے جسنے معاش کے دروازہ کو
بلا قدرت کی کلید کے کھولنا چاہا وہ مخلوقات کے سپرد ہو گیا۔ بعض متقدمین نے
کہا ہی مین ایک بڑا پیشہ ور تھا تو مجھ سے ترک اُسکا چاہا گیا تو میرے سینہ مین
بات کھٹکی کہ پھر کہان سے معاش آئے گی تب ہاتف نے غیب سے آواز دی تیسے مین
نہین دیکھتا تھا میری طرف قطع کیے آتا ہی اور اپنے رزق کی بابت مجھ پر تہمت اور
تہمت میرے ذمہ ہی کہ تیرا خادم ایک دوست کو اپنے دوستون سے کر دون یا
ایک منافق کو اپنے دشمنون سے تیرا سخر اور محکوم کرون۔ تو جب صوفی کا حال تمام
ہو گیا اور اپنے حظون سے جدا اور ہر ایک شوق اور تجانا ستاک سے باز رہا

اُسکی خدمت کیا کرے گی اور دنیا اُسکی اچھی خادم ہوجائیگی اور جو اُس سے راضی اُسکی مخدوم
ہوگئی پس صاحب فتوح نفس کی جنبش کو شوق کے ساتھ خیانت اور گناہ سمجھتا ہی
روایت ہی کہ احمد بن حنبل ایک دن باب الشام کے رستہ پر نکلے پھر آٹا اُسنے خرید
کیا اور یہان پر کوئی اُسکا اُٹھانے والا نہ تھا پھر ایوب حمال ملا اور اُسے اُٹھا کر لیگیا
اور احمد نے اُسے اُجرت دیدی پھر جبکہ گھر مین آیا بعد ازان کہ اذن پایا اتفاق سے
گھر والون نے روٹی پکا رکھی تھی اُسکی جو گھر مین موجود تھا اور روٹیان تخت پر تا کہ
ٹھنڈی ہو جائین تو ایوب نے اُسے دیکھا اور وہ صائم الدہر تھا پس احمد نے اپنے
بیٹے صالح سے کہا کہ ایوب کو روٹی دو اُسنے دو گردہ روٹی کے دیے اُسنے دونون
پھیر دیں پھر احمد نے کہا دونون رکھدے بعد ازان تھوڑی دیر ٹھہرا پھر کہا کہ دونون
روٹی لے اور ایوب کو دے جا کر پھر وہ ملا اور دونون روٹی اُسنے لے لین پھر صالح تعجب
کرتا ہوا آیا پھر احمد نے اُس سے کہا کہ اُسکے پھیرنے اور لینے سے تجھے تعجب ہو کہا ہان کہا
یہ مرد صالح ہی کہ روٹی دیکھی اور نفس اُسکا روٹی کی طرف بڑھا جب ہم نے اُسے
یہ بہت کے ساتھ دیا تو اُسنے پھیر دیا پھر وہ مایوس ہوگیا تو ہم نے بغیر امیدی کے بعد
دوبارہ دیں پس کہا گیا ہی کہ یہ ارباب صدق کا حال ہی کہ اگر سوال کیا تو علم کے ساتھ
سوال کیا اور اگر باز رہے تو حال کے ساتھ باز رہے اور اگر قبول کیا تو علم کے
ساتھ قبول کیا تو جسکو فتوح کا حال نصیب نہین ہوتا تو اُسکے لیے سوال اور
پیشہ کا حال بشرط علم ہو ولیکن جو سائل کہ بلا وقت ضرورت حاجت سے زیادہ چاہے
وہ صوفیہ سے بالکل نہین ہی عمر رضی اللہ عنہ نے سائل کو سنا کہ وہ مانگ رہا تھا
تو جو اُسکے پاس تھا اُس سے کہا کیا مین نے تجھ سے نہین کہا کہ سائل کو کھانا دے

مطیع و معتقد ہو اور جو اُس سے چاہا جاے اُسکو قبول کرے جیسے ایک لڑکا کہ وہ خوش
آئندہ بات کو کرے اور نقصان کی چیز سے باز رہے تو جب نفس محکوم اور مطیع ہو جاے
امر الٰہی کی طرف وہ رجوع کرتا ہی اور قلب کی لڑائی سے بیزار ہو تو اُن دونون مین
انصاف کے ساتھ صلح کرائی جاے اور دونون کے معاملہ مین عدل سے نظر
کیجاے اور صوفیہ سے جتنے تجرد پر صبر کیا یہ صبر اُسوقت تک ہی کہ کتاب اپنی
مدت کو پہونچ جاے یعنی وقت مقدر پورا ہو پھر اُسکے لیے بی بی انتخاب
کیجاے اور اللہ اُسکا مددگار اور اسباب مہیا کرے اور ایک رفیق کے ساتھ
جس سے وہ نکاح کرے زندگی خوش بسر کرے اور رزق اُسکی طرف بھیجا جاے اور جب
مرید جلدی کرے اور طبیعت اُسکی خوف کم اور خیانت اُسکو شامل ہو اس سبب سے
کہ شہوت کا دھوان اُٹھے جو علم کے شعاع کو بجھاتا ہی اور اوج عزیمت سے جو
اُسکے حال کا تقاضا اور اُسکی ارادت کا موجب ہی اور اُسکے صدق طلب کی
شرط ہی رخصت کے نشیب مین جا پڑیگا وہ اللہ کی طرف سے ایک رحمت عام
خلقت کے لیے ہی نقصان کے ساتھ اُسپر حکم کیا جاتا ہی اور خسارت کی اُسپر
شہادت ہوتی ہی اور اسطرح کی عجلت مردون کے لیے ضعف ہی سہیل بن عبداللہ
تستری نے کہا ہی جب مرید کا ایسا حال ہو جس سے زیادتی کی امید ہو تو اُسپر
ابتلا آپہونچا اور اُسکی رجوع ابتلا مین ایسے حال کی طرف جو اُس سے ادنے
درجہ کا ہو نقصان ہی اور حدث ہی اور بعضے فقرا سے مین نے سُنا ہی جب کہ
اُس سے پوچھا کہ نکاح کیون نہین کرتے تو کہا عورت مردون ہی کے واسطے
لائق ہی اور مردون کے درجہ کو مین نہین پہونچا ہون پھر مین کسطرح نکاح کرون

پس صادقون کے لیے بلوغ کا ایک وقت ہی جسکے آنے کے وقت نکاح کرتے ہین
اور ہر آئینہ احادیث متعارض اور خبار مل جل گئے کہ تجرید افضل ہی یا نکاح افضل ہی
اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام احوال کے موافق اقسام و انواع کا ہی
تو بعضے اُنمین سے تجرید کی فضیلت مین ہین اور بعضے تاہل کی فضیلت مین اور یہ
سبب تعارض اُس شخص کے حق مین ہی کہ اُسکی آتش شہوت اُسکا کمال تقوی اور
فہرجو ہی کے سبب ٹھنڈک اور سلامتی ہی اور نہ اُسکے سوا جو اور مرد ہی کہ اُنپر فتنہ
کا خوف ہی نکاح اُنپر واجب ہی جس حال مین کہ شہوت غالب ہو اور اُنمہ بیان
خلاف اُس شخص کے حق مین ہی جسمین غلبہ شہوت کا نہو تو صوفی جب بی بی والا
ہو گیا تو بھائیون پر اُسکی مدد ایثار اور درگذر کرنے مین زیادہ طلبی سے مقرر اور
واجب ہی جب وہ ضعیف الحال قاصر رتبہ رجال سے نظر آئے جیسے کہ ہم نے
پہلے وصف کیا ہی اُس صبر کا جسنے صبر کیا حتی کہ وہ فتحیاب اُسکے لیے ہوا کہ
اُسکی کتاب اپنی مدت کو پہونچی۔ عوف بن مالک سے روایت ہی کہا حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ کے پاس غنیمت کا مال
آتا تو اُسی دن اُسکو بانٹ دیتے پس متاہل کو دو حصہ اور مجرد کو ایک حصہ عطا
فرماتے سو ہم بلائے گئے اور مین عمار بن یاسر سے طلب ہوا تو مجھے دو حصہ دیے
اور اُسے ایک حصہ سو وہ غصہ ہوا یہان تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اُسکے بشرہ سے جان لیا اور اُن لوگون نے جو حاضر تھے اُس وقت
آپ کے پاس سونے کی ایک لڑی باقی تھی سو حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اُسے اپنے عصا کی نوک سے اُٹھاتے تھے اور وہ گر جاتی تھی اور

آپ فرماتے تھے کہ تمھارا اُس روز کیا حال ہوگا جب تمھارے لیے اُسکی کثرت ہوگی
تو کسی نے آپ کو جواب نہ دیا پھر عمار نے کہا ہم دوست رکھتے ہین یا رسول اللہ
اس بات کو کیونکہ ہمارے لیے اُس سے زیادتی اور کثرت ہو تو ازواج اور اولاد کے
تجرد زیادہ فقیر کے لیے وقت پر مددگار اور اُسکے قصد کے لیے موجب جمعیت
اور اُسکی زندگی کے لیے زیادہ باعث لذت ہے اور فقر کے لیے ابتدا فقر
مین بہتر ہے کہ علائق کو قطع کرے اور موانع کو مٹائے اور سفر و سیاحت کرتا رہے
اور خطرون پر چڑھے اور اسباب سے الگ ہو اور حجاب کی چیزون سے باہر
جائے اور نکاح کرنا عزیمت اور اولوالعزمی سے رخصت اور سہولت مین
گرنا ہے اور راحت سے تلخ عیشی کی طرف پھرنا ہے اور ازواج اور اولاد کے
ساتھ قید ہونا ہے اور بکھروی کے موقع کے گرد پھرنا ہے اور زہد کے بعد دنیا کی
طرف متوجہ ہونا اور طبیعت و عادت کے موافق ہونے کی نہج پھرنا ہے ابوسلیمان
دارانی نے کہا ہے تین چیزین ہین جس نے وہ طلب کین وہ ہمیشہ دنیا کی
طرف مائل ہوا جسنے معاش طلب کی یا کسی عورت سے نکاح کیا یا حدیث کو لکھا
اور کہا کسی کو مین نے اپنے یارون سے نہین دیکھا کہ اُس نے نکاح کیا اور
پھر اپنے مرتبے پر ثابت رہا ہو حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مین نے اپنے بعد عورت سے زیادہ کوئی فتنہ
نہین چھوڑا کہ مردون کو زیادہ مضر ہو۔ اور جابر بن حیوۃ نے معاذ بن جبل
سے روایت کی ہے کہا ہم سختی اور رنج مین مبتلا ہوئے تو ہم نے صبر کیا
اور نرمی اور فائدہ مین ہم مبتلا ہوئے تو ہم سے صبر نہ ہوسکا اور [illegible]

خوفناک زیادہ انہیں سے جنکا تمہارے لیئے مجھے خوف ہی وہ عورات کا فتنہ ہی جس
وقت کہ سونے کے کنگن اور شام کی ایک بڑی چادر اوڑھیں اور یمن کی سرخ سنجاب
پہنیں اور مالدار کو رنج میں اور فقیر کو تکلیف میں ڈالیں اس چیز کے لیے جو وہ
نپائے اور بعضے حکما نے کہا ہی کہ تجرد کا علاج عورات کے علاج سے بہتر ہی اور
سہل بن عبد اللہ سے عورات کے بارہ میں سوال کیا تو کہا الصبر عنہن خیر
من الصبر علیہن والصبر علیہن خیر من الصبر علی النار یعنی عورتوں سے صبر کر بیٹھنا
بہتر ہی کہ انپر صبر کرے اور زحمتیں اٹھائے اور انپر صبر کرنا بہتر ہی اس سے
کہ دوزخ کے اوپر صبر کرے اور اسکا عذاب جھیلے اور اس آیت کی تفسیر
میں خلق الانسان ضعیفا یعنے انسان کمزور پیدا کیا گیا ہی کہ اسکی وجہ یہ ہی
کہ وہ عورتوں سے صبر نہیں کر سکتا - اور اس آیت کے معنی میں ربنا
ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ یعنے ای ہمارے پروردگار اور نہ اٹھوا ہم سے وہ
چیز جسکی ہمیں طاقت نہیں ہی مراد غلبہ شہوت ہی پس فقیر اگر مقابلہ نفس
پر قادر ہو اور معالجہ نفس میں جس معاملہ سے علم وافر نصیب ہو اور عورتوں
سے صبر کرے تو درحقیقت پورا فضل حاصل کیا اور عقل کو کام میں لایا اور
سہل کام کی طرف راستہ پایا - جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ دوسو برس کے بعد تمہارے درمیان سے بہتر خفیف الحاذ ہوگا
کہا یا رسول اللہ خفیف الحاذ کیا چیز ہی فرمایا وہ شخص ہی جسکی نہ بی بی ہو نہ
اولاد ہو اور بعض فقرا نے کہا جب کہ اس سے کہا گیا کہ نکاح کر لو - کہ میں
حاجتمند اپنے نفس کے طلاق دینے کی طرف زیادہ تر اسکی نسبت ہوں

کہ مین نکاح کرنے کی طرف حاجتمند ہون اور بشر بن حرث سے کہا گیا کہ لوگ آپکے حق
مین کلام اور گفتگو کرتے ہین کہا کیا کہتے ہین کہا گیا کہ یہ کہتے ہین کہ آپ تارک السنت
ہین یعنی نکاح نہین کرتے اسپر کہا کہ اُنسے کہدو کہ مین فرض مین سنت سے مشغول ہون
اور وہ یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ایک مرغی میری عیال ہو تو مجھے خوف ہے کہ مین پل پر جلاد
ہون او صوفی نفس اور اسکے مطالبہ کا مبتلا ہے۔ اور وہ ایک شغل مین ہے جو اُسکے
نفس سے اپنے شغل اور فارغ کرتا ہے اور جب اُسکے مطالبون مین اُسکے مطالبے
اور اضافہ ہونگے تو اُسکی طلب بھی المضاعف ہو جائیگی اور اُسکی ارادت تھک
جائے گی اور اُسکی عزیمت مین فتور آنے لگا اور نفس نے جب طمع کی تو بس طمع ہی کی
اور جو قناعت کی تو بس قناعت ہی کی تو جو ادمی جو خواہش نکاح کے مادہ
دور کرنے کی رکھتا ہے تو ہمیشہ روزہ داری سے مدد چاہے اس واسطے کہ نفس کے
قلع قمع مین اور اُسکے مغلوب کرنے مین روزہ کا اثر ظاہر ہے اور جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر جوانون کی ایک جماعت پر ہوا اور وہ پتھر
اُٹھاتے تھے تو فرمایا اے گروہ جوانان جو تم مین سے نکاح کا مقدور رکھے وہ
چاہیے کہ نکاح کرے اور جسے مقدور نہو اُسے چاہیے کہ روزہ رکھے اسواسطے
کہ روزہ اُسکے لیے وجا ہے۔ اصل وجا رگی خصیون کا کوفت کوب اور ریزہ ریزہ
کرنا ہے عرب لوگ بکرے کو خصی کرتے تاکہ اُسکی فحولت اور تیزی جاتی رہے
اور موٹا تازہ ہو جاوے اور اسی سے حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے دو مینڈھے موٹے خصی قربانی کیے اور کہا گیا ہے کہ وہ نفس ہے اگر تو
اُسے مشغول نرکھیگا تو وہ تجھے مشغول کرے گا تو جب مرید جوان ہمیشہ عمل مین

مشغول رہیگا اور اُسکا عبادت مین گذارہ ہوگا تو نفس کے خطرات اُسکے کم ہوجائینگے
اور اُسکا عبادت مین مشغول رہنا اُسکو یہ ثمرہ دیگا کہ معاملہ کی حلاوت اور اُس سے
زیادہ عمل کی محبت ہوگی اور سہولت کے دروازہ اُسپر کشادہ ہونگے اور عمل مین
زندگی بسر کرنا اُسپر آسان ہوگا پس وہ اپنے حال اور وقت پر اُسکی غیرت کرے گا
کہ زوجہ سے اُنمین کدورت آئے اور تجرد مین مرید کے حسن ادب سے یہ بات ہی کہ
عورتون کے خیالات کو اپنے باطن مین جگہہ نہ دے اور جب کبھی اُسکے دل مین عورت
اور شہوت کا خطرہ گذرے تو اللہ تعالی کی طرف حسن امانت کے ساتھ گریز کرے
پس اب حق تعالی قوت عزیمت سے اُسکا تدارک فرمائیگا اور نفس کے
مخالفت کے ساتھ اُسکی تائید کریگا بلکہ اُسکے نفس پر نور اُسکے قلب کا عکس
ڈالیگا کہ یہ ثواب اُسکے اچھی توبہ اور رجوع کا ہی پھر مطالبے سے نفس سکون
کریگا بعد ازان اُسکے نفس پر ظاہر وہ باتین کیجائین جو نکاح سے اُسپر
عائد ہوتی ہین اور وہ یہ ہین کہ بُرے مقامون مین جانے جو ذلت اور خواری کو پہونچاتی ہین
اور ایک چیز کو بیوجہ حاصل کرے اور جو قطع رحم کرنے والون سے امید لیجائے
اس وجہ سے کہ نکاح التفات بی بی اور اسکی حرمت کی طرف ہو اور بہت سی
تکلفین ہین جنکے شمار نہین ہوسکتے اور عبد اللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ جہد البلا
کیا ہی کہا کثرت عیال کی اور قلت مال کی اور بعضون نے کہا ہی کہ کثرت
عیال کے دو فقر مین سے ایک ہی اور قلت عیال دو تونگری مین سے ایک ہی
اور ابراہیم بن ادہمؒ کہتے تھے کہ جو عورتون کی رانون کا عادی ہو وہ فلاح اور
نجات نہ پائیگا اور اسمین شک نہین کہ عورت نکاحیت اور تن آرائی

بلاتی ہی اور مشغول باتند ہونے کے قیام اور رات اور دن کے روزے سے باز رکھتی اور باطن پر
مفلسی کا خوف اور مال جمع کرنے کی محبت غالب ہوجاتی ہی اور سبب تجرد سے دور ہی اور
ہر آئینہ وارد ہوا ہی کہ جب دو سو برس کے بعد زمانہ آئے تو میری امت کے لیے تجرد
مباح ہی پھر اگر فقیر کے دل مین نکاح کے خطرے متواتر آئین اور باطن اُسکا علی الخصوص
نماز اور ذکر اور تلاوت مین پورا اور زائل ہو تو چاہیے کہ اول اللہ تعالی سے مدد
مانگے پھر مشائخ اور بھائیون سے اور اُنسے اپنے حال کی شرح کہے اور اُنسے
خواہش کرے کہ وہ اسکے لیے اللہ سے حسن اختیار کی دعا مانگین اور زندہ
اور پھر دے اور مساجد اور مشاہدون مین گھومتا رہے اور اُسکو بُرا کام جانے
اور اُسمین قلت توجہ اور پروا سے نہ آئے اس لیے کہ ایک بڑے فتنہ اور خطر
عظیم کا دروازہ ہی اور ہر آئینہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ ہر آئینہ تمھاری بیبیان
اور تمھاری اولاد تمھارے دشمن ہین تو اُنسے تم ڈرو اور اللہ تعالی سے
بہت عجز اور ضراعت کرے اور اُسکے سامنے خلوت مین خوب روئے اور
استخارہ مکرر کرے اور ہر چند قوت اور صبر اُسے نصیب ہووے تاکہ صاف فضل
الٰہی سے بھلائی اُسمین ظاہر ہوجائے تو یہ کمال ہی کہ ہر آئینہ اللہ تعالی اُسکا
کشف سچے پر کردیتا ہی خواہ ممانعت ہو یا اجازت خواب مین ہو یا جاگتے مین
یا اُسکی زبان پر جسکے دین اور حال کا اُسے وثوق ہو کہ وہ جب اشارہ کرتا ہی تو
نہین کرتا مگر چشم دل کی بصیرت سے اور جب وہ حکم کرے تو نہین کرتا مگر حق کے
ساتھ تو اُس وقت اُسکا نکاح کرنا ایسا ہوتا ہی جسمین تدبیر اور مدد ہوتی ہی
اور ہم نے سنا ہی کہ شیخ عبد القادر جیلی کو کسی نے صالحین سے کہا کہ نکاح کرو اُسکے

کیا ہے آپ نے کہا مین نے تو نکاح نہین کیا جبتک کہ مجھے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین کہا کہ نکاح کریں آپ سے اُس شخص نے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم رخصت کا حکم دیتے ہین اور قوم کا طریق الزام عزیمت ہے تو نہین
نہین جانتا کہ شیخ نے اُسکے جواب مین کیا کہا الا مین کہتا ہون کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم رخصت کا حکم دیتے ہین اور اُسکا حکم زبان شرع پر ہے مگر جسنے
التجا جناب الٰہی مین کی اور اُسکی طرف نیاز مندی کی اور اُس سے استخارہ کیا
تو اُسکو اللہ کشف کر دیتا ہے ایک آگاہی کے ساتھ جو خواب کے اندر یا اور طرح سے
امر رخصت نہین ہوتا بلکہ وہ ایسا امر ہے جسکا اتباع ارباب عزیمت کرتے ہین
اسواسطے کہ یہ علم حال سے ہے نہ علم حکم سے اور جو مجھے دل مین واقع ہوا اُسکی صحت
پر یہ دلیل ہے جو آپ سے منقول ہے کہ فرمایا مین زوجہ چاہتا تھا ایک مدت تک
اور تزوج پر جرأت نہین کرتا تھا اس خوف سے کہ وقت مکدر ہوگا پھر مین نے
صبر کیا یہان تک کہ کتاب اپنی مدت کو پہونچ گئی اللہ تعالیٰ نے چار بیبیاں مجھے
بخشین اُنمین کوئی ایسی نہین مگر یہ کہ وہ ارادہ اور رغبت میرے اور صرف
کرنیوالی ہے یہ کمال صبر جمیل کا ثمرہ ہے تو جب فقیر صبر کرتا ہے اور اللہ سے کشود
مانگتا ہے اُسکو کشود اور راستہ ملتا ہے۔ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ
حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ یعنی اور جو کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اُسکے لیے راستہ بنا تا ہے
اور رزق دیتا ہے اُسے اُس جگہ سے کہ وہ نجانتا ہو تو ہر گاہ فقیر بہت زیادہ
تضرع اور دعا کے بعد نکاح کرے اور اُسپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی
وارد اذن کے ساتھ نازل ہو تو یہ غایت اور نہایت معنی اور اگر

اذن کے پہونچنے تک صبر کرسکے اور اُسکی کوشش دعا و زاری مین ہو چلے تو یہ حصہ
اُسکا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا اور اُسکی نیک نیتی اور صدق مطلب اور حسن رجا اور
اپنے پروردگار پر بھروسہ کرنے کے باعث تائید اُسکی ہوگی - اور عبد اللہ بن عباس رضی
سے منقول ہے کہا جوان کی عبادت پوری تبھی ہوتی ہے کہ وہ نکاح کرے اور مشائخ
خراسان سے ایک شیخ کا ذکر ہے کہ وہ نکاح بہت کیا کرتے تھے کہ دو یا تین بی بی سے
خالی نہ رہتے تو اسپر صوفیون نے اس بابت اُن کی تو کہا آیا کوئی تم مین سے جانتا ہے
کہ وہ اپنے معاملہ مین اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک جلسہ بیٹھا یا ایک وقفہ ٹھہرا اور پھر
اُسکے قلب پر خطرہ شہوت کا گذرا تو ان صوفیہ نے کہا کہ ہمین کبھی ایسا ہوتا ہے تب کہا
اگر مین رضی اپنی تمام عمر مین تمہارے حال کے ساتھ ہون ایک وقت مین تو
مین ہرگز نکاح نکرتا ولیکن میرے قلب مین شہوت کا خطرہ کبھی نہین گذرتا کہ میرے
حال سے مجھے مشغول کردے مگر یہ کہ مین اُسکا نفاذ کر دیتا ہون تاکہ اُس سے مجھے راحت
ملے اور اپنے شغل کی طرف رجوع کرون اُسکے بعد کہا کہ چالیس برس ہوے کہ میرے
قلب پر گناہ کا خطرہ نہین گذرا پس بعض لوگ نکاح کے کام مین نہین دیتے ا...لا
بصیرت اور اُن لوگون سے حدود نفس کا انقطاع کرنا چاہتا ہے اور کبھی تو ایسا علماء
راسخین فی العلم کے لیے ایسے احوال نکاح کرنے مین حاصل ہوتے ہین کہ وہ مخصوص زیان
کے ساتھ ہین اور وہ یہ ہے کہ نفوس ان حضرات کے بہت بڑے مجاہدون اور مراقبون والی
محنتون کے بعد مطمئن ہو جاتے ہین اور قلوب اُنکے اقبال کرتے ہین اور قلوب کے
لیے اقبال اور ادبار ہے بعض صوفیہ کہتے ہین کہ ہر آئینہ قلوب کیواسطے اقبال
و ادبار ہے تو جب وہ پیٹھ پھیرتے ہین نرمی کے ساتھ راحت پاتے ہین اور جب

وہ پلٹتے ہیں تو نفاق کی طرف پھیرے جاتے ہیں اور اس صورت میں انکے قلوب کی بخشش
اقبال مگر تھوڑے وقت کیلیے کرتے ہیں اور انکا اقبال دوام نہیں رکھتا مگر
اس لیے کہ نفوس انکے طمانیت کے ساتھ ہیں اور منازعت سے رکے ہوے اور
قلوب میں بدخلقت چھوڑے ہوے ہیں تو جب نفوس مطمئن ہوں اور اپنی خطا و سبکی
اور وحشت اور بدخوئی سے ٹھہر جاتے ہیں تو نفوس کے بہت حقوق قلوب پر عائد
ہو جاتے ہیں اور بسا اوقات انکے حقوق سے انکے حظوظ ہو جاتے ہیں اس لیے کہ
اوراد میں قناعت ہے اور اخذ حظ میں وسعت ہے اور یہ صوفیہ کے علم دقیق
سے ہے اسواسطے کہ یہ حضرات نکاح مباح سے حظوظ نفس کے پہونچانے میں وسعت
پاتے ہیں کیونکہ وہ نفس مخالفت ہوئی کرتا ہے حتی کہ مرض اسکا دوا اسکی ہو جاتا ہے
اور اسکی مباح شہوات او شروع لذت اسکو مضر نہیں ہوتیں اور اسکی عزیمتوں
اور اوراد میں مخل نہیں ہوتیں بلکہ جب کبھی نفوس زکیہ اپنے حظوظ اسے لیتے ہیں
تو قلب میں زیادہ انشراح اور اتساع ہوتا ہے اور قلب و نفس میں موافقت
ہو جاتی ہے کہ ایک دوسرے پر عطوفت کرتا ہے اور ہر ایک جو ان دونوں میں سے
جو حصہ پائے دوسرے کو زیادہ دیتا ہے سو جب کبھو اللہ تعالی سے قلب اپنا
حصہ لیتا ہے تو نفس کو طمانیت کا خلعت پہناتا ہے اسوقت قلب کو زیادہ
اطمینان اسوجہ سے ہوتا ہے کہ نفس کو زیادہ اطمینان حاصل ہوتا ہے اور شعر
تشبیہ پڑھتا ہے ۔ آسمان بہتا کہ جب بدلے تو پھر بدلے زمین وہ خوب ہوتا ہے
جو خود اسے ہماری نے نہیں بدلا و جب کبھو نفس اپنا حظ اٹھاتا ہے تو قلب
خوش ہوتا ہے کہ ہمسایہ کی راحت سے ہمسایہ شفیق راحت پاتا ہے

بعض فقرا کو مین نے کہتے سُنا ہو کہ نفس قلب سے کہتا ہو کہ تو میرا شریک کھانے مین
ہو مین تیرا شریک نماز مین ہونگا اور یہ کمیاب احوال سے ہو جو عالم ربانی کے سوا
دوسرا اُسکی صلاحیت نہین رکھتا اور بہت سے مدعی ہین جو اپنی ذات سے اُسکا
زعم کر کے ہلاک ہوتے ہین اور ایسا بندہ نکاح سے ترقی پاتا ہو اور اُسکو نقصان
نہین پہونچتا ہو اور بندہ جب اُسکا علم کمال کو پہونچے تو وہ اشیا سے اخذ کرتا ہو
اور اس سے اشیا نہین اخذ کرتین - اور جنید کا یہ حال تھا کہتے تھے مین بی بی کی
احتیاج اُسی قدر رکھتا ہون جیسے غذا کی مجھے احتیاج ہو - اور بعض علما نے
بعضے لوگون کو صوفیون کے حق مین طعن کرتے ہوے سنا اُنہا سے کہا عجب وہ کیا چیز ہو
تیرے نزدیک اُنمین کیا نقصان کی بات ہو تو کہا یہ لوگ کھاتے بہت ہین سو
کہا اور تو بھی اگر بھوکا ہو جیسے وہ بھوکے ہوتے ہین تو ایسے ہی کھانے جیسے
وہ کھاتے ہین بعدہ کہا اور نکاح بہت کرتے ہین سو کہا اور تو بھی اگر شرمگاہ کا
حفظ کرے جیسے وہ حفظ کرتے ہین تو بھی نکاح کرے جیسے وہ نکاح کرتے ہین
کہا اور کچھ اور بھی کہا کہ گانا سنتے ہین تو کہا اور تو بھی اگر نظر کرتا جیسے وہ نظر کرتے ہین تو
سنتا جیسے وہ سنتے ہین - اور سفیان بن عیینہ کہا کرتے بیبیون کی کثرت دنیا سے
نہین ہو واسطے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مین سب سے زیادہ زاہد دنیا کے کم رغبت کرنے والے تھے اور اُنکی چار بیبیان
تھین اور سترہ لونڈیان اُنکی حرم تھین اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہا کرتے
تھے امت مین سب سے بہتر وہ ہو جسکی بیبیان بہت ہون اور اخیار الانبیا مین
یہ بھی ہو کہ ایک عابد دنیا سے عبادت کے لیے قطع تعلق کر کے بیٹھا یہان تک

کہ اپنے اہل زمانہ پر فوقیت لے گیا اُسکا ذکر زمانہ کے نبی کے سامنے ہوا تو کہا اچھا
آدمی ہی اگر وہ سنت سے کوئی چیز ترک نہ کرتا پھر عابد تک یہ بات پہونچی اور اُسے اندوہ
مین ڈالا اور کہا مجھے کیا فائدہ عبادت سے ہی جو مین سنت کا تارک ہون پھر نبی
علیہ السلام کے پاس آیا اور اُس سے پوچھا کہا ہان تو نکاح کا تارک ہی کہا مین نے
اسواسطے نہین ترک کیا کہ اُسے مین حرام جانتا ہون اور مین صرف اس وجہ سے
باز رہا ہون کہ مین فقیر ہون کچھ میرے پاس نہین ہی اور مین خود لوگون پر بار رہون کہ
ایکبار مجھے یہ کھلاتا ہی اور ایکبار مجھے وہ کھلاتا ہی تو مجھے یہ مکروہ معلوم ہوتا ہی کہ
ایک عورت سے نکاح کرون جو سختی اور بلا مین اُسے ڈالون اور خواہ نخواہ اُسے
تنگ کرون تب نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اُس سے کہا اور تجھے بھی امر مانع
ہی کہا ہان آپ نے فرمایا مین تجھ سے اپنی بیٹی بیاہتا ہون اور اپنی بیٹی سے
اُنھون نے نکاح کردیا اور عبداللہؓ بن مسعود کہا کرتے جو میری عمر مین دس
دن ہی باقی رہین تو مجھے یہ بات محبوب و مرغوب ہی کہ مین نکاح کرون اور مجرد
اللہ سے نہ ملون اور اللہ تعالی نے قرآن مین نہین ذکر کیا مگر اُنھین انبیا کا جو
بی بی والے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ یحییؑ بن زکریا علیہما السلام نے نکاح کیا
اس سبب سے کہ وہ سنت ہی اور بی بی کے پاس نہین جاتے تھے اور بعضون کا قول ہی
کہ عیسی علیہ السلام قریب ہی کہ وہ نکاح کرین جب وہ زمین پر اُتر ینگے اور
اُنکے اولاد ہوگی اور بعضون کا قول ہی کہ بی بی والے کی ایک رکعت مجرد کی
ستر رکعت سے بہتر ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ کہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ نکاح میری سنت ہی پس میری سنت

جسنے عمل نہین کیا وہ مجھسے نہین ہی پس تم لوگ نکاح کرو اسواسطے کہ مین تم سے
اُمت کو زیادہ کرنے والا ہون اور جو ذی مقدور ہو تو چاہیے کہ وہ نکاح کرے اور
جو ایسا نہو تو اُسپر روزہ لازم ہین اسواسطے کہ روزہ اُسکے وجا ہین یعنی خصی کرنا ہی
اور یہ بھی ہے مرد کو چاہیے کہ زوجہ کے ساتھ زیادہ خلط اور صحبت کرنے سے پرہیز کرے
تا بحدیکہ ورد و وظائف اور انتظام اوقات سے جاتا رہے اسواسطے کہ اسمین افراط
کرنے سے نفس اور اُسکا لشکر قوی ہوتا ہی اور اُسکی علو ہمت مین فتور پڑتا ہی-
اور یہ بھی ہے آدمی کے لیے بی بی کے سبب دو آفت ہین ایک آفت اُسکے عام حال
کے سبب ہی اور ایک آفت اُسکے خاص حال ہے تو اُسکے حال کی آفت یہ ہی
کہ اسباب معیشت مین اُسے زیادہ اہتمام کرنا ہوتا ہی حسن بصری کہا کرتے واللہ
اُس مرد کی کسی دن صبح نہین ہوگی جو اپنی بی بی کی اطاعت اُسکی خواہش اور
فرمایش کے اندر کرتا ہو مگر یہ کہ اللہ اُسکے مُنھ کے بل دوزخ مین اوندھا ڈالدے
اور خبر مین ہی کہ لوگون پر ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ مرد کی موت زوجہ و مان باپ
اور اولاد کے ہاتھون ہوگی جو اُسے مفلسی کے ساتھ برا کہینگے اور اُسے تکلیفین اُن
چیزون کی دینگے جسکی طاقت اُسے نہوگی تو وہ ایسے کامون مین جائے گا جن مین
اُسکا دین جاتا رہے پس وہ ہلاک ہوگا - اور روایت ہی کہ یونس علیہ السلام کے
پاس ایک قوم آئی تو آپ نے اُنکی ضیافت کی اور آپ اپنے گھر مین آتے اور
جاتے تھے پس اُنکی بی بی اُنکو ستاتی تھی اور اُنپر ظلم اور زیادتی کرتی اور آپ
خاموش تھے تو قوم کو اس سے تعجب ہوا اور اُنسے پوچھتے ہوے ڈرتے تھے
آپ نے کہا تم اس سے تعجب نہ کرو اسواسطے کہ اللہ سے مین نے دعا مانگی ہی

آفت کی طلب ہوتی ہی اور یہ استراحت روح پر موقوف ہی اور جب روح مین جوہر
الوہیت کے تعلق کے ساتھ مخصوص ہی وہ ذبیل اور بطالہ بن جاتا ہی تو روح مین بلادت
اور عبادت آجاتی ہی اور فتوح کی ترقی کا سد باب ہوتا ہی اور اس بلادت کا شعور
اور امتیاز روح کے اندر مستتر ہوتا ہی تو چاہیے کہ تم ڈرو اور حذر کرو اور اس قبیل کی
آفت ایک گروہ مین پھیل گئی ہی جو مشاہدہ کے قایل ہوئی ہی اور چونکہ باب جلال
مین ایک بطالہ جیسا ہو جس سے روح کی تلاوت وظائف جب بارگاہ الٰہی کے
قیام مین پیدا ہو گویا تمھارا ظن اُس شخص کے حق مین ہی جو باب غیر مشروع مین دعوی
کرتا ہی اسکو سکون نفس مغرور اور مفتون کرتا ہی اور یہ گمان اُسکو ہی کہ سر گروہ از قبیل ہوی
ہوتا تو نفس کو سکون ہوتا اور حال یہ ہی کہ نفس اہین ہمیشہ ساکن نہین ہوتا بلکہ روح
سے وہ وصف سلب کرتا ہی اور اُسے اپنی طرف اس صورت سے اخذ کرتا ہی کہ مین
اُن باتون سے بچ گیا ہون جنمین اور لوگ مشاہدہ سے مفتون اور مغالطہ مین پڑے
ہوے ہین تو مین نے صورت فسق سے جو اُسکے نزدیک شراب شہوت کی جھاگ اور
کف ہین محفوظ اور معصون امر ہی حاصل کیا ہی اسواسطے کہ اگر علت شراب کی جاتی
رہتی تو جھاگ اور کف باقی نرہتی تو اس سے قطعاً حذر کرنا چاہیے اور جو تمہین حال حرص
عشق مین دعوی کرے اسکی بات نہین سُننی چاہیے اسواسطے کہ وہ جھوٹا مدعی ہی اور
اسی بات کے واسطے طبیبون نے کہا ہی کہ جماع عشق کے ہیجان کو سکون دیتا ہی ہر چند
مشروق سے ہو پس جاننا چاہیے کہ اُسکی مستند اُسکی شہوت ہی اور جو حال کا اُن مین
دعوی کرے جھوٹا ہی اور یہ سب تنازل بلی بلی والے کی آفتین ہین اور مجردین بیا سے
کی آفت جو دہت کا اُسکی خاطر مین گذرتا ہی اور اُس کے خیال مین آتا ہی —

اور جسکے باطن مین طہارت دی گئی ہو تو اُسکا باطن شہوت کے خطرات سے میلا نہین ہوتا اور اُسکے دل مین خطرہ آئے تو حسن توبہ اور پناہ فقر سے اُسے مٹاتا ہو اور جب فکر نے افسانہ گوئی کی تو خطرہ کثیف اور بدکار رہجاتا ہو اور قلب سے نکل کر سینہ تک پہونچتا ہو اور اس حالت مین خطرہ کے ساتھ عضو کے احساس سے خوف کرے تو یہ پوشیدہ عمل ہو اور کیا ہی بری بات اُس سچے آدمی کے لیے جو حضوری اور بیداری کی طرف تاک لگا رہا ہو پس یہ حال فاحشہ ہو اور بیشک یہ قول کہا گیا ہو کہ خیال فاحشہ کا عارفون کے قلب مین گذرنا ایسا ہی ہو جیسے فعل اُن لوگون کا جو اُسے کرتے ہین واللہ اعلم

بائیسوان باب قول کی بابت ہو جو سماع مین قبول اور اختیار کے رو سے ہو

اللہ تعالی نے فرمایا ہو پس خوشخبری میرے اُن بندون کو دے جو قول کو سنتے ہین پھر اُسمین سے جو احسن اور بہت اچھا ہو اُسکی پیروی کرتے ہین یہ وہ لوگ ہین جنکو اللہ تعالی نے ہدایت کی ہو اور یہ لوگ صاحب عقل و دانش ہین بعضے صوفیہ نے کہا ہو کہ احسن کے معنی یہ ہین کہ جو زیادہ ہدایت اور ارشاد کرے اور حق عزوجل نے فرمایا ہو اور جسوقت اُس چیز کو سنا جو رسول پر اُتاری گئی ہو اُنکی آنکھون کو دیکھیگا کہ آنسو بہا رہے ہین اُن چیزون سے جو اُنھون نے سچی سچی جانی ہین یہ وہ حق سنائی جسمین اہل زبان دو آدمی بھی اختلاف نہین کرتے اُسکے سننے والے کے لیے حکم کیا گیا ہو کہ وہ صاحب ہدایت اور ذی عقل ہو اور یہ سماع ایک حرارت کو یقین کی برودت پر وارد کرتا ہو تو آنکھین آنسو بہاتی ہین اسلیے

کہ وہ آنسو کبھی رنج اور غم کے سبب جوش کرتا ہی اور رنج و حزن گرم ہی اور کبھو شوق
کے سبب جوش کرتا ہی اور شوق گرم ہی اور کبھو ندامت سے جوش کرتا ہی اور ندامت
گرم ہی تو جسوقت سماع ان صفات کو جوش مین لایا ایسے صاحب دل جو یقین
کی برودت سے مملو ہی تو اسکو رلاتا ہی اور آنسوون کو جاری کرتا ہی اسواسطے کہ
حرارت اور برودت جب آپس مین ٹکراتی ہین وہ دونون پانی ٹپکاتے ہین تو جب
قلب مین سماع نازل ہوتا ہی کبھو تو اسکا نزول خفیف ہوتا ہی تو اسکا بدن مین
اثر ظاہر ہوتا ہی اور بدن کی جلد کے بال کھڑے ہو جاتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہی
تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم یعنی اُس سے اُن لوگون کی کھال پر بال کھڑے
ہو جاتے ہین جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہین اور کبھو اُسکا وقوع اور ورود عظیم
ہوتا ہی اور اثر اُسکا سمت دماغ کے اوپر گرتا ہی اُس چیز کے مثال جو عقل کی خبر
دینے والی ہو تو ایک بیحادثہ چیز کا گرنا عظیم معلوم ہوتا ہی پھر اُس سے آنکھو آنسو
گراتی ہی اور کبھو اُسکا اثر روح کی طرف گرتا ہی اور اُس سے روح ایسی موج سے
موجزن ہوتی ہی کہ قالب کا بیان بند قریب ہوتا ہی کہ اُس سے تنگ ہو جاوے اور اُسمین
سماوے تب اُس سے چیخ نکلتی اور فریاد پیدا ہوتا ہی اور یہ سب احوال ہین جنکو
اصحاب حال سے اہل حال پاتے ہین اور کبھو ہواے نفس کی دلالت سے اُسکی
نقل جھوٹے لوگ اتارتے ہین مروی ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ اکثر اپنے ورد مین کسی
ایک آیت سے گذرتے تو آنسو اُنکا گلا دباتا تھا اور تب گر پڑتے اور ایک دو
دو دن گھر سے رہتے کہ لوگ اُنکی عیادت کو آتے اور بیمار سمجھے جاتے تھے
پس سماع اللہ کریم سے رحمت کو کھینچتا ہی - زید بن اسلم نے روایت کی ہی کہا کہ

ابی بن کعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے قرأت کلام مجید کی پڑھی تو
سب کو رقت ہوئی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رقت کے وقت
دعا کو غنیمت جانو اور ام کلثوم سے روایت ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ جب اللہ کے خوف سے بندہ کے بدن پر بال کھڑے ہو جائین تو
اُس سے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہین جسطرح کہ سوکھے درخت سے پتے جھڑتے ہین اور
یہ بھی وارد ہوا ہی کہ جب اللہ کے خوف سے بدن پر بال کھڑے ہو جائین اللہ تعالے
اُسکو دوزخ پر حرام کر دیتا ہی اور یہ سب وہ ہین جنسے انکار نہین کیا جاتا اور
نہ اُنمین اختلاف ہی اختلاف نہین - مگر اشعار و الحان کے ساتھ سننے مین اور سماع مین
بہت کثرت سے اقوال ہین اور احوال جدا جدا ہین بعضے منکر اُسے فسق سے
ملاتے ہین اور بعضے مریض اُسکی شہادت دیتے ہین کہ وہ حق واضح ہی اور
یہ دونون افراط اور تفریط کی طرف کھینچتے ہین - ابو الحسن بن سالم سے پوچھا گیا
کہ سماع کا انکار کس طرح کرتے ہو حالانکہ جنید اور سری سقطی اور ذوالنون
اُسے سنا کرتے تھے تو کہا مین کیونکر سماع کا انکار کرون حالانکہ اُس شخص نے
جائز کہا ہی اور سنا ہی جو مجھ سے بہت بہتر ہی - حضرت جعفر طیار سنا کرتے تھے
وہ منکر وہی ہی جو لہو و لعب سماع مین ہو اور یہ قول صحیح ہی حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ حضرت ابوبکر انکے پاس آئے اُس حال مین
کہ آپ کے پاس دو لونڈیان گا رہی اور دف بجا رہی تھین اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر اوڑھے ہوئے تھے تو ان لونڈیون کو ابوبکر نے
جھڑکا اُسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منھ کھولا اور فرمایا

ابو بکر ان دونوں کو چھوڑ دو کہ ہر آئینہ عید کے دن ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ مجھے اپنی چادر میں چھپا لیتے اور میں ان
حبشیوں کی طرف دیکھتی جو مسجد میں کھیلتے تھے حتی کہ تھک جاتے اور شیخ ابو طالب
مکی رحمہ اللہ نے اسکا ذکر کیا ہے جو اسکے جائز رکھنے کی دلالت کرتی ہے اور بہت سے
سلف صحابی اور تابعین وغیرہم سے نقل کی ہے اور شیخ ابو طالب مکی کا قول معتبر ہے
کہ علم وافر اور کمال حال انکو تھا اور سلف کے احوال جانتے تھے اور ورع وتقوے
انہیں تھا اور صواب اور اولی کو سوچتے اور شائستہ کرتے تھے اور اسنے کہا ہے کہ
سماع حرام ہے اور حلال ہے تو جسنے اسے نفس کے مشاہدہ شہوت اور ہوی سے سنا
وہ حرام ہے اور جسنے اسکے معقول کو مباح صفت پر لونڈی یا زوجہ سے سنا وہ شبہہ ہے
اس لیے کہ لہو اسمیں داخل ہے اور جسنے اسے قلب سے سنا جو ایسے معانی کا مشاہدہ
کرتا ہے کہ اسکو دلیل پر پہونچاتا ہے اور اسکے شاہد طرقات جلیل ہیں تو وہ مباح ہے
اور شیخ ابی طالب مکی کا قول ہے اور وہ صحیح ہے پس اب اسکے منع اور تحریم پر پہلا
قول نہیں ہوتا اور نہ اسکے سننے والے پر انکار کیا جاتا ہے جیسا کہ اسکے انکار کرنے
پر انکار کرنے والے قاری لوگ زاہد نہیں ہوتے ہیں اور نہ اسمیں علی الاطلاق
صفت روحانی ہے جیسا کہ بعضی بار اسکے ساتھ چھوڑنے والے اسکے شروط اور
آداب کے جاننے والے امر پر رکے ہیں اور ہم تفصیل وار اسمیں جو امر ہے اسکو
بیان کرینگے اور تحریم اور تحلیل سے اسکی ماہیت کو دفع کرینگے پس دف اور
بانسری ان دونوں میں ہرچند مذہب شافعی کے موافق وسعت ہے مگر ان دونوں
کا ترک اور احوط کا لینا اور خلاف سے نکلنا اولے ہے اور اس سے

سوا اگر قصائد بہشت اور دوزخ کے ذکر اور آخرت کی ترغیب اور ملک جبار کے
نعمتون کی توصیف اور عبادات کے تذکرہ اور خیرات کی طرف شوق دلانے مین
ہون تو انکار کی کوئی سبیل نہین ہی اور اسی قبیل سے ہین غازی اور حاجی لوگون کے
قصیدے جہاد اور حج کی تعریف مین جن سے غازیون کے دبے ہوے عزم اور
حاجیون کے ٹھنڈے شوق جوش مین آئین مگر جو قصائد ایسے ہون جسمین ذکر
قد اور رخسار اور عورتون کے حسن وجمال کا ہو تو ایسے سماع کے لیے جماعۃ اہل
دیانات کے لائق نہین ہی اور اگر ایسے ہون جنمین ذکر جدائی اور وصل اور قطع
اور منع کا اس قسم سے ہو کہ جسکا محمول امور حق سبحانہ وتعالی پر کرنا قریب ہو اور
وہ مریدون کے احوال بدلتے رہنا اور طالبین کے سر پر آفات آنی ہی اور جو
اسکو سننے اور اسکے نزدیک ایک حادثہ ہو گذشتہ پر نادم ہو یا اسکے نزدیک
امور آیندہ کا عزم زیادہ ہو تو اسکے سماع پر کیونکر انکار کیا جاے اور پھر آئندہ
کہا گیا ہی کہ بعض اہل وجد سماع سے رزق اور قوت پاتے ہین اور اس سے
طی اور وصال کے روزون کے لیے تقویت حاصل کرتے ہین اور سماع کے وقت
شوق جوش کرتا ہی کہ اس سے بھوک کی سوزش جاتی رہتی ہی پھر جب بندہ ایک
بیت شعر کی سنتا ہی اور اسکا قلب اسمین حاضر ہوتا ہی گویا وہ ساربان حدی خوان
سنتا ہی جو کہتا ہی مثلاً سے الٰہی توبہ کرتا ہون کہ مین نے خطا کی اور رہ ہوے
افزون معاصی ؛ مگر لیلے کے عشق اور اسکے ملنے ؛ اور اسکے دیکھنے سے
توبہ کب کی ؛ اور اسکا دل خوش ہوتا ہی کیونکہ وہ اسمین ایک وقت عزم کی
پاتا ہی جس سے آخر وقت تک امر حق پر ثابت قدم ہے وہ اس سماع مین

ذکر الٰہی کرنے والا ہوتا ہی ہمارے بعض اصحاب نے بیان کیا ہی کہ ہم اپنے یارون
کے وجدون کو تین چیزون مین پہچانا کرتے تھے سوال کے وقت غصہ کے وقت اور
سماع کے وقت - اور جنید کا قول ہی کہ اس گروہ پر تین جگہ رحمت نازل ہوتی ہی
کھانے کے وقت اسواسطے کہ وہ فاقہ کے بعد کھانا کھاتے ہین اور جب باہم ملکر
ذکر الٰہی کرتے ہین اسواسطے کہ وہ وقت سماع صدیقین اور احوال انبیا مین قیام
و اعتکاف کرتے ہین اسواسطے کہ یہ لوگ وجد اور حال سے سماعت کرتے ہین
اور حق کے سامنے حاضر ہوتے ہین اور رویم سے صوفیہ کے وجد عند السماع
کی بابت پوچھا گیا تو کہا کہ یہ لوگ اُن معانی سے آگاہ ہوتے ہین جو اور غیر لوگون سے
چھپے ہوئے ہین پس اُنکی طرف اشارے وہ معانی کرتے ہین کہ یہان آؤ یہان آؤ
اور اس سے خوشی کے باعث لطف اور حظ اٹھاتے اور ناز و نعمت سے متمتع
ہوتے ہین اور وقت پر حجاب آجاتا ہی تب یہ خوشی پلٹ کر زاری ہو جاتی ہی پھر
بعضے تو چیخین سے کپڑے پھاڑتے ہین اور بعضے آنکھین سے روتے ہین اور بعضے
چیخین مارتے ہین - محمد بن سلیمان سے روایت ہی کہ وہ کہتے تھے واجب سماع
استتار اور تجلی کے درمیان ہی تو استتار سوزش پیدا کرتا ہی اور تجلی مرید کا
فائدہ دیتی ہی اور استتار سے حرکات مریدین کے پیدا ہوتے ہین اور وہ
مبتدیونکا محل ہی اور تجلی سے واصلین کو سکون حاصل ہوتا ہی اور وہ محل استقامت
اور تمکین کا ہی اور اسی طرح محل حضرت ہی کہ اسمین بجز اسکے کہ مورد ہیبت مین
لاشیان کھایا کرے اور کچھ نہین ہی اور عبد الرحمن سلمی نے کہا کہ مین نے اپنے دادا
سے سنا ہی کہ وہ کہتے تھے مستمع کو چاہیے دل زندہ اور نفس مردہ سے سماع کو

سُنے اور جسکا دل مردہ اور نفس زندہ ہو اُسکے لیے سماع حلال نہین ہی اور اس
قول اللہ تعالی کے معانی مین یزید فی الخلق ما یشاء۔ کہا گیا ہی کہ صوت حسن
اور آواز خوش ہی اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی اللہ خوش آواز آدمی کے
قرآن کو اُس سے بڑھکر سُنتا ہی جو کوئی مالک اپنی لونڈی کی بات سُننے کی طرف
کان لگاکر سُنتا ہی۔ جنید سے نقل ہی کہ خواب مین ابلیس کو مین نے دیکھا
تو اُس سے کہا کہ ہمارے یارون سے کسی چیز مین ظفریاب ہوتا ہی یا اُن سے
تجھے کچھ ملتا ہی تو جواب دیا کہ میرے اوپر اُنکا کام دشوار ہی اور میرے اوپر
بڑی مہم ہی کہ اُنسے مین کچھ پاؤن مگر یہ کہ دو وقت مین مین نے کہا کسوقت کہا
ایک سماع کے وقت اور نظر کے وقت کہ اُنسے اسمین چور لیتا ہون اور
اُس سے اُنپر مین پہونچتا ہون کہا مین نے اپنا خواب بعض مشائخ سے کہا تو
اُسنے جواب مین کہا کہ اگر مین اُسے دیکھتا تو اُس سے کہتا کہ ای احمق جسنے اُس سے
سماع کیا جبکہ سماع کیا اور جسنے نظر اُسکی طرف کی جبکہ اُسنے نظر کی تو اُس سے
تجھے کچھ راحت ملتی ہی یا اُس سے تو کچھ اثر اُٹھا سکتا ہی تو مین نے کہا آپ نے سچ کہا
اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرے پاس ایک کنیز تھی کہ مجھے گانا سُناتا
رہی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور وہ اپنے بدستور
گاتی رہی پھر عمر آئے تو وہ بھاگ گئی اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہنسے تو عمر نے کہا یا رسول اللہ کس چیز سے آپکو ہنسی آئی تو آپ نے اُنسے
کنیز کی بات کہی تو عمر نے کہا کہ مین یہان سے نہ ہٹون گا جبتک کہ مین
وہ نہ سُن لون جو رسول اللہ نے سُنا ہی تب حضرت علیہ السلام نے اُس

کنیز کو حکم دیا اور اُسنے گانا سنایا۔ اور شیخ ابو طالب مکی نے ذکر کیا ہی کہ عطار کے یہان دو کنیزین تھین جو گانا گاتی تھین اور اسکے بھائی اُن کنیزون کے پاس جمع ہوتے تھے اور کہا مین نے ملاقات ابو مروان قاضی سے کی ہی اور اُسکے یہان کنیزین تھین جو گانا سنایا کرتین کہ صوفیہ کے لیے تیار کی تھین اور یہ قول جو مین نے نقل کیا ہی شیخ ابو طالب مکی کا ہی پھر کہا اور میرے نزدیک مین اس سے اجتناب صواب اور بہتر ہی اور وہ نہین قبول کیا جاتا مگر اس شرط سے کہ قلب طاہر ہو اور آنکھ بند ہو اور قول اللہ تعالی کے شرط کا وفا ہو یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور۔ اور یہ قول شیخ ابو طالب مکی سے نہین ہی مگر عجیب اور غریب اور اسکے مثل سے نشرہ صحیح ہی اور حدیث مین داؤد علیہ السلام کی مدح کے اندر وارد ہی کہ وہ خوش آواز اپنے اوپر نوحہ اور زبور کے پڑھتے مین تھے یہان تک کہ انس و جن اُنکی آواز سُننے کے لیے جمع ہو جاتے اور ہزارون جنازہ اُنکی مجلس سے اُٹھائے جاتے تھے۔ اور ابی موسی اشعری کی تعریف مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہر آئینہ وہ آل داؤد کی مزامیر سے ایک مزمار عطا کیا گیا ہی اور رسول اللہ علیہ السلام سے روایت ہی کہ آپنے فرمایا ہی کہ ان من الشعر لحکمۃ۔ یعنی ہر آئینہ شعر حکمت ہی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور آپ کے پاس ایک قوم بیٹھی قرآن پڑھ رہی تھی اور ایک قوم شعر پڑھتی تھی تو اُس شخص نے کہا یا رسول اللہ قرآن اور شعر آپ نے فرمایا۔ من ہذا مرۃ ومن ہذا مرۃ۔ یعنی ایک دفعہ اس سے اور ایک دفعہ اس سے اور نابغہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہی بیتین پڑھین جنمین کی

یہ ہین سے ولا خیر فی حلم اذا لم یکن لہ + بوادر تحمی صفوہ ان یکدرا + ولا خیر

فی امر اذا الم یکن لہ حلیم اذا ما اورد الامر اصدرا۔ یعنی اُس حلم مین کوئی خیر و خوبی نہین ہے جب کہ اُسکو یہ بات حاصل نہین ہے کہ خطا اور غلطی کو اسکی صفائی کدورت سے حفاظت نہ کرے اور نہ کوئی خوبی اُس مانع مین ہے کہ اُسکے لیے کوئی ایسا حلیم نہو کہ جب وہ کسی امر کو وارد کرے تو اُسکا اصدار بھی کرے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا یا ابا لیلی اللہ تیرے مُنہ کی آواز بند نکرے بعد ازان وہ سو برس سے زندہ رہا اور وہ سب آدمیون سے زیادہ خوبصورت اور خوشنما اُسکے دانت آگے کے تھے۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسان کے لیے مسجد مین منبر رکھواتے تو وہ منبر پر کھڑے ہو کر اُن لوگون کی ہجو کرتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتے تھے اور آپ فرماتے صلی اللہ علیہ وسلم کہ روح القدس حسان کے ساتھ ہے جب تلک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لڑائی لڑتے ہین۔ اور ابو العباس خضر کو بعضے صالحین نے دیکھا کہا کہ مین نے اُس سے کہا سماع کی بابت کیا کہتے ہو جسمین اصحاب اختلاف کرتے ہین کہا وہ صاف آب زلال ہے کہ اُسپر کوئی نہین ٹھہرتا مگر علما کا قدم۔ اور ممشاد دینوری سے منقول ہے کہ کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا تو مین نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ اس سماع سے کچھ انکار کرتے ہین فرمایا کہ مین اُس سے انکار نہین کرتا مگر اُن سے کہدے کہ اُس سے پہلے قرآن پڑھین اور اُسکے بعد قرآن پڑھین سو مین نے کہا یا رسول اللہ وہ لوگ مجھے ایذا دیتے اور خوش ہوتے ہین آپ نے فرمایا کہ تحمل کر یا ابا علی کہ وہ تیرے اصحاب ہین پس ممشاد فخر کرتے اور کہتے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنیت بخشی۔ مگر وجہ

انکار کی انہین یہ ہی کہ ایک مریدون کی جماعت مبادی ارادہ مین ہین اور صدق
مجاہدہ پر اُنکے نفوس مشتاق نہین ہوتے تاکہ صفات نفس کے ظہور اور احوال قلب
کا علم اُنکو پیدا ہو اور اُنکی حرکات کو قانون علم سے منضبط کرین اور وہ جان لین کہ
اُنکے فائدہ کی باتین کیا ہین اور اُنکے نقصان کی باتین کیا ہین۔ حکایت ہی کہ
جب ذوالنون بغداد مین آئے تو ایک جماعت اُنکے پاس آئی اور اُنکے ساتھ
ایک قوال تھا پھر آپ سے اُن لوگون نے اجازت مانگی اور آپنے کہا اچھا
اُسوقت قوال نے یہ اشعار کہے ؎ صغیر ہواک عذبنی ✤ فکیف بہ اذا احتنکا ✤
وانت جمعت من قلبی ✤ ہوے قد کان مشترکا ✤ اما ترثی لمکتئب ✤ اذا ضحک الخلی
بکا ✤ پھر اُنکا دل خوش ہوا اور کھڑے ہو گئے اور وجد کیا اور پیشانی کے بل گر پڑے
اور اُنکی پیشانی سے خون ٹپکتا تھا اور زمین پر نہین گرتا تھا پھر اُن لوگون مین سے
ایک شخص کھڑا ہوا سو اُسکی طرف ذوالنون نے دیکھا اور کہا خوف اور اندیشہ کر
اُس سے جو تجھے دیکھتا ہی جبکہ تو کھڑا ہوتا ہی پھر وہ شخص بیٹھ گیا اور اُسکا بیٹھنا
اُسکے صدق اور علم کے سبب تھا کہ وہ کامل الحال نہین ہی تو وجد کے ساتھ
کھڑے ہونے کے لائق اور قابل نہین ہی پس انہین سے ایک شخص بغیر سوچے
اور بغیر جانے اپنے قیام کے کھڑا ہو جاتا ہی اور یہ اس سبب سے ہوتا ہی کہ جب
اُسنے ایک موزون لحن راگ کے سُنے اور نفس کا حجاب جو طبیعت کے
انبساط سے مترشح ہی قلب کے چہرہ پر لٹک پڑتا ہی اور طبیعت سے جو خوشی پیدا
ہوتی ہی اُسکے خوف کو کم کر دیتی ہی تو پھر وہ اُٹھ کھڑا ہوتا ہی اور موزونیت کے
ساتھ رقص کرتا ہی جو تصنع سے ملا ہوا ہوتا ہی اور وہ اہل حق کے نزدیک

حرام ہی اور وہ گمان کرتا ہی اُسے کہ قلب کی خوشی ہی اور حالانکہ اُسنے نہ وجد قلب کو دیکھا ہی نہ اسکی خوشی کو اللہ تعالی کے ساتھہ دیکھا ہی اور سمجھے یہی زندگی کی قسم ہی کہ وہ قلب کی خوشی ہی ولیکن قلب نفس کے رنگ سے رنگا ہوا ہی جو ہوی کی طرف مائل اور ہلاکت کے لیے موافق ہی نہ وہ حرکات مین حسن نیت کی طرف راہ پاتا ہی اور نہ وہ صحت ارادت کی شرائط کو پہچانتا ہی اور ایسے رقص کے لیے کہا گیا ہی کہ الرقص نقص یعنی رقص نقصان ہی اسواسطے کہ طبیعت سے صادر ہوا ہی نیت صالح کے مقرون نہین ہی علی الخصوص جبکہ اُسکے حرکات کی آمیزش صریح نفاق اور دوزنگی کے ساتھہ تودد اور تقرب بعض حاضرین سے جا ملی ہو بغیر اسکے کہ نیت ہو بلکہ نشاط نفس کی دلالت سے اور وہ یہ ہی کہ وہ معانقہ کرتا ہی اور ہاتھہ پانون کو بوسہ دیتا ہی اور اسکے سوا اور حرکات جنپر متصوفہ سے کوئی بجز اُنکے اعتماد نہین کرتا جسکو تصوف سے سوا لباس اور صورت محض کے اور کچھہ حاصل نہین ہی یا کہ قوال اور وہ جسکے دیکھنے کی طرف نفوس منجذب ہوتے ہین اور اُس سے لذت حاصل کرتے ہین اور دل مین بُرے خطرے آتے ہین کہ عورت کا سر مجلس قریب ہو اور باطن جو ہوی سے بھرے ہوے ہین حرکات اور رقص اور اظہار تواجد کی سفارت سے مراسلت اور خط کتابت کرتے ہین تو یہ عین فسق ہی جسکی حرمت پر اجماع و اتفاق ہی تو اسوقت پچھلے لوگ یعنی جنکا آخر مین ذکر ہوا زیادہ کی امید کے قابل اور درست حال ان لوگون سے ہین جنکا یہ منصوبہ اور یہ حرکتین ہین اسواسطے کہ وہ اُنکا فسق دیکھتے ہین اور یہ اُسکو نہین دیکھتے اور اُسے عبادت خیال اُس شخص پر کرتے ہین جو نہین جانتا کہ اُس نے اہل دیانات سے ایک کو تہمت

نگاہی اُسپر راضی ہوتا ہی اور اُسکو بُرا نہین جانتا۔ تو اس وجہ سے منکر کیلیے انکار پہونچا اور وہ معذرت کا مستحق ہی سو بہت سی حرکتین سخت عداوت کی موجب ہوتی ہین اور بہت سی بر انگیختیان وقت کو بے رونق کردیتی ہین پس منکر کا مرید طالب پر انکار ایسی حرکتون سے اُسکو روکتا ہی اور ایسے مجالس سے اُسے ڈرتا ہارکر اور یہ انکار صحیح ہی اور کبھو ایسا ہوتا ہی کہ بعضے صادق سچے آدمی ایک بے تال اور وزن کے سبب رقص کرنے لگتے ہین بدون اسکے کہ وجد اور حال کا اظہار کرین اور اسمین وجہ اُسکی نسبت کی یہ ہوتی ہی کہ وہ بسا اوقات حرکت مین بعضے فقرا سے موافقت کرتا ہی پھر وہ ایک موزون حرکت کے ساتھ جنبش کرتا ہی بدون اُسکے کہ وہ وجد اور حال کا دعویٰ کرے اُسکی حرکت باطل کی طرف پھیری جاتی ہی اسواسطے کہ وہ حرکت ہرچند شرع کے حکم مین حرام نہین ہی مگر وہ بحکم حال حلال نہین ہی اسوجہ سے کہ اسمین لہو ہی تو اُسکی حرکات اور رقص اُن مباحات کی قبیل سے ہو جاتی ہین جو اُسپر ہنسی اور کھیل اور لہو لعب اور اولاد کے کھلانے سے گذرتے ہین اور یہ خوش دلی کے باب مین داخل ہوتے ہین اور یہ اکثر حسن نیت کے سبب حادث ہوجاتا ہی جب اُس سے نیت ہو کہ نفس کی تکان دور کرے۔ جیسے کہ حضرت ابی دردا رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ آپ نے کہا کہ مین ایک باطل شی سے اپنے نفس کی تکان دور کرتا ہون تاکہ یہ مددگار میرے لیے حق پر ہو اور آرام کے مقام پر نماز کا اوقات مین پڑھنا مکروہ ہی کہ اللہ کا کام کرنے والے آرام پائین اور نفوس اپنے بعض مقاصد کے ساتھ ترک عمل سے مدارات کیے جائین اور جبلت کی جگہہ

خوش آیند معلوم ہون اور اپنی ترکیب مختلف اور پیدائش کی ترتیب سے آدمی ہر
قسم کا نے حصول خلقت کے اقسام سے ہوتا ہی اور اسکی شرح دوسرے کسی باب مین
گذر چکی ہی اُسکے قوی حق محض پر صبر کرنے کو وفا نہین کرتے تو ایسی باتون مین جنکا
ہم نے ذکر کیا ہی وسعت کا دینا اُس قسم کے مباح سے ہی جو لہو کی طرف جو باطل ہی
کشش کرے اُس سے حق پر مدد لیجاے اسواسطے کہ مباح اگرچہ حقیقت شرع مین
باطل نہین ہی اسواسطے کہ مباح کی تعریف یہ ہی کہ اُسکے دونون طرف برابر ہون اور
دونون جانب اُسکے معتدل ہون مگر یہ کہ وہ احوال کی نسبت باطل ہی اور مین نے
سہیل بن عبد اللہ کے بعضے کلام مین دیکھا ہی کہ وہ صادق کے وصف مین کہتے ہین
کہ صادق کا جہل اُسکے علم کے لیے زیادت اور اُسکا باطل اُسکے حق کے لیے مزید
اور اُسکی دنیا اُسکی آخرت کے لیے مزید ہی اور اسی واسطے جائز رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے لیے عورتین محبوب کی گئین تاکہ یہ اُسکے نفس شریعت کا حظ ہونگی طہارت و تقدس کے
مقام کے لیے ہو جسکو اُسکے عفو نا عطا کیے ہین اور اُسپر حقوق اُسکے بڑھائے گئے ہین
تو جو کچھ باطل صرف کا نصیب غیر کے حق مین مباحات مقبولہ رخصت شرعی مردود
بعزیمت حالت ہو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین عبادات کے نقش اور
نقصان سے منقش اور فرض ہو اور یہ آیتہ نکاح کی فضیلت مین ایسا ہی
وارد ہوا ہی کہ وہ دلالت اسپر کرتا ہی کہ نکاح عبادت ہو اور اسی سے
بطریق قیاس اسکا اشتمال دین و دنیا کی مصلحتون کو ہی اس بناپر کہ بعض
شرح کرنے والون نے مشغول ہونا نکاح کا نوافل العبادات خلوت سے افضل
کہا ہی اور اسی طرح جیسا کہ نفس کی [illegible]

حال کے دعوی سے الگ ہونے والا اسمین انکار منکر سے خارج ہوتا ہی لہذا رقص
اُسکا نہ اُسکے لیے مضر ہی اور نہ اُسکے لیے مفید ہی اور بسا اوقات حسن نیت کے
سبب تفریح مین عبادت ہو جاتی ہی خصوصاً جب کہ وہ اپنے نفس مین اپنے
پروردگار کے ساتھ خوشی کو مضمر کرلے اور اُسکی رحمت اور عطوفت کے نام ہونے
پر نظر کرے لیکن مشائخ اور اُنکے اقتدا کرنے والون کے لائق رقص نہین ہی اسوجہ
سے کہ اسمین لہو کی مشابہت ہی اور لہو اُنکے منصب کے سزاوار نہین ہی اور اس
قسم کی بات متمکن کے حال کے خلاف اور مباین ہی اور وجہ اُسکی کہ سماع مین
انکار ممنوع ہی یہ ہی کہ جو شخص مطلق سماع کا منکر ہی بدون اُسکے کہ تفصیل کرے
تین باتون مین ایک بات سے خالی نہ ہوگا یا تو وہ سنن اور احادیث سے جاہل
اور ناواقف ہی یا کہ وہ فریفتہ اُن اعمال اخیار پر ہوا ہی جو اُسکے لیے مقدر
ہوے ہین اور یا وہ طبیعت کا غبی ہی کہ اُسے ذوق ہی نہین جو انکار پر اصرار
کرتا ہی اور ہر ایک ان تینون مین سے مقابل اُسکے کرے جو اُسکے آگے قریب
آتا ہی پہلے جو حدیثون اور آثار سے ناواقف ہی وہ اُس سے واقف ہو جو ہم حدیث
عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیان کر چکے ہین اور اخبار و آثار جو اس باب مین وارد
ہین اور حبشی بازی کرنے والون کی حبشی بازی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی رخصت کو جان گیا جو حبشہ کے لیے رقص مین تھی۔ اور اُنکی طرف عائشہ
رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھا اُسوقت جبکہ
حرکت اور جنبش اُن طرح سے گئے ہوے ہون جنکا ہم نے ذکر کیا ہی اور
پھر یہ بھی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ

سے فرمایا تو مجھ سے ہی اور میں تجھ سے ہوں اسپر وہ اُچھلے اور کودے اور جعفر سے آپ
نے فرمایا کہ تو مجھ سے خلق اور خلق میں مشابہ ہی تو وہ اُچھلے اور کودے اور زید سے
فرمایا کہ تو ہمارا بھائی ہی اور ہمارا مولا ہی تو وہ اُچھلے اور کودے اور جعفر اپنے بھتیجے حمزہ
کے قصہ میں اُچھلے اور کودے تھے جسمیں علی اور جعفر اور زید باہم جھگڑے تھے
اور جو منکر کہ اسپر مغرور ہو کہ اعمال اختیار اُسکے مقدر کیے گئے ہیں سے کہا جاے
آپ کا تقرب الی اللہ عبادت کے سبب اسواسطے ہی کہ تیرے اعضا و جوارح عبادت
میں لگے ہوے ہیں اور اگر تیری نیت قلب کی نہ ہوتی تیرے جوارح یعنی ہاتھ پاؤن
کے عمل کیلیے قدر نہوتی اسواسطے کہ اعمال نیتوں کے ساتھ ہیں اور ہر ایک
شخص کیلیے وہی ہی جو اُسنے نیت کی اور نیت اسوجہ سے ہی کہ تو اپنے رب
کی طرف خوف اور رجا کی نظر سے دیکھتا ہی تو جو کوئی شعر ایک بیت کا سُننے والا
ہی تو اُس سے وہ معنی اخذ کرتا ہی جو اُسکو یاد اُسکے رب کی دلاتا ہی خوشی سے یا
غم سے یا عاجزی سے یا نیازمندی اور محتاجی سے۔ کس طرح اس قسم کے احوال
میں اُسکا قلب جبکہ وہ اپنے پروردگار کو یاد کرتا ہی اُلٹ پلٹ ہوتا ہی اور اگر
کسی پرندکی آواز سُنی یہ آواز سُنکر خوش ہوتا ہی اور اللہ تعالی کی قدرت میں فکر کرتا ہی
کہ پرندکا گلا کیا اچھا بنایا ہی اور اُسکا حلق اُسکے بس میں کر دیا ہی اور کس طرح
اُسکے حلق سے آواز نکلتی ہی اور کانوں تک پہونچتی ہی اس تمام فکر میں وہ
تسبیح اور تقدیس کرنے والا ہی پھر وہ جب آدمی کی آواز سُنتا ہی اور اسطرح کی فکر
اُسکے سامنے موجود ہوگی اور اُسکا باطن ذکر اور فکر سے بھر گیا تو کیونکر اُسکا انکار
کیا جاسکتا ہے بعضے صالحین نے حکایت کی ہی کہ میں دریا کنارے جدہ کی

مسجد مین معتکف تھا تو ایک روز مین نے ایک قوم دیکھی کہ اُسکے ایک طرف وہ
لوگ کچھ پڑھ رہے تھے تو اپنے دل مین مین نے اُسے بُرا جانا اور کہا کہ اللہ تعالی
کے گھرون مین سے ایک گھر مین شعر خوانی کرتے ہین پھر مین نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو خواب مین اُسی رات دیکھا اور آپ اُسی قریب دیوار مین بیٹھے
ہوئے تھے اور آپ کے برابر ابوبکر تھے اور اُسوقت ابوبکر کچھ گن گنا رہے تھے اور
حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکی طرف کان لگائے سُن رہے تھے اور اپنا ہاتھ
سینہ پر اسطرح رکھتے تھے جیسے کوئی اُس سے وجد کرتا ہو تب اپنے دل ہی دل
مین مین نے کہا کہ مجھے یہ سزاوار نہین ہی کہ ان لوگون کو جو سُن رہے تھے برا جانون
اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سُن رہے ہین اور ابوبکر آپ کے برابر گن گنا
رہے ہین اُسوقت مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا اور آپ
فرمارہے ہین کہ یہ حق ہی یا حق از حق ہی ہان جسوقت کہ یہ آواز امرد کی ہو جسکی
طرف دیکھنے سے فتنہ کا خوف یا عورت غیر محرم کی ہو اگرچہ اذکار اور افکار سے
جو ہم نے ذکر کیے اپنا سے سُننا اسکا فتنہ کے خوف سے حرام ہی نہ کہ صرف
آواز کی وجہ سے بلکہ صورت کا سماع جسکو فتنہ گردانا جاتا ہی اور پھر ایک حرام کا
ایک حکم ہی جو مصلحت کی وجہ سے ممانعت کا حکم کھینچتا ہی جیسے بوسہ جوان
[illegible] وقت حرام کا حریم بنا لیا گیا اور جیسے نامحرم عورت کے ساتھ
خلوت مین ہونا اور اُسکے سوا جو ہو پس ان بنا پر مصلحت اسکی مقتضی ہی کہ
سماع سے منع کیا جاوے جبکہ فتنے وغیرہ کا حال اور اس بات کا جسکی طرف
اُسکو سماع اُسکا پہونچاتا ہی پس اسطرح حریم حرام ممنوع ہوتا ہی اور دیکھو سماع کا

انکار وہ شخص کرتا ہی جسکی طبیعت جامد یعنی بستہ اور افسردہ ہو کہ اُسے ذوق ہی نہیں ہی جو نامرد کہا جاتا ہی جسکو لذت جماع سے واقفیت نہیں ہی اور اندھے کو جمال ذاتی سے نفع نہیں اور جو مصیبت میں نہ پڑا ہو وہ استرجاع (انا للہ وانا الیہ راجعون) نہ کہیگا پھر کیا انکار اُس دوست سے کیا جاے جسکا باطن شوق اور محبت سے پر و رش یافتہ ہی اور وہ اپنی روح کو پرندۂ نفس امارہ کے پنجرہ کی ضیق میں قید دیکھتا ہی اُسکی روح کو جھونکے حب وطن کی ہوا کے لگتے ہیں اور معرفت کی فوج کے طلایہ نظر آتے ہیں اور وہ نفس کے سبب پردیس میں ہی جدائی کے پیالے گھونٹ لے لے کر پی رہا ہی مجاہدہ کے بار کے نیچے دبا ہی اور مشاہدہ یعنی عالم شہادت کی سوانح اُس سے نہیں اٹھائی جاتی اور ہر چند کثرت اعمال سے نفس کے منازل طے کرتا ہی مگر کعبۂ وصال کے پاس نہیں پہونچتا اور اُسکے لیے لٹکے ہوے پردے نہیں کھولے جاتے تو لمبی لمبی سانس لے کر خوش ہوتا ہی اور سختی اور گزندگی شدت سے ہلاکت کے ساتھ راحت پاتا ہی اور نفس اور شیطان سے جو دونوں مونع اُسکے ہیں مخاطب ہو کر کہتا ہی ~ ایا جبلی نعمان باللہ خلیا ۞ نسیم الصبا یخلص الی نسیمہا ۞ فان الصبا ریح اذا ما تنسمت ۞ علی قلب محزون تجلت ہمومہا ۞ اجد بردہا او تشف منی حرارۃ ۞ علی کبد لم یبق الا صمیمہا ۞ الا ان ادوای علیلی قد بلیتہ ۞ وقتل داء العاشقین قدیمہا ۞ ترجمہ نعمان کی دو جبل واسطے خدا کے چھوڑ دو ۞ باد صبا کو جسکے ملاپ سے آتے دور ہموم ۞ باد صبا عجب ہی ہوا جب کہ وہ چلے ۞ میرے دل حزین پہ تو جاتے رہیں ہجوم ۞ ٹھنڈک تجھے ملے کہ تشفی جگر کو ہو جو گرمی سے جسمیں مغز رکھا ہیں نے تمام مختوم ۞ میرے مرض قدیم ہیں لیلے کے عشق کے ۞

ہو جو مرض قدیم مچاتا وہی ہے دھوم + اور شاید کہ منکر کیے محبت نہیں ہے مگر علم کا بجا لانا
اور نہیں اسکے سوا کچھ جان پڑتا اور یہاں نہیں الا خوف اللہ تعالی کا اور اس محبت
خاص کا وہ انکار کرتا ہے جو علماء راسخ اور ابدال مقرب کے ساتھ مختص ہے اور ہر گاہ
اسکے فہم قاصر میں یہ بات قرار پا چکی کہ محبت استدعا اشکال اور خیال اور خیال
اور اشکال کی کرتی ہے تو قوم صوفیہ کی محبت سے اُسنے انکار کیا اور حالانکہ وہ نہیں
جانتا کہ قوم صوفیہ کے حضرات ایمان کے مراقبہ میں محسوس سے بھی کامل تر کو
پہونچ گئے ہیں اور نفوس و ارواح کو کشف و عیان کی شدت سے تصدق و
قربان کر دیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ نے روایت کی کہ آپ نے ایک لڑکے کا ذکر کیا جو بہاڑ پر بنی اسرائیل میں تھا
اُسنے اپنی ماں سے کہا اماں آسمان کس نے پیدا کیا وہ بولی کہ اللہ نے کہا زمین کسنے
پیدا کی وہ بولی کہ اللہ نے کہا پہاڑ کسنے پیدا کیے وہ بولی کہ اللہ نے بولا کہ ابر
کسنے پیدا کیا وہ بولی کہ اللہ نے پھر اُسنے کہا کہ میں اللہ کے لیے ایک شان اور حال
سنتا ہوں اور پہاڑ کے اوپر سے گر پڑا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا پس جمال ازلی الٰہی
ارواح کے لیے منکشف ہے جو عقل کے لیے مکیف نہیں ہے اور نہ فہم کے لیے منحصر ہے
اسواسطے کہ عقل عالم شہادت کی موکل اور مفوض ہے وہ اللہ سبحانہ سے رستہ نہیں
پاتی ہے مگر وجود محض پاک اور شہود کے حریم کی طرف اُسکو راہ نہیں ملتی جو غیب کے
پردہ میں تجلی کرنے والی ارواح کے لیے ظاہر ہونے والا ہے اور طالب جمال سے
مرتبہ خاص پہونچا اور عام تر اُس سے جو مرتبہ محبت خاص کے عام چھوڑ کر ہیں وہ
جمال کمال کا دیکھتا ہے کبریا اور جلال سے اور علیات و نوال کے استقلال سے

اور اُن صفات سے جو منقسم اُن اشیا کی طرف ہین جو ظاہر اُنسے ابدون مین ہوتین
اور ازلون مین ذات کی لازم ہین پس کمال کا ایک جمال ہی جو حواس سے ادراک
اور قیاس سے اُسکا استنباط نہین ہوتا اور اِس جمال کی دید مین محبین کے ایک
گروہ نے شروع کیا جو تجلی صفات سے مخصوص ہین اور اُسکے موافق اُنکو ذوق اور
شوق اور وجد و سماع مین حاصل ہی اور اولین کو تجلیٔ ذات سے ایک حصہ عطا
ہوا تو اُنکا وجد علے قدر وجود ہی اور سماع اُنکا بحد شہود ہی - اور بعضے مشائخ نے
حکایت ہی کہ ہم نے ایک جماعت اُن لوگون کی دیکھی جو پانی اور ہوا پر چلتے ہین
سماع سُنتے ہین اور اُسپر وجد کرتے ہین اور سماع کے وقت وہ دیوانے
مست ہوجاتے ہین - اور بعضون نے کہا ہی کہ ہم ساحل پر تھے تو ہمارے بعضے
بھائیون نے سُنا تو وہ پانی پر تصرف آمد و رفت کرتے رہتے تھے یہان تک کہ وہ اپنے
مکان کو واپس آئے - اور نقل ہی کہ بعضے ان حضرات سے سماع کے وقت آگ پر
لوٹتے تھے اور اُس سے اُنکو خبر نہین ہوتی تھی - اور نقل ہی کہ بعض صوفیہ کو سماع
کے وقت وجد پیدا ہوا تو شمع لی اور اپنی آنکھ مین کرلی ناقل نے کہا کہ مین اُنکی
نزدیک گیا تعجب ہوا کہ دیکھون تو مین نے آگ یا نور کو دیکھا کہ اُنکی آنکھ سے نکلتا تھا
اور شمع کی آگ کو روکتا تھا - اور شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مین
کہا ہی کہ ہم اگر سماع سے مجمل مطلق غیر مقید مفصل انکار کرین تو ستر صدیق کے اوپر
انکار ہوتا ہی اور اگرچہ ہم جانتے ہون کہ انکار قراء اور عُباد سے کے قلب سے
اقرب ہی مگر ہم ایسا نہ کرینگے اسواسطے کہ ہم وہ جانتے ہین جو وہ نہین جانتے اور
ہم نے سلف کے صحابہ اور تابعین سے وہ سُنا ہی جسکو وہ نہین سنتے اور یہ قول

شیخ کا اس سبب سے ہی کہ انکو احادیث اور آثار کا تبر اعلم تھا جسکے ساتھ ہی اجتہاد اور تحری صواب کا رتبہ حاصل تھا مگر ہم اہل انکار کے لیے زبان معذرت کھولتے ہین اور ہم انکے لیے توضیح سے کہتے ہین کہ فرق کیا ہی اُس سماع مین جو اختیار کیا جاے اور اُس سماع مین جس سے انکار کیا جاے - اور شبلی نے ایک کو یہ گاتے ہوے سُنا ؎ سلمیٰ کو پوچھتا ہون ہی مخبر کوئی بھی یا ن + جسکو یہ علم ہو کہ اُتری وہ ہی کہان + تو شبلی رحمہ اللہ نے ایک نعرہ مارا اور کہا نہین واللہ کوئی مخبر اُسکا دو عالم مین نہین ہی اور بعض نے کہا ہی کہ وجد صفات باطن کا سر ہی جس طرح کہ طاعت صفات ظاہر کا سر ہی - اور ظاہر کی صفات حرکت اور سکون ہی اور باطن کی صفات احوال اور اخلاق ہین اور ابونصر سراج نے کہا ہی کہ اہل سماع کے تین طبقہ ہین پس ایک قوم وہ ہی جو اپنے سماع مین جو وہ سُنتے ہین اُنہین اپنی نسبت مخاطبات حق کی طرف رجوع کرتے ہین اور ایک قوم وہ ہی کہ اُن چیزون سے جو سُنتے ہین اپنے احوال اور مقام اور اوقات کے مخاطبات کی طرف رجوع کرتے ہین تو یہ لوگ علم سے ارتباط اور صدق سے مطالبہ رکھنے والے اُن چیزون مین ہین کہ وہ اللہ کے لیے اُس سے اشارہ کرتے ہین اور ایک قوم وہ فقرا مجردین ہین جنھون نے علائق قطع کر ڈالے اور اُنکے قلوب محبت دنیا اور جمع و منع سے ملوث نہین ہوے سو یہ لوگ اپنے قلب کے خوش کرنے کے لیے سُنتے ہین اور اُنکے لیے سماع لائق ہی اسواسطے کہ وہ سب آدمیون کی نسبت زیادہ سلامت کے قریب ہین اور سب سے زیادہ فتنہ سے بچے ہوے ہین اور جو لوگ دنیا کی محبت سے ملوث ہین تو اُنکا سماع طبیعت اور تکلف کا سماع ہی - اور

بعض صوفیہ سے سوال کیا گیا کہ سماع مین تکلف کیا چیز ہی تو کہا کہ یہ دو قسم ہی ایک تکلف سُننے والے مین طلب جاہ یا نفع دنیوی کے لیے ہی اور یہ فریب اور خیانت ہی اور ایک تکلف اُسمین حقیقت کی طلب کے لیے ہی جیسا کہ کوئی وجد کو تواجد سے طلب کرے اور وہ بمنزلہ اُسکے ہی کہ بہ تکلف گریہ جائز کرے ۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ ہیئت اجتماع بدعت ہی اُسے جواب دیا جائے کہ بدعت محذور اور ممنوع وہ بدعت ہی کہ کسی سنت ماثور کو مزاحم ہو اور جو اس صفت کی نہو تو وہ جائز ہی اور یہ ایسا ہی کہ جس طرح کوئی آنے والے کے لیے اُٹھ کھڑا ہو سو یہ قیام پہلے نہ تھا اور عرب کی عادت مین اُسکا ترک تھا یہان تک کہ منقول ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور آپکے واسطے قیام نہین کیا جاتا تھا اور جن شہرون اور ملکون مین کہ یہ قیام اُنکی عادت ہی تو جب مدارات و قلوب خوش کرنے کے لیے یہ قیام قصد کیا جائے تو جائز ہی اسواسطے کہ ترک اُسکا دلون کو وحشت دلاتا ہی اور سینون کو غصے سے بھرتا ہی پس یہ قیام عشرت اور حسن صحبت کے قبیل سے ہوگا اور ایسی بدعت جائز ہوگی اسواسطے کہ وہ کسی سنت ماثورہ کی مزاحمت نہین کرتی

تئیسوان باب اُن سماع کے بیان مین جو رد اور انکار کی رو سے ہی

ہم صحت سماع کی وجہ بیان کر چکے ہین اور جو اہل صدق کے لائق اُس سے ہی اور جہان فتنہ اُسکے طریق مین پھیل گیا اور عصمت اُسمین جاتی رہی اسلحرص کے مارے بہت اقوام نے اُسکا اہتمام کیا جن کے اعمال تھوڑے ہین اور احوال

اُنکے بگڑ گئے ہین اور سماع کے لیے بہت اجتماع کثرت سے کیے اور اکثر اوقات اُس جماؤ کے لیے کھانے پکوا ئے جاتے ہین جسکے لیے نفوس اس حال کے طلب کرتے ہین نہ اس لیے کہ اُنکے دلون مین سماع کی رغبت ہی جیسا کہ صادقین کی سیرت اور عادت تھی تو سماع معلول ہو جاتا ہی کہ نفوس اُسکی طرف مائل اس لیے ہوتے ہین کہ کھانے خوب کھائین اور لہو ولعب اور غفلت کے مقام مین مزے اڑائین اور یہ معاملہ رتبہ مرید کے اوپر ترقی کے خواہش کو قطع کرتی ہی اور اُسکے طریق سے اوقات کا ضائع کرنا اور عبادات سے کم فائدہ اٹھاتا ہی اور اس اجتماع مین رغبت اسواسطے ہوتی ہی کہ طبیعت کی چہیتی چیزین ملین اور عیش و عشرت اور لہو و طرب سے خوش ہون اور پوشیدہ نہین ہی کہ یہ اجتماع اہل صدق کے نزدیک مردود ہی اور مشہور قول ہی کہ سماع عارف کے سوا دوسرے کے لیے صحیح نہین ہی اور مبتدی مرید کے لیے مباح نہین ہی اور جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہی کہ جب تم مرید کو دیکھو کہ وہ سماع چاہتا ہی تو جان لو کہ اُسمین بطالت کا نتیجہ ہی اور کہتے ہین کہ جنید نے سماع کا سننا چھوڑ دیا تو اُنسے کہا گیا کہ پہلے آپ سنا کرتے تھے تو کہا کسکے ساتھ اُسنے کہا کہ اپنے نفس کے لیے آپ سنتے تھے تو فرمایا کہ کسکے واسطے وہ نہین سنتے تھے مگر اہل سے اور اہل کے ساتھ سنتے تھے پھر جب کہ بتقاضاے علم اور ناپیدا ہو گئے تو چھوڑ دیا پس سماع کو اختیار نہین جہان اُسکو اختیار کیا مگر بشرائط اور قیود اور آداب کے ساتھ کہ اُس آخرت کو یاد کرتے تھے اور بہشت کی رغبت کرتے اور دوزخ سے ڈرتے تھے اور اُس سے زیادہ اُنکی طلب ہوتی تھی اور اُس سے اُنکے احوال منور تے تھے اور یہ اُنکو

بعض اوقات اتفاق ہوتا تھا بہ یہ کہ اُسکو عادت اور معمول بنا دین حتی کہ بڑے بزرگون
نے اوراد کو چھوڑ دیا - اور شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہی کہ کتاب قضا مین کہا ہی
کہ راگ لہو مکروہ ہے کہ باطل سے مشابہ ہی اور کہا جس نے اُسکی کثرت کی وہ نادان
سبک عقل ہی اُسکی شہادت رد کی جاے - اور اصحاب شافعی نے اسپر اتفاق
کیا ہی کہ غیر محرم عورت سے سماع کا سننا جائز نہین ہی خواہ وہ آزاد ہو یا
لونڈی ہو مستور کھولے ہو یا کہ حجاب مین ہو اور شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہی
کہ آپ لکڑی سے آواز نکالنے کو مکروہ جانتے تھے اور فرماتے کہ زندیقون نے
اسکو ایجاد کیا ہی تا کہ قرآن سے اُسکے ساتھ مشغول ہون اور کہا اسکا مضائقہ
نہین کہ الحان اور خوش آوازی کے ساتھ قرآن پڑھین جس طرح پر ہو اور
مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ ہی جب ایک شخص لونڈی خریدے اور اُسکو
گانے والی پایا تو اُسکے لیے جائز ہی کہ اس عیب کے سبب واپس کردے اور وہ کل
اہل مدینہ کا مذہب ہی اور اسی طرح امام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہی اور
راگ سننا اہل گناہ ہی اور اسکو چند فقہا نے مباح کیا ہی اور جن فقہا نے
اُسے مباح کیا ہی وہ بھی اعلان اُسکا مساجد اور بزرگ مقامات مین سننا
نہین درست سمجھتے اور اس تفسیر مین کہا گیا ہی - ومن الناس من یشتری
لہو الحدیث - عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہی کہ وہ راگ اور سننا
سماع ہی - اور اس آیت کے معنی مین کہا گیا ہی - وانتم سامدون - یعنے
گانے والے ہو - عکرمہ نے عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہی کہ لغت
حمیر مین وہ راگ ہی اہل یمن بولتے ہین سمد فلانؐ جب کہ اُسنے گانا گایا اور

قول اللہ تعالی واستفزز من استطعت منہم بصوتک ۔ اسمین مجاہد نے کہا کہ راگ اور
مزامیر ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے ابلیس نے
پہلے پہل نوحہ کیا اور اول اول گانا گایا اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے
روایت کی ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اسکے سوا نہیں کہ دو
آواز بدکار سے نہی کیا گیا ہوں ایک آواز جو خوشی کے وقت ہو اور ایک آواز جو
مصیبت کے وقت ہو اور عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نہیں
گایا اور نہ میں نے استماع کیا اور نہ عضو کو میں نے داہنے ہاتھ سے چھوا اسوقت سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہا کہ راگ دل میں نفاق کو اگاتا ہے اور روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
عنہ اپنی قوم پر گذرے جبکہ احرام حج باندھے ہوئے تھے اور انمیں ایک شخص گاتا تھا
تو آپ نے کہا خبردار اللہ تمھاری نہ سنے گا اور روایت ہے کہ قاسم بن محمد
سے ایک شخص نے راگ کی بابت سوال کیا تو کہا میں اس سے تجھے روکتا ہوں
اور تیرے لیے اسے میں مکروہ جانتا ہوں کہا کہ کیا وہ حرام ہے کہا اے شخص دیکھ
جب اللہ نے حق اور باطل الگ کردیا انمیں سے کس میں غنا گردانا جاوے اور
فضیل بن عیاض نے کہا ہے کہ راگ زنا کا منتر ہے۔ اور ضحاک سے ہے کہ غنا قلب کا
بگاڑنے والا ہے اور پروردگار کا غصہ دلانے والا ہے اور بعض صوفیہ نے کہا ہے غنا سے
بچتے رہو کیونکہ وہ شہوت بڑھاتا ہے اور مروت کو کھوتا ہے اور وہ شراب کی
جگہ قائم ہوتا ہے اور کرتا ہے وہ کام جو نشہ کرتا ہے اور یہ جو قائل نے کہا ہے کہ [illegible]
[illegible] طبیعت راگ اور وزن سے جوش میں آتی ہے اور طبیعت وا [illegible]

آدمی راگ کے وقت وہ چیزیں پسند کرتا ہی جسکو وہ پسند نہیں کرتا تھا جیسے چٹکی بجانا
تالی دینا اور ناچنا اور اس سے فعل ایسے صادر ہوتے ہیں جو سبک عقلی پر دلیل
ہیں اور خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہی کہ فرمایا دف مسلمانوں کے طریقے
نہیں ہی اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی کہ حضرت نے شعر سنے
وہ راگ کے مباح ہونے پر دلالت نہیں کرتا اسواسطے کہ شعر ایک کلام منظوم ہی
اور جو شعر نہو وہ کلام منثور ہی پس اسکا اچھا اچھا ہی اور برا اسمین کا برا ہی اور
غنا تب ہی ہوتا ہی کہ الحان سے ہو اور اگر منصف مزاج اور اہل زمان کے اجتماع
میں اور گویّے کے دف سمیت بیٹھنے اور غزل خوان کی شباہت میں فکر و غور کرے
اور اپنے دل میں تصور کرے کہ آیا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس
نشست کی مثل کبھی ہوئی ہی اور آیا قوال غزل خوان کو اس مجلس میں بلایا
اور سننے کے لیے جمع ہوکر بیٹھے ہیں تو اسمین شک نہیں کہ وہ حال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے اسکا انکار کریگا اور اسمین اگر کوئی فضیلت ہوتی جو
طلب کی جاتی تو اسے نہ چھوڑتے پس جو اشارہ کرتا ہی کہ وہ فضیلت ہی کہ طلب کیجائے
اور اسکے لیے اجتماع ہو تو وہ شخص حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور صحابہ و تابعین کے ذوق سے بے بہرہ ہی اور بعض متاخرین کے اقوال
سے رخصت حاصل کرتے ہیں اور بہت لوگ اسمین غلطی کرتے ہیں اور جب کسی
آدمی پر سماع یا غیر سے حجت اٹھائی جاتی ہی تو وہ متاخرین کی دلیلیں پیش
کرتے ہیں اور حال انکا یہ ہی کہ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
قریب تھے اور اگلی ہدایت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible]

متشابہ تر ہے اور اکثر فقرا قراۃ قرآن مین بلا غلبہ بہت چیزین ظاہر کرتے ہین عبد اللہ
بن عروہ بن زبیر نے کہا کہ مین نے اپنی دادی اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے
پوچھا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے جب اُن کے سامنے
قرآن پڑھا جاتا تھا تو کہا کہ وہ تھے اُس حالت مین جیسا کہ انکا اللہ تعالی نے وصف
کیا ہی کہ آنکھین انکی آنسو بہاتی ہین اور بدن پر اُنکے بال کھڑے ہو جاتے ہین پھر
کہا کہ مین نے کہا آج کے زمانہ مین جب قرآن لوگون کے سامنے پڑھا جاتا ہی تو
اُنمین کوئی شخص غش کھا کر گرتا ہی میری دادی نے کہا کہ اعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم - اور روایت ہی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اہل عراق سے ایک شخص پر
گذرے کہ وہ گرا پڑا تا ہی کہا اسکو کیا ہوا ہی لوگون نے کہا کہ جب اُسکے آگے
قرآن پڑھا جاتا ہو اور اللہ تعالی کا ذکر سنتا ہی تو وہ گر پڑتا ہی تو ابن عمر
رضی اللہ عنہ نے کہا ہم تو البتہ اللہ سے ڈرتے ہین اور گرتے نہین پھر اپنے پیٹ یا
اُنمین سے ایک کے پیٹ مین پڑتا ہی ایسا نہین اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کیا کرتے تھے اور ابن سیرین کے آگے ان لوگون کا ذکر کیا گیا جو گر پڑتے تھے
اُس وقت کہ قرآن پڑھا جاتا تو کہا ہمارے اور اُنکے درمیان ایک شخص اُنمین سے
گھر کی چھت پر دونون پاؤن اپنے پھیلا کر بیٹھے پھر اُسکے آگے قرآن اول سے
آخر تک پڑھا جاسے پھر وہ اگر اپنے کو گرا دے تو وہ سچا ہی اور یہ قول اُنسے انکار
مطلق نہین ہی سوا اسکے کہ بعضے شخصون کو اسکا اتفاق پڑا ہی مگر چہ کہ اُن حالات
باعث ہوا اکثر دن کے حق مین متوہم ہوتا ہی کہ کبھو ایسا تکلف اور ریا کے سبب
بعضون سے ہوتا ہی اور بعضون سے باین وجہ ہوتا ہی کہ علم اُن کو کم ہی کہ

اور جہل اُنکا ہوائی سے ملا ہوا ہی وجد سے تھوڑا سا اُنپر نازل ہوتا ہی پھر اُسکی پیروی
فضولیات سے کرتا ہی نہیں جانتا کہ یہ بات اُسکے دین کو ضرر پہونچاتی ہی اور کبھو وہ
نہیں جانتا کہ یہ نفس کی طرف سے ہی لیکن استراق سمع مخفی طور پر کرتا ہی کہ وجد کو اُسکی
حد سے باہر کرتا ہی جسپر سزاوار تھا کہ وہ ٹھہرا رہے اور یہ صدق کے خلاف ہی نقل ہی کہ
موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو وعظ کیا تو ایک شخص نے اُنمین سے اپنا قمیص
پھاڑ ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کہ کہدے وے کہ اپنا کرتہ نہ پھاڑے
اور اپنے قلب کو شرح وبسط دے ۔ ولیکن جبکہ سماع کے شامل یہ ہو کہ کسی امرد لڑکے سے
سُنے تو اُسوقت آفت پہونچتی ہی اور اہل دیانات پر اُسکا انکار مقرر ہو گیا بقیہ
بن ولید نے کہا کہ کراہت کیا کرتے تھے اس بات سے کہ لڑکے امرد خوبصورت کی
طرف دیکھیں اور عطا نے کہا ہر ایک نظر کہ قلب کو اُسکی ہوس ہو تو اُسمین خیر نہین ہی
اور بعضے تابعین نے کہا ہی مین جوان تائب کے لیے اسقدر درندہ جانور فرسان
سے نہین ڈرتا جسقدر کہ مجھے خوف اُسکے لیے غلام امرد سے ہی کہ اُسکے تئین پہونچے
اور بعضے تابعین نے یہ بھی کہا ہی کہ لوطیہ تین قسم ہین ایک قسم وہ ہین جو نظر
کرتے اور دیکھتے ہین اور ایک قسم ہی جو مصافحہ کرتے ہین اور ایک قسم ہین
جو عمل کرتے ہین پس طائفہ صوفیہ پر واجب ہی کہ ایسی جماعتون سے پرہیز کرین
اور تہمت کی جگہون سے علیحدہ رہین اسواسطے کہ تصوف کل صدق ہی اور تو
کل جد ہی بعضے صوفیہ کا قول ہی کہ تصوف سراسر جد ہی اُسمین کوئی چیز ہزل
اور بیہودگی کی نہ ملاؤ پس یہ آثار سماع سے اجتناب اور پرہیز کرنے پر
دلالت کرتے ہین اور پہلا باب اُن بیانون کے ساتھ جو اُسمین ہی

اُسکے جواز پر دلالت کرتا ہی اپنے شرائط کے ساتھ اور اُن مکروہات سے دور ہونے
کے ساتھ جنکا ہم نے ذکر کیا ہی اور ہم نے قول فیصل کردیا ہی اور قصائد اور غنا وغیرہ
مین تفریق کی ہی اور ایک جماعت صحابہ مین سے تھی کہ وہ نہین سُنتے تھے اور اُسکے
ساتھ اُس شخص پر انکار نہین کرتے تھے جو نیک نیتی سے سُنتا تھا اور ادب کی
اُسمین رعایت کرتا تھا

چوبیسوان باب قول فی السماع کے بیان مین جو علو اور استغنا کی رو سے ہی

معلوم کرو کہ وجد اور حال سابقہ کو بتلاتا ہی جو مفقود ہو گیا ہو تو جسنے مفقود نہین
کیا تو وہ پائے گا بھی نہین اور کھو بیٹھنا اُسمین علت ہی کہ بندہ کا وجود صفات کے
وجود اور اُسکے بقایا کے سبب فرصت کرتا ہی پس اگر بندہ خالص ہو تو آزاد
خالص ہو گیا اور جو آزاد خالص ہو گیا وہ شرک وجد سے رخصت اور الگ ہو گیا
تو وجد کا شرک بقایا کا انکار کرتا ہی اور وجد بقایا کا حیات سے کسی شی کی مخالفت
سے ہوتی ہی اور حصری رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ کیا ہی دون اور پست اُس شخص کا
حال ہی جو محتاج اسکا ہو جو اُسکو جگہ سے اُکھیڑے تو وجد سماع محق کے حق مین
اس قسم سے کہ وہ واجد کو جگہ سے ہلا دیتا ہی اور باطن مین اُترتا ہی اور ظاہر پر
اُسکا اثر پیدا ہوتا ہی اور بندہ کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدل
دیتا ہی ایسا ہی ہی جیسا کہ وہ مبطل کے حق مین ہی اور اُسکے سوا نہین لیکن محق
و مبطل کے حال مین اختلاف ہوتا ہی یعنی مبطل وجود ہوی کی وجہ سے
وجد کرتا ہی اور محق ارادہ قلب کے وجود سے وجد کرتا ہی اور اسی واسطے

کہا گیا ہی کہ سماع قلب مین کوئی چیز پیدا نہین کرتا اور وہ فقط اُسی چیز کو جنبش دیتا ہی
جو قلب مین ہی پس جو شخص کہ اُسکا باطن ماسوا اللہ سے متعلق ہی اُسکو سماع
جنبش دیتا ہی تب وہ ہوی کے ساتھ وجد کرتا ہی اور جو شخص کہ اسکا باطن اللہ
کی محبت سے متعلق ہی وہ ارادہ قلب سے وجد کرتا ہی تو مبطل حجاب نفس کے
ساتھ محجوب ہی اور محق حجاب قلب سے محجوب ہی اور حجاب نفس ارضی تاریک ہی
اور حجاب قلب آسمانی نورانی ہی اور جو شخص ایسا ہی کہ اُسنے سابقہ کو شہود کے
ساتھ ہمیشہ ہونے کی وجہ سے نہین مفقود کیا ہی اور وجود کے دامنون سے لغزش مین
نہ پڑے وہ نہ سماع سُنتا ہی اور نہ وہ وجد کرتا ہی اور اسی لحاظ سے بعض صوفیہ نے
کہا ہی مین پور اسد یا جوج ہون کہ کوئی قول میرے اندر نفوذ اور اثر نہین کرتا اور
ممشاد دینوری رحمہ اللہ کا ایک قوم پر گذر ہوا جن مین ایک قوال تھا جب اُنکو
دیکھا تو چپ ہو رہے تب آپ نے کہا پھر جاؤ اُس چیز کی طرف جسمین تم تھے
واللہ اگر دنیا کے تمام کھیل میرے کان مین بھر جاتے میرے ارادہ کو باز
نہ رکھتے اور نہ وہ بعض علت کو شفا دیتے جو میرے ساتھ ہین لیکن وجد بوجہ
گرفتاری نفس کا کھینچنا اور چلانا ہی کبھو مبطل کے حق مین اور گرفتاری قلب کا کبھو
محق کے حق مین ہی تو وجد کا منبع روح روحانی محق اور مبطل کے حق مین اور
وجد کبھو تو معانی کے سمجھنے سے ظاہر ہوتا ہی اور کبھو محض نغمات اور الحان
سے تو جو معانی کے قبیل سے ہو مبطل کے لیے سماع مین نفس شریک روح
ہوتا ہی اور محق کے لیے قلب شریک اُسکے ہوتا ہی اور جو محض نغمات کے
قبیل سے ہو تو سماع کے لیے روح مجرد ہوتی ہی مگر مبطل کے لیے نفس

استغراق جمع کرتا ہی اور محقق کے لیے قلب استغراق جمع کرتا ہی اور وجہ اسکی کہ روح نغمون سے لذت حاصل کرتی ہی یہ ہی کہ عالم روحانی حسن اور جمال کا مجمع ہی اور وجود تناسب موجودات مین قولاً اور فعلاً مستحسن ہی اور شکل و صورت مین تناسب کا ہونا روحانیت کی میراث ہی تو جب روح نے نغمات لذیذ اور الحان متناسب سنے تو بوجہ جنسیت اُس سے اثر قبول کیا پھر یہ شرع کے ساتھ مصالح عالم حکمت کی وجہ سے مقید ہوگئے اور بندہ کے لیے دنیا اور دین مین حدود کی رعایت مین مصلحت ہی - اور دوسری وجہ یہ ہی کہ روح نغمات سے اس لئے لذت پاتی ہی کہ نغمات کے ساتھ روح سے نفس نے ایما خفی سے بات چیت ایسے رمز و اشارہ سے کی جیسے دو عاشق معشوق مین ہوتی ہی اور نفوس و ارواح مین تعاشق اصلی ہی جو نفس کے مؤنث ہونے اور روح کے مذکر ہونے کی طرف کھینچتا ہی اور مذکر اور مؤنث مین معاشقہ بالطبع واقع ہی - اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی وجعل منہا زوجہا لیسکن الیہا - اور بنایا اُس سے جوڑا اسکا تاکہ اُس سے آرام پائے اور حق سبحانہ تعالیٰ کے قول مین اشعار اور ایما یا ہی ملازم اور میل کی طرف ہی جو ائتلاف اور تعاشق کا موجب ہی اور نغمات سے روح لذت پاتی ہی اسواسطے کہ دو عاشق کے درمیان پوشیدہ بات کا کہنا ہی اور جس طرح عالم حکمت میں حوا آدم سے پیدا ہوئین عالم قدرت مین روح روحانی سے نفس پیدا ہوا تو یہ تالیف اُس اصل سے آئی اور یہ اس لیے ہی کہ نفس روح حیوانی ہی روح روحانی کے قریب سے نفس ہوگیا اور نفسی ہم جنسی اس طرح ہی کہ جنس حیوان کی ارواح سے ممتاز ہوگیا اس سبب سے کہ روح روحانی سے اُسکو شرف

قریب تھا تو وہ نفس ہو گیا پھر جبکہ نفس روح روحانی سے عالم قدرت مین پیدا
ہوا جس طرح کہ آدم سے حوا عالم حکمت مین پیدا ہوئی پس یہ تآلف اور عشق
ہمدیگر نسبت مؤنث اور مذکر ہونے کے یہان سے ظاہر ہوا اور اس طریق
سے روح نغمات سے خوش ہوتی ہی اسواسطے کہ وہ دو متعاشق ہین مراسلات
ہین اور ان دونون کے بیچ مین مکالمہ ہی اور ایک قائل نے کہا ہی شعر تکلم
منا فی الوجوہ عیوننا * فنحن سکوت والہوی یتکلم * شعر بتلائین انکو ہماری
طرفت سے وجود مین * ہم چپ ہین اور عشق ہی باتین بتا رہا * پھر جب روح نے
نغمے سے لذت اٹھائی تو نفس کو جو اسمین ہوئی کی علت ہی اسنے وجد کیا اور عارضی حدث
سے جنبش ان چیزون کے ساتھ کی جو اسمین تھین اور قلب نے جو اما دہ کا ملتجی تھا
ان چیزون کے ساتھ حرکت کی جو اسمین تھین اسوجہ سے کہ روح مین ایک عارض
موجود ہوا اسے شعر واہرقنا علی الارض جرعۃ * وللارض من کاس الکرام نصیب *
مے میکشی کی اور زمین پر جرعہ ریزی ہونے کی وجہ ہی زمین کے واسطے جام کرامت
سے نصیب ہی تو نفس مثل اسکے فلک قلب کے لیے زمین ہی اور قلب عشق
کی بروش کے آسمان کے لیے زمین ہی پس جو دونون کے مقام پر پہونچا ہوا اور
صاحب جوہر جو اعراض احوال سے مجرد اور فانی ہی اسنے وادی مقدس مین نفس
و قلب کی دونو جوتیان اتار دی ہین اور صدق کی بیٹھک مین بادشاہ صاحب
مقتدر اسکی حضور مین قرار پکڑا اور خوشی فنائی اور نور عیان سے اسکی احرام کو
جلا پھونک دیا اور اسکی روح جو اپنے محبوب کے آثار دیکھنے مین مشغول ہی زمین
عاشق کے چہرے و مبازی کی طرف مائل نہین ہوتی تو جو کوئی صبر اور

مشتاق ہو وہ فریادخواہی عشاق کی فریادرسی کی فرصت نہیں رکھتا اور جسکا یہ حال ہو
اُسکے سر کو سماع جنبش نہیں دیتا یعنی گران اور بکر وہ جانتا ہی اور ہرگاہ حال یہ ہی
کہ انسان وجود اپنے لطیف کانا ہوسی و ہر جنی زیبندہ باتون کی اس روح کو بانی اور
اُس سے نہین جانتی تو کسطرح اُسے سماع پا سکتا اور اس سے مل سکتا ہی اس
طریق سے کہ سماع اُسکے پاوین اور وہ بہت بعید اور کثیف ہی اور جو کوئی اشارات
لطیف کے سمجھانے سے دور زبانی کرے تو وہ عبارت کے بار گران کا تحمل کسطرح
ہو سکتا ہی اور اس سے قریب تر ایک عبارت ہی جو قریب الفہم ہی - وجد ایک
وارد حق سبحانہ وتعالی کی طرف سے ہی اور جو اللہ کا ارادہ کرے تو اُس خیر پر قناعت
نہین کرتا جو من عند اللہ ہو اور جو شخص محل قرب مین مستحق بقرب ہو اُسکو کمیل
کھلاوے اور نہ اُسکو جنبش دیتی ہی وہ خیر کہ من عند اللہ ہو اسواسطے کہ وارد
من عند اللہ بعد اور مسافت کی خبر دیتا ہی اور قریب یا بندہ ہی وہ وارد کو لیکر
[illegible] کرے اور وجد آتش ہی اور قرب پانے والے کا قلب نوری اور نور آتش سے
[illegible] لطیف تر ہی اور کثیف لطیف کے اوپر متسلط نہیں ہی پس جب تک کہ مرد
[illegible] استقامت پر [illegible] برابر بیتاب رہے وجود کے جھگڑون اور کشاکش کے
سبب سے طریق [illegible] سے منحرف نہو اُسکو وجد سماع نہین پاتا پھر اگر وجود
[illegible] کسی قسم نے روکا اس باعث کہ ممتنع حس کی طرف سے
[illegible] ہوا تو وہ [illegible] کی طرح طرح کی محبتوں سے [illegible] اور
[illegible] یعنی اُسپر ایک وجود پہونچتا ہی جسکو واجد پاتا ہی اس سبب سے
کہ [illegible] کے وقت بندہ حجاب قلب کی طرف عود کرتا ہی تو

جو شخص حق کے ساتھ ہی جب اسے نوزش ہو تو قلب پر گرتا اور متزلزل کرتا ہی اور جو
شخص قلب کے ساتھ ہی جب وہ پہلے تو نفس پر واقع اور متزلزل ہوتا ہی - اپنے
بعضے مشایخ سے مین نے سُنا ہی کہ وہ بعض صوفیہ سے حکایت کرتے ہین کہ ہرچند
سماع سے اُسکو وجد ہوا تو اُس نے پوچھا کہ کہان تیرا حال اور کہان یہ وجد - جواب
دیا کہ ایک داخل میرے اوپر آیا کہ مجھے اس گھاٹ پر اُتار دیا - بعضے صحاب سہل نے
بیان کیا کہ برسون مین سہل کے ساتھ رہا کبھی مین نے انکو نہین دیکھا کہ کسی چیز سے
متغیر ہوے ہون جو ذکر اور قرآن سے سُناکرتے پھر جبکہ اُنکی عمر آخر کو پہونچی اُنکے سامنے
یہ آیت پڑھی گئی - فالیوم لا یؤخذ منکم فدیۃ یعنی تم سے کوئی فدیہ نہ لیا جاے گا تو آپ
کپکپاے اور قریب تھا کہ گر پڑین تو مین نے اُسکا حال پوچھا کہا مجھے ضعف
آگیا تھا اور ایک دفعہ یہ آیت سُنی تھی - الملک یومئذ الحق للرحمن - آج کے دن
بادشاہت حق رحمن کی ہی تو آپ پڑھنے لگے تو ابن سالم نے آپ سے سوال کیا جو
آپ کے یار تھے کہا ہر زمینہ مجھے ضعف آگیا پھر آپ سے کہا گیا کہ اگر یہ ضعف ہی تو
قوت کیا ہی کہا قوت یہ ہی کہ ہر آئینہ کامل اُسپر کوئی وارد نہین آتا مگر یہ کہ اپنی
قوت حال سے اُسکو بچاتا ہی پس اُسکو کوئی وارد متغیر نہین کرتا اور اسی قبیل
سے ہی قول ابی بکر رضی اللہ عنہ کا - ہٰکذا کنا حتی قست القلوب یعنی ایسے
ہی ہم تھے حتی کہ دل سخت ہو گئے جب کہ ایک شخص کو قرآن کے پڑھتے
روتے دیکھا اور قول آپ کا قست یعنی سخت اور صلب ہو گیا اور قرآن کی
سماعت جمیر مین پڑ گئی اور اُسکے انوار سے مالوف اور مانوس ہو گئے پس دل
کوئی چیز وہ نہین پاتے تاکہ متغیر ہو اور صاحب وجد اُنکی مثال ہی جسکو سخن

چیز معلوم ہوا اور اسی واسطے بعضے صوفیہ نے کہا ہی میرا حال نماز کے پہلے جیسے میرا
حال نماز کے اندر ہی اشارہ اس سے ہی کہ حال شہود کو استمرار ہی نہیں اسی طرح سماع
میں ایسا ہی جیسا سماع سے پہلے تھا اور جنید نے کہا کہ وجد فضل علم کے ساتھ نقص
نہیں ہی اور فضل علم فضل وجد سے بہت پورا ہی اور شیخ حماد رحمہ اللہ سے ہمیں
پہونچا ہی کہ وہ کہا کرتے تھے کہ گریہ بقیہ وجود سے ہی اور یہ سب قریب المعنی قول ہیں
مگر اس شخص کے لیے جو اس معنی میں اشارہ جانتا ہو اور سمجھتا ہو اور ایسا شخص
نادر الفہم اور نادر الوجود ہی - اور معلوم کرو کہ گریہ کرنے والوں کے لیے مختلف
وجد سماع کے وقت میں انہیں سے بعضے خوف سے روتے ہیں اور بعضے شوق
کے مارے روتے ہیں اور کوئی ایسا ہی کہ وہ خوشی کے افراط سے روتا ہی جیسا
کہ شاعر نے کہا ہی ~ طفح السرور علی حتی انہ + من عظم ما قد سرنی ابکانی +
[illegible] ہی تن بدن میں سرور اسقدر کہ میں + عظمت سے اسکی جس نے
کیا خوش تھا رو دیا + شیخ ابوبکر کتانی رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ عوام کا سماع
طبیعت کی متابعت سے ہی اور مریدوں کا سماع خوف و رجا سے ہی اور اولیا
کا سماع نعمتوں اور آلاء کے دیکھنے سے ہی اور عارفوں کا سماع مشاہدہ
سے اور اہل حقیقت کا سماع کشف اور عیان سے ہی اور انہیں سے ہر ایک
کے لیے ایک مصدر اور مقام ہی اور یہ بھی کہا ہی کہ موارد اترنے میں پھر
ایک شکل سے یا ایک موافق سے ملتے ہیں تو جو وارد شکل سے ملا اس سے
مل گیا اور جو وارد موافق سے ملا اسے ٹھہرا دیا اور یہ سب ارباب سماع کے
مواجید اور احوال ہیں اور جسکو ہم نے ذکر کیا اس شخص کا حال ہی جو سماع سے

بلند اور مرتفع ہی اور یہ اختلاف اقسام بکا کے اختلاف پر واقع ہی جسکو ہم نے خوف اور شوق اور فرح سے بیان کیا ہی اور ان مین سے اعلی درجہ کا بکا وہ فرح ہی کہ جیسے کوئی شخص آیندہ مدت کے سفر بعد اپنے گھر مین آتا ہی تو اہل کے دیکھنے کے وقت خوشی کی کثرت اور قوت سے روتا ہی اور گریہ مین ایک اور مرتبہ ہی جو اس سے بھی نایاب تر ہی اسکا بیان نادر ہی اور اسکی شرح بھی نادر ہی اور اسکا بیان اس وجہ سے کہ فہم اُسکے ادراک سے قاصر ہی مجرا معلوم ہوتا ہی تو اکثر اُسکا بیان انکار کے مقابلہ مین ہوتا ہی اور غرور سے اُسپر جفا ہوتی ہی الا اُسے جانتا ہی جو اسے قدرتا ڈھونڈھ پاتا ہی یا اُسکو تجربہ بحث اور مثالوں سے سمجھتا ہی اور وہ بکا وجدان بکا اور فرح کے علاوہ ہی اور وہ حق الیقین کے بعض مواطن مین پیدا ہوتا ہی اور دنیا مین حق الیقین سے تھوڑے اوتار رہین تو اُسکے بعض مواطن مین بکا پایا جاتا ہی اسوجہ سے کہ محدث اور قدیم مین تغائر اور تباین ہوتا ہی پس بکا ایک ترشح ہوتا ہی جو حدوث کے وصف سے ہی اس سبب سے کہ عظمت رحمن کی سطوت شعلہ زنی کرتی ہی - ویقرب من ذلک مثلا فی انشاد قطر الغمام تبلا فی تخلف الاجرام - اور یہ وجد ہرچند عزیز الوجود ہی بقیہ پر مشعر ہی جو فنا صرف کے قدح کرتا ہی ان کبھو فنا مین بندہ اس حال سے متحقق ہوتا ہی کہ آثار سے بالکل پاک اور منزہ ہو اور انوار مین ڈوبا ہو اور زان بعد اس سے مقام بقا کو ترقی کرے اور اُسکو ایسا وجود پھر دیا جاے جو مطہر ہو تو بکا کے اقسام اُسکی طرف عائد ہوتے ہین خوف اور شوق سے اور خوشی سے اور وجدان سے کہ صورت مین اُنکے متشاکل اور مباین اُنکے حقائق سے ہو ایک فرق

لطیف کے ساتھ جسکو اُسے لوگ ادراک کرتے ہین اور اس صورت مین سماع سے
بھی ایک قسم اُسپر عود کرتی ہی اور یہ قسم اُسکے لیے مقدور ہی اور اُسکے ساتھ مقہور ہی
لیتا ہی اُسے جب وہ چاہتا ہی اور رد کرتا ہی جب چاہتا ہی اور یہ سماع متمکن ہے
اُسی نفس کے ساتھ ہوتا ہی جو مطمئن ہو اور روشن ہو اور اپنی طبیعت کی ہمات
ہو اور طمانیت اپنی حاصل کی ہو اور روح نے اُسے ایک معنی اُسمین سے
سکھلا دی ہی تو اُسکا سماع نفس کے لیے ایک قسم کا تمتع اور انتفاع ہی جس
طرح لذات اور شہوات سے تمتع حاصل کرتا ہی نہ کہ یہ اُس سے سماع لیتا ہی یا
آگے بڑھتا ہی اور یا اُسپر اپنا اثر ظاہر کرتا ہی تو اسمین نفس ایسا ہوتا ہی کہ بیٹا
باپ کی گود مین کہ اُسکو بعض اوقات بعضی خواہشون مین خوش کر دیتا ہی اور
اسی قبیل سے ہی یہ نقل کہ ابا محمد الراسبی اپنے یارون کو سماع مین مشغول
کرتے اور آپ اُنسے ایک طرف گوشہ مین جا کر نماز پڑھتے تو ہر آئینہ ان نغمات
نے ایسا ہی رستہ پایا ہی جیسا کہ اُس مصلی نے پایا ہی تو اُسنے نفس خوش اس سے
ہو کر الگ بیٹھا سو اسلیے روح کا مورد اُس مین صفائی کے سبب اسوقت زیادہ
ہوتا ہی کہ روح نے نفس اپنی تمتع اور انتفاع مین دور ہی کیونکہ نفس با وجود طمانیت
کے اپنی جبلت اور بناوٹ کے سبب موصوف با جنبیت ہوتا ہی کہ
اور اُسکے بعد مین فتوح سے اقسام روح اور اُسکے حصے وافر ہو جاتے ہین اور
اُسکے کان مین نماز کے وقت ریحان کا راہ پانا اُسکی اور اُسکی حقیقت مناجات
اور کلام متفرق کے ختم مین درمیان مکر اور حیلہ کرنے والا نہین ہی اور وہ
اقسام بلا مزاحمت اپنے اپنے محل تک پہونچ جاتے ہین اور کوئی مزاحمت

نہین ہو اور یہ سبب اسوجہ سے ہی کہ ایمان کے ساتھ سینہ کی فرح کو وسعت ہی
اور اللہ محسن اور منان ہی اور اسی واسطے کہا گیا ہی کہ سماع ایک قوم کے لیے
مثل دوا ہی اور ایک قوم کے لیے مثل غذا اور ایک قوم کے لیے پنکھے کے مثل ہی
اور اقسام بکا کے عود سے جو مروی ہی یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اُبی سے فرمایا کہ کلام مجید پڑھو اُنھون نے عرض کی مین آپ کے سامنے
پڑھون اور حالانکہ آپ کے اوپر نازل ہوا ہی تو حضرت نے فرمایا مجھے رغبت ہی کہ
اسے مین اپنے غیر سے سُنون پھر سورۃ النساء پڑھنی شروع کی یہانتک کہ وہ اس
آیت پر پہونچے فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَہِیْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ عَلٰی ہٰؤُلَاۗءِ شَہِیْدًا۔
یعنی پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک امت سے ایک ایک گواہ بلائین اور
تجھے ان سب پر شہادت کے لیے بلائین تو یکایک حضرتؐ کی دونون آنکھین
اشک ریزان تھین۔ اور روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود
کے سامنے آئے اور ہاتھ سے اُسکو ملا اور پھر اپنے دونون لب اُسپر رکھ کے
دیر تک روا کیے اور کہا اے عمر یہان اشک گرا کرتے ہین اور منجملہ جو ہی
اُسکی طرف اقسام بکا عود کرتے ہین اور اسمین ایک فضیلت ہی جسکو پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم نے مانگا ہی اور فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ عَیْنَیْنِ ھَطَّالَتَیْنِ یعنی اے اللہ
میرے روزی مجھے کر دو آنکھین جو بہت اشک ریزان ہون اور بکا کبھی آ
ہو پھر بندا اور پھر انتہا ہو اور وہ اتم ہی کہ یہ اُسکی طرف ایک وجود جدا گانہ
کے ساتھ جو اُسکو کریم منان سے مقام بقا مین عطا کیا گیا ہی اُسکی طرف
عود کرتا ہی

پچیسوان باب قول فی السماع کے بیان مین ادب اور توجہ کے ساتھ ہو

اور یہ باب آداب سماع اور علم جامہ دری اور اشارات مشائخ پر جو اسمین ہین اور جو چیزین کہ اسمین ماثور منقول اور معذور ممنوع ہے ہو ان سب پر مشتمل ہو۔ بنا تصوف بجا احوال مین صدق پر ہو اور وہ جد مینی درستی اور کوشش با کل ہو صادق کے سزاوار نہین ہو کہ وہ ایسی مجلس مین جانے کا ارادہ کرے جسمین راگ ہوتا ہو مگر جب کہ اللہ تعالیٰ کے لیے نیت کرے اور اپنی ارادت اور طلب مین اُس سے ترقی کی امید ہو اور نفس سے کہ کسی ہوی کی طرف مائل ہونے پر ہیز کرے پھر استخارہ پہلی مجلس مین جانے کے لیے کرے اور اللہ تعالیٰ سے برکت کا اسمین سوال کرے جب کہ وہ جانا چاہے اور جب مجلس مین آئے تو صدق اور وقار کو ہاتھ اور پاؤن کے سکون سے لازم رکھے۔ ابو بکر کتانی رحمہ اللہ نے کہا ہو مستمع پر واجب ہو کہ وہ اپنی سماع مین اپنی طبع سے راحت ایسی حاصل نہ کرے جس سے سماع اُسکے وجد یا شوق یا غلبہ وارد کو بر انگیختہ کرے اور وارد اُسکا ہر ایک حرکت اور سکون اُس سے کھودے تو صادق وجد سمجھے اور اسمین حرکت سے پرہیز کرے جب تک ہو سکے علی الخصوص جب کہ شیخون کی حضوری مین ہو۔ حکایت ہو کہ ایک جوان جنید رحمہ اللہ کی صحبت مین رہتا تھا اور جب کبھی کوئی چیز سُنتی نعرہ مارا اور متغیر ہو گیا تو آپنے اُس سے ایک روز کہا کہ آج کے بعد اگر تجھ سے کوئی چیز ظاہر ہوئی تو میری صحبت مین مت بیٹھ تو اُس کے بعد وہ اپنے تئین ضبط کرتا

اور بسا اوقات اُسکے ہر ایک بال سے عرق کے قطرے ٹپکا کرتے پھر جبکہ ہر ایک
دن اُن دنون سے آیا ایک سخت نعرہ مارا اور روح اُسکی نکل گئی تو صدق سے نہین ہی
کہ بلا وجد نازل وجد کا اظہار یا حال کا دعویٰ بغیر حال حاصل کیے کرے اور یہ عین
نفاق ہی۔ مشہور ہی کہ نصیرآبادی رحمۃ اللہ سماع کے بڑے حریص تھے تو اسمین
لوگ بہت غصہ ہوے کہا ہان وہ اس سے بہتر ہی کہ ہم بیٹھین اور غیبت کرین تو اُسے
ابو عمرو بن عجید وغیرہ اُنکے بھائیون نے کہا افسوس ہی ابا القاسم سماع کی
لغزش بدتر ہی اتنی اور اتنی برسون سے کہ ہم لوگون کی غیبت کرتے ہین اور یہ
اسوجہ سے کہ سماع کی لغزش اشارہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی اور کھلے جھوٹ سے
حال کا فروغ اور مشعر کرنا ہی اور اسمین کئی گناہ ہین ایک تو اُن مین سے یہ ہی کہ
وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتا ہی کہ اُسکو اللہ نے ایک چیز بخشی ہی اور حال آنکہ
بخشی نہین۔ اور اللہ پر جھوٹ لگانا سب گناہون سے بدتر ہی اور ایک اُنمین
سے یہ ہی کہ بعض حاضرین کو فریب دیتا ہی کہ اُسکی نسبت حسن ظن کرین اور
فریب دینا خیانت یعنی دغلی اور نارستی ہی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ جسنے ہمین فریب دیا وہ ہم مین سے نہین ہی اور ایک اُنمین سے
یہ ہی کہ ہرگاہ وہ مبطل ہی اور چشم صلاح سے اپنے کو دکھلاتا ہی تو عنقریب
اس سے ظاہر وہ امر ہو جاویگا جو اہل اعتقاد کے عقیدہ کو فاسد کر دے اور اسکے
نتیجہ یہ ہی کہ اور لوگون کی نسبت جو اسکے امثال ہین اُنکا اعتقاد خراب ہو جاتا
پس اہل صلاح کے حق مین فساد عقیدہ کا سبب یہ کرنے والا ہوگا۔ اور
اس سے نقصان اُس شخص کو پہونچیگا جو حسن ظن رکھتا ہی اور اُس نے صاف

کی مدد بند ہو جائیگی اور اس سے بہت کچھ آفتین پیدا ہونگی جبسے اُس شخص پر مشکل
پڑیگی جو اُس سے بحث کریگا اور ایک آفتین سے یہ ہی کہ حاضرین کو اُنکے قیام اور
قعود مین موافقت کی ضرورت پیش آئیگی تو وہ اپنے جھوٹ سے لوگونکا تکلف تکلیف
دینے والا ٹھہریگا اور جماعت مین وہ شخص موجود ہوکہ نور فراست سے دیکھتا ہی
کہ وہ جھوٹا ہی اور اپنے نفس پر مجلس کی موافقت کو مدارت سے اُٹھاتا ہی اور
گناہون کی شرح آسان بہت ہوتی ہی تو چاہیے کہ اپنے پروردگار سے خوف کرے
اور جنبش نہ کرے مگر جبکہ اُسکی جنبش رعشہ دار کی سی ہو جو بند کرنے کی راہ اُسے
ملے یا چھینکنے والے کے مثل جسکو اسکی قدرت نہین ہی کہ چھینک آئی ہوئی کو
روک دے اور اُسکی جنبش سانس کی طرح قہراً اور جبراً ہو جسکو داعیہ طبیعت
مستقضی ہی سری سقطی نے کہا ہی نعرہ اور فریاد مین صاحب وجد کی شرط ہی کہ وجد
اُس حد کو پہونچ جائے کہ اُسکے منھ پر اگر تلوار ماری جائے تو اُسکو خبر نہو کہ درد ہی اور
یہ اہل وجد کی وصف شاذ و نادر ہی ہوتی ہی اور کبھو اس رتبہ کو غیبت سے صاحب
حال نہین پہونچتا مگر اسکی آواز ایسی نکلتی ہی جیسے کسی کو تنفس ہی اور وہ ایک
قسم کے ارادہ سے ہوتا ہی جو اضطرار سے ملا ہوا ہی اور یہ ضبط حرکات کی رعایت
اور نعرون کی روسے ہی اور کپڑون کے پھاڑ ڈالنے مین زیادہ موکد ہی اسواسطے
کہ اُسمین مال کا اتلاف اور خرچ باطل ہی اور اسی طرح سماع نیدہ کی طرف خرقہ کا پھینکنا ہی
سنر اوار اسکے نہین کہ یہ فوت کیا جائے الا جب کہ اُسکی نیت ایسی موجود
ہو کہ اُسمین تکلف بناوٹ اور ریاکاری نہو اور جب کہ نیت نیک ہی تو قوال کی
طرف خرقہ کے پھینکنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اسلئے کہ کعب بن زہیر سے

روایت ہی کہ وہ مسجد مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور
ابیات پڑھین جنکی اول بیت یہ ہین ؎ بانت سعاد فقلبی الیوم متبول ٭
یعنی سعاد محبوبہ جدا ہوگئی تو آج میرا دل ہوش سے گیا ہوا ہی۔ یہانتک کہ وہ
اس بیت تک پہونچا ؎ ان الرسول لسیف یستضاء بہ مہند من سیوف اللہ مسلول ٭
یعنی رسول اللہ ایک شمشیر ہین کہ اُس سے روشنی اور ضیاء حاصل کیجاتی ہی
اللہ کی تلوارون مین سے ایک کھچی ہوئی تلوار ہی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اُس سے کہا کہ تو کون ہی سو کہا۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد
ان محمدا رسول اللہ مین کعب بن زہیر ہون تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے اُسکی طرف ایک چادر جو اوڑھے ہوے تھے پھینک دی جب زمانہ معاویہ
کا تھا تو اُسکے پاس آدمی بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر ہمارے
ہاتھ دس ہزار کو بیچ کردے اُسکو واپس معاویہ کی طرف یہ کہکر بھیج دیا مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا کسی کو نہین دے سکتا جب وہ مرگیا تو معاویہ نے
اُسکی اولاد کے لیے بیس ہزار بھیجے اور چادر لیلی اور وہ چادر آج کے دن امام
ناصر الدین اللہ کے پاس موجود ہی کہ اُسکی برکات اُسکے ایام فرخندہ پر پہونچی
اور متصوفہ کے آداب ہین کہ اُنکا التزام یہ حضرات کرتے ہین اور اُسکا استحباب
اور معاشرت مین ہوتا ہی اور سلف کے بہت لوگ اُسکے مقید نہین ہوتے تھے
مگر ہر ایک بات کو ان لوگون نے پسند کیا اور اُسکے اوپر اتفاق کیا ہی اور نہ اُسپر
شرع کا انکار ہی کوئی وجہ انکار کی اُسین نہین ہی تو اُنہین سے ایک یہ ہی کہ ان
لوگون مین سے اگر کوئی سماع مین متحرک ہوا اور اُس سے خرقہ گر پڑا

یا وجد اُس پر نازل ہوا اور اُسنے اپنا عمامہ قوال کی طرف پھینک دیا تو مستحسن یہ ہے
کہ دیا ہے [illegible] حاضرین سر برہنہ کرنے میں اُسکے ساتھ موافقت کریں جبکہ وہ سرگروہ
[illegible] شیخ ہو اور اگر فعل شیخوں کی حضور میں جوانوں سے ہو تو شیخوں پر واجب نہیں ہے
کہ اسمیں جوانوں کی موافقت کریں اور بقیہ حاضرین پر جوانوں کے لیے ترک
موافقت حکم مشائخ پہونچتا ہے پھر جب سماع سے خاموش ہوں صاحب
حال کو خرقہ واپس دیا جاتا ہے اور حضار مجلس عماموں کے اٹھانے سے اسکا
ساتھ دیتے ہیں پھر انھیں فوراً سروں کی موافقت کے لیے پہنتے ہیں اور جب
خرقہ قوال کی طرف پھینکا جاسے تو وہ قوال کا ہے جب کہ اسنے ارادہ اس نے
عطا کا کیا ہو اور اگر قوال کو عطا کرنے کا قصد نہیں کیا تو بعض نے کہا ہے کہ وہ
قوال کا ہو جیگا اسواسطے کہ اسکا محرک وہی قوال ہے اور اسی کی طرف سے وہ
وجد صادر ہوا کہ خرقہ کو پھینک دے اور بعض کا قول ہے کہ وہ مجلس بھر کے
لیے ہے کیونکہ منجملہ قوال ہے کہ اسمیں محرک قول قوال کا برکت جماعت کے ساتھ ہے
کیونکہ [illegible] اور اسواسطے وجد قول کے گانے پر موقوف نہیں ہے پس قول انہیں
سے پایا ہوگا [illegible] روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے
دن کہا جو شخص ایسی جگہ ٹھہرے اُس کے لیے یہ درجہ ہے اور جو مارا جاسے
اسکے لیے یہ درجہ ہے اور جو قید ہو اسکے لیے یہ ثواب ہے تو جوان لوگ شتابی
گئے اور بوڑھے اور [illegible] جھنڈوں کے پاس رہے پھر جب اللہ
نے مسلمانوں کو فتح دی تو جوانوں نے درخواستگاری کی کہ یہ فتح ہمارے
نام ہوا اور بوڑھے لوگوں نے کہا کہ ہم تمہارے یار اور پشتی تھے بس مال

آثار سے ایک اثر ہی اور خرقہ کا چاک کرنا آثار وجد سے ایک اثر ہی تو خرقہ مین
اثر ربانی آ گیا اُسکا حق ہی کہ سب لوگون کو دیا جاسے اور اعزاز و اکرام کے لیے
سر پر رکھا جاسے ع تضوع ارواح نجد من ثیابہم * یوم القدوم لقرب
العہد بالدار ه ارواح نجد مین ہی مہاب اُنکے جامہ سے * آنے کے
دن کہ وصل کا وعدہ قریب ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابر کا
استقبال فرمایا کرتے اور اُس سے برکت حاصل کرتے اور فرماتے کہ نئی تازی
خبر ہی جسکا وعدہ پروردگار نے کیا تھا پس پھٹا ہوا خرقہ تازہ وارد عہد کا ہی تو
حکم پھٹے خرقہ کا یہ ہی کہ حاضرین کو بانٹ دیا جاسے اور جو باقی خرقہ اُسکے تابع
ہین اُسکا حکم یہ ہی کہ شیخ اُسکے حق مین حکم جاری کرے اگر بعضے فقرا کو مخصوص
اُسکے حصہ سے کردے تو اُسکو اختیار ہی اور اگر اُسے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے تو بھی
اُسکو اختیار ہی اور یہ اعتراض نہین ہوگا کہ یہ تفریط اور خرچ فضول ہی اسواسطے
کہ ہر ٹکڑے سے اُسکے موقع پر بھی فائدہ حاصل ہوتا ہی جبکہ حاجت ہو جیسا
کہ پورا خرقہ فائدہ دیتا ہی اور امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے
روایت ہی کہ ایک حلہ حریر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہدیۃ
آیا تو وہ میرے پاس بھیج دیا مین وہ پہن کر باہر آیا تو آپ نے فرمایا کہ جو مین اپنی
ذات کے لیے مکروہ جانتا ہون اُس سے تیرے لیے راضی نہین پھر آپ
نے اُسکے ٹکڑے کرکے عورتون کو اوڑھنیان بنا دین اور ایک روایت
مین ہی کہ مین آپ کے پاس آیا اور کہا کہ مین اسکو کیا کرون آیا مین اُسے
پہنون فرمایا کہ نہین لیکن اسکی اوڑھنیان فواطم کے لیے بنا دو

مقصود فاطمہ بنت اسد اور فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فاطمہ بنت
حمزہ اُنسے ہین اور اس بروایت ہین ہے کہ ہدیہ ایک حلہ حریر کا دوہرا سلا ہوا تھا
اور یہ وجہ کپڑے کے پھاڑنے اور اسکے ٹکڑے ٹکڑے کرنے مین سنت کے اندر
ہی۔ حکایت ہے کہ نیشاپور کے مقام ایک دعوت مین فقیہ اور صوفیہ جمع ہوے
اور خرقہ گر پڑا اور وہان شیخ الفقہا ابو محمد جوینی اور شیخ الصوفیہ ابو القاسم
قشیری تھے اور اپنی عادت کے موافق خرقہ کو تقسیم کرلیا تو شیخ ابو محمد نے
بعض فقہا کی طرف توجہ کی اور چپکے سے کہا کہ یہ اسراف اور اتلاف مال ہے تو
ابو القاسم قشیری نے سن لیا اور کچھ نہ کہا یہان تک کہ تقسیم ہو چکی پھر خادم
کو بلایا اور کہا مجلس مین دیکھو جسکے پاس پھٹا ہوا مصلے ہو تو اُسے میرے
پاس لے آ تب وہ مصلی لایا پھر ایک شخص آگاہ واقف کار کو حاضر کیا اور کہا یہ
مصلے کتنے پر زیادہ سے زیادہ خریدو گے کہا ایک دینار پر کہا اور ایک ہی
قطعہ ہوتا تو کتنے کا ہوتا کہا نصف دینار کا پھر شیخ ابو محمد کی طرف متوجہ ہوے
اور کہا اسکا نام مال کا تلف کرنا نہین ہے اور پھٹا ہوا خرقہ سب حاضرین پر
تقسیم ہوتا ہے خواہ ہم جنس ہون یا غیر جنس جب کہ قوم کی نسبت انکو حسن
ظن ہو اور اس اعتقاد سے کہ خرقہ سے برکت حاصل ہوتی ہے۔ طارق بن شہاب
نے روایت کی کہ اہل بصرہ نے اہل نہاوند سے محاربہ کیا اور انکی امداد اہل
کوفہ نے کی اور عمار بن یاسر اہل کوفہ کے سردار تھے اور فتحیاب ہوے
اور اہل بصرہ نے چاہا کہ غنیمت سے اہل کوفہ کے لوگون کو کچھ نہ بانٹین بنی تمیم
سے ایک شخص نے عمار سے کہا کہ اے اجدع تم غنیمت [illegible]

کہا ہان یا رسول اللہ تو فرمایا لاؤ تو اعرابی نے پڑھا سے لقد لسعت حیۃ الھوی کبدی
فلا طبیب لہا ولا راقی ٭ الا الحبیب الذی شغفت بہ ٭ فعندہ رقیتی وتریاقی ٭ ترجمہ
ہر آئینہ عشق کے سانپ نے میرے جگر مین کاٹا ہی کہ اُسکا نہ کوئی طبیب ہی نہ منتر
پڑھنے والا ہی مگر وہ ہی حبیب کہ جسکا مین شیفتہ اور فریفتہ ہوا ہون اُسکے پاس میرا
منتر ہی اور زہر مہرہ ہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجد کیا اور آپ کے ساتھ
صحابہ نے بھی وجد کیا یہان تک کہ ردا ر مبارک آپکے شانہ سے گر پڑی پھر جب فارغ
ہوے ہر ایک شخص اُنمین سے اپنی اپنی جگہ آئے معاویہ بن ابی سفیان نے کہا
اچھا آپ کا لعب ہی یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا آو یا معاویہ وہ شخص کریم نہین ہی
جسے ذکر حبیب کے سُننے پر اہتزاز اور جنبش نہو پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنی چادر کے چار سو ٹکڑے کرکے حاضرین کو بانٹ دیے اور یہ حدیث
ہم نے سند سے واردکی ہی جیسا کہ ہم نے سُنا اور پایا اور ہر آئینہ اُسکی صحت مین
اہل حدیث نے کلام کیا ہی اور ہم نے کوئی چیز ایسی نہین پائی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے منقول اور وہ ہمشکل اہل زمان کے وجد اور اُنکی سماع و اجتماع
اور اُنکی ہیئت کے ہو مگر یہ حدیث اور کیا اچھی حجت اہل صوفیہ اور اہل زمانے
کے ہی اُنکی سماع اور اُنکے خرقہ چاک کرنے اور اُسکے بانٹ لینے مین اگر وہ صحیح
ہو اور اللہ بہتر دانا ہی اور میرے دل مین کھٹکتی ہی کہ وہ صحیح نہین ہی اور مین
اُسمین ذوق اُسکا نہین پاتا ہون کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے اصحاب کے ساتھ اور اُن چیزون کی وہ اعتماد کرتے تھے
نظر آتی ہے جو ہمین اس حدیث مین پہونچا ہی اور دل اُسکے قبول سے

انکار کرتا ہی اور اللہ خوب تر جاننے والا اُسکا ہی

چھبیسوان باب اُن چلّون کے بیان مین جنکا التزام صوفیہ کرتے ہین

چلّے سے قوم صوفیہ کا کوئی خاص مطلب نہین ہی جسکے سوا وہ اسکی طلب نہ کرتے
ہون لیکن جبکہ تمام اوقات کی منافتین انہین دخیل ہوتی ہین تو چلّے کے ساتھ وقت
کا مقید کرنا انکو محبوب اور مرغوب ہوا اس امید سے کہ چلّے کا حکم انکے تمام زمانے
پر جاری ہوجاویگا تو وہ اپنی جمیع اوقات اسی ہیئت سے رہین جو چلّے مین ہوتی ہی
بنا اسکی یہ ہی کہ چلّا ذکر کے ساتھ مخصوص حدیث شریف مین آیا کہ جسنے چالیس دن
اللہ کے واسطے خالص کردیے حکمت کے چشمے اُسکے قلب سے زبان پر اُسکے
ظاہر ہوتے ہین اور ہر آئینہ اللہ تعالی نے چلّے کو ذکر کے ساتھ قصۂ موسی
علیہ السلام مین مخصوص فرمایا ہی اور چلّے کے ساتھ تخصیص امر الٰہی فرید ترک
دنیا کے لیے ہی۔ قال اللہ تعالی وواعدنا موسی ثلثین لیلۃ واتممناہا بعشر فتم میقات
ربہ اربعین لیلۃ۔ اور ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ کیا تھا اور اُسکو دس
رات کے ساتھ پورا کیا اُسکے پروردگار کا میقات اور زمانہ پورا چالیس رات
کا ہوا اور قصہ اسکا یہ ہی کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا
جبکہ کہ وہ مصر مین تھے کہ اللہ تعالی جب اُنکے دشمنون کو ہلاک اور اُنکو دشمنون
کے ہاتھون سے خلاص کرے گا تو اللہ تعالی کے پاس سے ایک کتاب اُنکے واسطے
لاؤنگا جسمین حلال اور حرام اور حدود وغیرہ احکام کا واضح بیان ہوگا پھر جبکہ اللہ
تعالی نے وہ کام کیا اور فرعون کو ہلاک کرڈالا تو موسیٰ نے اپنے پروردگار سے

کتاب مانگی تب اُسکو اللہ تعالی نے حکم دیا کہ تیس دن روزہ رکھے اور وہ ذیقعدہ کا
پھر جبکہ تیس راتیں پوری ہوئیں تو اُسے مُنھ کی بدبو بری معلوم ہوئی تو خرنوب جنگلی
درخت کی لکڑی سے مسواک کی تب اُس سے فرشتوں نے کہا کہ ہم تیرے منھ
سے مشک کی خوشبو سونگھتے تھے تو نے اُسے مسواک سے کھو دیا پھر اُسکو
اللہ تعالی نے ذی الحجہ کے دس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا کیا تو نہیں جانتا
کہ روزہ دار کے مُنھ کی بدبو مجھے مشک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ معلوم ہوتی ہے
اور موسی علیہ السلام کا روزہ یہ نہ تھا کہ دن کو کھانا چھوڑ دیں اور رات کو کھائیں
بلکہ چالیسوں دن بغیر کھائے طے کر گئے اس سے معلوم ہوا کہ معدہ کا کھانے
سے خالی ہونا ایک بڑی اصل اس باب میں ہے یہاں تک کہ موسی علیہ السلام
اسکے محتاج ہوئے جب کہ مکالمہ الہی کے لیے وہ مستعد ہوگئے تھے اور علوم
لدنی اُن لوگوں کے دل میں جو اللہ تعالی کی طرف دنیا سے قطع تعلق کیے
ہوتے ہیں ایک قسم کا مکالمہ ہے اور جو شخص کہ اللہ تعالی کی طرف چالیس دن
تک اس طور پر ہوگیا اسطرح کہ اپنے نفس سے معاہدہ معدہ ہلکا رکھنے کا کیا ہو تو
اللہ اُسپر علوم لدنی کھولتا ہے جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اسکی خبر دی اللہ اعلم کہ مدت چالیس دن کا تعین قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم میں تخصیص اور اس امر میں جو اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کو اسکا حکم دیا
اور چالیس دن سے تحدید اور حد لگانی ایک حکمت کے واسطے ہے اور اسکی
حقیقت پر کوئی مطلع نہیں ہے مگر انبیا علیہم السلام جنکو اللہ تعالی نے اُنکو معلوم
کرا دیا یا وہ شخص جسکو اللہ تعالی نے انبیا کے سوا اُسکے معلوم کرنے سے مخصوص

کر دیا اور اسکی پوشیدگی مین ایک معنی چمک رہے ہین اور اسمین اشارہ ہی اور وہ
یہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے آدم کو مٹی سے پیدا کرنا چاہا تو خمیر کی مدت اسقدر تعداد
سے مقرر کی جیسا کہ وارد ہوا ہی خمر طینۃ آدم بیدہ اربعین صباحا یعنی آدم کی سرشت
کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے چالیس دن خمیر کیا تو آدم جبکہ دارین کی آبادی کے لیے
صلاح خوردہ تھا اور اللہ تعالی نے اس سے دنیا کی آبادی چاہی جس طرح کہ بہشت کی
آبادی اس سے چاہی تھی تو اس ترکیب کے ساتھ اسکو پیدا کیا جو عالم حکمت
اور عادت اور اس دار دنیا کے مناسب تھی اور قانون حکمت کے موافق اسکے
دنیا کی آبادی بن نہ آتی جس حالت مین کہ سفلی اجزا زمین سے وہ مخلوق ہوتا پس
مٹی سے اسکو پیدا کیا اور چالیس دن اسکی سرشت کو خمیر کیا تاکہ اس چالیس دن
کے خمیر سے چالیس حجاب حضرت الٰہی سے دور ہو جاے اور بارگاہ الٰہی اور
مقامات قرب سے غائب رہے اسواسطے کہ اس حجاب سے رنگ پنچاتا تو دنیا معمور
نہ ہوتی تو عالم حکمت کی آبادی اور زمین خلیفۃ اللہ ہونے کے لیے بعد از مقام
قرب کے آسمان جگہ لی پس ہر روز اللہ تعالی کی طاعت کے لیے دنیا سے
انقطاع کرنا اور اسکے سامنے آنے اور معاش کی طرف توجہ سے کھینچا ایک حجاب
سے نکلتا ہی جو ایک معنی ہو کہ اسمین امانت رکھا ہوا ہی اور ہر ایک حجاب کے
نکلنے کے موافق نصیب ہوتا اور منزل حاصل کرتا ہی قرب حضرت الٰہی جو منبع
علوم الٰہی انکا سبب ہی پھر جب کہ چلا اور جدا ہو گیا تو پردے دور ہو جاتے ہین
اور علوم و معارف اسپر خوب ریزش کرتے ہین بعد ازان علوم و معارف
جو عیان ہو اور فوات بدل جاتے ہین اس سبب سے کہ نور عظمت

الٰہی کی تاثیر سے متصل ہوتے ہین اسوقت اعیان حدیث نفس کے علوم الہامیہ بن جاتے ہین اور حدیث نفس کے اجرام انوار عظمت کے قبول کرنیکو پیش آتے ہین پس اگر وجود نفس اور اُسکی حدیث نہوتی تو علوم آئینہ ظاہر نہوتے اسواسطے کہ حدیث نفس قبول انوار کے لیے ظرف وجودی ہی اور قلب مین بالذات قبول علم کے لیے کوئی شئی نہین ہی اور خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہی کہ اُسکے قلب سے حکمت کے چشمے اُسکی زبان پر ظاہر ہونگے اشارہ اسکی طرف ہی کہ قلب کا ایک رخ نفس کی طرف ہی اسوجہ سے کہ توجہ اُسکی عالم شہادت کی طرف ہی اور ایک رخ اُسکا روح کی طرف اس اعتبار سے ہی کہ اُسکی توجہ عالم غیب کی طرف ہی تو جو علوم نفس مین پیدا کیے گئے ہین اُنسے قلب مدد چاہتا ہی اور زبان جو اُسکی ترجمان ہی اُسکے حوالہ کرتا ہی تو علوم ظہور قلب سے ہی اسواسطے کہ علوم اُسمین جڑ پکڑے ہوے ہین تو قلب اور روح کے لیے قرب الٰہی سے وہ مراتب حاصل ہین جو الہام کے رتبوں سے برتر ہے ہوے ہین پس بندہ اللہ کی طرف جھک پڑنے اور لوگون سے پاک ہونے کے سبب اپنی مسافت اسے وجود کو قطع کرتا ہی اور اپنے نفس کے معادن سے جواہر علوم کو نکالتا ہی اور پھر آئینہ حدیث

مین وارد ہی۔ الناس معادن کمعادن الذہب والفضۃ خیارہم فی الجاہلیۃ خیارہم فی الاسلام اذا فقہوا یعنی آدمی سونے چاندی کی سی کان ہین جو جاہلیت مین اُنمین کے اچھے ہین وہی اسلام مین اُنکے بہتر ہین جب کہ وہ فقیہ ہون قو پھر روز اللہ کے واسطے عمل مین خلوص کرنے کے سبب وہ ایک طبقہ کیمیائی پیدائشی طبقات سے دور کرتا ہو جو اللہ تعالیٰ سے اُسکو

دور رکھتا ہی یہانتک کہ چلے کے چالیس دن پورے کرنے سے چالیسون طبقون
کو ایک دن پیچھے ایک طبق طبقات حجاب سے دور کر دیتا ہی اور اس بندہ کی صحت
کی نشانی اور چلے سے اثر ہونے کی علامت اور اخلاص کی شرطون کا پورا
کرنا یہ ہی کہ چلے کے بعد دنیا سے کم رغبت کرے اور فریب کے گھر سے الگ ہوجائے
اور دار البقا کی طرف رجوع کرے اسواسطے کہ دنیا مین زہد کرنا ظہور حکمت کی شرط
سے ہی اور جو دنیا مین زہد نکرے تو اسکو حکمت نصیب نہ ہوگی اور جو حکمت چلے
کے بعد ظاہر نہو تو ظاہر ہو جائے گا کہ اسنے شرطون مین کچھ خلل ڈالا ہی اور
اللہ تعالی کیلیے خالص نہین ہوا اور جو اللہ تعالی کے واسطے خالص نہین ہوا
تو اسنے اللہ کی عبادت نہین کی اسواسطے کہ اللہ تعالی نے ہم کو اخلاص کا حکم
دیا ہی جیسا کہ ہمکو ان کا حکم دیا۔ قال اللہ تعالی وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین
لہ الدین۔ اور وہ لوگ نہین حکم دیے گئے مگر اسواسطے کہ اللہ کی عبادت کرین اسطرح
کہ دین اسکے لیے خالص کرین صفوان بن عسان رضی اللہ عنہ نے حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی فرمایا کہ جب قیامت کا دن
ہوگا اخلاص اور شرک دونون گھٹنون کے بل پروردگار عز وجل کے سامنے
حاضر ہونگے تو اللہ تعالے اخلاص کو حکم دے گا کہ تو اپنے اہل اخلاص کے
ساتھ جنت مین جا اور شرک کو حکم دے گا کہ تو اپنے اہل شرک کے ساتھ دوزخ مین
جا اور ہم سے بسنادہ سلمی نے کہا علی بن سعید سے مین نے سنا اور اس سے
پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اسنے کہا ابراہیم شقیقی سے مین نے سنا اور اس سے
پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اسنے کہا محمد بن جعفر خفاف سے مین نے سنا

اور اس نے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا احمد بن بسیار سے مین نے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا ابا یعقوب الشروطی سے مین نے سوال اخلاص سے کیا کہ کیا چیز ہی اُسنے کہا احمد بن غسان سے مین نے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا کہ احمد بن علی الہجیمی سے مین نے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اس نے کہا مین نے عبد الواحد بن زید سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا کہ حسن سے مین نے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا کہ مین نے حذیفہ سے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہی آپ نے فرمایا مین نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی جبرئیل نے کہا مین نے حضرت رب العزت جل جلالہ سے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہی حکم ہوا کہ وہ میرے اسرار سے ایک سر ہی جسکو مین نے ان لوگون کے قلب مین رکھا ہی جسکو مین اپنے بندون سے دوست رکھتا ہون تو بعضے آدمی خلوت مین مخالفت نفس پر داخل ہونے ہین اسواسطے کہ نفس بالطبع خلوت سے کراہت کرنے والا ہی خلق کی مخالفت کی طرف بہت ہی مائل ہی پس جب کہ اُسکو اُسکی عادت کے قرارگاہ سے اُکھیڑا اور اللہ تعالی کی طاعت مین قید کیا تو اُسکے قلب مین حلاوت بعد اُس تلخی کے آتی ہی جو اسپر داخل ہوتی ہین ذو النون رحمہ اللہ نے کہا مین نے کوئی چیز ایسی نہین دیکھی جو خلوت سے زیادہ باعث اخلاص پیدا ہو اور جسنے خلوت کو دوست رکھا تو ہر آئینہ اُسنے اخلاص کے گھر کا ستون پکڑ لیا اور ارکان صدق سے ایک رکن پر فتحیاب ہو گیا اور شبلی رحمہ اللہ نے ایک شخص سے کہا جس نے وصیت آپ سے چاہی تھی

وحدت کو لازم اپنے اوپر کرے اور قوم سے اپنے نام کو مٹا دے اور دیوار کی طرف منھ
رکھے جب تک کہ تو مرے اور یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ وحدت یعنی تنہائی
ہمدم یقین کی آرزو ہی اور انسانوں میں سے جسکے باطن سے فراغت خلوت آ دے
اور اسکی طرف نفس کھینچے تو یہ اتم و اکمل اور بڑی دلیل اسکے کمال استعداد کی ہی
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ حال روایت کیا گیا جو اسپر دلالت
کرتا ہی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پہلے پہل جو وحی سے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوا وہ خواب میں رویاے صادقہ ہی تو آپ رویا نہیں
دیکھتے تھے مگر اس طرح پر کہ جیسے صبح نمود ظاہر ہوتا ہی پھر آپ کو خلوت پسند
آئی اور حرا میں آپ تشریف لاتے تھے اور اسمیں کئی رات برابر عبادت اور
خلوت کیا کرتے اور اسکے لیے توشہ تیار رہا کرتا پھر حضرت خدیجہؓ کے پاس آتے
پھر اسکے مثل کے لیے آپ تیاری فرماتے پس اچانک حق آن پہونچا اور آپ
غار حرا میں تھے اسمیں ایک فرشتہ آپکے پاس آیا اور کہا اقرأ یعنی پڑھ سو
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا میں تاری اور پڑھنے والا نہیں
ہوں پھر مجھے اسنے پکڑا اور دبوچا یہانتک کہ وہ اپنی غایت کو پہونچا پھر مجھے
چھوڑ دیا اور کہا پڑھ تو میں نے کہا کہ میں قاری نہیں ہوں پھر مجھے پکڑا اور دوبارہ
دبوچا یہانتک کہ وہ اپنی انتہا کو پہونچا پھر مجھے چھوڑا اور کہا کہ پڑھ تو میں نے
کہا کہ میں قاری یعنی خواندہ نہیں ہوں تو اس نے مجھے پھر پکڑا اور
تیسری بار دبایا یہانتک کہ اپنی غایت کو وہ پہونچا پھر مجھے چھوڑ دیا پھر
کہا اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق - یعنے پڑھ

اپنے ربکے اسم سے جسنے کہ پیدا کیا انسان کو خون بستہ سے یہانتک کہ ما لم یعلم
تک پہونچا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے ساتھ واپس آئے اس
حالت مین کہ اسکے دفعتہ ظاہر کرنے سے ڈرتے تھے یہانتک کہ خدیجہ کے پاس
آئے اور فرمایا زملونی زملونی یعنی کملی مجھے اڑھاؤ کملی مجھے اڑھاؤ تو آپکو
کملی اڑھا دی یہانتک کہ آپ سے خوف جاتا رہا اور خدیجہ سے کہا میرے واسطے
کیا صلاح ہی اور انکو خبر دی پھر فرمایا مین اپنی عقل پر ڈرتا ہون خدیجہ نے کہا
نہین ہرگز نہین خوش ہو اللہ کی قسم ہی کہ تجھے اللہ غمگین ابدا نہ کرے گا
اسواسطے کہ تو صلہ رحم کرتا ہی اور بات سچ کہتا ہی اور بار اٹھاتا ہی اور معدوم کو
کسب کرتا ہی اور یتیمان کی ضیافت کرتا ہی اور جو مصیبتین پہونچتی ہین اسمین
اعانت کرتا ہی پھر خدیجہ آپ کو ساتھ لے کر چلین یہانتک کہ ورقہ بن نوفل کے
پاس گئین اور وہ ایک شخص تھا کہ جاہلیت مین نصرانی ہوگیا تھا اور وہ کتاب
عربی لکھتا تھا اور انجیل مین سے وہ عربی مین لکھتا جو اللہ چاہتا کہ اسکو لکھے اور
ایک بوڑھا بزرگ آدمی تھا کہ نابینا ہوگیا تھا تو اس سے خدیجہ نے کہا اے چچا
اپنے بھتیجے کی بات سن ورقہ نے کہا اے میرے بھتیجے کیا تو دیکھتا ہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو خبر دی تو اسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا
یہ وہی ناموس ہی جسکو موسی پر نازل کیا کاش مین جوان ہوتا کاش مین زندہ
اسوقت ہوتا جب قوم تجھے خارج کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کیا
وہ مجھے نکالنے والے ہین ورقہ نے کہا ہان اسواسطے کہ کوئی ایسی چیز کو تو لایا
ہرگز نہین لایا مگر یہ کہ وہ عداوت و ایذا سے ستایا گیا اور جو دن اگر مجھے ملیگا

تو مین تیری بھاری مدد کرونگا اور جابر بن عبد اللہ نے روایت کی کہا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی اور قطع وحی کا ذکر کرتے تھے پس کہا اپنی
حدیث مین کہ اس درمیان مین کہ مین چلا جاتا تھا آسمان کی طرف سے ایک آواز
سُنی مین نے سر اُٹھایا اچانک ایک فرشتہ دیکھا جو حرا مین آیا اور وہ زمین و آسمان
کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہی اور خوف سے مین بھر گیا اور پلٹ آیا اور مین نے
کہا۔ زملونی زملونی فدثرونی تب اللہ تعالی نے نازل کیا ۔ یا ایہا المدثر قم فانذر تا
والرجز فاھجر۔ اور ہر آئینہ نقل کیا گیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار ہا
گئے تاکہ پہاڑ کی چوٹیون سے اپنی جان کھو دین تو جب کبھی آپ پہاڑ کی بلندی پر
پہونچے تاکہ اُس سے اپنے تئین گرا دین جبرئیل علیہ السلام ظاہر ہوتے اور کہتے
یا محمد انک رسول اللہ حقا یعنی ای محمد تو سچا رسول اللہ کا ہی اس سے دل آپ کا
ٹھہر جاتا اور جب قطع وحی کو طول ہوتا اور اسی طرح پھر ہوتا تو جبرئیل ویسا ہی مثل کہتے
تو یہ اخبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد دینے والی اصل مین اس
سوال مین کہ مشائخ نے مریدون اور طالبون کے لیے خلوت پسند کی اسواسطے کہ جب
وہ اللہ تعالی کے لیے خلوت خالص ہو گئی تو اللہ تعالی اُنپر وہ باتین کشف کریگا
جو اُسکی بالذین خلوت مین ہون یہ کہ یا معاوضہ اللہ کی طرف سے اُن کے لیے
اُن چیزون کا ہی جو اُنھون نے اللہ کے واسطے چھوڑ دین بعد ازان قوم کی
خلوت نشینی اور چلہ اور اُسکے تکملہ کا اثر ظاہر ہی کہ حق سبحانہ وتعالے کی
بشارتون کے مبادی اور اُسکے عطایا سے سینہ ظاہر ہون

ستائیسوان باب فتوح اربعین کے بیان مین

اور ہر آئینہ طریق خلوت اور اربعین مین ایک قوم نے غلطی کی ہی اور کلمات کو اُنکی جگہہ
سے تحریف اور تبدیل کر دیا اور شیطان اُنپر داخل ہوا اور غرور و فریفتگی کا دروازہ
اُنپر کھول دیا اور خلوت مین بلا اصل مستقیم جو اخلاص کو حق خلوت پہونچاتا ہی
داخل ہوے اور اُن لوگون نے یہ سن لیا کہ مشایخ اور صوفیہ کے لیے خلوتین
تھین اور اُنکے لیے واقعات ظاہر ہوے اور مکاشفہ غرائب اور عجائب کے
ساتھہ اُنکو ہوا تو اسکے حاصل کرنے کے لیے یہ لوگ خلوت مین گھس گئے اور یہ محض
اختلال و ضلال ہی ہان صحیح یہ ہی کہ قوم نے خلوت اور وحدت دین کی سلامتی
اور نفس کے احوال کی جستجو اور اللہ تعالی کے واسطے عمل کرنے کے لیے اختیار کی
ابی عمرو الانماطی سے نقل ہی کہ اُسنے کہا ہرگز صاف نہوگا عاقل کے لیے انجام
مگر یہ کہ اُن باتون کو مضبوط کرے جو اُسپر واجب ہین یعنی حال اول کی اصلاح
اور ان مقامات کی اصلاح کہ اُنکی معرفت سزاوار ہی خواہ زیادہ ہوا ہو یا ناقص
ہوا ہو تو اُسپر واجب ہی کہ خلوت کے موضع تلاش کرے تاکہ اُسکے معارض کو
کوئی شاغل نہو پس اگر معارض ہو تو وہ جو چاہتا ہی وہ بگڑ جائیگا - ابا تمیم مغربی
سے روایت ہی وہ کہتے ہین جو خلوت کو صحبت پر ترجیح دے تو سزاوار ہی کہ وہ
تمام اذکار سے بجز ذکر الہی عز و جل کے خالی ہو اور جمیع مرادات سے بجز مراد اپنے
رب کے خالی ہو اور نفس جو تمام اسباب مین مطالبہ کرتا ہی اُس سے خالی
ہو اگر ان صفات کے ساتھہ نہو تو اسکے نفس بلا مین اُسکو ڈالے گی - ایک
شخص ابی بکر وراق کی زیارت کو آیا اور کہا کہ مجھے نصیحت کیجیے فرمایا مین نے

دنیا و آخرت کی بھلائی خلوت اور قلت مین اور اُن دونون کی بُرائی کثرت اور اختلاط
مین پائی تو جو شخص خلوت مین کسی سبب اور بہانہ سے بیٹھا تو شیطان اُسپر داخل ہوا
اور ہر طرح کی نافرمانی کو اُسکے لیے مزین اور آراستہ کرتا ہی اور وہ جھوٹے اور
دھوکے کی باتون سے مملو ہوگیا اور سمجھا کہ میرا حال اچھا ہی فتنہ اُس قوم مین ان
پہونچا جو خلوت مین بدون شرائط خلوت کے داخل ہوے اور کسی ایک ذکر اذکار
سے یہ متوجہ ہوے اور اپنے نفوس کی ماندگی اور تکان کو گوشہ نشینی کے ساتھ
خلوت سے اُتارا اور مشغولیون کو حواس سے باز رکھا جس طرح کہ راہب ترسا
اور برہمن اور فلسفہ کا عمل ہی اور جمع ہمت مین جو وحدت ہی اسکی صفاء
باطن مین مطلقا تیزی تاثیر ہی تو جو چیزین کہ انہین سے حسن سیاست شرعی اور
صدق متابعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہین انکا نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ
قلب روشن ہوجاتا ہی اور دنیا سے کم رغبتی ہوتی ہی اور ذکر مین حلاوت آتی ہی
اور جو معاملہ اللہ کے واسطے ہو اُسمین اخلاص ہوتا ہی جیسے نماز اور تلاوت
وغیرہا اور جو انہین سے ایسے ہون کہ سیاست شرع اور متابعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اُسمین نہو تو اُن سے نفس مین صفائی آتی ہی جس سے
علوم ریاضی کے حصول مین مدد حاصل ہوتی ہی کہ اُنکی طرف فلاسفہ اور دہریہ
اور اکثر ملاحدہ اور جوگی سے متوجہ ہوتے ہین اور جس قدر کہ اسکی کثرت
ہوتی ہی اللہ تعالی سے دور ہوتا ہی اور جو شخص اُسکی طرف متوجہ ہوتا ہی شیطان
اُن چیزون کے وسائل سے جو علوم ریاضیہ وہ حاصل کرتا ہی یا اُن اشیا
سے کہ صدق خاطر وغیرہ سے اُسکو نمودار ہوتا اور نظر آتا ہی گمراہی ہوتا ہی

یہاں تک کہ میل تمام اُسکی جانب کرتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ وہ مقصود کو پہونچ گیا
اور نہیں جانتا کہ یہ فن نصاریٰ اور برہمنوں کے لیے فائدہ سے غیر ممنوع ہے اور
خلوت سے مقصود نہیں اُنمیں سے بعضے کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ استقامت
تجھسے چاہتا ہے اور تو کرامت کا طلبگار ہے اور کبھو خرق عادات اور
صدق فراست سے صادقین پر کھل جاتا ہے اور اُنسے وانی بات ظاہر ہو جاتی ہے
اور کبھو نہیں کھلتی اور اُسکا نہ ہونا اُنکے حال میں اعتراض پیدا نہیں کرتا اگر
اعتراض اُنکے حال میں پیدا کرتا ہے تو وہ صرف انحراف حد استقامت
سے ہے پھر جو کچھ صادقین پر انمیں سے کشف ہوتا ہے اُنکے فرید یقین کا
سبب ہو جاتا ہے اور صدق مجاہدہ و معاملہ اور دنیا کی بے رغبتی اور اخلاق
حمیدہ سے متحلق ہونے کی طرف مائل کرتا ہے اور جو کچھ اسمیں سے اُس شخص پر
مکشوف ہوتا ہے جو سیاست شرع سے خارج ہے اُسکے واسطے فرید بعد اور
غرور اور حماقت کا اور لوگوں سے تکبر اور خلق کے عیب لگانے کا باعث
ہوتا ہے اور یہ حالت اُسکی رہتی ہے حتی کہ اسلام کے سلسلہ کا حلقہ اُسکی
گردن سے نکل جاتا ہے اور وہ حدود و احکام اور حلال و حرام سے انکار کرتا ہے
اور اُسکا گمان ہوتا ہے کہ عبادات سے مقصود اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور متابعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترک کر دیتا ہے پھر بعد ازاں ہو فتہ رفتہ
اس سے ملحد اور زندیق ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم گمراہی سے پناہ
مانگتے ہیں اور کبھو ایک قوم کو خیالات پیدا ہوتے ہیں جنکو وہ ایک وقائع
تصور کرتے ہیں اور مشائخ کے وقائع سے اُنکو تشبیہ دیتے ہیں

بدون اسکے کہ حقیقت کا اُسکے علم ہو تو جو کوئی اسکی تحقیق چاہے تو اسے جان لینا
چاہیے کہ ہر آئینہ جب ایک بندہ اللہ ہی کا خاص ہو گیا اور اپنی نیت کو اُس نے
درست کیا اور چالیس دن یا زیادہ خلوت مین بیٹھا تو اُنمین سے بعضے وہ ہین کہ اپنے
باطن کو صفائی یقین دیتا ہی اور اپنے قلب سے حجاب کو اُٹھاتا ہی اور ایسا
ہو جاتا ہی کہ جیسا اُنمین سے بعضون نے کہا ہی دیکھا ہی میرے قلب نے میرے
پروردگار کو اور کبھو اس مقام کو ایک دفعہ اسطرح پہونچتا ہی کہ اپنے اوقات
کو اعمال صالحہ سے آباد اور اعضا و جوارح کو امور ممنوعہ سے باز رکھے اور تقسیم
اوراد و وظائف اور تلاوت اور ذکر سے اوقات پر کرے اور یکبار اُسے حق تعالی
اُسکے مقام صدق اور قوت استعداد پر بلا کسی عمل کے پہونچا دیتا ہی جو اس سے
جدا ہو اور یکبار اس وجہ کو اذکار سے ذکر واحد کے التزام سے پاتا ہی اسواسطے
کہ وہ ہمیشہ اس ذکر کی تکرار اور تردید کرتا ہی اور اسکو کہتا ہی اور اُسکی عبادت
بجز [illegible] نماز فریضہ اور سنت مؤکدہ فقط ہوتی ہی اور اسکے تمام اوقات
ذکر اور [illegible] سے خالی نہین رہتے اسطرح پر کہ اسکے اندر کوئی فتور نہین آتا اور یہ [illegible]
[illegible] اسکی مراد حاصل ہوتا ہی اور برابر ہمیشہ اس ذکر کو [illegible] بالالتزام
[illegible] وضو اور کھانے کے وقت مین بھی اس سے نہین چھوٹتا۔ اور منجملہ
ان باتون کے جامع نے ذکر سے کلمہ لا الہ الا اللہ کو قبول کیا ہی اور اس کلمہ کی
ایک خاصیت نور باطن اور قصد کی جمعیت دینے مین ہی جب کہ کوئی مخلص
صادق اسکی مداومت کرے اور وہ اس امت کے لیے عطیات الٰہی سے ہی
اور اُسمین ایک خاصیت اس امت کے لیے ہی اس بات مین جسکی روایت

عبد الرحمن بن زید نے کی ہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا ای میرے رب مجھے اس
امت مرحومہ سے خبر دے فرمایا امت محمد (علیہ الصلوۃ والسلام) کے ہیں علما گوشہ نشین
پارسا بردبار برگزیدہ دانا راست کار گویا کہ وہ انبیا ہیں تھوڑی عطا پر مجھ سے رضامند
اور تھوڑے عمل پر میں اُنسے خوش ہوں اور لا الہ الا اللہ کے ساتھ میں اُنکو بہشت میں
داخل کرونگا ای عیسی وہ اکثر بہشت کے رہنے والے ہیں اسواسطے کہ کسی قوم کی ہرگز
زبان نے لا الہ الا اللہ کی اطاعت نہیں کی جیسی کہ اُنکی زبانوں نے کی اور نہ قوم کی
گردنیں ہرگز سجدہ میں جھکیں جیسی کہ اُنکی گردنیں جھکیں اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص
رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ کہا ہر آئینہ یہ آیت توریت میں لکھی ہوئی ہی یا ایہا
النبی ارسلناک شاہدا و مبشرا و نذیرا و حرزا للمومنین و کنزا للامیین انت عبدی
و رسولی سمیتک المتوکل لیس بفظ و لا غلیظ و لا صخاب فی الاسواق و لا یجزی بالسیئۃ
السیئۃ و لکن یعفو و یصفح و لن اقبضہ حتی تقام بہ الملۃ المعوجۃ بان یقولوا لا الہ الا اللہ و
یفتحوا اعینا عمیا و اذانا صما و قلوبا غلفا یعنی ای نبی ہم نے تجھے بھیجا ہی شہادت اور بشارت
دینے والا اور ڈرانے والا مومنوں کے لیے پناہ اور ناخواندہ لوگوں کے لیے خزانہ تو
میرا بندہ ہی اور تو میرا رسول ہی نام تیرا میں نے متوکل رکھا جو نہ دل اور بات کا سخت
اور کڑا ہی اور نہ بازاروں میں چیخنے چلانے والا ہی اور نہ وہ بُرائی کا بدلا بُرائی
سے کرتا ہی الا یہ کہ وہ معاف اور درگذر کرتا ہی اور میں اُسکی روح قبض نہ کرونگا
جب تک کہ اُسکے سبب ٹیڑھی ملت سیدھی نہ ہو جاے اس طرح کہ کہیں
وہ لا الہ الا اللہ اور کھولیں اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور جو غلاف میں ہیں
ہوے دل ہیں۔ پھر ہمیشہ خلوت میں بندہ اس کلمہ کو موافقت دل ...

ساتھ اپنی زبان پر بار بار لاتا ہی یہانتک کہ کلمہ قلب مین جڑ پکڑتا اور حدیث نفس کو دور
کرتا ہی کہ اسکے معنی قلب مین حدیث نفس کے قائم مقام ہوجاتے ہین پھر جب کہ
کلمہ غائب ہوگیا اور زبان پر آسان ہوا تو قلب اسکو کھینچتا اور پی جاتا ہی پھر
اگر زبان چپ رہی تو قلب نہین چپ رہتا پھر وہ کلمہ قلب مین جوہر بن جاتا ہی
اور اسکے جوہر بن جانے سے دل مین نور یقین قرار پکڑ لیتا ہی حتی کہ جب دل اور
قلب سے صورت کلمہ دور ہوجاتی ہی تو اسکا نور جوہر ہوکر رہ جاتا ہی اور ذکر عظمت
مذکور یعنی حق سبحانہ وتعالی کے ساتھ لیتا ہی اور اسوقت ذکر ذکر ذات ہوجاتا ہی
اور یہی ذکر مشاہدہ اور مکاشفہ اور معاینہ ہی یعنی ذکر ذات کا نور ذکر کے جوہر
ہونے اور خلوت سے اعلی درجہ کا مقصد ہی اور یہی خلوت سے حاصل ہوتا ہی
قلب کے ذکر سے بلکہ تلاوت قرآن مجید سے جب کثرت سے تلاوت کرے اور زبان کے
ساتھ قلب کی موافقت مین جد وجہد ہو یہان تک کہ تلاوت زبان پر جاری ہوجائے
اور کلام کے معنی حدیث نفس کے قائم مقام ہوجائے اور اسوقت بندہ کو تلاوت ونماز
مین سہولت پیدا ہوئی ہی اور اس سہولت سے تلاوت اور نماز مین باطن روشن
اور نورانی ہوجاتا ہی اور قلب مین نور کلام کا جوہر بن جاتا ہی اور اسی سے
ذکر ذات یعنی ہوتا ہی اور قلب مین نور کلام جمع ہوتا ہی جسکے ساتھ کلام کے معانی سے
بندہ کو زیرکی فطنت آتی ہی اور اس عطیہ کے سوا علوم الہامی لدنی بندہ
پر منکشف ہوتے ہین اور اسقدر حقیقت ذکر اور تلاوت پر بندہ کے پہونچنے
تک جب کہ اسکا باطن صاف ہوجاتا ہی وہ کبھو کمال انس اور حلاوت ذکر سے
ذکر مین گم ہوجاتا ہی حتی کہ وہ ذکر مین غائب ہونیکے اندر سونے والے مین

ابتدا اگر اُسکے نفس سے مثال اور خیال پیدا ہوتا ہی جسمین روح کشف کی پھونکی جاتی ہی
پھر جبکہ وہ اپنی غیبت سے عود کرتا اور اُسکو افاقہ ہوتا ہی تو یا یہ ہوتا ہی کہ اُسکی تفسیر
اُسکے باطن سے آتی ہی جو اللہ تعالی کی طرف سے ایک عطا ہی اور یا اُسکی شارح
شیخ اُسکا ہی جسطرح کوئی معبّر خواب کی تفسیر کرتا ہی اور یہ واقعہ ہوتا ہی اسواسطیکہ وہ
ایک حقیقت کا کشف مثال کے لباس مین ہی اور صحت واقعہ کی شرط اولاً ذکر مین
حاضر ہی دوسرے ذکر مین اُسکا مستغرق ہوتا ہی اور اُسکی علامت یہ ہی کہ دنیا سے
بے رغبتی اور تقوی کی ملازمت ہی اسواسطیکہ اللہ تعالی نے واقعہ مین اسکو امر
مکشوف کا سبب اور حکمت بنایا ہی اور حکمت زہد اور تقوی کا حکم کرتی ہی اور کبھو ایک
کے لیے حقائق مجرد بلا لباس مثال کے ہوتے ہین اور کشف اور خبر دینا من جانب
اللہ تعالی اُسکے لیے ہی اور یہ کبھو دیکھنے سے ہوتا ہی اور کبھو سننے سے اور وہ کبھو
اپنے باطن سے سنتا ہی اور کبھو وہ ہوا سے کرتا ہی نہ اُسکے باطن سے جیسے ہاتف
کی آواز غیب مشہور ہی کہ اس سے وہ ایک امر کو جسکا پیدا کرنا اللہ تعالی اُسکے
لیے چاہتا ہی جان لیتا ہی پس اللہ کا خبر اُسکو دینا اسکے ساتھ اُسکے
یقین زیادہ ہونے کا ہوتا ہی یا خواب مین ایک شی کی حقیقت کو دیکھتا ہی جیسے
شیخ [illegible] ایک شربت ایک پیالہ مین لایا تھا اور اُسنے اسکو پی
لیا [illegible] دیا اور کہا [illegible] عالم مین ایک حادثہ پیدا ہوا اور مین اسکو
[illegible] کہان ہون کہ وہ کیا ہی پھر اُسپر کشف ہوا کہ ایک قوم مکہ مین اہل
[illegible] قتل کیا۔ اور ابا سلیمان خواص سے حکایت ہی کہ کہا ایک
دن مین سوار ایک گدھے پر تھا اور اسے ایک مکھی ستا رہی تھی اور

وہ اپنے سر کو پیچھے کی طرف جھکاتا تھا تو مین اُسکے سر پر لکڑی جو میرے ہاتھ مین تھی
مارتا تھا پھر گدھے نے اپنا سر میری طرف اُٹھایا اور کہا مار کہ تو اپنے سر پر مارتا ہی
اُنسے پوچھا کہا کہ ای ابا سلیمان یہ تیرا واقعہ ہی یا اُسکو تو نے سُنا ہی کہا مین نے اُس
سُنا ہی جیسا کہ تم نے مجھ سے سُنا - اور حکایت ہی احمد بن عطا رودباری سے کہا
مجھے طہارت کے امر مین بڑا احتیاط تھی تو ایک رات استنجا کرتا رہا یہان تک کہ
ایک تہائی گذر گئی اور میرا دل خوش نہوا اور جی میرا گھٹا پھر مین رویا اور کہا کہ
یا اللہ العفو تو ایک آواز سنی اور کسی کو نہ دیکھا وہ کہتا تھا ای ابا حسین اللہ عفو علم
مین ہی - اور کبھو اللہ تعالی اپنے بندہ پر آیات اور کرامات کا کشف اُسکی تربیت اور
تقویت یقین اور ایمان کے لیے کرتا ہی - روایت ہی کہ جعفر خلدی رحمہ اللہ کے
پاس ایک قیمتی نگینہ تھا اور وہ ایک دن کشتی مین دجلہ پر سوار تھا تو اُسنے ارادہ
کیا کہ ملاح کو پیسہ دے اور کپڑا کھولا تو نگینہ دجلہ ندی مین گر پڑا اور اُنکے پاس
ایک دعا مجرب لکھوئی چیز کی تھی اور اُسکے ساتھ دعا کیا کرتے پس نگینہ کو ورقون کے
درمیان پایا جنکو وہ اُلٹ رہے تھے اور دعا یہ ہی کہ کہے یا جامع الناس لیوم لا ریب
فیہ اجمع علی ضالتی - اور مین نے اپنے شیخ سے ہمدان مین سُنا ہی کہ ایک شخص کی
حکایت اُنکے سامنے کی گئی کہ بعض خلوت مین اُسپر کشف ہوا کہ لڑکا اُسکا جیحون
مین تھا قریب ہی کہ وہ کشتی سے پانی مین گر پڑے کہا مین نے اس سے جھڑکا اور وہ
شکر ادا کرتا اور یہ شخص ہمدان کے نواح مین تھا اور بیٹا اُسکا جیحون مین تھا پھر جب
وہ لڑکا آیا تو اُسنے خبر دی کہ مین پانی مین گرا جاتا تھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے
مدینہ مین منبر پر یا ساریۃ الجبل کہا اور لشکر نہاوند مین تھا تب لشکر نے

آر پہاڑ کی طرف پکڑی اور دشمن پر فتح پائی تب لشکر سے کہا گیا کیونکر تم نے یہ جانا تو
کہا ہم نے عمر کی آواز سنی اور وہ کہتے تھے یا ساریۃ الجبل - ابن سالم کا قول تھا کہ
ایمان کے چار رکن ہیں ایک رکن ایمان بالقدرۃ ہے اور ایک رکن ایمان بالحکمت اور
ایک رکن قوت اور طاقت سے بری ہونا اور ایک رکن اللہ عز و جل سے سب
چیزوں میں مدد مانگنا سو اُس سے سوال کیا گیا کہ ایمان بالقدرت کے معنی کیا
ہیں تو جواب دیا کہ وہ یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ اور انکار مت کرو اس بات سے کہ
ایک بندہ اللہ کا مشرق میں داہنی کروٹ سوتا ہو اور اللہ کی عنایت اور کرم
سے یہ ہو کہ اسکو قوت ایسی بخشے کہ وہ داہنی کروٹ سے جو بائیں کروٹ لے تو وہ
مغرب میں ہو تم اُسکے جواز کا اور اُسکے ہونے کا ایمان رکھو - اور مجھ سے ایک
فقیر کی حکایت کی گئی کہ وہ مکہ میں تھا اور ایک شخص بغداد میں تھا جسکے موت کی
خبر سنو بھائی کہ وہ مر گیا پس اللہ تعالی نے اسکو مکاشفہ ایک آدمی کے ساتھ اُس
حال میں کہ سوار تھا کرایا کہ وہ بغداد کی بازار میں چلتا پھرتا ہے تو فقیر نے اُسکے دوستوں
کو خبر دی کہ وہ نہیں مرا اور ایسا ہی تھا یہاں تک کہ مجھ سے اس شخص نے ذکر کیا
کہ میرا مشاہدہ اس حالت میں کہ مکاشفہ شخص کا سواری کی حالت میں کیا گیا کہ
میں نے اسے بازار میں دیکھا اور میں بیٹھا گانوں کے بیوپاری کی [illegible] کی آواز بغداد
کی بازار میں سنتا تھا اور یہ سب مواہب و عطیات الٰہی ہیں اور کبھو ایک قوم
کو ان واقعات کا مکاشفہ کرایا جاتا ہے اور یہ مرتبہ عطا ہوتا ہے اور کبھو ان لوگوں
سے بہتر کوئی وہ شخص ہوتا ہے جسکو ان کشف اور کرامات سے کچھ بھی حاصل نہیں
ہوتا اسواسطے کہ یہ سب تقویت یقین کے اسباب ہیں اور جو شخص کہ اسکو

یقین بطرف عطا کیا گیا اُسکو حاجت ان چیزون سے کسی چیز کی نہین ہی پس یہ
کُل جتنے کرامات فروتر اُس سے ہین جسکا ہم نے ذکر کیا کہ قلب مین ذکر جوہر
بن جاتا اور جڑ پکڑ لیتا ہی اور ذکر ذات کا موجود ہوتا ہی اسواسطے کہ اُس حکمت
مین مریدون کی تقویت اور سالکون کی تربیت ہی تاکہ اُنکو زیادہ یقین ہوتا
ہو جسکے سبب وہ لوگ نفس کی خواہش جوئی اور لذت دنیا کی فراموش کرنے
کی طرف منجذب ہون اور اسکے سبب اُنکا عزم آویدہ اُنسے قربات کے
ساتھ اوقات کی آبادی کے لیے برانگیختہ ہولیں اُس سے یہ لوگ خوش ہون
اور رفتہ رفتہ اُس شخص کے طریق پر چلین جو اس سے یقین صرف کے ساتھ
مخصوص کیا گیا اسوجہ سے کہ نفس اُسکا سریع الاجابت اور سہل الانقیاد
اور کامل استعدادی اور اولین کے لیے اُسے وہ چیزین نرم ہوگئین جو سخت
تھین اور جو باتین پوشیدہ تھین وہ مکشوف ہوئین اور کبھو اُسکی صورتین
ترساؤن اور برہمنون سے جو سبیل ہدی پر نہین چلتے اور ہلاکت کے طریق پر
جاتے ہین ہوتی اور باز رکھی نہین جاتین تاکہ یہ معاملہ اُنکے حق مین اُلٹا اور
استدراج ہو جاے اور اپنے حال کو مستحسن جانین اور دوری اور راندگی
کے قرارگاہ مین ٹھہرے رہین اس غرض سے کہ وہ اسیر باقی رہین اُس حالت
مین کہ اللہ تعالی نے چاہا ہی کہ وہ اندھے ہون اور گمراہ اور ہلاکت دوبالا مین
مبتلا رہین اور سالک تھوڑی بات جو اُسکے لیے حاصل ہو جاے اُسپر فریفتہ
ہو اور سمجھے کہ اگر وہ پانی پر چلے اور ہوا مین اُڑے تو یہ اسکو مانع نہین ہے
کہ حق تقوے اور زہد کو ادا نکرے مگر جو شخص کہ ایک خیال مین اُلجھا

یا غلط پر قناعت کی اور خلوت کی بنیاد کو اخلاص سے مستحکم نہ کیا وہ مکر سے خلوت میں
جاتا ہے اور غرور سے نکلتا ہے پھر وہ عبادت کو ترک کرتا اور انکو حقیر سمجھتا ہے اور
اللہ تعالیٰ سے انکی نسبت آرام طلب کرتا ہے اور اسکے دل سے شریعت کی
دہشت جاتی رہتی ہے اور دنیا و آخرت میں نقصان اٹھاتا ہے پس مرد صادق کو [illegible]
لینا چاہیے کہ خلوت سے مقصود [illegible] اور اوقات [illegible]
حسنہ سے آباد اور اعضا و جوارح کو مکروہات سے باز رکھے ارباب خلوت کی قوم
کے لیے اور انکی عبادت اور تقسیم اسکی اوقات پر لائق ہے اور ایک قوم کو ذکر
واحد یعنی فقط ایک ذکر کا التزام مناسب ہے اور ایک قوم کے لیے مراقبہ کی
ہمیشگی اور ایک گروہ کے لیے ذکر سے اوراد و وظائف کی طرف نقل کرنا اور
ایک گروہ کے واسطے اوراد و وظائف سے ذکر کی طرف جانا اور اسکے مقدار کی
معرفت شیخ کی صحبت اسکو سکھلاتی ہے جو نوعیت اور اختلاف اوضاع پر
مطلع ہے کہ وہ ہر ایک کا خیرخواہ اور اس گروہ کا مہربان ہے مرید کو اسکے واسطے
چاہتا ہے جو اپنے نفس کے لیے ارادہ ہو اسے نفس سے دوست ہے استتباع
اور جو شخص صاحب استتباع کا ہو اور ایسا شخص اصلاح زیادہ کرے امور
افساد اس سے کمتر ہوتے ہیں

اٹھائیسواں باب اربعین میں داخل ہونے کے بیان میں

مروی ہے کہ جب داؤد علیہ السلام خطا میں مبتلا ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے
لیے چالیس رات اور دن سجدہ میں گرے رہے یہاں تک کہ اسکے پروردگار
کی طرف سے معافی اور مغفرت آئی اور بہر تقدیر یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تنہائی

اور گوشہ نشینی اصل امر اور دستاویز اہل صدق کی ہی پھر جسکو ثبات اسپر میسر رہے تو اسکی
تمام عمر خلوت ہی اور اُسکا دین درست اور محفوظ ہر عیب و آفت سے ہی پھر اگر یہ بات
اُسکو میسر نہو اور وہ پہلے اپنے نفس و پھر اہل و اولاد مین پھنسا ہوا ہو تو چاہیے کہ اسکے
نفس کے لیے اس سے ایک حصہ ہو۔ سفیان ثوری سے منقول ہی اُس روایت مین
جو احمد بن حرث نے خالد بن زید رضی اللہ عنہ سے کی ہی کہ کہا یہ کہا جاتا تھا کہ بندہ
اللہ تعالی کے لیے چالیس روز اخلاص بجا نہ لایا مگر یہ کہ اللہ سبحانہ نے حکمت کو
اُسکے دل مین جمایا اور دنیا سے بے رغبت اور آخرت کا راغب کر دیا اور دنیا کے
مرض اور دوا کو دکھلا دیا پس بندہ اپنے نفس سے برس دن مین ایک دفعہ تعہد
اُسکا کرتا ہی اور مرید طالب جب خلوت مین داخل ہونے کا ارادہ کرے تو اسمین
سب سے کامل یہ امر ہی کہ دنیا سے مجرد اور خالی ہو اور جن چیزون کا وہ مالک ہی
اُنکو خارج اور دفع کرے اور غسل کامل کرے جب کہ پوشاک اور جا نماز کی احتیاط
پاکیزگی اور طہارت سے کرلی ہو اور دو رکعت نماز پڑھے اور گریہ اور عاجزی اور فروتنی
و خشوع سے اللہ تعالی کی طرف اپنے گناہون سے توبہ کرے اور باطن و ظاہر کو
گناہون کی نجاست اور نقائص و مکروہات دنیا سے پاک کرے پھر اپنی خلوت
کی جگہ بیٹھے اور وہان سے بجز نماز جمعہ اور نماز جماعت کے دوسرے کام کے لیے
نہ نکلے اسواسطے کہ نماز جماعت کا خیال چھوڑ دینا غلطی اور خطا ہی اور اگر باہر
نکلنے مین تفرقہ پائے تو ایک شخص اُسکے لیے پیدا ہو جو اُسکے ساتھ خلوت
مین نماز ادا کرے اور قطعا ضرور نہین ہی کہ اکیلا نماز پڑھے جبتک ہو سکے [illegible]
[illegible] پھر فرقون کا [illegible] خلوت

میں مشغول ہوگیا اور شاید کہ یہ بات جماعت کی نماز چھوڑنے پر اصرار کی نحوست سے
ہو سو اسکے سزاوار ہے یہ کہ اپنی خلوت سے نماز جماعت کے لیے باہر آئے ولیکن
وہ آنا ایسا کہ ذکر میں اسکے فتور نہیں آتا اور جو دیکھے کثرت سے نگاہ اسکی
طرف نہ دوڑائے اور جو سنے اسکی سماعت نہ کرے اسواسطے کہ قوت حافظہ اور
متخیلہ ایک لوح کے مثل ہے جسمیں ہر ایک چیز دیکھی اور سنی ہوئی نقش پکڑتی ہے
تو اس سے وسواس اور حدیث نفس اور خلل زیادہ بڑھتا ہے اور اس بات
کی کوشش کرے کہ جماعت میں ایسے پہونچے کہ امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ میں
شریک ہو پھر جب امام سلام پھیرے اور وہان سے الٹا پھرے تو یہ اپنی خلوت
کو چلا آوے اور اپنے باہر آنے میں اس بات سے پرہیز کرے کہ لوگ اسکی طرف
دوڑیں اور خلوت میں اسکے ملنے کو جائیں اسواسطے کہ کہا گیا ہے البتہ
تو ایک منزلت کی طمع مت رکھ جب کہ تو لوگوں کے سامنے اپنی منزلت چاہتا ہو
اور یہ ایک اصل ہے جس سے بہت اعمال فاسد اور تباہ ہو جاتے ہیں جب کہ
اسمیں کوئی فرو گذاشت کیجاوے اور بہت احوال اس سے سدھر جاتے ہیں جبکہ
اسکی رعایت اور پاس لحاظ رکھا جاوے اور خلوت میں اپنے وقت کو اسکے لیے
خاص مشغول کرے ان فعلوں کی مداومت سے جو اسکی رضا کے ہوں
تلاوت یا ذکر یا نماز یا مراقبہ اور جس کسی وقت ان اقسام سے تکان ہو تو
سو رہے لیکن اگر چاہے تو تھوڑی تھوڑی شمار رکعتوں کی یا تلاوت اور ذکر کی
مقرر کرے اور اگر چاہے کہ حکم وقت کے ساتھ رہے تو ان اقسام سے جو قسم
اسکے دل پر ہلکی اور آسان معلوم ہو اسپر اعتماد اور قرار داد کرے اور جب

اس سے سستی معلوم ہوا ہی اور جو چاہے کہ ایک سجدہ یا ایک رکوع یا ایک دو
رکعت مین ایک ساعت یا دو ساعت ٹھہرا رہے تو ایسا ہی کرے اور خلوت
مین ہمیشہ باوضو رہنے کا التزام کرے اور سوئے نہین جب تک کہ نیند کا
غلبہ نہو بعد اسکے کہ نیند کو کئی بار اپنے سے ٹال دیا ہو اور یہ شغل اسکا رات
دن رہے اور جب کلمہ لا الہ الا اللہ کا ذاکر ہوا ور نفس زبان سے ذکر کرتے کرتے
تھک جائے تو اُسے دل سے کہے بدون اسکے کہ زبان کو جنبش ہو اور سہل
ابن عبد اللہ نے کہا ہی جب تو لا الہ الا اللہ کہے تو کلمہ کو کھینچے اور قدم حق کی
طرف نظر کر پھر اُسکو ثابت کر اور اُسکے ماسوا کو باطل اور جاننے کہ دانے ہتر انگشت
اور شیرے کے مانند ہی جو حلقہ خلق کو پا چتا ہی تو فعل رضا کے ساتھ لزوم دائمی پر رہے
اور جو شخص اربعین اور خلوت مین بیٹھے تو بہتر ہی کہ روٹی اور نمک پر قناعت
کرے اور ہر رات ایک رطل بغدادی عشاء آخر کے بعد کھائے (رطل کا وزن
قریب آدھ سیر کے بارہ اوقیہ اور اوقیہ چالیس درم پس رطل چار سو اسی
درم کا ہی اور درم کا وزن اٹھائیس جو کے برابر ہی اور اس درم شرعی کی سات
مثقال کے حساب سے رطل تین سو چھتیس مثقال کے برابر ہی) اور اگر اُسکو
نصفا نصف تقسیم کرے تو اول شب نصف رطل اور آخر شب نصف رطل
کھائے کہ یہ معدہ کے لیے سبک اور قیام شب اور اُسکے ذکر اور نماز
سے زندہ رکھنے کے لیے زندہ معین اور مددگار ہی اور اگر چاہے کہ سحری
تک آخر افطار کرے تو اختیار رہی اور اگر نان خورش یعنی سالن ہو تو ن
نکال ان بغیر صبر آئے تو اُسے کھائے اور اگر وہ ایسی [illegible]

جو روٹی کے قائم مقام ہو تو اُسکے موافق روٹی میں سے کم کردے اور اگر اس مقدار
سے بھی قلت کرنی چاہے تو ہر رات ایک لقمہ سے کم گھٹائے اسطرح سے کہ اُسکی قلت
عشرہ آخرین اربعین سے آدھے رطل تک پہونچے اور اگر قوی ہو تو نفس کو قانع
اول اربعین سے آدھے رطل پر کرے اور ہر رات تھوڑا تھوڑا گھٹائے یہاں تک
کہ افطاری اُسکی عشرۂ آخرین میں تہائی رطل کو پہونچے اور مشائخ صوفیہ کا اتفاق اس
پر ہے کہ بنا انکے امر کی چار چیزوں پر ہے کم کھانا اور کم سونا اور کم بولنا اور لوگوں سے گوشہ
میں رہنا اور بھوک کے دو وقت بتائے ہیں ایک اُن دونوں میں جو بیس ساعت
کا آخر ہے تو ایک رطل ہے دو ساعت پیچھے ایک اوقیہ ایکبار کھانے کا ہے کہ اسکو بعد
نماز عشا کھائے یا اسکو دو دفعہ کے کھانے میں تقسیم کرے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور دوسرا
وقت بہتر ساعت کے شروع پر ہے پس دو رات طے اور تیسری رات افطار ہے اور ہر ایک
دن رات کے لیے رطل کا ایک تہائی ہوگا اور ان دونوں وقتوں کے درمیان ایک
وقت ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر دو رات سے ایک رات کو افطار کرے اور ہر ایک دن رات
کے لیے نصف رطل ہے اور یہ سزاوار ہے کہ عمل میں آئے جب یہ کوئی تھکاوٹ اور
تنگ دلی اور انقباض و افسردگی ذکر میں نہ پیدا کرے اور جبکہ انمیں سے کچھ
بھی پائے تو چاہیے کہ ہر رات افطار کرے اور ایک رطل دو وقت میں یا ایک ہی
وقت میں تناول کرے پس نفس جبکہ ایک رات کو دو رات سے افطار کرنا شروع
کرے اور پھر ایک رات کا افطار چاہے تو قناعت کرے اور اگر ہر رات کے افطار
سے سہولت کیجانب رطل پر قناعت نہ کرے اور ناخورش اور دل خواستہ چیزیں نفس
طلب کریگا اور اسی پر قیاس کر لو پس اگر لالچ دیا جائے تو وہ للچائے اور اگر قناعت

کرایا جائے تو قناعت کرے۔ اور بعضے صوفی ہر رات کو گھٹاتے تھے حتی کہ نفس کو
بہت ہی کم قوت پر لا کر رکھا اور صالحین سے بعض ایسے تھے جو غذا چھوارے کی
گٹھلیوں سے وزن اور ہر رات ایک گٹھلی برابر کم کرتے اور بعضے انمین سے غذا گیلی
لکڑی سے وزن کرتے اور خشکی کے بقدر ہر رات گھٹا دیتے اور بعضے ہر شب روٹی
کے ساتوین حصہ کی ایک چوتھائی کھاتے کہ اٹھائیسوان حصہ ہی یہان تک کہ ایک
روٹی مہینے مین کم ہوجاتی اور بعضے انمین ایسے تھے کہ کھانے مین تاخیر کرتے
اور تقلیل غذا عمل نکرتے مگر اُسکی تاخیر مین رفتہ رفتہ عمل کرتے تھے حتی کہ ایک شب
دوسری شب مین درآتے اور ایک گروہ نے یہ عمل تحقیق کیا ہی کہ انکا طی اور
بھوکا رکھنا اپنے کو سات دن اور دس دن اور پندرہ دن اور چالیس دن تک
پہونچ گیا ہی اور ہر آئینہ سہل بن عبد اللہ سے کہا گیا کہ یہ شخص جو چالیس دن
اور اُس سے زیادہ دن کے بعد کھاتا ہی تو آتش بھوک کی سوزش اُس سے
کہان چلی جاتی ہی کہا اُسکو نور بجھا دیتا ہی اور بعضے صالحین سے اُسکا سوال
کیا گیا تو مجھ سے یہ کلام ذکر کیا گیا ایسی عبادت کے ساتھ کہ وہ اس بات پر
دلالت کرتی تھی کہ وہ شخص ایک وحشت اپنے پروردگار سے پاتا ہی جسکے ساتھ
آتش اُسکی منطفی ہوجاتی ہی اور یہ بات خلقت مین موجود ہی کہ ایک آدمی
مین وحشت آتی ہی اور وہ بھوکا تھا تو اُس سے بھوک جاتی رہتی ہی اور ایسا ہی
خوف کی راہ مین یہ بات ہوجاتی ہی اور جسنے یہ کام کیا اور اپنے نفس کو ان
اقسام سے جنکا ہم نے ذکر کیا کسی مین کھپا دیا تو یہ امر اُسکے عقل کے نقصان
اور اُس کے جسم کے اضطراب مین اثر نہین کرتا جب کہ وہ صدق اور

اخلاص کی حمایت مین ہوتا ہی البتہ یہ بات اور دوم ذکر اُس شخص کے لئے خوف
کا باعث ہی جسنے اللہ تعالی کے واسطے اخلاص حاصل نہین کیا۔ اور پھر [illegible]
کہا گیا ہی کہ بھوک کی حد یہ ہی کہ بھوکا روٹی وغیرہ مین جو کھانے کی چیزون ہین
تمیز نہ کرے اور جب نفس نے روٹی کی تعیین کی تو وہ بھوکا نہین ہی اور یہ
بات کبھو تین دن بعد دو چند دن کے آخر مین پائی جاتی ہی اور یہ صدیقون کی
بھوک ہی اور اسوقت غذا کا طلب کرنا اس ضرورت سے ہوتا ہی کہ بدن بنا
رہے اور فرائض بندگی کے قائم رہین اور یہ حد ضرورت اُس شخص کے لیے
ہی جو بتدریج تقلیل غذا مین اجتہاد کرے اگر جسنے کہ اسمین اپنے نفس کو
کھپا دیا تو وہ اُس سے زیادہ یعنی چالیس روز تک صبر کرتا ہی جیسا کہ ہم نے ذکر کیا
و بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ بھوک کی حد یہ ہی کہ وہ تھوکے اور جب اُسکے تھوک پر
مکھی نہ بیٹھے تو یہ اُسپر دلیل ہی کہ معدہ اُسکا چکنائی سے خالی ہی اور اُسکے تھوک
مین ایسی صفائی ہی جسکے پاس بیٹھ کر مکھی اُسکا ارادہ نہین کرتی۔ روایت ہی کہ
سفیان ثوری اور ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہما تین تین دن بھوکے رہتے اور
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چھ دن تک بھوکے رہتے اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ
عنہ سات دن بھوکے رہتے۔ اور ہمارے دادا احمد بن عبداللہ مشہور عمویہ
جنکا حال مشہور ہی اور وہ محمد اسود دینوری کے استاد تھے کہ وہ چالیس
روز تک بھوکے رہتے اور اس معاملہ مین انتہا درجہ کا شیخ ہمارے کانون
تک پہونچا ہی وہ یہ کہ ایک شخص کا حال ہم نے پایا اور [illegible]
[illegible]

اور ہم نے نہین سُنا کہ اس امت مین کوئی شخص تھی اور تدریج کو اس حد تک پہونچا ہو
اور ابتدا مین اُسکی حالت جیسا کہ منقول ہی یہ تھی کہ وہ غذا کو لکڑی کے گُھٹلانے
سے گھٹاتا تھا پھر وہ بھوکا رہتا حتی کہ چالیس دن مین ایک بادام تک اُسکی نوبت
پہنچی پھر یہ راہ کبھی ایک جماعت صادقین کی چلتے ہین اور کبھو یہ راہ غیر صادق
بھی چلتے ہین اسی سبب سے کہ ہوی اُنکے باطن مین پوشیدہ ہی کہ وہ غذا کے
ترک اُسپر آسان کر دیتی ہی جب کہ اُسکو خلائق کے بغور دیکھنے کی طلب ہوتی ہی
اور یہ عین نفاق ہی اللہ تعالی کے ساتھ ہم اس سے پناہ مانگتے ہین اور صادق
اکثر اوقات طے پر قادر ہوتا ہی جب اُسکے حال سے کوئی واقف نہو اور اکثر اوقات
اس معاملہ مین عزیمت اُسکی ضعیف ہو جاتی ہی جب کہ اُسکے طے سے لوگ
واقف ہو جائین اسواسطے کہ صدق اُسکا طے مین اور نظر اُسکی اُس اللہ کی
طرف جسکے لیے وہ بھوکا رہتا ہی طے کو اُسپر آسان کر دیتی ہی پس جب کسی کو
اُسکا علم ہوا تو اسمین عزیمت اُسکی ضعیف ہو جاتی ہی اور یہ صادق کی
علامت ہی اور جب کبھی اُسنے اپنے نفس مین دریافت کیا کہ وہ اس بات
کو دوست رکھتا ہی کہ کمتر خوری کی نظر سے دیکھا جاے تو نفس کو چاہیے کہ متہم
کرے اسواسطے کہ نفاق کی آمیزش اُسمین ہی اور جو کوئی اللہ کے واسطے طے
کرتا ہی اللہ تعالی اُسکے عوض روحانی اُسکے باطن مین فرحت عطا کرتا ہی کہ
اُسکو کھانا فراموش ہو جاتا ہی اور کبھو نہین بھولتا اگر اُسکا قلب انوار سے
بھرا ہوتا ہی کہ وہ فرحت روحانی کی جانب کو توجہ کرتا اور اُسکو اُسکے مرکز و
درگاہ اوطان عالم روحانی سے کھینچتا اور نزدیک ... نفس کی

زمین سے نفرت کرتا ہی ولیکن اثر جذبہ روح کا جذبہ مقناطیس سے جو لوہے پر ہوتا ہی
بہت بڑھکر ہی جبکہ جذبہ نفس کا مخالف روح کے ہو تو اس حالت مین کہ نفس مطمئنہ
اور اسیر روح کے انوار قلب منور کے واسطے سے منعکس ہوے ہون اسواسطے
کہ مقناطیس لوہے کو جذب ایک روح کے سبب کرتا ہی جو مقناطیس کی
ہم شکل لوہے مین ہی تو مناسبت خاص کی وجہ سے اسکو کھینچتا ہی پس جب کہ
نفس ہم جنس روح کا اس نور روح کے عکس سے ہو جاتا ہی جو اسکو قلب کے
واسطے سے پہونچتا ہی تو نفس مین ایک روح حاصل ہوتی ہی کہ قلب اسکی
استمداد روح سے اور ایصال اسکا نفس کو کرتا ہی اسواسطے روح نفس کو
اس روح کی مناسبت سے جو اسمین پیدا ہو گئی ہی کھینچتی ہی پھر دنیا کے کھانے
اور حیوانی خواہشین حقیر ہو جاتی ہین اور اسکے نزدیک اس قول رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی متحقق ہو جاتے ہین - ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی
مین رات گذارتا ہون اپنے رب کے پاس کہ مجھے وہ کھانا کھلاتا ہی اور پانی
پلاتا ہی اور اس حالت مین جبکی ہین سے قربت کی نہین قدرت رکھتا مگر وہ بندہ
جسکے اعمال اور اقوال اور تمام احوال ضرورت ہو جائین پس کھانا بھی بضرورت
کھاتا ہی اور اگر فی المثل وہ کلمہ غیر ضرورت کہے تو اسمین بھوک کی آتش بھڑک اٹھے
جسطرح آگ لکڑی مین جلتی ہی اسواسطے کہ نفس خوابیدہ ہر ایک چیز سے جاگ
اٹھتا ہی جو اسکو جگاوے اور جب وہ جاگ اٹھا تو وہ اپنے ہوی کی طرف کھینچتا ہی
پس بندہ جو اسکے ساتھ ہو اگر سیاست نفس کو جانتا ہی اور اسکو علم لدنی
ہوا ہی تو اسپر یہ آسان ہی اور تائید الٰہی اسکو پہونچتی ہی خصوصاً جب کہ

تجلیات الٰہی سے کسی چیز کا اسکو کشف ہوگیا اور مجھ سے ایک فقیر نے حکایت کی
کہ اسکو بھوک شدت سے معلوم ہوئی اور وہ نہ مانگتا تھا اور نہ کوئی اسکا پیشہ تھا کہا
جب انتہا درجہ کو بھوک عرصہ کے بعد پہونچی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے سیب عطا کیا تو
مین نے وہ سیب لیا اور چاہا کہ اسے مین کھاؤں جب اسے مین نے توڑا تو ایک
حور اسمین سے نکلی کہ توڑنے بعد اس کے مین نے کہا پھر مجھے ایسی خوشی اس سے
حاصل ہوئی کہ بہت دنون تک مین کھانے سے مستغنی ہوگیا اور مجھ سے ذکر
کیا کہ حور سیب کے درمیان سے نکلی - اور ایمان بالقدرت ایمان کے ارکان سے
ایک رکن ہے پس یہ حکایت تسلیم کی گئی اور اس سے انکار نہین
کیا گیا - اور سہل بن عبد اللہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جسنے چالیس دن چلہ
کیا اسکے لیے ملکوت سے قدرت ظاہر ہوئی اور کہا جاتا تھا کہ بندہ زہد حقیقی
جسمین کچھ آمیزش نہو نہین کرتا مگر اسوقت کہ قدرت کا مشاہدہ ملکوت سے
کرے - اور شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ہم نے ایسے شخص کو معلوم
کیا جسنے تاخیر قوت مین نفس کی ریاضت چالیس دن کا چلہ کیا اور اسکا حال
یہ تھا کہ وہ افطار کو ہر شب چودھوین حصہ رات تک تاخیر مین ڈالتا یہانتک
کہ آدھے مہینے مین چلہ پورا کرتا پھر اربعین کو ایک سال اور چار مہینے کر دیتا تھا
ولیالی یعنی دن اور رات مندرج ہو جاتے اور یہ چلہ تا آنکہ اربعین ایک
دن کے برابر ہو جاتا - اور میرے سامنے ذکر ہوا کہ جس شخص نے یہ کہا اسکے لیے
عالم ملکوت سے آیات ظاہر ہوئے اور قدرت جبروت کے معنی اسپر
مکشوف ہوئے جنکے ساتھ اللہ نے تجلی اسکے واسطے کی جس طرح چاہا

اور جاننا چاہیے کہ طی اور قلت غذا اگر عین فضیلت ہوتی تو کسی نبی سے فوت نہوتی
اور ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقصی نماز کو پہونچتے اور اسمین شک
نہین کہ اُسکے لیے ایک فضیلت ہی جس سے انکار نہین ہوسکتا الا عطیات
الٰہی اسمین منحصر نہین اسواسطے کہ کبھو وہ شخص جو سارے دن کھایا کرے
اُس سے افضل ہوتا ہی جو اربعین کی طی کرتا ہی اور کبھو وہ شخص جسکو معانی قدرت
سے کچھ بھی منکشف نہین افضل اُس سے ہوتا ہی جسکو وہ معانی کشف
ہوتے ہون جب کہ صرف معرفت سے اُسکو اللہ تعالے نے کشف دیا ہو
پس قدرت ایک اثر قادر سے ہی۔ اور جو شخص قرب قادر کا اہل ہوگیا اُسکو
قدرت سے کسی چیز کا عجب اور انکار نہین ہوتا اور وہ قدرت کو دیکھتا ہی کہ
عالم حکمت کے اجزا کے پردہ سے جلوہ کر رہی ہی تو جب کہ بندہ اللہ تعالے
کے لیے چالیس دن خالص ہوا اور کسی حال کے ضبط مین انواع عمل اور ذکر
اور قوت وغیرہ سے جنکا ہم نے ذکر کیا ہی کوشش اور جہد کی اس اربعین
کی برکت اُسکے تمام اوقات وساعات پر پہونچتی ہی۔ اور وہ ایک اچھا
طریقہ ہی جسپر ایک گروہ صالحین نے اعتماد کیا ہی اور صالحین کی ایک جماعت
تھی جو اربعین کے لیے ذیقعدہ اور دس دن ذیحجہ کے اختیار کرتے تھے
اور وہ موسی علیہ السلام کا اربعین ہی۔ حجاج نے مکحول سے روایت کی ہی
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جس نے اللہ تعالے کے
لیے چالیس دن عبادت خالص کی اُسکے دل سے حکمت کے چشمے اُسکی
زبان سے جاری ہوے

انتیسوان باب اخلاق صوفیہ اور شرح خلق کے بیان مین ہی

حضرات صوفیہ اقتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اور لوگون سے زیادہ حصہ
لیے ہوئے ہین اور بڑے مستحق سب سے اُسکے احیاء سنت کے ہین اور اخلاق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متخلق ہونا حسن اقتدار اور احیاء
سنت سے ہی اس بنا پر کہ جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا اے میرے فرزند اگر تو اسکی قدرت
رکھے کہ تو صبح اور شام اسطرح پر کرے کہ تیرے دل مین کسی کی طرف سے میل نہو تو ایسا
کر پھر فرمایا اے فرزند اور یہ میری سنت سے ہی اور جسنے میری سنت کو زندہ کیا تو گویا
اُسنے مجھے زندہ کیا اور جسنے مجھے زندہ کیا وہ میرے ساتھ جنت مین ہوگا پس جو نصیب
سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کیا اسواسطے کہ وہ اپنے شروع میں [illegible]
آپکے اقوال کی رعایت کی توفیق دیے گئے اور اپنے احوال [illegible]
آپکے اعمال کی اقتدا کی اور اسکا ثمرہ انکو یہ ملا کہ وہ آپکے اخلاق کے
ساتھ اپنے نہایات مین متحقق ہوئے اور اخلاق کی درستی اور تہذیب نہین
ہوتی مگر جبکہ پہلے نفس کا تزکیہ اور تصفیہ ہو اور تزکیہ کا طریق سیاست شرع
کے اذعان اور مان لینے سے ہی اللہ حق سبحانہ وتعالی نے اپنے نبی
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہی۔ وانک لعلی خلق عظیم۔ یعنی اور بیشک تو
بڑے خلق پر ہی۔ ہر گاہ کہ آپ اشرف الناس اور زیادہ پاکیزہ نفس تھے تو اخلاق
مین بھی ان سب سے احسن تھے۔ مجاہد نے کہا علی خلق عظیم سے مراد دین
عظیم اور دین اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کا مجموعہ ہی حضرت عا[illegible]

رضی اللہ عنہا سے خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت کیا گیا فرمایا کہ آپ کا
خلق قرآن تھا قتادہ نے کہا وہ یہ ہی کہ امر الٰہی کے ساتھ آپ امر کرتے اور نہی الٰہی
کے ساتھ نہی کرتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول میں کان خلقہ القرآن
بڑا سر ہے اور علم غامض پوشیدہ ہے جسکے ساتھ آپ نے کلام نہیں کیا مگر اس
سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی آسمانی اور صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی برکت سے اور اس کلمہ سے کہ خذوا شطر دینکم من ہذہ الحمیراء یعنی حاصل
کرو دین کا ایک حصہ اس حمیراء سے مخصوص کیا اور یہ اس وجہ سے کہ نفوس
انواع و اقسام کی سرشت اور طبائع کے پیدا کیے گئے ہیں کہ یہ انکے لوازم
اور ضروریات سے ہیں یعنی مٹی سے پیدا کیے گئے اور انکی اسکے موافق ایک
طبع ہے و نقصے پانی سے اور انکی اسکے موافق طبیعت ہے اور اسی طرح جماد
[illegible] کالی مٹی [illegible] سے اور صلصال یعنی [illegible] سے جو
[illegible] بجتے ہوئے سفال سے ہے اور ان اصول کے موافق [illegible] انکی پیدائش
[illegible] سفال و سان میں صفات بہیمی و سبعی و شیطانی ہے کہ
صفت شیطنت کی انسان میں حاصل ہوئی جسکی طرف اشارہ قول اللہ تعالیٰ
[illegible] من صلصال کالفخار ۔ باین وجہ کہ آگ سفال اور [illegible] میں
داخل ہوئی [illegible] اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ و خلق الجان من مارج من
نار [illegible] جن کو پیدا کیا آگ کے شعلہ سے جسمیں دھواں نہیں اور اللہ تعالیٰ
کے [illegible] پوشیدہ لطف اور بڑی عنایت سے شیطان کا حصہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کھینچ لیا اور الگ کر دیا اس روحیت کے

موافق جو حلیمہ بنت الحرث کی حدیث طویل مین وارد ہی کہ اس درمیان مین کہ ہم
اپنے گھرون مین تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رضاعی یعنی دودھ شریک
بھائی کے ساتھ ہماری بھیڑ بکریون مین تھے کہ اُنکا بھائی ہمارے پاس دوڑتا ہوا آیا اور
کہا میرے اس قریشی بھائی کے پاس دو آدمی آئے کہ سفید کپڑے پہنے ہوے تھے
اور مونہہ کو لٹا دیا اور اُسکے پیٹ کو چاک کیا تو مین اور میرا باپ دونون اسکے پاس
دوڑتے ہوے گئے اور اُسکو ہم نے کھڑا پایا کہ رنگ اُسکا خوف سے بدلا ہوا تھا پھر اُسکو
باپ نے گلے لگا لیا اور کہا اے فرزند کیا تیرا حال ہی کہا دو شخص میرے پاس آئے سفید کپڑے
پہنے ہوے پھر مجھے لٹا دیا اور میرا پیٹ چاک کیا تب اُس مین سے کچھ نکالا اور اُسکو پھینکدیا
پھر اُسکو ویسا ہی کر دیا جیسا تھا اُسکے بعد اُسکو ہم لیکر چلے آئے پھر اُسکے باپ
نے کہا کہ اے حلیمہ مجھے ڈر معلوم ہوا کہ میرے اس بیٹے کو کچھ صدمہ نہ پہونچے ہمارے
ساتھ چلو کہ اُسکو قبل اسکے کہ کوئی بات ایسی ظاہر ہو جس سے ہم ڈرتے ہین اُسکے
کنبے [illegible] پہونچا آوین [illegible] نے کہا [illegible] اٹھا لیا اور اُسکی ماں کے پاس
پہونچا دیا [illegible] اُسکی ماں نے کہا کہ کس سبب سے تم نے اُسکے
[illegible] رغبت [illegible] اسکے رکھنے کی تھی ہم نے کہا کہ واللہ کوئی [illegible]
[illegible] اللہ تعالی نے [illegible] ادا کر دیا اور ہم نے اس بات کو [illegible]
جو ہمارے ذمہ واجب تھا [illegible] کہا کہ ہم اُسکے ہلاک ہونے [illegible] کوئی چیز [illegible]
سے ڈرتے ہین اسلیے ہم اُسکو پہونچا دینے آئے ہین آپ کی ماں نے کہا کہ [illegible]
[illegible] پاس ہی جس سے تصدیق تمہاری اس بات کی ہو [illegible] مجھکو [illegible]
[illegible] اُسکی خبر دی آپ نے کہا [illegible] طرف سے اُسکے واسطے

ڈرے جاتا قسم ہی اللہ تعالی کی کہ اسکی طرف شیطان کی راہ نہین ہی اور تیرا یہ
میرے اس بیٹے کے لیے ایک نشان ظاہر ہونے والی ہی کیا مین تمھین اسکی خبر سے
آگاہ کرون ہم نے کہا ہان آپ نے کہا مین اسکی حاملہ ہوئی اور اس سے خفیف تر کوئی
حمل مجھے نہین ہوا پھر جب اسکے حمل سے مین ہوئی تو مجھے خواب مین دکھلایا گیا کہ گویا
مجھ سے ایک نور پیدا ہوا جس سے شام کے محل روشن ہوگئے پھر جب مین نے
جنا تو اسطرح واقع ہوا کہ اسطرح کوئی مولود نہین گرا کہ اپنے ہاتھون پر ٹھہرا ہوا سر اپنا
آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھا تو خیر تم اسکو یہان چھوڑ جاؤ۔ بعد اسکے کہ اللہ تعالی
نے اپنے رسول کو شیطان کے حصہ سے پاک اور مطہر کیا تو نفس پر کی بھی نقوش
بشری کے حد پر باقی رہا کہ اسکے لیے صفات واخلاق کے ساتھ ظہور ہی جو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر باقی رکھی گئین اور اس سے مقصود رحمت خلق
کے حق مین ہی اسواسطے کہ ان صفات کی اصول اور جڑ بنیاد نفوس امت مین
ظلمت وتیرگی کے ساتھ موجود ہین سبب یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے حال مین اور امت کے حال مین تفاوت ہی سو ان صفات نے جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مین اپنے ظہور کے ساتھ باقی رکھی گئین اسکے مقابلہ مین آیات
محکمات کی نزول سے اعانت چاہی کہ ان صفات مظلمہ کا استعمال کرین
اللہ تعالی کی طرف سے ناد یا کہ رحمت خاص اسکے نبی کے لیے اور رحمت عام
امت کے لیے ہو جو ساعات اور اوقات پر ظہور صفات کے ہنگام منقسم نزول
آیات کے ساتھ ہین قال اللہ تعالی وقالوا لولا نزل علیہ القرآن جملۃ واحدۃ کذلک
لنثبت بہ فؤادک ورتلناہ ترتیلا یعنی اللہ تعالی نے فرمایا ہی اور کہنے لگے

وہ لوگ جو منکر ہین کیون نہ اُترا اُسپر قرآن سارا ایک ساتھ اسیطرح اُتارنا تھا تا
کہ اُس سے تیرے دل کو ہم ثابت رکھین اور ٹھہر ٹھہر اُسے پڑھ سنایا اور دل کا ثابت
کرنا اُسوقت ہی کہ نفس کی حرکت سے جو ظہور صفات کے ساتھ ہووے اُسکو
اضطراب ہو اسواسطے کہ قلب اور نفس کے درمیان ایک ارتباط اور تعلق ہی اور
ہر ایک اضطراب کے وقت ایک آیت کا نزول ہی جسمین ایک خلق صالح اور
نورانی موجود ہی خواہ تصریحًا اور کھلا کھلا ہویا کہ تعریضًا اور کنایۃً ہو جیسے نفس شریفہ
نبویہ کو اُسوقت حرکت ہوئی کہ آپکے دندان شریف زخم اُحد مین منکسر
ہوگئے اور خون تھا کہ آپ کے چہرۂ مبارک پر بہتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اس خون کو ملتے تھے اور فرماتے تھے کہ کسطرح وہ قوم فلاح پاویگی
جسنے اپنے نبی کے چہرہ کو سرخ رنگ کردیا اور حالانکہ وہ اُنکے پروردگار کی طرف
اُنکی دعوت کرتا ہی تب اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی لیس لک من الامر شئ
اور اُسپر قلب نبوی نے صبر کا جامہ پہن لیا تاکہ اضطراب کے بعد قرار حاصل ہو
پس چونکہ آیات قرآنی مختلف اوقات مین ظہور صفات پر متفرق نازل ہوئین تو قرآن
سے اخلاق نبوی صاف ہوگئے تاکہ آپ کا خلق قرآن ہو اور نفس رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے اندر اُن صفات کے بقا مین بھی اس حدیث شریف کے حاصل ہون
انما انا بشر انسی کما تنسون یعنی مین بھی تو آدمی ہون بھلادیا جاتا ہون جیسے تم بھولتے
ہو آپ کے نفس شریف کے صفات کا نور اُسوقت مین کہ نزول آیات کی خواہش کی
اسواسطے تھا کہ نفوس امت ادب خاص کرین اور مہذب ہون سبب اُسکا مروت
رحمت اُنکے حق مین ہی تاکہ اُنکے نفوس پاک اور اخلاق اُنکے شریف ہوجاوین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اخلاق اللہ تعالی کے پاس خزانو
مین رکھے ہوے ہین تو جب اللہ تعالی کسی بندہ کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے
تو اس خزانے سے اسکو ایک خلق عنایت کرتا ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ مین اسی واسطے بھیجا گیا ہون تاکہ مکارم اخلاق کو پورا اور مکمل کرون اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ بیشک اللہ تعالی کے واسطے ایک سو کئی
دمائی خلق ہین کہ جس کسی کو ان مین سے ایک بھی عطا فرمائے تو وہ شخص جنت
مین داخل ہوا پس اسکا شمار اور اسکا حصر نہین ہو سکتا مگر وحی آسمانی سے
جو کسی رسول اور نبی کے واسطے ہو اور اللہ تعالی نے اسماء حسنی اپنے خلق پر ظاہر
کیے جو صفات الہی سے خبر دیتے ہین اور یہ انکے لیے ظاہر نہین کیے مگر اس
مقصود سے کہ انکو ان اسمار کی طرف بلائے اور اگر ایسا ہوتا کہ تخلق باخلاق
اللہ کی صفت تو سے عقول مین رکھتا تو ان اسمار صفات کو انکے لیے نہ ظاہر کرتا
تاکہ انکی طرف دعوت خلق کرے اور جسکو چاہے اپنی رحمت سے مختص کرے اور
بعید نہین اور آگے معلوم ہو جائے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول جو کان خلقہ القرآن
ہے اسمین ایک رمز نامعلوم اور ایماء خفی اخلاق ربانی کی طرف ہو تو اس بات
کے بیان اور صریح کہنے مین کہ ذات رسول اللہ متخلق باخلاق اللہ تھی حضرت
الہی سے شرمین پس اس معنی کو اپنے اس قول سے کہ کان خلقہ القرآن تعبیر اور
بیان کیا اور جلال کے شرم سے اور لطف مقال سے حقیقت حال کا پردہ رکھا
اور یہ انکے وفور علم اور کمال ادب سے تھا اور آیت ولقد آتیناک سبعا
من المثانی والقرآن العظیم سے اور اس آیت وانک لعلی خلق عظیم سے درمیان

ایک مناسبت ہی جو قول عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کان خلقہ القرآن ہی مشعر ہی
جنید رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ آپ کا خلق عظیم کے ساتھ موسوم اسلیے ہوا کہ آپ کو
اللہ تعالی کے سوا اور ہمت نہ تھی اور واسطی رحمہ اللہ نے کہا اسکی یہ وجہ ہی کہ آپ نے
حق تعالی کے بدلے دونون جہان کو دیدیا اور آپنے کچھ سروکار نہ رکھا اور یہ بھی
بعض کا قول ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلائق سے لوگون کے ساتھ
حسن معاشرت کی اور اپنے قلب کے ساتھ اُنسے علیحدہ رہے اور یہ وہ مطلب
ہی جو بعضے صوفیہ نے تصوف کے معنی مین کہا ہی کہ تصوف خلق کے ساتھ
خلق اور حق کے ساتھ صدق ہی اور بعضے کہتے ہین کہ آپ کا خلق اسوجہ سے
عظیم ہی کہ مخلوقات آپ کی نظر مین خالق کے مشاہدہ کے سبب صغیر اور حقیر
ہو گئے اور یہ بھی کہا گیا ہی کہ آپ کا خلق عظیم اسواسطے ہی کہ اسمین مکارم اخلاق
اور بزرگ خصائل جمع تھے اور ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
امت کی دعوت حسن خلق کی طرف اُس حدیث مین فرمائی ہی جو حضرت
جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
تم مین سے زیادہ تر محبوب اور میری مجلس مین قریب تر قیامت کے دن وہ
شخص ہی کہ جو تم مین سے اخلاق کے اندر احسن ہوگا اور تم مین سے زیادہ تر
بغیض اور مجھسے دور تر مجلس مین قیامت کے دن وہ لوگ ہین جو ثرثارون
اور متشدقون اور متفیہقون ہین صحابہ نے کہا کہ یا رسول اللہ ثرثارون
اور متشدقون کو تو ہم سمجھے متفیہقون کون لوگ ہین فرمایا کہ وہ متکبر
ہین اور ثرثار بکثار یعنے بڑ بڑ باتین کثرت سے کرنے والے اور متشدق

وہ لوگ ہین جو کلام مین لوگون پر گردن اٹھا کر جور کرنے والے ہین - واسطی
رحمہ اللہ نے کہا کہ خلق عظیم یہ ہی کہ نہ یہ کسی سے خصومت کرے اور نہ کوئی اس
سے خصومت کرے اور یہ بھی کہا کہ وانک لعلی خلق عظیم یعنی در حقیقت تو بڑے
خلق پر ہی اس سبب سے کہ تو نے اپنے سر کے دیکھنے کی حلاوت پائی ہی اور یہ
بھی کہا ہی کہ اس سبب سے کہ تو نے طرح طرح کی نعمتین جو تجھے ہم نے دی ہین
انکو سبب ہی طرح سے قبول کیا ہی ان نبیا کی نسبت جو تجھ سے پہلے تھے - اور
حسین نے کہا ہی اس سبب سے کہ جفا خلق تیرے اندر مطالعہ حق کے ساتھ اثر
نہین کرتا - اور کہا گیا ہی کہ خلق عظیم لباس تقوی اور تخلق باخلاق اللہ ہی
اس واسطے کہ آپکے ہوتے ہوے خطرہ عوضون کے لیے نہین باقی رہا - اور بعض
صوفیہ نے کہا ہی کہ یہ قول اللہ تعالیٰ کا پورا اور اکمل ہی - ولو تقول علینا
بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین - یعنی اور اگر بنا لاتا ہم پر کوئی بات تو
ہم اسکا داہنا ہاتھ پکڑتے اس واسطے کہ جب اللہ تعالیٰ نے باین طور فرمایا وانک
لعلی خلق عظیم اور البتہ تو بڑے خلق پر ہی تو حضرت کو حاضر کیا اور جب آپ کو حاضر کیا تو
آپ کو غفلت اور حجاب مین رکھا اور یہ قول اللہ تعالیٰ کا پورا اور اتم ہی
لاخذنا اکہ ہم اسکا داہنا ہاتھ پکڑتے اس واسطے کہ اسمین فنا ہی اور اس
قائل یعنی توجیہ و تفسیر کرنے والے کے قول مین نظر اور بحث ہی تو کیون نہین
کہا اگر اسمین فنا ہووے تو اسکے قول وانک مین بقا ہی اور وہ بقا بعد فنا
ہی اور بقا فنا سے اتم و اکمل ہی اور یہ منصب رسالت کے لیے سزاوار تر ہی -
اس واسطے کہ فنا کو اسی واسطے اعزاز ہی کہ وہ وجود مذموم کے مزاحم ہی

پھر جبکہ بندہ ہم کو وجود سے نکال ڈالا اور نعوت وصفات بدل گئے تو پھر کون عزت فیما بین باقی رہ گئی پس حضوری اسکی اللہ کے ساتھ ہی نہ کہ اسکے نفس کے ساتھ پھر اب کون سے حجاب یہاں باقی رہے اور بعضوں نے کہا ہی کہ جو کوئی خلق عظیم دیا گیا پس وہ بزرگترین مقامات پر دیا گیا ہو اسوسطے کہ مقامات کے لیے ارتباط عام ہی اور خلق ایک ارتباط نعوت وصفات کے ساتھ ہی۔ اور جنید نے کہا ہی کہ اسمین چار چیزین جمع ہین سخا اور الفت اور نصیحت اور شفقت۔ اور ابن عطا نے کہا ہی کہ خلق عظیم یہ ہی کہ اسکو کوئی اختیار نہو اور وہ فنا نفس اور فنا ر مالوفات کے ساتھ محکوم ہو۔ اور ابوسعید قرشی کا قول ہی کہ عظیم اللہ ہی اور اسکے اخلاق سے جود ہی اور کرم اور صفح اور عفو اور احسان ہی کیا تم نہین دیکھتے حضرت علیہ السلام کے قول کی طرف کہ ہر آئینہ اللہ کے واسطے ایک سو کئی دہائی خلق ہین جسمین ایک بھی خلق اسمین کا ہی تو وہ بہشت مین داخل ہوگا پس ہرگاہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق کے ساتھ آپ متخلق ہوے تو اس قول کے ساتھ وانک لعلی خلق عظیم ثنا رحاصل کی اور بعض کا یہ قول ہی کہ تیرا خلق اسواسطے عظیم ہوا کہ تو اخلاق کے ساتھ راضی نہوا اور آگے بڑھا اور سیر کی اور نعوت پر نہ ٹھہرا یہان تک کہ تو ذات تک پہونچا اور بعضے کہتے ہین کہ جب محمد علیہ الصلوۃ والسلام کو حجاز کی طرف بھیجا تو اُس کے سبب لذات اور شہوات سے روکا اور آپ کو غربت اور کربت مین ڈالا پھر جبکہ اسکے ذریعہ سے صاف پاک پہلے اخلاق سے ہوے تو آپ کے واسطے فرمایا وانک لعلی خلق عظیم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے کہ مکارم اخلاق دس باتین جو آدمی مین ہوتے ہین

اور اُسکے بیٹے بین ملتین ہوتے اور بیٹے بین ہوتے ہین اور اُسکے باپ بین نہین
ہوتے اور غلام بین ہوتے ہین اور اُسکے مالک بین نہین ہوتے اُسکی تقسیم اللہ تعالی
اُس شخص کے لیے کرتا ہی جسکے حق مین سعادت چاہتا ہی سچ بولنا اور دنیا سے
سچی نا امیدی اور یہ آپ پیٹ نہ بھر کر کھائے اور اُسکا ہمسایہ اور اُسکے ساتھی
بھوکے ہون اور سائل کو دینا اور نیکیون کا بدلہ دینا اور امانت کو محفوظ رکھنا اور
رشتہ دارون سے سلوک کرنا اور اہل صحبت کے ساتھ عاجزی اور مہمان کی ضیافت
اور ان سب کی چوٹی کی چیز حیا ہی - اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سوال کیا گیا کہ زیادہ وہ لوگ وہ کون ہین کہ جو بہشت مین جائینگے فرمایا کہ اللہ کا
خوف اور حسن خلق اور سوال کیا گیا کہ دوزخ مین زیادہ کون لوگ جائین گے
فرمایا کہ غم اور خوشی - غم تو دنیا کے حظوظ جاتے رہنے کا ہی اسواسطے کہ یہ فعل دل
تنگ دلی کو متضمن ہی اور اسمین اللہ تعالی پر اعتراض اور قضا سے ناراضمندی
ہی اور خوشی وہ ہی جو دنیا کے حظوظ ممنوع سے حاصل ہو اس آیت کریمہ کے
موافق لکیلا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما آتاکم یعنی تاکہ تم گئی ہوئی چیزون پر
غمناک نہو اور ان چیزون کے ساتھ جو تم کو ملی ہین خوش نہو اور یہ وہ خوشی ہی جسکو
اللہ تعالی نے فرمایا - اذ قال لہ قومہ لا تفرح ان اللہ لا یحب الفرحین یعنے
جسوقت قارون کو اُسکی قوم نے کہا کہ تو خوش مت ہو کہ ہر آئینہ اللہ تعالی خوشی
کرنے والون کو دوست نہین رکھتا جبکہ دیکھا اُسکی کنجیون کو زور آور گروہ
مشکل سے اُٹھاتے تھے لیکن جو خوشی از قسم اُخروی ہین تو وہ محمود ہین کہ انکین
حمد کیا جاتا ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہو اللہ کے فضل اور رحمت سے

تو اُسکے ساتھ چاہیئے کہ خوش ہون - اور عبد اللہ بن مبارک نے حسن خلق کی تفسیر
کی ہی اور کہا کہ وہ کشادہ روئی شگفتہ روئی اور بھلائی کا خرچ کرنا اور ایذا سے رُکنا تو
صوفیہ نے اپنے نفوس کو مرتاض مجاہدون اور سختیون سے کیا تا آنکہ تہذیب
اخلاق کو قبول کیا اور بسا نفوس ہین جو اعمال کی اجابت کرتے ہین مگر اخلاق
کی اجابت نہین تو عباد کے نفوس نے اعمال کی اجابت کی اور اخلاق سے سرکشی
اور روگردانی کی اور نفوس زہاد نے بعض اخلاق کی اجابت کی اور بعض کی
نہین کی اور نفوس صوفیہ نے کل اخلاق کریمہ کی اجابت کی ابوبکر کتانی سے
روایت ہی کہ وہ کہتے تھے تصوف خلق ہی تو جو تیرے اور خلق مین زیادہ ہوا وہ
تیرے اور تصوف مین زیادہ ہوا پس جو عابد لوگ ہین اُنکے نفوس نے اجابت
اعمال کی اسواسطے کہ وے نور اسلام کے ساتھ چلتے ہین اور جو زاہد ہین اُنکے
نفوس نے بعضے اخلاق کی اجابت کی اسواسطے کہ وہ نور ایمان کے ساتھ
چلتے ہین اور صوفیہ اہل قرب ہین وہ نور احسان کے ساتھ چلتے ہین پھر جسوقت
اہل قرب اور صوفیہ کے باطنون نے نور یقین حاصل کیا اور یہ اُنکے بطون
مین جڑ پکڑ گیا تو قلب کو صلاحیت ہر ایک اطراف اور جوانب کی پیدا
ہوئی اسواسطے کہ قلب کا بعض حصہ نور اسلام سے سفید اور روشن ہوتا ہی
اور بعض حصہ نور ایمان سے اور کل قلب نور احسان اور ایقان سے نورانی
ہوتا ہی پس جبکہ قلب روشن اور منور ہوگیا اُسکا نور نفس پر منعکس ہوا اور
قلب کا ایک رخ نفس کی طرف اور ایک رخ روح کی طرف ہی اور نفس کا
ایک رخ قلب کی جانب اور ایک رخ طبیعت و سرشت کی جانب ہی اور

جبکہ قلب کل روشن نہو روح کی طرف نہین کل متوجہ ہوتا اور اسوقت وہ دو رخین
یعنی دو رخا ہوتا ہی ایک رخ روح کی طرف اور ایک رخ نفس کی طرف اور جبکہ
کل قلب روشن ہوا تو وہ پورا روح کی طرف متوجہ ہوتا ہی پھر اُسکو روح پاتی اور
کھینچتی ہی اور نور و اشراق مین زیادہ ہوتی ہی اور جب کبھی قلب روح کی طرف منجذب
ہوتا ہی نفس قلب کی طرف کھینچتا ہی اور جب کبھی وہ منجذب ہوا تو قلب کی طرف
متوجہ ہوا اُسی رخ کی طرف سے جو اُسکے قریب ہی اور نفس منور ہو جاتا ہی اسواسطے
کہ وہ قلب کی طرف متوجہ اُسی رخ سے ہوتا ہی جو قلب کے نزدیک ہی اور
اُسکی نورانیت کی علامت اُسکی طمانینت ہی۔ قال اللہ تعالی یا ایتہا النفس
المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ یعنی اللہ تعالی نے فرمایا ہی اے نفس مطمئنہ
اپنے پروردگار کی طرف خوش اور پسندیدہ رجوع کر اور جبکہ اُسکے رخ کی
جو قلب کے قریب ہو ایسے ہی ہی کہ جیسے سیب کے ایک رخ کی ہوتی ہی کہ دھوپ
سے حاصل ہو اور جو کچھ ظلمت کہ نفس پر باقی رہ جاتی ہی وہ اُسکے ایک رخ
کے باعث ہوتی ہی جو شہوت اور طبیعت کے نزدیک ہوتی ہی جسطرح کہ سیب
کے باہر کا رخ ایک قسم کی کدورت اور نقصان رکھتا ہی جو اُسکے اندر کی نورانیت
کے برخلاف ہی اور جبکہ نفس کے دو رخ مین سے ایک رخ منور ہو گیا تو وہ تہذیب
اخلاق اور تبدیل صفات کی طرف ملتجی ہوا اور اسی واسطے ابدال ابدال کے
نام سے موسوم ہوے اور بڑا بھید اسمین یہ ہی کہ صوفی کا قلب جو نہایت توجہ
الی اللہ اور ذکر قلب اور لسان سے کرتا ہی تو وہ ذکر ذات کی جانب ترقی کرتا ہی
اور اسوقت وہ مثل عرش ہو جاتا ہی عرش عالم خلق و حکمت مین قلب کا مثال ہی

اور قلب عالم امر و قدر مین عرش ہی اور سہل بن عبد اللہ تستری نے کہا ہی قلب
عرش کے مثل اور سینہ کرسی کے مثل ہی اور حق تعالی کی طرف سے وارد ہی میری
سمائی میری زمین اور میرے آسمان مین نہین ہی اور میری وسعت میرے مومن
بندہ کے قلب مین ہی پھر جبکہ قلب ذکر ذات کے نور سے سرسبز آلودہ اور قرب کی
ہوا سے بحر موج زن ہو گیا تو نعوت اور صفات کی صفائی اخلاق نفس کی نہرون
مین جاری ہوئین اور اخلاق اللہ تعالی سے تخلق ثابت ہو گیا شیخ ابو القاسم
گرگانی سے ہی کہ اُسنے کہا ہی ننانوے اسماء حسنی بندہ سالک کے لیے
اوصاف ہو جاتے ہین اور پھر بھی یہ شخص سلوک مین در اصل نہین ہی اور شیخ
کی مراد اس سے یہ ہی کہ بندہ ہر ایک اسم سے ایک ضرح حاصل کرتا ہی جو بشر کے
ضعف حال اور اُسکے قصور کے مناسب ہی مثلاً وہ اسم اللہ تعالی سے الرحیم کو
بمعنی رحمت بقدر قصور بشر کے لے اور مشائخ کے کل اشارات اسماء و صفات
مین جو اُنکے علوم مین سب سے زیادہ بزرگ ہین اسی معنی اور تفسیر کی بنا پر ہین
اور جس کسی نے اس سے توہم حلول کا کچھ بھی کیا وہ زندیق اور ملحد ہو گیا اور
ہم کو شیخ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو ایک وصیت فرمائی
جو محاسن اخلاق کو جامع ہی فرمایا اے معاذ مین تجھے وصیت کرتا ہون
خوف خدا اور صدق کلام اور وفاء عہد اور ادائے امانت اور ترک خیانت
اور حفظ ہمسایہ اور رحم یتیم اور نرمی کلام اور سلام اور حسن عمل اور قصر امل
اور قصد عمل اور لزوم ایمان اور قرآن مین تفقہ اور محبت آخرت اور اضطراب
از حساب اور تواضع اور اجتناب دشنام حلیم اور تکذیب صادق

اور اطاعت گنہگار اور امام عادل کی نافرمانی یا خرابی زمین کی ہین وصیت
کرتا ہون تجھے کہ خدا سے ڈر وہر ایک پتھر اور درخت اور کلوخ کے نزدیک اور
توبہ کر ہر ایک گناہ سے پوشیدہ کے پوشیدہ سے اور ظاہر کے ظاہر سے - اسکے ساتھ
اللہ نے اپنے بندون کو ادب دیا ہی اور انکو مکارم اخلاق اور محاسن آداب
کی طرف دعوت کی ہی - اور معاذ نے یہ بھی روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
کی ہی کہ اسلام مکارم اخلاق اور محاسن آداب سے ڈھکا ہوا ہی - اور ابو درداء
سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کوئی چیز نہین ہے
جو میزان مین رکھی جائے گران تر حسن خلق سے نہین ہی اور حسن خلق والا اسکے
سبب درجہ نمازی اور روزہ دار کو پہنچتا ہی - اور بہتر آئینہ اخلاق رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے تھا کہ آپ سب سے زیادہ سخی تھے کہ رات کو آپ کے پاس دینا
رہتا اور نہ ایک درم اور اگر رہتا اور کسی ایسے شخص کو نہ پایا کہ اسکو آپ عطا
فرمائین اور رات ہو جاتی تو آپ اپنے گھر مراجعت نفرماتے جب تلک کہ اس سے
بری نہین ہو جاتے اور دنیا سے نیل مرام نہ کرتے تھے اور آپ کی قوت عام
اکثر چھوارے اور جو سے تھی جو بہت ہلکے اور کم قیمت ہین اور اسکے سوا جو ہوتا
وہ فی سبیل اللہ دیتے اور کوئی چیز آپ سے نہ مانگی جاتی کہ آپ عطا نہ فرماتے
پھر اپنی قوت عام کی طرف رجوع کرتے اور اسمین سے آپ اسقدر لیتے کہ اکثر وقات
سال تمام ہونے سے پہلے ہو چکتی اور آپ جوتا گانٹھتے اور کپڑون مین پیوند لگاتے
اور خدمت اہل خانہ مین مشغول رہتے اور انکے ساتھ گوشت کاٹا کرتے - اور آپ
حیا مین سب سے زیادہ تھے اور سب سے زیادہ متواضع تھے اللہ تعالے کی

رحمت ہو آپ کے اوپر اور آپ کے آل و اصحاب سب پر ہمیشہ

تیسواں باب اخلاق صوفیہ کی تفصیل مین ہی

اخلاق صوفیہ مین سب سے اچھا خلق تواضع ہی اور بندہ کے لیئے اس تواضع سے افضل کوئی لباس نہین۔ اور جسکو تواضع اور حکمت کا خزانہ ہاتھ لگ گیا وہ اپنے نفس کو ہر ایک شخص کے سامنے ایک اندازہ پر رکھتا ہی جسکو وہ جانتا ہی کہ اسکو قائم رکھتا ہی اور وہ ہر ایک شخص کو اپنے نفس کی طرف سے اس اندازہ پر جو اُسکے نزدیک ہی قائم رکھتا ہی اور جسکو یہ بات نصیب ہوئی تو ہر آئینہ وہ آرام سے رہا اور دوسرے کو آرام سے رکھا اور نہین جانتے اسکو مگر وہ لوگ جو عالم ہین۔ حضرت انس سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آئینہ اللہ تعالی نے وحی میرے پاس بھیجی کہ تواضع کرو تم اور ایک دوسرے پر بغاوت یعنی گردن کشی اور ظلم نکرو۔ اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی اس آیت کی تفسیر مین۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یعنی کہو اگر تم اللہ کو محبوب رکھتے ہو تو میری پیروی کرو کہنا نکوئی اور تقوی اور خوف اور ذلت نفس ہین۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع سے بات تھی کہ آپ دعوت آزاد اور غلام سب کی دعوت قبول کرتے اور ہدیہ اُنکا لیتے اور اگرچہ وہ ایک ہی گھونٹ دودھ کا ہوتا یا کہ خرگوش کی ران ہوتی اور اُسکی مکافات کرتے اور اُسکو نوش فرماتے اور آپ کنیز اور مسکین کی اجابت بیدغرور نہ کرتے۔ اور سلیمان بن عمرو بن شعیب سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تواضع کی چوٹی کی یہ بات ہی کہ جس سے

تو ملے اسکو پہلے سلام کرے اور جو تجھے سلام کرے اُسکا تو جواب دے اور مجلس میں
ادنی مقام پر بیٹھے ہیں تو راضی ہو اور یہ بات ہے کہ اپنی تعریف اور تزکیہ ذکر کیا
کو دوست نہ رکھے۔ اور آپ سے یہ بھی روایت ہے کہ خوشی ہو اُس شخص کو جس نے
تواضع بلا نقص کی اور اپنے نفس میں تذلل بغیر مسکنت کیا جنید سے
سوال تواضع کی نسبت کیا گیا کہا بازو کا جھکانا اور پہلو کا نرم کرنا ہے۔ اور فضیل سے
تواضع کا سوال کیا گیا تو کہا کہ حق کے لیے خضوع اور اُسکی انقیاد کرے اور جو حکم دیا
اُسکو قبول کرے اور اسکی سماعت کرے۔ اور یہ بھی کہا جو شخص اپنے نفس کی قیمت
کا اعتقاد کرے تو اُسکے لیے تواضع میں حصہ نہیں ہے اور وہب بن منبہ نے کہا
کتاب اللہ میں لکھا ہوا ہے کہ میں نے پشت آدم سے ذریات کو نکالا اسو کوئی
قلب تواضع میں بڑھکر قلب موسی سے نہ پایا اسی واسطے اُسکو میں نے
برگزیدہ کیا اور اُس سے کلام کیا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ جسنے اپنے نفس کے
امور نہانی کو جانا اور پہچانا اُسنے بلندی اور شرف میں طمع نہیں کی اور تواضع
کی راہ چلتا ہے تو وہ خصومت اُس شخص سے نہیں کرتا جو اُسکی مذمت کرے اور نہ اُسکا
کا شکر کرتا ہے اُسکی نسبت جو اُسکی تعریف کرے۔ اور ابو حفص نے کہا جو شخص اس
بات کو محبوب رکھے کہ اُسکا قلب تواضع کرے تو چاہیے کہ صالحین کی صحبت میں
رہے اور التزام اُنکی حرمت کا کرے پس اُنکی خدمت تواضع سے جو اُنکے نفس میں ہے
اُنکی اقتدا کریگا اور تکبر نکریگا۔ اور لقمان علیہ السلام نے کہا ہے کہ ہر ایک شے
ایک سواری ہے اور عمل کی سواری تواضع ہے۔ اور ثوری نے کہا ہے پانچ نفوس دنیا میں
عزیز ترین خلق ہیں عالم زاہد۔ اور فقیہ صوفی۔ اور غنی متواضع۔ اور فقیر شاکر

اور شریف روشن اور جلا رہے کہا ہی اگر شرف تواضع کا نہوتا تو ہم جب چلتے تو خطرہ
مین پڑتے ۔ اور یوسف بن اسباط نے کہا جب کہ غایت تواضع سے سوال کیا گیا
کہ اگر تو اپنے گھر سے باہر نکلے تو کسی سے نہ ملے مگر یہ کہ تو اوسے اپنے سے بہتر خیال
کرے اور مین نے اپنے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب کو دیکھا جب کہ مین اُسکے ساتھ
شام کی طرف سفر مین تھا اور بہر آئینہ بعض اہل دنیا نے آپکے پاس اسیران
فرنگ کے بہرون پر کھانا فرنگ سے بھیجا اور وہ لوگ اُنکے قید مین تھے پھر جب
دسترخوان بچھایا گیا اور قیدی لوگ برتنون کے لیے منتظر تھے کہ وہ برتن خالی ہون
آپ نے خادم کو فرمایا کہ قیدیون کو حاضر لاؤ تاکہ دسترخوان پر فقرا کے ساتھ بیٹھین
خادم اُن کو لایا اور دسترخوان پر ایک صف مین اُنکو بٹھلایا اور شیخ اپنے مصلے
سے اُٹھے اور ٹہلتے ہوئے اُنکی طرف آئے اور اُنکے بیچ مین اسطرح بیٹھے کہ گویا
ایک اُنہین سے وہ تھے بعد ازان آپ نے کھانا کھایا اور اُن سب نے
کھایا اور ہمین آپ کے چہرہ پر وہ بات ظاہر ہوئی جو آپ کے باطن نے تواضع
للہ اور انکسار فی نفسہ اور اُنپر تکبر کرنے سے علیحدگی اپنے ایمان اور علم اور
عمل سے نازل کی ۔ اور ابو الحسین نارسی سے مسموع ہی کہ کہتے تھے مین نے
حریری سے سُنا ہی کہ کہتے تھے اہل معرفت کی صحیح یہ بات ہوئی ہی کہ دین کے
لیے سرمایہ ہی پانچ ظاہر مین اور پانچ باطن مین ہین پس جو ظاہر مین ہین
وہ صدق زبان اور سخاوت مین اور تواضع ابدان مین اور اذیت
سے رکنا اور اذیت کا بلا عذر اُٹھانا اور باطن کے یہ ہین محبت وجود
سید اپنے کے اور خوف فراق اپنے سید کا اور امید وصول اپنے

سپید کی اور اپنے فعل پر ندامت اور حیا اپنے رب سے اور یحیی بن معاذ نے کہا ہی کہ تواضع
خلق مین اچھی ہی مگر دولتمندون مین زیادہ اچھی ہی اور تکبر خلق مین برا ہی اور فقرا مین
بدتر ہی ۔ اور ذوالنون کا قول ہی کہ تواضع کی علامات تین ہین نفس کی تصغیر اور
عیب کی شناخت اور لوگون کی تعظیم توحید کی حرمت سے اور امر حق او نصیحت کا ہر شخص
سے قبول کرنا اور بایزید سے کہا گیا آدمی کب متواضع ہوتا ہی کہا جب اپنے نفس کے
لیے کوئی حق نہ دیکھے اور نہ کوئی حال اپنے علم سے اسوجہ سے کہ نفس شریر اور عیب دار
ہی اور خلق مین کسی کو آپ سے زیادہ شریر نہ اعتقاد کرے ۔ بعضے حکما نے کہا ہی
کہ ہم نے تواضع جہل اور بخل کے ساتھ محمود اور عمدہ تر اس کبر سے پائی جو ادب
اور سخاوت کے ساتھ ہو اور بعضے حکیمون سے پوچھا گیا کہ تو کوئی ایسی نعمت
جانتا ہی جسپر حسد نہو اور ایسی بلا کہ صاحب بلا پر کوئی رحم نکرے کہا ہان وہ نعمت
تو تواضع ہی اور وہ بلا کبر ہی اور تواضع کی اصل حقیقت کا کھول دینا یہ ہی کہ تواضع
رعایت اعتدال کی کبر و ضعہ مین ہی پس کبر انسان کا اپنے نفس کو اپنے مرتبہ
سے زیادہ اونچا کرنا ہی اور ضعہ انسان کا اپنے نفس کو ایسی جگہہ رکھنا جس سے
بٹہ اور عیب لگتا ہو اور اپنے حق کے ضائع کرنے تک پہونچتا ہی اور بہرآئینہ
اکثر اشارات مشائخ سے جو شرح تواضع مین ہین بہت چیزین مفہوم ہوئی ہین کہ اس حد
تک کہ تواضع کو انہین ضعہ کی جگہہ قائم کیا ہی اور اسمین ہوا بلندی افراط سے
تفریط کی پستی مین داخل ہوئی ہی اور حد اعتدال سے انحراف متوہم ہوتا ہی اور
وہین انکا قصد مبالغہ مریدون کے استقبال نفس مین ہی اس خوف سے کہ
مبادا عجب او کبر تک نوبت پہونچے پس کمتر یہ بات ہی کہ مرید ابتدا ظہور سلطان

حال مین غیب سے علیحدہ ہوجتی کہ ہر آئینہ بزرگون کی ایک جماعت سے ایسے کلمات
نقل کیے گئے ہین جو موجودی اور مفضی غرور تک ہوتے ہین اور جسقدر کلمات اس قبیل
کے جو مشائخ سے نقل کیے گئے ہین تو اس سبب سے ہین کہ وہ نہین سکر تھا یا موجود ہی
اور شکر حال کے تحقیق مین محصور ہین اور اپنی ابتدا امر مین میدان صحو و ہوشیاری
تک نہین بر آمد ہوے اور یہ بات جبکہ صاحب بصیرت اپنی نظر کو تیز کرکے
دیکھے تو اُسے معلوم ہوگا اس سبب سے ہی کہ نفس استراق سمع کرتا ہی یعنی چھپے
ہوے سنتا ہی جبکہ کوئی وارد قلب پر نازل ہوتا ہی اور نفس نے جب استراق
سمع کیا اسوقت کہ قلب پر کوئی وارد ظاہر ہوا تو وہ اپنی صفت کے ساتھ اس
ظہور سے ظہور کرتا ہی کہ وہ وقت اور نعت حال پر گران نہین ہوتا تو اُسی سے
کلمات اس قسم کے جو تکبر تک پہونچتے ہین پیدا ہوتے ہین جیسے کہ بعض کا یہ قول
ہی کہ کون میرے برابر نیلگون آسمان کے نیچے ہی اور بعض کا یہ قول ہی کہ میرا قدم
سب اولیا کی گردن پر ہی اور جیسے بعض کا قول کہ زین کھینچی اور لگام دی مین نے
اور زمین کے کنارون پر مین پھرا اور کہا ہی کوئی جنگ آور تو کوئی میرے سامنے
نہین آیا۔ اس سے اشارہ اسکی طرف ہی کہ وہ اپنے وقت مین یکتا و منفرد ہی اور
اور جس کسی پر یہ بات مشکل معلوم ہو وہ اس بات سے واقف نہو کہ یہ سب کچھ
استراق سمع او قلب کی واردات پر کان لگانے سے ہی تو چاہیے کہ اُسکا وزن
میزان احوال اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین کرے کہ آن مین کیسی
تواضع تھی اور کسقدر اس قسم کے کلمات سے پرہیز کرتے تھے اور وہ اسکو بعید
جانتے تھے کہ بندہ کے لیے ایسی چیز کے ساتھ غلبہ و افتخار کرے الا صاد قین کے

کلام کے لیے ایک وجہ جہت مین بنائی جاتی ہی اور یہ کہا جاتا ہی کہ یہ ادبار آمنکا
تشکر جال مین ہی اور متواضع لوگون کا کلام گمان کیا جاتا ہی تو ان شایخین نے
جو صاحب تمکین ہین جب جان لیا کہ یہ مرض نفوس مین گڑا ہوا ہی تو تواضع
کی شرح مین اُنھون نے مبالغہ یہان تک کہ اُس حد کو پہونچا دیا کہ وہ تواضع شامل
در منعف کے ہو گئی تاکہ مریدون کی دوا علاج اُس سے کرین اور تواضع مین اعتدال
یہ ہی کہ انسان راضی اسیر ہو کہ جس مقام پر وہ مستحق ہی اُس سے کسی قدر فروتر جگہہ
اختیار کرے اور اگر کوئی شخص نفس کی سرکشی سے امین ہووے تو وہ اُس حد پر
ٹھہرے جسکا وہ مستحق ہی بدون اسکے کہ کچھ اُسمین زیادتی یا کمی ہو مگر چونکہ گردنکشی
نفس کی جبلت مین ہی اسواسطے کہ پیدا ہوا ہی صلصال سے جو مثل فخار کے ہی یعنی
سوکھی مٹی سے جو مثل پکے برتن کے کھنکھنانی ہی تو اُسمین ایک نسبت آتشی ہی اور
بالطبع مرکز آتش کی طرف اُسکو استعلا کی خواہش ہی تو اُسکے علاج کے لیے تواضع
کی احتیاج ہوگی اور جس جگہہ کا وہ مستحق ہی اُس سے کسی قدر نیچے درجہ پر ٹھہرانے
کی ضرورت ہی تاکہ اُسمین کبر کو راستہ نہ ملے پس کبر انسان کا ظن ہی کہ وہ دوسرے
سے بہت بڑا ہی اور تکبر اُسکے اظہار کا نام ہی اور یہ ایک صفت ہی جسکا مستحق
کوئی سوا اللہ تعالیٰ کے نہین ہی اور مخلوقات سے جس کسی نے اُسکا دعوی
کیا وہ جھوٹا ہی اور کبر اعجاب سے پیدا ہوا اور اعجاب حقیقت محاسن کے
جہل سے پیدا ہوا اور جہل درحقیقت انسانیت سے باہر ہوتا ہی اور تحقیق یہ ہی کہ
اللہ تعالی نے شان کبر کے مخصوص فرمائی ہی اپنے اس قول سے کہ ہر آئینہ اللہ مستکبرین
کو دوست نہین رکھتا اور فرمایا ہی کیا دوزخ مین متکبرون کا مسکن

وہ ادنیٰ نہیں ہی اور ہرآئینہ وارد ہوا ہی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ کبریا میری چادر ہی
اور عظمت میری شلوار ہی تو جو مجھ سے کسی ایک میں ان دونوں سے نزاع کرے
تو میں اُسکو توڑ کر الگ کر دوں اور ایک روایت میں ہی کہ اُسے دوزخ کے باب
میں پھینک دوں اور حق عزوجل نے انسان کو طغیان میں اُسکی حد پر پھیرنے
کے لیے فرمایا ہی اور زمین پر اترا کر مت چل اسواسطے کہ تو زمین کو نہیں پھاڑ سکتا
اور نہ پہاڑوں کے طول میں پہونچ سکتا ہی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی پس چاہیے
کہ انسان اُس چیز کی طرف نظر کرے جس سے وہ پیدا ہوا ہی وہ آب جہندہ سے
پیدا ہوا ہی اور اس سے بلیغ تر قول اللہ تعالیٰ کا یہ ہی - قتل الانسان ما اکفره
من ای شیٔ خلقه من نطفة خلقه فقدره - مارا جاے انسان کیا ہی ناشکرا ہی
کس چیز سے اُسکو پیدا کیا نطفہ سے پیدا کیا پھر اُسکا اندازہ کیا - اور بعض صوفیہ
نے بعض متکبرین سے یہ کہا آغاز تیرا نطفہ ناپاک ہی اور انجام تیرا مردار گندہ ہی
اور تو ان دونوں کے درمیان ہی کہ گندگی کا حامل ہی اور اس مضمون کو ایک شاعر
نے نظم کیا ہی ؎ کیف یزہو من رجیعہ * ابد الدہر ضجیعہ * ؎ کیونکر اترا وے
جو پاخانے کے ساتھ * ہووے ہم خواب ہمیشہ دن اور رات * اور جب
تواضع قلب سے جاتی رہی اور غرور نے اُسمیں جگہ کی تو اُسکا اثر بعض اعضا میں
پھیلتا ہی اور برتن سے وہی ٹپکتا ہی جو اُسمیں ہوتا ہی سو کبھو اثر اُسکا گردن
میں کجی سے ظاہر ہوتا ہی اور کبھو رخسارہ میں ٹیڑھے پن سے پیدا ہوتا ہی
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی اور لوگوں کے واسطے رخسار اپنا ٹیڑھا نکر - اور کبھو وہ
سر میں نفس کی گردن کشی سے ظاہر ہوتا ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی

پھیرا انھون نے اپنے سرون کو اور دیکھا انکو تونے کہ اعراض اور انحراف کرتے ہین
اُس حال مین کہ مغرور ہین اور جس طور سے کہ غرور جوارح اور اعضا مین منقسم ہوتا ہی
اور اُس سے شاخین پیدا ہوتی ہین اسی طور سے بعض اُنمین کے بعض سے کثیف
اور بھاری ہوتے ہین جیسے زور اور نازش اور عزت وغیرہ مگر یہ کہ عزت کبر سے
مشابہ صورت مین ہی اور حقیقت کی رو سے مختلف ہی جسطرح تواضع ضعہ سے
مشابہ ہی اور تواضع محمود اور ضعہ مذموم ہی اور کبر مذموم ہی اور عزت محمود ہی اللہ تعالے
نے فرمایا ہی اور اللہ ہی کے لیے اور اُسکے رسول کے لیے اور مومنین کے لیے
عزت ہی اور مومن کے لیے نہین روا ہی کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے اسواسطے کہ
عزت یہ ہی کہ انسان اپنی حقیقت نفس کو پہچانے اور اُسکا اکرام اسطرح کرے کہ
اُسکو دنیا کے اغراض عاجلہ کے لیے خوار نہ کرے جیسے کبر انسان کا اپنے نفس سے
جاہل رہنا اور اُسکا منزلت سے اُسکے اُتارنا ہی۔ بعضے صوفیہ نے کہا جس نے اعظمک
فی نفسک یعنی کیا ہی تو اپنے نفس مین عظیم کہا مین عظیم تو نہین مگر عزیز ہون اور عزت
جبکہ مذموم نہ تھی اور وہ کبر کے ہمشکل ہی تو اللہ تعالی نے فرمایا زمین پر بغیر حق
کے استکبار اور غرور کرتے ہین اسمین ایک پوشیدہ اشارہ ہی اسکے ثبوت
کے لیے کہ حق کے ساتھ عزت ہی بس حد تواضع پر ٹھہرنا بدون اُسکے ضعہ کی
طرف میل اور انحراف ہی یہ ٹھہرنا صراط عزت پر ہی جو کبر کی دوزخ مین بنائی
ہوئی ہی۔ اور اسمین تائید نہین پاتے اور نہ اُسپر قائم ہوتے ہین مگر انہین کے
قدم جو علما راسخ اور مقتدا مقربین ورئیس ابدال اور صدیقین ہین بعض
صوفیہ نے کہا ہی کہ جسنے تکبر کیا تو اُسنے اپنے نفس کی فرومایگی سے خبر دی

اور جسنے تواضع کی اُسنے کرم طبع کو ظاہر کیا - اور ترمذی نے کہا ہی کہ تواضع دو قسم
ہی اول یہ کہ بندہ اللہ کے امر و نہی کے لیے تواضع اور فروتنی کرے اسواسطے
کہ نفس اپنی راحت طلب کرنے کے لیے اُسکے امر سے بچتا اور ہٹتا ہی اور شہوت
کے سبب جو اُسمین ہی اُسکی نہی مین خواہش کرتا ہی پس جبکہ نفس اُسکا امر و نہی
الٰہی سے شیر خوار ہوا تو یہ تواضع ہی اور قسم دوم یہ ہی کہ اپنے نفس عظمت الٰہی
کے لیے پست کرے تو اگر اُسکا نفس کسی چیز کو مانگے اُن چیزون مین سے جو اُسکے
لیے چھوڑ دی گئین کوئی قسم کے اقسام سے ہو اُسکو یہ روکتی ہی اور ان سب کا
خلاصہ یہ ہی کہ اُسکی مشیت امشیت الٰہی پر چھوڑ دیجاے - اور معلوم کرو کہ بندہ
تواضع کی حقیقت کو پہونچتا مگر اُسوقت کہ اُسکے قلب مین نور مشاہدہ کا نہ چمکے
پس اسوقت نفس اُسکا گداز مین آتا ہی اور اُسکے گداز مین اُسکی صفائی کبر
عجب سے ہی اسوقت وہ ملائم ہوتا ہی اور حق و خلق کا مطیع بنتا ہی اسواسطے کہ
آثار اُسکے مٹ جاتے ہین اور اُسکا التہاب اور غبار بیٹھ جاتا ہی اور تواضع کا
حظ وافی ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے قرب کے مقامات مین تھا
اُس حدیث مین جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہی کہا ایک رات
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس نہ تھے تو مجھے غیرت آئی جو عورات
کو ہوتی ہی اس بات کی کہ آپنے کسی اور کے پاس ازواج سے گئے ہونگے تو
مین نے آپ کی ازواج کے حجرون مین تلاش کیا اور نہ پایا پھر مسجد مین آپ کو
سجدہ کرتے ہوے پایا جیسے پڑا ناکپڑا ہو اور آپ سجدہ مین کہ رہے تھے تیرے
لیے میرے سواد دل اور خیال نے سجدہ کیا اور میرا دل تیرے اوپر ایمان لایا

اور میری زبان نے تیرا اقرار کیا اور اب مین تیرے حضور مین حاضر ہون اے عظیم اور
اے بڑے گناہون کے بخشنے والے - اور قول حضرت علیہ السلام کا سجدہ تیرے لیے
میرے سویدا اور دل اور خیال نے کیا انتہا درجہ کی تواضع ہے کہ آثار وجود کو مٹاتی ہے
اسواسطے کہ ایک ذرہ فی الحقیقت سجدہ سے نہین کیا نہ ظاہر مین نہ باطن مین
اور ہرگاہ صوفی کو بہرہ تواضع خاص سے بساط قرب پر ہوا اور خلق کی تواضع
سے بھی بہرہ اندوز ہوگا اور یہ ایک سعادت ہے جب کہ وہ پیش آتی ہے تو پوری
پوری آتی ہے اور تواضع صوفیہ کے بڑے شریف اخلاق سے ہے اور اخلاق
صوفیہ سے مدارات اور خلق سے اذیت کا اٹھانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم سے یہ روایت ہے کہ ہر آئینہ آپ نے ایک شخص کو اپنے صحابہ سے یہودیون
کے درمیان مقتول پایا اور پھر تاوان نہ ڈالا اور امر حق پر افزونی نہین کی
بلکہ دیت یعنی خون بہا اسکا سو اونٹ عربی کے ساتھ اپنی طرف سے ادا کی
حالانکہ آپ کے اصحاب کو ایک اونٹ کی حاجت تھی جس سے وہ قوت حاصل
کرین - اور آپ کے حسن مدارات سے یہ ہے کہ کھانے کی مذمت نہین کی اور
نہ خادم کو جھڑکی دی - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس برس خدمت کی تو کبھو مجھے اف
تک نہ کیا اور نہ کسی شی کی نسبت جو مین نے کی نہین کہا کہ کس واسطے تو نے
کیا اور نہ اس چیز کے لیے جو مین نے ترک کی فرمایا کہ کیون نہین کی - اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم خلق مین اچھے آدمیون سے تھے اور نہ مین نے ہرگز خز کو یا
حریر کو یا اور کسی چیز کو چھوا اور ہاتھ لگایا جو زیادہ نرم رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے ہو اور نہ مین نے قطعاً مشک سونگھا اور نہ کوئی دوسرا
عطر جو زیادہ خوشبودار عرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو تو ہر ایک کے ساتھ
اہل اور اولاد و ہمسایہ اور اصحاب اور خلق تمام سے مدارات کرتے اخلاق صوفیہ
سے ہی اور اذیت اٹھانے سے جوہر نفس کا کھلتا ہی اور کہا گیا ہی کہ ہر ایک چیز کا جوہر
ہی اور انسان کا جوہر عقل اور عقل کا جوہر صبر ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مومن جو لوگون کی صحبت مین رہے اور انکی
اذیت پر صبر کرے بہتر اُس شخص سے ہی جو اُنسے اختلاط نہ کرے اور نہ انکی اذیت پر
صبر کرے ۔ اور حدیث مین ہی کہ آیا تم سے کوئی ایسا ہی جو مثل ابو ضمضم کے ہو پوچھا
کہ ابو ضمضم کیا کیا کرتا تھا فرمایا کہ وہ تھا کہ جب صبح کو اٹھتا تو کہتا الٰہی مین نے آج
کے دن عرض و آبروانی اُس شخص پر تصدق کی جو میرے اوپر ظلم کرے تو جو کوئی
مجھے مارے مین اُسے نہ مارونگا اور جو مجھے گالیان دے مین اُسے نہ گالیان دونگا
اور جو میرے اوپر ظلم کرے اُسپر مین ظلم نکرونگا ۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے روایت ہی کہا ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اذن مانگا کہا
اندر آؤن اور مین آپکے پاس تھی آپ نے فرمایا بُرا ہی ابن عشیرہ یا اخو العشیرہ
یعنی بیٹا یا بھائی کنبہ قبیلہ کا پھر آپ نے اجازت آنے کی دی پھر باتون مین ملاطفت
کی پھر جب وہ چلا گیا تو مین نے کہا یا رسول اللہ آپ نے جو کہا تھا سو کہا تھا پھر
آپ نے نرم گفتگو کی فرمایا اے عائشہ ہر آئینہ شریر تر آدمیون سے وہ شخص ہی
جسکو آدمی ترک کرین یا اُسکو راندہ کرین اسواسطے کہ اُسکے فحش سے محفوظ
رہین اور ابوذر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ

آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو جہان کہین تو ہو اور برائی کے بعد نیکی کر جو اُسکو
مٹا دے اور لوگون سے بحسن خلق پیش آ اسواسطے کہ کوئی شی نہین ہی جسکے ساتھ
استدلال قوت عقل اور وفور علم و حلم پر ایک شخص ہو سکے جیسا کہ حسن مدارات ہی
اور نفس ہمیشہ اس شخص سے متنفس ہوتا ہی جو اُسکی مراد کے برخلاف کرتا ہی اور
اور غیظ او غضب کو نیک کرتا ہی اور مدارات سے گرمی نفس کا قطع اور طیش اور نفرت
اُسکی رد ہوتی ہی - اور تحقیق وارد ہوا ہی کہ جسنے غصہ کو کھایا اور وہ طاقت غصہ
چلانے کی رکھتا تھا تو اُسے اللہ تعالے قیامت کے دن تمام خلق کے سامنے
بلاوے گا تاکہ اُسکو اختیار دے کہ کس حور کو وہ چاہتا ہی - اور جابر نے روایت کی ہی
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ خبردار آگاہ ہو مین تمہین خبر
دیتا ہون کہ دوزخ کسپر حرام ہی ہر ایک آسان نرم سہل قریب آدمی پر - اور
ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی علیہ السلام ایک شخص کے
پاس گئے اور اُس سے تبلائے تو وہ کانپا تب فرمایا کہ درست کر مین بادشاہ
نہین ہون بلکہ مین صرف قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہون جو سوکھا گوشت
کھایا کرتی اور بعض صوفیہ نے صوفیہ کی ملائمت جانب مین ابیات کہے ہین
جنکا یہ ترجمہ ہی ابیات سبک ہین اور ملائم ہین تو انگر ہین سہولت کے +
کرامت اور کرم کے ہین محافظ اہل دولت ہین + نہین بکتے ہین وہ گالی نہ کہتے
فحش عیب بولین + اگر ان سے کوئی جھگڑے تو وہ صاحب خصومت ہین +
کسی سے تو اگر انہین ملے سمجھے کہ ہر سردار ستارہ ہی کہ چلتے دیکھو اُسے اہل سیاحت ہین
اور ابوداؤد نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ فرمایا جو شخص

اگر اسکو رفق اور نرمی کا بہرہ عطا ہوا ہو تو ہر آئینہ خیر سے اسکو بہرہ عطا کیا گیا اور جو رفق
کے حصے سے محروم رکھا گیا اُسے حصہ خیر سے نہین ملا۔ عبد اللہ بن ابی بکر نے
عرب کے ایک شخص سے حدیث روایت کی کہا روز حنین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو مجھ سے زحمت پہونچی میرے پاؤن مین بھاری جوتا تھا اور میرا
پاؤن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤن پر پڑ گیا آپ نے میرے ایک
کوڑا مارا جو ہاتھ مین تھا اور فرمایا اللہ کے نام کی قسم ہو کہ تو نے مجھے تکلیف دی
کہا مین رات کو اپنے نفس پر ملامت کرتا رہا کہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو دردمند کیا کہا پھر مین نے رات بسر کی جیسا کہ اللہ کو اسکا علم ہو پھر جب مجھے
صبح ہوئی تو ناگاہ ایک شخص تھا کہ وہ کہتا تھا فلان شخص کہان ہو مین نے کہا یہ
ہون واللہ وہ شخص کہ مجھ سے کل ماجرا گذرا کہا مین چلا ڈرتا ہوا پھر کہا تحقیق تو نے
اپنے جوتے سے کل میرا پاؤن کچلا اور مجھے دکھ دیا تو مین نے تیرے کوڑا مارا
پس یہ اسّی بکریان ہین انکو لیجا۔ اور اخلاق صوفیہ سے ایثار اور مواسات
ہو اور اسپر فرط شفقت اور رحمت انکو برانگیختہ کرتی ہو جو طبیعت سے اور شرعاً
قوت یقین سے ہوتی ہو وہ موجود کو خرچ کر ڈالتے ہین اور مفقود پر صبر
کرتے ہین۔ ابو یزید بسطامی نے کہا ہو میرے اوپر کسی نے غلبہ نہین کیا جیسا
کہ بلخ کے ایک شخص نے غلبہ کیا وہ میرے پاس مباحثہ کو آیا اور کہا اے بایزید
آپ کے نزدیک زہد کی تعریف کیا ہو مین نے کہا کہ جب ہم نے پایا تو کھایا اور
جب ہمین کچھ نہ ملا تو صبر کیا اُسپر کہا ایسے تو ہمارے نزدیک بلخ کے کتے ہین تو مین نے
اُس سے کہا تمھارے نزدیک زہد کی تعریف کیا ہو تو کہا کہ جب ہم کو

کچھ نہ ملا تو شکر کیا اور جب ہم کو ملا تو خرچ کر ڈالا - اور ذوالنون کا قول ہی کہ زاہد
جسکا سینہ کشادہ ہی اُسکی تین علامتین ہین جمع کا خرچ کرنا اور مفقود کا نہ
مانگنا اور قوت کا خرچ کرنا - عبد اللہ بن عباس نے روایت کی کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے نضیر کے دن فرمایا اگر تم چاہو تو مہاجرین کو
اپنے مال اور ملک سے بانٹ دو اور اس غنیمت کے مال مین تم اُن کے
شریک ہو اور جو تم چاہو تو تمھارا ملک اور مال تمھارے پاس رہے اور ہم
غنیمت کے مال سے تمھین کچھ نہ بانٹینگے تب انصار نے کہا بلکہ ہم اُنکو اپنا مال اور
زمین بانٹ دینگے اور غنیمت کا مال اُنھین دینگے اور ہم اُسمین شریک نہونگے
اُسوقت اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی - ویؤثرون علی انفسہم ولو کان
بہم خصاصۃ - یعنی اور اپنی جانون پر ایثار اور اختیار کرتے ہین ہر چند کہ انکو
احتیاج ہو - اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہا ایک شخص
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اُس حال مین کہ اُسے رنج پہونچا تھا
اور کہا یا رسول اللہ مین بھوکا ہون مجھے کچھ کھلاؤ تو آپ نے اپنی ازواج کے
پاس بھیجا کہ تمھارے پاس کھانا کچھ موجود ہی تو سب نے کہلا بھیجا اُسکی
قسم ہی جسنے تجھے حق کے ساتھ نبی کیا ہی کہ ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہین ہی
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہمارے پاس کچھ نہین جو تجھے آج کی
رات کھلا دین پھر فرمایا جو اُسکو آج کی رات کھانا کھلائے اللہ اُسپر رحم کریگا اُسوقت
انصار مین سے ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ مین پھر اُسے اپنے
گھر لے گیا اور اپنی بی بی سے کہا کہ یہ مہمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی

تو اُسکا اعزاز اور اکرام کر اور اُس سے کوئی رکھی چیز دریغ نہ رکھو اُسنے کہا ہمارے پاس
تو سوا اسے بچون کی خوراک کے نہیں ہی کہا کہ اُنھو اُنکو کھانے کی طرف ٹال بال دے
تا کہ وہ سو جائیں اور کچھ نہ کھائیں پھر چراغ روشن کر پھر جبکہ مہمان کھانا شروع کرے
اُٹھ گویا کہ چراغ کی بتی تیز کر رہی ہی اور اُسکو بجھا دے اور چلی آ ہم اپنی زبانون کو اسطرح
چلائینگے کہ کھانا چبا رہے ہین مہمان رسول اللہ کی خاطر یہان تک کہ اُسکا پیٹ بھر جاے
پس وہ بی بی اُٹھی اور لڑکون کو بہلایا حتے کہ وہ بغیر کھانے سو گئے اور کچھ نہین کھایا
پھر وہ اُٹھی اور ثرید بنایا اور چراغ جلایا پھر جب کہ مہمان نے کھانا شروع کیا وہ
اُٹھی گویا کہ چراغ کی بتی چاق کرتی ہی اور اُسکو بجھا دیا اور اُن دونون میان
بی بی نے مُنھ چلانا شروع کیا مہمان رسول اللہ کے لیے اور مہمان نے گمان
کیا کہ وہ دونون اسکے ساتھ کھا رہے ہین یہان تک کہ مہمان نے پیٹ بھر
کھا لیا اور یہ دونون بھوکے سو رہے پھر جب صبح ہوئی تو وہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین گئے پس جب کہ اُنکی طرف دیکھا تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کیا بعد ازان فرمایا کہ ہر آئینہ آج کی رات
اللہ تعالے نے تعجب کیا فلان اور فلانہ سے اور نازل یہ آیت کی ویوثرون
علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ - اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بعضے اصحاب
نے نبی علیہ السلام کے لیے بکری کی سری بھنی ہوئی ہدیہ کی اور وہ تکلیف
مین تھے اور اُسنے اسے پھر اپنے ہمسایہ کے پاس بھیجا اور اُسنے دوسرے کے پاس
اور دوسرے نے تیسرے کے پاس اور سات آدمیون نے دست بدست یون ہی
پھرایا پھر اول کے پاس گھوم کر وہ کھانا آیا تو اسکے لیے وہ آیت نازل

ہوئی - اور ابو الحسن انطاکی نے روایت کی ہی کہ اُسکے پاس تیس آدمی سے زیادہ
جمع ہوے ایک گانون مین جو رے کے قریب تھا اور اُسکے پاس تھوڑے گردے
روٹیون کے تھے کہ پانچ آدمیون کا بھی اُنہین سے پیٹ نہ بھرتا تو روٹیون کو توڑا
اور چراغ کو بجھادیا اور کھانیکے لیے بیٹھے پھر جب کھانا اٹھایا تو دیکھین تو
وہ کھانا بدستور موجود ہی کہ اُنہین سے نہ کھایا تھا اس سبب سے کہ ہر ایک نے اپنے
نفس پر دوسرے کو اختیار اور ایثار کیا - اور حذیفہ عدوی سے حکایت ہی کہ مین یرموک
کے دن اپنے چچیرے بھائی کی تلاش مین چلا اور میرے پاس تھوڑا پانی
تھا اور مین کہتا تھا کہ اگر اسمین کچھ رمق حیات کی ہی تو اُسکو مین پلاؤن اور
اُسکا منھ پونچھون تو اچانک مجھے وہ ملا مین نے کہا کہ تجھے مین پانی پلاؤن اُسنے
اشارہ کیا کہ ہان تو ناگاہ ایک شخص تھا کہ آہ آہ کہ رہا تھا تب میرے بھائی
نے کہا کہ - پانی اُس کے پاس لے جا تب اُسکے پاس لے گیا اور وہ
ہشام بن عاص تھا مین نے کہا کہ تجھے پانی پلاؤن تو ہشام نے دوسرے
کو سنا کہ آہ آہ کہ رہا تھا پس اُسنے کہا کہ اُسکے پاس لے جا مین اُسکے
پاس لے گیا اچانک دیکھا کہ وہ مر چکا تھا پھر مین ہشام کی طرف اُلٹا کر آیا تو
دیکھا کہ وہ بھی مر گیا تھا تب مین اپنے بھائی کی طرف پھرا تو وہ مر گیا تھا
اور ابو الحسن بوشنجی سے سوال کیا گیا کہ فتوت کیا ہی تو کہا میرے
نزدیک فتوت وہ ہی جسکے ساتھ وصف اللہ تعالی نے انصار کا اس آیت
مین کیا ہی - والذین تبوؤا الدار والایمان - یعنی اور وہ لوگ
جو گھرون کو اور ایمان کو پکڑے ہوے ہین - ابن عطا رنے کہا ہی

یوثرون علی انفسہم جوداً وکرماً ولوکان بہم خصاصۃ یعنی جوعاً وفقراً یعنی اپنے نفسون
پر جود اور کرم کو اختیار کرتے ہین اور اگرچہ اُسکو احتیاج بھوک اور مفلسی کی ہو
ابوحفص نے کہا ایثار وہ ہی کہ بھائیون کے حظوظ کو دنیا اور آخرت کے کام مین
اپنے حظوظ پر مقدم رکھے۔ اور بعض کا قول ہی کہ ایثار اختیار سے نہین ہوتا بلکہ
ایثار وہ ہے کہ کل خلائق کے حقوق کو اپنے حق پر تو مقدم رکھے اور انمین تو امتیاز
نہ کرے کہ یہ بھائی اور یہ ساتھی اور یہ جان پہچان ہی۔ یوسف بن حسین کا قول ہی
کہ جسنے اپنے نفس کے لیے ملکیت اعتقاد کی اُس سے ایثار صحیح نہین ہوتا
اسواسطے کہ وہ اپنے نفس کو زیادہ مستحق اُس چیز کا سمجھتا ہی اسواسطے کہ اُسے
اپنی ملک سمجھتا ہی بلکہ ایثار اُس شخص سے آتا ہی جو تمام اشیا کو اللہ کی سمجھے
پس جو کوئی اُسکو پہونچا وہی اُسکا مستحق ہی پس جب کوئی چیز اسمین سے
اُسکے پاس آئے تو وہ اپنے نفس اور ہاتھ کو امانت دار اعتقاد کرے کہ اُس
چیز کو اُسکے مالک کے پاس پہونچا دے یا اُسکو ادا کرے اور بعضون نے کہا
حقیقت ایثار یہ ہی کہ آخرت کا حصہ تو اپنے بھائیون پر ایثار کرے اسواسطے
کہ دنیا تھوڑی مالیت کی ہی اس سے کہ کوئی محل یا ذکر اُسکے ایثار کے
لیے ہو اور اسی قبیل سے ہی جو منقول ہی کہ بعض صوفیہ نے اپنے ایک بھائی
کو دیکھا اور زیادہ شگفتہ روئی اُسکے مقابل ظاہر کی پس اُسکے بھائی نے
یہ بات اس سے بڑی سمجھی تو کہا اے بھائی مین نے سُنا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہا ہی جب دو مسلمان باہم ملاقات کرین تو اُنپر سو رحمت
نازل ہوتی ہین انمین سے نوّے رحمت اُس شخص کے لیے جو زیادہ شگفتہ رو ہو

اور دس رحمت اُسکے لیے جو اُس سے کم ہو تو مین نے چاہا کہ مین تجھ سے شگفتہ روئی مین
ہون تاکہ تیرے واسطے زیادہ حصہ رحمت کا ہو - ابو القاسم رازی سے منقول ہے کہ
مین نے ابو بکر بن سعدان سے سنا ہے کہ وہ کہتا تھا جو کوئی صوفیہ سے صحبت رکھے تو
چاہیے کہ بلا نفس اور بلا قلب اور بلا ملک صحبت رکھے پس جبکہ وہ کسی چیز کی طرف اپنے
اسباب سے نظر کرے گا تو یہ بات اُسکو حصول مقاصد سے قطع کرے گی - اور سہل بن
عبد اللہ صوفی نے کہا ہے کہ صوفی وہ ہے جو اپنے خون کو حلال اور ملک اپنی کو مباح سمجھے
اور رویم کا قول ہے کہ تصوف تین خصلتوں پر مبنی ہے فقر و افتقار کو پکڑے رہے اور
بذل و ایثار سے متحقق ہو اور تعرض اور اختیار کو ترک کر دے - روایت ہے کہ جب
صوفیہ کی بدگوئی اور غمازی کی گئی اور خلیفہ وقت کے باعث جدا ہوئے اور شحام و
رقام و نوری پکڑے گئے اور اُنکی گردن مارنے کے لیے نطع بچھایا گیا تو نوری نے
سبقت کی تو اُس سے پوچھا گیا کہ کیون تو نے مبادرت کی تو کہا کہ مین اپنے بھائیون
کو ایک ساعت زیادہ حیات پسند کرتا ہون اور منقول ہے کہ رودباری اپنے
بعض یارون کے گھر پر آیا اور اُسے موجود نہ پایا اور دروازہ اُسکے گھر کا بند پایا تب
آپ نے فرمایا کہ صوفی اور اُسکا دروازہ بند توڑ ڈالو اُسکے دروازہ کو تو لوگون نے
توڑ ڈالا اور حکم دیا کہ جو کچھ اُسکے گھر مین ملے اُسے بیچ ڈالو تو تعمیل کے لیے اسباب
بازار مین لے گئے اور رقم قیمت لی اور گھر مین بیٹھ رہے پھر صاحب خانہ آیا اور کچھ
نہ کہا اور اُسکی بی بی آئی اور چادر اوڑھے ہوئے تھی اور گھر کے اندر آئی
اور چادر کو پھینک دیا اور یہ کہا یہ بھی بقیہ گھر کے اسباب کی ہے اور اُسے
بیچ ڈالو میان نے اُس سے کہا کہ یہ تکلف اپنے اختیار سے تو نے کیون کیا

وہ بولی کہ خاموش شبل شیخ ہمپر دست درازی و تسلط کرے اور ہمارے اوپر حکم
کرے اور باز رکھے اور پھر ہمارے پاس کوئی چیز باقی رہے کہ اسے سنیت رکھین - اور
حکایت ہی کہ قیس بن سعد بیمار ہوا تو اُسکے بھائیون نے اُسکی عیادت مین دیر کی
تو اُنکا حال پوچھا لوگون نے کہا کہ وہ اُس سے شرماتے ہین کہ تیرا قرض اُنکے ذمہ ہی
کہا اللہ مال کو رسوا اور خوار کرے جو بھائیون کو ملاقات سے باز رکھتا ہی پھر ڈُگی والے
کو حکم دیا کہ وہ ڈُگی پیٹ دے کہ جسپر قیس کا مال قرض ہو وہ اُسکو حلال ہی
جب تو اُسکے گھر کی دہلیز ٹوٹ گئی اتنی کثرت اُسکے عیادت کرنے والون کی
ہوئی اور نقل ہی کہ ایک شخص جو اُسکا دوست تھا آیا اور دروازہ کھٹ کھٹایا تو
جب وہ باہر آیا تو کہا تو کس لیے میرے پاس آیا کہا چار سو درم کے لیے جو میرے اوپر
قرض ہین تو گھر مین گیا اور چار سو درم تولے اور اُسکو دیدیے اور گھر مین روتا ہوا
گھس گیا اُسکی بی بی نے کہا کیون نہین بہانہ کردیا جبکہ تیرے اوپر دینا گران معلوم ہوا
کہا مین اسلیے روتا ہون کہ اُسکے حال کی پرسش نہین کی تا آنکہ وہ محتاج اس
بات کا ہوا کہ میرے پاس اُسکے لیے آیا - اور ابو موسی سے روایت ہی کہ کہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اشعرین جب لڑائی مین بے توشہ
ہو جاتے ہین اور اُنکے عیال کا کھانا کم ہو جاتا ہی تو وہ جمع کرتے ہین جو کچھ اُنکے
پاس ہوتا ہی پھر اُسکو ایک برتن سے بانٹ دیتے ہین تو وہ مجھ سے ہین اور مین
اُن سے ہون - اور جابر نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث
نقل کی ہی کہ آپ جب جہاد کا ارادہ کرتے فرماتے اے گروہ مہاجرین و انصار بیشک
ایک قوم تمھارے بھائیون مین سے ایسی ہی کہ نہ اُن کے پاس مال ہی

اور نہ اسباب ہی تو چاہیے کہ ہر ایک آدمی تم مین سے اپنے شامل ایک اور دو اور تین کو کرے اور تم مین سے ہر ایک کو اپنے اونٹ کی سواری باری سے ایسی ہی ملے جیسے کہ انہین سے ایک ایک کو اپنی باری سے ملے کہا مین نے اپنے شریک دو یا تین کو کہا کہ میری نوبت سواری مین نہین تھی مگر جسقدر کہ انہین سے ایک کی نوبت تھی۔ انس سے روایت ہے کہ جب عبد الرحمن بن عوف مدینہ مین آئے تو اسکے موافات اور بھیاچارہ نے سعد بن ربیع سے کہا پھر سعد نے کہا مین اپنا مال آدھون آدھ تجھے بانٹ دیتا ہون اور میری دو بی بی ہین ایک کو انہین سے طلاق دیتا ہون جب اسکے ایام عدت گذر جائین تو اس سے نکاح کرے تب عبد الرحمن نے اس سے کہا اللہ تجھے تیرے اہل اور مال مین برکت دے پس ایثار پر صوفی کو اسکے نفس کی طہارت اور اسکے سرشت کے شرف نے ہی برانگیختہ کیا اور اللہ تعالی اسے صوفی اسوقت بناتا ہے کہ جب اسکی سرشت کو اس صفت کے لیے تیار اور مستعد کر لیا اور جس کسی کے خمیر مین سخاوت ہو اور سخی قریب ہے کہ صوفی ہو جاے اسواسطے کہ سخاوت جبلت کی صفت ہے اور اسکے مقابلہ مین شح یعنی بخل ہے اور شح صفت نفس کے لوازم سے ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے اور جو اس نفس کے حرص و بخل سے محفوظ و مصئون ہے وہ صاحب فلاح و نجات کے ہین فلاح کا حکم اسکے ساتھ دیا کہ وہ بخل سے بچین اور فلاح کا حکم اسکے لیے فرمایا جو بذل و انفاق کرین سو کہا ومما رزقنا ہم ینفقون اولئک علی ھدی من ربہم و اولئک ہم المفلحون یعنی اور ان چیزون سے جو ہم نے روزی کی ہین دیتے اور خرچ کرتے ہین وہ لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے سیدھے

رستہ پر ہین اور وہ صاحب فلاح ہین اور فلاح سعادت دارین کے لیے اسم جامع
ہی اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے قول سے آگاہ کر دیا تین مہلکات ہین
اور تین منجیات ہین پھر مہلکات سے ایک شح مطاع یعنی بخل پذیرفتہ گردانا ہی اور
خالی بخل کو نہین فرمایا کہ وہ مہلک ہی بلکہ وہ مہلک اُسوقت ہوگا کہ وہ مطاع ہو مگر
اُسکا غیر مطاع نفس مین ہونا سو وہ انکار نہین کیا جاتا اسواسطے کہ وہ لوازم نفس سے
ہی کہ اُسکی اصل پیدایش خاکی سے مدد پانے والا ہی اور مٹی مین قبض و امساک ہی
اور یہ آدمی سے کچھ تعجب نہین اور وہ جبلی اور پیدایشی ہی اور تعجب ہی تو اُسکا ہی کہ
سخاوت کا وجود سرشت مین ہو اور وہ نفوس صوفیہ کے لیے حاصل ہی جو انکو بذل
و ایثار کی طرف بلاتا ہی اور سخاوت جود سے کامل تر اور تمام تر ہی پس جود کے مقابل
بخل ہی اور سخا کے مقابل شح ہی اور جود و بخل کی طرف سے عادت کے طریق سے
اکتساب راہ پاتا ہی برخلاف شح اور سخا کے جبکہ وہ دونون سرشت مین داخل ہین
پس جتنے سخی ہین وہ سب جواد ہین اور ہر ایک جواد سخی نہین ہی اور حق سبحانہ و
تعالی سخا کے ساتھ موصوف نہین ہوتا اسواسطے کہ سخا نتائج سرشت اور طبیعت
سے ہی اور اللہ تعالی سرشت و طبیعت سے پاک اور منزہ ہی اور جود مین ریا کو دخل
ہوتا ہی اور انسان اُسکو عمل مین لاتا ہی اس حالت مین کہ وہ خلق اور حق سے
عوض پانے پر تاک لگاتا ہی خواہ لوگون کی ثنا وغیرہ ہو خواہ اللہ تعالی سے ثواب
ہو اور سخا مین ریا کو دخل نہین ہوتا اسواسطے کہ وہ پیدا ایسے نفس سے
ہوتی ہی جو پاک صاف اور دنیا و آخرت کے بدلے سے بلند تر ہی اسواسطے کہ
عوض کا چاہنا بخل کی خبر دیتا ہی اسواسطے کہ اُسکی علت طلب عوض ہی پس

جو چیز کہ خالص محض ہی وہ سخا ہی درین صورت سخا اہل صفا کے لیے ہی اور ایثار اہل انوار کے واسطے ہی اور جائز ہی کہ قول اللہ تعالی مین - انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء و لا شکورا - یعنی اسکے سوا نہین ہی کہ ہم تمھین خالص اللہ کے واسطے کھانا کھلاتے ہین نہ تم سے ہمین خواہش جزا اور بدلے کی ہی اور نہ تم سے شکریہ چاہتے ہین نفی عوض مانگنے کے لیے ہی جیسے کہ فرمایا لا نرید بعد اس قول لوجہ کے تو جو اللہ کے واسطے ہی تو عوض چاہنے کا اشعار نہین کرتا بلکہ سرشت اپنی طہارت کے سبب مراد حق کی طرف منجذب ہوتی ہی نہ کہ عوض کے لیے اور یہ کامل تر سخا پاکیزہ تر سرشتون سے ہی - اسماء بنت ابی بکر نے روایت کی ہی کہا مین نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس کچھ نہین ہوتا مگر اُسی قدر کہ زبیر مجھے دیتا ہی پھر مین دیتی ہون فرمایا کہ ہان تو مت بند کر ورنہ تیرے اوپر دینا بند کر دے گا - اور اخلاق صوفیہ سے درگذر اور عفو ہی اور برائی کا مقابلہ بھلائی سے ہی - سفیان کا مقولہ ہی احسان اسکو کہتے ہین کہ جو تیرے ساتھ برائی کرے اُسکے ساتھ تو بھلائی کرے اسواسطے کہ محسن پر احسان کرنا تجارت ہی جیسے بازار کی نقدی ہی ایک چیز لے اور ایک چیز دے - اور حسن کا قول ہی احسان وہ ہی کہ عام پر ہو نہ یہ کہ خاص ہو جیسے آفتاب اور ہوا اور ابر ہی انس نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مین نے محلات ایسے دیکھے کہ جو بہشت مین بلند تھے مین نے کہا اے جبرئیل یہ کسکے لیے ہین کہا غصہ کھانے والون اور لوگون سے عفو کرنے والون کے لیے - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ہر آئینہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک مجلس مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک شخص آیا اور ابو بکر کے حق مین برا بھلا

کہنے لگا اور وہ خاموش تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے تھے پھر ابو بکر نے بعضی باتیں جو اُسنے کہی تھیں اُلٹ کر اُسکو کہیں تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام غصہ ہوے اور اُٹھے آپ کے ساتھ ابو بکر ہوے اور کہا یا رسول اللہ اُسنے مجھے گالیاں دیں اور آپ مسکراتے رہے پھر میں نے اُسے اُلٹ کر کہا جو اُسنے مجھے کہا تھا تو آپ غصہ ہوے اور اُٹھ کھڑے ہوے آپ نے فرمایا کہ تو جب تک خاموش تھا تیرے ساتھ ایک فرشتہ تھا کہ اُسکو اُلٹ کر کہتا تھا پھر جب تو بولا شیطان نے بُرا بھلا کہنا شروع کیا پھر مجھے یہ نہ تھا کہ ایسی جگہ بیٹھوں جہاں شیطان ہو اے ابو بکر تین باتیں ہیں جو سب حق ہیں۔ کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جسپر ظلم کسی طرح کا کیا جاے اور وہ اُسے عفو کرے مگر یہ کہ اللہ اُسکی بڑی مدد کرے اور کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ سوال کا دروازہ کھولے جس سے وہ کثرت کا ارادہ کرے مگر یہ کہ اللہ اُسکے افلاس کو زیادہ کرے۔ اور کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ وہ بخشش یا انعام کا دروازہ کھولے جسکے ساتھ اُسکی طلب خیرات اللہ کی ہو مگر یہ کہ اللہ اُسکے لیے کثرت سے ترقی کرتا ہے۔ حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر جائی مت ہو کہ کہو تم اگر لوگ احسان کریں تو ہم احسان کریں اور وہ ظلم کریں تو ہم ظلم کریں مگر اپنے نفسوں کو ٹھہراؤ اگر لوگ احسان کریں تو تم احسان کرو اور اگر وہ برائی کریں تو تم ظلم نہ کرو۔ اور بعض صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ایک شخص ہے جسپر میرا گذر ہوتا ہے تو وہ نہ میری دعوت کرتا ہے اور نہ مجھے مہمان رکھتا ہے تو جب میرے پاس آئے تو اُسکے عوض کروں یعنی نہ کھلاؤں نہ مہمان رکھوں آپ نے فرمایا کہ نہیں تو اُسکی دعوت کر۔ اور فضیل نے کہا ہے کہ فتوت بھائیوں کی لغزشوں سے

درگذر اور مسامحت ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی واصل رحم وہ
نہین ہی جو مکافات کرے یعنی جیسا کہ دوسرا کرتا ہی ویسا وہ بھی کرے لیکن واصل
وہ ہی کہ جب قطع رحم دوسرا کرے تو یہ اُسکا وصل کرے - اور حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ مکارم اخلاق سے یہ ہی کہ تو عفو اُس شخص سے کرے
جو تیرے اوپر ظلم کرے اور تو وصل کرے اُس شخص سے جو قطع کرے اور جو تو اُسے
عطا دے جو تجھے محروم رکھے اور اخلاق صوفیہ سے کشادہ روئی اور طلاقت وجہ
ہی صوفی کا بکا اُسکی خلوت مین ہی اور بشر او شگفتگی پیشانی اُسکی لوگون کے ساتھ ہی سو
اُسکے چہرہ پر بشاشت اُسکے انوار قلب کے آثار سے ہی اور ہر آئینہ باطن صوفی
پر منازلات الٰہیہ اور مواہب قدسیہ مین نزول کرتا ہی جس سے قلب تروتازہ ہوتا ہی
اور فرح وسرور سے لبریز ہوجاتا ہی کہو اللہ کے فضل ورحمت سے سو اُسکے ساتھ
چاہیے کہ خوش ہون اور سرور جب کہ متمکن ہوا دل سے اُسکے آثار صورت پر پہنچے
ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہی وجوہ یومئذ مسفرۃ یعنے کتنے ہی چہرہ آج کے دن
روشن چمکتے ہوے بشارت پانے والے ہین یعنی خوش ہین بعض نے کہا ہی
کہ چہرے روشن اس سبب سے ہوے کہ مدتون راہ خدا مین غبار آلودہ ہوے تھے
اور نور چہرہ پر پہونچنے کی دل سے مثال ایسی ہی کہ جس طرح چراغ کا نور شیشہ
اور چراغدان پر گرتا ہی پس چہرہ مشکاۃ یعنی چراغدان ہی اور قلب شیشہ ہی اور
روح چراغ ہی تو جب دل فرہ دار ہمرازی سے خوش ہوتا ہی تو بشاشت چہرہ پر
ظاہر ہوتی ہی قال اللہ تعالی تعرف فی وجوہہم نضرۃ النعیم - یعنی اللہ تعالی نے
فرمایا کہ اُنکے چہرون مین نضرۃ نعیم کو پاے گا یعنی تازگی اور چمک اُسکی پاے گا

محاورہ عرب مین کہا جاتا ہی انضر النبات جبوقت سبزہ ہرا بھرا اور کھلیاتا ہی -
وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرہ یعنی کتنے ہی چہرے اُسدن تازہ اور شگفتہ ہین کہ اپنے
پروردگار کی طرف دیکھنے والے ہین پس جبکہ انھون نے دیکھا تو پس تر و تازہ ہوگئے
سو صوفیہ سے جو اہل مشاہدہ ہین اُنکی چشم دل نور مشاہدہ سے روشن ہوگئین
اور اُنکے قلوب کے آئینہ صیقل ہوگئے اور اُنمین جمال ازلی کا نور منعکس ہوا اور
جب آفتاب صیقل کیے ہوے آئینہ پر چمکتا ہی تو دیوارین روشن اور درخشان
ہوجاتی ہین - قال اللہ تعالیٰ سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود یعنی اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہی کہ نشانی انکی اُنکے چہرون مین سجدہ کے اثر سے ہی اور جب کہ ظلال کے
یعنی قالبون کے سجدہ سے چہرہ اثر پذیر ہوا قول الٰہی مین وظلالہم بالغدو والآصال
تو کیونکر شہود جمال سے وہ اثر پذیر نہوگا - جابر بن عبد اللہ سے روایت ہی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہر ایک معروف اور نیکی صدقہ ہی اور
معروف سے یہ بھی ہی کہ تو اپنی کشادہ روئی کے ساتھ ملاقات کرے اور یہ کہ
اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن مین پانی ڈالے - اور سعد بن عبد الرحمن
زبیدی نے کہا کہ مجھے بھاتا ہی فقرا سے ہر ایک شخص ملائم شگفتہ رو ہنسوڑ لیکن
جو شخص کہ تو اُس سے کشادہ روئی سے ملاقات کرے اور وہ تجھ سے ترش روئی
سے ملے تو گویا تیرے اوپر احسان کرتا ہی تو اللہ فقرا مین اُسکے مثل زیادہ نکرے
اور اخلاق صوفیہ سے ہی سہولت اور جھکنا اور لوگون سے اُنکے اخلاق اور طبائع
کی طرف میل اور نزول کرنا اور تکلف اور بے راہ روی ہی - اور ہمارا آئینہ اس
معاملہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخبار اور احادیث ہین اور ....

اخلاق صوفیہ اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چربہ اتارتے اور حکایت
کرتے ہین اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے مین مزاح
کرتا ہون اور نہین کہتا ہون مگر جو حق بات ہو۔ روایت ہی کہ ایک شخص تھا جسے
زاہر بن حرام کہتے تھے اور وہ گنوار بدوی تھا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس نہ آتا مگر ایک تحفہ کے ساتھ جسکو وہ ہدیہ رسول اللہ کرتا سو وہ
ایک دن آیا اور رسول اللہ نے اُسے مدینہ کی بازار مین پایا کہ اپنے لیے کچھ سودا
خریدتا تھا اور وہ اُسدن آپکے پاس نہین آیا تھا تو آپ نے اُسے پیچھے سے
دونون ہاتھوں سے گلے مین بھر لیا تو وہ پیچھے کی طرف پھرا تو نبی علیہ السلام کو دیکھا
اور آپکے دونون ہاتھونکو بوسہ دیا تب نبی علیہ السلام نے فرمایا کون ہی جو اس
بندہ کو خریدتا ہی اُسنے کہا کہ کون لیگا یا رسول اللہ مجھ کھوٹے کو تو فرمایا مگر اللہ کے
نزدیک فائدہ والا ہی پھر رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا ہر اہل شہر کیلیے ایک بادیہ
یعنی صحرا نشین ہی اور بادیہ آل محمد کا زاہر بن حرام ہی۔ اور حضرت انس سے روایت
ہی کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ
مجھے اونٹ پر سوار کرا آپ نے فرمایا تجھے ہم اونٹنی کے بچے پر سوار کرائینگے اُسنے
کہا کہ مین کہتا ہون مجھے اونٹ پر سوار کراؤ اور آپ کہتے ہین کہ اونٹنی کے بچے پر تو
آپ نے فرمایا کہ اونٹ بچہ اونٹنی کا ہی۔ اور صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی
کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے سامنے کھجورین تھین
کہ نوش کر رہے تھے تو فرمایا پاس کھانے مین سے کھاؤ سو مین بھی کھجورین کھانے لگا
پھر آپ نے فرمایا تو کھجورین کھاتا ہی حالانکہ تو درد سے یعنی آنکھ کا

دردمند ہو میں نے کہا اب میں دوسری طرف جیاتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ہنس پڑے - اور انس سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مجھے ایک دن فرمایا اے دو کان والے - اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسطرح رہتے جبکہ وہ گھر میں اکیلے ہوتے
کہا سب آدمیوں سے زیادہ ملائم مسکراتے ہوے ہنستے ہوے - اور آپ نے روایت کی ہی
کہ مجھ سے آپ سبقت لیگئے پھر میں سبقت لیگئی پھر آپ سبقت لیگئے بعد اسکے پھر سبقت
لیگئی بعد ازاں فرمایا کہ یہ سبقت تیری ہی - اور حضرت انس سے روایت ہی کہ کہا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اختلاط کرتے یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی سے
فرماتے یا ابا عمیر ما فعل النغیر یعنی ابا عمیر کیا کیا تغیر نے اور نغیر چھوٹی چڑیا ہوتی ہی
اور روایت ہی کہ عمر سبقت زبیر سے لیگئے رضی اللہ عنہما پھر زبیر سبقت لے لئے اور کہا
رب کعبہ کی قسم ہی میں تجھ سے سبقت لے گیا پھر عمر نے سبقت کی اور عمر نے کہا مجھے رب
کعبہ کی قسم ہی کہ تجھ سے اور میں سبقت لے گیا اور عبد اللہ بن عباس نے کہا کہ عمرؓ نے
مجھ سے کہا آؤ میں تجھ سے پانی میں مناقشہ کروں کہ ہم دونوں میں سے کون زیادہ لنبی
سانس کا ہی اور ہم محرم تھے - اور بکر بن عبد اللہ سے روایت ہی کہ اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ خربوزہ کا تبادح کرتے تھے اور جسوقت کہ حقائق ہوتے
تو وہ رجال ہوجاتے تھے عرب کے محاورہ میں بدح یبدح جب کہ ایک چیز کو پھینکا
یعنی خربوزہ ایک دوسرے پر پھینکتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کے لیے میں حریرہ لائی جو اُنکے واسطے میں نے
پکایا تھا اور سودہ سے کہ میرے اور اُسکے بیچ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بیٹھے تھے کہا کہ کھا اوسنے انکار کیا پھر اس سے مین نے کہا کہ کھا پھر اوسنے انکار کیا پھر
مین نے اس سے کہا کہ البتہ ضرور کھا ورنہ تیرے منھ کو اس سے آلودہ کردونگی پھر اوسنے
انکار کیا تب تو مین نے اپنا ہاتھ حریرہ سے بھرا اور اوسکا منھ اس سے خوب آلودہ کیا تو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیے پھر آپ نے اپنی ران اوسکے واسطے جھکا دی اور
سودہ سے کہا کہ تو اسکو آلودہ کر دے تو اوسنے میرا منھ اس سے آلودہ کر دیا۔ پھر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے پھر عمر رضی اللہ عنہ دروازہ پر گذرے اور پکارے
یا عبد اللہ یا عبد اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گمان ہوا کہ قریب ہے وہ عمر اندر چلے
آوین تو کہا تم دونون اٹھو اور اپنے منھ دھو ڈالو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مین
ہمیشہ عمر کی بزرگی اسواسطے کرتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو مانتے تھے
اور بعضون نے ابن طاؤس کی تعریف کی ہے اور کہا وہ بچے کے ساتھ بچے تھے اور بوڑھے
کے ساتھ بوڑھے اور ایسی مزاح اور جہل کی جگہ وہ نہین ہوتے [illegible]
سے مروی ہے کہا ہم محمد بن سیرین کے آگے تذکرہ شعر کا کیا کرتے اور وہ گنتے
اور ہم اوسکے سامنے ہنسی کرتے اور وہ ہم سے مزاح کرتے اور ہم اوسکے پاس سے
ہنستے ہوے اٹھتے اور جب ہم حسن کے پاس جاتے جب اوسکے پاس سے اٹھتے تو
قریب تھا کہ ہم رو دیتے بس یہ اخبار و آثار اسکی دلیل ہین نرمی سے جھکنا اچھی
چیز ہے اور احوال صوفیہ صحت کے ساتھ ہین اور اخلاق انکے اچھے ہین ان باتون
مین کہ خانقاہ مین فرماتے سے وہ [illegible] کرتے ہین اور لوگون کے ساتھ انکے
طبائع کے موافق برتاؤ کرتے ہین اس سبب سے کہ انکی نظر رحمت الٰہی کی
طرف ہے پھر جب وہ اکیلے ہوتے ہین تو وہ اپنے مقام پر ٹھہرے ہوتے ہین

اور اعمال و افعال کی پوشاک کو زیب بدن کرتے ہین اور اِس معاملہ مین حد اعتدال پر بجز صوفی کے دوسرا نہین ٹھہرتا جو کہ نفس کے لیے قاہر زبردست اور اُسکے اخلاق اور طباع عالم اپنے وفور علم سے اُسکا نگہداشت کرنے والا ہو تا آنکہ ہمیشہ وہ صراط اعتدال پر افراط و تفریط کے درمیان ٹھہرے اور مریدان مبتدی کے لیے اس سے کثرت مناسب نہین اسواسطے کہ اُنکو علم اور معرفت نفس کی کم ہے اور ایسا نہو کہ حد اعتدال سے تجاوز کر جائین اور اسلیئے کہ نفس کے لیے ان موقعون پر کو معاندہے جو فساد کی طرف منجر ہوتی ہے اور عناد کی طرف میل کرنے لگین پس لوگون کی طبائع کی طرف اُترنا اُسی شخص کے لیے زیبا ہے جو اُن سے بڑھا چڑھا ہو اور اُسنے حال اور مقام کی بلندی کے باعث ترقی کی ہو تو وہ اُنکی طرف اُترے اور اُنکی طبیعتون کی طرف میل کرے جب کہ وہ علم کے ساتھ تنزل کرے مگر جو شخص اپنی صفا و حال پر اُنسے بلند نہوا ہو اور اُسمین بعینہ اُنکے طبائع اور نفوس کا امتزاج ہو جو سرکش اور امارہ اور نافرمان وہ بُرے کاموں کے ہین جب ان مواضع اور مجالس مین رہائین تو نفس اپنا حظ اُٹھائے گا اور اپنے مطالب کو غنیمت کرے گا اور رخصت اور جواز کی طرف رغبت طلب کرے گا اور رخصت کی طرف اُترنا اکثر اوقات اُس شخص کو پسند آئے گا جو ضعیف ہے اور سوا اسکے اور یہ بلندی کی نشان نہین ہے پس صوفی صاحب علم کے لیے اُن باتون مین جنکا ہم نے ذکر کیا ہے فتوح اور فرح ہے کہ وہ دل کی حاجت کو اسکی مالک جانتے ہین اور ایک چیز جب کہ حاجت کے لیے رکھی جاے تو بقدر حاجت اندازہ کیجاے اور بقدار حاجت کی نگاہ و معیار اس معاملہ مین ایک باریک علم ہے جو ہر ایک شخص

کے لیے تسلیم نہین کیا جاتا سعد بن العاص نے اپنے بیٹے سے کہا تو اپنے مزاج مین
اعتدال رکھو اسواسطے کہ افراط اسمین قدر کھوتا ہی اور نادان تیرے اوپر جرأت کرسکے
اور اسکا ترک اہل انس و محبت کو غصہ دلاتا ہی اور ہمنشینون کو وحشت مین ڈالتا ہی
اور بعض نے کہا کہ مزاح قدر بہا کا سلب کرنے والا اور برادری کا قطع کرنے والا ہی
اور جسطرح کہ معرفت اعتدال اسمین صعب و مشکل ہی اسی طرح اعتدال ہنسنے کا ہنسی
مین سمجھنا دشوار ہی اور ہنسی انسان کے خصائص سے ہی اور انسان کو جنس حیوان
سے تمیز کرتی ہی اور ہنسی نہین آتی مگر تعجب کے سبب جو پہلے سے ہو اور تعجب
فکر کو چاہتا ہی اور فکر انسان کا شرف ہی اور خاصیت ہی اور اعتدال کی معرفت
اسمین ہر شان ایک ایسے شخص کی ہی جسکا قدم علم مین راسخ ہو اور اسیواسطے
یہ قول زبان زد ہی ایاک وکثرۃ الضحک فانہ یمیت القلب یعنی بچو کثرت ضحک
سے اسواسطے کہ وہ دل کو مردہ کردیتی ہی اور بعض کا قول ہی کہ کثرت ضحک
کی رعونت سے ہی اور عیسیٰ علیہ السلام سے روایت ہی کہ تحقیق اللہ تعالےٰ
بہت ہنسنے والے سے بغض رکھتا ہی بغیر اسکے کہ اسمین عجب ہو اور ہنسی چین کو
جو بے حاجت ہو اور بداعبہ اور مزاح مین فرق بیان کیا گیا ہی کہ بداعبہ وہ ہی
جسکے بعد غضب نہ دلائے اور مزاح وہ ہی جسکے بعد غصہ دلائے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ
نے قہقہہ کو نماز مین گناہ قرار دیا ہی اور وضو کے بطلان پر اسی سے حکم کیا اور کہا
گناہ قائم مقام خروج خارج کے ہی یعنی جیسے خروج بول و براز سے بطلان
وضو ہوتا ہی ایسے ہی قہقہہ سے جو نماز مین گناہ ہی وضو باطل ہوجاتا ہی پس
مزاح اور ضحک مین اعتدال نہین حاصل ہوتا ہی الا اسوقت کہ خوف اور

قبض اور ضیف کے تنگ مقام سے خلاص اور خارج ہوجاتے اسواسطے کہ وہ ان
مضائق سے ہرایک مضیق مین بعض تقویم کو قائم کرتا ہی تو اُنمین حال کو اعتدال
ہوجاتا ہی اور مستقیم ہوجاتا ہی پس بسط اور رجا دونون مزاح اور ضحک کو پیدا
کرتے ہین اور خوف و قبض اُنمین عدل کے ساتھ حلم کرتے ہین اور اخلاق صوفیہ
سے ترک تکلف ہی اور یہ اسواسطے کہ تکلف بناوٹ ہی اور تعمل اور نفس پر ظلم
لوگون کے سبب ہوتا ہی اور یہ احوال صوفیہ کے مبائن اور خلاف ہی اور بعضے تکلف مین
مقدرات سے منازعت اور قسمت ازلی سے نارضامندی پوشیدہ ہی اور کہا گیا ہی کہ تصوف
ترک تکلف ہی اور تکلف مخالفت ہی اور صادقین کے رستہ سے مخالفت ہی - انس بن مالک
سے روایت ہی کہ رسول اللہ کے ولیمہ مین حاضر ہوا کہ اُسمین نہ روٹی تھی اور نہ گوشت
تھا - اور جابر سے مروی ہی کہ اُسکے پاس چند آدمی اُسکے اصحاب سے آئے تو اُنکے
لیے روٹی اور سرکہ لائے اور کہا کھاؤ کہ مین نے سُنا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کو کہ فرماتے تھے اچھا ہی نانخورش سرکہ کا - اور سفیان بن سلمہ سے روایت ہی کہا مین
سلمان فارسی کے پاس گیا تو میرے لیے روٹی اور نمک نکالا اور کہا کھاؤ و کہا کہ
اگر رسول اللہ ہم کو منع نکرتے اس سے کہ کوئی تکلف کسی کے واسطے کرے تو مین
تمھارے لیے تکلف کرتا اور تکلف سب چیزون مین مذموم ہی جیسے پوشاک مین
تکلف لوگون کے دکھلانے کو بدون اسکے کہ کوئی نیت اُسمین ہو اور کلام مین
تکلف کرنا اور زیادہ خوشامد تملق کرنا جو اہل زمانہ کا قاعدہ ہی تو بعید ہی کہ اس سے
سلامت اور محفوظ رہا ہو مگر ایک دو اور بہت خوشامدی ایسے ہوتے ہین کہ جان
نہین پاکر وہ تملق کرتے ہین اور وہ تملق سمجھ مین نہین آتا اور مقرر ایک شخص تملق کرتا ہی

اُس حد تک کہ صریح نفاق تک پہونچا دیتا ہی اور وہ حال صوفی کے خلاف ہی۔ اور
ابی امامہ نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ فرمایا حیا اور عجمی یعنی کلام
مین درماندگی دونون شاخ ایمان کی ہین اور بذا اور بیان نفاق کے دو شعبہ ہین بذا
فحش ہی اور بیان سے بیان مراد کثرت کلام اور تکلف کرنا لوگون کے خاطر سے بیان مین
زیادہ خوشامد اور تعریف انکی اور اپنی فصاحت کا اظہار ہو اور یہ نشان اہل صدق
سے نہین ہی۔ اور ابی وائل سے حکایت ہی کہا مین اپنے ایک ہمراہی کے ساتھ
سلمان کی ملاقات کو گیا تو ہمارے لیے جو کی روٹی اور جو کوب نمک پیش کیا تب
میرے ساتھی نے کہا کاش اگر اس نمک مین پودینہ ہوتا تو اور اچھا اور خوشبودار ہوتا
تو سلمان باہر گیا اور لوٹا گرو رکھا اور پودینہ لیا پھر جب ہم کھا چکے تو میرے ساتھی نے کہا
کہ خدا کا شکر ہی جسنے ہم کو قانع اُس چیز پر کیا جو ہمین روزی کیا اسپر سلمان نے کہا کہ اگر
تو قانع اپنی روزی پر ہوتا تو میرا لوٹا رہن نہوتا اور اس حکایت مین سلمان کی طرف
سے قولاً اور فعلاً ترک تکلف ہی اور یونس نبی علیہ السلام کی حدیث مین ہی کہ اُسکے
بھائی اُسکی زیارت کو آئے تو آپ نے ایک ٹکڑا جو کی روٹی کا اُنکے سامنے
رکھا اور اُنکے لیے ساگ کاٹا جو آپ بویا تھا پھر کہا اگر نہ اللہ تعالیٰ تکلف کرنیوالون
پر لعنت کرتا تو مین تمھارے لیے تکلف کرتا اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ جب تو زیارت
کے جانے کا قصد کرے تو جو حاضر ہو آگے سامنے رکھ اور جب تو کسی دوسرے کی
زیارت کی خواہش کرے تو باقی مت چھوڑ اور زبیر بن العوام سے روایت ہی کہ
منادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ڈگی پیٹی کہ اُکہی اُن لوگون
کی بخشش کر جو میری امت کے مردون کے لیے دعا کرتے ہین اور وہ تکلف

نہیں کرتے تم آگاہ ہو کہ میں تکلف سے بری ہوں اور میری امت کے اتقیا بھی بری ہیں
اور روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی فانبتنا فیہا حبا وعنبا وقضبا وزیتونا
ونخلا وحدائق غلبا وفاکہۃ وابا یعنی پس ہم نے اسمیں پیدا کیا غلہ اور انگور اور گیاہ
پلست کہ جانوروں کو فربہ کرے اور زیتون اور درخت خرما اور باغات گھنے ہجوم
اور میوہ اور اب کو۔ پھر کہا یہ سب ہم نے جان لیا پس کہا کیا چیز ہے کہا راوی
نے کہ عمر کے ہاتھ میں عصا تھا اسے زمین پہ مارا پھر کہا یہ قسم اللہ کی تکلف ہے تو اے
لوگو جو تمہارے لیے بیان کیا جاوے پس جو کچھ تم جانو اس پر عمل کرو اور جو تم نہ جانو
اسکو علم اللہ کے اوپر حوالہ کرو۔ اور اخلاق صوفیہ سے اتفاق ہے بدون اسکے کہ کسی
اسمیں کرو اور ذخیرہ جمع نہ کرو اور یہ اسواسطے ہے کہ صوفی فضل حق کی فراخی
دیکھتا ہے تو وہ ایسا ہی ہے کہ کوئی دریا کنارے کھڑا ہو وہ دریا کنارے کھڑا اسمیں سے ڈولا
پانی اپنی مشک اور پیالہ میں نہیں بھرتا اور جمع کرتا۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی دن
ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ دو فرشتے ہیں جو ندا کرتے اور پکارتے ہیں ایک ان میں سے
کہتا ہے الہی خرچ کرنے والے کو عوض عطا کر اور دوسرا کہتا ہے کہ الہی بخیل کو تلف کر
اور انس نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی چیز دوسرے
دن کے لیے جمع اور ذخیرہ نہیں کرتے تھے اور روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تین پرندے ہدیہ آئے آپ کے خادم نے ایک پرند کھلایا
جب دوسرے دن ہوا اسکو آپ کے سامنے پکا کر لایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا کیا میں نے تمکو نہیں منع کیا کہ کوئی چیز دوسرے دن کے لیے

مت سینت رکھ کہ اللہ تعالیٰ ہر صبح کو روزی دیتا ہی - اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے
روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلال کے پاس آئے اور اُسوقت ایک
ڈھیری چھواروں کی اُسکے پاس تھی سو آپ نے فرمایا کہ یہ کیا ہی اے بلال کہا یا
رسول اللہ اسکو ذخیرہ کرتا ہوں فرمایا کیا تو نہیں ڈرتا جسنے بلال کو نفقہ دیا اور
تو نہیں ڈرتا قدرت صاحب عرش سے کہ وہ کمی کرے - اور روایت ہی کہ عیسی بن مریم
علیہ السلام درخت کھایا کرتے اور بالوں کا کپڑا پہنا کرتے اور جہاں شام ہوتی وہاں
رات کو رہتے اور اُسکے اولاد نہ تھی کہ وہ مرے اور نہ گھر تھا کہ اُجڑتا اور کچھ صبح کے لیے
سینت نہ رکھتے - اور صوفی کا یہ حال ہی کہ اُسکے کل دفینہ اللہ کے خزانوں میں ہیں
اس سبب سے کہ اُسکا توکل اور اعتماد اپنے رب کے اوپر صحیح اور صادق ہی پس
دنیا صوفی کے لیے ایک مسافر خانہ کے مثال ہی کہ نہ اُسمیں دھرنا دیکھتا ہی اور
نہ اُسکے لیے اُس سے زیادہ بڑھاتا ہی رسول علیہ السلام اگر تم اللہ پر توکل کرو
جیسا کہ حق توکل ہی اللہ تمہیں رزق اسی طرح دے جسطرح کہ پرندوں کو دیتا ہی
صبح کو بھوکا اٹھاتا ہی اور شام کو سیر کردے - جابر سے روایت ہی کہ کہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز کبھو کوئی چیز نہیں مانگی گئی کہ کہا ہو نہیں - ابن عیینہ نے
کہا کہ جب آپکے پاس کوئی چیز نہوتی وعدہ نہوتا - عبد العزیز بن محمد نے ابن اخی زہری
سے روایت کی ہی کہا ہی البتہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ زمین کے پردہ پر کوئی کنبہ
قبیلہ گھروں سے نہیں مگر یہ کہ میں انہیں پھرا ہوں تو میں نے کسی کو زیادہ بڑھکر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے مال کا خرچ کرنے والا نہیں پایا اور
اخلاق صوفیہ سے دنیا سے تھوڑی سی چیز پر قناعت ہی - ذوالنون مصری نے

کہا ہی کہ جسنے قناعت کی اپنے اہل زمانہ سے آرام پایا اور اپنے ہمسرون پر غالب
آیا اور بشر بن حارث نے کہا ہی کہ اگر قناعت مین بجز عزت کے اور کوئی فائدہ نہوتا
تو صاحب قناعت کے لیے کافی تھا - اور بنان بن حمال نے کہا ہی ؏ الحر عبد ما طمع +
والعبد حر ما قنع + ترجمہ نظم آزاد ہو غلام اگر وہ طمع کرے + اور ہو غلام حر جو قناعت
کا دم بھرے + اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ اپنی حرص سے قناعت کے ساتھ
انتقام لے جس طرح کہ تو اپنے دشمن سے قصاص کے ساتھ بدلہ لیتا ہی - اور ابوبکر
مراغی نے کہا ہی کہ عقلمند وہ شخص ہی جسنے دنیا کی تدبیر قناعت اور توقف سے
کی اور آخرت کی تدبیر حرص اور تعجیل سے کی اور یحیی بن معاذ نے کہا جسنے رزق کے
ساتھ قناعت کی تو وہ آخرت کو کمالے گیا اور زندگی اسکی خوش اور اچھی ہوئی اور
امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ قناعت ایک تلوار ہی کہ وہ
زخم سے بغیر کام کیے نہین اٹھتی - عبد الرحمن بن ابی سعید نے اپنے باپ سے
روایت کی ہی کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی اسوقت کہ آپ
سے فرمایا جو قلیل اور کافی ہو بہتر ہی اس سے کہ زیادہ ہو اور لہو و لعب مین مشغول
کرے - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ ہر آئینہ فرمایا ہر آئینہ نجات
پائی اس شخص نے جو اسلام لایا اور کفاف اسکا رزق ہو پھر اسپر اس شخص نے صبر
کیا - اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دعا مانگی اور کہا الٰہی آل محمد کا رزق قوت کر - اور جابر رضی اللہ عنہ نے روایت
کی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ قناعت ایک مال ہی کہ
کبھی نہین ہو چکتا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہا تم کتاب

ظروف اور حکمت کے چشمے بہاؤ اور اپنے نفسوں کو مردوں میں شمار کرو اور خدا تعالیٰ
سے روز کے روز مانگا کرو اور تمہیں مغفرت ہوگی ایسی کہ وہ زیادہ ہو۔ اور عبد اللہ
بن محصن نے اپنے باپ سے نقل کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ جسنے امن سے گھر میں صبح کی اور اسکا بدن درست ہے اور اسکے پاس
ایک دن کی روزی ہے تو گویا دنیا اسکے احاطہ میں آگئی۔ اور اس آیت کی تفسیر میں بیان
کیا گیا ہے فلنحیینہ حیاۃ طیبۃ یعنی پس البتہ ہم اسکو زندہ رکھینگے ایسی حیات سے جو طیب
اور خوش آئندہ ہے کہ وہ قناعت ہے پس صوفی عدل سے اپنے نفس پر غالب ہے اور
نفس کے طبائع کا واقفکار ہے اور قناعت کے فوائد حاصل کرنیکا ماہر ہے اور نفس سے
اسکے استخراج کی طرف واصل ہے اسواسطے کہ وہ جانتا ہے کہ اسکا مرض کیا ہے اور
اسکی دوا کیا ہے۔ ابو سلیمان دارانی نے کہا ہے کہ قناعت رضا سے حاصل ہوتی ہے
جیسے ورع زہد سے۔ اور اخلاق صوفیہ سے ہے جھگڑے ٹنٹے اور غصہ کو چھوڑنا مگر
حق کے ساتھ ہو اور نرمی اور بردباری پر بھروسہ کرنا اور یہ اسواسطے ہے کہ نفوس
اچھلتے کودتے ہیں اور جھگڑالو لوگوں میں ظاہر ہوتا ہے اور صوفی نے اپنے یار کے
نفس کو ظہور کرتے ہوئے دیکھا تو اسکا مقابلہ قلب کے ساتھ کرتا ہے اور جب نفس قلب
سے مقابل کیا گیا تو وحشت جاتی رہتی ہے اور فتنہ منطفی ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے نبی
کے لیے فرماتا ہے۔ ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ
ولی حمیم یعنی جواب میں تو اسے بہت اچھی بات کہہ پھر اچانک وہ شخص کہ تیرے اور
اسکے درمیان عداوت ہے ایسا ہو جائیگا کہ گویا بڑا گہرا یار ہے۔ اور مراء یعنی ستیزہ
اور جدل نہیں نکالا جاتا مگر ان نفوس زکیہ پاکیزہ سے کہ کینہ ان سے نکل گیا اور

نفوس مین وجود کینہ ستیزہ باطل ہی اور جب باطن سے ستیزہ جاتا رہا تو ظاہر سے بھی
جاتا رہا اور کبھو کینہ نفس مین اُس شخص سے ہوتا ہی جو اُسکے مماثل اور مشاکل باہمی
حسد کے باعث ہوتا ہی اور جو شخص کہ نفس کی گدازش مین زہد کی آتش سے دنیا
مین انتہا درجہ کو پہونچا کینہ اُسکے باطن سے مٹ جاتا ہی اور اُسمین حسد دنیوی حظوظ
فانیہ مین جاہ و مال سے باقی نہین رہتا - اللہ تعالی نے متقین اہل جنت کے وصف
مین فرمایا ہی ونزعنا ما فی صدورہم من غل یعنی ہم نے دور کر دیا جو کچھ کہ کینہ سے
اُنکے سینون مین تھا - ابو حفص کا قول ہی کہ کینہ کسطرح باقی رہ سکتا ہی اُن قلوب
مین جنکو اللہ کے ساتھ ایتلاف ہی اور جو اُسکی محبت مین جمے ہوے ہین اور اُسکی
مودت پر ڈٹے ہوے ہین اور اُسکے ذکر مین اُنس پکڑے ہوے ہین اسواسطے کہ یہ
قلوب ہواجس نفسانی سے صاف اور طبائع کی تیرگی سے پاک ہین بلکہ نور یقین سے
سرمہ آلود ہین تو وہ باہم بھائی بھائی ہو گئے ہین پس ایسے اہل تصوف کے قلوب
اور اُن لوگون کے ہین جو ایک کلمہ پر مجتمع اور لگے ہوتے ہین اور شرائط طریق کا
التزام کیا ہی اور تحقیق کے ساتھ قیام پر جھکے ہوے ہین - اور آدمی دو مرد ہین
ایک وہ مرد ہی جو طالب اُن چیزون کا ہی جو اللہ تعالے کے پاس ہین اور جو چیزین
اللہ کے پاس ہین اُنکی طرف اپنے نفس اور دوسرے کی نفس کو جھکاتا اور بلاتا ہی پس
محقق صوفی کو ان مراتب کے ہوتے ہوے کیا حسد اور ستیزہ اور کینہ ہوگا
اسواسطے کہ یہ اُسکے ساتھ ایک طریق اور ایک جہت مین ہی اور اُسکا بھائی
اور اُسکا مددگار ہی اور مومنین دیوار بنیاد کی مثال ایک دوسرے کو قوت
اور استواری دیتے ہین اور ایک شخص ہی جو جاہ و مال اور ریاست ...

خلق کی نمایش پر مفتون ہی تو اسکے ساتھ صوفی کو کیا حسد ہو سکتا ہی اسواسطے کہ
اُسنے زہد اور بے رغبتی اُن چیزون مین کی ہی جنمین وہ راغب ہی پس شان
صوفی سے یہ ہی کہ ایسے شخص کی طرف رحمت اور شفقت کی نظر سے دیکھے جہان
کہین اُسے محبوب مفتون دیکھے پس اُسکے لیے کینہ پر نہ پیچ کھائے گا اور نہ کسی
چیز پر ظاہر مین اُس سے جھگڑے گا اسوجہ سے کہ وہ جانتا ہی کہ نفس اُسکا ظہور
کر رہا ہی جو کہ برائی کا حکم دینے والا لڑائی اور جھگڑے مین ہی۔ ابن عباس رضی اللہ
عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی فرمایا مت جھگڑا کر اپنے بھائی
سے اور نہ اُس سے ایسا وعدہ کر جسکے تو خلاف کرے اور حدیث مین ہی جسنے جھگڑا
اتنا چھوڑ دیا حالانکہ وہ باطل ہی اُسکے لیے جنت کے کنارہ ایک گھر بنایا جائیگا
اور جسنے جھگڑا ترک کیا حالانکہ وہ حق ہی تو اُسکے لیے بہشت کے وسط مین گھر
بنایا جائیگا اور جسکا خلق نیک ہو اُسکے لیے اور زیادہ بلندی پر مکان تیار ہوگا
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا ہی کہ جس شخص نے علم کو اسلیے حاصل کیا ہی تاکہ علما پر مباہات
اور افتخار کرے یا نادانون سے اُسکے ذریعے جھگڑے یا اُسکا یہ ارادہ ہو کہ
حضرات لوگ اُسکی طرف رجوع کرین اور واقف ہون اللہ تعالیٰ نے اُسکو دوزخ مین
داخل کریگا دیکھو کس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا وند
جدل کے مجادلہ کو دخول نار کا سبب گردانا ہی اور یہ اس سبب سے ہی کہ اُن کے
نفوس پر قہر و غلبہ کے طلب مین ظہور کرتے ہین۔ اور قہر و غلبہ شیطنت کی صفات
سے آدمی مین ہین۔ بعض صوفیہ کا قول ہی کہ خصومت اور ستیزہ کرنے والا

اپنے نفس مین جب کہ وہ جدال مین غور کرتا ہی یہ بات ٹھان لیتا ہی کہ کسی شی پر
قناعت نہ کرے اور جو قناعت نہ کرے مگر اس بات پر کہ وہ قناعت نہ کرے تو
قناعت کی طرف اُسکی راہ کیا ہی پس نفس صوفی نے اُسکی صفات بدل ڈالین
اور اُس سے صفت شیطانی اور درندگی زائل ہوگئی اور نرمی اور رفق اور سہولت
اور طمانیت سے مبدل ہو گئین۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی
ہی کہ آپ نے فرمایا قسم ہی اُسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہی کوئی بندہ مسلمان
نہین ہی جب تک کہ اُسکا قلب اور زبان سلیم نہو اور نہین کوئی مومن ہی جبتک
کہ اُسکا ہمسایہ امن مین اُسکے شر سے نہو۔ دیکھو کہا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے سلامت قلب وزبان کو شرط اسلام گردانا ہی اور نبی صلی اللہ علیہ و
سلم سے مروی ہی کہ ہر آئینہ آپ نے ایک قوم پر گذر کیا اور لوگ ایک پتھر
اُٹھا رہے تھے فرمایا کہ یہ کیا ہی لوگون نے کہا کہ وہ بھاری پتھر اُٹھا رہے ہین فرمایا
خبردار ہو مین اس سے بھاری چیز کی خبر دیتا ہون ایک آدمی تھا کہ اُسکے اور اُسکے
بھائی کے درمیان غضب تھا پس اُسکے شیطان اور اُسکے بھائی کے شیطان نے
غالب کیا پھر اُسنے آدمی سے کلام کیا۔ اور روایت ہی کہ ہر آئینہ ایک لڑکا ابی ذر کے
پاس آیا اور اُسکی بکری کا پاؤن توڑ ڈالا تھا ابو ذر نے کہا کہ اس بکری کا پاؤن
کس نے توڑ ڈالا تو کہا کہ مین نے کہا کیون تو نے یہ کام کیا کہا مین نے قصداً
یہ کام کیا کہا پھر کیون کہا مین تجھے غصہ دلاؤنگا تو مجھے تو مارے گا پس تو گنہگار
ہوگا اُسپر ابوذر نے کہا البتہ مین غصہ ہونگا جب تو مجھے غصہ سے بر انگیختہ
کرے گا پس اُسے آزاد کر دیا۔ اصمعی نے ایک اعرابی سے روایت کی ہی

کہا جب تیرے اوپر کوئی کام مشکل ہو کہ تو نہیں جانتا کہ اُن دونون مین سے کونسا
امر رشد کے ساتھ زیادہ ہے تو اُنمین سے جو تیری ہوا اور خواہش کے قریب تر ہو
اُسکی مخالفت کر اسواسطے کہ اکثر خطا اُسی کام مین ہوتی ہے جسمین ہوا کی متابعت ہو
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ تین منجیات ہین اور تین مہلکات ہین سو منجیات یہ ہین اللہ تعالے کا
خوف ظاہر و باطن مین اور رضامندی اور غصہ کے وقت حق کے ساتھ حکم
دینا اور مفلسی اور تونگری کے وقت میانہ روی - اور مہلکات یہ ہین شح مطاع
اور ہوی متبع اور آدمی کا غرور اپنے نفس کے ساتھ پس حق کے ساتھ حکم غضب
اور رضا کے وقت دینا نہین بن آتا مگر اُس شخص سے جو عالم ربانی اور حاکم اپنے
نفس پر ہے کہ اُسکو عقل حاضر اور قلب بیدار کے ساتھ پھیرے اور اللہ کی طرف باُمید
ثواب نظر کرے نقل ہے کہ صوفیہ اسلئے ہاتھ دھوتے اور اُسکو ترک
کرتے تھے بعض نے اُنمین سے کہا کہ اگر مین کلمہ خبیثہ سے ہاتھ دھوؤن تو یہ مجھے
زیادہ مرغوب ہے اس سے کہ خوش آئندہ کھانے سے ہاتھ دھوؤن - اور
عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ حدتین دو ہوتی ہین ایک
حدت تیری فرج سے اور ایک حدت تیرے غضب سے ... اور حلم کی گرہ کو
نہین کھولتا ہے مگر غصہ اور انصاف کی حدت دشمنی کی طرف جاتا اور حدت
خارج کرتا ہے پس غصہ سے قلب کا خون جوش کرتا ہے پس اگر غصہ اس شخص پر
ہو جو اس سے اوپر ہو ان لوگون مین سے جسپر غصہ چلانے سے عاجز ہے تو
خون باہر کی جلد سے جاتا ہے اور قلب مین جمع ہوتا ہے اور اس سے غم اور حزن

اور اندوہ پنہانی پیدا ہوتا ہی اور صوفی ایسی بات پر ملتفت نہین ہوتا اسواسطے
کہ وہ حوادث اور اعراض کو اللہ تعالیٰ سے دیکھتا اور اعتقاد کرتا ہی اسواسطے
وہ غم و اندوہ مین نہین پڑتا اور صوفی صاحب رضا صاحب روح و ذائقہ ہی اور
حضرت نبی علیہ السلام نے خبر دی ہی کہ ہم اور حزن غلک اور غضب کے اندر ہین
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال بابت غم اور غضب کے کیا گیا
کہا دونون کا نکاس ایک جگہ سے ہی اور لفظ مختلف ہین پس جسنے نزاع اوس
شخص سے کی جسپر وہ قوت رکھتا ہی وہ غضب کو ظاہر کرتا ہی اور جو ایسے شخص سے
نزاع کرے جسپر وہ قابو نہین رکھتا اُسکو حزن کے ساتھ پوشیدہ کرتا ہی اور
حزن بھی غضب ہی مگر استعمال اُسوقت کیا جاتا ہی کہ اُسپر کوئی غضب اور ضبط کرے
اور اگر غضب ایسے شخص پر ہو جو اُسکے برابر کا ہو کہ اُس سے انتقام لینے مین تردد
کرے تو قلب کا خون انقباض اور انبساط مین آتا جاتا ہی اور غل و حقد اسی سے
پیدا ہوتا ہی اور قلب صوفی مین ایسی چیز نہین رہتی حق سبحانہ و تعالیٰ نے
فرمایا ہی اور نکال ڈالا ہم نے کینہ جو کچھ اُنکے سینون مین تھا۔ اور صوفی کے
صلاحیت قلب اور حال عداوت و کینہ کے گرد و غبار کو باہر پھینکتا ہی جس طرح
سمندر اس سبب سے کہ نفس و طبیعت کی لہرین متلاطم ہین اور اگر غضب ایسے
شخص پر ہی جو اُس سے کم درجہ کا ہی کہ انتقام اُس سے لے سکتا ہی تو خون
دل جوش کرتا ہی اور قلب جب اُسکا خون جوش کرتا ہی تو وہ سرخ [illegible]
و صلب ہو جاتا ہی اور نرمی اور سپیدی اُس سے [illegible] باقی ہی [illegible]
سبب دونون رخسارہ سرخ ہو جاتے ہین [illegible]

اور غلبہ جاتا اور اس سے رگین پھول گئین تو اسکا عکس رخسارہ پر ظاہر ہوگیا اور
اسوقت ماربیٹ اور گالی گفتار کے ساتھ حد سے تجاوز کرتا ہی اور یہ بات صوفی مین
نہین ہوتی مگر اسوقت کہ آبروریزی اور غصہ اللہ تعالے کے واسطے ہو ورنہ دوسری
صورتون مین تو صوفی غصہ کے وقت اللہ تعالی کی طرف نظر کرتا ہی پھر اسکا
تقوی اُسے برانگیختہ اسپر کرتا ہی کہ اُسکی حرکت اور قول کو میزان شرع وعدل
مین وزن کرے اور نفس پر تہمت اسکی لگائے کہ قضاء الٰہی پر راضی نہین ہی بعض
صوفیہ سے سوال کیا گیا ہی کہ آدمیون سے کونسا شخص زیادہ نفس پر قہر کرنے والا
ہی جواب دیا کہ جو تقدیر [illegible] پر زیادہ راضی ہو اور صوفیہ سے بعضون نے کہا ہی
کہ صبح مجھے ہوئی حالانکہ میرے لیے کوئی خوشی کی چیز نہین مگر قضاے منازعات
کے مواقع ہین سو جب صوفی نے نفس کو متہم کیا جب کہ وہ غصہ مین بھرا
ہوا ہی تو اسکا تدارک علم نے کیا اور جسوقت علم کا نیزہ جمکا قلب قوی اور
نفس ساکن ہوگیا اور قلب کا خون اپنے مقام اور مقر کی طرف واپس آگیا اور
حال معتدل ہوا اور رخسارہ کی سرخی جذب ہوگئی اور علم کی فضیلت ظاہر ہوئی
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ روش نیک اور درستی
میانہ روی نبوت کے چوبیس جزون مین سے ایک جزو ہی - اور جاریہ بن قدامہ
نے روایت کی ہی کہ کہا مین نے یا رسول اللہ مجھے وصیت کرو اور وہ قلیل ہو کہ
تا مین مجھے یاد رہے آپ نے فرمایا غصہ مت کر پھر اس کا آپ نے اعادہ کیا
اور فرماتے تھے کہ لا تغضب - اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر آئینہ غضب
دوزخ کی ایک چنگاری ہی کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ دونو آنکھین اسکی سرخ

ہو جاتی ہین اور رگین اُسکی پھول اُٹھتی ہین پھر جسکو تم مین سے غصہ آوے تو اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور جو بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیخ بن عبد العقس کو کہ ہر آئینہ تیرے اندر دو خصلتین ایسی ہین کہ اللہ تعالےٰ اُنکو دوست رکھتا ہی حلم اور درنگ اور اخلاق صوفیہ سے ہی کہ تودد اور موالفت اور موافقت بھائیون سے کرے اور مخالفت کو چھوڑ دے اللہ تعالےٰ نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف مین فرمایا ہی اشداء علی الکفار رحماء بینہم یعنی وہ صحابہ کفار پر سخت اور شدید ہین اور باہم ایک دوسرے پر مہربان ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہی لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبہم ولکن اللہ الف بینہم یعنی اگر تو وہ سب کچھ خرچ کرڈالتا جو زمین مین ہی تو بھی اُنکے دلون کو ملا نہ سکتا مگر یہ کہ اللہ تعالی نے آنکی باہم الفت اور پیوند دے دیا۔ اور تودد اور تالف ارواح کے ایتلاف سے حاصل ہوتا ہی جیسا کہ اُس حدیث مین وارد ہوا ہی جو ہم کہہ چکے ہین سو جنکے باہم تعارف ہوگیا اُنکے آپس مین الفت ہو گئی اللہ تعالی نے فرمایا ہی فاصبحتم بنعمتہ اخوانا یعنی پس اُسکی نعمت کی وجہ سے تم آپس مین بھائی ہو گئے اور حق سبحانہ وتعالی نے فرمایا ہی - واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا یعنی اللہ تعالی کے عہد وپیمان کو اکٹھے ہو کر مضبوط پکڑو اور متفرق مت ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی المومن الف مالوف ولا خیر فیمن لا یالف ولا یولف یعنی مومن الفت کرنے والا ہی اور مالوف ہی اور جو کوئی الفت نہ کرے نہ مالوف ہو اُسمین بھلائی نہین ہی اور آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مومنون کے مثل جب وہ دونون ملاقات کرین
دو ہاتھ کے مثل ہی کہ اُن دونون مین سے ایک دوسرے کو دھوتا ہی اور دو مومن
آپس مین کبھی نہین ملتے مگر یہ کہ اُن دونون مین سے ایک دوسرے سے
بھلائی حاصل کرتا ہی - اور ابو ادریس خولانی نے معاذ سے کہا کہ مین تجھے فی اللہ
دوست رکھتا ہون تو کہا خوش ہو اور پھر خوش ہو اسواسطے کہ مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی کہ آپ فرماتے تھے آدمیون
کے ایک گروہ کے واسطے عرش کے اردگرد قیامت کے روز کرسیان
رکھی جائینگی جن کے چہرے چودھوین رات کے چاند کے مثل ہونگے لوگ
گھبراتے ہونگے اور وہ نہین گھبرائینگے اور وہ اولیاء اللہ ہین کہ نہ اُنپر خوف
ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے لوگون نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ
ہین آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ فی اللہ محبت کرنے والے ہین اور بعضون نے
کہا ہی کہ اگر آدمی باہم محبت رکھتے اور محبت کے اسباب ایک دوسرے
کو دیتے تو اُسکے باعث عدالت سے مستغنی ہوتے اور کہا گیا ہی کہ عدالت
خلیفہ محبت کا ہی جو مستعمل اُس مقام مین ہوتی ہی جہان محبت نہین پائی جاتی
اور بعض کا قول ہی کہ طاعت محبت کے خوف کی طاعت سے افضل ہی اسواسطے
کہ محبت کی طاعت اندر سے ہی اور خوف کی طاعت باہر سے ہی اور اسی
وجہ سے حضرات صوفیہ کی محبت بعض سے موثر بعض مین ہی اسواسطے
کہ ہر گاہ اُنھون نے فی اللہ باہم محبت کی تو محاسن اخلاق سے اُنھون
نے باہم نصیحت کی اور اُن کے درمیان محبت کے سبب قبول ظاہر ہوا

پس اس سبب سے مرید شیخ سے اور بھائی بھائی سے نفع اٹھاتا ہے اور اسی واسطے
اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ مساجد میں ہر روز سب آدمی پانچ وقت جمع ہوں
جتنے ایک کھاتے اور ایک محلہ میں ہوں اور جامع مسجد میں ہفتہ کے اندر
ایکبار جتنے ایک شہر کے رہنے والے ہوں اور نواح شہر کے جتنے رہنے والے
ہوں وہ عیدین میں ایک سال کے اندر دو دفعہ جمع ہوں اور متفرق شہروں
کے باشندہ اطراف عمر بھر میں ایکبار حج کے لیے جمع ہوں۔ یہ سب کچھ کامل
حکمتوں کے باعث ہے جسمیں سے ایک تاکید مومنوں کی الفت اور مودت کی ہے
اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مومن مومن کے لیے دیوار کے مثال ہے
کہ ایک دوسرے کو مضبوطی دیتی ہے۔ نعمان بن بشیر نے کہا سنا میں نے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ ہو کہ مومنین کی مثل محبت اور مودت باہمی
میں مثل بدن کے ہے جب ایک عضو بیمار رہتا ہو تو اور سب اعضا اسکے ساتھ
بیخوابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور الفت اور محبت اسباب صحت کی
موکد ہے اور بھائیوں کی صحبت ضرور موثر ہے اور ہر آئینہ کہا گیا ہے کہ بھائیوں کی ملاقات
بار و ساری ہے اور اسمیں شک نہیں ہے کہ باطن باردار ہوتے ہیں اور بعضے بعض سے
قوت حاصل کرتے ہیں بلکہ اہل صلاح کی طرف صرف دیکھنا اثر صلاح دیتا ہے اور
صورتوں میں نظر کرنا اخلاق پر ڈالتا ہے جو مناسبت اس شخص سے کے ساتھ
رکھتے ہیں جسکو کہ دیکھتا ہے جس طرح سے کہ ہمیشہ محزون کی طرف دیکھنے سے
حزن حاصل ہوتا ہے اور مسرور کی طرف ہمیشہ دیکھنے سے مسرت حاصل ہوتی ہے
اور ہر آئینہ کہا گیا ہے کہ من لا ینفعک لحظہ لا ینفعک لفظہ یعنے جو شخص

کہ اُسکا دیکھنا تجھے فائدہ نہ دے اُسکی بات تجھے فائدہ نہ دیگی اور شتر وحشی شتر رام
کی مقارنت سے رام ہوجاتا ہی پس مقارنت کی تاثیر حیوانات مین اور نباتات اور
جمادات مین ہوتی ہی اور آب وہوا دونون فاسد ہوجاتی ہین مردار کی مقارنت سے
اور کھیتی باڑی طرح طرح کے لوگون سے جو زمین مین ہین پاک صاف ہوتے ہین
اور گھاس پھوس زمین کی مقارنت سے ہوتی ہی اور ہرگاہ کہ ان چیزون مین مقارنت
موثر ہی تو نفوس شریف بشری مین زیادہ تاثیر مقارنت کرے گی اور انسان کا نام
انسان اسی واسطے رکھا گیا کہ وہ مانوس ہر ایک چیز سے ہوجاتا ہی جسکو وہ دیکھتا ہی
خواہ وہ چیز بھلی ہو یا بُری ہو۔ اور الفت اور مودت ترقی اور زیادتی کو جاذب ہی
اور عزلت و وحدت جسکی تعریف کی جاتی ہی سو وہ بہ نسبت ارذل آدمی اور اہل شہر
کے ہی اور جو اہل علم وصفا و وفا اور اخلاق حمیدہ کے ہین اُنکی مقارنت مغتنم
ہوتی ہی اور اُنکے ساتھ انس حاصل کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس کرنا ہی جسطرح
کہ اُنکی محبت اللہ کی محبت ہی اور اُنکے ساتھ جمع کرنے والا رابط حق ہی اور اُنکے
غیر کے ساتھ رابطہ طبیعت کا ہی تو صوفی غیر جنس کے ساتھ موجود مباین ہی اور
جنس کے ساتھ موجود معاین ہی اور مومن آئینہ مومن کا ہی جب اپنے بھائی کی طرف
دیکھتا ہی تو اُسکے اقوال اور اعمال اور احوال کے اُس طرف تجلیات الٰہی کی جانب
جھانکتا ہی اور تعریفات وتلویحات جو خدا کریم کی طرف سے ہین مخفی ہین کہ اغیار
سے غائب ہین اور اُنکو اہل انوار ادراک کرتے ہین اور اخلاق صوفیہ سے محسن کا
شکر احسان پر کرنا ہی اور اُسکے لیے دعا ہی اور یہ فعل اُنکی طرف سے باوجود کہ
اُنکو کمال توکل اور اعتماد اپنے پروردگار پر ہی اور اُنکی توحید صافی ہی اور

اعتبار سے اُنھون نے قطع نظر کی ہی اور نعمتون کو منعم جبار سے دیکھتے ہین اسواسطے
کہ اسمین اقتدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی بنا بر اُس حدیث کے جو
وارد ہوئی ہی کہ ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا
کہ کوئی نہین ہی آدمیون سے زیادہ تر احسان کرنے والا میرے اوپر صحبت
اور مال خرچ کرنے مین بیٹے ابو قحافہ یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ
سے اور اگر مین دوست خلیل قبول کرنے والا ہوتا تو ابو بکر کو قبول کرتا اور
فرمایا کہ کسی مال نے مجھے نفع نہین دیا جتنا کہ ابو بکر کے مال نے دیا پس خلق بخل اور
عطا کے خلق کے سبب اللہ تعالی سے محجوب ہو گئے سو صوفی پہلے
ہی خلق سے فانی ہوجاتا ہی اور سب اشیا اللہ کی طرف سے دیکھتا ہی اس
طرح کہ توحید اُسکے ناصیہ سے نکلتی ہی اور اُس پردہ کو چاک کردیا جو خلق کو توحید
خالص سے روکتا ہی اور خلق کے لیے وہ ثابت نہین کرتا نہ بخل کو اور نہ عطا کو
اور اسکو حق حجاب خلق کا ہوجاتا ہی اور جب کہ وہ توحید کے اونچے کنگورہ پہ
چڑھا تو شکر حق کے بعد شکر خلق کرتا ہی اور اُنکا وجود منع اور عطا مین ثابت
کرتا ہی بعد ازان کہ وہ مسبب کو اول دیکھ لیتا ہی اور یہ اُسکے علم کی وسعت
اور معرفت کی قوت کے سبب وسائط کو ثابت کرتا ہی۔ پس اُسکے لیے
خلق حجاب حق نہین ہی جیسے کہ عام مسلمانون کو ہی اور نہ اُسکے لیے حق حجاب
خلق ہی جیسے مرید ارباب ارادت اور مبتدی ہوتے ہین۔ سو اُسکا شکر
حق تعالے کے واسطے ہی اسواسطے کہ وہ نعمت دینے والا اور عطا کرنیوالا
اور مسبب ہی اور شکر خلق کا اسواسطے کرتا ہی کہ وہ واسطہ اور سبب

ہین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی پہلے پہل جو بہشت کی طرف
بلایا جائیگا وہ لوگ حمادون ہین۔ جو اللہ تعالے کی حمد نفع اور نقصان مین
کرتے ہین اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو شخص چھینکا یا ڈکاری اور
اُسنے کہا الحمد للہ علی کل حال تو اللہ تعالے اُس سے ستر بیماریان دور کرتا ہی کہ
جنمین سے ادنی بیماری جذام ہی۔ اور جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے روایت
کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی ما من عبد نعم علیہ بنعمۃ
فحمد اللہ الا کان الحمد افضل منہا یعنی نہین ہی کوئی بندہ جسکو ایک نعمت عطا
کی گئی اور اُسنے حمد الٰہی ادا کی مگر یہ کہ حمد اُس کی افضل اُس سے ہوگی پس
قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ کان الحمد افضل منہا اس بات کا احتمال
رکھتا ہی کہ اللہ تعالی اُس سے راضی شکر کے سبب ہوا اور احتمال ہی کہ حمد
نعمت مین افضل اُس سے ہی پس نعمت حمد کی افضل اُس نعمت سے ہوگی جسپر
اُسنے حمد کی پھر جب کہ اُنھون نے منعم اول یعنی حق تعالی کا شکر کیا تو جو کوئی آدمیون
سے واسطہ منعم کا ہو اُسکا شکر کرتے ہین اور اُسکے لیے دعا کرتے ہین انس
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول علیہ الصلوۃ والسلام نے جب کبھی قوم کے پاس
روزہ افطار کیا تو فرمایا روزہ دارون نے تمھارے یہان روزہ کھولا اور ابرار نے
تمھارا کھانا کھایا اور تمھارے اوپر سکینہ و رحمت نازل ہوئی۔ حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس
کسی نے اپنے بھائی سے کہا جزاک اللہ خیرا تو ہر آئینہ اُسنے تعریف اور ثنا پوری
کی۔ اور اخلاق صوفیہ سے بھائیون اور مسلمانون کے گروہ کے لیے ترجمہ کا

بذل اور خرچ کرنا ہی پس جب ایک شخص کثیر العلم اور نفس کے عیوب اور آفات و
شہوات کا بصیر اور بینا ہو تو چاہیے کہ حاجات اہل اسلام کے روا کرنے کی طرف متوجہ
ہو بذل جاہ سے اور اصلاح ذات البین یعنی صلح مصالحہ کی مدد دینے مین مصروف
ہو اور اس معاملہ مین زیادہ علم کی حاجت ہی اسواسطے کہ وہ ایسے امور ہین جو خلق
کے متعلق ہین اور اُنکے میل جول اور باہم صحبت داری سے علاقہ رکھتے ہین
اور نہین سزاوار ہی الا صوفی کے لیے جو کامل الحال اور عالم ربانی ہو زید بن اسلم
سے روایت ہی کہ ہر آئینہ فرمایا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک نبی
انبیا مین سے تھے کہ بادشاہ کی رکاب پکڑ اُسکی موالفت اس ذریعہ سے حاجات
خلق کے واسطے کیا کرتے تھے۔ اور عطار نے کہا ہی کہ ایک شخص اگر برسون ریا
اور نمائش کرے اور ایک مرتبہ اور جاہ پائے جسمین مومن زندگی بسر کرے تو وہ
اتم اور اکمل ہی اس سے کہ وہ اپنے نفس کی نجات کے لیے خالص عمل کرے
اور یہ ایک باریک مسئلہ ہی جس سے یہین جاہل لوگ فتنہ سے نہین ہوتے
جو دعویدار ہوتے ہین اور یہ امر نہین سزاوار ہی مگر ایک ایسے بندہ کے لیے
جسکو اللہ تعالی نے اُسکے باطن سے آگاہ کیا ہی تو اس سے معلوم ہوتا ہی کہ
اُسے کسی طرح کی رغبت کسی شی کی طرف جاہ و مال سے نہین ہی اور بالفرض اگر
بادشاہ روے زمین کے اُسکی خدمت مین کھڑے ہین تو وہ حد سے تجاوز نکرے
اور نہ وہ تکبر کرے اور اگر کسی تشدان کی طرف جائے جو کہ جلتا اور بھڑکتا ہو تو
اُسکا نفس صاف انکار اس حالت سے نکرے اور یہ امر نہین شائستہ
ہی مگر ایک ذو شخص کے لیے خلائق سے اور چند فرد کے لیے جو صادقین

سے ہون کہ اپنے ارادون اور اختیارات سے الگ ہوگئے ہین اور اُنکو اللہ تعالے
کشف کر دیتا ہی جو کچھ مراد اُسکی اُن لوگون سے ہی سو وہ اشیا مین اللہ تعالے کی
مراد سے داخل ہوتے اور در آتے ہین پھر جسوقت کہ اُنکو معلوم ہو کہ حق تعالے
اُنسے چاہتا ہی کہ وہ لوگ میل جول کرین اور قدر و منزلت بخشین تو اُس مین
در آتے ہین اسطرح پر کہ صفات نفس غائب ہوتے ہین اور یہ قوین مرگئین پھر
جبکہ اُنھین صدق فنا کے مقام کو اُنھون نے مستحکم کیا پھر اُسکے بعد بقا کے مقام پر
چڑھین تو اُنکے لیے ہر ایک در آمد بر آمد کے مقام مین ایک دلیل ہی اور بیان
ہی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذن اور فرمان ہی اور وہ اپنے پروردگار کی طرف
سے بصیرت پر ہین کہ اُنمین صاحب دل کے لیے کسی طرح کا شک نہین ہی
آسے مکاشفہ ہی صریح مراد کا جو مخفی خطاب مین ہی اور وہ اشیا سے حقیقۃً اپنا
وقت لیتا ہی اور اشیا نے اُسکے وقت سے کچھ حاصل نہین کیا اور کسیی طرف
مین اطراف سے نہین ہوتا الا ایک شخص واحد جو اس حال کے ساتھ متحقق ہو
ابو عثمان حیری نے کہا ہی کہ مرد کامل نہین ہوتا جب تلک کہ اُسکا دل چار
چیز یعنی منع اور عطا اور عزت اور ذلت مین مساوی ہو اور اس صفت کا آدمی جو ہو
اُسکے لیے زیبا ہی کہ بذل جاہ کرے اور اُن چیزون مین داخل ہو جنکا ہم نے
ذکر کیا ہی۔ اور سہل ابن عبد اللہ نے کہا ہی کہ انسان ریاست کا مستحق نہین
ہوتا جبتک کہ اُسمین تین خصلت نہون اپنے جہل کو لوگون سے پھیرے اور
لوگون کا جہل اُٹھائے اور جو کچھ اُنکے تصرف مین ہی اُسکو ترک کرے اور جو
کچھ اُسکے قبضہ مین ہی اُنکے لیے خرچ کرے اور یہ ریاست اُس پاسبانی

درآئی ہی جسمین کہ اُسنے زہد کیا ہی اور زہد کا اُسمین تعین بضرورت اُسکے صدق اور سلوک کے ہی اور ہر آئینہ یہ ایک ایسی ریاست ہی جسکو حق تعالیٰ نے قائم کیا ہی تاکہ اُسکے خلائق کی اصلاح ہو سو وہ اس ریاست مین اللہ کے ساتھ قائم اُسکے حق واجب کے ساتھ ہوتا ہی اور اُس نعمت ریاست کے شکر کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادا کرتا ہی

اکتیسوان باب ادب اور مکان ادب کے بیان مین ہی جو تصوف سے ہی

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ ہر آئینہ فرمایا ہی آپنے کہ میرے پروردگار نے مجھے ادب دیا ہی پھر اچھی طرح سے میری تادیب فرمائی تو ادب ظاہر اور باطن کی تہذیب اور آراستگی ہی پھر جب کہ بندہ کا ظاہر اور باطن آراستہ اور پیراستہ ہو گیا تو وہ صوفی اور ادیب ہو گیا اور دسترخوان کا نام مادبہ اسواسطے رکھا گیا کہ وہ بہت سی اشیا پر مشتمل ہی اور بندہ مین ادب کامل نہین ہوتا مگر کمال مکارم اخلاق سے اور مکارم اخلاق بالکل تحسین اور تہذیب خلق سے ہی سو خلق صورت انسان ہی اور خلق اُسکے معنی ہین پس بعضون نے اُنہین سے کہا کہ خلق مین تغیر کی راہ نہین ہی جیسے خلق مین نہین ہی اور شک نہین کہ وارد ہوا ہی۔ فرغ ربکم من الخلق والخلق والرزق والاجل یعنی فارغ تمہارا پروردگار ہو اخلق سے اور خلق سے اور رزق سے اور اجل سے اور یہ بھی فرمایا ہی کہ لا تبدیل لخلق اللہ یعنی اللہ کے خلق کے لیے تبدیل نہین ہی اور صحیح تر یہ ہی کہ اخلاق کی تبدیل برخلاف خلق کے ممکن ہی جیسے قدرت اور اختیار ہی اور ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہی کہ

آپ نے فرمایا ہی اپنے اخلاق کی تم تہذیب اور تحسین کرو اور یہ اسواسطے ہی کہ اللہ تعالی
نے انسان کو پیدا اور اُسکو صلاح اور فساد کے قبول کرنیکے لیے مہیا اور مستعد
کیا اور اُنکو ادب اور مکارم الاخلاق کے واسطے لائق اور اہل کیا ہی اور اُنمین
اہلیت کا وجود ہی جسطرح کہ چقماق مین آگ اور گٹھلی مین کھجور موجود ہی پھر
اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے انسان کو الہام سے مشرف کیا اور اپنی اصلاح
پر قادر تربیت سے گردانا حتی کہ گٹھلی کھجور کا درخت ہو جاوے اور چقماق کو استعمال
اور رگڑ سے حتی کہ اُسمین سے آگ نکلے اور جسطرح انسان کے نفس مین بحالت
صلاح اور فساد کے خیر کی صلاحیت رکھی ہی اسی طرح اُسمین شر کی صلاحیت
رکھی ہی چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالے نے فرمایا ونفس وما سوٰىها فالهمها فجورها وتقوٰىها
یعنی قسم نفس کی اور جیسا اُسے ٹھیک بنایا پھر سمجھ دی اُسکو ڈھٹائی کی
اور بچ چلنے کی - تو اُسکا ٹھیک بنانا اسی مین ہی کہ ان دونون چیزون کی
اُسمین صلاحیت ہو پھر فرمایا اُسنے بڑی اُسکی شان ہی قد افلح من زكٰىها و
قد خاب من دسٰىها یعنی مراد کو پہونچا جسنے اُسے سنوارا اور نامراد ہوا جسنے
اُسے خاک مین ملایا پھر جب کہ نفس پاک ہوگیا تو عقل کے ساتھ عاقبت اندیشی کی
اور اُسکے احوال ظاہری و باطنی مستقیم اور ٹھیک ہوگئے اور اخلاق آراستہ
اور درست اور آداب پیدا ہوے پس ادب فعل مین لانا اُن چیزون کا ہی جو قوت
مین ہی اور یہ اُس شخص کی خاطر ہی جسمین سجیہ نیک کی ترکیب دی گئی ہی اور سجیہ
فعل حق کا ہی کہ اُسکے پیدا کرنے پر بشر کو قدرت نہین ہی جسطرح کہ چقماق
سے آگ کی پیدائش ہوتی ہی اسواسطے کہ وہ صرف اللہ تعالے کا فعل ہی

اور اُسکا نکالنا آدمی کے کسب اور طلب و کردار ہی مین ہی اسی طرح ادب کا تتمہ عادات اور سجایاے صالحہ اور عطیات الٰہیہ ہین - اور ہرگاہ اللہ تعالیٰ نے صوفیہ کے باطنون کو اُن عادات اور سجایا کی تکمیل کے لیے مستعد اور مہیا کیا ہی جو اُنہین ہین تو اُنھون نے حسن عادات اور ریاضت کے ساتھ اُن چیزون کے نکالنے اور اُبھارنے مین جو اللہ تعالیٰ کی پیدائش سے نفوس مین مرکوز اور دفینے ہین بہت پیوستگی کی - اور وہ مہذب اور مودب ہو گئے اور بعض آدمیون کے حق مین آداب بدون زیادہ مشق اور ریاضت کے حاصل ہوتے ہین اُس شی کی [illegible] سے جو اللہ تعالیٰ نے اُنکی طینت اور سرشت مین رکھدی ہی جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی ادب دیا مجھے میرے رب نے سو اچھا کیا ادب دینا میرا - اور بعضے آدمیون مین وہ ہی جنکو زیادہ مشق اور مزاولت کی حاجت ہوتی ہی اس سبب سے کہ سرشت مین اصل قوی اُنکے ناقص ہین تو اسوجہ سے مریدون کو صحبت مشایخ کی حاجت ہوئی تاکہ صحبت اور آموزش سے اُن چیزون کے اُبھارنے مین مدد حاصل ہو جو اُنکی طبیعت مین ہین - اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی بچاؤ اپنی جانون کو اور اپنے گھر والون کو دوزخ سے - ابن عباس نے کہا کہ اُنکو فقہ سکھلاؤ اور اُن کو تم ادب دو اور دوسری لفظ مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ادب مجھے رب میرے نے دیا سو بہتر ہوا ادب دینا میرا پھر مجھے حکم بزرگ اخلاق کے ساتھ کیا اور فرمایا خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاهلین یعنی تو بخشش کو اختیار کر اور حکم کر ساتھ نیک کام کے اور جاہلون سے منھ پھیرلے - یوسف بن الحسین نے کہا ادب سے علم سمجھ مین آتا ہی اور علم سے عمل صحیح ہوتا ہی

ور عمل سے حکمت ملتی ہے اور حکمت سے زہد قائم کیا جاتا ہے اور زہد سے دنیا متروک
ہوتی ہے اور دنیا کے ترک سے آخرت کی رغبت حاصل ہوتی ہے اور آخرت مین رغبت
ہونے سے اللہ تعالی کے نزدیک رتبہ حاصل ہوتا ہے۔ منقول ہے کہ جب ابو حفص عراق
مین وارد ہوے جنید اُنکے پاس آئے اور اصحاب ابی حفص کو دیکھا جو سیدھے
کھڑے تھے اور وہ اُسکے امر کی تعمیل اس طرح کرتے تھے کہ اُنمین سے کوئی خطا نہین
کرتا تھا تب جنید نے کہا اے ابا حفص تو نے اپنے اصحاب کو ایسا ادب دیا ہے جیسے
بادشاہون کا ہوتا ہے تو کہا نہین اے ابا القاسم مگر حسن ادب ظاہر کا عنوان
باطن کے ادب کا ہے۔ ابو الحسین نوری نے کہا اللہ کے واسطے اُسکے بندہ مین
کوئی مقام نہین نہ کوئی حال ہے اور نہ کوئی معرفت ہے جسکے ساتھ آداب شریعت
ساقط ہو جائین اور آداب شریعت علیہ ظاہر ہے اور اللہ تعالی جوارح کا بیکار
ہونا اس بات سے نہین جائز رکھتا کہ وہ محاسن آداب سے محلی اور آراستہ
ہون۔ عبد اللہ بن مبارک کا قول ہے کہ خدمت کا ادب خدمت سے بزرگ تر ہے
ابی عبید القاسم بن سلام سے منقول ہے کہا مین مکہ مین داخل ہوا اور اکثر اوقات
مین کعبہ کے مقابل بیٹھا کرتا تھا اور اکثر اوقات مین لیٹ رہتا اور اپنے پاؤن
پھیلا دیتا تو عائشہ مکیہ آئین اور کہا اے ابا عبید مشہور ہے کہ تو علما سے ہے مجھسے
ایک کلمہ قبول کر مت بیٹھ اُسکے پاس مگر ادب سے وگرنہ دیوان قرب سے تیرا نام
مٹ جائیگا۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ وہ عارفہ تھی۔ اور ابن عطار نے کہا ہے کہ نفس
سے ادبی پہ مجبول اور مخلوق ہے اور بندہ ادب کی ملازمت اور ہمراہی پر مامور ہے اور
نفس اپنی جبلت اور سرشت کے ساتھ مخالفت کے میدان مین چلتا ہے

اور بندہ اُسی حسن مطابقت کی طرف کوشش کرکے پھیرتا ہی پس جس شخص نے کوشش سے منھ پھیرا تو ہر آئینہ نفس کی باگ اُسنے چھوڑدی اور رعایت اور نگہداشت سے غفلت کی اور جسوقت کہ اعانت کی تو یہ اُسکا شریک ہوا۔ اور جنید کا قول ہی کہ جسنے اپنے نفس کی ہوا مین اعانت کی ہر آئینہ اپنے نفس کے قتل مین شریک ہوا اسواسطے کہ عبودیت ملازمت ادب اور طغیان سوء ادب ہی۔ اور جابر بن سمرہ سے روایت ہی کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنی اولاد کو ادب دینا آدمی کے لیئے اس سے بہتر ہی کہ وہ صدقہ صاع کے ساتھ دے۔ اُسی نے یہ بھی روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ کسی باپ نے اپنی اولاد کو ایسی بخشش نہین کی جو نیک ادب سے بہتر اور افضل ہو اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی اولاد کا حق باپ پر یہ ہی کہ اُسکا نام اچھا رکھے اور اچھی طرح اُسے رکھے اور ادب اسکو اچھا کرے اور ابو علی دقاق کا قول ہی کہ بندہ اپنی طاعت سے جنت کو پہونچتا ہی اور اپنی طاعت مین ادب سے اللہ تعالی کو پہونچتا ہی ابو القاسم قشیری رحمہ اللہ نے کہا کہ اُستاد ابو علی کسی چیز سے تکیہ لگا کر نہین بیٹھتا تھا ایک روز ایک مجلس مین وہ تھا مین نے ارادہ کیا کہ اُسکی پیٹھ کے پیچھے تکیہ رکھدوں اسواسطے کہ مین نے بے سہارے اُسے دیکھا تو وہ تکیہ سے کسی قدر ایک طرف کو پھر بیٹھا مجھے وہم ہوا کہ وہ تکیہ سے بچا اسواسطے کہ اُسکے پاس خرقہ یا مصلا نہ تھا تو آپ نے کہا کہ سہارا لگانا مین نہین چاہتا پھر مین نے اُسکے بعد غور کیا اور جانا کہ وہ ہمیشہ کسی چیز کا کبھی سہارا لگا کے نہین بیٹھتا اور

جلالی بصری نے کہا کہ توحید موجب ایمان ہی تو جسکو ایمان نہین توحید نہین اور ایمان
موجب شریعت ہو تو جسکو شریعت نہین اُسے ایمان نہین ہو اور نہ توحید ہی اور شریعت
موجب ادب ہی تو جسکو ادب نہین اُسے نہ شریعت ہی نہ ایمان ہی اور نہ توحید
ہی - اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ ادب کو ظاہر اور باطن مین ساتھ رکھو پس کوئی
ادب ظاہر مین نہین بگڑا مگر یہ کہ وہ ظاہر اشکنجہ مین کھینچا گیا اور نہ کوئی ادب
باطن جاتا رہا مگر یہ کہ باطن مین اُسکو عقوبت کی گئی - بعضے صوفیہ نے کہا جو دقاق
کا غلام تھا کہ مین نے ایک امرد لڑکے کی طرف نظر کی تو دقاق نے میری طرف
دیکھا اور مین اُسکی طرف دیکھ رہا تھا تو کہا ضرور تو اُسکے سبب اندوہ مین پڑیگا
اگرچہ برسون بعد ہو - کہا بیس برس بعد مین اندوہ و رنج مین پڑا کہ مین قرآن
بھول گیا - اور سری نے کہا کہ مین نے ایک رات کو راتون مین سے اپنا
وظیفہ پڑھا اور پاؤن اپنا محراب مین پھیلایا تو مجھے آواز دی گئی کہ اے سری
اسی طرح بادشاہون کے سامنے تو بیٹھتا ہی تو مین نے پاؤن سکوڑ لیے
اُسکے بعد مین نے کہا مجھے تیری عزت کی قسم ہی کہ مین اپنے پاؤن ہمیشہ
کبھی نہ پھیلاؤنگا - جنید نے کہا کہ پھر ساٹھ برس وہ زندہ رہے اور کبھی دن
کو یا رات کو اپنا پاؤن نہین پھیلایا - عبد اللہ بن المبارک نے کہا کہ جس نے
ادب کو حقیر جانا اُسے حرمان سنت کی عقوبت ملی اور جسنے سنتون کو حقیر جانا
وہ فرائض کے حرمان سے شکنجہ مین ڈالا گیا اور جسنے فرائض مین تہاون کیا
اور سہل اور حقیر سمجھا اُسکو حرمان معرفت کا عذاب ہوا - اور سری سے سوال
کیا گیا کہ صبر کیا چیز ہی تو اُسمین وہ بیان کرنے لگا اور ایک بچھو

اُسکے پانوں پر چلنے لگا اور اُسے اپنے ڈنک سے تکلیف دینے لگا اُسوقت
آپ سے کہا گیا کہ کیوں نہیں اُسکو دفع اپنے نفس سے کرتے کہا میں اللہ تعالیٰ سے
شرماتا ہون کہ ایک حال کا بیان کرون اور اُسکے خلاف کرون جو اُسکی بابت مین
جانتا ہون اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب سے ذکر کیا گیا ہی کہ
آپ نے فرمایا ہی کہ مجھے زمین دکھلائی گئی پس مجھے اُسکے مشارق اور مغارب
دکھلائے گئے اور آپ نے یہ نہ فرمایا کہ مین نے دیکھا اور انس بن مالک نے کہا ہی
کہ عمل میں ادب علامت ہی قبول عمل کی۔ اور ابن عطا نے کہا کہ ادب وقوف
مستحسنات کے ساتھ ہی پوچھا گیا کہ اُسکے معنی کیا ہین فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ادب
کے ساتھ ظاہر اور باطن مین تعامل اور برتاو کرے پھر جب تو ایسا ہو جاے تب
ادیب ہوگا اور اگرچہ تو عجمی ہو پھر یہ پڑھا ۔ اذا نطقت جاءت بکل ملیحۃ ۔ و
ان سکتت جاءت بکل ملیح ۔ ترجمہ نظم جب کہ اُسکا کلام شیرین ہی ۔ گر نہ بولا تمام
شیرین ہی ۔ اور جریری نے کہا بیس برس سے مین نے خلوت مین پانوں اپنا
نہیں پھیلایا ہو اسطے کہ اللہ کے ساتھ حسن ادب احسن اور اولےٰ ہی۔ اور ابوعلی نے
کہا ادب کا ترک موجب راندگی کا ہی پس جس شخص نے بے ادبی بساط پر کی تو
وہ دروازہ تک رد کیا گیا اور جسنے دروازہ پر بے ادبی کی وہ مواشی کی سیاست
تک پہونچایا گیا

تیسواں باب بارگاہ الٰہی کے آداب کے بیان مین جو اہل قرب کے واسطے ہین

تمام آداب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیے گئے ہین اسواسطے

کہ حضرت علیہ السلام ظاہر اور باطن میں مجمع آداب ہیں اور اللہ تعالیٰ نے
حسن ادب سے کلام اللہ میں اپنے قول سے خبر دی ہے مازاغ البصر وما طغیٰ
بہکی نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑھی۔ اور یہ آداب کے غوامض سے ایک
نازک اور باریک چیز ہے جسکے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخصوص
ہوے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اعراض و اقبال میں قلب پاک
اعتدال سے خبر دی کہ آپ نے ماسوا اللہ سے منھ پھیرا اور اللہ کی طرف تو
اور آپ نے پیٹھ کی طرف زمین اور دار دنیا کو انکے حظوظ سمیت اور آسما
دار آخرت کو اسکے حظوظ سمیت چھوڑ دیا اور جن چیزوں سے آپ نے اعراض
کیا انکی طرف پھر التفات نہیں کی اور نہ آپ کو افسوس ہوا اُن چیزوں کا
آپ کے اعراض سے غائب ہو گئیں اور ہاتھ سے جاتی رہیں اللہ تعالیٰ
فرمایا ہے لکیلا تاسوا علی مافاتکم یعنی تاکہ تم ناامید ہو اُسکے اور جو تم
فوت ہو گئی۔ پس یہ خطاب عام کے لیے ہے اور مازاغ البصر حال نبی
سے خبر دینا ایک وصف کے ساتھ ہے جو خاص ہے اُس معنی سے جسکے
عام کو خطاب کیا ہے پس مازاغ البصر آپ کا حال طرف اعراض میں
طرف اقبال میں ملا اُس سے جو اُسپر وارد قاب قوسین کے مقام میں
اور قلب کے ساتھ ہوا پھر اللہ تعالیٰ سے شرماکر خوف اور خیرگی
سبب آپ نے گریز کی اور اپنے اس گریز سے آپ نے انکسار اور فقہ
شکنوں اور پیچیدگیوں میں اپنے نفس کو لپیٹا تاکہ نفس پاؤں نہ پھیلائے
طغیان نہ کرے اسواسطے کہ طغیان استغنا کی حالت میں نفس کا وصف ہے اللہ

نے فرمایا ہی کہ کوئی نہین آدمی سرچڑھتا ہی اس سے کہ دیکھے آپکو محظوظ - اور
نفس اُسوقت کہ روح اور قلب پر تجلیات وارد ہوتے ہین استراق سمع یعنی پوشیدہ
کان لگاتا اور سنتا ہی اور ہر گاہ بخشش سے ایک حصہ کو پہونچ جاتا ہی مستغنی اور طاغی
ہوتا ہی کہ مزید انبساط اُس سے ظاہر ہوتا ہی اور بسط کے افراط اور طغیان نفس سدباب
ترقی کا ہوجاتا ہی سوا اسکے کہ ظرف اُسکا موہب اور بخششون سے تنگ اور کم ہی
پس موسی علیہ السلام کے لیے حضرت احدیت مین ظرفین مازاغ البصر سے ایک
حرف ٹھیک اور صحیح اُترے اور اُنھون نے التفات اُسکی طرف نہین کی جو فوت
ہوے اور اپنے حسن ادب سے اُسپر تاسف کرکے طغیان نہین کی ولیکن بھرگئے وہ
نعمتون اور بخششون سے اور نفس نے چوری سے انکو سن لیا اور اپنے حصہ اور
حظ کی طرف جھنکی لگائی اُسکے بعد کہ نفس حصہ پاچکا تو مستغنی ہوگیا اور جو اُسے پہونچا
چھلکنے لگا اور سمائی اُسکی نہ ہوئی گویا کہ اُسکا پیٹ تنگ ہوگیا تو وہ فرط انبساط
کے باعث حد سے تجاوز کر گیا اور کہا کہ دکھلا مجھے اپنے تئین کہ تیری طرف
مین نظر کرون تب وہ روکے گئے اور ترقی کے میدان مین نہین چھوڑے گئے
اور ظاہر وہ فرق ہوگیا جو حبیب اور کلیم علیہما السلام سے ہی - اور ایک دقیقہ
اُنکے واسطے ہی جو ارباب قرب اور صاحب احوال سینہ ہین پس ہر قبض ایک
عقوبت پایا جاتا ہی اسواسطے کہ ہر ایک فیض باب الفتوح کے مقابل ایک
سد اور رکاوٹ ہی اور عقوبت بالقبض افراط بسط کو واجب کرتی ہی اور
اگر بسط مین اعتدال حاصل ہوتا تو عقوبت بالقبض نہ واجب ہوتی
اور بسط مین اعتدال اُس عطیہ کے ایقاف اور ٹھہرانے سے ہوتا ہی جو

روح اور قلب پر نازل ہوتی ہی اور اتفاق روح اور قلب اُس چیز کے سبب ہوتا ہے
جو ہم سے نبی علیہ السلام کے لیے ذکر کیا گیا ہی کہ آپ نے نفس کو انکار کے لپیٹ
مین پوشیدہ کر دیا اور یہ گریز اللہ سے اللہ کی طرف ہی اور وہ انتہا کا ادب ہی
جس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حظ اُٹھایا پس جو چیز فیض
سے مقابل ہوئی تو اُسکی ہمیشہ ترقی ہوتی رہی اور رہ گیا فرق دو کمان کا میانہ
یا اس سے نزدیک تر اور اس طرح کے ہم شکل اور مماثل ہوتا ہی جسکو ہم نے
بیان کیا ہی قول ابی العباس بن عطار کا آیت مازاغ البصر وما طغے مین کہا
نہین اُسکو دیکھا طغیان کے ساتھ جو کسی طرف کو میل کرے بلکہ دیکھا اُسے اس شرط
پر کہ قوسین مین اعتدال ہو - اور سہل بن عبد اللہ تستری نے کہا ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع نہین کی اپنے نفس شاہد کی طرف اور نہ اُسکے
مشاہدہ کی طرف اور اسکے سوا نہین کہ آپ بالکل اپنے پروردگار کا مشاہدہ
کر لینے والے تھے دیکھتے تھے اُن چیزوں کو جو آپ پر ظاہر ہوتی تھین صفات سے
جنھون نے اس محل مین ثبوت کو واجب کر دیا اور یہ کلام اُس شخص کے
نزدیک جو غور کرے موافق ہی اُس چیز کے جسکو ہم نے ایک رمز کے ساتھ اس مسئلہ
مین سہل بن عبد اللہ سے بیان کیا ہی اور اسکی تائید وہ روایت بھی کرتی ہی جو
ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی نے بروایت ابی محمد جریری کے
کی ہی کہا کہ علم انقطاع کے ادراک حاصل کرنے مین فائق ہوتا وسیلہ اور
سبب ہی اور ماندگی کی حد پر توقف کرنا نجات ہی اور علم قرب سے گریز
کرنے کے ساتھ پناہ لینی وصلہ و پیوستگی ہی اور جواب نہ ملنے کی استعداد

دینا

ذخیرہ ہو اور خطاب سُننے کے واسطے قبول کرنے سے باز رہنا تکلف ہی اور اوس شیفتہ
اُن چیزون کے علم جاننے جو فصاحت فہم سے اقبال کے مکان مین معلوم ہی ہین
گناہ ہی اور اُن چیزون کے ملنے کی طرف مائل ہونا جو پیچھے اپنے معدن سے
علیحدہ ہونگی بُعد اور دوری ہی اور سامنے ہونے کے وقت گردن جُھکانا
جرأت اور محل اُنس مین انبساط فریفتگی اور مغروری ہی اور یہ سب کلمات
آداب حضرت سے مقربین کے لیے ہین۔ اور اس قول مین اللہ تعالے کے
مازاغ البصر وما طغی ایک اور بھی وجہ ہی جو وجوہ گذشتہ سے لطیف تر ہے
مازاغ البصر یعنی بہکی نہین نگاہ اسطرح کہ بصیرت اور بینش دل سے پیچھے رہ جاوے
نہ بھٹکی اور ما طغی یعنی بصر نے بصیرت سے سبقت نہین کی کہ اپنی حد سے
بڑھ جاوے اور اپنے مقام سے تجاوز کرے بلکہ بصر بصیرت کے ساتھ برابر اور
مستقیم رہی اور ظاہر باطن کے سنگ اور قالب قلب کے ساتھ اور نظر بہ قدم
اسواسطے کہ نظر کی پیشی قدم پر طغیان ہی اور نظر سے مقصود علم ہی اور قدم سے
مراد قالب کا حال ہی سو قدم سے نظر نہین بڑھی کہ وہ طغیان ہو اور قدم نظر سے
پیچھے نہ رہا کہ وہ کجی ہو سو جبکہ احوال مین اعتدال ہوا اور قلب
اُسکا قالب اور قالب اُسکا قلب کے مثال ہو گیا اور ظاہر اُسکا جیسا باطن تھا
اور باطن اُسکا جیسا ظاہر اور بصر اُسکی اُسکی بصیرت سے اور بصیرت
اُسکی بصر سے اسطرح کی کہ جہان اُسکی نظر اور علم پہونچا اُسکے ساتھ ہی قدم
اُسکا اور حال اُسکا بھی پہونچا اور اسی معنی کے لیے علم اُسکے معنی کا منعکس
ہو گیا اور نور اُسکا ظاہر پر اُسکے جھلکا اور ایک ایسا مذاق لایا ایسا

جسکا قدم وہان پڑتا تھا جہان اُسکی نظر پہونچتی تھی نہ اُسکا قدم وہان سے پیچھے رہتا تھا
جہان کہ اُسکی نظر پڑتی تھی جیسا کہ حدیث معراج مین آیا ہے تو براق اُسکے قالب کے
ساتھ مناسبہ اور مشاکل اُسکے معنی سے تھا اور اُسکی صفت کے ساتھ متصف بوجہ
اُسکی قوت حال اور اُسکے معنی کے تھا اور حدیث معراج مین مقامات انبیا کی طرف
اشارہ کیا اور ہر ایک آسمان پر بعضے انبیا کو دیکھا اس رتبہ سے کہ اُسکی پیش قدمی اور
اُسکے پایہ سے ہٹے اور پیچھے رہ گئے اور موسیٰ کو بعضے آسمانون مین دیکھا سو جو شخص
کہ بعضے آسمانون مین ہو اُسکا یہ قول ارنی انظر الیک یعنی دکھا مجھے اپنے تئین کہ
تیری طرف مین نظر کرون ایک تجاوز نظر کا حد قدم سے اور قدم کا پیچھے رہنا نظر سے
ہوتا ہے اور یہی ایک فروگذاشت ہے ایک وصف کی ان دو وصفون مین سے
جو اس قول مین اللہ تعالیٰ کے ہین ما زاغ البصر وما طغیٰ لہذا رسول اللہ قدم اور
نظر جوڑ کر حیا اور تواضع کے خانۂ عروسی مین در آئے اس اندازے سے کہ نظر پر قدم اور
قدم اپنی نظر تھی۔ اور اگر حیا و تواضع کے خانۂ عروسی سے باہر جاتے اور حد قدم کے
تجاوز کرکے نظر کو بڑھاتے تو بعضے آسمانون پر وہ بھی رہ جاتے جیسے کہ آپ کے
سوا انبیاے اور نبی رہ گئے پس ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خانۂ عروسی مین
حال کے ادب سے شرماتے ہوے بیٹھے رہا کرتے۔ یہان تک کہ آسمانون کے حجاب
پھٹ گئے اور گوناگون قرب کی چھتری آپ کے اوپر خوب لگی اور ایک ایک
کرکے حجابون کے بادل آپ کے اوپر پراگندہ ہوے اور کھل گئے حتیٰ کہ جب
ما زاغ البصر وما طغیٰ کے صراط مستقیم پر ہوے تب آپ کو تدلّی ہوئی بجلی کی طرح
وصل اور لطائف کے گنجینہ کی طرف گذرنے دور یہ نہایت ادب کی ہے اور

نہایت کامرانی کی ہی - ابو محمد بن رویم نے کہا جبکہ مسافر کے ادب سے سوال کیا گیا
کہ مسافر کا ارادہ اُسکے قدم سے آگے نہ بڑھے سو جہان مسافر کا قلب ٹھہرے وہین
مسافر اُترے - ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب نے وساطت سے
ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ آیت پڑھی رب ارنی انظر الیک فرمایا کہ کہا اے موسیٰ مجھے کوئی شخص حیات مین
نہ دیکھیگا الا جبکہ وہ مرجاوے اور نہ خشک مگر جبکہ وہ زمین ٹوٹے اور نہ تر الا جبکہ
وہ پراگندہ ہوجاوے اسکے سوا نہین کہ مجھے وہ اہل جنت دیکھینگے جنکی آنکھین
نہین مرتین اور نہ اُنکے اجسام پرانے ہوکر جاتے رہتے ہین - اور آداب حضرت
سے وہ ہی جو شبلی نے بیان کیا کہ بات کے ساتھ انبساط اور کشادہ روئی ترک
ادب ہی اور یہ بعض احوال اور اشیا کے ساتھ سو بعض کے مختص ہی علی الاطلاق
نہین ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی نے دعا کرنے کا حکم فرمایا ہی اور ترک رہنا قول
ہی مین ہی جسطرح کہ موسیٰ مقاصد اور حاجات دنیوی کے طلب مین انبساط
سے رُکے رہے یہان تک کہ اللہ تعالی نے قرب کے ایک مقام مین اُسکو امتحاناً
اور انبساط مین آنے اجازت دی اور فرمایا کہ مجھسے مانگ اگرچہ نمک تیرے
خمیر کے لیے ہو پس جب کہ اُسکو کھولا تو وہ کھل گیا اور کہا رب انی لما انزلت الی
من خیر فقیر یعنی رب میرے کہ مین واسطے اُس چیز کے کہ تو طرف میرے اُتارے
بھلائی سے محتاج ہون اسواسطے کہ وہ آخرت کی حاجتین مانگتے تھے اور درگاہ
الٰہی کو بزرگ تر اس سے جانتے تھے کہ دنیا کی حقیر حاجتین مانگین اور وہ قہر ملکینی
کے حجاب مین حقیر چیزون کے مانگنے سے تھا اور اُس کے واسطے ظاہر

میں ایک مثال ہے کہ سلطان معظم سے بڑی چیزوں کا سوال کیا جاتا ہے اور حقیر
چیزوں کے طلب کرنے میں شرم اور لحاظ ہوتا ہے پھر جبکہ حشمت کا پردہ اٹھ گیا تو
ادب کے مقام خاص میں ہو رہا چھوٹی چیز کو اسی طرح مانگتے تھے جیسے کہ بڑی چیز کو
مانگتے تھے۔ ذوالنون مصری نے کہا ہے کہ عارف کا ادب سب ادب کے اوپر
ہے اسواسطے کہ معروف اسکا تادیب کرنے والا اسکے قلب کا ہے اور بعض
صوفیہ نے کہا ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص کو میں نے لگا دیا ہے
کہ وہ میرے اسماء وصفات کے ساتھ قیام کرے تو اسکے ساتھ میں نے ادب
کر دیا ہے اور جس شخص پر میں نے اپنی حقیقت ذات سے کشف کیا ہے اسکے
لوازم سے ہلاکت کو کر دیا تو جو چاہے وہ پسند کرے ادب یا ہلاکت اور یہ قول
قائل کا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اسماء وصفات ایسے وجود کے ساتھ
ٹھہرتے ہیں جو ادب کا محتاج ہے اسواسطے کہ رسوم بشریت اور حظوظ نفس کہیں
باقی ہیں اور عظمت ذات کے نور چمکنے پر وہ آثار انوار کے ساتھ نیست ونابود
ہو جاتے ہیں اور ہلاکت کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ فنا کے ساتھ متحقق اور
وابستہ وجود نہ ہو گیا اور یہ انتہا درجہ کا مطلب ہے اور ابو علی دقاق نے
اس قول میں اللہ تعالیٰ کے بیان کیا ہے و ایوب اذ نادی ربہ انی مسنی
الضر وانت ارحم الراحمین یعنی اور ذکر کر ایوب کا کہ جب پکارا رب اپنے کو کہ
مجھے نقصان نے چھو لیا اور تو رحم کرنے والا رحم کرنے والوں سے زیادہ ہے فرمایا
کہ ارحمنی نہیں کہا اسواسطے کہ ادب خطاب کا اسنے حفظ کیا اور عیسیٰ علیہ السلام
نے کہا ان کنت قلتہ فقد علمتہ یعنی اگر میں اسکو کہتا تو البتہ تو اسکو جان لیتا

اور نہ کہا کہ مین نے نہین کہا سو اسواسطے کہ بارگاہ الٰہی کے ادب کی رعایت
کی اور ابونصر سراج نے کہا ہی کہ اہل دین سے اہل خصوصیت کا ادب
قلوب کی طہارت اور اسرار کی نگہداشت اور پیمانون کی وفا اور وقت کی
حفاظت اور خواطر اور عوارض اور بدایتین اور مواقع کی طرف کم توجہی اور ظاہر
باطن کی یکسانی ہی اور حسن ادب مواقع طلب اور مقامات قرب اور اوقات
حضوری مین ہی ۔ اور ادب دو ادب ہین ادب قول کا اور ادب فعل کا تو جسنے
اللہ تعالی سے تقرب اپنے ادب فعل سے کیا اُسکو محبت قلوب عطا فرمائی
اور ابن مبارک کا قول ہی کہ ہم تھوڑے ادب کے زیادہ تر محتاج ہین
بہ نسبت اُسکے کہ کثرت علم کی ہم کو حاجت ہی اور یہ بھی کہا ہی کہ عارف
کے لیے ادب ایسا ہی کہ بتدی کے لیے توبہ ہی اور ثوری کا مقولہ ہی کہ جو
شخص وقت کے لیے متادب یعنی ادب یافتہ نہین ہی تو وقت کو دشمن
بناتا ہی ۔ اور ذوالنون نے کہا کہ جب مرید استعمال ادب کی حد سے باہر
نکل جاے تو پھر آئینہ وہ مراجعت اُسی طرف کو کرے گا جس طرف سے آیا ہی
اور ابن مبارکؒ نے بھی کہا ہی کہ ادب کے بارہ مین لوگون کو بہت کچھ کہا ہی
اور ہم کہتے ہین کہ وہ معرفت اور شناسائی نفس کی ہی اور یہ اُسکی طرف
سے اشارہ اس بات کی طرف ہی کہ نفس جہالتون کا چشمہ اور منبع ہی اور
ادب کا ترک کرنا جہل کی آمیزش سے ہی تو جب نفس کو پہچان لیا تو معرفت
کے نور کو پہونچا اس بنا پر کہ جس نے نفس کو پہچانا اُس نے اپنے پروردگار
کو پہچانا اور اس نور کے لیے نفس جہالت کے ساتھ ظہور نہین کرتا

مگر یہ کہ وہ صریح علم کے ساتھ استعمال اُسکا کرنا ہی اور تب وہ صاحب ادب ہوجاتا ہی اور جو کوئی درگاہ الٰہی کے ادب کی مداومت کرتا ہی تو وہ اُسکے غیر کے ساتھ زیادہ مستحکم اور اُسپر زیادہ قادر ہی فقط

تینتیسوان باب طہارت اور اُسکے مقدمات کے آداب مین

اللہ تعالے نے اصحاب صفہ کی تعریف مین فرمایا ہی فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المتطہرین یعنی اُسمین وہ مرد ہین کہ دوست رکھتے ہین پاک ہونے کو اور اللہ دوست رکھتا ہی پاک ہونے والون کو بعض تفسیرون مین بیان کیا گیا ہی کہ دوست رکھتے ہین پاک ہونے کو بے وضو اور غسل کی حاجتون اور ناپاکیون سے جو پانی کے ساتھ ہو کلبی نے کہا ہی کہ وہ پانی سے مقعدون کا دھونا ہی اور عطا نے کہا ہی کہ وہ پانی سے استنجا کرتے تھے اور رات کو جنابت یعنی حاجت غسل کے ساتھ نہین سوتے تھے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل قبا کے لوگون سے کہا جبکہ یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ تعالے نے طہارت مین تمھاری ثنا وصفت کی ہی تو وہ کیا ہی۔ اُن لوگون نے کہ ہم پانی سے استنجا کرتے ہین اور پہلے یہ بات تھی کہ انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب تم مین سے کوئی شخص بیت الخلا سے آوے تو چاہیے کہ تین پتھرون سے استنجا کرے اور اسی طرح ابتدا مین استنجا تھا یہان تک کہ اہل قبا کے حق مین

آیت نازل ہوئی۔ سلمان سے لوگوں نے کہا کہ تمکو ہر ایک چیز تمھارے نبی نے
سکھلادی ہے کہ قضاے حاجت بھی تبلائی سلمان نے جواب دیا کہ ہان ہم کو
منع اس سے کردیا ہی کہ قبلہ رخ پاخانہ پھرین یا پیشاب کرین یا داہنے ہاتھ سے
استنجا کرین یا ہم سے کوئی تین پتھر سے کم کے ساتھ استنجا کرے یا کہ سرگین
یا ہڈی سے استنجا کرے۔ ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب نے بواسطہ
روات ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے مین تمھارے لیے باپ کے برابر ہون کہ مین تمھین تعلیم دون
سو جب کہ تم سے کوئی قضاے حاجت کو جائے تو قبلہ کی طرف منھ نہ کرے
اور نہ اسکی طرف پیٹھ کرے اور نہ داہنے ہاتھ سے طہارت کرے اور آپ
تین پتھر کے ساتھ امر کرتے تھے اور سرگین اور گلی ہڈی سے باز رکھتے تھے
اور فرض استنجا مین دو چیزین پلیدی کا دور کرنا اور دور کرنے والی چیز کا پاک
ہونا اور وہ یہ ہی کہ رجیع نہو اور وہ سرگین ہی اور نہ وہ دوبارہ مستعمل ہو اور نہ
ریسہ ہو اور نہ مردہ کی ہڈی ہی اور استنجا کا طاق ہونا سنت ہی سو یا تو تین پتھر
ہو یا پانچ یا سات ہون اور پانی سے پتھرون ڈھیلون کے بعد آبدست کا لینا
سنت ہی۔ اور آیت کے معنی مین بعضون نے کہا ہی جو پسند کرتے ہیں کہ پاک ہون اور
جب اُن لوگون سے دریافت کیا گیا تو انھون نے کہا کہ ہم پتھرون کے بعد پانی
لیتے تھے۔ اور بائین ہاتھ سے استنجا کرنا سنت ہی اور استنجے کے پیچھے مٹی سے
ہاتھ کا ملنا سنت ہی اور اس طرح جنگل مین ہوتا ہی جب کہ زمین پاک
ہو اور مٹی پاک ہو اور استنجے کی چکونگی یہ ہی کہ پتھر کو یا ڈھیلے کو داہنے

بائین ہاتھ مین لے اور اُسکو مخرج اور نکاس کے اول کے سرے پر رکھے قبل اسکے
کہ وہ نجاست سے ملے اور اُسکو ملتے ہوئے کھینچے اور اُس کھنچائی مین پتھر کو پھیرے
تاکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ کو نجاست سرک کر نہ لگے ایسے کرتا رہے یہان تک
کہ مخرج اور نکاس سکے آخر کے سرے تک پہونچے اور دوسرا پتھر یا ڈھیلا لے
اور اُسے آخر کے سرے پر اسی طرح سے رکھے اور اول کے سرے تک مسح
کرے اور تیسرا پتھر لے اور اُسے مبرز کے گرد پھیرے اور اگر کونے پتھر کے
ساتھ استنجا کرے تو جائز ہی۔ ادا استبرا یعنی استنجا بول مین کہ جب بول ہو چکے
تو عضو کو تین بار اُسکی جڑ سے حشفہ یعنی سرے تک نرمی سے کھینچے تاکہ بقیہ بول کا
نہ اُچھلے پھر تین بار اُسکو جھاڑے اور استبرا مین استنقاد کے ساتھ احتیاط کرے
اور وہ یہ ہی کہ تین دفعہ گلا روشن کرے یعنی کھنکارے اور جھاڑے اسواسطے
کہ حلق سے عضو تک رگین پھیلی ہوئی ہین اور کھنکارنے سے وہ جنبش کرتی ہین اور
جو کچھ بول کے راستے مین ہو اُسکو جھینک دیتی ہین پھر اگر چند قدم مشی کرے
اور ٹہلے اور تنحنح اور کھنکارنے مین نیفیتی کرے تو جائز ہی ولیکن حد علم کی غایت
کرے اور وسوسے شیطان کو اپنی طرف راہ ندے نہ وہ وقت کو ضائع
کرے پھر تین بار یا زیادہ تین بار سے عضو کو مالش و مسح کرے یہان تک کہ
رطوبت نہ پائے۔ اور بعض صوفیہ نے عضو کو پستان شیر سے تشبیہ دی ہی
اور کہا کہ ہمیشہ اُسمین سے رطوبت ظاہر ہوتی ہی جبتک کہ اُسکا متدارہے
تو اُسمین رعایت کی حد کرے اور حلق کا لحاظ اسمین بھی کرے اور مالش مسح
پاک زمین یا پاک پتھر پر کرے اور اگر پتھر لینے کی حالت مین اُسکے چھوٹے

ہونے کے سبب احتیاج ہو تو پتھر کو داہنے ہاتھ میں اور عضو کو بائیں میں سے لے اور پتھر سے مالش کرے اور بائیں سے جنبش ہو نہ داہنے سے تاکہ داہنے سے استنجا کرنے والا ہو اور جب پانی کا استعمال چاہے تو دوسری جگہ بدلے اور پتھر پر قناعت اسوقت تک کرے کہ بول حشفہ یعنی سر عضو پر نہ پھیلے اور استبرا میں استغفار کے ترک میں وعید ہے جو وارد اس حدیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبر پر گذرے تو فرمایا کہ یہ دونوں عذاب کیے جاتے ہیں اور وہ دونوں کسی کبیرہ سبب سے عذاب میں نہیں ہیں مگر یہ تو استبرا نہیں کرتا تھا یا کہ بول سے استنزاہ اور طہارت بول سے نہیں کرتا تھا اور یہ دوسرا لگایا بجھایا کرتا تھا اور ایک کے سامنے دوسرے کی سخن چینی کرتا تھا پھر آپ نے ایک تر چھڑی منگائی اور اسکے دو ٹکڑے کیے بعد ازاں ایک اسکے اوپر اور ایک اسکے اوپر بٹھادی اور فرمایا کہ شاید ان دونوں سے تخفیف عذاب ہو جب تک کہ وہ خشک ہوں اور جب ایسے جنگل میں ہو تو آنکھوں سے دور ہو۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب کبھی نبی علیہ السلام براز کا ارادہ کرتے تو آپ چلے جاتے یہاں تک کہ آپ کو کوئی نہ دیکھتا تھا۔ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہا میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سو نبی علیہ السلام قضائے حاجت کو گئے اور چلتے چلتے دور نکل گئے۔ اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام اپنی قضائے حاجت کے لیے تردد فرماتے تھے جیسے کوئی شخص گھر میں آتا ہو اور آپ پردہ کرتے کسی دیوار یا زمین کے ٹیلے یا پتھر کے انبار سے۔ اور

جائز ہی کہ آدمی جنگل مین اپنے کجاوے سے پردہ کرے یا اپنے دامن سے جب کہ کپڑے کو چھینٹ سے حفاظت ہو اور پیشاب نرم زمین مین یا ڈھالو مٹی پر کرنا مستحب ہی۔ ابو موسی نے کہا ہی کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سو آپ نے پیشاب کرنا چاہا سو ایک دیوار کی جڑ مین نرم زمین پر گئے اور پیشاب کیا بعد اُسکے فرمایا جب تم مین سے کوئی پیشاب کرنا چاہے تو چاہیے کہ نرم زمین یا ڈھالو تلاش کرے اور منجملہ آداب کے یہ ہی کہ قبلہ کو منھ کرے نہ اُسکو پیٹھ کرے اور نہ سورج اور چاند کے سامنے منھ ہو اور مکانات مین قبلہ رو ہونا مکروہ نہین ہی اور اولے یہ ہی کہ اُس سے پرہیز کرے اس سبب سے کہ بعضے فقہا اُسکی کراہت کی طرف مکان مین بھی گئے ہین اور نہ کپڑے کو اپنے اُٹھائے اور نہ سمیٹے جب تک کہ بیٹھتے وقت زمین کے پاس نہو جائے اور ہوا کے رخ سے چھینٹ نہ پڑنے کے لیے اجتناب کرے۔ کسی شخص نے بعض صحابہ سے جو اعراب سے یعنی بدوی تھے کہا اُس حال مین کہ اُس سے جھگڑا کرتا تھا کہنے لگا کہ مین تجھے نہین گمان کرتا کہ اچھی طرح سے قضا حاجت کرتا ہو کہا ہان تیرے باپ کی قسم مین اسمین خوب زیرک و صادق ہون کہا تو اسکی صفت اور شرح کر تو کہا کہ انسان سے دور ہو اور ڈھیلے موجود رکھ اور گھانس کی طرف منھ اور ہوا کی طرف پیٹھ کر اور اکڑون ہرن کی بیٹھک بیٹھ اور شتابی یا تفعلے حاجت شترمرغ کی طرح کر یعنی درندہ وغیرہ گھانس کی طرف رخ کر اور ہوا کی طرف پشت کر تا کہ چھینٹ سے بچے اور اقعا کے معنی یہان یہ ہین اکڑون پنجون کے بل بیٹھے اور اجفال یہ ہی کہ اپنی سرین کو

ونچا کرے اور استنجے سے فراغت کے وقت کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی
آلِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ طَھِّرْ قَلْبِیْ مِنَ الرِّیَاءِ وَحَصِّنْ فَرْجِیْ مِنَ الْفَوَاحِشِ یعنی اللہ
میرے درود بھیج محمد اور آل محمد پر ریا سے میرے دل کو پاک کر اور فواحش یعنی
حد سے زیادہ بد زنا وغیرہ سے میرے فرج کو محفوظ رکھ اور غسل خانہ اور نہانے
کی جگہہ آدمی کو پیشاب کرنا مکروہ ہی - عبد اللہ بن مغفل نے روایت کی ہی کہ
ہر آئینہ نبی علیہ السلام نے منع کیا ہی اس سے کہ آدمی اپنے حمام میں پیشاب
کرے اور کہا اس سے وسواس عام ہی اور ابن مبارک نے کہا ہی کہ حمام میں جگہہ
اسمین پانی جاری ہو تو پیشاب کرنے کی وسعت اُسمین دیجائے اور جب کہ
عمارت اور مکان مین بیت الخلا ہو تو اسمین داخل ہونے کے لیے پہلے بایان پانون
رکھے اور اندر جانے سے قبل کہے بِسْمِ اللّٰہِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ یعنی اللہ
کے نام سے شروع کرتا ہون اور اللہ کے ساتھ مین پلیدی اور پلید چیزون سے مین
پناہ مانگتا ہون - ہمارے شیخ شیخ الاسلام ابو النجیب سہروردی بواسطہ روات
کے حضرت زید بن ارقم سے روایت کی ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ ہر آئینہ آپ نے فرمایا ہی کہ یہ حشوش محتضرہ ہین تو جب تم سے کوئی قضاے
حاجت کو جائے تو یہ کہنا چاہیے کہ اعوذ باللہ من الخبث والخبائث اور حشوش
سے کنعن یعنی ارچا ہیے ہی اور حش کی اصل گھنے درخت خرما کے جھنڈ ہین جنہین
قضاے حاجت کرتے تھے اُسوقت مین کہ گھرون کے اندر بیت الخلا بنائین -
اور قول آپ کا محتضرہ یعنی شیاطین اُسمین حاضر و موجود رہتے ہین اور قضاے
حاجت کے لیے نشست مین بائین پانون پر زور دے اور اپنے ہاتھ زمین مین

نہ ٹکائے اور نہ بیٹھے ہوئے زمین پر کپڑے کھینچے اور نہ دیوار پر اور اپنی شرمگاہ کی طرف زیادہ نظر نہ کرے مگر جب کہ اسکی حاجت ہو اور نہ بات کرے کہ ہر آئینہ حدیث میں وارد ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نہ نکلیں دو مرد قضائے حاجت کے لیے اس حالت میں کہ وہ اپنی شرمگاہیں کھولے ہوئے باہم باتیں کرتے ہوں اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ انکو اس سے عداوت ہے اور بیت الخلاسے نکلتے وقت کہے الحمد للہ الذی اذھب عنی ما یوذینی وابقی علی ماینفعنی یعنی اس اللہ کا شکر ہے جسنے اذیت دینے والی چیز مجھ سے دور کی اور جو چیز مجھے فائدہ دیتی ہے اسپر مجھے باقی اور قائم رکھا۔ اور اپنے ساتھ ایسی چیز نہ لیجائے سونے اور انگوٹھی وغیرہ کے جسپر اللہ کا نام ہو اور نہ ننگے سر جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ سے شرما کرو میں ہر آئینہ بیت الخلا میں جاتا ہوں تو اپنے رب عزوجل سے شرما کر اپنی پیٹھ جھکا لیتا ہوں اور اپنا سر ڈھک لیتا ہوں۔

چونتیسواں باب وضو اور اسکے اسرار کے آداب میں

جب وضو کرنا چاہے تو مسواک سے شروع کرے۔ ہمارے شیخ ابوالنجیب نے روایت کے واسطہ سے زید بن خالد جہنی سے روایت کی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میں اپنی امت پر دشوار تر نہ جانتا تو عشاق کی نماز تہائی رات تک موخر کرتا اور انکو میں ہر فرض کے وقت مسواک کا حکم دیتا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ مسواک منھہ کی پاک کرنے والی اللہ تعالیٰ کی خوشنود کرنے والی ہے اور حذیفہؓ سے
منقول ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ جب آپ رات کو تہجد کے
لیے اُٹھتے تو مسواک کو اپنے منھہ کو پاک وپاکیزہ کرتے اور شوص مالش کو کہتے ہیں اور
ہر ایک نماز اور ہر ایک وضو کے وقت مسواک کرنا مستحب ہے اور ہر ایک دفعہ کہ
لب بند رہنے وغیرہ سے منھہ کے مزہ میں تغیر آوے اور اصل ازم کے دانتوں کا ایک
دوسرے پر ٹھہرانا ہے اور سکوت کے لیے ازم کہا گیا ہے اسواسطے کہ دانت تلے اوپر
منطبق ہو جاتے ہیں اور اس سے منھہ کا مزہ تغیر ہو جاتا ہے اور روزہ دار کے لیے بعد
از زوال مکروہ ہے اور زوال کے قبل اسکے لیے مستحب ہے اور غسل جمعہ کے ساتھ
اور تہجد کے وقت اسکا استحباب زیادہ ہے اور سوکھی مسواک کو پانی سے تر
کرے اور طول وعرض میں دانتوں کے مسواک کرے اور اگر اقتصار کرے تو عرض
میں کرے پھر جب مسواک سے فارغ ہو تو اُسے دھوئے اور وضو کے لیے بیٹھے
اور اولی یہ ہے کہ قبلہ رو ہو اور بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ابتدا کرے اور کہے
رب اعوذ بک من ہمزات الشیاطین واعوذ بک رب ان یحضرون اور ہاتھ دھونے
کے وقت کہے اللہم انی اسالک الیمن والبرکۃ واعوذ بک من الشوم والہلکۃ
اور کلی کرنے کے وقت کہے اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد واعنی علی تلاوۃ
کتابک وکثرۃ الذکر لک اور ناک میں پانی ڈالنے اور دھونے کے وقت کہے
اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد واوجدنی رائحۃ الجنۃ وانت عنی راض اور
ناک سنگنے کے وقت کہے اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد واعوذ بک من
روائح النار وسوء الدار اور منھہ دھونے کے وقت کہے اللہم صل علی

محمد و علے آل محمد و بیض وجہی یوم تبیض وجوہ اولیائک ولا تسود وجہی یوم تسود
وجوہ اعدائک اور داہنے ہاتھ کے دھوتے وقت اللھم صل علے محمد و علے آل
محمد و اتنی کتابی بیمینی وحاسبنی حسابا یسیرا اور بائیں ہاتھ کے دھوتے
وقت اللھم انی اعوذ بک ان تؤتینی کتابی بشمالی او من وراء ظہری اور سر
کے مسح کے وقت اللھم صل علے محمد و علے آل محمد و غشنی برحمتک و انزل علے
من برکاتک و اظلنی تحت ظل عرشک یوم لا ظل الا ظل عرشک اور دونوں
کانوں کے مسح کے وقت اللھم صل علے محمد و علے آل محمد و اجعلنی ممن یستمع
القول فیتبع احسنہ اللھم اسمعنی منادی الجنۃ مع الابرار اور گردن کے
مسح کے وقت اللھم فک رقبتی من النار و اعوذ بک من السلاسل والاغلال
اور داہنے پاؤں کے دھونے کے وقت اللھم صل علے محمد و علے آل
محمد و ثبت قدمی علے الصراط مع اقدام المومنین اور بائیں پاؤں کے
وقت کہے اللھم صل علے محمد و علے آل محمد و اعوذ بک ان تزل قدمی
عن الصراط یوم تزل فیہ اقدام المنافقین۔ اور جب وضو سے فارغ ہو
تو آسمان کی طرف سر اٹھائے اور کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
و اشہد ان محمد عبدہ و رسولہ سبحانک اللھم و بحمدک لا الہ الا انت عملت
سوء و ظلمت نفسی استغفرک و اتوب الیک فاغفر لی و تب علے انک
انت التواب الرحیم اللھم صل علے محمد و علے آل محمد و اجعلنی من التوابین
و اجعلنی من المتطہرین و اجعلنی صبورا و شکورا و اجعلنی اذکرک کثیرا
و اسبحک بکرۃ و اصیلا اور فرائض وضو کے نیت منہ دھونے کے وقت

اور مُنھ کا دھونا اور مُنھ کی حد مُنھ کی پیشانی کے شروع سے تھوڑی کی انتہا تک
اور جو کچھ ڈاڑھی سے ظاہر اور جو کچھ لٹکتے ہو اور ایک کان سے دوسرے
کان تک عرض مین اور مُنھ دھونے کے داخل وہ سفیدی ہی جو دونون کان
اور ڈاڑھی کے درمیان ہی اور پیشانی کی جگہ جہان بال نہون اور جہان کہ
بالون سے کھلی ہوئی جگہ ہو اور وہ دونون چکر سر سے پیشانی کے دونون طرف
ہین اور اُن دونون کا مُنھ کے ساتھ دھونا مستحب ہی اور تحذیف کے
بالون تک پانی پہونچایا جاوے اور بال تحذیف کے اسقدر ہین کہ عورتین انکو
مُنھ سے دور کرتی ہین اور عنفقہ یعنی ریش بچہ اور بروت اور ابروا اور دونون طرف
کے خط ریش مین پانی پہونچایا جائے اور سوا اسکے واجب نہین ہی پھر ریش اگر ہلکی ہو تو
بشرہ یعنی مُنھ کے پوست تک پانی پہونچائے اور ہلکی ریش کی حد یہ ہی کہ اُسکے
نیچے سے صورت نظر پڑے اور اگر گھنی ہو تو واجب نہین ہی اور آنکھ کے کوئے سے
اکٹھے ہوئے سرمہ کو صاف کرنے مین کوشش کرے تیسرا واجب دونون ہاتھ
کا کہنیون تک دھونا ہی اور کہنیون کا غسل مین داخل کرنا واجب ہی اور
آدھے آدھے بازوون تک ہاتھون کا دھونا مستحب ہی اور اگر ناخن اسقدر
بڑھے ہوئے ہون کہ انگلیون کے سرے سے باہر نکل گئے ہین تو اندرونی رخ اُنکا
دھونا قول اصح کے موافق واجب ہی چوتھا واجب سر کا مسح ہی اور وہ اُسی قدر
کافی ہی جسپر مسح کا نام بولا جاتا ہی یعنی سر کے جز و پر اور پورے سر کا مسح کرنا سنت
ہی اور وہ یہ ہی کہ داہنے اور بائین ہاتھ کی انگلیون کو ملائے اور سر کے آگے
کے رخ پر رکھے اور گدی تک اُنکو کھینچے پھر اُن دونون کو اُس جگہ تک پھیر لائے

اِس سے شروع کیا تھا اور دونوں کہنیون کے تری کو آگے اور پیچھے آدھوں آدھ کر دے
اور پانچواں واجب دونوں پانون کا دھونا ہی اور دونوں ٹخنون کا غسل یعنے
دھونے مین داخل کرنا واجب ہی اور آدھی آدھی پنڈلیون تک اُن دونوں کا
دھونا مستحب ہی اور دونوں پانون کو ٹخنے تک دھونے پر قناعت کی جاتی ہی
اور ملی ہوئی اُنگلیون مین خلال کرنا واجب ہی تو بائین ہاتھ کی چھنگلیا سے
پانون کی اندرونی جگہ مین خلال کرے اور داہنے پانون کی چھنگلیا سے شروع
اور بائین پانون کی چھنگلیا پر ختم کرے اور اگر پانون مین درزین اور بوائین
ہون تو اُنکے اندر پانی پہونچانا واجب ہی اور جو کچھ خمیر یا چکنائی سے اُس مین
چھوڑی گئی ہو تو اس چیز کو دور کرنا واجب ہی چھٹا واجب ترتیب ہی اس طرح پر
جیسا کہ وہ کلام اللہ مین مذکور ہی — ساتوان واجب تتابع جو شافعی کے قول قدیم
مین ہی اور اُس تفریق کی حد جو تتابع اور پور در پے ہونے کو قطع کرے یہ ہی کہ اعتدال
ہوا کے وقت عضو کی تری سوکھ جائے — اور وضو کی سنتین تیرہ ہین بسم اللہ
کہنا اول طہارت مین اور دونوں ہاتھ کا کلائی تک دھونا اور کلی اور استنشاق
یعنی ناک مین پانی دینا اور اُن دونوں مین مبالغہ یعنی تمامی کو پہونچانا پھر کلی
مین تین غرغرے کرے حتی کہ حلقوم کے سرے تک پانی اُلٹا دے اور استنشاق
مین پانی کو سانس کے ساتھ ناک کی بیخ تک کھینچے اور اگر روزہ دار ہو تو اُسمین رفق
اور نرمی کرے اور گھنی داڑھی کا خلال اور کھلی اُنگلیون کا خلال اور داہنے طرف
سے ابتدا اور غرغرے کی درازی اور پورے سر کا مسح اور دونوں کان کا مسح اور
تین تین بار ہر عضو کا دھونا اور قول جدید مین تتابع ہی اور اُسکا اجتناب

کرے کہ تین بار سے ہر چیز میں زیادہ نہو اور وضو کے درمیان نہ ہاتھ کو جھاڑے
اور نہ کوئی بات کرے اور نہ پانی کا چھینٹا مُنھ پر مارے اور وضو کا تازہ کرنا مستحب ہی
اس شرط سے کہ اُسی وضو سے نماز پڑھے جو سہل ہو ورنہ مکروہ ہی

پینتیسواں باب وضو کے اندر آداب خاصہ صوفیہ کے بیان میں ہی

صوفیوں کا ادب بعد ازاں یہی کہ معرفت احکام پر قائم ہو جائے انکا ادب
وضو میں حضور قلب کا اعضا کے دھونے میں ہی بعضے سالکین کو میں نے کہتے
سُنا ہی کہ جب وضو میں قلب حاضر ہو تو نماز میں بھی حاضر ہوگا اور جب اُسمیں سہو یا
دخل پایا تو نماز میں بھی وسوسہ داخل ہوگا۔ اور صوفیہ کے آداب سے ہمیشہ باوضو
رہنا ہی اور وضو مومن کا سلاح ہی اور جبکہ اعضا وضو کی حمایت میں ہوں جو اثر
شرعی ہی تو دشمن شیطان کی روش کمتر ہوگی۔ عدی بن حاتم نے کہا ہی کہ اُسوقت
سے کہ میں مسلمان ہوا کبھی نماز کی جماعت نہیں کھڑی ہوئی مگر یہ کہ میں باوضو
تھا اور انس بن مالک نے کہا ہی کہ نبی علیہ السلام مدینہ میں تشریف لائے اور
اُسوقت میں آٹھ برس کا تھا تو مجھ سے آپ نے فرمایا اے فرزند اگر تجھ سے ہوسکے کہ ہمیشہ
طہارت یعنی وضو سے رہے تو کر اسواسطے کہ آہستہ جس شخص کی موت آتی ہی اور
وہ شخص وضو سے ہو تو شہادت عطا کی جاتی ہی سو عقلمند کا یہ کام ہی کہ ہمیشہ موت
کے لیے مستعد رہے اور استعداد و طیاری سے میں باوضو رہنا ہی۔ اور حصری
سے حکایت کی گئی ہی کہ البتہ اُسنے کہا ہی کہ جب کبھی میں رات کو جاگا تو میرے
اوپر حملہ نیند نہیں کرتی مگر بعد اسکے کہ میں اُٹھا اور تازہ وضو کر لیا تاکہ ایسا نہو

کہ دوبارہ مجھے نیند آوے اور مین باوضو ہون اور شیخ علی بن ہیتی کے بارہ مین مین نے سُنا ہی کہ ہر آئنہ وہ تمام رات بیٹھا رہتا سو اگر اُسپر نیند غلبہ کرتی تو بھی اسی طرح بیٹھا رہتا تھا اور جب کبھی جاگتا تو کہتا کہ مین ایسا نہین کہ سوؤن اور بے ادب کرون سو وہ اُٹھتا اور تازہ وضو کرتا اور دو رکعت نماز پڑھتا - اور ابو ہریرہ نے روایت کی ہی کہ ہر آئنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے وقت بلال سے فرمایا کہ اے بلال مجھسے بڑی امید دلانے والے عمل کا ذکر کر جو تونے اسلام کی حالت مین کیا ہو اس لیے کہ مین نے بہشت مین تیرے نعلین کی آواز اپنے آگے سُنی تھی - اُسنے عرض کی کہ مین نے اسلام مین سب سے بڑھکر امید دلانے والا عمل اپنے نزدیک اس سے نہین کیا کہ مین نے رات یا دن کے کسی وقت مین وضو نہین کیا مگر یہ کہ اپنے خدا عزوجل کے لیے اُس وضو سے اتنی پڑھی ہو جسقدر کہ میرے لیے مقرر کردی کہ اللہ نماز پڑھون - اور ادب صوفیہ سے طہارت مین پانی کے اسراف کا ترک ہی اور علم پر قائم ہوتا ہی - اور ابن کعب نے روایت حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہی کہ آپ نے ہر آئنہ فرمایا ہی کہ وضو کیلیے ایک شیطان ہی جسے ولہان کہتے ہین تو پانی کے وسوسون سے ڈرو اور بچو اور ابو عبد اللہ رودباری نے کہا کہ ہر آئنہ شیطان کوشش اس بات کی کرتا ہی کہ بنی آدم کے تمام اعمال سے اپنا حصہ لے سو وہ نہین پروا کرتا اپنے حصہ لینے مین اسکے ساتھ کہ مامورات مین زیادتی کرن یا کمی اور وہ سب کمی بیشی اُسکے حصہ مین ہی - اور ابن کرینی سے منقول ہی کہ اُسے ایک شب غسل کی حاجت ہو گئی اور اُسکے بدن مین ایک مرقع نہایت پرکار تھا سو دجلہ پر گیا اور جاڑا خوب کڑکڑاتا ہوا پڑتا تھا سو اُسکا نفس

پانی کے اندر جانے سے کسمساتا ہی اسواسطے کہ شدت سے ٹھنڈک تھی تو اُس نے
اپنے تئین اُس مرقع سمیت پانی مین ڈال دیا پھر پانی سے نکلا اور کہا کہ مین نے قول
وپیمان کر لیا کہ اُسکو مین بدن سے نہ اُتارون گا جبتک کہ بدن مین وہ خشک
نہ ہو جائے سو مین نے پھر اُس قول کے موافق وہ مرقع اُسکے بدن مین رکھا اسواسطے
کہ وہ بہت سخت اور بہت موٹی تھی اس عمل کے ساتھ اُسنے اپنے نفس کو ادب دیا
اسوجہ سے کہ وہ حکم اللہ تعالی کی تعمیل سے کسمسایا تھا - اور روایت ہی کہ سہل بن
عبد اللہ اپنے یارون کو زیادہ پانی پینے اور زمین کے کم کرنے پر برانگیختہ کرتا تھا
اور اسکا یہ منشا تھا کہ پانی زیادہ پینے سے نفس کو ضعف اور شہوات کی موت
اور قوت کی شکستگی ہوتی ہی - اور افعال صوفیہ سے ہی کہ وضو کے لیے پانی
موجود رکھنے مین احتیاط کرین - نقل ہی کہ ابراہیم خواص کبھی جنگل مین جاتے
تو اُنکی صرف ایک مشک پانی کی جاتی تھی اور بسا اوقات پانی نہ پیتے مگر قدرے
قلیل اور وضو کے لیے بچا رکھتے اور کہتے ہین کہ وہ مکہ سے کوفہ کو جاتے اور اُسے
تیمم کی حاجت نہوتی اسواسطے کہ وضو کے لیے پانی محفوظ رکھتے اور تھوڑے پانی
پینے کے لیے قناعت کرتے - اور کہا گیا ہی کہ جب تم صوفی کو دیکھو کہ اسکے پاس
مشک یا کوزہ نہین ہی تو جاننا چاہیے کہ اُسنے نماز کے ترک کا عزم کرنا چاہا یا انکار
کیا - اور بعضے صوفیہ کی حکایت ہی کہ اُسنے اپنے نفس کی تادیب طہارت مین
کی ہی اس حد تک کہ وہ ایک ساعت فقرا کے پیچھے کتنے ہی روز قیام کیا اور
وہ ایک گھر مین جمع تھے سو کسی نے اُنہین سے نہین اُسکو دیکھا کہ وہ بیت الخلا
مین گیا اسواسطے کہ وہ قضاے حاجت اُسوقت کرتا جبکہ اُس جگہ کوئی نہوتا

نفس کی تادیب کا ارادہ کرتا - اور مذکور ہی کہ خواص نے اسی کے مسجد جامع مین پانی
کے اندر وفات کی اور یہ اس سبب سے ہوا کہ اُسکو اسہال کا عارضہ تھا اور جب کہ
وہ اُٹھتا تو پانی مین جاتا اور اپنے تئین غسل دیتا سو ایکبار پانی مین گیا اور اُسمین
مر گیا - یہ سب کچھ اہتمام وضو اور طہارت کی حفاظت کے لیے تھا - اور منقول ہی کہ
ابراہیم ادہم بھی قیام اور تہجد نشست کرنے والے وضو اور طہارت کے تھے سو
ایک رات مین کچھ اوپر ستر دفعہ اُٹھے اور ہر دفعہ تازہ وضو کرتے تھے اور دو رکعت نماز
پڑھتے تھے - اور مذکور ہی کہ بعضے صوفیہ نے اپنے نفس کو ادب دیا یہان تک کہ جس
سے ریح خارج نہ ہوئی مگر بہار کے وقت ادب سے خلوت مین کرتا تھا - اور وضو
کے بعد اعضا کا پوچھنا ایک گروہ نے مکروہ جانا ہی اور کہا ہی کہ وضو کا پانی وزن
کیا جائیگا اور بعض صوفیہ نے اُسکو جائز رکھا ہی اور اُنکی دلیل وہ ہی جو حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس ایک پیوند لگا ہوا کپڑا تھا کہ اُس سے وضو کے بعد آپ اعضا
کا پانی خشک کرتے تھے - اور معاذ بن جبل نے روایت کی ہی کہا مین نے دیکھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ جب آپ وضو کرتے تو اپنے مُنھ کو اپنے
کپڑے کے کنارے سے ملتے تھے - اور نہایت درجہ کوشش صوفیہ کی باطنون
کی طہارت مین صفات ردیہ اور اخلاق ذمیمہ سے ہی نہ حد درجہ کی کوشش
طہارت ظاہر مین اُس مرتبہ تک کہ حد علم سے باہر نکل جائے اور حال یہ ہی کہ عمر
رضی اللہ عنہ نے نصرانیہ کے گھڑے سے وضو کیا ہی باوجود یکہ وہ لوگ شراب
سے پرہیز نہین کرتے اور جریان اور ظاہر اور اصل طہارت پر کیا ہی اور اصحاب

رسول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بغیر مصلے کے نماز پڑھا کرتے اور ننگے پانوں
راہوں میں چلتے پھرتے تھے اور ہر آئینہ سوتے وقت اپنے اور مٹی کے درمیان
کسی چیز کو حائل نکرتے اور استنجے میں بعض اوقات صرف ڈھیلے اور پتھروں
پر اقتصار کرتے تھے اور انکا کام ظاہری طہارت میں تساہل اور سہل انگاری
پر ہوتا تھا اور باطنی طہارت میں بڑی جد وجہد کرتے تھے اور ایسا ہی صوفیہ کا
شغل ہی اور کبھی کبھی بعض اشخاص میں بڑی شدت طہارت کی ہوتی ہی اور اُسکی
وجہ نفس کی رعونت ہوتی ہی پس اگر اُسکا کپڑا میلا ہو گیا تو وہ تنگ دل ہوتا ہی اور
وہ پروا اسکی نہین کرتا جو اُسکے باطن مین کینہ اور بغض اور کبر و غرور اور ریا اور نفاق
سے ہی اور شاید اُس شخص کو جو ننگے پانوں زمین پر پھرتا ہی بُرا جانتا ہی حالانکہ شرع
نے اُسکی اجازت دی ہی اور اُسکو بُرا نہین سمجھا کہ وہ غیبت کا کلمہ کہے جس سے
دین اسکا خراب خستہ ہوتا ہی اور یہ سب اسوجہ سے ہی کہ علم کم ہی اور اُن سچون کی
صحبت سے ادب کا سیکھنا چھوڑ دیا ہی جو علماے راسخ ہین اور کثرت مالش کو
استبرا مین مکروہ جانتے ہین اسواسطے کہ وہ اکثر رگون کو سُست کرتی ہی اور پیشاب
کو بند نہین کرتی درحالیکہ افراط سے قطرے اُس سے پیدا ہوتے تھے اور وضو
و طہارت مین حکایات متصوفہ سے یہ ہی کہ ابو عمر زجاجی مکہ مین تیس برس مجاور
رہا اور وہ کبھی حرم مین قضاے حاجت نہ کرتا و بیرون حرم جایا کرتا اور
اغلب درجہ دو رہ ڈھائی کوس تھا۔ اور کہتے ہین کہ بعضون کے منھ پر زخم تھا
جو بارہ برس تک نہین بھرا اور اچھا نہوا اس سبب سے کہ پانی اُسکو مضر
تھا اور باوجود اسکے وہ تازہ وضو کرتا ہر فرض کے وقت نہ چھوڑتا تھا اور بعضے

انہیں ایسے تھے کہ انکی آنکھ میں پانی اتر آیا اور لوگ انکے پاس طبیب کو لائے
اور اسکیلیے بہت سامان خرچ کیا تاکہ اسکی دوا کرے تو طبیب نے کہا کہ دوا
بہت دنوں تک ترک وضو کی محتاج ہی اور پیٹ کے بل لیٹا رہے پس دوا نہین
کی اور بینائی کا جاتا رہنا ترک وضو پر اختیار کیا

چھتیسوان باب فضیلت نماز اور اسکی بزرگی شان کے بیان مین ہی

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہی کہ ہر گاہ خداے تعالی نے جنت عدن کو پیدا کیا اور اسمین وہ
چیزین پیدا کین جنکو نہ آنکھون نے دیکھا اور نہ کانون نے سنا اور نہ کسی بشر کے
دل مین مخطور ہوئین اس سے فرمایا کہ اے جنت کلام کر تو اسنے تین بار کہا
قد افلح المومنون الذین ہم فی صلاتہم خاشعون یعنی البتہ چھٹکارا پایا ان
مومنون نے جو نماز اپنی مین عاجزی کرنے والے اور گڑگڑانے والے ہین
اور نمازیون کی فلاح مین کلام مجید کی شہادت ہی - اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئے جبرئیل میرے پاس آفتاب چھپنے کے وقت
اور میرے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی اور بعضون نے کہا ہی کہ صلوۃ مشتق صلی
سے ہی اور وہ آتش ہی اور ٹیڑھی لکڑی جب کہ اسکے سیدھے کرنے کا
ارادہ کرین تو اسکو آگ دکھلاتے ہین پھر وہ سیدھی ہوتی ہی اور بندہ مین
کجی اسکے نفس کے سبب سے ہی جو برائی کا حکم دیتا ہی اور انوار ذات الہی
جل شانہ کے جو ایسے ہین کہ اگر اسکے پردے کو لے جائین تو جو پائین

اسکو جلا دیں اسیطرح مصلی شعلہ سطوت الٰہی اور عظمت ربانی سے وہ سینک پاتے ہیں جس سے انکی کجی دور ہوتی ہے بلکہ اسکے بدولت معراج اسکا متحقق ہوتا ہے تو مصلی کی وہی مثل ہے جیسے آگ سے کوئی سینکتا اور تاپتا ہے اور جس شخص نے صلوٰۃ کی آتش سے سینک حاصل کی اور اسکے سبب کجی اسکی زائل ہو گئی وہ جہنم کی آتش پر عرض نہیں کیا جاے گا مگر یہ کہ قسم پوری ہو جاے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق عزوجل کہتا ہے کہ میں نے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نماز کو آدھوں آدھ تقسیم کر دیا تو جسوقت بندہ کہتا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ عزوجل فرماتا ہے مجھے میرے بندہ نے بزرگ گردانا اور عظمت و مجد میری کی پھر جب اس نے کہا الحمد للہ رب العالمین تو اللہ تعالے فرماتا ہے میرے بندے نے میری حمد کی پھر جب کہا الرحمن الرحیم تو اللہ تعالی فرماتا ہے میرے اوپر میرے بندے نے ثنا کی پھر جب کہا مالک یوم الدین تو فرماتا ہے میرے بندہ نے میرے تفویض و سپرد اپنے تئیں کیا پھر جب کہا ایاک نعبد و ایاک نستعین اللہ فرماتا ہے یہ تو میرے اور میرے بندے کے بیچ میں ہے پھر جب کہا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ اللہ تعالی فرماتا ہے یہ میرے بندے کے واسطے ہے اور میرے بندے کے لیے سب کچھ ہے جو وہ مانگے پس نماز رب اور بندے کے درمیان ایک جوڑ اور وصل ہے اور جو جیز اسکے اور اللہ تعالی کے درمیان صلہ اور پیوند ہو تو بندہ کا حق یہ ہے کہ وہ خاشع اور گڑگڑانے والا ربوبیت کے دبدبے سے بندگی پر ہو اور پھر آئندہ وارد حدیث شریف میں ہوا ہے کہ اللہ تعالی جب کسی شے کے لیے تجلی فرماتا ہے تو وہ اللہ کے لیے خضوع اور خشوع کرتا ہے اور جو شخص

نماز میں وصال کے ساتھ متحقق ہوا اُسکے لیے افق سے نکلتی ہوئی تجلی چمکتی ہی تو وہ
خشوع اور فروتنی کرتا ہی اور نجات و رستگاری انھیں لوگوں کے لیے ہی جو اپنی نماز
میں گڑگڑاتے ہیں اور خشوع کے زوال سے فلاح کا بھی زوال ہوجاتا ہی اور اللہ تعالیٰ
فرماتا ہی اور کھڑا ہو تو میرے ذکر کے لیے اور جب نماز ذکر کے لیے ہوگی اُسمین کیونکر
بھول اور نسیان واقع ہوسکتی ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی نماز کے پاس نہ جاؤ
اُس حال میں کہ تم متوالے ہو یہان تک کہ جانو تم کہ تم کیا کہتے ہو پس جو شخص ایسا
ہو کہ جو کہے اور اپنے کہے کو جانتا نہو تو وہ کیا نماز پڑھنے کے قابل ہی درحالیکہ اللہ
تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہی سو متوالا ایک شخص کہتا ہی کہ عقل اُسمین حاضر نہیں اور
غافل نماز پڑھتا ہی کہ اُسمین بھی عقل حاضر نہین تو وہ ایک متوالے کی مثال ہی اور
غرائب تفسیر میں بعض نے بیان کیا ہی اس قول الٰہی کے معنی میں فاخلع نعلیک
انک بالواد المقدس طوی کہ مراد نعلیک سے تیرا قصد اپنی زوجہ اور گوسپند کے
ساتھ ہو تو پھر اسکے ساتھ اہتمام درحقیقت نماز میں ایک نقص ہی اور منقول ہی کہ
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آنکھیں نماز میں آسمان کی طرف اُٹھاتے تھے اور
داہنے بائیں دیکھتے تھے پھر جبکہ یہ آیت نازل ہوئی الذین ہم فی صلاتہم خاشعون
تو انھوں نے اپنے منھ اُس طرف کر لیے کہ جس طرف سجدہ کرتے تھے اور اسکے بعد
پھر نہیں روایت کی گئی کہ انہیں سے کوئی دیکھتا ہی مگر زمین کی طرف اور ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہاکہ جب بندہ
نماز میں کھڑا ہو تو اللہ تعالیٰ کے سامنے ہی سو جب اُسنے کسی کی طرف التفات
و توجہ کی تو اُسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کسکی طرف تو پھرا کیا وہ اک بہتر آدم

بہتر مجھسے تیرے لیے ہی میری طرف منہ کر کہ مین تیرے حق مین بہتر ہون اس شخص سے جسکی طرف مڑتا ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا کہ وہ نماز مین داڑھی سے کھیل رہا تھا تو فرمایا کہ اگر اس شخص کا قلب خشوع کرتا تو اُسکے جوارح بھی خشوع کرتے اور ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جسوقت تو نماز پڑھے تو صلوٰۃ مودع پڑھ پس مصلی اپنے قلب سے اللہ تعالی کی طرف سیر کرنے والا ہی کہ اپنی خواہش اور اپنی دنیا اور ہر ایک شی ماسوی اللہ کو وداع کرتا ہی اور صلوٰۃ لغت مین دعا ہی تو نماز پڑھنے والا اللہ تعالی سے دعا تمام اعضا و جوارح کے ساتھ کرتا ہی تو اُسکے سب اعضا زبان بنجاتے ہین جسکے ساتھ بندہ بظاہر اً اور باطناً دعا کرتا ہی اور ظاہر شریک باطن عاجزی اور سائل محتاج متضرع کی سی خوشامدی صورت بدنی مین ہوجاتا ہی پس جب کہ تمامہ دعا کرتا ہی تو اُسکا مالک قبول کرتا ہی اسواسطے کہ اُسنے وعدہ اُسکا فرمایا ہی اور کہا ہی کہ مجھسے دعا مانگو مین تمہارے لیے قبول کرونگا۔ خالد ربعی کہا کرتا کہ مجھے اس آیت اُدْعُونِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ نے تعجب مین ڈالا اور خوش کیا کہ اُنکو دعا کے لیے حکم دیا اور اُنسے اجابت کا وعدہ کیا کہ اُسکے درمیان کوئی شرط نہین ہی اور استجابت اور اجابت بندہ کی دعا کا نفوذ اور جاری ہونا ہی پس جو سچا دعا مانگنے والا اُس شخص کو جس سے وہ دعا مانگتا ہی چاہنے والا ہو اُسکے نور یقین سے دعا پردون کو چاک کرڈالتی ہی اور اللہ تعالی کے حضور مین حاجت کا تقاضا کرتی ہوئی جا کھڑی ہوتی ہی اور اس امت کو اللہ تعالی نے فاتحۂ کتاب یعنی سورۂ الحمد کے نازل کرنیکے ساتھ مخصوص کیا اور اُسمین دعا پر ثنا کو تقدیم ہی تاکہ وہ قبول جلد ہو اور وہ اللہ تعالی کی تعلیم اپنے بندون کو دعا کی کیفیت ہی اور فاتحۃ الکتاب وہ سبع المثانی یعنی سات

آیا ہو دوبارہ نازل شدہ اور قرآن عظیم ہو جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ۔ بعضون نے کہا ہو کہ مثانی اسواسطے نام اسکا رکھا گیا ہو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو مرتبہ نازل ہوئی ایک بار مکہ مین اور ایک بار مدینہ مین اور ہر ایک بار کہ وہ نازل ہوئی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دوسرا ہی فہم تھا بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہر بار کہ اسکو دوہرا کر دیر تک پڑھا کرتے تھے ایک اور ہی فہم ہوتا تھا اور یہی حال ان محقق نمازیون کا آپ کی امت مین سے ہو کہ انکو عجیب اسرار اسکے منکشف ہوتے ہین اور ہر ایک دفعہ انکے لیے موتی اسکے دریا کے چننے اور دیے جاتے ہین اور بعضون نے کہا ہو کہ مثانی اسکا نام اسواسطے رکھا گیا ہو کہ وہ دوسرے رسولون سے استثنا کی گئی اور انکو نہین عطا ہوئی اور وہ سات آیات ہین ۔ اور ام رومان نے روایت کی کہا ابو بکر نے مجھے دیکھا اور اسوقت مین نماز مین جھکتی تھی تو مجھے بہت جھڑکا قریب تھا کہ مین اپنی نماز سے پھر آؤن پھر کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو کہ آپ فرماتے تھے جب تم مین سے کوئی نماز مین کھڑا ہو تو چاہیے کہ اسکے اطراف یعنی ہاتھ پاؤن یہودیون کی طرح خم نہوں ہر آئینہ اطراف کا سکون نماز کے تکملہ اور تمامی سے ہو اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ اللہ تعالی کے ساتھ خشوع نفاق سے پناہ مانگو عرض کی گئی کہ خشوع نفاق کیا چیز ہو آپ نے فرمایا کہ بدن کا خشوع اور قلب کا نفاق ہو اور یہود کا جھکنا سو کہا گیا ہو کہ موسے علیہ السلام بنی اسرائیل سے ظاہر امور کا تعامل کرایا کرتے تھے اس چیز کی قلت سے کہ جو انکے باطن مین تھی تو وہ امور کی ہیبت دلانے

اُنکی عظمت کرا تے تھے اور یہی وجہ ہے اُسکی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ توریت
کو طلا سے محلی اور مذہب کیا جائے اور میرے قلب مین یہ القا ہوا اور اکثر
زیادہ درنا ہی کہ موسیٰ عزیز اُسکی نماز مین اور مناجات کے محل مین واردات نازل
ہوتی تھی تو اسکے سبب باطن اُسکا متوجہ کرتا تھا جیسے ایک سمندر ہو ٹھہرا ہوا کہ جبکہ
ہوا چلے تو لہرین تلاطم کرتی ہین سو موسیٰ علیہ السلام کا جھکنا اور خم کرنا دریائے قلب
کی لہرون کا تلاطم تھا جبکہ اُسپر فضل اور مہربانی کی ہوائین چلتی ہون اور بسا اوقات
روح حضرت الٰہی کی طرف جھانکتی ہی تو وہ اوپر کو ہلتی ہی اور قالب کو اُس سے
ہٹا جوڑتی اور میل جول ہی اسو اسطے قالب بیقرار ہوتا اور ہلاتا ہی اور روح وہاب
کھاتا ہی سو یہود نے اُسکے ظاہر کو دیکھا تو وہ جھکنے اور ہلنے لگے بدون اُسکے
کہ باطنون کو اُنکے اس کیفیت سے بہرہ ہو اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا انکار کرتے ہوے اُن لوگون پر جو وسوسہ ورتے ہین کہ اسی طرح
اللہ تعالیٰ کی عظمت بنی اسرائیل کے دلون سے جاتی رہی یہان تک کہ اُنکے
بدن حاضر رہے اور دل اُنکے غائب ہوگئے اللہ تعالیٰ نہین قبول کرتا اُس شخص کی نماز
کو جسمین اُسکا قلب حاضر نہو جسطرح کہ اُسکا بدن حاضر ہوتا ہی اور ہر ایک آدمی ہمیشہ
نماز پڑھا کرتا ہی اور اُسکے لیے دسوان حصہ بھی نہین لکھا جاتا جبکہ اُسکا دل بھولا ہوا
اور کھیلتا ہوا ہو - اور جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نماز فرض کی ہین اور
ہر ایک سنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ نماز ستون دین کا ہی تو جسنے
نماز کو چھوڑ دیا تو وہ کافر ہوگیا تو نماز سے بندگی اور عبودیت کی تحقیق اور اثبات ہی
اور حق ربوبیت اور تمام عبادات کا ادا کرنا سو صلوٰۃ کی تحقیق کے وسائل مین سے ہی

بن عبداللہ نے کہا ہی کہ بندہ سنن موکدہ کا تکمیل فرائض کے لیے محتاج ہی اور تکمیل سنن کے لیے نوافل کا اور تکمیل نوافل کے لیے آداب کا محتاج ہی۔ اور ادب سے ایک ترک دنیا ہی۔ اور جو چیز کہ اسکا ذکر سہل نے کیا ہی وہ معنی اس قول کے ہین جو عمر نے منبر پر کہا ہی کہ آدمی اپنے بال اسلام مین سفید کر دیتا ہی اور حال آنکہ اللہ تعالے کے واسطے اسنے نماز کو کامل نہین کیا سوال کیا گیا کہ یہ کیونکر اور کیا بات ہی فرمایا کہ نماز مین اسکا خشوع اور تواضع اور اللہ تعالی کی طرف اسکی رجوع پوری اور کامل نہین ہوتی۔ اور احادیث مین ہر آئینہ وارد ہوا ہی کہ جب نماز مین بندہ کھڑا ہو تو اللہ اس حجاب کو جو اسکے اور اسکے درمیان ہی اٹھا دیتا ہی اور اسنے وجہ کریم سے اسکے روبرو ہوتا ہی اور ملائکہ اسکے دونون شانون کے پاس سے ہوا کی طرف کھڑے ہوتے اور اسکی صلوۃ کے ساتھ صلوۃ پڑھتے ہین اور اسکی دعا پر آمین کہتے ہین اور مصلی کی یہ حالت ہوتی ہی کہ قبولیت اور خوشنودی آسمان کے اوپر سے اسکے سر پر نثار کیجاتی ہی اور اسکو منادی پکارتا ہی کہ اگر نمازی کو معلوم ہوتا کہ کسکے ساتھ مناجات اور سرگوشی کرتا ہی تو وہ التفات نہ کرتا اور وہ منھ پھیرتا اور ہر آئینہ نمازیون کے لیے اللہ تعالے نے ہر ایک رکعت مین جمع کیا ہی اُن چیزون کو جو اہل آسمانون پر تقسیم کیا ہی اور اللہ تعالے کے واسطے بہت سے ملائک ہین رکوع مین کہ وہ جب سے اللہ تعالی نے انکو پیدا کیا ہی قیامت تک رکوع سے نہین اُٹھے اور اسی طرح سجدہ مین اور قیام اور قعود مین ہین اور بندہ حاضر اور آگاہ بیدار اپنے رکوع مین اُنمین سے راکعین کی صفت سے متصف ہوتا ہی اور سجدے مین ساجدین کی صفات سے اور ہر ایک ہیئت مین یہی اُسکا حال ہی اور وہ بندہ گویا اُن فرشتون

مین سے ایک درجہ انکے درمیان مین ہوتا ہی اور غیر فرائض مین مصلی کے سزاوار ہی کہ وہ
اپنے رکوع مین تلبث اور درنگ کرے رکوع سے لذت اُٹھاتا ہو اور فع سے غیر متہم ہو
اور اگر ماندگی بحکم خلقت اور بشریت اُسمین راہ پائے تو اُس سے استغفار کرے
اور اس ہیئت کی استدامت اور استمرار کرے اور تاکہ مین اسکے رہنے کر خشوع
کا مزہ چکھے جو اس ہیئت کے لائق ہو تاکہ اُسکا قلب ہیئت کے رنگ پر آجائے
اور بسا اوقات سچے رکوع کرنے والے کو اپنے تئین دیکھو پڑتا ہی کہ اُسکا قصد رکوع اور
سجود کی حالت مین اسپر سبقت لے گیا ہی کہ اُس رکوع یا سجود سے اُٹھے جبتک
کہ وہ ہیئت خاص اپنا پورا حق کرے تو اُسکا قصد کرنا اس ہیئت مین مستغرق
اُسمین ہوتا ہی اور اُسی کے ساتھ مشغول رہتا ہی فارغ اُن ہیئتون سے جو اس
ہیئت کے سوا ہین۔ تو اُس سے زیادہ حظ اُسکو ہر ایک ہیئت کی برکت سے مزید
ہوتا ہی اسواسطے کہ عجلت جسکا تقاضا طبیعت کرتی ہی باب فتوح کو بند کردیتی ہی اور
نفحات الٰہیہ کے مہکنے کے مقامات مین قرار پاتا ہی یہان تک کہ بندہ کا نصیب وحظ
پورا اور کامل ہوجاتا ہی اور اُسوقت اُسکے آثار حسن موانست جو اُس سے محو ہوجاتے ہین
اور وصال کے مقام مین قرار پاتا ہی۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ نماز مین چار ہیئت ہین
اور چھ ذکر ہین۔ سو چار ہیئت قیام اور قعود اور رکوع اور سجود ہین اور چھ ذکر یہ
ہین تلاوت تسبیح تحمید استغفار دعا درود نبی علیہ الصلوۃ والسلام پر تو یہ سب
عشرۂ کاملہ ہوئے کہ یہ دس ملائکہ کی دس صفتون پر منقسم ہین کہ ہر ایک صف دس
ہزار کی ہی پس دو رکعتون مین وہ چیزین جمع ہوتی ہین جو ایک لاکھ فرشتون پر
منقسم ہین۔

سینتیسواں باب اہل قرب کی نماز کے وصف مین

اور اس فصل مین ہم نماز کی کیفیت اُسکی ہیئتون و شرطون اور آداب ظاہری اور
باطنی کے ساتھ پوری پوری اس انتہا درجہ تک کہ ہمارا فہم و علم اُسکو علی الوجہ پہونچا کر
ہر ایک چیز مین اس سے نقل اقوال سے قطع نظر کرکے بیان کرینگے اسواسطے کہ اسمین
کثرت ہی اور حد ایجاز و اختصار سے مقصود باہر نکل جائے گا اور اللہ ہی کے ساتھ
توفیق ہی - بندہ کو سزاوار ہی کہ نماز کے لیے اُسکے وقت آنے سے پہلے وضو کی
طہارت کرے اور وضو کو نماز کے وقت آنے پر نہ ڈالے اسواسطیکہ یہ امر نماز کی محافظت
سے ہی اور وقت کے پہچان مین زوال اور تفاوت اقدام کی پہچان کی حاجت ہوگی
اسواسطے کہ دن کبھو بڑا ہوتا ہی اور کبھو چھوٹا ہوتا ہی اور زوال معتبر اسطرح ہی کہ سایہ
جبتک کم ہوتا رہے تو وہ نصف اول دن کا ہی اور جب سایہ مین کمی شروع ہوگی
تو زوال نصف آخر دن کا ہی اور پھر اتنا سورج ڈھل گیا یہ قاعدہ زوال کی پہچان
کا ہی اور جب زوال پہچانا گیا اور یہ کہ سورج کتنے قدم پر ڈھلتا ہی تو وقت ظہر کا
اول اور اُسکا آخر اور عصر کا وقت پہچانا جائے گا اور منازل کی شناخت کی
حاجت ہوتی ہی تاکہ فجر کا طلوع معلوم ہو اور اوقات شب کے دریافت ہون اور
شرح اسکی طولانی ہی اور اسکی ضرورت ہوگی کہ اُسکے لیے ایک باب جداگانہ ہو پس
جب نماز کا وقت آوے پہلے سنت موکدہ پڑھے اسمین سر اور حکمت ہی یہ امر اور
اسمین زیادہ دونا ہی اس لیے کہ بندہ کے باطن مین پراگندگی اور اُسکی امنگ ہلکی بھٹکی
ہو جاتی ہی جب کہ لوگون کے ساتھ میل جول یا معاش کے کامون مین مشغول

یا بھول چوک جو خلقی طور پر رہے یا عادت کے موافق کھانے یا سونے کی طرف ہمت اسکی مصروف ہو اسکو مبتلا کرے سو جبکہ پہلے سنت پڑھے گا تو اسکا باطن نماز کی طرف کھینچتا ہی اور مناجات کے لیے وہ آمادہ ہوتا ہی اور سنت موکدہ سے اثر اسکی غفلت اور کدورت کا باطن سے جاتا رہتا ہی اور باطن میں صلاحیت آجاتی ہی اور فرض کے لیے مستعد اور آمادہ ہو جاتا ہی تو سنت ایک مقدمہ صالحہ ہی جس سے برکات آتا رہی جاتی ہین اور نفحات کو راہ ملتی ہی اسکے بعد فرض کے وقت اللہ تعالی کے ساتھ توبہ نئے سر سے کرے ہر گناہ سے جو اسنے کیا ہو اور گناہون سے عام ہین اور خاص ہین سو عام تو کبیرہ اور صغیرہ ہین جنکی طرف شرع نے اشارہ کیا ہی اور کلام اللہ اور حدیث مین آیا ہی اور خاص حال شخص کے گناہ ہین پس ہر شخص خواہ کوئی ہو اسکے حال کی صفائی کے موافق کچھ گناہ اسکے ہوتے ہین کہ جو اس کے حال کو چھو جاتے ہین اور انکو صاحب حال جانتا ہی اور کہا گیا ہی کہ ابرار لوگون کے حسنات مقربین کے سیآت ہین۔ پھر نماز جماعت بغیر نہ پڑھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جماعت کی نماز منفرد کی نماز سے ستائیس درجہ فضیلت مین زیادہ ہی پھر قبلہ کی طرف ظاہر مین منھ کرے اور درگاہ الٰہی کی طرف باطن مین توجہ کرے اور قل اعوذ برب الناس پڑھے اور اپنے دل مین آیت توجہ کہے یعنی اِنِّی وَجَّہْتُ وَجْہِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ اور یہ توجہ نماز سے پہلے ہی اور یاری اور کشود کی طلب اسکے ظاہر کے منھ کے لیے قبلے کی طرف پھرنے کے ساتھ ہی اور تخصیص اسکے جہت کی توجہ کے ساتھ نماز کی جہت کے علاوہ ہی بعد ازان دونون ہاتھ

دونون شانون کے برابر اُٹھائے اسطرح سے کہ اُسکی دونون ہتھیلیان برابر اُسکے دونون
شانون کے ہووین اور اُسکے دونون انگوٹھے اُسکے دونون کان کی لَو کے پاس
ہون اور اُنگلیون کے سرے کانون کے ساتھ ہون اور اُنگلیان آپس مین ملی ہوئی
ہون اور جو اُنکو کھلی ہوئی رکھے تو بھی جائز ہی اور ملانا اولی ہی اسواسطے کہ بعضون نے
کہا ہی کہ نشر کھولنا ہتھیلی کا ہی نہ انگلیون کا کھولنا ہی اور تکبیر کہے اور اکبر کی
ب اور ر کے بیچ مین الف کو نہ لائے اور اکبر کو جزم سے کہے اور اللہ کی لفظ مین
مد کرے اور آگے نہ بڑھائے اور اللہ کی لفظ مین پیش کو زیادہ نہ بڑھائے اور تکبیر شروع
نہ کرے الا اُسوقت کہ دونون ہاتھ دونون شانون کے برابر ٹھہر جائین اور اُن
دونون ہاتھون کو تکبیر کے جھٹکے بغیر چھوڑے سو وقار یہ ہی کہ جب قلب کو سکون و قرار
ہو جائے تو اُسکے ساتھ اعضا اور جوارح قلب کی شکل بنجائین اور دلی اور ہوب
کے ساتھ قوت پائین اور نماز کی نیت و تکبیر کو اسطرح ملائے او جمع کرے کہ تکبیر کی حالت
مین اُسکے قلب سے یہ بات جاتی نہ رہے کہ وہ یہ نماز البتہ پڑھتا ہی - جنید سے حکایت
کی گئی ہی کہ اُنسے کہا ہر ایک شی کے لیے ایک خالص اور برگزیدہ اُسکا ہی اور نماز کا
صفوہ تکبیر اولی ہی اور وجہ اسکی کہ تکبیر اولی صفوہ ہی اسکے سوا نہین کہ وہ محل
نیت اور ابتدا سے نماز ہی - ابو نصر سراج کا قول ہی کہ مین نے سالم سے سُنا ہی کہ وہ
کہتا تھا کہ نیت اللہ کے ساتھ اللہ کے واسطے اور اللہ کی طرف سے ہی اور آفتین جو
بندہ کی نماز مین نیت کے پیچھے دشمن اور دشمن کے حصہ کی اگرچہ کتنی ہی زیادہ ہون
اُس نیت کے ہم وزن نہین ہوتین جو اللہ کے واسطے اللہ کے ساتھ ہون اور
ہر چند وہ کتنی ہی قلیل ہو - اور ابو سعید خراز سے پوچھا گیا کہ نماز مین کس طرح

داخل ہونا چاہیے تو اُسنے کہا کہ تو اللہ تعالی کے حضور مین اسطرح آ و نے کہ قیامت کے
روز اُسکے سامنے حاضر ہوا ور اللہ تعالی کے روبرو اسطرح کھڑا ہو کہ تیرے اور اُسکے
درمیان کوئی ترجمان نہو اور وہ تیرے سامنے ہو اور تو اس سے بات چیت کرے اور تو
جانے کہ جسکے سامنے تو کھڑا ہوا ہے وہ بڑا بادشاہ ہے - اور بعضے عارفون سے پوچھا گیا کہ
آپ کسطرح تکبیر اولے کہتے ہین تو کہا جب تو اللہ اکبر کہے تو چاہیے کہ تیرے ساتھ لفظ اللہ
مین تعظیم الف کے ساتھ اور ہیبت لام کے ساتھ اور مراقبہ و قرب ہا کے ساتھ ہو -
اور جاننا چاہیے کہ آدمیون مین سے بعضے وہ ہوتے ہین کہ جب اُسنے کہا اللہ اکبر تو وہ عظمت
اور کبریا مین غائب ہو گیا اور نور سے اُسکا باطن معمور ہو گیا اور تمام دنیا اُسکے شرح
سینہ کی فضا مین ایک رائی کے دانہ کے برابر ہو گئی جو کہ دشت و بیابان کی زمین
مین ہو پھر وہ رائی کا دانہ جھٹکا دیا گیا تو وہ کیا وسوسہ اور حدیث نفس سے ڈرے گا
اور کیا وہ دل مین دنیا سے خیال کریگا جو رائی برابر ہو گئی پھر وہ جھٹکا دی گئی پس
ایسے بندے کو وسوسے اور حدیث نفس کسطرح مزاحمت کریگی اور حال آنکہ مشاہدہ عظمت
اور اُسمین بودگی وجودیت سے غت بت ہو گئی ماسوا اسکے کہ کمال لطافت حال کے
روح مشاہدہ عظمت کے ساتھ مختص ہوتی ہے اور قالبیت کے ساتھ متمیز ہوتا ہے
تو نیت اپنی بہت لطیف صفات کے ساتھ موجود ہوتی ہے کہ نور عظمت مین ایسی
مندرج ہوتی ہے جیسے ستارے آفتاب کے نور مین مندرج ہوتے ہین پھر اپنے
داہنے ہاتھ سے بایان ہاتھ اپنا پکڑے اور اُن دونون کو سینہ اور ناف کے درمیان
اور داہنے کو اُسکی کرامت کے سبب بائین کے اوپر رکھے اور کلمہ کی اُنگلی اور بیچ کی
اُنگلی کو کلائی پر کھینچے اور دونون طرف سے تینون باقی اُنگلیون کے ساتھ

بائیں ہاتھ کو پکڑے۔ اور پھر امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر یعنی
فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ فرمایا ہی کہ وہ داہنے ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر سینہ کے نیچے ہو اور یہ اسلیے
کہ سینہ کے نیچے کو عرفاً نحر کہتے ہیں یعنی اپنا ہاتھ نحر پر رکھ۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہی وانحر
یعنی قبلہ کی طرف اپنے پیش سینہ سے رخ کر اور اسمیں ایک راز مخفی ہی جو پردہ ہائے
غیب کے اس طرف مکشوف ہوتا ہی اور وہ یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت لطیف کے
ساتھ آدمی کو پیدا کیا اور اسکو شرف دیا اور بزرگ کیا اور اسکو اپنی نظر کا محل اور
وحی کا مورد و گاہ بنایا اور وہی زمین و آسمان کی مخلوقات کا زبدہ اور انتخاب کیا
روحانی ہی اور جسمانی ارضی ہی اور سماوی بہت قامت اور مرتفع صورت سو اسکے
اوپر نصف دل کی حد سے ہی جسمیں اسرار سماوی امانت رکھے گئے ہیں اور اسکے نیچے
کا نصف سو اسمیں زمین کے اسرار رکھے ہوے ہیں سو اسکے نفس کا محل اور مرکز
نصف اسفل ہی اور اسکی روح روحانی اور قلب کا محل نصف اعلیٰ ہی تو روح کے
جذبات نفس کے جذبات سے مقابلہ اور محاربہ کرتے ہیں اور انکی مدافعت اور
انکے باہم غالب مغلوب ہونے کے اعتبار سے فرشتہ اور شیطان کی آمد و رفت
ہوتی ہی اور نماز کے وقت زیادہ تطارد اور مقابلہ ہوتا ہی سو اسلیے ایمان و طبیعت میں
باہم کشمکش ہوتی ہی اس حالت میں نمازی جسکا قلب سماوی ہوگیا ہی فنا و بقا کے
درمیان آمد و شد کرنے والا مکاشف ہوتا ہی اس سبب سے کہ نفس کے جذبے اپنے
حرکت سے بلندی کو جاتے ہیں اور جوارح اور انکی گردش اور حرکت کے لیے باطن کے معانی کے
ساتھ ارتباط اور موازنہ ہی پس داہنے ہاتھ کے بائیں پر رکھنے سے نفس کا اپنے بازوون
کی اونچی چڑھائی سے باز رہنا اور رک جاتا ہی اور اسکا نشان وسوسہ کے دفع

ہونے اور حدیث نفس کے موقوف ہونے سے نماز میں ظاہر ہوتا ہی۔ پھر جبکہ روح کے
جذبے غالب ہوتے ہیں اور وہ سر سے پانوں تک مالک ہو جاتی ہی اُسوقت کہ
انس کامل اور آنکھوں کی ٹھنڈک مقرر اور سلطان مشاہدہ غالب ہو تو نفس مقہور مذلل
ہو جاتا ہی اور روح نور سے اُسکا مرکز تابان اور روشن ہو جاے اور اُسوقت نفس کی
کشمکشین جاتی رہتی ہین اور جتنا کہ نفس کا مرکز نورانی ہوتا ہی اُسقدر عبادت کی گرانی اور
ماندگی دور ہو جاتی ہی اور اُسوقت نفس کے مقابلے اور داہنا ہاتھ بائین ہاتھ پر رکھنے
نفس کے جذبے روکنے سے بے پروا ہو جاتا ہی تو اُسوقت نمازی اسبال کرتا ہی یعنی ہاتھ
چھوڑ دیتا ہی اور شاید اسی واسطے اور اللہ دانا تر ہی وہ حدیث ہی جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہی کہ حضرت نے آپنے نماز پڑھی ہاتھ چھوڑکر اور وہ مالک رحمہ اللہ کا
مذہب ہی پھر پڑھے وجہت وجہی الآیۃ اور یہ توجہ اور رخ کرنا قلب کے منہ پاک صاف
کرنے کے لیے ہی اور وہ توجہ جو نماز سے پہلے تھی قالب کے منہ کے لیے تھی بعد از ان
سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک ولا الہ غیرک اللھم انت
الملک لا الہ الا انت سبحانک وبحمدک انت ربی وانا عبدک ظلمت نفسی واعترفت
بذنبی فاغفرلی ذنوبی جمیعا انہ لا یغفر الذنوب الا انت واھدنی لاحسن الاخلاق
فانہ لا یھدی لاحسنھا الا انت واصرف عنی سیئھا فانہ لا یصرف عنی سیئھا الا
انت لبیک وسعدیک والخیر کلہ بیدیک تبارکت وتعالیت استغفرک
واتوب الیک ۔ اور اپنے قیام مین اپنے سر کو جھکائے رکھے اور نظر اُسکی
سجدہ کی جگہ کی طرف رہے اور قیام قد کے سیدھے ہونے سے پورا اور
کامل ہوتا ہی اور تھوڑا جھکاؤ بھی جو دونوں انوار ہی گاہ اور بدن کے موثر ہونیکے

مقامون مین ہر وہ شب دور کرے اور ایسا کھڑا ہو کہ گویا اپنے تمام بدن سمیت
زمین کی طرف دیکھ رہا ہے سو یہ تمام بدن اجزا کے خشوع سے ہے اور قلب مین خشوع
ہونے سے بدن مین خشوع پیدا ہوتا ہے اور دونون قدم کے درمیان چار انگلیون
کے برابر فرق رکھے اسواسطے کہ دونون ٹخنون کا مل جانا صفد اور قید ہے جو ممنوع
ہے اور دو پانون مین سے ایک کو نہ اٹھائے اسواسطے کہ وہ صفن ہے جس سے منع کیا ہے
(صفن گھوڑے کا تین پانون پر کھڑا ہونا اور چوتھے پانون کا سم زمین پر ٹکانا)
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفن اور صفد سے نہی فرمائی اور ہر گاہ
صفن ممنوع ہے تو ایک پانون پر بوجھ دینے مین ایک معنی صفن کے پائے جاتے ہین
پس اعتدال کی رعایت پوری دونون پانون پر بوجھ دینے مین ہے اور اشتمال صما
بھی مکروہ ہے اور وہ یہ ہے کہ نمازی اپنے ہاتھ کو اپنی چھاتی کی طرف نکالے اور سدل
سے اجتناب کرے اور وہ یہ ہے کہ اپنے جامہ کے کنارون کو زمین کی طرف لٹکائے
کہ اسمین تکبر کے معنے ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ یہ ہے کہ نمازی اپنے تئین
کپڑون مین لپیٹے اور ہاتھ اپنے جامہ کے اندر کرلے پھر رکوع کرے اور سجدہ
کرے ایسا ہی ہے اور اسی مین داخل ہے جب کہ اپنے دونون ہاتھ قمیص اور کرتہ
مین کرلے۔ اور کفت سے پرہیز کرے اور وہ یہ ہے کہ اپنے لباس کو سجدہ کے
وقت اپنے دونون ہاتھ سے اٹھائے اور اختصار مکروہ ہے اور اختصار اپنے
ہاتھ کا تہی گاہ پر رکھنا ہے۔ اور صلب مکروہ ہے اور وہ دونون تہی گاہ یعنی کوکھ
پر دونون ہاتھون کا پورا رکھنا ہے اور دونون بازو پسلیون سے علاحدہ کرے
سو جب کہ نماز مین کھڑا اس ہیئت سے ہو جسکا ہم نے ذکر کیا سب مکروہات سے

سیدھا ہوا تو پھر اُسنے قیام پورا اور کامل کیا پھر توجہ کی آیت اور دعا پڑھے جیسا کہ ہم نے
ذکر کیا ہی بعد اُسکے کہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اور اُسے ہر ایک رکعت مین
قرارت سے پہلے کہے اور سورۂ فاتحہ پڑھے اور مابعد فاتحہ کا پڑھے قلب کے حضور
اور قصد کی جمعیت اور دل و زبان کی موافقت سے جسمین حظ وافر قرب اور وصل
اور ہیبت اور عاجزی اور خوف اور تعظیم اور وقار اور مشاہدہ اور سرگوشی سے ہو
اور جب وہ امام ہو اور فاتحہ اور مابعد فاتحہ کے دوسرے سکوت مین اگر یہ پڑھے
اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَنَقِّنِیْ مِنَ
الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ
وَالْبَرَدِ۔ تو بہتر ہی اور اگر اُسکو پہلے سکوت مین پڑھے تو بہتر ہی حضرت نبی علیہ السلام
سے روایت کی گئی ہی کہ آپ نے اُسکو فرمایا ہی اور اگر نمازی اکیلا ہو تو اُسے قرارت
سے پہلے پڑھے اور بندہ سمجھے کہ اُسکی تلاوت زبان کی گویائی ہی اور اُسکے معنے
دل کی گویائی ہین اور ہر ایک مخاطب جو کسی ایک شخص سے اپنی زبان مین کلام
کرتا ہی اور اُسکی زبان اُس بات کی تعبیر کرتی ہی جو اُسکے دل مین ہی اور اگر متکلم کو
اُس شخص کا سمجھانا جس سے وہ کلام کرتا ہی دوسری زبان مین ممکن ہی تو ویسا کرتا ہی
ولیکن جہان فہمایش بغیر کلام کے متعذر ہو تو زبان کو ترجمان کرتا ہی سو جب کہ
زبان سے کہے اور قلب اُسکے موافق نہو تو زبان اُسکی ترجمان ہی اور نہ قاری
متکلم ہی جسکا یہ قصد ہو کہ اللہ تعالے کو اپنی حاجت سناوے اور نہ وہ اللہ
سبحانہ کی طرف کان رکھنے والا ہی جس سے کہ وہ اس مطلب کو سمجھے جسکا وہ طالب ہی
کرتا ہی اور اُسکے پاس زبان کی حرکت کے سوا اور کچھ نہین ہی ایسے قلب کے ساتھ

جو غافل ہو اُس مطلب کے قصد سے ہی جو وہ کہتا ہی تو یہ سزاوار ہی کہ وہ کلام کرنے والا
سرگوشی کے ساتھ ہو یا گہ سننے والا یا درکھنے والا ہو پس نماز میں خصوصیت والون کا
کم سے کم مرتبہ یہ ہی کہ تلاوت یعنی قرآن خوانی میں دل اور زبان دونوں جمع اور متحقق
ہون اور اسکے سوا اور احوال بھی خواص لوگون کے ہین جنکی شرح دراز ہی۔ بعض
صوفیہ نے کہا ہی کہ مین کبھی نماز مین نہین مشغول ہوا کہ اپنی قرأت کے سوا کسی
دوسری چیز نے مجھے بے آرام کیا ہو۔ اور عامر بن عبداللہ سے لوگون نے پوچھا کہ
آپ نماز مین دنیا کے کامون سے کچھ پاتے ہین تو کہا اگر نیزون کی نوک میرے
جسم مین چبھوئی جائین تو وہ مجھے زیادہ اس سے لگتی ہین کہ وہ مین پاؤن جو تم نماز مین
پاتے ہو۔ اور بعضے ایسے لوگ ہین کہ جب وہ اللہ کی طرف نماز مین متوجہ ہوتے ہین تو
انابت کے معنی کو پہونچتے اور اُس صفت کے مصداق ہوتے ہین اسواسطے کہ
اللہ تعالیٰ نے انابت یعنی رجوع الی الحق کو مقدم کیا ہی اور فرمایا ہی مُنِیبِینَ اِلَیہِ
وَاتَّقُوہُ وَاَقِیمُوا الصَّلوٰۃَ تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہی اور اللہ تعالیٰ سے
ڈرتا ہی اس طریقہ سے کہ وہ ماسوی اللہ سے بری دیدہ ہوتا ہی اور ایسے سینہ سے جو
اسلام کے ساتھ منشرح اور ایسے قلب کے ساتھ جو نور انعام سے کشادہ ہی نماز پڑھتا ہی
ایک کلمہ قرآن کا اُسکی زبان سے نکلتا ہی اور اُسکے تئین اپنے دل سے سنتا ہی پھر وہ
کلمہ ایسے قلب کی فضا مین گرتا ہی جہان اسکے سوا دوسری کوئی چیز نہین ہی تب اسکا
مالک قلب حسن فہم اور نعمت سماعت کی لذت سے سنجاتا ہی اور حلاوت استماع اور
یاد داشت کا حال سے شگوفہ سے نکل جاتا ہی اور اُسکے معنی لطیف اور فحوائے
شریف کا ادراک کرتا ہی اور وہ ایسے معانی ہین جو تفصیل ذکر سے لطیف ترین اور

فلک خفی کے ساتھ متشکل ہوتے ہیں اور معنی قرآن کا ظاہر قوت نفس تک جاتا ہی سو نفس منطبعہ
معانی قرآن کے ساتھ اپنی حدیث کا عوض اور بدل حاصل کرتا ہی اسواسطیکہ وہ معانی قرآنی
معانی ظاہرہ ہیں جو عالم حکمت اور شہادت کی طرف متوجہ ہیں جسکی مناسبت نفس سے
قریب ہی جو رسم حکمت کے قائم کرنے کے لیے بنایا گیا ہی اور قرآن کے معانی باطنی جسکے ساتھ
کشف عالم ملکوت ہوتا ہی قوت قلب ہی اور روح مقدس کو عظمت متکلم کے مطالعہ کے سبب
پھر اکثر پردہ ہاے جبروت تک پہونچاتے ہیں اور ایسے ہی مطالعہ کے باعث استغراق کمال
دریاہاے اشواق میں ہوتا ہی جیسا کہ مسلم بن یسار سے منقول ہی کہ اُسنے ایک روز مسجد
بصرہ میں نماز پڑھی اُسوقت مسجد کا ایک ستون گر پڑا جسکے گرنے کی آواز بازار والوں نے
سُنی اور وہ نماز میں کھڑا ہوا تھا اور اُسکو کچھ علم اسکا نہوا بعد ازان جبکہ رکوع کا ارادہ کرے تو
قراءت میں سے رکوع میں جاوے بعد ازان قدر کو جھکاتے ہوے رکوع کرے اور اُسوقت
آدھے نیچے کا بدن قیام میں بدستور اپنی حالت پر رہے بغیر اسکے کہ دونوں زانوؤں میں
کچھ خمیدگی اور جھکاؤ ہو اور دونوں کہنیوں کو علیحدہ اپنے دونوں پہلوؤں سے کرے
اور گردن کو اپنی پیٹھ کے دراز کرے اور اپنی ہتھیلیاں اپنے دونوں زانوؤں پر انگلیاں
کھولکر رکھے مصعب بن سعد نے روایت کی ہی کہ میں نے سعد بن مالک کے برابر نماز پڑھی
تو میں نے اپنے دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں اور رانوں کے بیچ میں رکھے اور اُنکو دونوں
کو ملا دیا تو میرے ہاتھوں پر ضرب دی اور کہا اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے دونوں
زانوؤں پر رکھو اور کہا اے فرزند ہم بھی ایسے ہی کرتے تھے تو ہمیں حکم دیا گیا کہ
گھٹنوں پر ہاتھوں کو رکھیں اور کہے سبحان ربی العظیم تین بار اور وہ کمال
اور پورے کا ادنے درجہ ہی اور پورا کامل یہ ہی کہ گیارہ بار کہے اور جس قدر

پڑھے تو اسوقت پڑھے کہ رکوع میں خلل در جائے گرفتہ ہو جائے اور بدون اسکے
کہ سر اٹھانے کے ساتھ اسکے آخر کو ملائے اور رکوع میں جانے کے لیے اور رکوع سے
سر اٹھانے کے لیے رفع یدین کرے یعنی دونوں ہاتھ اپنے اٹھائے اور اپنے رکوع
میں اپنے دونوں قدموں کی طرف دیکھتا رہے اسواسطے کہ وہ خشوع سے اقرب
ہے اور اسکی نسبت اولیٰ ہے کہ سجدہ گاہ کی طرف دیکھے اور سجدہ کے مقام اسی وقت دیکھے کہ جب
وہ قیام کرے اور تسبیح یعنی سبحان ربی العظیم کے بعد کہے اللھم لک رکعت ولک خشعت
وبک آمنت ولک اسلمت خشع لک سمعی وبصری وعظمی ومخی وعصبی اور قلب
اسکا رکوع کا رکوع کے معنی کے ساتھ متصف ہو جو تواضع اور فروتنی ہے بعد
ازاں سر اٹھاتے ہوئے کہے سمع اللہ لمن حمدہ اس حالت سے کہ اپنے دل
میں اس چیز کو جانتا ہو جو کہ وہ کہتا ہے پھر جب کہ وہ پورا کھڑا ہو جائے تو پھر
کہے اور کہے ربنا لک الحمد ملء السموات وملء الارض وملء ما شئت من شیء بعد
بعد اہل الثناء والمجد احق ما قال العبد وکلنا لک عبد لا مانع لما اعطیت
ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد اور اگر نوافل میں قیام کو رکوع
سے سر اٹھا کر طول دے تو چاہیے کہ یہ کہے لربی الحمد دوبارہ اور سہ بارہ جب تک کہ چاہے
مگر فرض میں طول میں زیادہ حد سے نہ دے اور رکوع سے سر اٹھانے میں اسی پر
قناعت کرے کہ اعتدال تمام کے ساتھ پیٹھ سیدھی کرے۔ حدیث میں
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوا ہے کہ حضرت آپ نے فرمایا ہے کہ
اللہ اس شخص کی طرف نہیں دیکھتا ہے جو رکوع اور سجود کے بیچ میں اپنی پیٹھ
سیدھی نہ کرے پھر سجدہ کرتے ہوئے گرے اور اس گرنے میں وہ پہلے

کرتا ہو اسید اور عاجز خشوع کرتا ہو اخبردار اس چیز سے جسمین وہ گرتا ہی اور جسکی طرف
وہ گرتا ہی اور جسکے واسطے گرتا ہی پس سجدہ کرنے والون مین سے بعضے وہ ہین جنکو
کشف اسکا ہوتا ہی کہ وہ حدود زمین کی طرف گرتا ہی ملک کے اجزا مین ناپدید ہو جاتا ہی
اس سبب سے کہ قلب اسکا حیا اور شرم سے بھرا ہوا ہی اور روح اسکی کبریائے الٰہی
آگاہ ہی جیسے کہ وارد ہوا ہی کہ ہر آئنہ جبرئیل علیہ السلام مشرق مین اپنے بازو سے
چھپ رہتے ہین اس وجہ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے شرماتے ہین۔ اور بعضے سجدہ
کرنے والون مین سے وہ ہین جنکو مکاشفہ اسکا ہوتا ہی کہ وہ اپنے سجدہ سے
بساط کون ومکان کو طی کرتا ہی اور قلب اسکا کشف وعیان کی فضا مین آزادانہ
سیر کرتا پھرتا ہی اور اسکے گرنے سے آسمانون کے طبق نیچے گرتے ہین اور اسکی
قوت شہود سے دنیا کی صورتین محو ہو جاتی ہین اور وہ ورائے عظمت کے کنارہ پر
سجدہ کرتا ہی اور یہ مرتبہ انتہا کا درجہ اسکا ہی جسکی طرف ہمت بشری کا پرند
پہونچتا ہی اور جسکو پہونچنے کے لیے قوت انسانی وفا کرتی ہین اور انبیا اور اولیا
مراتب عظمت اور اسکی کنہ کی آگاہی مین متفاوت ہین ہر ایک کو انمین سے اپنے
مرتبہ کے بقدر اس سے حظ حاصل ہی اور ہر ایک صاحب علم کے اوپر ایک علیم
ہی۔ اور سجدہ کرنے والون مین سے بعضے وہ ہین جسکا ظرف وسیع ہی اور اسکی
روشنی پھیلتی ہی اور دونون قسم سے بہرہ مند ہوتا ہی اور دونون بازوون کو
کھولتا ہی پھر وہ اپنے قلب سے اجلال تواضع کرتا ہی اور اپنی روح کے ساتھ کرامت
وافضال سے بلند ہوتا ہی سو اسکے لیے انس اور ہیبت اور حضور اور غیبت اور فرار
وقرار اور اسرار وجہار مجتمع ہو جاتے ہین سو وہ اپنے سجدہ مین دریائے شہود الٰہی

سنتا وری کرتا ہی ایک بال اُس سے سجدہ مین نہین پھرتا جیسا کہ سید البشر نے اپنے
سجدہ مین کہا سجد لک سوادی وخیالی وبقلبی سجد من فی السموات والارض
طوعا وکرھا۔ طوع یعنی انقیاد اور فرمانبرداری روح اور قلب کیلیے ہی اُس ایلیت
اور قابلیت کے سبب سے جو اُن دونون مین ہی اور کرہ یعنی رنج اور ناخوشی نفس
کی طرف سے اس سبب سے کہ اُسمین بیگانگی ہی اور اپنے سجدہ مین کہتے ہین بار
سبحان ربی الاعلی دس بار تک کہ وہ کمال ہی اور سجدہ مین کشادہ چشم رہے
اسواسطے کہ وہ دونون چشم سجدہ کرتی ہین اور گرنے مین اپنے دونون گھٹنے رکھے
پھر دونون ہاتھ اپنے رکھے پھر ماتھا اپنا اور پھر ناک اپنی رکھے اور سجدہ مین اپنی ناک
کی چوٹی کی طرف دیکھتا رہے اسواسطے کہ وہ سجدہ کرنے والے کیلیے زیادہ
خشوع کا درجہ ہی اور اپنی دونون ہتھیلیان خاص مصلے پر رکھے کپڑے مین اُنکو
نہ لپیٹے اور دونون ہتھیلیون کے بیچ مین اُسکا سر ہووے اور دونون ہاتھ اسکے
دونون شانون کے مقابل رہین نہ اُنکے داہنے طرف اور نہ بائین طرف اور تسبیح
یعنی سبحان ربی الاعلی کے بعد کہے اللھم لک سجدت وبک آمنت ولک اسلمت
سجد وجھی للذی خلقہ وصورہ وشق سمعہ وبصرہ فتبارک اللہ احسن الخالقین
اور امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم سجدہ مین اسکو کہا کرتے تھے اور اگر سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح
کہے تو اچھا ہی سعائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہی کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اسکو سجدہ مین کہا کرتے تھے۔ اور اپنی دونون کہنیان
سجدہ مین اپنے دونون پہلوؤن سے جدا رکھے اور اپنی انگلیون کا رخ سجدہ مین

قبلہ رو رکھے اور اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں انگوٹھے کے ساتھ ملائے اور اپنے
دونوں ہاتھ زمین پر نہ بچھائے بعد ازاں تکبیر کہتے ہوئے سر کو اٹھائے اور اپنے
بائین پاؤن کے اوپر بیٹھے اور داہنے پاؤن کو کھڑا رکھے اس طرح پر کہ انگلیوں کے قبلہ رو
ہووے اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانوؤں پر بے تکلف بغیر ملائے اور ملائے
رکھے اور کہے رب اغفرلی وارحمنی واہدنی واجبرنی وعافنی واعف عنی اور اس
نشست کو فرض مین زیادہ طول نہ دے مگر نوافل مین مضائقہ نہیں جبتک
اسکو رب اغفر وارحم مکرر کہتے ہوئے طول دے بعد ازان دوسرا سجدہ تکبیر
کہتے ہوئے کرے اور قعود یعنی نشست مین اقعا مکروہ ہے اور وہ اس مقام پر
اس معنی مین ہے کہ دونوں سرین اپنے دونوں پاشنوں پر رکھے اور جب دوسری
رکعت مین کھڑے ہونے کا ارادہ کرے تو آرام کے لیے جلسہ خفیفہ کرے اور
اسی طرح باقی رکعتوں مین کرے بعد اسکے تشہد کرے۔ اور نماز معراج ہے اور وہ
معراج مطلوب ہے اور تشہد قرارگاہ وصول کا ہے بعد ازانکہ قطع مسافت علوی
درجہ بدرجہ بطبقات آسمانی کی ہو اور انجذاب بردرگاہ الٰہی پر سلام ہے کہ
پس چاہیے کہ جو کچھ اسکو دل مین آئے اور جس سے کہتا ہے اسکے ساتھ باادب
رہے اور کیفیت عرض کو جانے اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے
اور اپنے دل کی آنکھوں کے سامنے انکو موجود جانے اور صالح بندگان الٰہی
پر سلام بھیجے پس اس صورت مین بندگان الٰہی سے کوئی بندہ آسمان و
زمین مین باقی نہیں رہتا مگر یہ کہ اسپر نسبت روحانی اور خاصیت فطری کے
ساتھ سلام بھیجے اور اپنا داہنا ہاتھ اپنی داہنی ران پر رکھے کہ انگلیاں

بند ہی ہوئی ہون مگر انگشت شہادت اور شہادت مین انگشت شہادت کو الا اللہ
کے اوپر اٹھانے نہ کلمہ نفی مین جو لا الہ کے اندر ہی اور اسی انگشت شہادت
کو سیدھا نہ اٹھائے بلکہ اسکا سرا ان کی طرف جھکا ہوا خمیدہ ہو سو یہ انگشت
شہادت خشوع کی صورت ہی اور خشوع قلب کی صراحت کی دلیل اسکی طرف ہی اور
اپنی نماز کے آخر مین دعا اپنی ذات اور مومنین کے لیے کرے اور اگر امام ہو تو
چاہیے کہ دعا مین متفرد اور تنہا نہو بلکہ اپنی ذات اور مقتدیون کے لیے دعا کرے
اسواسطے کہ امام جو نماز مین بیدار ہوشیار ہو ایک دربانی کی مثال ہی جو کہ سلطان
کے حضور مین حاضر ہو اور اسکے پیچھے اہل حاجت ہین کہ انکے لیے وہ دربان سوال
اور التماس کرتا ہی اور انکی حاجتون کو عرض کرتا ہی اور مومنین دیوار کی مثال
ہین کہ ایک دوسرے کو مضبوط اور مستحکم کرے اور اسی کے ساتھ اللہ تعالے
نے انکی تعریف اپنے اس قول سے فرمائی ہی کانہم بنیان مرصوص اور اس امت
کے وصف مین کتب سابقہ مین ہی کہ انکی صفوف نماز مین ایسی ہین کہ جیسے
صفوف انکی لڑائی مین ہین مروی ہی کہ معن ابن عیسیٰ نے کعب احبار سے
سوال کیا کہ توریت مین نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی پاتا ہی اسنے
جواب دیا کہ ہم اس طرح پاتے ہین کہ محمد بن عبد اللہ مکہ مین پیدا ہونگے اور
طیبہ کو ہجرت کرینگے اور ملک اسکا شام مین ہوگا اور وہ نہین ہی فحاش یعنے
بسیار زشت سخن و زشت گفتار اور نہ وہ بازارون مین سخاب یعنی چیخنے والا ہوگا
اور برائی کا بدلا برائی سے نہ کرے گا مگر وہ عفو کرے گا اور بخشا وے گا انکی امت کو جو
حمادون ہین کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور نرمی اور آسودگی مین کرینگے اور ہر ایک بلندی پر تکبیر

سے بزرگی اللہ تعالیٰ کی کرینگے اور اپنے ہاتھ پاؤن کا وضو کرینگے اور نصف
ساق تک ازار پہنینگے وہ اپنی نمازون مین ایسی ہی صف باندھینگے جیسی کہ وہ
اپنی لڑائی مین صفین باندھینگے انکی آوازین انکی مسجدون مین ایسی ہونگی کہ جیسے
شہد کی مکھیان بھن بھناتی ہین آسمانون کے درمیان مین آوازین سُنائی دینگی نماز
مین امام صف کا پیشوا شیطان کی لڑائی مین ہے تو وہ خشوع اور اداے مراتب
ادب کے ساتھ ظاہر اور باطن سب نمازیون سے اولی اور افضل ہونا چاہیے اور بیدار
ہوشیار نمازی کے جب ظاہر مجتمع ہونگے تو اُنکے باطن بھی مجتمع ہونگے اور باہم ایک
دوسرے یاوری اور مددگاری کرتے ہین اور ایک سے دوسرے کو اخذ انوار اور
برکات اور صحبت کرتے ہین بلکہ جسقدر مسلمان کہ زمین کی اطراف مین نماز پڑھنے
والے ہین قالب وسنت اسلام ورابطہ ایمان سے اُنکے درمیان باہمدیگر یاوری
اور امداد ہے بلکہ اللہ تعالیٰ بزرگ ملائکہ سے اُنکی امداد کرتا ہے جس طرح کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد ملائکہ نشان والون سے روز بدر کی تھی سو
انکی حاجتین شیطان کی لڑائی مین بڑھکر اُنکی حاجات سے ہین جو کفار کی لڑائی
مین تھین - اور اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے رجعنا
من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر ترجمہ ہم نے جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف
بازگشت کی پس اُنکو فرشتے ملاقی ہوتے ہین بلکہ اُنکے پیچھے انفاس سے افلاک
قائم ہین پھر جب کہ نماز سے باہر نکلنا چاہے اپنے داہنی طرف سے سلام پھیرے اور
سلام کرنے کے ساتھ ہی نیت کرے کہ وہ نماز سے باہر ہوتا ہے اور وہ سلام اُن شخصون
پر ہے جو حاضر ہین پرہیزگار مومنین سے ہین اور قوم جن سے جو مومن ہین اور اپنا

رخسارۂ دا ہنے طرف ظرف والون کیلیے گردن موڑنے سے ظاہر کرے اور اس سلام مین اور بائین طرف کے سلام کے درمیان مین فصل درعلاحدگی کرے اسواسطے کہ ہر ایک سہو وصلت سے نہی وارد ہوئی ہی اور سہو وصلت پانچ ہین دو اُنمین سے امام کے ساتھ مخصوص ہین اور وہ یہ ہی کہ امام تکبیر سے قرارت کو نہ ملائے اور رکوع کو قرارت سے نہ ملائے اور دو مقتدی پر ہین اور وہ یہ ہی کہ تکبیر اولی کو تکبیر امام سے نہ ملائے اور نہ اسکے سلام کو اپنے سلام سے ملائے اور ایک سہو وصلت دونون یعنی امام اور مقتدی پر ہی اور وہ یہ ہی کہ فرض کا سلام نفل کے سلام سے نہ ملائے اور سلام کو جزم سے پڑھے اور اُسکو بہت نکھینچے پھر سلام کے بعد دعا مانگے جو چاہے خواہ دنیا کا امر ہو یا اُسکے دین کا ہو اور سلام پھیرنے کے پہلے ہی نماز کے اندر دعا مانگے اسواسطے کہ وہ قبول ہوتی ہی اور جس شخص نے پانچون وقت کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی حقیقت مین بر و بحر کو عبادت سے بھر دیا اور تمام مقامات اور احوال کا نچوڑ اور زبدہ پانچون وقت کی نماز با جماعت ہی اور وہ سر دین ہی اور مومن کا کفارہ ہی اور خطاؤن کو محو کرتی ہی اسواسطے کہ ہمارے شیخ شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی رحمہ اللہ نے روایت بواسطے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی پانچون وقت کی نمازین خطاؤن کی کفارہ ہین اور پڑھو اگر تم چاہتے ہو

ان الحسنات یذہبن السیات ذلک ذکری للذاکرین

اڑتیسوان باب نماز کے اندر آداب اور اسرار کے بیان مین ہی

نمازی کے بہترین آداب سے یہ ہی کہ وہ کسی چیز مین دل بستہ نہو خواہ وہ چیز تھوڑی ہی ہو

یا بست ہو اسواسطے کہ عقلمندون نے ترک دنیا کو نہین کیا مگر اس لیے کہ وہ نماز کو ادا
کرین جس طرح پر کہ مامور ہوئے ہین سبب یہ ہی کہ ہر گاہ دنیا اور اشغال دنیا قلب کے
مشغول کرنے والے تھے تو اُنکو چھوڑ دیا کہ محل مناجات پر موجب غیرت تھے اور قرب کے
مقام کی انمین رغبت تھی اور دل سے پروردگار عالم کو مانتے اور فرمانبردار تھے وجہ یہ ہی
کہ ظاہر مین ادائے نماز اطاعت ظاہری اور دل کا نماز مین ماسوے سے فارغ
ہونا اطاعت باطنی ہی سو اُنھون نے حضور ظاہر اور ممانعت باطن کو نہین جدا کیا تاکہ
کہ انکی اطاعت مین خلل نہ پڑے اور انکی عبودیت مین شکستگی نہ آئے تو نمازی اس بات سے
پرہیز کرے کہ اُسکا باطن اُسوقت کسی چیز مین لگا ہو جبکہ نماز شروع کرے۔ اور کہا گیا ہی کہ آدمی
کی دانش اور فقاہت سے یہ بات ہی کہ اپنی حاجت کو قبل از نماز روا کرے اسی
واسطے حدیث شریف مین وارد ہی کہ جب کھانا اور عشا کی نماز ایک ساتھ آ جاوے تو کھانے
کو نماز عشا پر مقدم کرو اور نہ اُسوقت نماز شروع کرے کہ پیشاب کی حاجت ہو اور نہ
اُسوقت کہ بیت الخلا کی ضرورت ہو اور موزہ کا تنگ اور کسا ہوا ہونا بھی حازق اور
پہونچنے والا مثل ضرورت مذکورہ ہی اور اس حالت مین بھی نماز نہ پڑھے جب کہ موزہ
اُسکا ایسا تنگ ہی جو اُسکے قلب کو مشغول اپنی طرف رکھتا ہی سو سوال کیا گیا کہ
حازق کے بابت کوئی رائے اور تعیین نہین ہی تو جواب اُسکا دیا گیا کہ حازق وہ شخص
ہی جسکے ساتھ کوئی تنگی اور ضیق ہو اور حاصل کلام یہ ہی کہ آداب کی بات نہین ہی کہ آدمی
نماز اس حالت مین پڑھے کہ جب اُسکے پاس ایسی شے ہو جو اُسکے باطن کے مزاج کو اعتدال
سے متغیر کر دے جیسے کہ وہ چیزین جنکا ہم نے ذکر کیا ہی اور غم شدید اور غضب مفرط بھی
اُسمین داخل ہین۔ اور حدیث مین آیا ہی کہ کوئی تم مین سے نماز شروع نہ کرے

اُسوقت کہ ترشرو اور ماتھے مین بل پڑے ہون اور نہ ہرگز تم مین سے کوئی نماز مین کھڑا ہو
جب کہ غصہ مین ہو پس سزاوار نہین ہی کسی بندہ کے لیے کہ وہ نماز مین کھڑا ہو مگر اُسوقت
کہ اپنی پوری ہیئت سے محلی ہو اور نمازی کا عمدہ لباس یہ ہی کہ ہاتھ پاؤن مین
اُسکے سکون ہو اور ادھر اُدھر نہ دیکھے نہ منھ پھیرے اور داہنا ہاتھ بائین پر رکھے
پس اس سے بہتر کیا ہیئت ہی بندہ کی جو فروتن کھڑا ہو بادشاہ غالب کے
سامنے حاضر ہو اور شرع نے حرکات پے در پے کی رخصت دی ہی جو تین سے کم ہو اور
اور ارباب عزیمت نے نماز مین سب حرکات کو ترک کر دیا اور ایک دفعہ نماز مین
میرے ہاتھ کو جنبش ہوئی اور اُسوقت ایک شخص جبالی مین سے میرے برابر
کھڑے تھے جب مین نماز سے فارغ ہو کر اُٹھا پھرا تو اُسنے میرے اوپر اعتراض کیا
اور اُس حرکت کو بُرا جانا اور کہا ہمارے نزدیک یہ بات ہی کہ بندہ جب نماز مین
کھڑا ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ ایسا چپ چاپ بیٹھا رہے کہ اُس سے کوئی چیز اور عضو
جنبش نہ کرے۔ اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ نماز مین سات چیزین شیطان
کی طرف سے ہین۔ نکسیر۔ نیند۔ وسوسہ۔ جمائی۔ خارش۔ التفات کیسی چیز سے
کھیلنا۔ اور بعض نے کہا ہی کہ سہو اور شک۔ اور سید ابن آئمہ عبداللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ آپ نے فرمایا ہی کہ نماز مین خشوع یہ ہی کہ نماز
پڑھنے والا نہ جانے کہ اُسکے داہنے طرف کون طرف ہی اور بائین طرف کون۔
اور سفیان ثوری سے منقول ہی کہ کہا جس نے خشوع نہین کیا اُسکی نماز فاسد ہوئی
اور معاذ بن جبل کی روایت اس سے بھی سخت اور دشوار تر ہی کہا جسنے قصداً
داہنی اور بائین طرف سے نماز مین جانا پہچانا تو اُسکی نماز نہین ہوئی اور

بعض علما نے کہا ہی کہ جسنے ایک کلمہ بھی جو دیوار یا فرش مین لکھا ہوا اپنی نماز کے اندر پڑھا تو اُسکی نماز باطل ہی اور اُنمین سے بعض نے کہا ہی کہ یہ واسواسطے کہ وہ عملا اُسکے مخالف ہی اور اس آیت کی تفسیر مین بعض نے کہا ہی والذین ہم علی صلاتھم دائمون کہ وہ ہاتھ پانوں کا سکون اور طمانینت ہی بعض نے کہا ہی کہ جسوقت تکبیر اولی کہی جاوے تو جان لے کہ ہر آئینہ اللہ تعالے تیرے شخص کی طرف ناظر اور تیرے مافی الضمیر کا عالم ہی اور اپنی نماز مین اسکی مثال خیال کر کہ تیرے داہنے طرف بہشت اور بائین طرف دوزخ ہی اور بہشت و دوزخ کی صورت باندھنے کا جو ہم نے ذکر کیا سبب یہ ہی کہ جب ذکر آخرت مین دل مشغول ہوگا تو اُس سے وسواس منقطع اور دور ہو جائینگے تو یہ تمثیل دل کے لیے ایک دوا کا حکم رکھے گی تاکہ وسوسہ دور ہو۔ ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی نے بواسطات روایت کی ہی کہ سہل رح کا قول ہی کہ جس شخص کا دل ذکر آخرت سے خالی ہو تو اُسے وساوس شیطانی پیش آتے ہین اور جو شخص کہ اُسکا باطن صفائی قلب اور نور معرفت کا حاصل کیے ہو تو وہ اپنی چشم دیدہ کے سبب مستغنی اس سے ہی کہ مشاہدہ کی صورت بناوے۔ اور ابو سعید خراز کا قول ہی کہ جسوقت رکوع کرے تو ادب اُسکے رکوع مین یہ ہی کہ کھڑا رہے اور نرم دل ہو اور جھکے اپنے رکوع مین یہانتک کہ اُسکا کوئی جوڑ اور عضو باقی نرہے مگر یہ کہ وہ عرش بزرگ کی جانب قائم ہو پھر سبحان ربی العظیم کہے یہانتک کہ اُسکے دل مین اللہ تعالے سے بزرگتر کوئی چیز نہو اور اپنے نفس کی تصغیر اور تحقیر کرے حتی کہ جھنگے سے بھی کمتر ہو اور جب سر اپنا اُٹھائے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو جانے کہ حق سبحانہ وتعالے

اسکو سکتا ہی۔ اور یہ بھی کہا ہی کہ اُسکے ساتھ خوف بھی اسقدر ہو کہ قریب ہی
کہ اُس سے گلا سخت ہو جائے۔ سراج نے کہا ہی جب کہ بندہ تلاوت شروع کرے
تو اُسمیں ادب یہ ہی کہ وہ مشاہدہ کرے اور اُسکا دل سماعت کرے کہ گویا وہ
اللہ تعالیٰ سے سُن رہا ہی کہ گویا اللہ تعالیٰ کے سامنے پڑھ رہا ہی۔ اور یہ بھی سراج نے
کہا ہی کہ ادب صوفیہ یہ ہی کہ نماز سے پہلے مراقبہ اور مراعاۃ قلب سے خطرات
اور عوارض سے کرے اور ما سوی اللہ جو چیز ہو اُسکی نفی کرے پھر جب کہ نماز کے لیے
حضور قلب سے کھڑا ہو تو گویا ایک نماز سے دوسری نماز میں کھڑے ہوے تو اپنے
نفس اور عقل کے ساتھ ہو گا کہ اُنکے ساتھ نماز میں داخل ہوے پھر جب نماز سے باہر ہو
تو اپنے حال کی طرف حضور قلب سے رجوع کی پس گویا کہ وہ ہمیشہ نماز میں ہیں سو
یہ نماز کا ادب ہی۔ اور کہا گیا ہی کہ بعض صوفیہ ایسے تھے کہ حفظ عدد اُن سے کمال
استغراق کے سبب نہو سکتا تھا یعنی وہ یہ نہ جانتے کہ کے رکعت پڑھیں اور ایک
شخص اُنکے ساتھیوں میں سے شمار کیا کرتا کہ کے رکعت پڑھیں۔ اور بعض نے کہا ہی
کہ نماز کی چار شاخیں ہیں حضور قلب محراب میں اور شہود عقل بادشاہ وہاب کے نزدیک
ہی اور خشوع قلب بلا التفات اور خضوع ارکان نگہداری کے ساتھ اسواسطے
کہ حضور قلب کے وقت پردے اُٹھ جاتے ہیں اور شہود عقل کے وقت عتاب دور
ہوتا ہی اور حضور نفس کے وقت دروازے کشادہ ہوتے ہیں اور ارکان کے خضوع کے
وقت ثواب حاصل ہوتا ہی تو جو شخص نماز میں بلا حضور قلب کھڑا ہو تو وہ نمازی
کھیلنے والا ہی اور جو شخص بلا شہود عقل نماز میں کھڑا ہو وہ نمازی بھولنے والا ہی اور جو
بلا خشوع نفس پڑھنے لگا وہ شخص نمازی خطاکار ہی اور جو بلا خشوع ارکان

پڑھتا ہی وہ نمازی خطاکار ہی اور جو ایسی نماز پڑھتا ہی جسکی تعریف کی گئی وہ مصلی
صاحب وفا ہی - اور ہر آئینہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ
جب بندہ نماز فریضہ مین کھڑا ہوا اس حال سے کہ اللہ کی طرف اُسکا مُنہ اور کان
اور آنکھ ہو تو وہ نماز سے فارغ ہو کر پھرا تو گویا اپنے گناہ سے وہ ایسا پاک ہوا کہ
جیسے اُسدن کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا اور ہر آئنہ اللہ تعالیٰ مُنہ دھونے سے
اُسکا گناہ جو اُس سے ہوا اور اُسکے دونوں ہاتھوں کے دھونے سے اُسکے گناہ اور
اُسکے دونوں پانون دھونے سے اُسکے گناہ دھوتا ہی اور دور کرتا ہی حتی کہ وہ نماز مین
اسطرح دہتا ہی کہ اُسکے ذمہ کوئی گناہ نہین ہی - جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
سامنے چوری کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ کون چوری سب سے زیادہ بری اور خراب ہی
تو حاضرین نے عرض کی کہ اللہ اور رسول اُسکا دانا تر ہی پھر آپ نے فرمایا کہ سب
چوریوں سے بدتر یہ ہی کہ آدمی اپنی نماز سے چوری کرے - لوگون نے عرض کی کہ آدمی
اپنی نماز سے کسطرح چوری کرتا ہی حضرت نے فرمایا کہ وہ نماز کا رکوع پورا نہین کرتا
اور نہ اُسکا سجدہ اور نہ اُسکا خشوع اور قراءت کو پورا کرتا ہی جو نماز مین ہی - ابو عمر
بن علائی سے روایت ہی کہ وہ امامت کے لیے بڑھایا گیا تو اُسنے کہا کہ مین اسکی
صلاحیت نہین رکھتا پھر جب اُس سے الحاح کی گئی اُسنے تکبیر تحریمہ باندھی پھر اُسے
غش آگیا سو لوگون نے دوسرے کو امام بنایا پھر جب کہ اُسے ہوش آیا تو اُس سے
سوال کیا گیا تو کہا جب مین نے کہا استووا یعنی برابر صف کرو تو ہاتف نے
مجھے آواز دی کہ آیا تو اللہ کے ساتھ بھی مستوی اور برابر ہوا ہی یعنی باادب
اور معتدل ہوا ہی - سو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب

بندہ نے اچھی طرح وضو کیا اور نماز اسکی وقت پر پڑھی اور اُسکی رکوع و سجود اور سوا قیت کی حفاظت کی تو نماز کہتی ہی کہ اللہ تیری حفاظت کرے جیسے کہ تو نے میری حفاظت کی ہی پھر وہ بلند ہوتی ہی کہ اُسکے لیے ایک نور ہوتا ہی یہان تک کہ وہ آسمان تک پہونچتی ہی اور یہان تک کہ وہ اللہ تعالی تک پہونچتی ہی پھر اپنے نمازی کے لیے شفاعت کرتی ہی اور جب بندہ نماز کو ضائع کرتا ہی تو اُسکو نماز کہتی ہی کہ خدا تجھے ضایع کرے جیسا کہ تو نے مجھے ضائع کیا ہی پھر وہ اونچی چڑھتی ہی کہ اُسکے ساتھ تاریکی ہوتی ہی یہان تک کہ وہ آسمان تک پہونچتی ہی اور اُسکے لیے دروازہ بند ہوجاتا ہی پھر وہ لپیٹی جاتی ہی جس طرح کہ دہرا کپڑا لپیٹا جاتا ہی پھر وہ اُسکے نمازی کے منھ پر ماری جاتی ہی - اور ابو سلیمان دارانی نے کہا ہی کہ جب بندہ نماز مین کھڑا ہوا تو اللہ تعالی فرماتا ہی کہ اُٹھا دو وہ پردے جو میرے اور میرے بندہ درمیان ہین پھر جب وہ بندہ اللہ تعالی طرف سے دوسری جانب منھ پھیرتا ہی تو اللہ تعالی فرماتا ہی کہ ڈال دو وہ پردہ جو میرے اور اُسکے بیچ مین ہی اور میرے بندہ کو اور اُس چیز کو چھوڑ دو جو اُسنے اپنے نفس کیلیے پسند کی ہی - اور ابو بکر وراق نے کہا ہی کہ اکثر اوقات مین دو رکعت نماز پڑھتا ہون اور اُن سے مین منصرف اور اُلٹا پھرتا ہون اور مجھے اللہ سے ایسی ہی حیا آتی ہی جیسے اُس مرد کو شرم آتی ہی جو زنا سے اُلٹا پھر کے آتا ہی پھر قول اُسکا اُسکے نزدیک بڑا ادب ہی اور پھر ایک انسان نماز کا ادب اُسی قدر پاتا ہی جسقدر کہ قرب سے حصہ ہوتا ہی - اور موسی بن جعفر سے پوچھا گیا کہ لوگون نے آپ کی نماز آپکے سامنے چلنے سے فاسد کر دی کہا کہ جسکے لیے مین نماز پڑھتا ہون

وہ مجھ سے قریب تر اُس سے ہی جو میرے آگے سے گذرتا ہی - اور منقول ہی کہ حضرت
زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہم کی یہ حالت تھی کہ جب آپ نماز کے لیے
باہر نکلتے تو رنگ کے تغیر کے سبب پہچان نہ پڑتے تو آپ سے اسکی بابت دریافت کیا جاتا ہی
آپ فرماتے کہ تم جانتے کسکے سامنے مین جانے کا ارادہ کرتا ہون - اور عمار بن یاسر نے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ ہر آئینہ آپ نے فرمایا ہی کہ بندہ
کے لیے اسکی نماز سے اُسی قدر لکھا جاتا ہی جو وہ سمجھتا ہی اور دوسرے الفاظ مین وارد
ہی تم مین سے بعضے وہ ہین جو پوری نماز پڑھتے ہین اور بعضے تم مین سے نماز آدھی پڑھتے ہین
اور چوتھائی اور پانچوان حصہ یہان تک کہ دسوین حصہ تک پہونچتے ہین - خواص کا
قول ہی کہ آدمی کو چاہیے کہ نوافل کی نیت کرے تاکہ اُسکے فرائض کے نقصان
پورے ہون اور اگر اسکی نیت نہ کرے تو اُس سے کچھ محسوب نہوگا ہمین یہ روایت
پہونچی ہی کہ اللہ نوافل کو قبول نہین کرتا جب تک کہ نماز فریضہ کو ادا نہ کرلے - اللہ
تعالی فرماتا ہی تمھاری مثل اُس میرے بندہ کی ہی کہ قبل اسکے کہ فرض ادا کرے ہدیہ
اور تحفہ کا بھیجنا شروع کرے - اور یہ بھی کہا ہی کہ خلق اللہ تعالی سے دو خصلت کے سبب
منقطع اور علیحدہ ہوگئی ایک اُنمین سے یہ ہی کہ نوافل کو طلب کیا اور فرائض کو ضائع کیا
اور دوسری یہ ہی کہ اُنھون نے ظاہر کے اعمال کیے اور اُنمین صدق اور نیک خواہی
کے ساتھ اپنے دلون کو نہ لگایا اور اللہ تعالی نے انکار کیا ہی کہ کسی عامل سے کوئی عمل
قبول نہ کرے جبتک اُسمین صدق اور حق اس سے نہو اور نماز مین آنکھ کا کھلا رکھنا
اس سے بہتر ہی کہ اُسکو بند کرے الا اُسوقت کہ اُسکا قصد نظر کی تفریق اور اسکے
ادھر اُدھر پھرنے پر ہو تو اُسوقت آنکھون کو بند کرتے تاکہ خشوع کے لیے مدد پہونچے

پھر اگر جماعت نماز میں آوے تو جہاں تک ہوسکے اپنے ہونٹھوں کو ملائے اور اپنی ٹھوڑی کو اپنے سینہ سے نہ ملائے اور نہ دوسرے سے نماز میں مزاحم ہو۔ بعض نے کہا ہی کہ مزاحم یعنی جس شخص کو دھکا دیا وہ مزاحم یعنی دھکا دینے والے کی نماز کا ثواب لیجائیگا اور بعضوں نے کہا ہی کہ جس شخص نے پہلی صف اس خوف سے چھوڑدی کہ پہلی صف والوں کے لیے جگہ کی تنگی ہو گی اور وہ دوسری صف میں کھڑا ہوا تو اسکو اللہ تعالے صف اول کے برابر ثواب دیگا بغیر اسکے کہ صف اول والوں کے ثواب سے کچھ کمی ہو۔ اور روایت ہی کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نماز میں کھڑے ہوتے تو انکے قلب کی طپش اور تڑپ ایک میل کے فاصلہ پر سنائی دیتی تھی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ سے جوش کی آواز ایسی سننے میں آتی ہی جیسے دیگ سے آتی ہی جسے کہ مدینہ کے گلی کوچوں میں لوگ سن لیتے تھی۔ اور جنید سے پوچھا گیا کہ نماز کا فرض کیا ہی جواب دیا کہ تعلقات کا توڑنا اور قصد کا جمع کرنا اور اللہ تعالی کے سامنے حاضر ہونا۔ اور حسن نے کہا ہی تیرے اوپر وہ کون امر تیرے دین سے ہی جو تیرے نزدیک خوار ہو درحالیکہ تیرے اوپر نماز تیری خوار اور سبک ہو۔ اور منقول ہی کہ بعض انبیا کی طرف اللہ تعالی نے وحی بھیجی اور کہا جب تو نماز میں مشغول ہو تو اپنے دل سے خشوع اور اپنے بدن سے خضوع اور اپنی آنکھ سے اشک میرے حوالہ کر کیونکہ اس وقت میں قریب ہوں۔ اور ابو الخیر اقطع نے کہا ہی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے کچھ وصیت فرمائیے آپنے فرمایا یا ابا الخیر نماز اپنے اوپر لازم کرو سوا سکے کہ میں نے اپنے پروردگار سے

وصیت طلب کی تو مجھے اُسنے نماز کی وصیت کی اور مجھے فرمایا کہ میں سب سے زیادہ قریب اسوقت ہوتا ہون کہ تو نماز میں ہوتا ہی - اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہی کہ دو رکعتین فکر مین بہتر رات بھر کے قیام سے ہین - اور منقول ہی کہ محمد بن یوسف فرماتے تھے حاتم اصم کو دیکھا کہ کھڑا ہوا لوگون کو وعظ کہتا تھا تو اُس سے کہا کہ اے حاتم مین تجھے دیکھتا ہون کہ لوگون کو نصیحت کرتا ہی کیا تو نماز اچھی طرح پڑھتا ہی کہا ہان کہا کیونکر نماز پڑھتا ہی کہا کہ مین حکم کے ساتھ اُٹھتا ہون اور چلتا مین خوف سے ہون اور دخل ہیبت سے ہوتا ہون اور عظمت کے ساتھ اللہ اکبر کہتا ہون اور ترتیل سے قراءت کرتا ہون اور خشوع سے رکوع کرتا ہون اور سجدہ سے تواضع اور تشہد کے لیے پورا بیٹھتا ہون اور سنت پر سلام پھیرتا ہون اور اپنے پروردگار کے اُسے سپرد کرتا ہون اور اسکی حفاظت اپنی زندگی بھر کرتا ہون اور ملامت کے ساتھ اپنے نفس کی طرف رجوع کرتا ہون اور اسکا خوف مین کرتا ہون کہ میری نماز وہ قبول نہ کرے اور امید قبول کی رکھتا ہون اس خوف و رجا کے درمیان مین ہون اور جسنے مجھے علم سکھایا ہو اسکا شکریہ کرتا ہون اور مین اسکو علم سکھاتا ہون جو مجھسے مانگتا ہی اور مین اپنے پروردگار کی حمد کرتا ہون اسواسطے کہ مجھے اُسنے ہدایت کی ہی تو محمد بن یوسف نے کہا تجھسا شخص صلاحیت اسکی رکھتا ہی کہ واعظ ہو - اور قول اللہ تعالے کا کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى یعنی نماز کے قریب نہ جاؤ جبکہ تم نشہ مین ہو اسمین مست و الاحب دنیا سے مراد ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ مست والا رنج اور غم خواری سے ہو - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جس شخص نے نماز دو رکعتین پڑھین اور دنیا کی کوئی بات اسکے نفس مے نہین کی تو اللہ تعالے نے

اسکے گناہ جو پہلے کیے ہوں بخش دیتا ہی - اور یہ بھی فرمایا ہی کہ نماز غربت اور مسکنت اور
تواضع و تضرع اور پشیمانی ہی اور تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہے اللهم اللهم سو جو
کوئی یہ نہیں کرتا ہی تو وہ نماز ناقص ہی - اور پھر یہ وارد ہوا ہی کہ مومن جس وقت
نماز کے لیے وضو کرتا ہی تو اطراف زمین میں شیطان اسکے خوف کے سبب اس سے
دور بھاگتا ہی اسواسطے کہ اسنے تیاری اسکی شروع کی ہی کہ بادشاہ کے حضور میں
آوے پھر جب وہ اللہ اکبر کہتا ہی تو شیطان اس سے چھپ جاتا ہی اور بعضے
کہتے ہیں کہ نمازی اور شیطان کے درمیان حجاب ڈالدیا جاتا ہی کہ اسکی طرف
وہ نہیں دیکھتا ہی اور خدائے جبار اسکو اپنے رخ کے سامنے متوجہ کر لیتا ہی پھر جب
اسنے اللہ اکبر کہا تو اللہ تعالی اسکے قلب میں دیکھتا ہی پھر اگر اسکے دل میں اللہ
تعالی سے بزرگتر کوئی نہیں ہوتا تو فرماتا ہی کہ تو نے اللہ کی اپنے دل میں تصدیق کی
جیسا کہ تو کہتا ہی کہ اللہ اکبر - اور اسکے دل سے نور شعاعیں پھیلاتا ہی کہ وہ عرش
کے ملکوت کو جا ملتا ہی اور اس نور کے سبب اسکو زمین و آسمان کے پردے
کھل جاتے ہیں اور اس نور کے درمیان اسکے لیے حسنات لکھے جاتے ہیں اور جب
ایک جاہل غافل نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہی تو اسکو شیاطین گھیر لیتے ہیں جس طرح
مکھیاں شہد کے قطرہ پر چاروں طرف سے آن گرتی ہیں پھر جب وہ اللہ اکبر کہتا ہی
تو اللہ تعالی اسکے قلب میں دیکھتا ہی جب کہ اسکے دل میں کوئی چیز بھی اللہ تعالے
سے اسکے نزدیک بڑی ہوتی ہی تو اسکے لیے فرماتا ہی کہ تو جھوٹا ہی اللہ تعالے
تیرے دل میں سب سے بزرگتر نہیں ہی جیسا کہ تو کہتا ہی - پھر تب اسکے دل میں
سے ایک دھواں اٹھتا ہی جو آسمان کے کنارہ پر جو پہنچتا ہی اور وہ حجاب

اسکے قلب کا ملکوت سے ہوجاتا ہی پھر یہ حجاب اسکی صلابت زیادہ کردیتا ہی اور
شیطان اسکے قلب کو اپنا لقمہ بنا لیتا ہی پھر ہمیشہ اسمیں پھونک مارتا ہی اور فضلہ
ڈالتا ہی اور اسکے طرف وسوسہ پہونچاتا ہی اور تزئین ماسوا کی دنیا وغیرہ سے
کرتا ہی یہاں تک کہ وہ دینی نماز سے الٹا پھرتا ہی اور وہ نہیں جانتا کہ اسمیں کیا
اور حدیث میں وارد ہی کہ اگر شیاطین بنی آدم کے قلوب کے ارد گرد نہ گھومتے تو البتہ
وہ عالم ملکوت آسمانی کی طرف دیکھتے اور وہ قلوب صافی جنکا ادب انکے قالب کے
کمالی ادب سے کامل ہوگیا ہی وہ آسمانی ہوجاتے ہیں کہ تکبیر کے ساتھ ہی آسمان
میں داخل ہوتے ہیں جس طرح کہ وہ غار میں داخل ہوتا ہی اور اللہ تعالی نے آسمانوں کو
شیاطین کے تصرف سے محفوظ و مصئون کیا ہی تو جو قلب آسمانی ہیں انکی طرف
شیاطین کو رستہ نہیں، مگر جس وقت ہوا جس نفسانی اسمیں باقی رہ جاتے ہیں کہ وہ
آسمانوں کے اندر قلعہ بند ہونے سے نہیں قطع ہوتے جسطرح کہ تصرف شیطانی قطع
ہوجاتا ہی اور جو قلوب کہ مراد (یعنی مراد اصطلاحی ہی جو مرید کے مقابل ہی) ہیں وہ
درجہ بدرجہ تقریب کی وجہ سے چڑھتے ہیں اور آسمانوں کے طبقوں میں عروج کرتے ہیں
اور آسمانی طبقات کے ہر طبقہ میں ظلمت نفس سے کسی قدر پیچھے رہتے اور رہتے
جاتے ہیں اور اسکے اندازہ سے ہوا جس نفسانی کم ہوتے جاتے ہیں یہاں تک
کہ وہ آسمانوں سے گذر جاتا ہی اور عرش کے سامنے توقف کرتا ہی پس سرعت نور
عرش کی روشنی سے ہوا جس نفسانی اور خطرات اسکے بالکل زائل ہوجاتے ہیں اور
نفس کی تاریکیاں قلب کے نور میں محجب ہوجاتی ہیں جسطرح کہ رات اندر دن کے غائب
ہوجاتی ہی وہ اس وقت میں ادب کے حقوق اچھی طرح ادا کرتے ہیں۔ اور جسقدر

ہم نے نماز کے ادب بیان کیے وہ بہت آداب ہیں زمین سے تھوڑے اور عمارت دین اور
نشان نماز ہمارے وصف سے بہت زیادہ اور بڑی ہوئی ہی اور ہمارے ذکر سے
کامل تر ہی اور بہت قوم نے غلطی کی اور کہا ہی کہ نماز سے مقصود اللہ تعالی کا ذکر ہی اور
جب ذکر حاصل ہوگا تو نماز کی کیا حاجت ہی وہ گمراہی کے رستون پر وہ لوگ چلے اور
خیالات باطل کی طرف جھکے اور ان لوگون نے آئین اور احکام کو محو و نسی کر دیا اور
حلال و حرام کو چھوڑ دیا اور دوسری قومون نے انمین ایک اور طریق اختیار کیا جس سے
نقصان حال تک پہونچا یا جہان کہ وہ گمراہی سے سلامت رہے ہو اسواسطے کہ
انھون نے فرائض کا اقرار کیا اور نوافل کی فضیلت سے انکار کیا اور تھوڑی سی راحت
حال پر فریفتہ ہو گئے اور فضل اعمال کو ترک کر دیا اور یہ نہ جانا کہ اللہ تعالی کے واسطے
ہر ایک صورت مین صورتون سے اور ہر ایک حرکت مین حرکات سے اسرار اور حکمتین
ہین جو کسی چیز مین اذکار سے موجود نہین ہین تو احوال اور اعمال ایک روح اور
دو جسم ہین اور جبتک بندہ دنیا مین ہی اسکے اعمال سے روگردانی مین طغیان اور
سرکشی ہی تو اعمال کو احوال کے سبب چھوڑ دیا جان لیا کہ احوال کا نشو و نما اعمال کے ساتھ ہی

انتالیسوان باب روزہ اور اسکے حسن اثر کی فضیلت مین ہی

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ آپ نے فرمایا صبر نصف
ایمان ہی اور روزہ نصف صبر ہی اور کہا گیا ہی کہ بنی آدم کے اعمال مین کوئی چیز ایسی
نہین ہی مگر وہ تو دو مظالم اور تاوان مین جاتی ہی بجز روزہ کے اسواسطے کہ کوئی قصاص
اسمین دخل نہین پاتا اور اللہ تعالی قیامت کے دن فرمائیگا کہ یہ روزہ میرے واسطے ہی

تو کوئی شخص اُنمین سے کچھ قصاص مین نہ پائیگا - اور حدیث مین وارد ہی کہ روزہ میرے
واسطے ہی اور مین اسکی جزا ہون - بعض نے کہا ہی کہ اللہ تعالی نے پہلو اپنی ذات
کی طرف سفعات اور منسوب کیا ہی اسواسطے کہ اُسمین اخلاق صمدیت سے
ایک خلق ہی - اور نیز اسواسطے کہ وہ اعمال باطنی سے ہی از قبیل تروک کہ اُسپر
اللہ کے سوا دوسرا کوئی مطلع نہین ہوتا - اور اس قول اللہ تعالی کی تفسیر مین
اَلسَّائِحُونَ صَائِمُونَ مراد ہی اسواسطے کہ انھون نے بھوک پیاس مین اللہ تعالے
کی طرف سیاحت اور سفر کیا ہی اور اس قول اللہ تعالی مین اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ
أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ کہا گیا ہی کہ صابرون صائمون ہین اسواسطے کہ صبر ایک اسم
اسماے صوم سے ہی اور روزہ دار کے لیے فراغت نامہ دیجاتی ہی اور اُسکے
لیے تخمینہ اور اندازہ اجر کا کال کیا جاتا ہی - اور بعضون نے کہا ہی کہ اس قول
اللہ تعالی مین فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ - ایک
وجہ تجملہ اور وجوہ کے یہ بھی ہی کہ اُنکا عمل صوم ہی - اور یحیی بن معاذ نے کہا ہی
جب کہ مرید زیادہ کھانے مین مبتلا ہوا اُسپر ملائکہ شفقت کے سبب گریہ و بکا
کرتے ہین اور جو کوئی کھانے کی حرص مین پھنستا ہی تو ہر آئنہ وہ شہوت
کی آگ مین جلایا گیا اور بنی آدم کے نفس مین تمر کے ہزار عضو ہین جو سب کے
سب شیطان کے قبضہ مین ہین جس سے اُسکو تعلق ہی تو جسوقت اُسنے
پیٹ کو خالی اور بھوکا رکھا اور اُسکا گلا دبایا اور نفس اُسکا راضی ہوا تو
تمام عضو خشک ہوجاتے ہین اور بھوک کی آتش مین جلتے ہین اور شیطان
اُسکے سایہ سے بھاگتا ہی اور جب اُس نے پیٹ اپنا بھر لیا اور حلق

اُسکا چھوڑ دیا تا کہ شہوات کے خزانے خوب چلے تو اُسکے اعضا فربہ اور تازہ
ہوتے ہیں اور شیطان کو قوت ہوتی ہی اور سیری اور شکم پُری نفس میں ایک نہر ہی
جسپر شیاطین وارد ہوتے ہیں اور بھوک روح میں ایک نہر ہی جسپر ملائکہ وارد ہوتے ہیں
اور شیطان بھوکے سونے والے سے بھاگتا ہی پھر اُسکا کیا حال ہوگا جبکہ وہ قائم
ہو اور شیطان پیٹ قائم سے بغل گیر ہوتا ہو اور کیا اُسکا حال ہوگا جبکہ وہ سوتا ہو
سو مرید صادق کا نفس جب کہ کھانا پینا مانگتا ہی اسد تعالیٰ کی طرف فریاد کرتا ہی —
ایک شخص علیا السلام کے پاس آیا اور وہ اُسوقت سوکھی روٹی کھا رہا تھا جسکو پانی
میں بھگویا تھا نمک کے ساتھ جو نیم کوفتہ تھا اُس شخص نے آپ سے کہا کہ کیونکر اُسکی
آپ خواہش کرتے ہیں آپ نے کہا اُسے میں چھوڑ دیتا ہوں یہاں تک کہ اُسکی خواہش
لگے ہو — اور بعضوں نے کہا ہی جس شخص نے اپنے کھانے پینے کے اندر اسراف
اور حد سے تجاوز کیا اُسکی طرف خواری اور ذلت دنیا میں قبل از آخرت شتابی
کرتی ہی — اور صوفیہ سے بعضوں نے کہا ہی کہ بڑا دروازہ جسمیں سے ہوکر اسد تعالیٰ
کے حضور میں آدمی پہونچتا ہی وہ غذا کا چھوڑ دینا ہی — اور بشیر رح نے کہا ہی کہ
بھوک دل کو صاف کرتی ہی اور ہوا یعنی خواہش نفسانی کو مار ڈالتی ہی اور علم
دقیق اُسکا ورثہ ہی — اور ذوالنون رح نے کہا ہی کہ میں نے کبھی نہیں کھایا حتی کہ
پیٹ بھر گیا اور کبھی نہیں پانی پیا حتی کہ سیراب ہوگیا مگر یہ کہ معصیت الٰہی اور
نافرمانی میں پڑگیا یا یہ کہ کسی معصیت کا میں نے قصد کیا — اور قاسم بن محمد رح نے
عائشہ رضی اسد عنہا سے روایت کی ہی کہ آپنے فرمایا کہ ہمارے اوپر ایک پورا اور
آدھا مہینا آیا کرتا کہ ہمارے گھر میں آگ کو دخل نہ تھا نہ چراغ کے لیے نہ کسی

دوسری چیز کے لیے۔ راوی نے کہا کہ میں نے کہا سبحان اللہ عمر کس چیز سے آپ
زندہ رہتی تھیں فرمایا کھجوروں سے اور پانی سے اور ہمارے ہمسایہ میں انصار لوگ
رہتے تھے جنکو اللہ جزائے خیر دے کہ انکے پاس ستعارہ دودھ کے جانور تھے سو
بسا اوقات وہ لوگ ہماری کسی قدر غمخواری کرتے تھے اور حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا
نے اپنے باپ سے کہا کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے رزق کو وسعت دی ہے تو کاش
آپ کھانا زیادہ اس سے کھاتے جو آپ کھاتے ہیں اور ایسا کپڑا پہنتے جو آپ کے
اس کپڑے سے ملائم ہوتا تو فرمایا کہ میں ہر آئینہ تجھ سے مخاصمت تیرے نفس کی طرف
کرتا ہوں کیا ایسا امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اسکو بار بار کہتے تھے تو حفصہ رو
رو دیں پھر فرمایا واللہ کہ میں انکے شدید زندگی دنیاوی میں شریک ہونگی شاید کہ
انکے فراخ عیشی آخرت میں شریک ہوں۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ عمر کے لیے
میں نے کبھی آٹا نہیں چھانا مگر یہ کہ میں نے اُنکی نافرمانی کی۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا
نے کہا ہے کہ تین دن بھی گیہوں کی روٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کھائی
یہاں تک کہ آپ نے وصال کیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ملکوت کا دروازہ ہمیشہ
کھٹکھٹایا کرو کہ وہ تمہارے لیے کھل جائیگا لوگوں نے کہا ہم کسطرح اُسکی مداومت کریں
کہا بھوک سے اور پیاس سے اور تشنگی سے۔ اور منقول ہے کہ یحییٰ بن زکریا علیہما السلام پر
ابلیس ظاہر ہوا اور اُسکے اوپر جال اور پھندے اور کمندیں تھیں سو کہا یہ کیا چیز ہیں
کہا یہ شہوات ہیں جنمیں بنی آدم کو پھانستا ہوں کہا تو انمیں میرے لیے بھی کوئی شہوت
پاتا ہے کہا کہ نہیں بجز اسکے کہ تو نے ایک شب پیٹ بھر کھانا کھایا تھا تب ہم نے تجھے نماز
اور ذکر سے گران اور کسلی کر دیا آپ نے کہا ضرور ہے کہ میں آئندہ کبھی پیٹ بھر کے کھانا

نہ کھاؤن ابلیس نے کہا ضرور ہی کہ مین کبھی کسی کو نصیحت نہ کرون - اور شقیق کا قول ہی کہ
عبادت ایک حرفہ ہی اور خلوت اسکی دکان ہی اور بھوک اسکے اوزار ہین - اور لقمان نے
اپنے بیٹے سے کہا کہ جب معدہ تو بھرے تب فکرت سو جائیگی اور حکمت بہری ہوگی اور ہاتھ
پانون عبادت سے باز رہینگے - اور حسن نے کہا ہی کہ دو لگاون مت دسترخوان پر اچھے
کرو کہ یہ منافقون کے کھانے مین سے ہی - اور بعضون نے کہا ہی کہ مین اللہ کے ساتھ
پناہ ویسے زاہد تارک الدنیا سے مانگتا ہون جسکے معدہ کو انواع و اقسام کی غذاؤن
نے فاسد کر دیا ہی پس مرید کے لیے یہ بات مکروہ ہی کہ چار دن سے زیادہ متواتر کرے
یعنی روزہ نہ رکھے اسواسطے کہ نفس اس حالت مین عادت کی طرف مائل ہو جائیگا
اور خشونت مین اسکو وسعت ہوگی - اور بعضون نے کہا ہی کہ دنیا تیرا پیٹ ہی تو بقدر
تیرا زہد پیٹ اپنے کے بابت ہی وہ تیرا زہد دنیا کے بابت ہی اور رسول علیہ السلام
نے فرمایا ہی کہ کسی آدمی نے کوئی برتن ایسا نہین بھرا جو پیٹ سے بدتر ہو - بنی آدم
کے لیے چند لقمے چھوٹے چھوٹے کافی ہین کہ اسکی پیٹھ کو مضبوط رکھین پھر اگر ضروری
ہو تو ایک تہائی کھانے کے لیے اور ایک تہائی پانی پینے کے لیے اور ایک
تہائی سانس لینے کے لیے ہو - اور فتح موصلی نے کہا ہی مین تیس شیخ کی
صحبت مین رہا ہر ایک نے علیحدہ ہونے کے وقت مجھے وصیت کی کہ نوجوانون
کی صحبت ترک اور کھانے مین قلت ہو

چالیسوان باب صوم اور افطار کے احوال صوفیہ کے اختلاف کے بیان مین ہی

مشائخ صوفیہ ایک جماعت ایسی تھی کہ ہمیشہ سفر اور حضر مین روزہ

رکھتی تھی یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملی - اور ابو عبد اللہ بن جابر کا یہ معمول
تھا کہ کچھ دوپر پچاس برس برابر روزے رکھے کہ نہ سفر میں افطار کرتے اور نہ حضر میں تو
اسکے یاروں نے ایک دن کوشش کی اور اسنے افطار کیا سو اسکے سبب وہ بہت
دن بیمار رہا - پس جب کہ مرید اپنی صلاح قلب دوام صوم میں دیکھے تو چاہیے کہ ہمیشہ
روزہ رکھے اور افطار کو ایک طرف چھوڑ دے کہ یہ ایک امر اسکے لیے ایسا ہی ہی کہ
اس بات کے لیے جسکا وہ ارادہ رکھتا ہی - ابو موسیٰ اشعری رض نے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جسنے ہمیشہ روزے رکھے اسپر دوزخ اس طرح
تنگ ہوجاتا ہی اور نوی کا عقد نانل باندھا اس سے یہ مراد ہی کہ روزہ دار کے
لیے دوزخ میں جگہ نہوگی اور دن کا سونا صائم الدہر کے لیے مکروہ ہی اور اس بارے
میں جو ابو قتادہ نے روایت کی ہی وارد ہی اسنے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ صائم الدہر کی کیفیت کیا ہی اور اسکا کیا حکم ہی آپ نے
فرمایا کہ نہ اسنے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا اور قوم نے اسکی یہ تاویل کی ہی کہ صوم الدہر
یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا یہ ہی کہ عیدین اور ایام تشریق میں افطار نہ کرے تو وہ مکروہ
ہی اور جو ان ایام میں افطار کرے تو یہ وہ روزہ نہیں ہی جو مکروہ ہو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہی - اور بعضے انمیں سے وہ ہیں کہ ایک دن روزہ رکھیں
اور ایک دن افطار کریں اور یہ امر حدیث میں وارد ہوا ہی روزوں میں
افضل روزہ میرے بھائی داؤد علیہ السلام کا روزہ ہی کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے
اور ایک دن افطار کرتے تھے اور اسکو صالحین کی ایک قوم نے پسند کیا ہی تاکہ روزہ دار اور
حال شکر کے درمیان رہے - اور صوفیہ میں سے بعض وہ ہیں کہ دو دن روزہ

رکھتے اور ایک دن افطار کرتے یا کہ ایک دن روزہ رکھتے اور دو دن افطار کرتے
اور انہیں میں سے بعضے وہ ہیں جو دوشنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ کو روزہ رکھتے تھے اور منقول
ہے کہ سہل بن عبد اللہ ہر پندرہ دن میں ایک دن میں ایک وقت کھانا
کھاتے تھے اور رمضان بھر میں ایک دفعہ کھانا کھاتے تھے اور اتباع سنت کے
لیے خالص پانی سے افطار کرتے۔ اور جنیدؒ سے حکایت کی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ روزہ
رکھتے تھے پھر جب انکے پاس انکے بھائی آتے تو انکے ساتھ افطار کر لیتے اور فرماتے
کہ مساعدت اخوان کا فضل روزہ کے فضل سے کم نہیں ہے علاوہ اسکے کہ یہ افطار
محتاج علم ہو کبھی اسکا باعث محض حرص نفس ہوتی ہے نہ کہ نیت موافقت کی
رعایت ہو اور نیت کا محض موافقت کے لیے خالص کرنا جب کہ حرص نفس موجود
ہو مشکل ہے۔ اور میں نے اپنے شیخ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے مجھے ساٹھ برس ہوئے
کہ میں نے کوئی چیز نفس کی خواہش سے نہیں کی ہے جو ابتداءً اور استدعا ہو بلکہ میرے
سامنے پیش ہوتی تھی تو میں اسے اللہ تعالیٰ کے فضل اور نعمت اور اسکے فعل سے
اعتقاد کرتا تھا یعنی میں حق کی موافقت اسکے فعل میں کرتا تھا اور مذکور ہے کہ ایسے
ایک دن بھوک لگی اور حسب عادت موجود نہ ہوا کہ کھانا اسکی طرف پیش کیا جاتا
کیا میں نے اس مکان کا دروازہ کھولا جس میں کھانا تھا اور میں نے ایک انار لیا
تا کہ میں اسے کھاؤں اس اثنا میں ایک بلی گھس آئی اور ایک مرغی اسنے پکڑی
جو وہاں تھی سو میں نے کہا کہ یہ میرے اوپر عقوبت ہے کہ جو میں نے انار کے لینے میں
تصرف کیا تھا۔ اور شیخ ابو مسعود رحمہ اللہ کو میں نے بارہا دیکھا کہ دن کو کھانا
کھا رہے تھے جس کسی وقت کھانا لایا گیا تو انہوں نے کھا لیا اور معلوم ہوتا کہ انکا

کھانا اس نیے تھا کہ حق کے ساتھ موافقت کرے اسواسطے کہ اُسکا حال اللہ کے
ساتھ ترک اختیار کھانے اور پینے اور تمام تصرفات مین تھا اور اُسکا حال یہ تھا کہ
فعل حق کے ساتھ جما اور ٹھہر رہتا تھا اور ہر آئنہ اُسکی یہ ہدایت تھی جسکی مثل عزیز الوجود
اور کمیاب ہی یہان تک کہ منقول ہی کہ وہ بہت بغیر کھائے رہتا تھا اور کوئی اُسکے
حال سے واقف نہ تھا اور اپنے نفس کے لیے وہ تصرف نہ کرتا اور نہ کسی چیز کھانے
کے لیے سبب پیدا کرتا اور اللہ کے فعل کا انتظار کرتا اس سبب سے کہ اُسکے پاس
رزق پہونچاتا اور کوئی اُسکے حال سے ایک مدت تک زمانہ سے آگاہ نہوتا پھر
اللہ تعالی نے اُسکے حال کو ظاہر کر دیا اور اُسکے لیے اصحاب اور تلامذہ مقرر کر دیے اور
وہ لوگ کھانا بتکلف پکاتے اور اُسکے پاس حاضر لاتے اور وہ اس باب مین فضل
حق اور موافقت کو دیکھتا مین نے اس سے سُنا ہی کہ وہ کہتے تھے ہر روز مین صبح کو اُٹھتا
اور جو کچھ مجھے محبوب تھا وہ روزہ تھا اور اللہ تعالی میرے روزہ دوست پر اپنے فعل
سے نقض کرتا تھا تو مین حق سے اُسکے فعل مین موافقت کیا کرتا اور بعض صالحین سے
حکایت کی گئی ہی جو اہل واسط شہر سے تھے کہ اُسنے بہت برس روزے رکھے
اور وہ ہر روز آفتاب کے قبل غروب روزہ کھولتا الا رمضان مین بعد غروب افطار
کرتا۔ اور ابو نصر سراج نے کہ قوم نے اُسکو بُرا جانا مخالفت علم کے سبب سے یا یہ کہ
روزہ نفل تھا اور اور لوگون نے اُسکو مستحسن قرار دیا اسواسطے کہ روزہ دار کا ارادہ
اس سے یہ تھا کہ نفس کو بھوکا رکھنے سے تادیب کرے اور یہ روزہ کی رویت سے متمتع
نہو اور یہ مناسب ہی اور لائق تر یہ ہی کہ موافقت علم کے ساتھ روزہ کو جاری رکھے اور
اللہ تعالی نے فرمایا ہی ولا تبطلوا اعمالکم یعنی اپنے عمل کو باطل مت کرو مگر اہل صدق جو

ہوتے ہیں اُنکے لیے اُن اعمال میں جو کرتے ہیں نشتین ہوتی ہیں اس لیے وہ معاوضہ
نہیں کیے جاتے اور صدق بالذات محمود ہے خواہ وہ کسی طرح ہو۔ اور صادق آدمی
اپنے وفا سے عہد پر ثابت ہوتا ہے جیسا چاہیے اور بعضوں نے کہا ہے کہ جب کسی
صوفی کو دیکھو کہ وہ روزے توڑ دیتا ہے تو اسکو متہم کرو اسواسطے کہ اسکے ساتھ پھر اُ
دنیا سے کوئی چیز جمع ہوتی ہے سو بعضوں نے کہا ہے کہ جب ایک جماعت متوافق الحال کے
ہوں اور اُنکے درمیان کوئی مرید ہو روزہ رکھنے پر اسکو برانگیختہ کریں پھر اگر اسکی
مساعدت نہ کریں تو اسکے لیے کوشش افطار کی کریں اور اسکے بیچ تخفیف کریں تاکہ
اسکے ساتھ رفقت اور ملائمت ہو اور اسکی دل کو اپنے احوال پر خیال نہ کرے اور
اگر ایک جماعت شیخ کے ساتھ ہو تو اسکے موافق ساتھ روزہ رکھیں اور اسکے افطار
کے ساتھ افطار کریں باستثنا اس شخص کے کہ اسکو شیخ دوسرا حکم دے اور منقول ہے
کہ بعض صوفیوں نے ایک جوان آدمی کے خاطر بہت روزے رکھے جو اسکی صحبت میں
تھا تاکہ یہ جوان اُسکی طرف نگاہ کرے پھر اس سے ادب حاصل کرے اور اسکے
روزہ کے ساتھ روزہ رکھے۔ اور ابو الحسن مکی سے حکایت کی گئی ہے کہ وہ روزہ صوم الدہر
رکھا کرتا اور بصرہ میں وہ مقیم تھا اور شب جمعہ کے سوا روٹی نہ کھاتا اور ایک مہینے میں
اسکی خوراک چار دانگ ہوتی کہ اپنے ہاتھ سے پوست خرما بٹا کرتا اور اسکو بیچتا تھا۔ اور
شیخ ابو الحسن بن سالم کہتے کہ میں اسکو تسلیم نہیں کرتا مگر یہ کہ وہ روزہ کھولتا اور
کھاتا ہے اور ابن سالم اسے شہوت خفیہ کا متہم کرتے تھے اسواسطے کہ وہ
لوگوں کے روبرو مشہور تھا اور بعض صوفیوں نے کہا ہے کہ کوئی بندہ خاص اللہ نہیں ہے مگر
جسے چاہا کہ وہ ایک غیر مشہور [illegible] اور جسے زیادہ کھانا کھایا زیادہ پانی

پی

لیکن یہ روایت منقول ہے کہ ابو الحسن تلیسی اپنے اصحاب کے ساتھ حرم مین سات دن رہے
جنمین اُنھون نے کچھ نہین کھایا تو اُسکے اصحاب مین سے طہارت کیلیے ایک شخص باہر
نکلا اور ایک تربوز کا چھلکا دیکھا اُسے لیکر کھا گیا اُسوقت اُسے ایک شخص نے دیکھا
اور اُسکے پیچھے آیا اور روٹیان لایا اور اس گروہ کے سامنے رکھدین اُسوقت
شیخ نے کہا کہ تم مین سے کسنے گناہ کیا یعنی جس سے ہمارا وہ حال جاتا رہا تو ایک نے
کہا کہ مین نے تربوز کا چھلکا پایا اور اُسے کھا گیا شیخ نے کہا کہ تو ہی اور تیرا گناہ اور
تیری روٹیان وہ بولا کہ مین اپنے گناہ سے تائب ہون تو کہا اسکے بعد کلام
نہین ہے اور حال یہ تھا کہ وہ ایام بیض کے روزہ کو دوست رکھتے تھے اور وہ تیرھوین
اور چودھوین اور پندرھوین تاریخ کے ہین روایت ہے کہ آدم علیہ السلام زمین پر
اُتارے گئے تو گناہ کے اثر سے انکا بدن سیاہ ہو گیا تھا پھر جب اللہ نے انکی توبہ
قبول کی تو انکو حکم دیا کہ روزے ایام بیض کے رکھین پھر ایک روزہ ایک تہائی
انکے جسم کا سفید ہو جاتا یہان تک کہ ایام بیض کے روزون سے اُنکا تمام بدن
سفید ہو گیا اور یہ صوفیہ شعبان کے نصف اول مین روزون کو اور اُسکے نصف
اخیر مین افطار کو دوست رکھتے تھے اور اگر شعبان کو رمضان سے ملا دے تو کچھ
مضائقہ نہین ہے لیکن اگر روزے نہ رکھتا ہو تو رمضان کا استقبال ایک یا دو
دن کے روزون سے نہ کرے اور بعض صوفیہ مکروہ جانتے تھے کہ تمام ماہ رجب
روزہ رکھین اس سبب سے کہ رمضان کے ساتھ مشابہت مکروہ سمجھے اور ذی الحجہ
اور محرم کے عشرہ کو روزہ رکھنا مستحب ہے اور اشہر حرم یعنی رجب اور ذی القعدہ
اور ذی الحجہ و محرم مین پنجشنبہ اور جمعہ اور شنبہ کا روزہ مستحب ہے اور

حدیث مین وارد ہوا ہی کہ جسنے شہر حرام سے تین دن جمعرات جمعہ ہفتہ روزہ رکھا تو وہ دوزخ سے سات سو برس کے برابر دور ہوا

اکتالیسوان باب روزہ کے آداب اور ضروریات کے بیان مین ہی

روزہ مین صوفیہ کے آداب یہ ہین کہ ظاہر اور باطن کا ضبط اور حفظ و پاس ہو اور گناہون سے ہاتھ پاؤن وغیرہ اعضا کا روکنا ہی جسطرح نفس کو کھانے سے روزہ جاتا ہی بعد ازان نفس کو روکنا کھانے کے اہتمام انواع و اقسام سے ہی مین نے سنا ہی کہ عراق کے بعض صالحین کا طریقہ اور اُسکے اصحاب کا یہ تھا اور جب کبھی قبل از وقت افطار اُنکو ملتا بطور فتوح کے اسکو طرح کر ڈالتے اور روزہ نہ کھولتے مگر اُسی چیز سے جو افطار کے وقت اُنکو ملتا اور ادب کی یہ بات نہین ہی کہ مرید طعام مباح کو روک رکھے اور افطار حرام ناجائز کھانے سے کرے۔ ابو الدردا نے کہا ہی عجیب لطف کی بات ہی کہ عقلمندون کا سونا اور اُنکا روزہ نہ رکھنا حمقا کے قیام اور روزون کو ضرر پہونچاتے ہین اور اہل یقین و تقوے کا ایک ذرہ مغرورون کے اعمال جو پہاڑون کے برابر ہین اُنسے افضل ہی اور روزہ کی فضیلت اور ادب سے یہ ہی کہ کھانے کو اس حد سے جو وہ کھایا کرتا تھا کم کردے جبکہ وہ روزہ سے نہ تھا وگرنہ اگر کئی دفعہ کے کھانے کو ایک دفعہ کے کھانے مین جمع کر دیا تو فی الواقع جسقدر کھانا فوت ہوا تھا اُسکو حاصل کر لیا اور قوم کا مقصود روزہ سے نفس کا مغلوب کرنا ہی اور نفس کا وسعت پانے سے روکنا اور کھانے سے اُسی قدر لینا جو ضرورت ہو اسوجہ سے کہ وہ جانتے ہین کہ ضرورت پ

اقتصار کرنا نفس کو تمام افعال اور اقوال سے ضرورت کی طرف کھینچتا ہی اور نفس کی ذاتی
بات ہی کہ جب وہ کسی چیز میں اللہ تعالی کے واسطے ضرورت پر مجبور کیا جاتا ہی
تو اسکے تمام احوال کی طرف اثر پہونچتا ہی تو کھانے اور سونے سے اور قول و
فعل سے ضرورت پر آرہتا ہی اور یہ اللہ تعالی کے لیے ایک بڑا باب ابواب خیر سے
ہی کہ انکی رعایت اور جستجو واجب ہی اور علم ضرورت اور فائدہ ضرورت کے
ساتھ کوئی شخص مخصوص نہیں ہی مگر وہ بندہ کہ خدائے تعالی چاہتا ہی کہ اسکو
اپنا قرب عطا فرمائے اور اپنے پاس لاوے اور اسکو برگزیدہ کرے اور اسکی تربیت
کرے اور اپنے روزہ میں بی بی کے ساتھ لمس کرنے کے کھیل سے باز رہے
اسواسطے کہ وہ قدر روزہ کے لیے زیادہ تر پاک اور صاف ہی اور سنت کے لیے
استعمال سحری کھانے کا کرے اور وہ روزہ گذارنے کے لیے دو معنی کی رو سے
زیادہ تر داعی اور مقتضی ہی ایک یہ کہ سنت کی برکت اسپر عود کرتی ہی اور دوسرے
یہ کہ روزوں کو کھانا کھانے سے قوت پہونچتی ہی۔ انس بن مالک نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ فرمایا روزوں میں سحری کھاؤ
اسواسطے کہ سحری میں برکت ہی اور روزہ کھولنے میں سنت کی رو سے عمل بجا لانا
ایسے پھر اگر روزہ دار چاہے کہ کھانا نہ کھائے مگر بعد عشا کے اور ارادہ کرے کہ مغرب
اور عشا کا احیا نوافل یا وظیفہ اور ذکر سے کرے تو پانی سے روزہ کھولے یا کم
شے بجز ان کے کھائے یا کھجور یا چھوٹے لقمے کھائے اگر نفس تنازع کرتا ہو تا
کہ عشا تک کے درمیان صفائی وقت حاصل ہو تو اسکی احیا میں بڑی فضیلت
ہی اور سنت کی وجہ سے پانی پر قناعت کرے۔ مجھے شیخ عالم

ضیاء الدین عبد الوہاب بن علی نے بوساطت روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو اپنے پروردگار
سے حکایت کیا ہے اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ مجھے اپنے بندوں میں سے زیادہ محبوب تر ہے
جو روزہ بہت جلد افطار کرے۔ اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ لوگ
ہمیشہ خیر کے ساتھ ہیں جب تک کہ روزہ کھولنے میں عجلت کریں اور افطار نماز سے
پہلے کرنا سنت ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی کے ایک گھونٹ
یا دودھ کی چاشنی سے یا چھوہاروں سے روزہ کھولتے تھے۔ اور حدیث میں وارد ہے
کہ بہت سے روزہ دار ہیں کہ روزوں سے انکا حصہ بھوک اور پیاس ہے۔ بعضوں نے
کہا ہے کہ یہ وہ شخص ہے کہ دن میں بھوکا رہے اور حرام چیز سے روزہ کھولے اور
بعضوں نے کہا ہے کہ یہ وہ شخص ہے کہ حلال کھانے سے منھ بند کرے یعنی روزہ
رکھے اور لوگوں کے گوشت سے غیبت کے ساتھ افطار کرے۔ سفیان نے کہا
کہ جس شخص نے غیبت کی اسکا روزہ فاسد ہو گیا۔ اور مجاہد سے منقول ہے کہ دو
خصلتیں ہیں جو روزہ کو فاسد کرتی ہیں غیبت اور جھوٹ۔ شیخ ابو طالب مکی نے کہا
کہ اللہ تعالی نے جھوٹ کے سننے کو اور گناہ کی بات کہنے کو حرام گناہوں کے ساتھ
جمع کیا اور یکجا کیا ہے۔ اور فرمایا سماعون للکذب اکالون للسحت۔ اور حدیث میں وارد
ہے کہ دو عورتوں نے زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں روزہ رکھا
اور شام کے وقت بھوک اور پیاس نے انکو رنج میں ڈالا تھی کہ قریب تھا کہ وہ
ہلاک ہو جائیں تو ان دونوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آدمی بھیجا کہ روزہ کھولنے کے لیے اجازت مانگی تھیں آپ نے انکے پاس

ایک پیالہ بھیجا اور فرمایا کہ اُن دونون سے کہدو کہ اسمین قے کر ڈالو جو انھون نے
کھایا ہی تو ایک نے اُنمین سے قے کی کہ اُسمین نصف اُسکا خون تازہ تھا اور گوشت
تازہ تھا اور اُسی کے مثل دوسری عورت نے قے کی یہان تک کہ اُسکو دونون نے
بھر دیا تو لوگون نے اُس سے تعجب کیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ان دونون عورتون نے روزہ رکھا اُن چیزون سے جسکو اللہ تعالی نے اُنکے
لیے حلال کیا تھا اور دونون نے افطار اُن چیزون سے کیا جو اُنپر حلال نہین -
اور حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جب تم سے کوئی روزہ دار ہو تو چاہیے
کہ جماع نہ کرے اور نہ گالیان بکے پھر اگر کسی نے اُسکو گالی دی تو اُسکو کہنا چاہیے
کہ مین روزہ دار ہون - اور حدیث مین ہی کہ روزہ ایک امانت ہی تو چاہیے کہ
ہر ایک تم سے اُسکی حفاظت کرے - اور صوفی وہ ہی کہ رزق معلوم کی طرف
توجہ نہ کرے اور نہ دریافت کرے کہ کب اُسکی طرف رزق پہونچایا جائے گا
پھر جب کہ اللہ تعالے اُسکے پاس رزق بھیجے تو اُسکو ادب کے ساتھ نوش کرے
اُس حال مین کہ ہمیشہ مراقبہ اُسکے وقت پر رہے اور وہ اپنے افطار مین اُس
شخص سے افضل ہی جسکے لیے رزق تیار رہی پھر اگر اُسکے ساتھ روزہ بھی رکھے
تو حقیقت مین کہ وہ فضل مین کامل تر ہی - رویم سے منقول ہی کہ کہا بغداد کے
گلی کوچون مین ٹھیک دوپہر کے وقت چلا تو مجھے پیاس معلوم ہوئی سو مین ایک
مکان کے دروازے پر گیا اور پانی پینے کو مانگا کہ یکایک ایک لڑکی باہر نکل آئی
اور نئی صراحی اُسکے ہاتھ مین تھی جو ٹھنڈے پانی سے بھری تھی تو جب مین نے
اُسکے ہاتھ سے لینا چاہا تو اُسنے کہا صوفی اور دن مین پانی پیئے اور صراحی کو

زمین پر پٹک دیا اور اُسنے پھر کبھی روٹی نہ کھائی کہا کہ مجھے شرم آئی اور مینے عہد کیا کہ مین
کبھی بغیر روزہ کے نہ رہونگا اور جس گروہ نے ہمیشہ روزہ رکھنے کو مکروہ جانا ہی تو وجہ
اُنکے کراہت کی یہ ہی کہ ممکن ہی کہ جب نفس روزہ سے مالوف ہو جاوے اور اُسکی
عادت پڑجاوے تو اُسپر افطار مشکل ہوگا اور اسی طرح افطار کی عادت سے اُسکو
روزہ مکروہ معلوم ہو پس وہ فضیلت اسی مین جانتے ہین کہ نفس کسی عادت کی
طرف مائل نہو اور یہ دیکھا اور اعتقاد کیا کہ ایک دن کا افطار اور ایک دن کا روزہ
نفس پر سخت تر ہی - اور فقرا کے ادب سے یہ ہی کہ جب ایک شخص کسی جماعت
مین ہو اور جماعت صحبت مین تو وہ روزہ بغیر اُنکی اجازت کے نہ رکھے اور یہ اسواسطے
ہی کہ جماعت کے قلوب اُسکی روزہ کشائی سے متعلق رہینگے حالانکہ اُنکے
لیے کھانا موجود نہین تو اگر جماعت کے اذن سے وہ روزہ رکھے اور اُنکو کسی چیز
کی فتوح ہووے تو اُنکو لازم نہین کہ روزہ دار کے لیے اُسکو رکھ چھوڑین ساتھ
اس علم کے کہ جماعت غیر روزہ دار اسکے محتاج ہین اسواسطے کہ ہر اُنٹ
اللہ تعالی روزہ دار کے لیے رزق پہونچاتا ہی الا اُس حالت مین کہ روزہ دار
رفق اور مدارات کا اپنے ضعف کے سبب محتاج ہو یا کہ وہ ضعیف بجہتہ اپنے
کبر سن وغیرہ کے باعث ہو اور اسی طرح روزہ دار کے لائق یہ بات نہین ہی کہ
وہ اپنا حصہ لے اور اُسکو رکھ چھوڑے اسواسطے کہ یہ بات اُسکے ضعف حال سے
ہی پھر اگر وہ ضعیف ہو کہ اپنے حال اور ضعف کا مقر و معترف ہو تو خیر رکھ چھوڑے
اور جو ہمنے بیان کیا ہی وہ اُن لوگون کے لیے ہی جنکے پاس کھانے کو نہین ہی
اور جو صوفی لوگ کہ خانقاہ مین رہتے ہون جنکے لیے کھانا موجود ہو تو اُنکے

۱۱/۱۹۱۲

سفر دوا رحال یہ ہی کہ روزہ رکھین اور اُنکو جماعت کی موافقت افطار مین لازم نہین ہی
اور یہ امر ایک جماعت کے اندر انہین سے جنکے پاس کھانا موجود ہی ظاہر ہوجائیگا
کہ اُنکے پاس دن کے وقت آئے اور اگر کھانے کو اُنکے پاس نہین ہی تو اس بارہ
مین کہا گیا ہی کہ روزہ دارون کی مساعدت غیر روزہ دارون کے لیے بہتر اس سے ہی
کہ موافقت کی خواہش بے روزہ لوگون کی طرف سے روزہ دارون کے واسطے ہو اور
قوم کا حکم صدق پر مبنی ہی اور مراد صدق سے یہ ہی کہ نیت اور احوال نفس کی تلاش اور
جستجو کرے سو ہر ایک چیز جسمین نیت صحیح ہو روزہ یا افطار اور موافقت ہو یا ترک
موافقت ہی افضل ہی ولیکن سنت کے روسے یہ بات ہی کہ جسکو ایک وجہ موافق
ہو جبکہ وہ روزہ دار ہو اور موافقت کے لیے افطار کرے اور اگر روزہ دار ہو اور موافقت
نہ کرے تو اُسکے لیے ایک وجہ ہی انہین سے وجہ اُس شخص کی جو افطار کرے اور موافقت
کرے تو وہ یہ ہی کہ ابو سعید خدری نے کہا ہی کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور انکے اصحاب کے لیے کھانا تیار کیا سو جب انکے پاس آیا تو قوم سے ایک شخص نے
کہا کہ مین روزہ دار ہون اُسپر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمکو تمہارے
بھائی نے بلایا اور تمہارے لیے اپنے اوپر تکلیف اٹھائی پھر تو کہتا ہی کہ مین روزہ سے
ہون روزہ افطار کر اور ایک دن قضا اُسکی جگہ کر اور ان لوگون کی وجہ جو موافقت
نہین کرتے یہ ہی کہ حدیث مین آیا ہی کہ ہر آنحضرت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کھانا کھایا اور بلال روزہ سے تھے رسول اللہ نے فرمایا ہم رزق کھاتے ہین اور بلال
کا رزق جنت مین ہی پس جب کہ یہ معلوم ہو کہ اس موقع پر ایک قلب ہی جو ایذا
پاتا ہی یا ایک فضل ہی جو اُس شخص کی موافقت سے حاصل ہونے والا ہی جسکی

ہو موافقت مغتنم ہو تو نیک نیتی سے افطار کرے نہ کہ طبیعت کے حکم سے اور اُس کے
تقاضے سے اور اگر یہ بات نہ پائی جائے تو سزاوار نہیں ہے کہ حرص اور داعیہ نفس نیت
کے ساتھ اسکے لاحق ہو اور چاہیے کہ روزہ اپنا پورا کرے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ داعیہ
نفس کی وجہ سے دعوت قبول کرتا ہے نہ اسواسطے کہ وہ اپنے بھائی کے حق کو ادا
کرے۔ اور فقیر طالب حق کے احسن آداب سے یہ ہے کہ جب اسنے روزہ افطار کیا
اور کھانا کھا لیا تو بسا اوقات وہ اپنے باطن کو اپنی ہیئت سے متغیر اور اپنے نفس
کو وظائف عبادت کے ادا کرنے سے باز رکھنے والا پاتا ہے تو قلب متغیر کے مزاج کا
تغیر دور کرنے کے ساتھ علاج کرے اور طعام کو رکعتوں سے جو پڑھے اور آیتوں سے
جو پڑھے یا اذکار اور سنتوں سے جو وہ کرے تحلیل کرے اور اُسکو گلائے اسواسطے کہ
حدیث میں آیا ہے کہ اپنے طعام کو ذکر سے گلاؤ۔ اور آداب روزہ سے جو بہت ضرور ہے
حتی الامکان اخفا اسکا ہے مگر اس حالت میں کہ اخلاص کے سبب روزہ میں وہ مستقل
تو پھر وہ پروا نہ کرے کہ روزہ ظاہر ہو یا پوشیدہ رہا

بیالیسواں باب طعام اور ان چیزوں کے بیان میں ہے جو صلاح و فساد میں ہے

صوفی کی عادات اسکے حسن نیت اور صحت قصد اور وفور علم اور اسکے آداب بجا
لانے سے عبادت ہو جاتے ہیں اور صوفی کا وقت اللہ کے واسطے ہبہ ہو جاتا ہے
اور وہ اپنی زندگی کو اللہ کے واسطے چاہتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی کو
یہ اطلاع دیکے فرمایا ہے قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین
یعنی کہو اے رسول ہمارے میری نماز اور میری عبادت اور میری زندگی

اور میری موت اللہ کے واسطے ہی جو عالمین کا پروردگار ہی پس صوفی پر عادت
کی باتین اُسکی حاجت کی جگہ اور اُسکی بشریت کی ضرورت سے پہونچتی ہین اور اُسکی بیداری
کا نور اور اُسکی نیک نیتی اُسکی عادت مین پوشیدہ ہو جاتی ہین تو عادات روشن
اور متشکل بعبادات ہو جاتی ہین اور اسی واسطے حدیث مین وارد ہوا ہی کہ عالم کی
نیند عبادت ہی اور سانس اُسکی تسبیح ہی باوجودیکہ نیند مین غفلت ہی لیکن ہر ایک
چیز جسکے ساتھ عبادت کی استعانت ہو وہ عبادت ہی پس تناول طعام ایک
بڑا امر ہی جو بہت علوم کا محتاج ہی اسوجہ سے کہ وہ مصالح دینی اور دنیاوی
کو مشتمل ہی اور اُسکے اثر کا تعلق قلب اور قالب سے ہی اور اُسکے ساتھ بدن
کا قیام و قوام ہی کہ اسپر سنت الٰہی جاری ہی اور قالب قلب کی سواری ہی اور
ان دونون سے دین اور دنیا کی آبادی ہی - اور ہر آئینہ حدیث مین وارد ہی کہ جنت
کی زمین ہموار ہی اُسکی روئیدگی تسبیح اور تقدیس ہی اور قالب بالانفراد حیوانات
کی طبیعت پر ہی کہ اُس سے آبادی دین کے لیے استعانت کی جاتی ہی اور روح اور
قلب فرشتون کی طبیعت پر ہی کہ اُن دونون سے آبادی دین آخرت مین مدد پہونچاتی ہی
اور ان دونون کے صلح سے جمع ہونے سے دونون جہان کی آبادی کے لیے مدد پہونچاتی ہی
اور اللہ تعالی نے آدمی کو اپنی لطیف حکمت سے خاص ترین جواہر جسمانیات
اور روحانیات سے مرکب کیا ہی اور اُسکو خلاصۂ زمین و آسمان کا مستودع اور
قرارگاہ بنایا ہی اور آدمی کے بدن کے قائم رہنے کے لیے عالم شہادت اور اُن
چیزون کو جو اُس مین نباتات اور حیوانات سے ہی بنایا اللہ تعالی نے فرمایا ہو تمھارے
واسطے سب ان چیزون کو جو زمین مین پیدا کیا ہی جیسے طبائع کو خلق کیا اور وہ

حرارت اور رطوبت اور برودت اور یبوست ہی اور اُسکے واسطے نباتات کی
آفرینش کی اور نباتات کو حیوانات کے لیے قوام گردانا اور حیوانات کو آدمی کا مسخر
و منقاد کیا کہ اُنسے آدمی امر معاش کی استعانت اپنے بدن کے قوام کے لیے
کرتا ہی سو طعام معدہ میں پہونچتا ہی اور معدہ میں چار طبیعتیں ہیں اور طعام میں
چار طبیعت ہیں پھر جب کہ مزاج بدن کا اعتدال اللہ چاہتا ہی تو معدہ کے طبائع
سے ہر ایک طبیعت کو جو اُسکے ضد ہی طعام سے لیتا ہی پھر حرارت برودت کو
اور رطوبت یبوست کو پکڑتی ہی اور مزاج معتدل ہو جاتا ہی اور کجی سے امن اور
حفظ رہتا ہی اور جب اللہ چاہتا ہی کہ قالب کو فنا اور جسم کو خراب کرے تو ہر ایک
طبیعت اپنے جنس کو ماکول سے لیتی ہی اور اُسوقت طبائع مائل اور منحرف
ہو جاتے ہیں اور مزاج میں اضطراب پیدا ہو جاتا ہی اور بدن سقیم بن جاتا ہی
یہ تقدیر خدا ے عزیز علیم کی ہی وہب بن منبہ سے روایت ہی کہا میں نے توریت
میں آدم علیہ السلام کی صفت پائی ہی کہ میں نے آدم کو پیدا کیا اور اُسکے بدن کو
چار شے سے رطب و یابس اور بارد و حار سے مرکب کیا اور یہ اسواسطے کہ میں نے
اُسکو مٹی سے بنایا اور وہ خشک ہی اور اُسکی تری پانی سے ہی اور حرارت اُسکی نفس
کی طرف سے اور برودت اسکی روح کی طرف سے ہی اور بدن میں اس پیدائش کے
بعد چار انواع خلق سے پیدا کیں وہ میرے علم سے جسم کی اصل ہیں اور انہیں
سے اسکا قوام ہی تو جسم نہیں قائم رہ سکتا مگر اُنکے ساتھ اور انمیں سے ایک دوسرے
بغیر قائم نہیں رہ سکتے انہیں سے قوت سوداوی اور قوت صفرا اور خون اور بلغم
پھر میں نے بعض اس خلق کو بعض میں جگہ دی تو یبوست کا گھر قوت سودا

مین بنایا اور رطوبت کا گھر قوت صفرا مین اور حرارت کا مسکن خون مین اور برودت کا مسکن بلغم مین کیا پس جو بدن کہ اُسمین یہ چار بیدائش جنکو مین نے اصل بنایا ہی معتدل ہوتین تو اُسمین ان چارون مین سے ایک ایک چوتہائی ہوگی جو نہ گہٹے اور نہ بڑہے اُسکی صحت کامل ہوگی اور اُسکی عمارت معتدل ہوگی پہر اگر اُنمین سے ایک اُن سے زیادہ ہوگی تو پہر ایک نہ میت دے گی اور اُنکے ساتہ میل اور جور کرے گی اور اُسپر بیماری اُسکے گردیش سے داخل ہوگی جسقدر کہ اُس ایک کا غلبہ ہوگا حتی کہ بدن اُنکی طاقتون سے ضعیف ہو جائے گا اور اُنکی مقدار سے عاجز ہوگا پس طعام مین ضرور تر امور سے یہ ہی کہ وہ حلال ہو اور ہر ایک شئے جسکی مذمت شرع نے نہ کی ہو وہ رخصۃ اور رحمۃ حلال اللہ تعالی کی طرف اُسکے بندون کے لیے ہی اور اگر شرع کی طرف رخصت نہوتی تو بڑی مشکل ہوتی اور طلب حلال دشواری مین ڈالتا اور آداب صوفیہ سے یہ ہی کہ منعم یعنی اللہ تعالی کو نعمت پر دیکہے اور کہانے سے پہلے ہاتہ دہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہانے سے پہلے ہاتہ کا دہونا فقر کو دور کرتا ہی اور یہ عمل نفی فقر کا موجب اسواسطے ہی کہ کہانے سے پہلے ہاتہ کا دہونا ادب کا استعمال ادب کے ساتہ ہی اور یہ ایک شکر نعمت سے ہی اور شکر زیادتی کو واجب کرتا ہی پس ہاتہ کا دہونا نعمت کا کہینچنے والا فقر کا دور کرنے والا ٹہرا۔ اور انس بن مالک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپنے فرمایا ہی جو شخص چاہے کہ اُسکے گہر کی خیر و برکت زیادہ ہو تو چاہیے کہ وضو کرے جب کہ غذا اُسکے سامنے آئے پہر اللہ تعالی کا نام لے پس اللہ تعالی کا قول ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ اُسکی تفسیر اللہ تعالی کا نام لینا حیوانات کے ذبح کے وقت ہی اور امام شافعی اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ نے اُسکے واجب ہونے مین

اختلاف کیا ہی اور صوفی کا فہم اس سے بعد ازانکہ ظاہر تفسیر پر قائم ہو یہ ہی کہ وہ کھانے
کو نہ کھائے مگر اسوقت کہ وہ مقرون بذکر ہو تو اُسنے فرض وقت اور اسکے ادب کو
ملا دیا اور اعتقاد کرتا ہی کہ کھانا کھانا اور پانی پینا نتیجہ اسکا دیتا ہی کہ نفس کی آفات
اور اُسکی ہوا کا اتباع ہو اور ذکر اللہ تعالی کو اُسکی دوا اور تریاق سمجھتا ہی عائشہ
رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھ صحابہ
کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے تو ایک اعرابی آیا اور دو لقموں میں وہ سب کھانا
نوش کر گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اعرابی اگر بسم اللہ کہتا
تو یہ کھانا سب کو کفایت کرتا سو جب کوئی تم میں سے کھانا کھائے تو چاہیے کہ
بسم اللہ کہے اور اگر وہ بھول گیا بسم اللہ کہنا تو کہنا چاہیے بسم اللہ اولہ وآخرہ اور
مستحب ہی کہ پہلے لقمہ میں بسم اللہ کہے اور دوسرے لقمہ میں بسم اللہ الرحمن اور تیسرے
لقمہ میں تمام بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے اور تین سانس میں پانی پیے پہلی سانس میں
الحمد للہ کہے جب کہ پانی پی چکے اور دوسری میں الحمد للہ رب العلمین اور تیسری
میں الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم کہے اور جس طرح معدہ کے لیے طبائع
مختلفہ اور مقررہ ہیں جیسا کہ ہم نے انکا ذکر کیا جو طعام کے طبائع کے موافق ہیں تو
اسی طرح قلب کے لیے بھی مزاج اور طبیعتیں ہیں مگر انہیں کے واسطے جو ارباب
[illegible] اور رعایت اور بیدار [illegible] ہیں کہ مزاج قلب کا انحراف کیا ہی لقمہ سے ہوا کا
[illegible] کبھی [illegible] فضول کی طرف جانے سے حرارت [illegible] سب کی حتی کہ
[illegible] قلب میں سستی اور کسل کی برودت [illegible] وظیفہ وقت کے
باز رہنے کے ساتھ عارض ہوتی ہی اور کبھی سہو اور غفلت کی رطوبت پیدا ہوتی ہی

اور کبھی رنج اور غم کی پیوست حظوظ دنیاوی کے سبب ظاہر ہوتی ہے سو یہ سبب عارضی
اور بیماریاں ہیں جنکو بیدار دل آدمی تاڑ جاتا ہے اور ان عوارض سے قالب کے
تغیر کو تغیر مزاج قلب اعتدال سے جانتا ہے اور اعتدال جیسا کہ اُسکی خواہش قالب
کے لیے ضروری ہے تو قلب کے لیے ضرور تر اور اولیٰ ہے اور قلب کی طرف انحراف کا راستہ
پانا اُس سے زیادہ سریع ہے کہ جو قالب کی طرف رستہ پاتا ہے اور انحراف کے سبب
سے ہر وہ چیز ہے کہ اُس سے قلب بیمار ہو جاتا ہے پھر وہ مرجاتا ہے جیسے کہ قالب
مرجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا اسم ایک دواے نافع آزمودہ ہے کہ وہ اعتدال کو محفوظ
رکھتا ہے اور بیماری کو دور کرتا ہے اور صحت کو کھینچتا ہے۔ حکایت ہے کہ شیخ
محمد غزالی جب طوس کی طرف پھرا تو اُسکے سامنے ایک مرد صالح کی تعریف بعض
قریات میں کی گئی تو زیارت کے لیے اُسکے پاس جانے کا ارادہ کیا اور اُس سے
ملاقات کی اُسوقت وہ ایک جنگل میں اپنے تھا کہ زمین میں گیہوں بوتا تھا سو جب
اُسنے شیخ محمد کو دیکھا تو اُسکی طرف چلا اور اُسکی طرف متوجہ ہوا اتنے میں ایک شخص اُسکے
اصحاب سے آیا اور اُس سے بیج مانگا تاکہ شیخ کے عوض اس کام میں نایب
اُسوقت تک رہے کہ وہ غزالی کے ساتھ مشغول ہے تو اُسے منع کیا اور بیج اُسے
نہ دیا تو غزالی نے منع کرنے کا سبب پوچھا اُسنے کہا کہ وجہ اسکی یہ ہے کہ میں اس بیج
کو قلب حاضر سے بوتا ہوں اور لسان ذاکر سے اس امید سے کہ اسمیں برکت ہر ایک
شخص کے واسطے ہو جو اُسمیں سے کچھ تناول کرے تو میں نہیں چاہتا کہ اُسکو سپرد اس
شخص کے کروں کہ وہ زبان غیر ذاکر اور قلب غیر حاضر سے بوئے۔ اور بعض فقرا کھانے
کے وقت قرآن کا کوئی سورہ شروع کرتے جس سے وقت کو حاضر کرتے تھے

تاکہ اجزاے طعام انوار ذکر مین دب جائین اور کوئی مکروہ اثر تغیر مزاج قلب کھانے
کے بعد نہ آئے۔ اور ہمارے شیخ ابو النجیب سہروردی کہا کرتے کہ مین کھانا کھاتا ہون
اور مین نماز پڑھتا ہون اس سے اشارہ کھانے مین حضور قلب کی طرف کرتے اور اکثر
اوقات ان مشاغل کو جو اُسکے کھانے کے وقت ہوتے چھوڑ دیتے تاکہ اُسکی ہمت اور
قصد کھانے کے وقت متفرق نہو اور کھانے مین ذکر اور حضور قلب کے لیے ایک جز اوقات
سمجھتے تھے جسکی فروگذاشت کے لیے بس نہ تھی۔ اور کھانے کے وقت فکر ان چیزون
مین کرتا جنکو اللہ تعالی نے مہیا کیا ہی داخل ذکر مین کیا ہی اور وہ دانت جو کھانے
مین مدد دیتے ہین سو اُنمین سے بعضے ٹکڑے چور کرنے والے ہین اور بعضے کاٹنے
والے اور بعضے پیسنے والے ہین اور وہ چیزین کہ اللہ تعالی نے پانی بنائین شیرینی
منہ مین ہی تاکہ ذائقہ متغیر نہو جیسا کہ آنکھ کا پانی نمکین بنایا ہی اس چیز کے لیے
کہ چربا ہی تاکہ وہ فاسد نہو جائے اور یہ کہ کسطرح تری کو بنایا ہی جو زبان کے اطراف
اور منہ مین سے پیدا ہوتی اور نکلتی ہی تاکہ اُسے چبانے اور نگلنے مین مدد پہونچے
اور قوت ہاضمہ کو کیسا مسلط کھانے پر کیا ہی کہ اُسکو الگ الگ اور ٹکڑے ٹکڑے
کرتی ہی جسکی مدد جگر سے متعلق ہی اور جگر آگ کی مثال ہی اور معدہ ہانڈی کے مانند
ہی اور فساد جگر کے قدر قوت ہاضمہ کم ہوتی ہی اور غذا فاسد ہو جاتی ہی کہ وہ نہ علیحدہ
ہوتی ہی اور نہ ہر ایک عضو تک پہونچتی ہی وہ غذا جو اسکا حصہ ہی اور ایسے ہی
سب اعضا کی تاثیر ہی جگر اور تلی اور گردون کی اور اُنکی شرح دراز ہی سو جو کوئی
اُسمین غوض کرنا اور عبرت حاصل کرنا چاہے تو چاہیے کہ تشریح اعضا کو مطالعہ کرے
تاکہ وہ عجائب قدرت اللہ تعالے کے دیکھے کہ اعضا مین سے ایک دوسرے کو

مدد کرتے ہین اور بعض کا تعلق بعض سے غذا کی اصلاح مین ہی اور اس سے اعضا کے لیے قوت کھنچتی ہی اور اسکا منقسم ہونا خون اور ثقل کی طرف دیکھے اور دودھ بکیہ کی غذا کے لیے من بین فرث ودم لبنا خالصا سائغا للشاربین فتبارک اللہ احسن الخالقین یعنی سرگین اور خون کے درمیان سے شیر خالص جو آسانی سے پینے والون کے گلے سے نیچے اُتر جاتا ہی پس اللہ احسن الخالقین بڑا برکت والا ہی۔ تو ان چیزون مین کھانے کی فکر کرنا اور لطیف حکمتون کا پہچاننا اور اُسکی قدر ومنزلت کرنا داخل ذکر ہی اور اس قسم کی چیزون مین سے جو کھانے کی بیماری کو دور کرے جو مزاج قلب کو متغیر کرتی ہی یہ ہی کہ شروع طعام مین دعا کرے اور اللہ تعالی سے سوال کرے کہ اس غذا کو طاعت کا معین فرمائے اور اُسکی دعا مین یہ ہو اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وما رزقتنا مما نحب اجعلہ عونا لنا علی ما تحب وما زویت عنا مما نحب اجعلہ فراغا لنا فیما تحب

تینتالیسواں باب کھانے کے آداب مین

ان آداب مین سے یہ ہی کہ نمک کے ساتھ ابتدا اور اسی کے ساتھ ختم کرے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ آنحضرت نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علی نمک سے اپنے طعام کی ابتدا کرو اور نمک کے ساتھ ختم کرو اسواسطے کہ نمک ستر بیماری کی شفا ہی۔ منجملہ ان کے جنون ہی اور جذام اور برص اور درد شکم اور داڑھون کا درد ہی۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بائین پاؤن کے انگوٹھے مین سانپ یا کژدم نے کاٹا جنہیر تھا...

فرمایا کہ میرے پاس وہ سفید چیز لاؤ جو خمیر میں ہوتی ہے تو ہم نمک آپ کے پاس لے گئے تو آپ نے اُسے ہتھیلی پر رکھا بعد ازاں آپ نے اُسمیں سے تین بار چاٹا پھر بقیہ اسکا کائی جگہ پر رکھا تو اُس سے تسکین ہوئی اور کھانے پر جمع ہونا مستحب ہے اور وہ سنت صوفیہ کے خانقاہ وغیرہ میں ہے۔ جابرؓ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین کھانا وہ ہے جس پر ہاتھوں کی کثرت ہو۔ اور روایت ہے کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ ہم کھاتے ہیں اور پیٹ ہمارا نہیں بھرتا آپ نے فرمایا شاید کہ تم لوگ اپنے کھانے پر الگ الگ بیٹھتے ہو اکٹھے ہو اور اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کرو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اُسمیں برکت دے گا اور صوفیہ کی عادت سے ہے کہ دسترخوان پر کھانا کھاتے ہیں اور وہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خوان پر کھانا کھایا اور نہ سکورہ میں کھایا پھر کس چیز پر کھانا کھاتے تھے تو کہا سفرہ یعنی دسترخوان پر اور لقمہ چھوٹا بنایا جائے اور کھانے کو اچھی طرح چبایا جائے اور اپنے سامنے نظر رکھے اور کھانے والوں کا منہ نہ دیکھے اور اپنے بائیں پاؤں کے اوپر بیٹھے اور داہنے پاؤں کو کھڑا رکھے اور تواضع کا بیٹھنا بیٹھے تکیہ لگائے اور متکبر نہ بیٹھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہی فرمائی ہے اس سے کہ آدمی تکیہ لگا کر کھانا کھائے۔ اور روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری ہدیہ بھیجی گئی تو آپ زانوؤں پر دو زانو بیٹھے ہوئے کھا رہے تھے ایک اعرابی بولا کہ یہ کیا نشست ہے یا رسول اللہ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بندہ مخلوق

کیا ہی اور جبار عنید یعنی متکبر سرکش اور حق سے پھرنے والا نہیں بنایا اور کھانے کی ابتدا نہ کرے جب تک کہ مقدم یا شیخ ابتدا نہ کرے حذیفہؓ سے روایت ہی کہ ہم جب کبھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھتے تو ہم سے کوئی ہاتھ نہ رکھتا تا آنکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع کرتے اور داہنے ہاتھ سے کھاتے۔ ابو ہریرہؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی چاہئیے کہ ہر ایک تم میں سے کھانا داہنے ہاتھ سے کھائے اور داہنے ہاتھ سے پانی پیے اور چاہیے کہ اپنے داہنے ہاتھ سے لے اور اپنے داہنے ہاتھ سے دے اسواسطے کہ شیطان ہر آئنہ اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا ہی اور اپنے بائیں ہاتھ سے پیتا ہی اور اپنے بائیں ہاتھ سے لیتا ہی اور اپنے بائیں ہاتھ سے دیتا ہی اور اگر کھانے کی چیز چھوارے ہوں یا ایسی چیز جسمیں گٹھلی ہو تو اسمیں جو چیز پھینکی جاتی ہی اور جو چیز کھائی جاتی ہی طبق اور رکابی میں جمع نہ کرے اور نہ اپنے ہاتھ میں بلکہ اُسے اپنے موقع سے اپنے ہاتھ کی پشت پر رکھے اور اُسکو پھینک دے اور رہ بیچ چوری ہوئی روٹی کی چوٹی سے نہ کھائے جو بیچ میں ہوتی ہی۔ عبد اللہ بن عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی کہ جب کھانا سامنے رکھا جائے تو اُسکے حاشیہ یعنی اردگرد سے لو اور اُسکے درمیان چھوڑ دو اسواسطے کہ اُسکے بیچ میں برکت نازل ہوتی ہی۔ اور طعام کو عیب نہ لگائے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کو ہرگز عیب نہ لگایا اگر چاہا تو اُسے کھایا نہیں تو اُسے چھوڑ دیا اور جب لقمہ گر جائے تو اُسے کھا لے اسواسطے کہ ہر آئنہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی کہ جب تم مین سے کسی کا لقمہ گر پڑے
تو چاہیے کہ اُس سے دور کرے جو کچھ اُسے لگ گیا ہو اور اُسکو کھا جائے اور
شیطان کے لیے نہ چھوڑ دے اور اپنی اُنگلیون کو چاٹ لے کہ ہر آئنہ جابرؓ نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ فرمایا جب تم مین سے کوئی
کھانا کھائے تو چاہیے کہ اپنی اُنگلیون کو چوس لے اسواسطے کہ وہ نہین جانتا
کہ اُسکے کس کھانے مین برکت ہو اور ایسے ہی حضرت علیہ السلام نے حکم دیا
کہ پیالہ کو اُنگلی سے صاف کرے اور وہ کھانے سے اُسکا لگن دعا کرتا ہی
انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ کو اُنگلیون سے
صاف کرنے کا امر فرمایا ہی۔ اور کھانا نہین پھونکنا چاہیے اسواسطے کہ عائشہ
رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی کہ کھانے
کو پھونکنا برکت کو دور کرتا ہی اور عبد اللہ بن عباسؓ نے روایت کی ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کھانے مین پھونکتے تھے اور نہ پینے کی چیز مین اور نہ آپ
پینے کی چیز مین سانس لیتے تھے پس یہ ادب سے نہین ہی اور سرکہ اور ساگ
سبزی کی دسترخوان پر سنت ہی۔ کہا گیا ہی کہ ملائکہ دسترخوان پر نازل ہوتے ہین
جبکہ اُسپر سبزی ہوتی ہی۔ ام سعد رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور مین اُنکے پاس تھی سو آپ
نے فرمایا کہ کچھ صبح کی غذا ہی انہون نے جواب دیا کہ ہمارے پاس روٹی اور چھوارے
ہین اور سرکہ ہی تو حضرت علیہ السلام نے فرمایا سرکہ بہت اچھا لگاون ہی الٰہی
سرکہ مین برکت دے کہ وہ انبیا کا مجھ سے پہلے لگاون تھا اور جس گھر مین سرکہ ہو وہ محتاج

نہوگا اور کھانے پر چپ نہو کہ یہ عجمیوں کی سیرت ہے اور گوشت اور روٹی کو چھری سے
نہ کاٹے کہ اسمین نہی اور ممانعت آئی ہے اور کھانے سے اپنے ہاتھ کو نہ روکے جب تک
کہ جماعت نہ کھا چکے کہ ہر آئینہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب دسترخوان پھیلایا جاوے تو کوئی شخص نہ اُٹھے
جب تک کہ دسترخوان نہ اُٹھایا جائے اور نہ کوئی ہاتھ اپنا اُٹھائے اگرچہ پیٹ بھر گیا ہو
یہانتک کہ قوم فارغ ہو جائے اور چاہیے کہ تعلل یعنی بہانہ کھانے کا کرے اسواسطے
کہ آدمی اپنے برابر پاس کے بیٹھنے والے سے شرماتا ہے اور اپنا ہاتھ روک لیتا ہے اور
قریب ہے کہ اُسکو کھانے کی حاجت ہو اور جب روٹی رکھی جائے تو دوسری چیز کا انتظار
نہ کرے اسواسطے کہ ہر آئینہ ابو موسیٰ اشعری رضی سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روٹی کی تعظیم کرو اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے
برکات آسمان اور زمین اور چرند اور پرند اور بنی آدم کو تسخیر اور تابع کر دیے ہیں۔
اور احسن ادب اور ضروری سے یہ ہے کہ کھانا نہ کھائے مگر جب کہ بھوک لگے اور کھانا کھانا
بند کرے پہلے اس سے کہ پیٹ بھرے کہ ہر آئینہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت ہے کہ کوئی آدمی نہین بھرتا برتن ایسا برا ہو جو اُسکے پیٹ سے بدتر ہو۔ اور
صوفیہ کی عادت سے ہے کہ خادم کو لقمہ دے جبکہ وہ مجلس مین قوم کے ساتھ نہ بیٹھا ہو اور
وہ سنت ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہا کہ حضرت ابوالقاسم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم مین سے کسی کے پاس اُسکا خادم کھانا لائے تو اگر
اُسکے ساتھ نہ بیٹھے تو اُسکو ایک یا دو لقمے دے دے اسواسطے کہ وہ اُسکی گرمی
اور دھوئین کے پاس رہا ہے اور جب کھانے سے فارغ ہو تو اللہ تعالیٰ کا

شکر ادا کرے۔ ابو سعیدؓ نے روایت کی ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھا چکتے تو کہتے الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمین۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہو کہ آپ نے فرمایا ہو کہ جس شخص نے کھانا کھایا اور کہا الحمد للہ الذی اطعمنی ہذا ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ اور خلال کرے کہ ہو آنکہ روایت ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تخللوا فانہ نظافۃ والنظافۃ تدعوا الی الایمان والایمان مع صاحبہ فی الجنۃ یعنے رسول علیہ السلام نے فرمایا خلال کرو تم اسو اسطے کہ وہ نظافت ہو اور نظافت یعنی پاکی ایمان کی طرف بلاتی ہو اور ایمان اپنے صاحب ایمان کے ساتھ بہشت مین ہو۔ اور ہاتھ اپنا دھوے اسو اسطے ابو ہریرہ نے کہا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ جو کوئی سوئے اور اُسکے ہاتھ مین چربی لگی ہو جسکو نہ دھویا ہو تو اسکو اذیت کچھ پہونچے گی پس وہ ملامت نہ کرے گا مگر اپنے نفس کو۔ اور ایک سنت مین ہاتھوں کا دھونا سنت ہو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ طاسوں کو لبریز کرو اور چھپاکا کو اور مجوس کی مخالفت کرو اور آنکھوں کا مسح ہاتھ کی تری سے مستحب ہو۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو جب تم وضو کرو تو اپنی آنکھوں کو پانی پلاؤ یعنی تر کرو اور اپنے ہاتھوں کو جھاڑو دو اسو اسطے کہ وہ شیطان کے مورچھل ہین۔ ابو ہریرہ سے پوچھا گیا کہ وضو اور غیر وضو مین کھانا ان وضو مین اور غیر وضو مین اور ہاتھ کے دھونے مین دونے ہاتھ کے اندر اشنان او صابون سے اور خلال مین جو کچھ دانتوں سے خلال کے ساتھ نکلے گلے کے نیچے نہ اتارے لیکن جو کچھ زبان کے سہارے سے نکلے

اسکا مضائقہ نہیں کہ نگل جائے اور کھانا کھانے میں تصنع اور بناوٹ سے پرہیز کرے
اور اسکا کھانا جماعت کے اندر ایسا ہو جیسا کہ وہ تنہا کھاتے اسواسطے کہ ریا اور
دکھلاوٹ میں یہ ہر ایک شے پر داخل ہوتی ہی بعض علما کے سامنے بعض عابد کا وصف
کہا گیا تو عالم نے اسکی ثنا نہیں کی اس سے کہا گیا کہ آپ انمیں ناجائز بات جانتے ہیں
کہا ہاں میں نے اسے دیکھا کہ کھانے میں تصنع کرتا ہی اور جسنے کھانے میں تصنع کیا تو عمل
میں تصنع سے اسپر ایسی نہیں کیجاتی یعنی ممکن ہی کہ عمل میں بھی تصنع کرے اور اگر اکل حلال
ہو تو کہنا چاہیے کہ کہے الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات وتنزل البرکات اللہم
صل علی محمد وعلی آل محمد اللہم اطعمنا طیبا واستعملنا صالحا اور اگر کھانا شبہہ
کا ہو تو کہے الحمد للہ علی کل حال اللہم صل علی محمد ولا تجعلہ عونا علی معصیتک اور چاہیے
کہ کثرت سے استغفار اور حزن کرے اور اکل شبہہ پر گریہ کرے اور ہنسے نہیں
اسواسطے کہ جو شخص کھاتا ہی اور روتا ہی وہ مثل اسکے نہیں ہی جو کھائے اور
ہنسے اور کھانا کھانے کے بعد پڑھے قل ہو اللہ احد اور لایلاف قریش اور کسی قوم
کے پاس کھانا کھانے کے وقت نہ جائے اسواسطے کہ حضرت کی حدیث میں وارد ہوا ہی کہ
جو شخص ایسے کھانے کی طرف جائے جسکے لیے وہ نہ بلایا گیا ہو تو وہ شخص فاسق
ہو گیا اور حرام کھانا کھایا اور ہم نے دوسری لفظ سنی ہی داخل سارقا وخرج مغیرا یعنی
وہ سارق بنکر داخل ہوا اور مغیر یعنی لٹیرا خارج ہوا الا اس صورت میں کہ اسکا آنا
ایسی قوم کے پاس ہو جسکے اوقات اسکے ساتھ کھانا کھانے سے ہو اور آدمی
کا اپنے بھائی کے ساتھ گھر کے دروازہ تک جانا مستحب ہی اور مہمان بلا اجازت
صاحب خانہ کے باہر نہ نکلے اور میزبان گھر سے اجتناب کرے مگر اسوقت

کہ اُسکی نیت کھانے زیادہ خرچ کرنے کی ہو اور یہ بات شرم اور تکلف سے نہ کرے
اور جب ایک جماعت کے ساتھ کھانا کھلائے تو بعد از فراغ کہے اگر نماز مغرب کے بعد
ہو افطر عندکم الصائمون واکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملائکۃ یعنی روزہ دار تمھارے
یہاں روزہ افطار کرین اور ابرار لوگ تمھارا کھانا کھائین اور فرشتے تمھارے اوپر
درود بھیجین - اور یہ بھی روایت ہی علیکم صلوۃ قوم ابرار لیسوا باثمین ولا فجار یصلون
باللیل ویصومون بالنہار یعنی تمھارے اوپر درود ہو اُس قوم ابرار کا جو گنہگار نہین
ہین اور نہ فاجر ہین رات کو نماز پڑھتے ہین اور دن کو روزہ رکھتے ہین - بعضے
صحابہ یہ کہا کرتے تھے اور ادب سے یہ بات ہی کہ جو اُسکے لیے کھانا پیش کیا جاوے
اُسکا استحقار نہ کرے اور حقیر نہ سمجھے - اور بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کہا کرتے کہ ہم نہین جانتے کہ انمین سے کون شخص زیادہ گنہگار ہی آیا وہ شخص
جو حقارت اُسکی کرے جو اُسکے سامنے کھانا لایا جاوے یا وہ شخص جو حقارت اُس چیز
کی کرے جو اُسکے پاس ہی کہ اُسے پیش کرے اور طعام مباہات و نمود کا کھانا مکروہ
ہی اور جو کھانا کہ بیاہ شادی اور غمی مین تکلف پکایا جاتا ہی اور جو کھانا نوحہ
کرنیوالون کے لیے تیار ہوتا ہی نہ کھایا جاوے اور جو اہل ماتم پرسی کے لیے تیار ہوا
کھانا مضائقہ نہین ہی اور جو اُسکے قائم مقام ہو اور جب ایک شخص اپنے بھائی کے
مکان کو جانتا ہو کہ وہ خوش اس انبساط سے ہوتا ہی کسی چیز مین تصرف اُسکے کھانے
مین کرے تو کچھ حرج نہین ہی کہ اُسکے کھانے مین سے بغیر اُسکی اجازت کے کھاوے
اللہ تعالی نے فرمایا ہی او صدیقکم - روایت ہی کہ سفیان ثوری کے پاس ایک
جماعت آئی اور اُسکو موجود نہ پایا تو اُنھون نے دروازہ کھولا اور دسترخوان

بچھایا اور کھانا کھایا پھر سفیان آیا اور خوش ہوا اور کہا تم نے سلف کے اخلاق یاد دلائے
کہ وہ ایسے ہی تھے اور جو شخص کھانے کے لیے بلایا گیا تو اجابت اُسکی سنت ہی اور
اسمین زیادہ وہ والا ولیمہ ہی اور کبھی بعض لوگ دعوت سے غرور کے سبب تخلف
کرتے ہین اور یہ خطا ہی اور جو یہ بات بناوٹ سے کی ہو اور ریا سے تو وہ کمتر تکبر سے
ہی - روایت ہی کہ حسن بن علی کا ایک ایسی مساکین کی قوم پر گذر ہوا جو راستون پر
لوگون سے سوال کرتے ہین اور اُنھون نے زمین پر ٹکڑے روٹیون کے پھیلا رکھے تھے
اور آپ ایک خچر پر سوار تھے سو جب آپ اُنپر گذرے تو اُنسے سلام علیک کی اور
اُنھون نے وعلیکم السلام کہا اور عرض کی کہ ای فرزند آئیے صبح کا کھانا حاضر ہی آپ
نے فرمایا ان اللہ تعالی متکبرون کو دوست نہین رکھتا پھر اپنی ران کو پھیرا اور اپنی
سواری سے اُتر پڑے اور زمین پر اُنکے ساتھ بیٹھے اور آکر کھانے لگے پھر اُنکو سلام کیا
اور سوار ہوگئے اور کہا جاتا تھا کہ بھائیون کے ساتھ کھانا کھانا کمینے کے ساتھ کھانا
کھانے سے افضل ہی - روایت ہی کہ ہارون رشید نے ابی معاویہ نابینا کو بلایا اور
امر کیا کہ اسکے لیے کھانا لایا جاوے پھر جب وہ کھانا کھا چکے تو رشید نے پانی اسکے
ہاتھون پر طشت مین گرایا پھر جب وہ فارغ ہوا تو کہا یا ابا معاویہ تو جانتا ہی کہ تیرے
ہاتھ پر کس نے پانی ڈالا کہا نہین کہا کہ امیر المومنین نے کہا ای امیر المومنین اسکے
سوا نہین کہ تو نے علم کا اکرام و اعزاز و اجلال کیا ہی اللہ تعالی تیرا اجلال کرے اور
تیرا اکرام کرے جیسا کہ تو نے علم کا اکرام کیا

چوالیسوان باب صوفیہ کے آداب لباس اور اُنکی نیات اور اُسمین اُنکے مقاصد کے بیان مین

لباس نفس کی حاجات سے ہی اور اسکی ضرورت گرمی اور سردی کے دور کرنے کے لیے ہی
جیسے کہ طعام حاجات نفس سے بھوک دور کرنے کے لیے ہی اور جیسا کہ نفس طعام سے
بقدر حاجت پر قانع نہین ہی بلکہ زیادات اور خواہشین طلب کرتا ہی سو اسی طرح لباس
مین انواع اقسام کی پوشاک مانگتا ہی اور نفس کے لیے اسمین طرح طرح کی خواہش اور
ہوا ہوتی ہی پس صوفی نفس کو لباس مین صریح علم کی متابعت کی طرف پھیرتا ہی
بعضے صوفیہ سے کہا گیا تیرا لباس پھٹا ہوا ہی کہا لیکن وجہ حلال سے ہی اور کسی
سے کہا گیا کہ وہ میلا ہی کہا لیکن وہ طاہر اور پاک ہی تو صادق کی نظر اپنی پوشاک
مین یہ ہی کہ وہ وجہ حلال سے ہو اسواسطے کہ ہمارے نزدیک حدیث مین وارد ہی جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا ہی کہ جسنے ایک کپڑا دس درم کو
خریدا اور اسکی قیمت مین ایک درم حرام کا ہی تو اللہ تعالی اس سے صرف اور عدل
نہین قبول کرتا یعنی نہ فرض نہ نفل پھر اسکے بعد نظر اسکی اسمین ہی کہ وہ لباس پاک
ہو اسواسطے کہ طہارت کپڑے کی نماز کی صحت کی شرط ہی اور ان دو نظر کے سوا اسکی
نظر اسمین ہی کہ وہ گرمی اور سردی کو دفع کرتا ہی اسواسطے کہ وہ مصلحت نفس کی ہی اور
اسکے بعد جو نفس چاہتا ہی وہ سب فضول اور زیادت ہی اور نظر خلق کی طرف ہی
اور صادق کے لیے سزاوار نہین ہی کہ لباس پہنے مگر اللہ کے واسطے اور وہ ستر
عورت ہی یا اپنے نفس کے لیے کہ گرمی اور سردی دور ہو۔ حکایت ہی کہ سفیان
ثوری رضی اللہ عنہ ایک روز باہر نکلے اور اسکے بدن مین کپڑا تھا جسکو الٹا
پہنا تھا سو ان سے کہا گیا اور اسکو علم اسکا نہ تھا پس آپنے قصد کیا کہ اسے اتار کے
تو پھر سیدھا کر کے پہنے بعد ازاں انکو ایسا ہی چھوڑ دیا اور کہا جب مین نے پہنا تھا

تو نیت کی تھی کہ مین اُسے اللہ کے واسطے پہنتا ہون اور اب مین اُسے نہین بدلتا ہون
مگر خلق کی نظر کے واسطے سو مین اُس سے پہلی نیت کو نہین توڑتا اور صوفیہ طہارت
اخلاق کے ساتھ مخصوص ہین اور انکو طہارت اخلاق نہین نصیب ہوئی مگر صلاحیت
اور اہلیت اور استعداد کے ساتھ جسکو اللہ تعالی نے انکے نفوس کیلیے مہیا کی ہے اور
اخلاق کی طہارت اور انکی معاونت مین ایک تناسب ہے جو ہیئت نفس کے سبب

سے واقع ہے اور ہیئت نفس کا تناسب وہی ہے جو اشارہ الیہ قول اللہ تعالی کا ہے فاذا سویتہ و
نفخت فیہ من روحی یعنی پس جسوقت کہ مین نے اُسکو مستوی اور ہموار کیا اور اپنی
روح مین سے اُسمین پھونکی پس تناسب وہی تسویہ ہے پس تناسب یہ ہے کہ
لباس انکا متشاکل اور متشابہ انکے طعام کے ہے اور طعام انکا ہمشکل انکے کلام کے ہے اور
انکا کلام ہمشکل سونے کے ہے اسواسطے کہ تناسب جو نفس مین واقع ہے علم کے ساتھ مقید ہے
اور تشابہ اور تماثل احوال مین جو ہے اسکے ساتھ علم حکم کرتا ہے اور زبان حال کے ساتھ تعریف
کسی قدر التزام تناسب کا آمیزش ہو اسکے ساتھ کرتے ہین اور انکے پاس جو وجود
تناسب ہے وہ ایک تراوش انکے سلف کے حال کی ہے جو وجود تناسب مین تھی ۔
ابو سلیمان دارانی نے کہا کہ ایک اُنمین سے تین درم کی عبا پہنتا ہے اور اُسکے پیٹ
مین خواہش پانچ درم کی ہے اسکا انکار اُنے اسواسطے کیا کہ تناسب نہین ہے
پھر جب کوئی موٹا کپڑا پہنے تو سزاوار یہ ہے کہ اُسکی غذا بھی اُسکے جنس سے ہو
کہ لباس اور طعام مختلف ہوے تو وہ دلیل انحراف کے وجود کی ہے وجود
سے جو دو طرف سے ایک طرف مین مخفی ہے یا وہ طرف لباس مین ہے اس سبب سے
کہ وہ نظر خلق کا مقام ہے یا کہ وہ طعام کے طرف مین ہے اسواسطے کہ حرص یا شہوت

بافراط ہی اور یہ دونوں وصف مرض ہیں جو دوا کے محتاج ہیں پس چاہیے کہ حد اعتدال کی طرف عود کرے ابو سلیمان دارانی نے ایک کپڑا دھلا ہوا پہنا تو اس سے احمد نے کہا کاش تو اس سے اچھا کپڑا پہنتا تو کہا کاش میرا قلب اور قلوب میں ایسا ہوتا جیسا کہ میرا قمیص کپڑوں میں ہے تو فقیر لوگ گدڑی پہنا کرتے اور بسا اوقات چیتھڑے گھوروں کے اور رستے اٹھا لیتے اور اُنسے اپنے کپڑوں میں پیوند لگاتے اور ہر ایک اہل اصلاح کے ایک گروہ نے یہ کام کیا ہی اور یہ وہ لوگ تھے جنکے پاس کچھ مال نہ تھا تو اسکی طرف رجوع کرتے تھے سو جیسے اُنکے پیوند گھوروں کے چیتھڑوں سے تھے گدا گری سے اُنکے لقمے تھے۔ ابو عبد اللہ رفاعی تیس برس فقر اور توکل پر قائم رہا اور جب کبھی فقیر کے لیے کھانا حاضر کرتا تو اُنکے ساتھ نہ کھاتا اس بارہ میں اُس سے کہا جاتا تو وہ کہتا کہ تم حق توکل کے ساتھ کھاتے ہو اور میں حق مسکنت کے ساتھ کھاتا ہوں بعد اذان عشا ئین کے درمیان دروازوں سے سیاب مانگنے کے لیے نکلتا اور یہ اس شخص کی شان ہی جو مال کی طرف رجوع نہ کرے اور بر تسہال کسی کے منقول ہی کہ خرقہ پوشوں کی ایک جماعت بشر بن الحارث کے پاس گئی تو اُنسے آپنے کہا اے قوم خدا سے ڈرو اور اس لباس کو مت ظاہر کرو اسواسطے کہ تم اسکے باعث پہچانے جاتے ہو اور اسکے لیے اکرام کیے جاتے ہو سو سب کے سب خاموش ہو رہے پھر ایک لڑکے نے انمیں سے کہا الحمد للہ الذی جعلنا ممن یعرف بہ ویکرم بہ یعنی شکر ہی اُس اللہ کا جسنے ہمکو ان لوگوں سے گردانا جو اس سے پہچانے جاتے ہیں اور اُسکے لیے اکرام کیے جاتے ہیں۔ اور اللہ کی قسم ہر آئینہ یہی لباس غالب رہیگا تا آنکہ دین اللہ کے واسطے ہو تب بشر نے اُس سے کہا شاباش اے لڑکے مثل تیرے جو کوئی

مرقع پہنتے تھے تو ایک انہین کا تھا کہ زمانہ دراز تک نہ کوئی کپڑا جمع کرکے رکھتا تھا اور نہ مالک اُس کپڑے کے سوا کا تھا جسکو وہ پہنے ہوے تھا۔ اور روایت ہی کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے ایک کرتہ پہنا جو تین درم کو خریدا تھا پھر انگلیون کے سرے سے اُسکی آستین کاٹ ڈالین اور انہین سے روایت ہی کہ عمر بن الخطاب سے کہا کہ اگر تو چاہے کہ اپنے صاحب سے ملے تو اپنے قمیص مین پیوند لگا اور اپنا جوتا گانٹھ اور اپنی خواہش اور امید کو کم کر اور سیر شکمی سے کم کھا۔ اور جریری سے حکایت کی گئی راوی نے کہا کہ بغداد کی جامع مسجد مین ایک شخص تھا کہ اسکو نہین پاتا مگر ایک کپڑے مین جاڑے ہون یا گرمی تو اس سے دریافت کیا گیا کہ اسکا کیا سبب ہی تو اُسنے کہا کہ مجھے حرص تھا کہ بہت کپڑے پہنون سو ایک رات مین نے انہین دیکھا جو سونے والا دیکھا کرتا ہی گویا کہ مین بہشت مین داخل ہوا سو مین نے ایک جماعت کو اپنے یارون سے جو فقرا تھے کہ وہ ایک دسترخوان پر بیٹھے تھے سو مین نے چاہا کہ اُنکے ساتھ مین بھی بیٹھون کہ ناگاہ فرشتون کی ایک جماعت آن پہونچی میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اٹھا لیا اور مجھ سے کہا کہ یہ لوگ ایک کپڑے والے ہین اور تیرے پاس دو کپڑے ہین تو اُنکے ساتھ مت بیٹھ تب مین جاگا اور عہد کیا کہ مین ایک کپڑے کے سوا نہ پہنونگا یہان تک کہ اللہ تعالی سے ملون۔ اور کہا گیا ہی کہ ابو بشر بن حرث مر گیا اور ایک کرتہ کے سوا اور کچھ نہ چھوڑا جو اسکے بدن مین تھا اور وہ مانگا ہوا تھا سو اُسے اُسکے مالک کو پھیر دیا اور یہ حکایت ہمکو شیخ حماد دہماسی کے شیخ سے پہونچی ہی کہ آپنے بڑا زمانہ بسر کیا کہ وہ کپڑا نہ پہنتا تھا مگر مستعار یہان تک کہ اپنے ذاتی مال کی کوئی چیز نہین پہنی۔ اور ابو حفص حداد نے کہا ہی جب تو کسی فقیر کی نیک روئی اپنے کپڑے مین دیکھے تو

اُسکے غیر کی امید نہ رکھو اور نقل ہی کہ ابن کرنبی مرا اور وہ جنید کا اُستاد تھا اور اُسکے
بدن پر سے مرقعہ تھا منقول ہی کہ اُنکی ایک آستین اور تیر پر جامہ کا پیوند رطل سے تھے
در رطل نیم من ہی سو کبھی ایک جماعت صادقین ایسے سخت لباس مین ہوتی ہی اور کبھی صادقین
کی ایک جماعت تکلف کرتی ہی کہ مرقعہ اور لباس فقرا کے سوا اور لباس پہنین اور اپنی
نسبت اُنکی اخفاے حال ہی یا اسکا خوف ہی کہ حق مرقعہ جو واجب ہو سے ادا نہو گا منقول ہی
کہ ابوحفص حداد نرم کپڑے پہنا کرتے اور اُنکا ایک گھر تھا جسمین ریت بچھی ہوئی تھی شاید
کہ اُسکے اوپر سویا کرتا تھا بدون اسکے کہ بچھونا ہو اور اصحاب صفہ سے ایک قوم تھی جو
اس بات کو مکروہ جانتی تھی کہ اُنکے اور زمین کے درمیان کوئی چیز حائل ہو اور ابی حفص
کا نرم کپڑا پہننا اچھی نیت کے ساتھ ہوتا تھا کہ اللہ تعالی اُنکی صحبت سے ملے اور اُنکے
صادقین کا حال ہی کہ اُنھون نے نیت کے ساتھ نرم کپڑا پہنا ایک نیت سے جو اُنکے
اسمین کہ لبس کی چیز مفروض نہ کیا جائے بدون اسکے سخت کپڑے اور مرقع کا پہننا تمام
فقرا کے لیے لائق ہی اسواسطے کہ دنیا اور اُسکی رونق حجاب اور حجابوں سے ملتا کر
اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہی کہ جس شخص نے خوش آیندہ کپڑا ترک کر دیا
اللہ کے واسطے حالانکہ وہ پہننے پر قادر ہو تو اللہ تعالی اُسکو جنت کا لباس پہنائیگا لیکن
نرم کپڑے کا پہننا تو وہ لائق نہین ہی مگر اس شخص کے لیے جو اس بارہ مین اپنے حال
کا عالم ہو اور اپنے نفس کی صفات کا دیکھنے والا ہو شہوات پوشیدہ نفسانی کا
جاننے والا ہو اور اللہ تعالی اپنی حسن نیت کو قبول کرے یہی نیت کے سبب اس مسئلہ مین بہت کی
وجہ یہی کہ اُنکی شرح طویل ہی۔ اور لوگون مین سے بعض ایسے بھی ہین کہ جو ایک
کپڑے پہننے کا خاص قصد نہین کرتے نہ اُسکی سختی سے نہ اُسکی نرمی سے بلکہ

وہ ایسا کپڑا پہنتے ہیں جو حق اُنکو پہناوے تو وہ وقت کے حکم سے ہی اور یہ حسن ہی اور
اس سے احسن ہی کہ وہ اپنے نفس کو اس بارہ میں چھوڑ دے اور جو پا سکے پھر اگر اس کپڑے
میں جسکو اللہ تعالیٰ نے اُسکے پاس بھیجا ہی نفس کے لیے شر یا اُسکی شہوت پوشیدہ یا
ظاہر دیکھے تو اسے اتار ڈالے الا اُسوقت کہ حال اسکا اللہ کے ساتھ ترک اختیار ہو
پس اس صورت میں اُسے گنجایش نہیں ہی الا اس بات کی کہ وہ اُسی کپڑے کو پہنے جو
اللہ تعالیٰ نے اُسکے پاس بھیجا ہی۔ اور ہمارے شیخ ابو النجیب سہروردی کا یہ حال
تھا کہ آپ کسی ہیئت کے مقید لباس میں نہ تھے بلکہ وہ کپڑا پہنتے تھے جو بلا قصد و بے
تکلف و اختیار کیف ما اتفق مل جاتا تھا اور وہ عمامہ دس دینار کا بھی پہنتے تھے اور ایک
دانگ کے درم کا چھٹا حصہ آٹھ جو کے برابر ہوتا تھا۔ اور شیخ عبد القادر رحمہ اللہ ایک
ہیئت مخصوصہ کا لباس پہنتے تھے اور طیلسان پہنتے تھے (ایک کپڑا ہی کہ کاندھے پر ڈالتے
ہیں) اور شیخ علی ہیتی فقیروں کا سیاہ لباس پہنتے تھے اور ابوبکر فرا زنجان میں (ایک
رنگ) اعاد الناس کی طرح سخت پوستین پہنا کرتے اور ہر ایک کے لیے اُسکے لباس
و ہیئت میں ایک نیت صالحہ ہی اور ان اقسام کی تفاوت کی شرح اس کتاب میں
طول ہوتی ہی۔ اور شیخ ابو مسعود رحمہ اللہ کا حال اللہ تعالیٰ کے ساتھ ترک اختیار تھا اور
ہر آئندہ اُسکے لیے نرم کپڑے بھیجے جاتے تھے اور وہ اُسے پہنتے تھے اور اس سے ذکر
کیا جاتا کہ بسا اوقات بعض آدمی کے دلوں میں انکار سبقت کرتا ہی آپ کی نسبت
جو کپڑا آپ پہنتے ہیں تو آپ کہتے کہ ہماری ملاقات نہیں ہوتی مگر دو آدمیوں سے کسی ایک
کی ایک وہ شخص جو ہم سے مطالبہ بناء علم شرع کا کرتا ہی تو ہم اس سے کہتے ہیں کہ آیا
ہمارے کپڑے کو شرع مکروہ کرتی ہی تو اُسکو حرام کرتا ہی تو وہ کہتا ہی کہ نہیں اور دوسرا

وہ شخص ہی جو ہمیشہ مطالبہ اس حقائق کے ساتھ کرتا ہی جو ارباب عزیمت کی قوم کہتے ہیں تو
ہم اس سے کہتے ہیں کہ کیا تو ہمارے واسطے اس کپڑے میں جو ہم اسے پہنتے ہیں
کوئی اختیار ہی یا تو ہمارے پاس نہیں خواہش و شہوت دیکھتا ہی وہ کہتا ہی کہ
نہیں اور کبھی لوگوں میں وہ ہوتے ہیں جو نرم کپڑوں کے پہننے کا مقدور رکھتے ہیں
اور سخت پہرے اپنے گرد وہ چاہتا ہی کہ اللہ اسکے لیے ایک ہیئت خاص پسند فرمائے
پس وہ اللہ تعالی سے التجا اور اختیار کرتا ہی اور سوال کرتا ہی کہ وہ ایسے دکھلاوے
ویسا لباس جو اللہ تعالی کے پسند ہو اور اسکو لائق اور صالح اسکے دین و دنیا کے
لیے کرے اس سبب سے کہ وہ ایک خاص لباس کا بعینہ صاحب غرض و ہوا نہیں ہی
پس اللہ تعالی اسپر کشود کر دیتا ہی اور اسکو ایک خاص لباس بتلا دیتا ہی اور معلوم
کرا دیتا ہی تب وہ اس لباس کو اپنے اوپر لازم کر لیتا ہی پھر اسکا لباس ہوتا ہی اور یہ
اتم و اکمل ہی ان سب لباسوں سے جنکا پہننا اللہ ہو اور بعضے وہ آدمی ہوتے ہیں
جنکا نفس علم سے منور ہوتا ہی اور وہ واسطے اس سے ہوتا ہی کہ اسکا بسط اللہ شکر کرتا ہی تو
وہ علم اور اتفاق سے لباس پہنتا ہی اور پروا اسکی نہیں کرتا کہ وہ کپڑا نرم ہی یا سخت ہی
اور بسا اوقات اسنے نرم لباس پہنا اور نہیں اسکے نفس کے لیے اختیار ہی اور حظ کی
اور یہ حظ انہیں موجب کسی گناہ و کنارہ کا اسکے لیے اور اسکے اوپر پھیرا ہوا اور اسکو بخشا
اور بھیجا گیا ہوا ہوگا کہ اسکے ارادہ نفس سے اللہ تعالی موافق ہی اور یہ شخص تزکیہ میں
کامل اور طہارت میں تمام محبوب مراد ہوگا کہ اسکی مراد محبوب کی طرف اللہ تعالی نے
مسارعت فرماتا ہی بغیر اسکے کہ یہاں پہ قدم لغزش ہو اور اکثر ہم لوگوں کے لیے یحیی
بن معاذ رازی سے حکایت ہی کہ وہ صوف اور پرانے کپڑے ابتدا سے امر میں

پہنا کرتے تھے بعد ازاں آخر عمر مین نرم کپڑے پہننے لگے یہ حال بایزید سے ذکر کیا گیا تو
اُنہون نے کہا جب مسکین یحیی نے صبر اونی پہنا کیا تو کیونکر ستخون پر صبر کرتا اور بعضے وہ
لوگ ہین جنکو پہلے سے علم اُن چیزون کا ہوتا ہی جو لباس کی قسم سے اُسکے پاس آئے گا تو
اُسکو وہی سمجھکر پہنتا ہی اور صادقین کے اور جتنے احوال ہین مختلف انواع کے وہ
سب مستحسن ہین قُل کُلٌّ یَّعمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہ فَرَبُّکُم اَعلَمُ بِمَن ھُوَ اَھدٰی سَبِیلًا یعنی تو کہہ ہر کوئی کام
اوپر طریقہ اپنے کے کرتا ہی پس رب تمھارا خوب جانتا ہی اُس شخص کو کہ وہ راہ کو پانے
والا ہی اور سخت کپڑے کا پہننا بندہ کے لیے محبوب تر اور بہتر اور اسلم یعنی مین دین کو
اور آفات سے دور تر ہی مسلم بن عبد الملک نے کہا ہی کہ عمر بن عبد العزیز کے پاس
مین گیا کہ مرض مین اُنکی عیادت کرون تو مین نے اُنکا کرتہ میلا دیکھا تو مین نے اُنکی
بی بی فاطمہ سے کہا کہ امیر المومنین کے کپڑے دھلواؤ اُنہون نے کہا انشاء اللہ تعالی
ایسا کرینگے کہا پھر مین عیادت کے واسطے گیا تو دیکھا کرتہ ویسا ہی میلا ہی پھر مین نے
کہا اے فاطمہ کیا مین نے تمکو نہین حکم دیا اس بات کا کہ اُسے دھو ڈالو تو اُنہون نے
جواب دیا کہ واللہ کوئی دوسرا کرتہ اُسکے سوا نہین ہی۔ اور سالم نے کہا کہ عمر بن
عبد العزیز ملائم ترین کپڑون سے پہنتے تھے قبل اسکے کہ اُنکو خلافت سپرد کیجائے
پھر جب کہ خلافت اُسکے سپرد کی گئی اپنے سر کو دونون زانو کے درمیان رکھا اور
روئے پھر اُنہون نے پرانے کپڑے اور کمل موٹی منگائے اور یہ منقول ہی کہ جب
ابو الدرداء نے انتقال کیا تو اُنکے کپڑے مین چالیس پیوند پائے اور اُنکی عبا
چار پیوند سے اور زید بن وہب نے کہا علی ابن طالب نے ایک قمیص رازی پہنا
اور وہ ایسا تھا کہ جب اُسکی آستین کھینچی جاتی تو انگلیون کے سرے تک

پہونچتی خارجیوں نے اس سے عیب لگایا تب آپ نے فرمایا کیا تم مجھے عیب لگاتے ہو
ایسے لباس پر جو غرور سے بہت دور ہے اور اس لائق ہے کہ مسلم میری اقتدا کریں۔ اور منقول
ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب کسی آدمی پر دو باریک کپڑے دیکھے درہ مار کر اُسے اٹھاتے
اور کہتے یہ لباس عورات کے لیے چھوڑ دو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے
کہ آپ نے فرمایا ہے اپنے قلوب کو صوف کے لباس سے روشن کرو کہ ہر آئنہ وہ دنیا میں
مذلت ہے اور آخرت میں نور ہے اور بچاؤ تم اپنے تئیں اس سے کہ تم اپنے دین کو لوگوں
کی تعریف و ثنا سے فاسد کرو۔ اور روایت ہے کہ ہر آئنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے چمڑے کا جوڑا پہنا پھر اُنکی طرف دیکھا تو اُنکا حسن اچھا معلوم ہوا تو اللہ تعالیٰ
کے لیے سجدہ کیا آپ سے اس معاملہ میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا کہ میں ڈرا ایسا نہو
کہ میرا پروردگار مجھ سے منہ پھیر لے سو اُسکی میں نے تواضع اور عاجزی کی ضرور ہے
کہ جوڑا اجزارات کو میرے گھر میں نہ رہے اس خوف سے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف دشمنی
اُسکے سبب ہو اور پھر اُنکو اُتار ڈالا اور اُنکو بھیجدیا اُس مسکین کے لیے جو اول اُسے
ملے پھر حکم دیا اور آپ کے لیے نعلین خریدی گئیں جو پرانی گنٹھی ہوئی تھیں۔ اور روایت
ہے کہ ہر آئنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوف پہنا ہے اور پرانا گنٹھا ہوا
جوتا پہنا اور غلاموں کے ساتھ کھانا کھایا اور جسوقت نفس محل آفات میں ہو تو
اُسکے پوشیدہ حیلوں اور مخفی شہوات اور چھپی ہوئے پر اطلاع پانا نہایت دشوار
ہے پس لائق و سزاوار اور اولی یہ ہے کہ احوط امر کو پکڑے اور چھوڑ دے اُنکو جو شک
میں ڈالتے ہیں اُسکی طرف جو شک نہیں ڈالتیں اور بندہ کے لیے نہیں جائز ہے کہ
وسعت میں داخل ہو الا بعد اسکے کہ علم وسعت کا مضبوط اور قوی اور نفس

کوز کی کامل ہو اور یہ تب ہی کہ نفس اپنی ہوا طبع کی غیبت کے ساتھ غائب اور
پوشیدہ ہو جائے اور نیت خالص اور تصرف علم صریح و اضح کے ساتھ عزیمت اور
درست ہو جائے اور عزیمت کے لیے تو بین ہیں کہ اسپر سوار ہوتی ہین اور اُسکی
مراعات کرتی ہین رخصت کی طرف نزول کرنا نہیں جانتی اس خوف سے کہ فضیلت
ترک دنیا اور ملائم لباس دنیا کے فوت نہو جائین ۔ اور ہر آئنہ کہا گیا ہی کہ جس شخص کا
لباس باریک ہی اُسکا دین باریک ہی اور کبھی اس بارہ مین رخصت دیجاتی ہی ایسے
شخص کے لیے جو زہد کا التزام نہ کرے اور شرع کی رخصت پر ٹھہرے علقمہ نے عبد اللہ
ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا ہی
بہشت مین وہ شخص داخل نہوگا جسکے دل مین ایک ذرہ کے وزن برابر کبر و غرور ہوگا
پس ایک شخص نے کہا ہی کہ آدمی دوست رکھتا ہی اس بات کو کہ کپڑے اسکے اچھے
ہون اور جوتا اُسکا اچھا ہو تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر آئنہ اللہ تعالی جمیل ہی اور جمال
کو دوست رکھتا ہی پس یہ رخصت اُس شخص کے حق مین ہی جو اُسے پہنے اور ہوائے نفس
سے اُسمین افتخار نہ کرے اور نہ وہ اترائے لیکن جسنے کہ لباس ہوا کے واسطے پہنا کہ دنیا اور
اُسکے سکان سے تفاخر کرے اور شیخی مارے تو ہر آئنہ اُسکے حق مین وعید ہی ۔ ابو ہریرہ نے
روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی مومن کا پاجامہ آدھی پنڈلی
تک ہی اُس مقدار مین جو اسکے اور ٹخنون کے ما بین ہی اور جو ٹخنون سے نیچا ہو تو وہ
دوزخ مین ہی جس شخص نے اپنی ازار کو نافرمانی سے کھینچا قیامت کے دن خدا تعالی
اسکی طرف نہ دیکھے گا اس درمیان مین ایک شخص اُن لوگون سے تھا جو تم سے
پہلے تھے وہ تبختر و ناز سے اپنی چادر پکڑتا جس وقت کہ اسکو چادر اُسکی

اسمیں معلوم ہوئی تھی تو اللہ تعالی نے اسکے ساتھ زمین کو دھسا دیا پس وہ زمین میں
دھنستا چلا جائیگا قیامت کے دن تک اور احوال میں اختلاف ہوا کرتا ہے اور جس شخص
کا استعمال اسکے صحت علم کے ساتھ صحیح ہو اسکی نیت اکول و ملبوس در تمام کاروبار
میں صحیح ہوتی ہے اور کل احوال میں وہ مستقیم رہتا ہے اور باطن کی استقامت سے جو
اللہ تعالی کے ساتھ ہوتی ہے اور مستحکم ہوتا ہے اور اسکے موافق بندہ کے کاروبار
اللہ تعالی کے حسن توفیق سے مستقیم ہوتے ہیں

پینتالیسواں باب قیام لیل کی فضیلت کے ذکر میں ہے

اللہ تعالی نے فرمایا ہے اذ یغشیکم النعاس امنۃ منہ وینزل علیکم من السماء ماء لیطہرکم بہ وی
ذہب عنکم رجز الشیطان یعنی جب تمکو اونگھ گھیرے اس سے امن ہے اور اتارتا ہے
تم پر آسمان سے پانی تو بسبب اسکے تمکو پاک کرے اور شیطان کی پلیدی تم سے
لیجاوے یہ آیت مسلمانوں کے حق میں جنگ بدر کے دن نازل ہوئی جہاں کہ وہ
ایک ریت کے ٹیلے پر اترے جسمیں آدمیوں کے قدم اور گھوڑوں کے سم دھنسے
جاتے تھے اور مشرکین نے بدر کے پانی کے پاس سبقت کی اور پانی پر وہ غالب ہو گئے
اور مسلمان لوگ صبح کے وقت محدث اور جنب اٹھے اور انکو پیاس معلوم ہوئی اور
شیطان نے انکو وسوسہ میں ڈالا کہ تمہارا زعم ہے کہ تم حق پر ہو اور تمہارے درمیان
نبی اللہ ہیں حالانکہ مشرکین پانی پر غالب اور قابض ہو گئے اور تم بے طہارت
اور بغیر غسل کے نماز پڑھ رہے ہو پھر تم کیونکر امید فتحیابی کی رکھتے ہو تب اللہ
تعالی نے آسمان سے مینہ برسایا جس سے میدان جنگل بہ نکلے پس مسلمانوں نے

اُس سے پانی پیا اور نہائے اور وضو کیے اور گھوڑون کو پانی پلایا اور ریت اور سنگلین
بھریلین اور زمین سخت ہوگئی یہانتک کہ قدم اُسپر ثابت ہوئے اور جیسے فرمایا
اللہ تعالی نے ویثبت بہ الاقدام اذ یوحی ربک الی الملائکۃ انی معکم یعنی بسبب اُسکے
پانؤن ٹھہرنے لگے اسواسطے کہ رب تیرے نے فرشتون کو حکم کیا کہ مین تمہارے ساتھ
ہون۔ اللہ تعالی نے اُنکو فرشتون سے مدد دی حتی کہ مشرکین پر وہ غالب ہوگئے
اور قرآن کی ہر ایک آیت کے لیے ایک ظاہر اور ایک باطن ہی اور حد ہی اور مطلع ہی
اور اللہ تعالی نے جسطرح اونکو اس واقعہ اور حادثہ مین صحابہ کے لیے رحمت اور
امن بنادیا تو وہ ایک رحمت ہی جو تمام مومنین کو عام ہی اور اونکو ایک قسم صالح
اقسام عاجلہ سے مریدون کے لیے ہی اور وہ ایک امن ہی اُنکے قلوب کے لیے اُن
منازعات سے جو نفس کرتا ہی اسواسطے کہ نفس نیند سے استراحت کرتا ہی اور
ماندگی کا شکوہ نہین کرتا اسواسطے کہ تکلیفات اور تعب مین قلب کی کدورت ہی اور
اُسکی استراحت نیند کے ساتھ بشرطیکہ علم اور اعتدال ہو قلب کی راحت ہی باوجودیکہ
قلب اور نفس کے درمیان ایک موافقت مریدان سالک کے لیے نفس کی مخالفت
پر ہی سو ہم اسنے کہا گیا ہی کہ ضرور ہی کہ ایک تہائی رات اور دن کی نیند ہو تاکہ
بدن مضطرب نہو پس آٹھ گھنٹے نیند کے لیے ہین دو گھنٹے انمین مریدون مین گرد
اور چھ گھنٹے رات مین کرے اور ان دونون مین سے ایک مین زیادہ کرے اور
دوسرے مین کم کرے اُس قدر کہ رات کو طول اور قصر حاصل ہو اور گرمی کے
موسم مین اور کبھی حسن ارادت اور صدق طلب سے ایسا ہوتا ہی کہ نیند کو
ایک تہائی کے مقدار سے کم کرے اور یہ کچھ نقصان نہ پہونچائے جب کہ

رفتہ رفتہ اُسکی عادت ہوجائے اور کبھی بیداری کی ثقالت اور نیند کی قلت کو روح
اور نفس کا وجود اُٹھا لیتا ہی اسواسطے کہ نیند جسکی طبیعت سرد تر ہی بدن اور
دماغ کو نفع دیتی ہی اور گرمی اور خشکی سے جو مزاج مین پیدا ہوتی ہی تسکین دیتی ہی پس
اگر ایک ساعت بھی کم ہو جائے تو دماغ کو ضرر پہونچتا ہی اور اُس سے اضطراب جسم کا
خوف ہوتا ہی پس اُسوقت کی نیند کا بابت رعایت قلب اور اُسکا انس ہوجاتا ہی تو
اُسکا نقصان اور کمی ضرر نہین کرتی اسواسطے کہ روح اور نفس کی طبیعت سرد تر ہی
جیسے کہ نیند کی طبیعت سرد تر ہی اور کبھی طول شب کی مدت روح کے ہونے سے کم
ہوجاتی ہی تو اُسوقت روح کے سبب جیسے رات کے اوقات چھوٹے ہوجاتے ہین چنانچہ
کہ منقول ہی کہ سنۃ الوصل سنۃ وسنۃ الہجر سنۃ یعنی وصل کا برس ایک اونگھ ہی اور ہجر
کا برس ایک بحالہ برس ہی پس اہل روح کے لیے رات کم ہو جاتی ہی علی بن بکار سے
منقول ہی کہ اُنہون نے کہا کہ چالیس برس سے مجھے نہین غمگین کیا مگر طلوع فجر نے اور فضیل بن عیاض
سے سوال کیا گیا تھا اور رات کے لیے کسی نے کہا کہ مین نے کبھی اُسکا انتظار نہ کیا کہ
وہ مجھے اپنی صورت دکھلاتی ہی بعد ازان وہ واپس پھر جاتی ہی اور حال انکہ مین نے
اُسمین اندھیری بھی نہین کیا۔ اور ابو سلیمان دارانی نے کہا رات والے اپنی رات
مین زیادہ مزہ مین اُس سے رہتے ہین جو کھیل کود والے اپنے کھیل کود مین مزہ
لیتے ہین۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہی دنیا مین کوئی شی ایسی نہین ہی جو بہشتیون
کی نعمت سے مشابہ ہو الا وہ چیز جو لطف اور تودد کرنے والی حلاوت مناجات سے
رات کو اپنے دلون مین پاتے ہین پس مناجات کی حلاوت شب بیدارون کے لیے
ایک اجر و ثواب دنیا کے اندر ہی۔ اور بعض عارفون نے کہا ہی کہ حق تعالی

صبح کے اوقات مین شب بیداروں کے دلون پر نظر کرتا ہی پھر اُنکو نور سے بھر دیتا ہی سو
وہ فائدے اُنکے قلوب پر نازل ہوتے ہین اور وہ دل روشن اور منور ہو جاتے ہین پھر
اُنکے قلوب سے غافلون کے قلوب پر پھیلتے ہین اور ہر آئنہ حدیث مین وارد ہی کہ ہر آئنہ
اللہ تعالی اُن وحیون مین سے جو اپنے انبیا کی طرف بھیجی وحی نازل کی کہ ہر آئنہ
میرے لیے ایسے بندے ہین جو مجھے دوست رکھتے ہین اور مین اُنکو دوست رکھتا ہون
اور وہ میرے مشتاق ہین اور مجھے اُنکا اشتیاق ہی اور وہ مجھے یاد کرتے ہین
اور مین اُنھین یاد کرتا ہون اور وہ میری طرف دیکھتے ہین اور مین اُنکی طرف نظر
کرتا ہون پھر اگر تو اُنکے طریقہ پر چلے تو مین تجھے دوست رکھون اور جو تو اس سے
عدول کرے تو مین دشمن رکھونگا اُس نبی نے کہا اے میرے پروردگار اُنکی علامت
کیا ہی فرمایا وہ لوگ سایون کی نگھداشت دن مین کرتے ہین جسطرح چرواہا اپنی
بکری کی نگھداشت کرتا ہی اور وہ مشتاق غروب آفتاب کے ہوتے ہین جیسے کہ
پرند اپنے آشیانون کے مشتاق ہوتے ہین پھر جب کہ رات اُنکو چھپا لیتی ہی اور
تاریکی مل جاتی ہی اور ہر ایک دوست اپنے دوست سے خلوت کرتا ہی تو وہ لوگ
میری طرف اپنے قدمون کو گاڑ دیتے ہین اور میری طرف اپنے چہرونکو بچھا دیتے ہین
اور مجھ سے مناجات اور سرگوشی میرے کلام سے کرتے ہین اور میری خوشامد چاپلوسی
میرے انعام کے سبب کرتے ہین اور وہ اس اثنا مین چیخین مارتے اور گریہ و بکا
کرتے ہین اور کبھی وہ آہ کش اور شاکی ہین مجھے اپنے حشم کی قسم ہی جو میرے واسطے
متحمل اور برداشت کرتے ہین اور مجھے قسم ہی اپنے سمع کی جو وہ میری محبت سے شکایت
کرتے ہین اول اُن چیزون مین سے جو مین اُنکو عطا کرونگا یہ ہی کہ اُن کے

قلوب میں اپنا نور نازل کرونگا تو وہ مجھ سے بیزار ہونگے جیسا کہ میں اُنسے خبر دار ہوں اور
دوسرے اگر ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ اُنکے درمیان ہیں اُنکے اوزان میں
ہوں تو اُنکے لیے میں اُنکو تھوڑا سمجھوں اور تیسرے میں اپنی وجہ سے اُنپر اقبال کروں
کیا تو دیکھتا ہے اس شخص کو جسکا اقبال میں اپنی وجہ سے کروں کیا کوئی شخص اُس
چیز کو جانتا ہے جسکا میں ارادہ رکھتا ہوں کہ اُسکو میں عطا کروں پس پیارا مرید جب
رات میں اپنے پروردگار کی مناجات میں تنہا اور خلوت نشین ہو تو اُس رات
کے انوار اُسکے دن کے اجزا پر پھیل جاتے ہیں اور دن اُسکا اپنی رات کی حمایت میں
آجاتا ہے اور یہ حالت اُسکے قلب کے نورانی ہونیسے ہوتی ہے درین صورت اُسکے
حرکات اور اُسکے کاروبار جو اُن میں ہوتے ہیں اُس چشمۂ انوار سے صادر ہوتے ہیں
جو رات سے اُسمیں جمع ہوتے ہیں اور اُسکا قالب ایک قبہ میں قباب حق سے
ہوتا ہے جسکے سب حرکات راست اور درست ہوتے ہیں اُسکے سکنات ہو چکے ہیں
اور جو آنحضرت حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جسنے رات کو نماز پڑھی اُسکا منہ دن کو حسین
ہو گیا ہے اور جائز ہے کہ یہ بات دو وجہ سے ہوتی ہے ایک اُن دونوں میں سے
یہ ہے کہ قندیل روشن چراغ سے ہوتی ہے تو جسوقت چراغ یقین روغن عمل شب
کی کثرت سے چمک دار روشن ہوتا ہے تو چراغ کی روشنی زیادہ ہوتی ہے اور قالب
قندیل نور و ضیا حاصل کرتا ہے عمل ... کہ الرتے تھے کہ یقین آتش ہے
جو ... روشنی ہے اور عمل روغن ہے ... ہو تعالیٰ نے فرمایا ہے ... فی وجوہم
... چہروں کے ... ہے اور
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ... یعنی ...

نور کی مانند اُس طاق کے ہی کہ اُسمین چراغ ہی۔ پس نور یقین نور الٰہی سے قلب کے شیشہ
مین روشنی کو روغن حمل سے زیادہ کرتا ہی تو دل کا شیشہ چمکدار ستارہ کے مثال
باقی رہ جاتا ہی اور شیشہ کے انوار قالب کے طاق پر منعکس ہوجاتے ہین اور یہ بھی ہی کہ
قالب نور کی آتش سے نرم ہوجاتا ہی اور اُسکی نرمی قالب مین سرایت کرتی ہی پس
نرمی قلب سے قالب نرم ہوجاتا ہی پس یہ دونون قلب اور قالب مشابہ اُس
نرمی کے وجود سے ہوجاتے ہین جو اُن دونون مین عام ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی۔
تلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر اللہ یعنی پھر جلدین اُنکی اور دل اُنکے طرف ذکر اللہ کی
نرم ہوتے ہین۔ جلدون کو اللہ تعالیٰ نے نرمی کے ساتھ تعریف کی جیسا کہ قلوب کا
وصف نرمی سے کیا پس جب کہ قلب نور سے بھر گیا اور قالب اُس چیز سے جو اسمین
انس و سرور سے اثر کرتی ہی نرم ہوگیا تو اسوقت زبان اور مکان نور قلب مین مندرج
ہوجاتا ہی اور اسمین کلام اور آیات اور سورتین در آتی ہین اور زمین قالب کی
اپنے رب کے نور سے روشن ہوگی اسواسطے کہ قلب آسمان ہوجائیگا اور قالب
زمین ہوگا اور تلاوت کلام اللہ کی لذت مناجات کے محل مین وجود کائنات
کو چھپا لیتی ہی اور کلام مجید اُسکے سبب صفاے شہود کی مزاحمت مین سائر وجود سے
غائب ہوجاتا ہی تو اسوقت نفس کے لیے کوئی حدیث نہین باقی رہتی ہی اور کسی
وسوسہ نفسانی کی کوئی بھنبھناہٹ نہین سُنائی دیتی اور ایسی حالت مین قرآن
کی تلاوت بلا وسوسہ اور حدیث نفس کے اول سے آخر تک متصور ہوتی ہی اور یہ
فضل عظیم ہی۔ دوسری وجہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے یہ ہی کہ جس
شخص نے رات مین نماز پڑھی اُسکی صورت دن مین حسین ہوگئی اُسکے یہ معنی ہین

کہ اُسکے کامون کی صورتین کہ اُنکی طرف متوجہ ہوتی ہی حسن دار ہوجاتی ہین اور خدا ے
کریم کی معونت اُسکے سب کاروبار مین پہونچتی ہی اور وہ مدد یافتہ اُسکے مصدر اور
مورد مین ہوتا ہی اسواسطے صورت اُسکے مقاصد اور افعال کی دلربا ہوجاتی ہی
اور اُسکے اقوال سلک راستی اور درستی مین منتظم ہوجاتے ہین اسواسطے اقوال
قلب کی استقامت سے مستقیم ہوتے ہین

چھیالیسوان باب اُن اسباب کے ذکر مین ہی جو قیام شب و آداب خواب کے مددگار ہین

ازانجملہ ایک یہ ہی کہ بندہ قریب آفتاب ہوے وقت تجدید وضو سے پیشوائی رات کی کرتا ہی
اور قبلہ رو بیٹھ کر مغرب کا منتظر بیٹھتا ہی اور انواع اقسام کے ذکر اس وقت
مین کرتا ہی اور اذکار مین سے اولی تسبیح و استغفار ہی اللہ تعالی نے اپنے نبی کے لیے
فرمایا ہی واستغفر لذنبک وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار یعنی اپنے گناہ کی بخشش
مانگ اور ساتھ تعریف اپنے رب کے شام اور صبح تسبیح پڑھ اور ازانجملہ یہ ہی کہ
عشائین مین صلوۃ اور تلاوت یا ذکر کے ساتھ پیوند اور ملاپ کرے اور یہ افضل
نفلون سے نماز ہی اسواسطے کہ جب اُسنے مغرب کو عشا سے ملا دیا تو اُسکے باطن
سے آثار اس کدورت دن کے اوقات مین لوگون کے دیکھنے اور ملاقات اور
اُنکے کلام سننے سے پیدا ہوتے ہین سب دھل جاتے ہین اسواسطے کہ یہ سب
ایسی چیزین ہین جنکا اثر و خراش اُسکے دلون مین ہوتی ہی جسکے کہ اُنکی طرف دیکھنا کدورت
قلب مین اپنے پیچھے چھوڑ جاتی ہی جسکو وہ شخص ادراک کرلیتا ہی جسکو صفائی قلب
نصیب ہوتی ہی پس نظر کا اثر جو خلق کی طرف ہو چشم دل کے لیے اس تنکے کی مثال

ہے جو چشم ظاہری مین ہوتا ہے اور عشائین کے ملا دینے سے اس اثر کے جاتے
رہنے کی امید کی جاتی ہے۔ اور از انجملہ ایک یہ ہے کہ عشا کے بعد بات کا کرنا
چھوڑ دے اسواسطے کہ اسوقت مین بات کرنی طراوت اس نور کی دور کر دیتی ہے
جو قلب مین عشائین کے ملانے سے پیدا ہوتی ہے اور قیام شب کا روکتی ہے خصوصاً
جب کہ وہ بیداری دل سے معرا ہو بعد از ان عشا کے بعد تازہ وضو کرنا بھی قیام
شب پر معین و مددگار ہوتا ہے بعض فقرا نے اپنے شیخ کا جو خراسان مین تھا مجھ سے
ذکر کیا کہ وہ رات کو تین بار غسل کرتا تھا ایک بار عشا کے بعد اور ایکبار رات کے
درمیان جبکہ سونے سے جاگے اور ایک بار صبح کے قبل۔ پس وضو اور غسل کے لیے
عشا کے بعد قیام شب کی سہولت مین اثر ظاہر ہے اور اسکے منجملہ یہ ہے کہ ذکر اور نماز
مین کھڑے ہونے کی عادت کرے یہان تک کہ نیند غالب ہو اسواسطے کہ اسکا عادی
ہونا جلد بیدار ہونے کا معین و مددگار ہے الا اس صورت مین کہ اپنی نفس اور عادت
پر اُسے اعتماد ہو تو نیند کو بلائے اور اپنی طرف کھینچے تاکہ اپنے وقت معہود مین اُٹھ کھڑا ہو
ورنہ غلبہ کی نیند وہی ہے جو مریدون اور طالبون کے لائق ہے اور اسی کے ساتھ محبوبون
کی توصیف کی گئی ہے کہتے ہین کہ نیند اُنکی ڈوبے ہوؤن کی نیند ہے اور کھانا اُنکا
بیمارون کا کھانا ہے اور کلام اُنکا ضرورتاً ہے سو جو کوئی سو رہا نیند کے غلبہ سے
کہ خاطر جمع قیام شب مین دل لگا ہوا ہے تو وہ قیام سب کی توفیق دیا گیا ہے اور جب
نفس لپٹا پا اور نیند پر اُسنے چھاؤنی ڈالی تو اُسمین وہ پاؤن پھیلاتا ہے اور جسوقت
کہ صدق عزیمت سے اُسنے جنبش کی اور وہ استقرار مین نہین پاؤن پھیلاتا اور بیچ جنبش
نفس مین جو صدق عزیمت سے ہوتی ہے دی بچا سکے اور جدائی اور پایہ معرفی

از خود بہی کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی تتجافی جنوبہم عن المضاجع یعنی وہ اپنی پسلیون کو بچھونے
سے الگ کرتے ہین اسواسطے کہ ارادہ قیام شب کا اور صدق عزیمت پسلی اور بچھونے
کے درمیان دوری اور علیحدگی کر دیتی ہی اور ہر آئنہ کہا گیا ہی کہ نفس کے لیے دو نظر ہین
ایک نظر اسکے نیچے کی طرف ہی تاکہ اقسام بدنی کو پڑائے اور ایک نظر اسکے اوپر کی
طرف ہی تاکہ اقسام علوی روحانی کو تمام و کمال حاصل کرے تو اہل عزیمت اپنی
پسلیون کو خوابگاہون سے علیحدہ اور دور کرتے ہین اس سبب سے کہ انکی نظر
اوپر کی طرف اقسام علوی روحانی کے لیے ہی تو نفوس کو نیند سے اسکا حق اور حصہ
دیا ہی اور اسکو منع اسکے حظ سے کیا ہی پس اس چیز کے سبب جو اکاین مٹی اور
پتھرون سے مرکوز ہین نیچے کو بیٹھا جاتا ہی اور گدگدے بچھونے بچھانا چاہتا ہی اور نیند
سے مزہ لینے کا ارادہ کرتا ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ ہو الذی خلقکم من تراب یعنی وہ
ایسا ہی کہ جسنے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہی اور آدمی کے لیے ہر ایک اصل مین اپنی اصول
خلقت سے ایک طبیعت ہی جو اسکو لازم ہی اور نیچے بیٹھنا مٹی کی صفت ہی اور سستی
و خشناک رہنا او سوہنا اسکے سبب سے انسان مین ایک طبیعت ہی سوا ارباب
ہمت وہ علما ہین جنکے لیے اللہ تعالی نے علم کے ساتھ حکم کیا ہی اپنے اس قول
مین امن ہو قانت آناء اللیل ساجدا و قائما اس آیت تک قل ہل یستوی الذین
یعلمون والذین لا یعلمون ان لوگون کے لیے جو رات کو قیام کرتے ہین علم کے ساتھ
حکم کیا ہی تو وہ اپنے علم کے مقام ہونے سے ایسے ہین کہ نفوس کو انہون نے جنبش
انکی قرارگاہ طبیعت سے دی ہی اور لذات روحانی کی طرف نظر کرنے سے انکو ترقی
انکی صفت کی بلندیون تک دی ہی اسواسطے ان لوگون نے اپنی پسلیون کو

خوابگاہون سے علیحدہ کیا اور غافل سونے کھانے والے کی صنعت سے باہر نکل آئے
اور اُسی کے منجملہ ایک عادت کا بدلنا سو اگر تکیہ لگانے کی عادت ہو تو تکیہ کو ترک
کرے اور اگر بچھونے کی عادت ہو تو بچھونے کو چھوڑ دے اور بعض صوفیہ کا قول ہے کہ اگر
مین گھر مین شیطان کو دیکھون تو وہ زیادہ مجھے محبوب اس سے ہے کہ مین تکیہ دیکھون اسواسطے
کہ وہ مجھے سونے کی طرف بلاتا ہے اور عادت کے بدلنے کو تکیہ اور لحاف اور بچھونے
مین ایک تاثیر آسان ہے اور جسنے انمین سے کوئی چھوڑی ہے اور اللہ عالم اُسکی نیت
اور عزیمت کا ہے اسکا ثواب اسکو سہولت مقصود کا دیتا ہے اور اُسی کے منجملہ معدہ
کا کھانے سے سبک رکھنا ہے پھر جو کھانا کھاتا ہے وہ کھائے جب کہ ذکر الٰہی اور بیداری
باطنی سے نزدیک ہو تو قیام شب پر وہ کھانا مددگار ہوگا اسواسطے کہ ذکر سے اُسکا
دکھ دور ہوتا ہے سو اگر کھانے کا ثقل معدہ مین پایا جاوے تو سزاوار ہے جاننا اُسکا
کہ اسکی گرانی قلب پر زیادہ تر ہے تو جب تک ذکر اور تلاوت اور استغفار سے
کھانے کو گلا نہ لے نہ سووے بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ اگر مین اپنی غذا شب سے
ایک لقمہ کم کرون تو مجھے یہ بہت مرغوب ہے اس سے کہ مین رات بھر قیام کرون اور
اچھا یہ ہے کہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لے اسواسطے کہ وہ نہین جانتا کہ کیا حادثہ
آگے آوے اور پانی وضو کے لیے اور مسواک اپنے پاس موجود رکھے اور اُسی حالت
مین سووے کہ باوضو ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ جب
سووے اور وضو سے ہو تو اسکی روح عرش پر عروج کرتی ہے اور اُسکے خواب صادق
ہوتے ہین اور جو بلا وضو سووے تو اُسکے پہونچنے سے قاصر ہے اور خواب پریشان
احلام اور خیالی ہوتے ہین کہ وہ صادق نہین ہوتے اور ابوالدرداء [illegible]

بچھونے زوجہ کے ساتھ سونے اور اسکا وضو لمس سے ٹوٹ جانے اور اس سے باوضو
سونے کا فائدہ نہ جاتا رہے گا جب تک کہ وہ لذت نفس کی لمس سے حاصل نہ کرے
اور بیداردلی کو معدوم نہ کرے پھر جسوقت کہ لذت حاصل کرتے ہین روان ہوا ور
غافل ہوجائے تو روح بھی صاحب جماع ہو جاتی ہی اسواسطے کہ اُسکے بے بہرہ ہونے کا
موقع ہوتا ہی اور طہارت جو تتمہ صدق خواب ہی وہ طہارت خواہش ہوئی اور کدورت
محبت دنیا سے اور نجاست بغض اور حسد وکینہ سے پاک صاف ہوتا ہی اور ہمارے
حدیث مین وارد ہی کہ جو شخص اپنے بچھونے مین رہے کہ اُسوقت نہ کسی پر ظلم کی
نیت ہو اور نہ کسی سے بغض ہو اُسکے جتنے گناہ ہین بخشے جاینگے اور جب زوائل
سے نفس پاک ہوا تو دل کا آئینہ روشن ہو جاتا ہی اور نیند مین لوح محفوظ کے
مقابل ہوتا ہی اور اُسمین غیب کے عجائبات اور اخبار غرائب اُسمین منتقش ہوتے ہین
اور صدیقین مین بعضے وہ ہوتے ہین جنکو خواب مین بات چیت اور مکالمہ اور محادثہ
ہوتا ہی جسمین اللہ تعالی اُسکو امر کرتا ہی اور نہی کرتا ہی اور اُسکو خواب مین سمجھتا ہی
اور اُسے پہچانتا ہی اور موضع دمورد اُن چیزون کا جو اُسکے لیے خواب مین امر
ونہی سے منتج ہوتا ہی ایسا ہی ہی جیسا کہ امر ونہی ظاہر کا ہی خدا تعالی کا
کشکا ہوتا ہی جو اس امر ونہی مین خلل مین ڈالے بلکہ یہ امر اور احکام وقت
مین زیادہ تاکید کے اور عظمت کے ہین اسواسطے کہ مخالفات ظاہری کو توبہ محو
کر دیتی ہی اور گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہو جاتا ہی جیسے کہ اُسکا کوئی
گناہ نہین اور یہ دو امر خاص ہین اور تعلق اس حال سے رکھتے ہین جو اُسکے اور
اللہ تعالی کے درمیان ہین تو جب اُسمین خلل ڈالے تو اس بات سے ڈرے

اسکا طریق ارادت منقطع ہو جائے اور یہ اللہ کی جانب سے رجوع اور جیتہ القہقری ہے
اور قیمتی ارادت کے مقام کا اپنے اوپر واجب کرتا ہی پھر اگر بندہ بعض اوقات
اور سستی اور فتور عزیمت مین مبتلا ہو جائے جو سوتے وقت بعد حدث تازہ وضو کرنے
سے باز رکھے تو اپنے اعضا کو پانی سے مسح کر لے تاکہ اسقدر سے وہ زمرہ غافلین سے
باہر ہو جائے جسوقت کہ بیدار ہوشیار لوگوں کے فعل سے باز رہے اور اگر اسی
طرح جاگنے کے بعد قیام سے الکسائے تو بہین کوشش کرے اور مسواک کرے اور اپنے عضا کو
پانی سے مسح کرے تاکہ وہ الٹ پلٹ اور بیداریون مین غافلین کے گروہ سے
خارج ہو جائے سو اسمین اُس شخص کے لیے بہت فضیلت ہی جسے نیند
زیادہ آتی ہی اور قیام اُسکا تھوڑا ہو روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہر ایک شب کئی مرتبہ مسواک کیا کرتے جب کبھی آپ سوتے
اور جب کبھی جاگتے اور سونے مین قبلہ رو ہوتے اور دو قسم ہی یا تو داہنے
پہلو اور کروٹ پر رہے جسطرح کہ قبر مین میت رکھی جاتی ہی یا پیٹھ پر کہ مُنھ قبلہ
کی جانب ہو جیسے میت کہ وہ مسجی اور ڈھکا ہوا ہوتا ہی اور کہے باسمک اللہ
اللہم وضعت جنبی وبک ارفعہ اللہم ان امسکت نفسی فاغفر لہا وارحمہا وان
ارسلتہا فاحفظہا بما تحفظ بہ عبادک الصالحین اللہم انی اسلمت نفسی الیک و
وجہت وجہی الیک وفوضت امری الیک والجات ظہری الیک رہبۃ منہ
ورغبۃ الیک لا ملجا ولا منجی منک الا الیک آمنت بکتابک الذی انزلت
وبنبیک الذی ارسلت اللہم قنی عذابک یوم تبعث عبادک الحمد للہ الذی
حکم فقہر الحمد للہ الذی بطن فخبر الحمد للہ الذی ملک فقدر الحمد للہ الذی

ہو یحیی الموتیٰ وہو علی کل شیء قدیر اللہم انی اعوذ بک من غضبک وسوء عقابک وشر
عبادک وشر الشیطان وشرکہ۔ اور پانچ آیتیں سورۂ بقر کی چار اول اور پانچویں
ان فی خلق السموات والارض اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور ان ربکم اللہ اور
قل ادعوا اللہ اور اول سورۃ الحدید اور آخر سورۃ الحشر اور قل یا ایہا الکافرون
اور قل ہو اللہ احد اور معوذتین اور انکو اپنے دونوں ہاتھ پر دم کرے جن سے
وہ اپنے منہ اور بدن کو ملے اور اسپر اضافہ کرے جو پڑھ چکا ہے دس آیت اول
سورۃ الکہف کی اور دس اسکے آخر کی تو وہ بہتا ہے اور کہے اللہم ایقظنی فی
احب الساعات الیک واستعملنی باحب الاعمال الیک التی تقربنی الیک زلفی
وتبعدنی من سخطک بعدا اسالک فتعطینی واستغفرک فتغفرلی وادعوک فتستجیب
لی اللہم لا تؤمنی مکرک ولا تولنی غیرک ولا ترفع عنی سترک ولا تنسنی ذکرک ولا تجعلنی
من الغافلین۔ حدیث میں آیا کہ جس شخص نے یہ کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ اسکے
پاس تین فرشتے بھیجتا ہے کہ وہ نماز کے واسطے اسے جگاتے ہیں پھر اگر اسنے نماز
پڑھی تو اسکی دعا پر آمین کہتے ہیں اور اگر وہ نہیں اٹھتا تو وہ فضا میں ہوا میں عبادت
کرتے ہیں اور انکی عبادت کا ثواب اس شخص کے نام لکھا جاتا ہے اور تسبیح
تحمید وتکبیر کے بیان سے ہر ایک میں تیس بار ہو اور سو کو پورا اس سے کرے

لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

سینتالیسواں باب نیند سے جاگنے اور رات کو عمل کرنے کے بیان میں

جبکہ موذن مغرب کی اذان سے فارغ ہو تو دو رکعتیں اذان اور اقامت کے

درمیان پڑھے اور علما یہ دو رکعت گھر میں پڑھا کرتے ہین اسمین عجلت کرتے ہین قبل
اسکے کہ جماعت کے لیے گھر سے باہر نکلین تاکہ وہ لوگ گمان نہ کرین کہ وہ دو رکعت
سنت موکدہ ہین اور انکی اقتدا اس گمان سے کرنے لگین کہ وہ سنت ہین اور جبکہ
مغرب کی نماز پڑھے تو بعد مغرب سنت کی دو رکعت پڑھے انمین جلدی کرے کہ وہ
دو سنت فرض کے ساتھ بلند ہوتی ہین انمین قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ
احد پڑھے پھر بلا ایک شب اور کرام کاتبین پر سلام کرے اور کہے مرحبا بملائکۃ
اللیل مرحبا بالملکین الکریمین الکاتبین کتبا فی صحیفتی انی اشہد ان لا الہ
الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ و اشہد ان الجنۃ حق و النار حق و الحوض
حق و الشفاعۃ حق و الصراط و المیزان حق و اشہد ان الساعۃ آتیۃ لاریب فیہا و ان
اللہ یبعث من فی القبور اللہم اودعک ہذہ الشہادۃ لیوم حاجتی الیہا اللہم احطط
بہا وزری و اغفر بہا ذنبی و ثقل بہا میزانی و اوجب لی بہا امانی و تجاوز عنی یا
ارحم الراحمین - پھر اگر دونون عشا یعنی مغرب اور عشا مین مہلت اپنی مسجد جماعت کے
اندر کرے تو یہ جامع اعتکاف اور مہلت عشائین مین ہی اور اگر یہ ارادہ ہو کہ
گھر واپس جائے اور عشائین مین مہلت اپنے گھر مین کرے اسکے دین کے لیے
اسلم ہی اور اخلاص کے قریب تر ہی اور ارادہ کے لیے جامع تر ہی تو ایسا ہی کرے ۔
اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ اس آیت کے معنی کیا ہین
تتجافی جنوبہم عن المضاجع تو آپ نے فرمایا کہ وہ نماز عشائین کے درمیان کی ہین
اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ اپنے ذمہ گرد انو نماز عشائین کے درمیان کی کہ
وہ دن بھر کے لغویات کو دور کرتی ہین اور اسکے آخر کو سنوارتی ہین اور

عشائین کے درمیان دو رکعتین سورۂ بروج اور طارق سے پڑھے پھر ان دو رکعت کے
بعد دو رکعت اور پڑھے جسکی پہلی رکعت مین دس آیت اول سورۃ البقر کی اور دو آیت
و الٰهكم اله واحد آخر آیتون تک اور پندرہ مرتبہ قل ھو اللہ احد اور دوسری رکعت مین
آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور پندرہ مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے اور پچھلی دو رکعتون مین
سورۃ الزمر و واقعہ پڑھے اور اسکے بعد جو نماز چاہے وہ پڑھے پھر اگر چاہے تو اسوقت
نماز مین اپنے حزب سے کچھ پڑھے اور چاہے تو بیس خفیف رکعت پڑھے سورۂ اخلاص اور
فاتحہ سے پڑھے اور جو عشائین مین موصلت دو رکعت سے کرے جنکو وہ طول
دے تو اچھا ہی اور ان دو رکعتون مین قیام کو قرآن سے طول دے کہ قرآن پڑھنے
کے بعد اپنا حزب پڑھے یا مکرر ایسی آیت کو پڑھے جسمین دعا ہو اور تلاوت جیسے کہ
مکرر پڑھے ربنا علیک توکلنا و الیک انبنا و الیک المصیر یا کوئی اور آیت ہو جو
اسکے معنی مین ہو تو یہ تلاوت اور نماز اور دعا کو جامع ہوگی کہ اسمین جمعیت قصد اور
ظفر بالفضل ہی پھر بعد از ان چار رکعت عشا کے قبل پڑھے اور بعد اسکے دو رکعتین گھر
اپنے گھر پلٹ آوے یا اپنے کسی خلوت کے مکان مین اور چار رکعت اور پڑھے اور
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت اپنے گھر مین جاکر بیٹھنے سے پہلے پڑھا
کرتے تھے اور ان چار رکعت مین سورۂ لقمان اور یٰس اور حم دخان اور تبارک الذی پڑھے
اور چاہے تو تخفیف اسمین کرے تو اسمین پڑھے آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور اول
سورۂ الحدید اور آخر سورۂ الحشر اور چار رکعت کے بعد گیارہ رکعت نماز پڑھے جنمین تین
سو آیت قرآن شریف کی اذا السماء انشقت اور والسماء و الطارق آخر قرآن تک پڑھے کہ
اسمین تین سو آیت ہین - اسی طرح شیخ ابو طالب رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہی

اور چاہے تو اسقدر اس سے تھوڑی رکعتون مین پڑھے اور جو سورۃ الملک سے آخر قرآن
تک پڑھے اور وہ ہزار آیت ہین تو بڑی خیر کثیر ہی اور جو قرآن حفظ نہو تو ہر ایک رکعت
مین پانچ مرتبہ قل ہو اللہ احد دس مرتبہ تک یا زیادہ اُس سے پڑھے اور تہجد کے
آخر تک وتر کی تاخیر کرے الا اُسوقت کہ اپنے نفس پر اعتماد رکھتا ہو کہ اُسکی عادت
تہجد کے لیے جاگنے کی ہی اور اس صورت مین وتر کی تاخیر آخر تہجد تک افضل ہی۔
اور ہر آئینہ بعضے علما ایسے تھے کہ جب سونے سے پہلے وتر پڑھتے پھر تہجد پڑھنے کو
کھڑے ہوتے تو ایک رکعت پڑھتے اور اپنے وتر کو ساتھ اُس رکعت کے شفع
کر لیتے تھے پھر جسقدر چاہتے نفل پڑھتے اور اُسکے آخر مین وتر پڑھتے اور اگر وتر اول
شب پڑھے تو بعد وتر کے دو رکعت مین بیٹھکر اذا زلزلت و الہٰکم التکاثر پڑھے اور
کہا گیا ہی کہ دو رکعت کا بیٹھکر پڑھنا بمنزلہ ایک رکعت کے ہی جو کھڑے ہو کر پڑھے جیسے
وتر کا شفع ہوتا ہی حتی کہ جب تہجد کا ارادہ کرے تو اُسے ادا کرے اور آخر تہجد مین وتر
پڑھے اور ان دو رکعتون کی نیت نفل کی ہی نیت ہی اور نہ دوسری اور بہت سے لوگون
کو مین نے دیکھا ہی کہ وہ اُنکی نیت کی چگونگی مین گفتگو کیا کرتے ہین اور جو ہر شب
مسبحات یعنی پانچ سورتین۔ سورۂ حدید۔ سورۂ حشر۔ سورۂ صف۔ سورۂ
جمعہ۔ سورۂ تغابن پڑھے اور اُنکے ساتھ سورۂ اعلیٰ کو ملائے تو چھ سورتین ہوجائینگی
کہ ہر آئینہ علما ان سورتون کو پڑھا کرتے تھے اور اُنکے برکات کی امید رکھتے تھے سو جب
کہ سونے سے اُٹھے تو حسن ادب سے جاگنے کے وقت یہ ہی کہ اپنے باطن کو اللہ کی
طرف لیجائے اور اپنی فکر امر اللہ کی طرف پھیرے قبل اسکے کہ فکر کو کسی شی مین
ماسوی اللہ سے لگائے اور زبان ذکر مین مشغول ہو اسواسطے کہ صادق ایک بچہ کی

نشاں ہی جو ایک شی کا حریص اور شیفتہ ہی جب وہ سوتا ہی تو اُسی شی کی محبت
پر سوتا ہی اور جب وہ جاگا تو اُسی چیز کو مانگتا ہی جسکا دیوانہ ہی اور اسی حرص
اور حل پر موت اور قیام حشر تک ہوگا تو چاہیے کہ انسان نظر کرے اور غور سے
دیکھے جب وہ نیند سے اُٹھے کہ اُسکا ارادہ کیا ہی اسواسطے کہ اسی طرح قبر سے
اُٹھنے کے وقت ہوگا اگر اُسکا ارادہ اللہ ہی تو اُسکا وہی ارادہ ہوگا وگرنہ ارادہ
اُسکا غیر اللہ ہی اور بندہ جب نیند سے جاگا تو اُسکا باطن طہارت فطرت کی طرف
راجع اور عائد ہی تو چاہیے کہ باطن کو نہ چھوڑے کہ غیر ذکر اللہ کے متغیر ہو جب تک کہ
اُسکا نور فطرت جسپر وہ جاگا ہی نہ جاتا رہے اور وہ اپنے پروردگار کی طرف اپنے
باطن کے ساتھ فرار کرے اس خوف سے کہ مبادا ذکر اغیار رہو اور جسقدر روش معتاد کے
ساتھ باطن وفا کرے اُسی قدر طریق انوار اور رہ گذر نفحات الٰہی کے صاف اور برگزیدہ
ہونگے پس ضرور ہی کہ اُسکی طرف رات کے حصوں میں مائل اور متوجہ ہو اور
جناب قربت اسکی امیدگاہ اور مرجع ہو جائے اور زبان سے کہے الحمد للہ الذی
احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور اور سورۂ آل عمران کے آخری دس آیتیں پڑھے
اسکے بعد پاک پانی کا قصد کرے اللہ تعالی نے فرمایا ہی وینزل علیکم من السماء ماء
لیطہرکم بہ اور آسمان سے اوپر تمہارے پانی نازل کرتا ہی تاکہ تم کو ساتھ اُس
پانی کے پاک کرے اور حق عز و جل نے فرمایا ہی انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ
بقدرہا یعنی اللہ تعالی نے آسمان سے پانی نازل کیا ساتھ اندازہ اپنے کے جنگل
جاری ہوگئے۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پانی قرآن ہی اور جنگل
قلوب ہیں سو وہ اپنے اندازہ سے جاری ہوگئے اور اٹھا لیا اُس پانی میں سے

جسقدر اُنکی رسیّت اور سمائی ہوئی اور پانی مطہر ہی اور قرآن مطہر ہی اور قرآن پاک
کرنے کے لائق تر ہی پانی تو اُسکے قائم مقام دوسری چیز ہو جاتی ہی اور قرآن اور علم کے
قائم مقام دوسری کوئی چیز نہین ہوتی اور اُنکے نائب مناب کوئی چیز نہین اور پاک
پانی ظاہر کو پاک کرتا ہی اور علم و قرآن دونون باطن کو پاک کرتے ہین اور شیطان کی
نجاست کو دور کرتے ہین سو نیند غفلت ہی اور وہ آثار طبع سے ہی اور ضرور اُسمین یہ بات
کہ وہ پلیدی شیطان سے ہو اسوجہ سے کہ اُسمین غفلت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی
اور یہ اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ روے زمین سے ایک مٹھی بھر مٹی لائی
جائے پس وہ مٹی زمین کی جلد تھی اور جلد کا ظاہر بشرہ ہی اور باطن اُسکا آدمیت
ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ مین ایک بشر مٹی سے پیدا کرنے والا ہون پس بشر اور بشیر
اُسکے ظاہر اور صورت سے عبارت ہی اور آدمیت اُسکے باطن اور آدمیت سے
عبارت ہی اور آدمیت اخلاق حمیدہ کا مجمع ہی اور مٹی ابلیس کے قدم تلے کی روندی
ہوئی تھی اور اسی سبب سے ظلمت اور تاریکی حاصل کی اور یہ ظلمت آدمی کی خلقت
مین خمیر اور معجون ہو گئی اور اُس سے صفات مذمومہ اور اخلاق ردیہ پیدا ہوئے اور
اُس سے غفلت اور سہو ہی پس ہر گاہ کہ پانی کو استعمال کیا اور قرآن کو پڑھا تو اُسکے
دو مطہر اور پاک کرنے والی چیزون کو لایا اور اُس سے پلیدی شیطان دور ہوئی ہی
اور اثر اُسکے روندنے کا جاتا ہی اور اُسکے لیے علم کے ساتھ اور اسلئے جہل سے نکلنے کا
حکم کرتا ہی پس طہور اور پاکیزہ کا استعمال ہین لازم ہی کہ اُسمین قلب کے روشن
کرنے کی تاثیر ہی اُن چیزون کے مقابلہ مین جو ایسا علم نہین ہی کہ اُسکی تاثیر قلب کو
گدلا اور گندہ کرتی ہی اسواسطے اُسکا نور اُسکی ظلمت کو دور کرتا ہی اور یہی آسطے

بعضے علما نے آگ کی گرم کی ہوئی چیز سے وضو کو جائز رکھا ہی آور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے نماز
مین قہقہہ لگانے سے وضو کرنے کا حکم دیا ہی اسوجہ سے کہ اُسکو حکم طبعی قرار دیا جو گناہ
کو کھینچتا ہی اور گناہ شیطان کی ناپاکی ہی اور پانی شیطان کی ناپاکی کو دور کرتا ہی
یہان تک کہ بعضے علما غیبت اور جھوٹ کی وجہ سے وضو کرتے تھے اور غصہ کے وقت
اس سبب سے کہ نفس غلبہ اور ظہور کرتا ہی اور شیطان ایسے موقعون مین تصرف
کرتا ہی اور اگر محافظ پاسبان مراقب محاسب جب کبھی نفس کسی مباح چیزون مین خواہ
وہ کلام ہو یا ملاقات لوگون کی یا اسکے سوا دوسری چیزون کی طرف جائے منجملہ اُن
چیزون کے جو عقد عزیمت کے کھولنے کے باعث ہون ایسے کہ اُن باتون مین غور کرنا جسکا کچھ حاصل
نہین ہی فعل مین ہو یا قول مین اور اُسکے پیچھے تازہ وضو کرلے تو قلب اپنی طہارت اور
نزاہت پر ثابت و قائم ہو جائے گا اور البتہ وضو صفائی چشم باطن سے اس پاک کی
شان مین پائے گا جو ہمیشہ اپنی ہلکی ہلکی حرکت سے بینائی کو روشن کرتی ہی اور اُسکو نہین
جانتے مگر وہی لوگ جو عالم ہین پس اگر اُن چیزون مین جنمین نے آگہی کی ہی تو اسکی
برکت اور اثر حاصل کرے گا اور اگر وہ غسل کرلے اُسوقت مین کہ جسکے حادثات
اور عوارض پیش آوین اور نیند سے جاگے تو وہ غسل زیادہ تر قلب کی تنویر مین مؤثر
ہوگا اور بہتر اور زیادہ ہوگا کہ بندہ ہر ایک نماز فریضہ کے لیے غسل کرے اس
حالت مین کہ وہ اپنے مسائل کو اسمین صرف کرنے والا ہو کہ مناجات الٰہی اور سرگوشی
مین مستعد اور سرگرم ہو اور توبہ اور صدق انابت سے غسل باطن کو تازہ اور تجدید کرے
اور بہتر اسمین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی منیبین الیہ واتقوہ واقیموا الصلوٰۃ انابت اور
رجوع کو مقدم کیا ہی اسکے لیے کہ وہ نماز مین داخل ہو مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت

اور حکم خفیف نے جو آسان اور سہل ہی یہ بات ہے کہ حرج اور تنگی کو دور کر دیا اور وضو سے غسل کا معاوضہ کر دیا اور مفروضات کو ایک وضو سے ادا کرنا جائز کر دیا تاکہ گروہ اسلام سے حرج دور ہو۔ اور جو لوگ کہ خواص اور اہل عزیمت ہیں انکے لیے انکے باطنوں سے بہت کچھ سوالات ہیں کہ آخیر اولی کے ساتھ حکم کرتے ہیں اور انکو طریق اعلےٰ کے جانے پر مضطرب کرتے ہیں۔ پھر جسوقت کہ نماز میں کھڑا ہوا اور تہجد کو شروع کرنا چاہے تو کہے اللہ اکبر کبیرًا و الحمد للہ کثیرًا و سبحان اللہ بکرۃً و اصیلًا اور کہے سبحان اللہ و الحمد للہ الکلمات دس مرتبہ اور کہے اللہ اکبر ذو الملک و الملکوت و الجبروت و الکبریاء و العظمۃ و الجلال و القدرۃ اللھم لک الحمد انت نور السموات و الارض و لک الحمد انت بہاء السموات و الارض و لک الحمد انت قیوم السموات و الارض و لک الحمد انت رب السموات و الارض و من فیہن و من علیہن انت الحق و منک الحق و لقاءک حق و الجنۃ حق و النار حق و النبیون حق و محمد علیہ السلام حق اللھم لک اسلمت و بک آمنت و علیک توکلت و بک خاصمت و الیک حاکمت فاغفر لی ما قدمت و ما اخرت و ما اسررت و ما اعلنت انت المقدم و انت المؤخر لا الہ الا انت اللھم آت نفوسہا و زکہا انت خیر من زکہا انت ولیہا و مولاہا اللھم اھدنی لاحسن الاخلاق لا یھدی لاحسنہا الا انت و اصرف عنی سیئہا لا یصرف عنی سیئہا الا انت اسألک مسألۃ البائس المسکین و ادعوک دعاء الفقیر الذلیل فلا تجعلنی بدعائک رب شقیا و کن بی رءوفا رحیما یا خیر المسئولین و یا اکرم المعطین۔ پھر دو رکعت نماز تحیۃ الوضو کی پڑھے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیت ولو انھم اذ ظلموا انفسہم اور دوسری رکعت میں ومن یعمل

سورہ ومن یعمل سوءا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما اور دو رکعت کے بعد استغفار چند مرتبہ پڑھے بعد ازاں نماز دو ہلکی رکعتوں سے شروع کرے چاہے تو ان دونوں میں آیۃ الکرسی اور آمن الرسول پڑھے اور چاہے سوا اسکے اور کچھ پڑھے بعد اسکے دو رکعت دراز نماز کی ادا کرے اسی طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی کہ آپ اس طرح نماز تہجد پڑھا کرتے پھر دو رکعت دراز نماز کی جو پہلے سے چھوٹی ہوں پڑھے اور اسی طرح درجہ بدرجہ اترتا چلا آئے یہاں تک کہ بارہ یا آٹھ رکعت نماز پڑھے یا اس پر بڑھا لے اسو اسطے کہ اسمیں بہت فضیلت ہے اور اللہ تعالے دانا تر ہے

اڑتالیسواں باب قیام شب کی تقسیم میں ہے

اللہ تعالی نے فرمایا ہے والذین یبیتون لربہم سجدا وقیاما یعنی اور وہ لوگ کہ گذارتے ہیں رات کو واسطے رب اپنے کے سجدہ کرتے ہوے اور کھڑے اور بعضے علما نے فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون کی تفسیر میں کہا ہے کہ عمل انکا قیام شب تھا اور بعضے علمانے آیت استعینوا بالصبر والصلوۃ کی تفسیر میں کہا ہے کہ صلوۃ سے مراد صلوۃ لیل ہے جو مجاہدہ نفس اور مصابرت دشمن پر ہے اور حدیث میں آیا ہے علیکم بقیام اللیل فانہ مرضاۃ لربکم یعنی اپنے اوپر قیام شب کو لازم کرو اسو اسطے کہ وہ تمہارے رب کو پسندیدہ ہے اور وہ آداب اور قاعدہ ہے صالحین کا جو تم سے پہلے تھے اور گناہوں سے باز رکھنے کا آلہ ہے اور معاصی کا تباہ کرنے والا ہے اور مکر شیطانی کا دفع کرنے والا اور بدن سے دکھ کا

نکالنے والا ہے - اور صالحین کی ایک جماعت ایسی تھی کہ وہ ساری رات قیام کرتی تھی یہاں تک کہ چالیس تابعین سے نقل کی گئی ہے کہ وہ صبح کی نماز عشا کے وضو سے پڑھا کرتے تھے انھیں میں سے سعید بن مسیب اور فضیل بن عیاض اور وہیب بن الورد اور ابو سلیمان دارانی اور علی بن بکار اور حبیب عجمی اور کہمش بن المنہال اور ابو حازم اور محمد بن المنکدر اور ابو حنیفہ رحمہم اللہ اور انکے سوا ہیں جنکو شیخ ابو طالب مکی نے اپنی کتاب قوۃ القلوب میں شمار کیا اور انکے نام اور انکے نسب لکھے ہیں - پھر جو شخص اس سے عاجز ہو تو اسکو دو ثلث یا ایک ثلث شب مستحب ہے اور استحباب سے اقل مرتبہ رات کا ایک چھٹا حصہ ہے اور یا یہ ہے کہ پہلے تہائی رات میں سوتے اور آدھی رات قیام کرے اور پچھلا چھٹا حصہ رات کا رہا اسمین سو رہے یا کہ اول نصف شب سو رہے اور شب کی ایک تہائی میں قیام کرے اور ایک چھٹا حصہ رات کا جو رہے اسمین سو رہے - اور روایت ہے کہ داؤد علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار میں چاہتا ہوں کہ تیری عبادت کروں سو میں کس وقت قیام کروں تو اللہ تعالی نے اسکو وحی بھیجی کہ اے داؤد نہ رات کے اول میں قیام کر اور نہ اسکے آخر میں اسواسطے کہ جس شخص نے اسکے اول میں قیام کیا تو اسکے آخر میں سو رہا اور جو آخر میں کھڑا ہوا وہ اول میں رہ گیا ولیکن رات کے وسط میں قیام کر تاکہ تو مجھ سے خلوت رکھے اور میں تیرے ساتھ خلوت رکھوں اور میرے سامنے اپنی حاجتیں پیش کر اور دو نیندوں کے درمیان قیام ہو دیگر نہ اول شب نفس پر غلبہ کرے گا اور نوافل پڑھے پھر جب نیند غالب ہو تو سو رہے پھر جب جاگے تو وضو کرے اور اسکے لیے دو قیام ہونگے اور دو نیند ہونگی اور یہ امر پہلے

اس فعل سے جو کر رہا ہی افضل ہوگا اور نماز اُسوقت نہ پڑھے کہ اُسے بلند آرہی ہو
جو نماز اور تلاوت سے اُسکو فارغ اور بے فکر کردے اُسوقت کہ وہ سمجھے جو وہ
کہتا ہی - اور ہمرا سنہ حدیث مین وارد ہوا ہی کہ سختی مین تمام رات آپ کو نہ ڈالو - اور جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ فلانی عورت رات کو نماز پڑھتی ہی پھر
جب اُسپر نیند غلبہ کرتی ہی تو وہ ایک رسی مین لٹک جاتی ہی سو جناب رسول اللہ
نے اس فعل سے باز رکھا اور فرمایا کہ چاہیے کہ رات کو تم مین سے جو کوئی نماز پڑھے
تو جسقدر کہ آسان اور سہل ہو اور جب اُسپہ نیند غالب ہو تو چاہیے کہ سو رہے - اور حضرت
علیہ السلام نے فرمایا کہ اس دین مین بہت شدت اور سختی نہ کھینچو اسواسطے کہ وہ
مضبوط ہی اور جو کوئی اسمین سختی کھینچتا ہی تو اُسپر غالب آتا ہی اور اللہ کی عبادت کو
مبغوض اپنے نفس کا نہ کرو اور طالب کے لائق یہ بات نہین ہی اور نہین سزاوار ہی کہ
طلوع فجر ہو اور وہ پڑا سوتا ہو مگر یہ کہ ہمراستہ رات مین اُسکے قیام مین طول ہوا ہو تو
اسمین وہ معذور ہوتا ہی اسکے علاوہ کہ جب وہ فجر سے پہلے ایک ساعت جاگے ساتھ
اسکے کہ تھوڑا قیام اسکا رات مین ہوا تو یہ افضل اس سے ہی کہ قیام طویل کیا اور
فجر نکلنے کے بعد تک سوتا رہا پس اگر فجر سے جاگا استغفار اور تسبیح کثرت سے
پڑھے اور اس ساعت کو غنیمت سمجھے اور جب کبھی رات مین نماز پڑھے تو ہر دو رکعت
بعد تھوڑا بیٹھے اور تسبیح اور استغفار کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود
بھیجے کیونکہ اس سے وہ قیام پر راحت اور قوت پائے گا - اور ہمراستہ بعض صحابہ کہین
کہا کرتے کہ یہ پہلی نیند ہی سو اگر مین جاگون بعد ازان دوسری نیند سوؤن تو
اللہ تعالیٰ میری آنکھ کو نہ سولائے - اور مجھ سے بعض فقرا نے اپنے شیخ کی حکایت

کی کہ وہ اپنے یاروں کو رات میں ایک نیند لینے کا اور رات دن میں ایک دفعہ
کھانا کھانے کا امر کیا کرتا۔ اور ہر آئنہ حدیث میں وارد ہوا ہی کہ رات کو اٹھو اگرچہ
اسی قدر ہو کہ جتنے میں بکری کا دودھ دوہے اور بعضوں نے کہا ہی کہ یہ مقدار
چار رکعت اور دو رکعت کے برابر ہی۔ اور بعضوں نے اس آیت کی تفسیر میں تؤتی
الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء کہا کہ مراد ملک سے قیام لیلی ہی اور
اور جو شخص کسل اور فتور عزیمت کے سبب یا استحقار کے باعث قیام شب
سے محروم رہا اسواسطے کہ اسکو شمار اور اعتداد میں کم رکھا یا اپنے حال پر فریفتہ
اور مفتون ہوا تو سزاوار ہی کہ اسپر گریہ کی جائے اسواسطے کہ حقیقت میں خیر و برکت کا
ایک بڑا راستہ اس سے قطع کیا گیا اور کبھی ارباب احوال سے ایسے بھی ہوتے ہیں
کہ مقام قرب اسکا مادنے ہو اور ایسی چیز پاتا ہی فراخی عیش سے کہ داعیۂ شوق
میں موجب فتور ہی اور وہ دیکھتا ہی کہ قیام شب ایک وقوف مقام شوق میں ہی
اور اسمیں بہت لوگ مدعیوں میں سے مغالطہ میں پڑتے ہیں اور ہلاک ہوتے ہیں
اور جسکے لیے یہ امر ہو تو اسکو چاہیے کہ اس بات کو جانے کہ ہمیشہ کے لیے
اس حالت شوق کا رہنا متعذر ہی اور آدمی کو قصور اور پس ماندگی اور تشبہ پیش
آتا ہی اور حال آنکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے بڑھکر کوئی
حالت نہیں ہی کہ آپ نے قیام شب سے کبھی بے پروائی نہیں کی اور آپ
کھڑے رہے یہاں تک کہ آپکے دونوں پانوں ورم کر آئے اور اس مسئلہ میں
بعضے محبت کرنے والے کہتے ہیں کہ ہر آئنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ فعل بحکم تشریع کیا ہی یعنی جس طرح مویشی کو پانی کے گھاٹ پر لاتے

اور پلاتے ہیں اسی طرح آپ بھی نفس کو عبادت کے بعد واپس لاتے تھے تو ہم کہتے ہیں
کہ ہمیں کیا ہوا ہے اور ہمارا کیا حال ہے جو ہم اُسکی تشریح اور سستانے کا اتباع
اور تقلید نہ کریں اور یہ ایک بہت باریک بات ہے پس ابتک معلوم ہوگا کہ ترک
قیام میں فضیلت کا دیکھنا اور حضرت قرب میں جگہ پانے کا دعوٰی کرنا اور
سونے اور جاگنے کو اپنے اوپر برابر کردینا امتلا اور ابتلائے حالی سے ہے اور
بندہ کا مقید ہونا حال سے ہے اور بندہ میں حال کے واسطے نفس کا حاکم کردینا
اور حال کی طرف سے حکم کا لے جانا اور اصحاب قوت میں حال حکم نہیں کرتا
اور حال کو اعمال کی صورتوں میں گھما لاتے ہیں اس صورت میں وہ لوگ
حال میں تصرف کرنے والے ہیں نہ یہ کہ حال انہیں تصرف کرنے والا ہوا اور بندہ
کو یہ امر جان لینا چاہیے۔ اسواسطے کہ ہم نے صحیح لوگوں سے جو کہ کچھ عادت
رکھتے تھے بعض کو دیکھا ہے جو اسمیں رہے ہیں بعد ازاں ہم کو تائید آلہی
منکشف ہوا کہ یہ امر وقوف اور قصور ہے۔ ایک شخص نے حسن رضی اللہ عنہ سے
کہا کہ اے ابا سعید میں تندرست رات بسر کرتا ہوں اور قیام شب کو دوست رکھتا ہوں
اور وضو کیلیے پانی کو اپنے پاس رکھتا ہوں میرا کیا حال ہے کہ میں قیام شب
نہیں کرتا آپ نے فرمایا کہ تیرے گناہوں نے تجھے قید کر رکھا ہے تو چاہیے کہ بندہ
اپنے دل میں اُن گناہوں سے بچے جو رات کو قید اُسے کرتے ہیں۔ اور
ثوری رحمہ اللہ نے کہا کہ میں سات مہینے ایک گناہ کے سبب جو میں نے
کیا تھا قیام شب سے محروم رہا اُنسے سوال کیا گیا کہ وہ کیا گناہ تھا کہا میں نے
ایک شخص کو روتا ہوا دیکھا تو اپنے دل میں کہا کہ یہ شخص ریاکار ہے۔ اور

بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ مین کہ زین دبرہ پر گذرا اور وہ اُسوقت رو رہا تھا مین نے کہا کہ تیرا کیا حال ہی آیا تیرے کسی شخص کے کنبے قبیلے سے خبر وفات آئی ہی تو اُسنے کہا کہ اُس سے بھی سخت تر پھر مین نے کہا کوئی درد ہی جو الم پہونچاتا ہی کہا کہ اس سے بھی سخت تر پھر پوچھا مین نے کہ وہ کیا ہی کہا کہ میرا دروازہ بند ہی اور پردہ میرا لٹکا ہوا ہی اور مین نے اپنا ایک رات کا وظیفہ نہین پڑھا اور یہ نہین ہی مگر کسی ایک گناہ کے سبب سے جسکو مین نے کیا ہی - اور علماء سے بعضون نے کہا ہی کہ احتلام ایک عذاب گناہ کا ہی اور یہ صحیح ہی اسواسطے کہ مرد بیدار کم غفلت اپنے حسن تحفظ سے اور اپنے حال کے علم سے اپنی قدرت اور اختیار رکھتا ہی کہ احتلام کا سد باب کرے اور احتلام نہین راہ پاتا مگر اُس شخص کی طرف جو اپنے حال سے ناواقف اور جاہل ہو یا اپنے علم وقت اور ادب حال کو اُسنے مہمل چھوڑا ہو اور جسکا حسن تحفظ اور رعایت اور ادب حال کا قیام کامل ہوا ہو تو کبھی اُسکے گناہ سے جو موجب احتلام ہو تکیہ پر سر رکھتا ہی جب کہ وہ تکیہ چھوڑنے مین صاحب عزیمہ ہو - اور جو شخص کہ یہ گناہ اُسکا نہو اور اُسکے لیے یہ نیت ہو کہ قیام پر اُسکو مدد پہونچے وہ کبھی سونے کے لیے تیاری کرتا ہی اور تکیہ پر سر رکھتا ہی - اور یہ کبھی بعض آدمیون کی نسبت گناہ ہوتا ہی پس ہرگاہ کہ یہ مقدار صلاحیت اُسکی رکھتی ہی کہ وہ ایک گناہ ہی جو احتلام کی کشش کرتا ہی تو اسپر قیاس احوال گناہون کا کہ وہ مخصوص اُنکے ارباب سے ہین اور اُنکو اصحاب اُنکے پہچانتے ہین - اور جب کہ وہ عالم صاحب نیت ہو جو مداخل اور مخارج کو جانتا اور پہچانتا ہی تو وہ انواع و اقسام کے رفق و مدارات کے ساتھ مثل بستر مجامعت و تکیہ نرمی کے رعایت کیا جاتا ہی اور احتلام وغیرہ اپنے فعل پر مواخذہ اور معذب نہین کیا جاتا - وہ بہت سے سونے والے ہین

جو قیام شب کرنے والے پر سبقت لیجاتے ہین اس سبب سے کہ اُنکو علم وافر اور نیت
اُسکی نیک ہی - اور حدیث مین وارد ہی کہ جب بندہ سوتا ہی تو شیطان اُسکے سر پر تین گرہ
لگا دیتا ہی پس اگر وہ اُٹھ بیٹھا اور اللہ تعالی کا ذکر کیا تو اسکی ایک گرہ کھل جاتی ہی اور
اگر اُسنے وضو کیا تو دوسری گرہ کھل جاتی ہی اور اگر دو رکعت نماز پڑہی تو سب گرہین
کھل جاتی ہین اور وہ صبح کو خوش دل پاک نفس اُٹھتا ہی ورنہ کاہل اور آلودہ نفس صبح کرتا ہی
اور دوسری حدیث مین ہی کہ اگر کوئی شخص سوتا رہے تو شیطان اُسکے کان مین بول
کرتا ہی اور وہ چیزین کہ قیام شب کی مخل ہوتی ہین وہ کثرت اہتمام امور دنیا اور
کثرت اشتغال دنیوی اور اعضا و جوارح کا ماندہ ہونا اور کھانے سے امتلا اور باتچیت
اور بیہودہ کلام اور شور و غل کی کثرت اور خواب چاشت کا چھوڑ دینا ہی - اور صاحب
توفیق وہ شخص ہی کہ اپنے وقت کو غنیمت سمجھے اور اپنا ورد اور اپنی دوا کو جانے اور
فرو گذاشت نہ کرے کہ وہ خود حل ہو جائے

اُنچاسوان باب دن کے استقبال اور اسمین ادب و عمل کے بیان مین ہی

اللہ تعالی نے پیغمبر علیہ السلام کو حکم دیا کہ نماز کو دن کے دونون طرف مین قائم رکھو مفسرین
نے اسپر اجماع اور اتفاق کیا ہی کہ احد الطرفین سے فجر مراد ہی اور نماز فجر کا حکم دیا ہی اور
دوسری طرف مین اُنھون نے اختلاف کیا ہی ایک قوم نے کہا کہ مراد اس سے مغرب ہی
اور دوسری قوم نے کہا نماز عشا ہی اور ایک قوم کا قول ہی کہ نماز فجر و ظہر ایک طرف ہی
اور نماز عصر و مغرب ایک طرف ہی اور زلفا من اللیل نماز عشا ہی بعد ازان اللہ تعالی
نے نماز کی بڑی برکت اور اُسکے فائدہ و ثمرہ سے خبر دی ہی اور فرمایا کہ نیکیان

پھر انہوں کو نہاتی اور دور کرتی ہیں یعنی پانچوں وقت کی نمازیں گناہوں کو دور کرتی ہیں
اور روایت ہے کہ ابو الیسر کعب بن عمرو انصاری کھجوریں بیچا کرتے تھے سو ایک عورت
آئی جو کھجوریں خریدا چاہتی تھی سو اس سے کہا کہ یہ کھجوریں اچھی نہیں ہیں اور اس سے
اچھی میرے گھر میں ہیں کیا تجھے انکی خواہش ہے عورت نے کہا کہ ہاں سو وہ اُسے ساتھ
گھر لے گئے اور اس سے لپٹ گئے اور اسکی چوما چاٹی کی عورت نے انسے کہا کہ خدا
سے ڈر تو اسے چھوڑ دیا اور پشیمان ہوئے اسکے بعد وہ نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور
کہا یا رسول اللہ کیا آپ فرماتے ہیں اس شخص کے حق میں جسنے غیر عورت سے بری
خواہش کی اور جو کچھ کہ عورتوں کے ساتھ مرد کرتے ہیں انمیں سے کوئی بات باقی نہ رکھی
بلکہ اسکا ارتکاب کیا بجز اسکے کہ اس سے مجامعت نہیں کی عمر بن الخطاب نے کہا
کہ البتہ اللہ تعالی نے تیرے اوپر پردہ کیا اگر تو نے اپنے نفس پر پردہ کیا اور حضرت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کچھ جواب نہ دیا اور فرمایا میرے پروردگار کے حکم کا منتظر
رہو اور عصر کی نماز کا وقت آگیا اور حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عصر کی نماز پڑھی
پھر جبکہ آپ فارغ ہوئے تو جبرئیل علیہ السلام یہ آیت لائے واقم الصلوٰۃ طرفی النہار و
زلفا من اللیل ان الحسنات یذہبن السیئات حضرت نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ کہاں ہے
ابو الیسر اسنے کہا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ تو ہمارے ساتھ اس نماز
میں موجود تھا عرض کی ہاں حاضر تھا آپ نے فرمایا جاؤ کہ یہ نماز کفارہ اس عمل کی ہے جو
تو نے کیا تھا حضرت عمر نے کہا یہ خاص حکم اسکے لیے ہے یا ہمارے لیے عام حکم ہے تو آپ نے
فرمایا بلکہ عام سب کے لیے ہے سو بندہ فجر کی نماز کے واسطے پوری طہارت کرکے صبح نکلنے
سے پہلے تیار ہو رہے اور فجر کا تجدید طہارت سے استقبال کرے جیسا کہ ہم نے

اور اسی میں ذکر کیا ہے اور اذان دے اگر موذن کی اجابت نہ کی ہو اسکے بعد
دو رکعت فجر کی ادا کرے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکافرون اور دوسری
رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھے اور جو چاہے تو پہلی میں قولوا آمنا باللہ وما انزل
الآیہ سورہ بقر کی اور دوسری میں ربنا آمنا بما انزلت واتبعنا الرسول پڑھے بعد از آن
استغفار اور تسبیح پڑھے جسقدر تعداد میں آسکے آسان معلوم ہو اور اگر اس کلمہ
استغفر اللہ الذی سبحان اللہ وبحمدہ ہی پر اقتصار کرے تو اسکا مقصود تسبیح اور
استغفار کا حاصل ہو گیا اسکے بعد کہے اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد اللہم اسالک
رحمۃ من عندک تہدی بہا قلبی وتجمع بہا شملی وتلم بہا شعثی وترد بہا الفتی وتصلح بہا
دینی وتحفظ بہا غائبی وترفع بہا شاہدی وتزکی بہا عملی وتبیض بہا وجہی وتلہمنی بہا
رشدی وتعصمنی بہا من کل سوء اللہم اعطنی ایمانا صادقا ویقینا لیس بعدہ کفر ورحمۃ انال
بہا شرف کرامتک فی الدنیا والآخرۃ اللہم انی اسالک الفوز عند القضاء ومنازل الشہداء
وعیش السعداء والنصر علی الاعداء ومرافقۃ الانبیاء اللہم انی انزل بک حاجتی وان قصر
رائی وضعف عملی وافتقرت الی رحمتک واسالک یا قاضی الامور ویا شافی الصدور
کما تجیر بین البحور ان تجیرنی من عذاب السعیر ومن دعوۃ الثبور ومن فتنۃ القبور
اللہم ما قصر عنہ رائی وضعف عنہ عملی ولم تبلغہ نیتی وامنیتی من خیر وعدتہ احدا من عبادک
او خیر انت معطیہ احدا من خلقک فانا نرغب الیک فیہ ونسالکہ یا رب العالمین
اللہم اجعلنا ہادین مہتدین غیر ضالین ولا مضلین حربا لاعدائک وسلما لاولیائک
نحب بحبک الناس ونعادی بعداوتک من خالفک من خلقک اللہم ہذا الدعاء
ومنک الاجابۃ وہذا الجہد وعلیک التکلان انا للہ وانا الیہ راجعون ولا حول

ولا قوة الا بالله العلی العظیم ذی الحبل الشدید والامر الرشید اسألک الأمن یوم الوعید
والجنة یوم الخلود مع المقربین الشهود والرکع السجود والموفین بالعهود انک رحیم ودود
وانک تفعل ما ترید سبحان من تعطف العزة وقال به سبحان من لبس المجد وتکرم به سبحان الذی
لا ینبغی التسبیح الا له سبحان ذی الفضل والنعم سبحان ذی المجد والکرم سبحان الذی
احصی کل شئ بعلمه اللهم اجعل لی نورا فی قلبی ونورا فی قبری ونورا فی سمعی ونورا فی بصری
ونورا فی شعری ونورا فی بشری ونورا فی لحمی ونورا فی دمی ونورا فی عظامی ونورا من بین
یدی ونورا من خلفی ونورا عن یمینی ونورا عن شمالی ونورا من فوقی ونورا من تحتی
اللهم زدنی نورا واعطنی نورا واجعل لی نورا - اور اس دعا میں بڑا اثر ہی اور میں نے
کسی کو نہیں دیکھا جسکا یہ وظیفہ ہو مگر یہ کہ اُسکے پاس خیر ظاہر اور برکت ہی اور وہ وصیت
صادقین سے ہی جو بعض نے بعض کو اُسکے حفظ اور محافظت کیلیے کی جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی کہ آپ اُسے نماز فجر کے فرض اور سنت کے درمیان پڑھا کرتے تھے
پھر مسجد میں جماعت کی نماز کا قصد فرماتے اور گھر سے باہر نکلنے کے وقت کہتے وقل رب
ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا اور راستہ
میں کہتے اللهم انی اسألک بحق السائلین علیک وبحق ممشای هذا الیک لم اخرج اشرا
ولا بطرا ولا ریاء ولا سمعة خرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک اسألک ان تنقذنی من
النار وان تغفر لی ذنوبی انه لا یغفر الذنوب الا انت - ابو سعید خدری نے روایت کی ہی کہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص اسکو پڑھے جبکہ وہ نماز کے
لیے باہر نکلے اللہ ستر ہزار فرشتے اُسپر تعینات کرتا ہی کہ وہ اُسکے لیے استغفار کرتے
ہیں اور اللہ تعالی اپنے وجہ کریم کے ساتھ اُسکا استقبال کرتا ہی یہان تک کہ وہ اپنی نماز کو

اور جب مسجد میں داخل ہو یا نماز کے لیے سجادہ پر آوے تو کہے بسم اللہ و الحمد للہ و الصلوٰۃ
و السلام علی رسول اللہ اللھم اغفرلی ذنوبی و افتح لی ابواب رحمتک اور داہنا پانوں
دخول کے وقت اور بایاں پانوں مسجد یا سجادے سے باہر نکلتے وقت رکھے کہ صوفی کا
سجادہ بمنزلہ گھر اور مسجد کے ہے پھر صبح کی نماز جماعت سے پڑھے اور جب سلام
پھیرے تو کہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی و یمیت وھو حی لا یموت
بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ صدق وعدہ و نصر عبدہ و اعز جندہ
و ھزم الاحزاب وحدہ لا الہ الا اللہ اھل النعمۃ و الفضل و الثناء الحسن لا الہ الا اللہ و
لا نعبد الا ایاہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون۔ اور یہ پڑھے ھو اللہ الذی لا الہ
الا ھو الرحمن الرحیم ثنا نوے اسم آخر تک پھر جب اُس سے فارغ ہو تو کہے اللھم
صل علی محمد عبدک و نبیک و رسولک النبی الامی و علی آل محمد صلوٰۃ تکون لک رضاء
و لحقہ اداء و اعطہ الوسیلۃ و المقام المحمود الذی وعدتہ واجزہ عنا ماھو اھلہ واجزہ
عنی افضل ما جازیت نبیا عن امتہ و صل علی جمیع اخوانہ من النبیین و الصدیقین و الشہداء
و الصالحین اللھم صل علی محمد فی الاولین و صل علی محمد فی الآخرین و صل علی محمد الی یوم
الدین اللھم صل علی روح محمد فی الارواح و صل علی جسد محمد فی الاجساد و اجعل شرائف
صلواتک و نوامی برکاتک و رأفتک و رحمتک و تحیتک و رضوانک علی محمد عبدک و نبیک
و رسولک اللھم انت السلام و منک السلام و الیک یعود السلام فحینا ربنا بالسلام و
ادخلنا دار السلام تبارکت یا ذا الجلال و الاکرام اللھم انی اصبحت لا استطیع دفع ما اکرہ
ولا املک نفع ما ارجو و اصبح الامر بید غیری و اصبحت مرتھنا بعملی فلا فقیر افقر منی اللھم
لا تشمت بی عدوی و لا تسوء بی صدیقی و لا تجعل مصیبتی فی دینی و لا تجعل الدنیا

الیّ من یرحمنی ولا تسلط علیّ من لا یرحمنی اللهم هذا خلق جدید فافتحه علیّ بطاعتک واختمه لی
بمغفرتک ورضوانک وارزقنی فیه حسنة تقبلها منی وزکها وضعفها لی وما عملت فیه من سیئة
فاغفرلی انک غفور رحیم ودود رضیت بالله ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی الله علیه وسلم
نبینا اللهم اسالک خیر هذا الیوم وخیر ما فیه واعوذ بک من شره وشر ما فیه واعوذ بک
من شر طوارق اللیل والنهار ومن بغتات الامور وفجاءات الاقدار ومن شر
کل طارق یطرق الا طارقا یطرق منک بخیر یا رحمن الدنیا والآخرة ورحیمهما
واعوذ بک ان اذل او اُذل او اضل او اُضل او اظلم او اُظلم او اجهل او یجهل
علیّ عز جارک وجل ثناؤک وتقدست اسماؤک وعظمت نعماؤک اعوذ بک
من شر ما یلج فی الارض وما یخرج منها وما ینزل من السماء وما یعرج فیها اعوذ بک
من حدة الحرص وشدة الطمع وسورة الغضب وسنة الغفلة وتعاطی الکلفة
اللهم انی اعوذ بک من مباهاة المکثرین والازراء علی المقلین وان انصر
ظالما واخذل مظلوما وان اقول فی العلم بغیر علم او اعمل فی الدین بغیر
یقین اعوذ بک ان اشرک بک وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم اعوذ بعفوک
من عقابک واعوذ برضاک من سخطک واعوذ بک منک لا احصی ثناء
علیک انت کما اثنیت علی نفسک اللهم انت ربی لا اله الا انت خلقتنی
وانا عبدک وانا علی عهدک ووعدک ما استطعت اعوذ بک من شر ما
صنعت ابوء لک بنعمتک علیّ وابوء بذنبی فاغفرلی فانه لا یغفر الذنوب
الا انت اللهم اجعل اول یومنا هذا صلاحا وآخره نجاحا واوسطه فلاحا اللهم
اجعل اوله رحمة واوسطه نعمة وآخره تکرمة ومغفرة اصبحنا واصبح الملک لله والعظمة

والکبریاء للہ والجبروت والسلطان للہ واللیل والنہار وما سکن فیہما
للہ الواحد القہار اصبحنا علی فطرۃ الاسلام وکلمۃ الاخلاص وعلی دین
نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وملۃ ابینا ابراہیم حنیفا مسلما وما کان من المشرکین
اللہم انا نسألک بان لک الحمد لا الہ الا انت الحنان المنان بدیع السموات
والارض ذوالجلال والاکرام انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد و
لم یکن لہ کفوا احد یا حی یا قیوم یا حی حین لا حی فی دیمومۃ ملکہ وبقائہ یا حی محی الموتی
یا حی ممیت الاحیاء ووارث الارض والسماء اللہم انی اسألک باسمک
بسم اللہ الرحمن الرحیم وباسمائک اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم
لا تاخذہ سنۃ ولا نوم اللہم انی اسألک باسمک الاعظم الاجل الاعز الاکرم
الذی اذا دعیت بہ اجبت واذا سئلت بہ اعطیت یا نور النور یا مدبر
الامور یا عالم ما فی الصدور یا سمیع یا قریب یا مجیب الدعاء یا لطیفا لما
یشاء یا رؤف یا رحیم یا کبیر یا عظیم یا اللہ یا رحمٰن یا ذوالجلال والاکرام
اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم وعنت الوجوہ للحی القیوم ویا اسمہ والہ
کل شیء الہا واحدا لا الہ الا انت اللہم انی اسألک باسمک یا اللہ اللہ
اللہ اللہ اللہ الذی لا الہ الا ہو رب العرش العظیم فتعالی اللہ الملک
الحق لا الہ الا ہو رب العرش الکریم انت الاول والآخر والظاہر
والباطن وسعت کل شیء رحمۃ وعلما کہیعص حم عسق الر الم ن یا واحد
یا قہار یا عزیز یا جبار یا احد یا صمد یا ودود یا غفور ہو اللہ الذی لا الہ
الا ہو عالم الغیب والشہادۃ ہو الرحمن الرحیم لا الہ الا انت سبحانک

انی کنت من الظالمین اللھم اعوذ بک باسمک المکنون المخزون المعتزل
السلام الطہر الطاہر القدوس المقدس یا دہر یا دیہور یا دیہار یا ابد یا ازل
یا من لم یزل ولا یزال ولا یزل ہو یا ہو لا الہ الا ہو یا من لا ہو الا ہو یا من لا یعلم ما ہو الا
ہو یا کان یا کینان یا روح یا کائن قبل کل کون یا کائن بعد کل کون یا مکون
لکل کون اھیا شراھیا ادونای اصباوت یا مجلی عظائم الامور فان تولوا
فقل حسبی اللہ لا الہ الا ہو علیہ توکلت وہو رب العرش العظیم لیس کمثلہ شیء
وہو السمیع البصیر اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل
ابراہیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وآل ابراہیم انک حمید
مجید اللھم انی اعوذ بک من علم لا ینفع وقلب لا یخشع ودعاء لا یسمع اللھم انی اعوذ بک
من فتنۃ الدجال وعذاب القبر ومن فتنۃ المحیا والممات اللھم انی اعوذ بک
من شر ما علمت وشر ما لم اعلم واعوذ بک من شر سمعی وبصری ولسانی وقلبی اللھم
انی اعوذ بک من القسوۃ والغفلۃ والذل والمسکنۃ واعوذ بک من الفقر
والکفر والفسوق والشقاق والنفاق وسوء الاخلاق وضیق الارزاق والسمعۃ
والریاء واعوذ بک من الصمم والبکم والجنون والجذام والبرص وسائر الاسقام
اللھم اعوذ بک من زوال نعمتک ومن تحول عافیتک ومن فجأۃ نقمتک
ومن جمیع سخطک اللھم انی اسالک الصلوۃ علی محمد وعلی آلہ واسالک
من الخیر کلہ عاجلہ وآجلہ ما علمت منہ وما لم اعلم واسالک الجنۃ وما قرب الیہا
من قول وعمل واعوذ بک من النار وما قرب الیہا من قول وعمل واسالک
مما سالک عبدک ونبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم واستعیذک مما استعاذک

منہ عبدک و نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم و اسئلک ما قضیت لی من امر ان تجعل
عاقبتہ رشدا برحمتک یا ارحم الراحمین یا حی یا قیوم برحمتک استغیث لا تکلنی
الی نفسی طرفۃ عین واصلح لی شانی کلہ یا نور السموات والارض یا جمال السموات
والارض یا عماد السموات والارض یا بدیع السموات والارض یا ذا الجلال والاکرام
یا صریخ المستصرخین یا غوث المستغیثین یا منتہی رغبۃ الراغبین والمفرج عن المکروبین والمروح
عن المغمومین ومجیب دعوۃ المضطرین وکاشف السوء وارحم الراحمین واِلٰہ العالمین
منزول بک کل حاجۃ یا ارحم الراحمین اللہم استر عوراتی وآمن روعاتی واقلنی عثراتی
اللہم احفظنی من بین یدی ومن خلفی وعن یمینی وعن شمالی ومن فوقی واعوذ بک
ان اغتال من تحتی اللہم صنت ضعف قوی فی رضاک ضعفی وخذ الی الخیر بناصیتی واجعل
الاسلام منتہی رضائی اللہم انی ضعیف فقونی اللہم انی ذلیل فاعزنی اللہم انی فقیر
فاغننی برحمتک یا ارحم الراحمین اللہم انت تعلم سری وعلانیتی فاقبل معذرتی وتعلم
حاجتی فاعطنی سؤالی وتعلم ما فی نفسی فاغفر لی ذنوبی اللہم انی اسئلک ایمانا یباشر
قلبی ویقینا صادقا حتی اعلم انہ لن یصیبنی الا ما کتبت لی والرضا بما قسمت لی یا ذا الجلال
والاکرام یا ہادی المضلین ویا راحم المذنبین ومقیل عثرۃ العاثرین ارحم عبدک
ذا الخطر العظیم والمسلمین کلہم اجمعین واجعلنا مع الاحیاء المرزوقین الذین انعمت
علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین امین یا رب العالمین اللہم
عالم الخفیات رفیع الدرجات ذا العرش تلقی الروح من امرک علی من تشاء من عبادک غافر
الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول لا الہ الا انت والیک المصیر یا من
لا یشغلہ شان عن شان ولا یشغلہ سمع عن سمع ولا تشتبہ علیہ الاصوات ویا من لا

تغلطه المسائل ولا تختلف علیه اللغات ویا من لا یبرم بالحاح المسلمین اذقنی برد عفوک
وحلاوة رحمتک اللهم انی اسألک قلبا سلیما ولسانا صادقا وعملا متقبلا اسألک
من خیر ما تعلم واعوذ بک من شر ما تعلم واستغفرک لما تعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب
اللهم انی اسألک ایمانا لا یرتد ونعیما لا ینفد وقرة عین الابد ومرافقة نبیک محمد واسألک
حبک وحب من احبک وحب عمل یقرب الی حبک اللهم بعلمک الغیب وقدرتک علی
خلقک احینی ما کانت الحیوة خیرا لی وتوفنی ما کانت الوفاة خیرا لی اسألک خشیتک
فی الغیب والشهادة وکلمة العدل فی الرضاء والغضب والقصد فی الغنی والفقر و
لذة النظر الی وجهک والشوق الی لقائک واعوذ بک من ضراء مضرة وفتنة مضلة
اللهم اقسم من خشیتک ما تحول بینی وبین معصیتک ومن طاعتک ما یدخلنی جنتک
ومن الیقین ما تهون به علینا مصائب الدنیا اللهم ارزقنا خوف الوعید وسرور
رجاء الموعود حتی نجد لذة ما نطلب وخوف ما منه نهرب اللهم البس وجوهنا منک
الحیاء واملاء قلوبنا بک فرحا واسکن فی نفوسنا من عظمتک مهابة وذلل جوارحنا
لخدمتک واجعلک احب الینا مما سواک واجعلنا اخشی لک ممن سواک نسألک
تمام النعمة بتمام التوبة ودوام العافیة بدوام العصمة واداء الشکر بحسن العبادة
اللهم انی اسألک برکة الحیوة وخیر الحیوة واعوذ بک من شر الحیوة وشر الوفاة واسألک
خیر ما بینهما احینی حیوة السعداء حیاة من تحب بقاءه وتوفنی وفاة الشهداء وفاة
من تحب لقاءه یا خیر الرازقین ویا احسن التوابین ویا احکم الحاکمین ویا ارحم الراحمین و
رب العالمین اللهم صل علی محمد وآل محمد وارحم ما خلقت واغفر
ما قدرت وطیب ما رزقت وتمم ما انعمت وتقبل ما استعملت واحفظ ما استحفظت

ولا تہتک ما سترت فانہ لا الہ الا انت استغفرک من کل لذۃ بغیر ذکرک ومن کل راحۃ
بغیر خدمتک ومن کل سرور بغیر قربک ومن کل فرح بغیر مجالستک ومن کل شغل
بغیر معاملتک اللہم انی استغفرک من کل ذنب تبت الیک منہ ثم عدت فیہ اللہم انی
استغفرک من کل عقد عقدتہ ثم لم اف بہ اللہم انی استغفرک من کل نعمۃ انعمت بہا علی فقویت
بہا علی معصیتک اللہم انی استغفرک من کل عمل عملتہ لک فخالطہ ما لیس لک اللہم انی
اسئلک ان تصلی علی محمد وعلی آل محمد واسئلک جوامع الخیر وفواتحہ وخواتمہ واعوذ بک
من جوامع الشر وفواتحہ وخواتمہ اللہم احفظ فیما امرتنا واحفظنا عما نہیتنا واحفظ لنا ما اعطیتنا
یا حافظ الحافظین ویا ذاکر الذاکرین ویا شاکر الشاکرین بذکرک ذکروا وبفضلک شکروا
ویا غیاث ویا مغیث یا مستغاث یا غیاث المستغیثین لا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین
فاہلک ولا الی احد من خلقک فاضیع اکلأنی کلاءۃ الولید ولا تخل عنی وتولنی بما تولی
بہ عبادک الصالحین انا عبدک وابن عبدک ناصیتی بیدک جار فی حکمک عدل فی
قضائک نافذ فی مشیتک ان تعذب فاہل ذلک انا وان ترحم فاہل ذلک انت
فافعل اللہم یا مولای یا سیدی یا رب یا انت اہلہ ولا تفعل اللہم یا رب یا سیدی ما انا
اہل ذلک اہل التقوی واہل المغفرۃ یا من لا تضرہ الذنوب ولا تنقصہ المغفرۃ ہب لی
ما لا یضرک واعطنی ما لا ینقصک ربنا افرغ علینا صبرا وتوفنا مسلمین توفنی مسلما
والحقنی بالصالحین انت ولینا فاغفر لنا وارحمنا وانت خیر الغافرین ربنا علیک
توکلنا والیک انبنا والیک المصیر ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت
اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین ربنا آتنا من لدنک رحمۃ وہیئ لنا من امرنا
رشدا ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار اللہم صل علی محمد

وعلی آل محمد وارزقنا العون علی الطاعة والعصمة من المعصیة وافرغ الصبر فی النعمة وایزاد الشکر فی النعمة واسألک حسن الخاتمة واسألک الیقین وحسن المعرفة بک واسألک المحبة وحسن التوکل علیک واسألک الرضا وحسن الثقة بک واسألک حسن المنقلب الیک اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد واصلح امة محمد اللھم ارحم امة محمد اللھم فرج عن امة محمد فرجا عاجلا ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم اللھم اغفر لی ولوالدی ولمن توالدا وارحمھما کما ربیانی صغیرا واغفر لاعمامنا وعماتنا واخوالنا وخالاتنا وازواجنا وذریاتنا ولجمیع المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منھم والاموات یا ارحم الراحمین ویا خیر الغافرین - اور جبکہ دعا مغز عبادت ہے تو یہی ہمکو اچھا معلوم ہوا کہ اسمین سے بہتر حصہ پورا لکھدین کہ جسکی برکت کی ہمین امید ہے اور یہ وہ دعا ہین جنکو شیخ ابوطالب مکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب قلوب مین چھانٹا اور نکالا ہے اور اسکی نقل پر پورا اعتماد ہے اور اسمین برکت ہے تو چاہیے کہ ان دعاؤن کے ساتھ دعا مانگے اکیلا ہو یا جماعت مین امام ہو یا مقتدی اور اسمین سے جسقدر چاہے مختصر کرے

پچپاسوان باب عمل کے ذکر مین ہے جو تمام دن بھر مین اور تقسیم اوقات مین ہے

ازانجملہ یہ ہی کہ اسی جگہ اپنے اوپر لازم کرے تسبیحان قبلہ رو ہو کر نماز پڑھے الا یہ کہ اشتغال اسکے گوشہ کی طرف دین اپنے کے لیے اسلم اور محفوظ تر دیکھے تا کہ بات کرنے اور کسی شی کی طرف متوجہ ہونے کا محتاج نہو اسواسطے کہ خاموشی اسوقت مین اور ترک کلام کا ایک اثر ظاہر ہے کہ اہل معاملہ اور ارباب قلوب جسکو جانتے ہین

اور پیغمبر علیہ السلام خلق کو اپنے عمل کی طرف بلاتے تھے پھر سورۂ فاتحہ اور اول سورۃ البقر المفلحون تک آور دو آیتین و الٰہکم الٰہ واحد اور آیۃ الکرسی آور دو آیتین اسکے بعد کی آور آمن الرسول اور آیت اُس سے پہلے کی آور شہد اللہ اور قل اللّٰھم مالک الملک آور ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض کو المحسنین تک اور لقد جاءکم رسول آخر تک آور قل ادعوا اللہ دو آیت آور آخر سورۃ الکہف کو ان الذین آمنوا اور ذو النون اذ ذھب مغاضباً سے تا خیر الوارثین آور دو آیت فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون آور سبحان ربک رب العزت تا آخر سورۂ والصافات اور لقد صدق اللہ اور اول سورۃ الحدید تا بذات الصدور اور آخر سورۃ الحشر لو انزلنا کو پڑھے بعد ازاں تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور تینتیس بار اللہ اکبر اور اسی سیکڑہ کو پورا لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ سے کرے جب اس سے فارغ ہو قرآن کی تلاوت حفظ یا کلام اللہ سے کرے یا اور اذکار سے اشتغال کرے اور برابر اسی طرح بلا فتور اور قصور اور غنودگی کے کیا کرے اسواسطے کہ سونا اسوقت قطعاً مکروہ ہے پس اگر نیند غالب ہو تو چاہیے کہ مصلی پر قیام قبلہ رو کرے اور قیام سے نیند نہ جائے تو چند قدم قبلہ کی طرف چلے اور اسی طرح اُلٹے قدموں کے پیچھے ہٹے اور پشت قبلہ کی طرف نہ کرے اسواسطے کہ دوام استقبال قبلہ اور ترک کلام و خورد اور دوام ذکر میں اسوقت کے بڑا اثر اور برکت بڑی ہے جسکو ہم نے بحمد للہ کہ پایا اور ہم اسی وصیت طالبین کو کرتے ہیں اور اسکا اثر اس شخص کے حق میں جو اذکار کے درمیان قلب اور زبان سے جمع کرتا ہو اکثر اور ظاہر ہے اور یہ وقت اول نہار ہے اور دن آفات کا مقام ہے پھر جبکہ اسکا دل اس رعایت سے

مستحکم ہو جائیگا تو اسکی جڑ بنیاد مضبوط ہوگی اور تمام دن کے اوقات اسی بنیاد
پر مبنی ہونگے پھر جبکہ طلوع آفتاب قریب ہو تو مسبعات عشر پڑھنا شروع کرے اور
وہ خضر علیہ السلام کی تعلیم سے جو ابراہیم تیمی کو انھوں نے سکھلایا تھا اور ذکر کیا کہ
انھوں نے یہ مسبعات عشر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا جب مرید
مداومت کرے تو تمام اذکار اور دعوات متفرقہ کو جمع کر لیا کرے اور مسبعات عشر
دس چیزیں ہیں سات سات بار یعنی سورۂ فاتحہ اور معوذتین اور قل ہو اللہ احد اور قل
یا ایہا الکافرون اور آیۃ الکرسی اور سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور
درود حضرت نبی اور آل نبی پر اور استغفار کرے اپنے نفس اور والدین اور مومنین اور
مومنات کے لیے اور سات دفعہ کہے اللہم افعل بی وبہم عاجلا و آجلا فی الدین والدنیا
والآخرۃ ما انت لہ اہل ولا تفعل بنا یا مولانا ما نحن لہ اہل انک غفور حلیم جواد کریم رؤف
رحیم - اور روایت ہے کہ جب ابراہیم تیمی نے اسکو پڑھا بعد ازاں کہ خضر سے اسکو
سیکھا تو خواب میں دیکھا کہ وہ بہشت میں داخل ہوا اور فرشتوں اور انبیا علیہم السلام
کو دیکھا اور بہشت کے طعام سے کھایا اور منقول ہے کہ وہ چار مہینے بغیر کھائے رہا اور
بعض نے کہا ہے کہ یہ شاید اسواسطے تھا کہ انہوں نے جنت کا کھانا کھایا تھا پھر جب کہ
مسبعات سے فارغ ہو تو تسبیح اور استغفار اور تلاوت کی طرف توجہ کرے یہاں تک کہ
ایک نیزہ کے برابر آفتاب بلند ہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ہر آئینہ جو میں ایک مجلس میں بیٹھوں جسمیں فجر کی نماز سے
طلوع آفتاب تک ذکر اللہ کروں تو وہ مجھکو محبوب تر اس سے ہے کہ چار غلام آزاد
کروں بعد ازاں دو رکعت نماز ادا قبل اسکے کرے کہ اپنی نشست گاہ سے

پھر یہ اسواسطے کہ ہر آئینہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی کہ آپ
دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور ان دو رکعت سے فائدہ اُسوقت کی رعایت کا ظاہر
ہوتا ہی اور جب دو رکعتین ارادہ کی جمع اور فہم کو حاضر کر کے پڑھتا ہی اسکو سوچ سمجھ کر
پڑھ چکے تو اپنے باطن مین اثر اور نور اور روح و انس پاتا ہی جب کہ وہ صادق نیت ہو
اور جو شخص کہ اُسکو برکت سے ثواب فوری اپنے اس عمل کے ملے تو واجب ہی کہ
ان دو رکعتون مین سے پہلی رکعت مین آیۃ الکرسی اور دوسری مین آمن الرسول
اور للہ ما فی السموات والارض آخر آیت تک پڑھے اور ان دو رکعت مین نیت
اُسکی شکر الٰہی اور اُسکی نعمتون پر ہو جو اُسکے دن اور رات مین پہونچین پھر دو
رکعت اور پڑھے جنمین معوذتین ایک ایک رکعت مین ایک سورت پڑھے اور
یہ نماز اُسکی اس لیے ہی تاکہ وہ اپنے دن اور رات کی شر سے پناہ اللہ تعالی کے ساتھ
مانگے اور ان دو رکعتون کے بعد کلمات استعاذہ اور پناہ مانگنے کا ذکر کرے
اور کہے اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر السامۃ والہامۃ واعوذ بکلمات اللہ
التامات من غضبہ وشر عبادہ واعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما یجری
بہ اللیل والنہار ان ربی اللہ لا الہ الا ہو علیہ توکلت وہو رب العرش اور پہلی دو رکعت
کے بعد اللہم انی اصبحت لا استطیع دفع ما اکرہ ولا املک نفع ما ارجو واصبحت مرتہنا
بعملی واصبح الامر بید غیری فلا فقیر افقر منی اللہم لا تشمت بی عدوی ولا تسئ بی صدیقی
ولا تجعل مصیبتی فی دینی ولا تجعل الدنیا اکبر ہمی ولا مبلغ علمی ولا تسلط علی من لا یرحمنی
اللہم اعوذ بک من الذنوب التی تزیل النعم واعوذ بک من الذنوب التی توجب النقم۔
بعد اذان دو رکعت اور پڑھے اس نیت سے کہ ہر ایک عمل جو وہ اپنے دن اور رات مین

کرے اسکے واسطے استخارہ ہو اور یہ استخارہ مطلق دعا کے معنی مین ہوتا ہی دگونہ استخارہ
جسکے بابت احادیث وارد ہوئی ہین وہ ہی جسکو ہر ایک امر کے پہلے جو وہ پڑھتا ہی
اور ان دو رکعتون مین پڑھے قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد اور دعاء استخارہ
پڑھے جیسے کہ اسکا ذکر اس باب کے سوا دوسری جگہہ گذرا ہی اور اسمین کہے کہ ہر قول
اور عمل جسکو مین آج چاہتا ہون اسمین خیر عطا کر۔ پھر دو رکعت اور پڑھے پہلی رکعت مین
سورۃ الواقعہ اور دوسری رکعت مین سورۃ الاعلیٰ اسکے بعد کہے اللّٰھم صل علی محمد وعلی
آل محمد واجعل حبک احب الاشیاء الی وخشیتک اخوف الاشیاء عندی واقطع عنی
حاجات الدنیا بالشوق الی لقائک واذا اقررت اعین اہل الدنیا بدنیاہم فاقرر عینی
بعبادتک واجعل طاعتک فی کل شئی منی یا ارحم الراحمین۔ پھر دو رکعت اور پڑھے جسمین
اپنے وظیفہ سے کچھ پڑھے جو قرآن سے ہو پھر اسکے بعد اگر خالی ہو کہ اسے دنیا کا کوئی
شغل نہو تو اسے چاہیے کہ نفل انواع عمل کے اندر نماز اور تلاوت اور ذکر دوپہر تک
ادا کرے اور اگر ان لوگون سے ہو جسے دنیا کا شغل ہو خواہ اپنے نفس کے لیے یا اپنے
عیال کے لیے تو چاہیے کہ اپنی حاجت اور مہمات کا قصد کرے بعد اسکے کہ دو رکعت
نماز گھر سے باہر نکلنے کے لیے پڑھے اور اسی طرح ہمیشہ کرنا چاہیے کہ گھر کی طرف سے باہر
نکلے مگر بعد اسکے کہ دو رکعت نماز پڑھ لے تاکہ اللہ تعالیٰ اسکو باہر جانے کی برائی سے
بچائے اور گھر مین نہ آوے الا جبکہ دو رکعت نماز ادا کرلے تاکہ اللہ تعالیٰ اسکو اندر آنے
کی برائی سے حفاظت کرے بعد ازان کہ گھر والون کو زوجہ وغیرہ سے سلام کرے
اور جو گھر مین کوئی نہو تب بھی سلام کرے اور کہے السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین المومنین
اور اگر خالی ہو تو بہتر ہی کہ وہ اسوقت تک نماز چاشت پڑھے اور اگر اسپر شغل

پھر تو ایک یا دو دن کی یا زیادہ کی نماز پڑھے وگرنہ رکعتین لا بنی پڑھے اور
قرآن اسمین پڑھے اسواسطے کہ ہر آئنہ بعض صالحین سے وہ تھے جو نماز مین قرآن
ایک دن رات مین ختم کرتے تھے وگرنہ چند رکعات خفیفہ سورۂ فاتحہ اور قل
ہو اللہ احد کے ساتھ اور دوسری آیات قرآن کے ساتھ پڑھے جنمین دعا ہو جیسے
یہ آیت ربنا علیک توکلنا والیک انبنا والیک المصیر اور مثل اس آیت کے
ہر ایک رکعت مین پڑھے خواہ ایک مرتبہ پڑھے خواہ زیادہ پھر اُسے جسقدر کہ چاہے
اور طالب کے حق مین یہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس نماز کے جسکا ہمنے ذکر بعد طلوع آفتاب
کیا ہے اور نماز چاشت کے درمیان سو رکعت خفیفہ پڑھے اور صالحین سے بعضے وہ تھے
جنکا ورد رات دن مین سو رکعت اور دو سو رکعت اور پانسو رکعت اور ہزار رکعت تک
تھا اور جسکو دنیا کا کوئی شغل نہو اور اُسنے دنیا کو اہل دنیا پر چھوڑ دیا تو اُسکی کیا رعنا
و دکیا شان ہے کہ بیفائدہ وقت گزرانے اور اللہ تعالی کی خدمت اور عبادت مین
مشغول رہے سہل بن عبد اللہ تستری نے کہا ہے کہ اُس بندہ کا دل اللہ تعالی کے
ساتھ پورا مشغول نہین ہوتا اور جبتک اُسکو دنیا مین حاجت ہو پھر جب کہ آفتاب
بلند ہو اور صبح کی نماز سے ظہر تک وقت آدھا جائے جسطرح کہ عصر ظہر اور مغرب کے
درمیان تقسیم کرتا ہے تو نماز چاشت پڑھے کہ نماز چاشت کے لیے یہ وقت افضل
اوقات ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز چاشت کا وہ وقت ہے
کہ بچے آفتاب کی گرمی سے ماں کے سایہ مین سو جائے اور بعض نے کہا کہ چاشت کی
اسوقت اداکرین کہ آفتاب کی گرمی سے پاؤن کو پسینا آجائے اور نماز چاشت کی
کم سے کم دو رکعت ہین اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہین اور ہر دو رکعت نیت سے

اپنے نفس کے لیے دعا کرے اور تسبیح اور استغفار پڑھے پھر اسکے بعد اگر یہان پر کوئی حق
ہو جو مستحب ہی اُسکو ادا کرے جیسے زیارت یا بیمار پرسی وہان جاوے وگرنہ علی الدوام
اسد تعالی کیلیے کام کرے بدون اسکے ظاہر و باطن اور قلب و قالب مین سستی اور
وگرنہ باطن مین خلل کرے اور اُسکی ترتیب ہی کہ وہ نماز پڑھے جبتک کہ انشراح خاطر ہو اور
نفس اُسکا اجابت کرے پھر اگر تھک جائے تو نماز سے تلاوت کی طرف تنزل کرے
اسواسطے کہ صرف تلاوت نفس پر نماز سے سبک تر ہی پھر اگر تلاوت سے بھی تھک جائے
ذکر اسد تعالی بالقلب و باللسان کرے اسواسطے کہ وہ قرادت سے سبکتر ہی پھر اگر ذکر
سے بھی تھک جائے تو ذکر لسان چھوڑ دے اور اپنے قلب پر مراقبہ کو لازم کرے اور مراقبہ
قلب کا علم اسد تعالی کی طرف دیکھنے سے ہی سو جبتک یہ علم اسکے قلب کے ساتھ ہی
تو وہ مراقبہ ہی اور مراقبہ عین ذکر ہی اور اس سے افضل ہی پھر اگر اس سے بھی عاجز ہو
اور اسکے وسوسے ما لک بیجا مین اور حدیث نفس اُسکے باطن مین ہجوم کرین تو جائے
کہ سو رہے اسواسطے کہ نیند مین سلامتی ہی وگرنہ کثرت حدیث نفس کی قلب کو
سخت کرتی ہی جسطرح کہ کثرت کلام کی دل کو سخت کرے اسواسطے کہ وہ کلام
بغیر زبان کے ہی سو اس سے پرہیز کرے سہل بن عبد اسد نے کہا بدترین گناہ حدیث
نفس ہی اور طالب اپنے باطن کا اعتبار اسی قدر چاہتا ہی جسقدر کہ ظاہر کا اعتبار
چاہتا ہی اسواسطے کہ وہ نفس کی حدیث اور ان چیزون کے سبب سے جو اُسے
تخییل ہوتی ہین ان چیزون کے یاد کرنے سے جو گذر گئین اور دیکھین اور سنین مثل ایک
دوسرے شخص کے اپنے باطن مین ہی پس مراقبہ و رعایت سے باطن کو ویسے ہی
مقید کرے جسطرح کہ ظاہر کو عمل اور روح ذکر سے مقید کرتا ہی اور جاننا ہو

اس طالب کے لیے جو سمجھے کہ نماز چاشت کی استواے روز تک سو رکعتین اور
پڑھے اور اسکی کم سے کم بیس رکعت ہین جنکو خفیف پڑھے یا کہ ہر دو رکعت مین ایک
حصہ قران کا یا زیادہ یا کم اور بعد از فراغ نماز چاشت اور بعد از فراغ دوسری رکعات
کے سونا بہتر ہے سفیان نے کہا ہے کہ اس قوم کو اپنے کی بات معلوم ہوتی تھی جبکہ
وہ فارغ ہوتے تو وہ سو جاتے اس غرض سے کہ طلب سلامت کرین اور اس سونے
مین بہت سے فوائد ہین از انجملہ ایک یہ ہے کہ وہ قیام شب کا معین اور مددگار ہے اور
ایک یہ کہ نفس آرام پاتا ہے اور قالب باقی دن اور اسکے عمل کے لیے مصفا ہوتا ہے اگر
نفس جب آرام پا چکتا ہے تو وہ پھر تازہ دم کام مین ہوتا ہے سو دن کی نیند سے جاگنے کے
بعد نفس باطن مین اور ہی فرحت اور شوق کو پیدا کرتا ہے جیسا کہ صبح کے وقت نہانا
پس صادق کے لیے دن مین دو دن ہوتے ہین جنکو اللہ تعالی کی خدمت اور عمل
مین کوشش کرنے کے لیے غنیمت جانتا ہے اور سزاوار ہے کہ قیلولہ سے ایک ساعت
پہلے زوال سے جاگے تاکہ وضو اور طہارت سے قبل از استوا اور زوال تیار ہو رہے
اسطرح کہ وقت استوا وہ قبلہ رو ذکر کرتا ہوا یا تسبیح یا تلاوت کرتا ہوا ہو قال اللہ
تعالی واقم الصلوۃ طرفی النہار وقال فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبہا
یعنی اللہ تعالی نے فرمایا ہے اور نماز کو دن کے دونوں طرف مین قائم کر اور فرمایا کہ پس
اپنے رب کی حمد کی تسبیح کر پیشتر اس سے کہ آفتاب طلوع کرے اور قبل اسکے کہ
آفتاب غروب ہو بعضے مفسرین کا قول ہے کہ قبل طلوع شمس نماز صبح ہے اور قبل از
غروب آفتاب نماز عصر ہے اور من اناء اللیل فسبح سے مراد نماز عشا کے آخر ہے اور
اطراف النہار سے مراد ظہر و مغرب ہے اسواسطے کہ ظہر دن کی طرف اول کے آخر مین

نماز ہی اور دوسری طرف کا آخر غروب آفتاب ہی اور درمیان نماز مغرب ہی تو خمسہ
طرف اول کے اول ہوئی اور مغرب طرف آخر کے آخر میں طرف آخر کا استقبال
بیداری اور ذکر سے کرے جسطرح کہ طرف اول کا استقبال کیا اور پھر آشفتہ خواب روز
اور قیلولہ کی طرف از سر نو عود کیا جیسے کہ خواب شب کی طرف کیا تھا اور اول زوال
مین سنت اور فرض سے پہلے چار رکعت ایک سلام سے پڑھے اور جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے اور یہ نماز زوال ہی جسکا وقت قبل از ظہر اسکے
اول اوقات مین ہی اور بندہ کو حاجت اسکی ہی کہ اول وقت کی اس نماز سے
رعایت کرے جیسا کہ کراہت استواء آفتاب کا وقت گذر گیا ہو قبل از موذن
وقت کو جان لے تب نماز زوال پڑھنا شروع کرے اور اذان اس حال مین سننے
کہ اس نماز کو ادا کر چکا ہو بعدہ نماز ظہر کے لیے مستعد ہو پھر اگر اپنے باطن مین کچھ کدورت
معلوم ہو اس ملاقات اور صحبت سے جسکا اتفاق پڑا ہو تو اللہ تعالی سے استغفار
کرے اور اسکی طرف تضرع اور زاری کرے اور ظہر کی نماز شروع نہ کرے مگر
اس وقت کہ باطن کو پھر اپنے حال پر صفائی سے نہ پائے اسواسطے کہ جو لوگ حلاوت
مناجات کا ذوقہ پانے والے ہین اُنکے لیے ضرور ہی کہ نماز مین صفائی انس
حاصل کرین اور تھوڑے مباح مین جانے سے ملول ہو جاتے ہین اور اس سے
اُنکے باطنون پر ایک بستگی اور کدورت آجاتی ہی اور کبھی یہ بات صرف اختلاط
او صحبت اہل اور اولاد سے ہو جاتی ہی باوجودیکہ اس مخالفت اور مجالست
کو عبادت ٹھہرایا ہی ولیکن حسنات ابرار کے سیات مقربین ہین تو نماز مین مشغول نہ ہو
جب تک یہ بستگی اور کدورت زائل ہو اور اس بستگی کا دفع ہونا اس طریق سے ہی

کہ انابت اور استغفار اور تضرع الی اللہ تعالی صدق سے کرے اور یہ جو کدورت کہ
اہل و عیال اور اولاد کی مجالست سے پیدا ہوتی ہے اُسکی دوا یہ ہے کہ وہ جب اُنکے ساتھ بیٹھے تو
اُنکی میان تمام نہ کرے اور قلب اسمین چوری کی نظر سے اللہ تعالی کی طرف ناظر رہے سو
نظرات اس مجالست کے کفارہ ہو جاتی ہین مگر جبکہ قوی الحال ہو کہ اسکو خلق محجوب
حق سے نہ کرے اور اس صورت مین بستگی اسکے باطن مین نہ آئے گی پس جب وہ داخل ہوا
نماز مین تو پایا اسکو اور پایا باطن اور قلب اپنے کو اسواسطے کہ خوش ہوا نفس اسکا
طرف مجالست کے خوش ہوگا نفس اسکا پھرنے والا طرف روح قلب کے اسواسطے کہ
مجالست اور مخالطت کرتا تھا اور آنکھ ظاہر کی دیکھتی ہے خلق کو اور آنکھ قلب کی دیکھتی ہے
حضرت الٰہی کو پس اس صورت مین بستگی اسکے باطن مین نہ آئیگی - اور نماز زوال جسکا ہم
ذکر کیا بستگی کو کھول دیتی ہے اور باطن کو ظہر کی نماز کے لیے آمادہ کرتی ہے پس نماز زوال
مین بقدر سورہ بقر کے بڑے دنون مین پڑھے اور چھوٹے دنون مین جو اس سے قلیل ہو
اللہ تعالی نے فرمایا ہے وعشیا وحین تظہرون اور وہی اظہار ہے پھر اگر سنت کے بعد
فرض سے پہلے جماعت کے اکٹھے ہونے کا انتظار کرے اور وہ دعا جو نماز فجر کے فرض
و سنت کے درمیان کی ہے پڑھے تو اچھا ہے اور اسی طرح وہ ہے جو وارد ہوا کہ رسول اللہ
صلعم نے اُسکے ساتھ ظہر کی نماز مین دعا کی پھر جب کہ ظہر کی نماز سے فارغ ہو تو سورہ فاتحہ
اور آیۃ الکرسی پڑھے اور سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر تینتیس تینتیس بار پڑھے
جیسا کہ ہم نے اسکا وصف پہلے کیا ہے اور اگر ان تمام آیات پر جنکا فجر کی نماز کے بعد ہم نے
ذکر کیا ہے اور دعاؤن پر بھی اندازہ کیا جائے تو خیر کثیر اور فضل عظیم ہوگا اور جسکو ہمت
بلند و عزیمت صادق ہو کسی چیز کو اللہ تعالی کے لیے زیادہ نہین سمجھتا بعد از ان ظہر و عصر کے

درمیان کے وقت کو زندہ اور آباد کرے جسطرح کہ عشائین کے بعد اُس ترتیب کے
موافق جسکا ہم نے ذکر نماز اور تلاوت اور ذکر اور مراقبہ سے کیا ہی اور جو ہمیشہ
شب بیدار ہو تو وہ بڑے دنون مین ظہر اور عصر کے درمیان تھوڑا سو رہے اور جو
ظہر عصر کے درمیان کے وقت کو دو رکعت سے زندہ کرے جنمین ایک چوتھائی
قرآن پڑھے یا کہ اُسکو چار رکعت مین پڑھے تو وہ بہت ہی اچھا ہی اور جو زیادہ اُسکا
کرے کہ اُسوقت کو بڑے دنون مین سو رکعتون سے زندہ کرے تو یہ ممکن ہی یا
بیس رکعتون سے جسمین قل ہو اللہ احد ہزار مرتبہ پڑھے کہ ہر ایک رکعت مین
پچاس ہوئین اور زوال سے پہلے مسواک کرے جب کہ وہ روزہ دار ہو اور روزہ
نہو تو جسوقت منھ کے مزہ مین فرق آدے اور حدیث مین ہی کہ مسواک منھ کی
پاک کرنے والی ہی پروردگار کی پسندیدہ ہی اور فرضون کے ادا کرنے کے
وقت مستحب ہی۔ بعض علما کا قول ہی کہ نماز جو مسواک کرنے کے ساتھ ہو اسکو
بغیر مسواک کی ہوئی نماز پر ستر درجہ فضیلت ہی اور بعض کا قول ہی کہ یہ خبر وارد ہی
اور جو چاہے کہ ظہر عصر کے درمیان اپنی نماز مین بیس رکعت مین ہر ایک رکعت
کے اندر ایک آیت یا بعض آیت تو پہلی رکعت مین پڑھے ربنا آتنا فی الدنیا
حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار بعد ازان دوسری رکعت مین
ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین بعد ازان
ربنا لا تؤاخذنا آخر سورہ تک بعد ازان ربنا لا تزغ قلوبنا الآیۃ بعد ازان
ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان الآیۃ بعد ازان ربنا ما خلقت
بعد ازان انت ولینا فاغفر لنا بعد ازان فاطر السموات والارض انت

باقی ہی کیونکہ اُسکا تقوی ناقص ہی یا محبت دنیا کی اُسے ہی اور جبکہ بندہ اور تقویٰ
مین صحیح اور پختہ ہوگیا تو جوارح کا عمل ترک بھی ہو گیا تو وہ عمل قلب سے فتور مین پڑیگا پس
جو شخص چاہے کہ ہمیشہ اُسے رخصت ملے اور عمل اسکو کوشش ذرہ دار معلوم ہو تو اُسپر
واجب ہی کہ مادہ ہوی کو گداختہ کرے اور ہوی در اصل نفس بھی زائل نہین ہوتی مگر
اُسکی متابعت دور ہوجاتی ہی اور نبی علیہ السلام نے وجود ہوی سے پناہ نہین مانگی
مگر اُسکی طاعت اور متابعت سے پناہ مانگی ہی اور فرمایا اعوذ بک من ہوی متبع اور
نہ پناہ مانگی وجود شح سے اسواسطے کہ وہ طبیعت نفس کی ہی مگر اُسکی طاعت سے پناہ
مانگی اور فرمایا و شح مطاع اور متابعت ہوی کے دقیقے اور باریکیاں اُسی قدر ظاہر
ہوتی ہین جسقدر کہ قلب مین صفائی اور حال مین علو اور بلندی ہی اسواسطے کہ بندہ کبھی
ہوی کا تابع ہوتا ہی اسطرح پر کہ خلق کی صحبت اور اُنکی باتچیت شیرین اور اچھی
معلوم ہوتی ہی یا کہ اُنکی طرف دیکھنا بھلا معلوم ہوتا ہی اور کبھی ہوی کا تابع اسطرح پر
ہوتا ہی کہ وہ سونے اور کھانے پینے مین اعتدال سے تجاوز کرتا ہی اور اسکے سوا اور
چیزون مین جو اقسام ہوی سے ہین جسکی تمیز کیجاتی ہی اور جو شخص کسی شغل کا ہو جسکے
لیے دنیا کے سوا اور کوئی شغل نہین ہی بعد ازان عصر کے قبل چار رکعتین پڑھے پھر اگر
اُسکو تازہ وضو کرنا ہر ایک فرض کے واسطے ممکن ہی تو یہ اتم و اکمل ہی اور اگر غسل کر لیا
کرے تو اور بھی افضل ہی کیونکہ یہ سب باتین ایسی ہین کہ باطن کی نورانی اور صفائی کی
تکمیل کرنے مین اُنکا اثر ظاہر ہی اور عصر کے پہلے چار رکعتون مین اذا زلزلت اور
والعادیات اور القارعۃ اور الہٰکم التکاثر پڑھے اور عصر کی نماز ادا کرے اور مشغول ہا
مین اُسکے بعد والسماء ذات البروج کو داخل قراءت کرے اور مین نے سنا ہی

کہ سورۃ البروج کا عصر کی نماز میں پڑھنا دنبلوں سے محفوظ رہنے کا موجب ہے اور عصر
کی نماز کے بعد پڑھے جو جو ہم نے آیات و دعا اور دوسری چیزیں کہ جو اس سے آسان
معلوم ہو پڑھے اور جب عصر کی نماز پڑھ چکا تو نماز کے نوافل کا وقت گیا ذکروں کا اور
تلاوت کا وقت باقی ہے اور اس سے افضل اس شخص کی مجالست اور صحبت ہے
جو اسکو دنیا سے بے رغبت کرے اور اسکا کلام تقوی و شستگی کو درست اور پیوستہ کرے
یعنی وہ علما جو دنیا سے بے رغبت ہیں اور ان باتوں کے ساتھ کلام کرنے والے ہیں
جو مریدان کی عزیمت اور ارادہ کو تقوی کرتے ہیں پھر جبکہ کہنے والے اور سننے والے
کی نیت صحیح ہوگی تو یہ صحبت اور نشست اس سے افضل ہے کہ آدمی تنہا رہے اور ذکر و دعا
کی مداومت کرے اور اگر یہ صحبت موجود نہ ہو اور متعذر ہو تو پھر چاہیے کہ انواع اقسام
کے اذکار کا ورد ادا کرے اور اگر اسوقت اپنے حوائج اور امور معاش کے لیے اسکا
باہر جانا ہو تو یہ اولی اور افضل اس سے ہے کہ وہ صبح کے وقت باہر جائے اور گھر
باہر نکلے مگر یہ کہ باوضو ہو اور علما کی ایک جماعت نماز عصر کے بعد تحیۃ طہارت
کی نماز کو مکروہ رکھتا ہے اور مشائخین و صالحین نے اسکی اجازت دی اور جب کبھی
اپنے گھر سے نکلے تو کہے بسم اللہ ما شاء اللہ حسبی اللہ لا قوۃ الا باللہ اللھم الیک خرجت
و انت اخرجتنی اور چاہیے کہ سورۂ فاتحہ اور معوذتین پڑھے اور ہر روز حسب مقدور کے
صدقہ دینا ترک نہ کرے اگرچہ ایک چھوارا ہو یا ایک لقمہ ہو اسلئے کہ تھوڑا حسن نیت
کے ساتھ بہت ہے۔ اور روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سائل کو ایک انگور فقط
دیا ہے اور فرمایا کہ اسمیں بہت سے ذروں کا وزن ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ ہر ایک
شخص قیامت کے دن اپنے صدقہ کے زیر سایہ ہوگا بندوں کے درمیان فیصلہ ہونے تک

سو مرتبہ پڑھے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیٔ قدیر
اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جس شخص نے ہر روز سو مرتبہ
اسکو کہا تو اسکے لیے دس بندہ کے آزاد کرنے کا ثواب ہوگا اور اسکے لیے سو نیکیان
لکھی جائینگی اور اس سے سو برائیان مٹائی جائینگی اور اسکو شیطان سے حفظ امن و امان
میں ہوگا تا آنکہ وہ شام کرے اور کوئی اس سے افضل عمل نہ کریگا مگر وہ کوئی کہ اس سے
زیادہ پڑھیگا اور دو سو مرتبہ لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین اسواسطیکہ حضرت ابن مسعود سے مروی ہے
کہ جس شخص نے اپنے دن بھر میں دو سو مرتبہ کہا لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین تو کسی نے
اپنے دن میں عمل نہیں کیا کہ افضل اسکے عمل سے ہو اور سو مرتبہ کہے سبحان اللہ والحمد للہ
آخر تک اور سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ اور سو مرتبہ
لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین اور سو مرتبہ اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد اور سو مرتبہ استغفر اللہ
العظیم الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم واسالہ التوبۃ اور سو مرتبہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا
باللہ اور مغرب کے بعضے فقرا کو میں نے دیکھا ہے کہ اسکے پاس تسبیح تھی جسمین ہزار
دانے تھے اور ایک تھیلی میں رکھتا تھا مذکور ہوا کہ اسکا وظیفہ تھا کہ ہر روز اسکو بارہ
مرتبہ انواع ذکر کے ساتھ پھیرتا تھا۔ اور بعضے صحابہ سے منقول ہے کہ یہ ورد جناب
رسول اللہ علیہ السلام کا ایک رات دن کے اندر تھا اور بعضے تابعین سے منقول ہے
کہ آپ کا ورد تسبیح سے تیس ہزار ایک دن رات میں تھا اور چاہیے کہ سو بار ایک
دن رات میں اس تسبیح کو پڑھے سبحان اللہ العلی الدیان سبحان اللہ الشدید
الارکان سبحان من یذہب باللیل ویاتی بالنہار سبحان من لا یشغلہ شان عن
شان سبحان الحنان المنان سبحان المسبح فی کل مکان۔ روایت ہے کہ بعضے

ابدال سمندر کے کنارے سے ورہے تو اس تسبیح کو اُنسے رات کو سوتے ہوے سُنا کہا کون
ہی جسکی آواز مین سنتا ہون اور اُسکے شخص کو نہین دیکھتا سو اُسنے کہا کہ مین فرشتون
مین سے ایک فرشتہ ہون جو اس دریا پر موکل ہون اللہ تعالی کی تقدیس اس تسبیح
کے ساتھ کرتا ہون جب سے کہ مین پیدا ہوا ہون مین نے کہا کہ تیرا نام کیا ہی تو کہا ہیلہیائیل
ہی پھر مین نے کہا اس تسبیح کا ثواب کیا ہی جواب دیا کہ جس نے اُسے سو بار کہا تو
وہ نہین مریگا یہان تک کہ وہ اپنی نشستگاہ جنت سے دیکھے یا کہ اُسکو دکھلائی جائے
روایت ہی کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر حضرت رسول اللہ علیہ السلام
دریافت کی کہ لہ مقالید السموات والارض آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھسے ایسی بڑی چیز
کی نسبت سوال کیا جسکو تمھارے سوا کسی دوسرے نے نہین پوچھا اور وہ یہ ہی لا الہ
الا اللہ واللہ اکبر وسبحان اللہ والحمد للہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ عز وجل واستغفر اللہ
الاول والآخر والظاہر والباطن لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر وہو علی کل شیٔ قدیر
جس نے دس مرتبہ صبح کے وقت اور شام کے وقت کہا اُسے چھ خصلتین عطا کیجاتی ہین
تو پہلی خصلت یہ ہی کہ وہ شیطان اور اُسکے لشکر سے محفوظ و مصئون رہتا ہی
اور دوسری یہ ہی کہ اُسے اجر کا ایک خزانہ دیا جاتا ہی تیسرے یہ کہ اُسکا درجہ
بہشت مین بلند کیا جاتا ہی چوتھے یہ کہ اللہ تعالی اُسکو حوران کشادہ چشم سے
تزویج کرتا ہی پانچوین یہ کہ بارہ فرشتے اُسکے لیے طلب آمرزش کرتے ہین چھٹے
یہ کہ اُسکے لیے ایسا اجر ہوتا ہی جیسے کسی نے حج اور عمرہ کیا اور اُسوقت بھی
کہے اور صبح کے وقت اللہم انت خلقتنی وانت تہدینی وانت تطعمنی وانت
تسقینی وانت تمیتنی وانت تحیینی انت ربی لا رب لی سواک ولا الہ الا انت

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ابو بکرؓ نے کہا کہ قعقاع بن معبد کو امیر کر اور عمرؓ نے کہا بلکہ اقرع بن حابس کو امیر اس گروہ کا کر ابو بکرؓ نے کہا تم نے نہین ارادہ کیا مگر میرے خلاف کا اور عمرؓ نے کہا کہ مین نے تیرے خلاف کا ارادہ نہین کیا سو وہ باہم جھگڑنے لگے حتی کہ اُن دونون کی آوازین بلند ہوئین تب اللہ تعالی نے نازل فرمائی آیت یا ایہا الذین آمنوا الآیۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لا تقدموا کے معنی ہین لا تتکلموا بین یدی کلامہ یعنی آپ کے کلام کے سامنے مت کلام کرو۔ جابرؓ نے کہا کہ لوگ قربانی قبل حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کر لیا کرتے تھے سو وہ تقدیم قربانی سے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کیے گئے اور بعضون نے کہا ایک قوم کے لوگ تھے جو کہا کرتے کہ اس امر و اس امر مین یہ نازل کیا جاتا سو اللہ تعالی نے اُسکو مکروہ جانا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اپنے نبی کے روزہ رکھنے سے پہلے روزہ مت رکھو اور کلبی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قول اور فعل سے سبقت کرو تا کہ وہ فرمان دہ تمھارا ہو وسے اور اسی طرح مرید کا ادب شیخ کے ساتھ یہ ہو کہ وہ مسلوب الاختیار رہو کہ نہ وہ اپنے نفس مین تصرف کرتا ہو اور نہ اپنے مال مین مگر شیخ کی طرف رجوع اور اُسکے امر کے ساتھ کرے اور بہر اشتہ اس بات کو ہم نے باب صحبت مین پورا لکھا ہو اور بعض نے کہا لا تقدموا بین یدی رسول اللہ یعنی اقدام اور سبقت مت کرو اپنے رسول اللہ کے سامنے اور آگے مت چلو۔ اور ابو الدردا سے روایت کی کہا مین ابی بکر کے آگے چلتا تھا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اُس شخص سے آگے چلتا ہے جو تجھ سے دنیا اور آخرت مین بہتر ہو اور بعض نے کہا یہ آیت اُن اقوام کے

حق مین نازل ہوئی ہی جو مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہوتے پھر جب
کہ رسول علیہ السلام سے سوال کیا جاتا وہ لوگ اسمین غور کرتے اور قول و فتوی
کے ساتھ سبقت کرتے تو وہ لوگ اس سے نہی کیے گئے اور اسی طرح مرید کا ادب
شیخ کی مجلس مین ہر سنہ اور یہ ہی کہ خاموشی کو لازم پکڑے اور اُسکے حضور مین کچھ
کلام حسن سے نہ کہے الا جب کہ شیخ سے حلم چاہے اور شیخ سے اس باب مین اُسکے
لیے گنجائش پاوے اور مرید کی شان مین شیخ کے سامنے اس شخص کی مثال ہی کہ
جو دریا کے کنارے بیٹھا ہوا انتظار رزق کا کر رہا ہی جو اُسکی طرف بھیجا جاوے اور
استماع کی طرف تاک رکھین اور جو کلام شیخ کے طریق سے نصیب ہو وہ اسکی ارادت
اور طلب کو متحقق کرتا ہی اور فضل الٰہی سے جو اس سے مزید ہو اور قول کی طرف
نظر کرنا اُسکو مقام طلب اور افزون خواہی سے اس مقام کی طرف رد کرتا اور
پھیرتا ہی جسمین ایک شی کا اثبات اپنے نفس کے واسطے ہو اور یہ مرید کا گناہ ہی
اور سنہ اور یہ ہی کہ اُسکی نگہداشت مبہم اپنے حال کی طرف ہو جسکا استکشاف و
استفسار شیخ سے سوال کے ساتھ ہو باوجودیکہ مرید صادق شیخ کی حضوری مین زبانی
سوال کا محتاج نہو بلکہ شیخ اُسکو جو چاہیے وہ ابتدا کہے اسواسطے کہ شیخ
چاہتا ہی کہ جو کہے وہ حق کے ساتھ کہے اور صادقین کی موجودگی مین اپنے قلب
کو اللہ تعالی کی طرف بلند کرتا ہی اور اُنکے لیے باران رحمت طلب کرتا اور اُنکو بلانا
چاہتا ہی سو اُسکی زبان اور اُسکا دل دونون اُن طالبون کے احوال سے جو
محتاج اُسکے ہین کہ جسکے ساتھ اُسپر کشود ہو ضرورت وقت کی طرف ماخوذ اور
منجر ہین اسواسطے کہ شیخ طالب کی نگاہ اور نگہداشت اپنے قول کی طرف

چاہتا ہی اور اپنے قول کو طالب کی طرف سے شمار مین لانا اور اعتبار اسکا کرنا سمجھتا ہی اور قول تخم کی مثال ہی جو زمین مین پڑتا ہی سو جبکہ تخم خراب ہوتا ہی تو وہ نہین جمتا اور کلمہ کی خرابی اور فساد اس سبب سے ہوتا ہی کہ اُسمین ہوی کو دخل ہوتا ہی پس شیخ کلام کے تخم کو ہوی کے شائبہ سے پاک صاف کرتا ہی اور اُسے اللہ تعالی کے سپرد کرتا ہی اور اللہ تعالی سے مدد اور راستی مانگتا ہی اُسکے بعد بات کہتا ہی لہذا کلام اُسکا حق کے ساتھ حق سے حق کے واسطے ہوتا ہی اسی واسطے شیخ مریدون کے لیے امین الہام ہی جسطرح سے کہ جبریل امین وحی ہی سو جسطرح کہ جبریل وحی مین خیانت نہین کرتا ہی شیخ الہام مین نہین خیانت نہین کرتا اور جسطرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوی سے نطق نہین کرتے شیخ جو کہ ظاہر اور باطن سے مقتدی رسول اللہ کا ہی ہوا ے نفس سے کلام نہین کرتا اور ہوا ے نفس قول مین دو قسم کے ساتھ ہی اُن دو مین سے ایک خوہش جلب قلوب کی اور مُنھون کو اپنی طرف پھیر لینا ہی اور شیخون کے شان سے یہ نہین ہی اور دوم نفس کا ظہور کرنا کلام کی شیرینی اور خوبی کے ساتھ ہی اور محققین کے نزدیک یہ ایک خیانت ہی اور شیخ اُن باتون مین جو اُسکی زبان پر جاری ہوتی ہین خفتہ نفس ہی کہ سا الغرض حق کی نعمتون کا اُسمین مشغول ہو گفتگو کرتا ہی مختلف کر دہ ظہور نفس کے فوائد سے ہی جو شیرینی باتی اور خوبی کے ساتھ ہوتا ہی پس جو کچھ کہ حق سبحانہ وتعالی اُسکے ساتھ شیخ پر جاری کرتا ہی اسکے لیے شیخ مستمع ایسے ہی ہوتا ہی گویا کہ منجملہ مستمعان ایک وہ بھی ہوتا ہی اور شیخ ابو السعود رحمہ اللہ کا یہ حال تھا کہ وہ یاروں سے کلام ان چیزوں سے جو اسکی طرف القاء اللہ ہوتی تھین اور وہ

کہا کرتے کہ مین اس کلام مین مستمع ایسا ہی ہون جیسا کہ ایک تم مین سے مستمع ہی سو
اس قول نے بعضے حاضرین کو مشکل مین ڈالا اور کہا ہرگاہ کہ وہ قائل ہی تو وہ جانتا ہی
جو کچھ کہ وہ کہتا ہی وہ کیونکر مستمع کی مثال ہو سکتا ہی جو نہین جانتا یہان تک
کہ وہ اُس سے سنے پھر اپنے گھر پر واپس آیا اُسی رات خواب مین اُسنے دیکھا ایک
کہنے والے کو جو کہتا تھا اُس سے کیا غوطہ خور موتیون کی طلب مین دریا کے اندر
غوطہ نہین لگاتا اور سیپیون کو اپنے توبرہ مین جمع کرتا ہی اور موتی کو اُسکے ساتھ
حاصل کیا مگر وہ نہین دیکھتا الا اسوقت کہ وہ دریا سے باہر نکلتا ہی اور موتیون کے
دیکھنے مین اُسکے شریک وہ لوگ ہوتے ہین جو کہ دریا کے کنارے پر ہین سو
خواب مین اس معاملہ مین شیخ کا اشارہ سمجھ گیا تو مرید کا ادب احسن خاموشی اور
سمجھنا اور افسردگی ہی یہان تک کہ شیخ اس کلام مین ابتدا کرے جسمین اسکی
قولاً و فعلاً ہو اور یہ بھی کہا گیا ہی اس قول الٰہی لا تقدموا بین یدی اللہ
و رسولہ کوئی منزلت اُسکی منزلت کے درست طلب کرو اور یہ آداب کے
محاسن اور اعزازات سے ہی اور مرید کے سزاوار یہ ہی کہ اپنے نفس کو منزلت
شیخ کے اوپر منزلت طلب کرنے کے ساتھ سخن ران نہ کرے بلکہ ہر ایک منزلت
عالی اپنے شیخ کے لیے چاہے اور عطیات بزرگ اور مواہب عزیزہ کی تمنا شیخ
کے لیے تمنا کرے اور اُس سے مرید کا جوہر حسن ارادت مین ظاہر ہوتا ہی اور یہ حال
مریدون مین اور یہ بات درجہ الوجود و نادر ہوتی ہی پس اُسکی ارادت جو شیخ کے لیے
اُس سے زیادہ عطا کی تھی جسکو اپنے نفس کے واسطے تمنا کرتا ہی اور ادب ارادت
کے ساتھ قائم رہتا ہی سری رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ حسن ادب ترجمان عقل ہی

اور ابو بکر بن خلیفہ نے کہا ہی کہ مجھے ادہم نے کہا کہ ای فرزند علم کو اپنے نمک بنا
اور ادب کو اپنے آٹا بنا - اور بعض نے کہا ہی کہ تصوف کل ادب ہی ہر ایک وقت
کا ادب ہی اور ہر ایک حال کا ادب ہی اور ہر ایک مقام کا ایک ادب ہی سو جو
شخص ادب کو اپنے اوپر لازم کرتا ہی تو وہ مردون کے مرتبہ کو پہونچتا ہی اور جو کوئی
ادب سے محروم رہا تو وہ بعید ہی - اُس جگہ سے کہ قرب کا ظن کرتا ہی اور اُس جگہ
سے کہ قبولیت کی امید رکھتا ہی مردود و مطرود ہی اور یہ آیت اللہ تعالی کی تادیب
سے نسبت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی کہ لاترفعوا اصواتکم فوق
صوت النبی - یعنی اپنی آوازون کو اوپر آواز نبی کے بلند مت کرو - ثابت بن
قیس بن شماس کے کان میں گرانی تھی اور بڑی آواز اُسکی تھی سو جب وہ کسی
آدمی سے بات کرتا تو بلند آواز سے کہتا اور اکثر اوقات حضرت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے باتین کیا کرتا تو اُسکی آواز سے آپ کو اذیت پہونچا کرتی تو اللہ تعالے
نے یہ آیت نازل فرمائی تاکہ اُسکو اور دوسرون کو تادیب کرے - حدیث مین ہی
عبد اللہ بن زبیر سے کہ اقرع بن حابس حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا
ابو بکر نے کہا کہ اُسے اپنی قوم پر سردار بنا لیجیے تو عمر نے کہا کہ اُسے سردار نہ بنائیے
یا رسول اللہ سو دونون نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
باہم مکالمہ کیا یہان تک کہ اُن دونون کی آوازین بلند ہوئین تو ابو بکر نے عمر سے
کہا کہ تو نے ارادہ نہین کیا مگر میرے خلاف کا اور عمر نے کہا کہ تو نے ارادہ نہین
کیا مگر میرے خلاف کا تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی اُسکے بعد عمر جب
کبھی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بات کرتے تو اُنکا کلام سُنائی نہ دیتا

یہان تک کہ انسے پوچھا جاتا اور بعضون نے کہا ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابوبکر نے قسم کھائی کہ وہ نبی علیہ السلام کے آگے کلام نہ کرینگے مگر اس شخص کی طرح جو صاحب سر آہستہ کہتا ہی پس اسی طرح سزاوار ہی کہ مرید شیخ کے ساتھ ہو آواز کی بلندی سے اور کثرت کلام اور ہنسی سے گستاخی نہ کرے ہان مگر جب کہ شیخ اسکو گستاخ کرے پس آواز کا بلند کرنا وقار کے پردے اٹھاتا ہی اور جب وقار دل مین قرار پاتا ہی تو زبان کہنے سے بند ہو جاتی ہی اور بعضے اوقات بعضے مریدون کا باطن شیخ کی حرمت اور وقار سے اس درجہ اتر جاتا ہی کہ مرید کو یہ طاقت نہین ہوتی کہ شیخ کی طرف نظر بھر دیکھے اور کبھی مجھے تپ آتی اور میرے دیکھنے کو میرے چچا اور میرے شیخ ابوالنجیب سہروردی رحمہ اللہ آتے تھے تو میرے بدن سے حرمت کے سبب پسینا ٹپکا کرتا اور مین چاہتا تھا کہ پسینا آوے تاکہ بخار کم ہو جائے سو مین جب کہ شیخ رحمہ اللہ تعالے آتے تو یہ حالت اپنی پاتا اور آپکے قدم مین برکت اور شفا ہوتی تھی اور مین ایک دن خالی گھر مین تھا اور یہان ایک مندیل تھی جو شیخ نے مجھے عطا فرمائی تھی اور شیخ اس سے عمامہ باندھتے تھے سو اتفاقاً میرا پانون اسپر پڑ گیا اس سے میرا باطن رنجیدہ ہوا اور اس سے مجھے خوف پیدا ہوا کہ شیخ کی مندیل پہ پانون پڑ گیا اور میرے باطن سے وہ احترام پیدا ہوا کہ اسکی برکت کی مجھے امید ہی ابن عطاء نے اس آیت کے معنی مین لاترفعوا صواتکم کہا ہی کہ یہ ایک زجر اور جھڑکی ادنی خطا پر ہی تاکہ اس سے زیادہ ترک حرمت کی طرف قدم نہ بڑھائے اور یہ مین سہل کا یہ قول ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب

تم پست کرو الا اس طور پر کہ تم استفہام اور استفسار کرتے ہو۔ اور ابوبکر بن طاہر نے کہا ہے
کہ رسول علیہ السلام سے ابتدا بخطاب نہ کرو اور اسکو جواب مت دو مگر حد حرمت
سپرد اور تجہروا بالقول کجہر بعضکم لبعض یعنی خطاب میں آپ کے ساتھ درشتی نہ
کرو اور آپ کو آپ کے نام سے نہ پکارو کہ یا محمد یا احمد جیسے تم میں سے ایک دوسرے
کو پکارتا ہے بلکہ اسکی بزرگی اور حرمت کرو اور آپ سے کہو یا نبی اللہ یا رسول اللہ
اور اسی قبیل سے شیخ کے لیے مرید کا خطاب ہے اور جب کہ وقار دل میں ساکن
ہوا تو وہ زبان کو کیفیت کے سکھلا دیتا ہے اور ہرگاہ کہ نفوس اولاد و ازواج
کی محبت کا شیفتہ ہوجائے اور نفوس و طبائع کی خواہشیں متمکن ہو جائیں تو
زبان سے عجیب عبارتیں نکلتی ہیں اس حال میں کہ وہ نفوس اپنے وقت کی تحت
اور تبعیت میں ہوں تو نفس کی شیفتگی اور اسکی ہوا ان عبارات کو بناتی ہے سو جبکہ
قلب ہیبت اور وقار سے بھرا ہوتا ہے تو وہ زبان کو عبارت سکھلاتا ہے۔ اور
روایت ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی ثابت بن قیس رستہ میں بیٹھا رو رہا تھا
سو عاصم بن عدی اسپر گذرا اور کہا اے ثابت کس چیز سے تجھے گریہ ہوا کہا اس
آیت نے رلایا مجھے ڈرتا ہوں کہ میرے حق میں نازل ہوئی ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون
یعنی یہ کہ تمہارے اعمال مٹ جائیں اور تم کو معلوم نہ ہووے۔ اور حال یہ ہے کہ
میری آواز نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بلند ہے میں ڈرتا ہوں کہ میرے عمل مٹ
جائیں اور میں دوزخیوں سے ہوں سو عاصم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس گئے اور ثابت پر اور زیادہ بکا غالب ہوا کہ اس اثنا میں اسکی بی بی
جمیلہ بیٹی عبد اللہ بن ابی بن سلول کی آئی سو اس سے میں نے کہا جب میں اپنے

اصطبل مین جاؤن تو دروازہ بند کرکے قفل لگا دے تو اُسنے قفل لگا دیا حتیٰ کہ
جب وہ وہان سے نکلی تو اُسکے حال پر اُسکو ترس آیا اور ثابت نے کہا کہ مین نہین
نکلونگا یہان تک کہ مجھے اللہ تعالیٰ موت دے یا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مجھسے راضی ہون پھر جبکہ عاصم نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور اُسکے حال سے
خبر دی آپ نے فرمایا کہ جاؤ اور اُسکو بلا لاؤ تو عاصم اُس جگہ آگئے جہان اُسے دیکھا تھا
اور اُسے نہ پایا پھر اُسکی بی بی کے پاس آئے سو گھوڑے کے اصطبل مین پایا تب
اُس سے کہا کہ رسول اللہ تجھے بلاتے ہین تو کہا قفل توڑ دو بعد ازان دونون
رسول اللہ کے پاس آئے پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے
ثابت تجھے کس چیز نے رلایا اُسنے کہا مین چلّانیوالا ہون اور مجھے ڈر ہے کہ یہ آیت
میرے حق مین نازل ہوئی ہے تو جناب رسول اللہ نے فرمایا کیا تو راضی نہین ہے کہ
تو خوش زندگی کرے اور شہید ہوکر مرے اور بہشت مین داخل ہو کہا اللہ تعالیٰ
اور اُسکے رسول کی بشارت پر راضی ہون اور مین کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے سامنے اپنی آواز کو بلند نہ کرونگا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری
ان الذین یغضون اصواتہم عند رسول اللہ یعنی وہ لوگ کہ بات کرتے ہین
آواز پست اور آہستہ پیغمبر علیہ السلام کے سامنے تعظیم اور حرمت کے سبب
رکھتے ہین۔ انس نے کہا کہ ہم ایک شخص کو اہل جنت سے دیکھتے تھے کہ وہ ہمارے
سامنے چلتا تھا پھر جبکہ مسیلمہ کی لڑائی مین مقام یمامہ کا دن تھا تو ثابت نے
مسلمانون مین سے بعض شکستگی دیکھی [illegible] ایک گروہ بھاگ گیا تو کہا افسوس
ہے ان لوگون پر اور یہ کیا کرتے ہین پھر ثابت نے سالم بن [illegible] سے

کہا کہ کیا ہم دشمنان خدا سے مثل اسکے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ نہیں لڑتے تھے پھر وہ دونوں پاؤں گاڑ کر کھڑے ہو گئے اور برابر دونوں
لڑا کیے یہاں تک کہ دونوں قتل ہوے اور ثابت شہید ہوے جیسا کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنسے وعدہ کیا تھا اور اُسوقت ایک زرہ
اُنکے بدن میں تھی پھر ایک شخص نے صحابہ سے اُنکو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور
اُس سے کہا کہ سنو فلان شخص مسلمان نے میری زرہ اُتاری اور لشکر کے گوشہ میں
اُسے لے گیا اور اُسکے پاس گھوڑا کودنے والا اور لات چلانے والا ہے اور میری
زرہ پر ایک سنگین رکھی ہے تو خالد بن ولید کے پاس جا اور اُنکو خبر دے تا کہ وہ
واپس لے لے میری زرہ اور ابابکر خلیفہ رسول اللہ علیہ السلام کے پاس جا
اور اُس سے کہہ کہ میرے اوپر قرضہ ہے تا کہ وہ میری طرف سے قرض ادا کرے اور
فلان شخص میرے غلاموں سے آزاد ہے پس اُس شخص نے خالد کو اطلاع دی تو
اُنہوں نے زرہ اور گھوڑے کو اُسی وصف کا پایا تو اُس سے زرہ پھیر لی اور خالد نے
اس خواب کی خبر دی ابوبکر نے اُسکی وصیت جاری کی۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہما
نے کہا میں ایسی وصیت نہیں جانتا ہوں جو وصیت کرنے والے کی موت کے
بعد جاری کی گئی ہو مگر یہ وصیت پس یہ کرامت ہے جو ثابت کے لیے ظاہر ہوئی اس
سبب سے کہ تقوی اُسکا اچھا تھا اور ادب اُسکا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ خوب تھا تو مرید صادق کو چاہیے کہ اُس سے عبرت پکڑے اور جانے کہ
شیخ اُسکے پاس اللہ اور اُسکے رسول کی طرف سے یادگار ہے اور وہ شخص جسنے
شیخ پر اعتماد کیا وہ جانے کہ شیخ ایک عوض اُس شخص کا ہے کہ اگر وہ نہ ما نتا

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ہوتا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
اعتماد رکھتا اور قوم کو جب ادب پر قائم کیا اللہ تعالی نے اُنکے حال سے خبر دی
اور اُنکی تعریف کی اولئک الذین امتحن اللہ قلوبہم للتقوی یعنی اللہ تعالی نے اُنکے
دلون کو آزمایا ہی اور اُنکو خالص اور بہتر کیا ہی جسطرح کہ سونا آگ سے آزمایا جاتا ہی
اور خالص اُسمین کا نکلتا ہی اور جسطرح کہ زبان ترجمان دل کی ہی اور قلب کے مودب
ہونے سے لفظ مہذب ہوتے ہین اسی طرح سزاوار ہی کہ مرید شیخ کے ساتھ ہو —
ابو عثمان کا قول ہی کہ ادب بزرگون کے سامنے اور اولیاے بزرگ کی صحبت مین
صاحب ادب کو درجات بلند تک اور دنیا و عقبی کی خیر و برکت کو پہونچاتا ہی
کیا تو نہین دیکھتا اللہ تعالی کے قول کی طرف ولو انہم صبروا حتی تخرج الیہم
لکان خیراً لہم یعنی اگر وہ صبر کرتے یہان تک کہ تو اُنکی طرف نکلتا تو البتہ
اُنکے لیے بہتر ہوتا۔ اور اُن باتون سے جو اُنکو اللہ تعالی نے سکھلائین قول حق

سبحانہ وتعالی کا ہی ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرہم لایعقلون یعنے
ہر آئینہ وہ لوگ جو تجھے پردے کے پیچھے سے پکارتے ہین انمین سے اکثر کم عقل ہین
اور یہ حال بنی تمیم کے گروہ کا تھا کہ وہ آئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس اور اُنھون نے پکارا اے محمد ہماری طرف آ اسواسطے کہ ہماری مدح
زینت ہی اور مذمت ہماری عیب ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
سُنا اور آپ اُنکی طرف نکلے اور یہ اُسوقت فرماتے تھے انما ذلکم اللہ الذی ذمہ شین
و مدحہ زین یعنی کہ بات یون ہی کہ یہ شان اللہ کی ہی کہ بُرائی اسکی عیب ہی
اور تعریف اُسکی زینت ہی یہ قصہ طویل ہی اور وہ لوگ اپنے شعرا اور خطیبون کو

ساتھ باتے تھے تب اپنے حسان بن ثابت اور نوجوانان مہاجر و انصار خطاب کے
ساتھ غالب آئے اور اس قصہ مین مرید کے لیے ادب ہی جب کہ وہ شیخ کے
پاس آئے اور اسکے سامنے ہو وہ جلدی کو ترک کرے اور مرید ٹھہرا رہے یہانتک
کہ شیخ اپنی خلوت کی جگہ سے باہر آئے - مین نے سُنا ہی کہ شیخ عبد القادر
رحمہ اللہ کے پاس جب کوئی فقیر اترا آتا اور اُس فقیر کی خبر دیجاتی تو آپ
باہر آتے اور دروازہ کا ایک پٹ کھولتے اور فقیر سے مصافحہ کرتے اور اُسکو
سلام کرتے اور اُسکے ساتھ نہ بیٹھتے اور اپنی خلوت گاہ کی طرف رجوع کرتے
اور جب کوئی اُن لوگون مین سے آتا جو گروہ فقرا سے نہوتا تو آپ باہر آتے اور
اُسکے پاس بیٹھتے اور اپنی خلوت گاہ کو پلیٹ جاتے تو بعضے فقرا کے دل مین انکا
خطور ہوا اس سبب سے کہ فقیر کے لیے آپ باہر نہین آتے اور غیر فقیر کے لیے
باہر آتے ہین سو جو بات کہ اس فقیر کے دل مین مخطور ہوئی تھی شیخ تک اُسکی خبر
پہونچی تو آپ نے فرمایا کہ فقیر ہمارا رابطہ ہی یعنی ایسی چیز جسکے ساتھ بندھن ہو
اُسکے ساتھ پیوستگی اور ربط قلبی ہی اور وہ اہل ہی اور اُس اجنبیت اور بیگانگی
نہین ہی اسواسطے کہ ہم اسکے ساتھ موافقت قلوب پر اکتفا کرتے ہین اور ظاہر
کی ملاقات پر اس سے اسقدر پر قانع ہین ولیکن جو شخص فقرا کے غیر جنس ہی
تو وہ عادت اور ظاہر پر وقوف اور قیام کیے ہوے ہی سو جب کہ اُس سے
ظاہر سے حق ظاہر نہین کیا جاتا تو وہ متوحش ہوتا ہی پس مرید کا حق ہی کہ شیخ کے
ساتھ ادب سے ظاہر اور باطن کو آباد رکھے ابی منصور مغربی سے لوگون نے
سوال کیا کہ کسقدر ابا عثمان کی صحبت مین آپ رہے کہا مین اُسکی خدمت مین

رہا ہون نہ اُنکی صحبت مین اسواسطے کہ صحبت بھائیون اور برابر کے آدمیون سے
ہوتی ہی اور مشائخ کے ساتھ خدمت ہوتی ہی - اور مرید کو سزاوار ہی کہ جب کبھی
اُسکو شیخ کے حال سے مشکل پیش آوے تو وہ موسیٰ علیہ السلام کا قصہ جو حضرت
خضر علیہ السلام کے ساتھ ہوا یاد کرے کہ خضر کیونکر کام کرتے تھے جنکو موسیٰ انکار
کرتے تھے اور جب اُسے خضر نے خبر دی جو اسمین سر تھا تو موسیٰ اُسکے انکار سے رجوع
کرتے تھے تو مرید اُسکا انکار کرے اسواسطے کہ شیخ سے جو کچھ دیکھتا اور پاتا ہی اُسکی حقیقت
کا علم اُسکو کم ہی اور شیخ کے لیے ہر ایک چیز مین عذر ہی علم اور حکمت کی زبان سے جو اُسکو
حاصل ہی - اصحاب جنید نے ایک مسئلہ جنید سے پوچھا اور اُسکا جنید نے جواب دیا
اسمین معارضہ کیا جنید نے کہا کہ اگر میرا ایمان اور ایقان نہین ہی تو مجھسے علیحدگی اختیار
کرو اور بعضے مشائخ نے کہا ہی کہ جس نے حرمت اُس شخص کی جس سے ادب پایا قدر اور
عظمت نہین کی وہ اس ادب کی برکت سے محروم رہا اور بعض کا مقولہ ہی کہ جس شخص
نے کہ اپنے اُستاد سے کہا کہ نہین وہ کبھی فلاح اور نجات نہ پاویگا - حضرت
ابی ہریرہ سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مین
بات کہنا ترک کرون تو تم بھی ترک کرو اور جب مین تم سے بات کرون تو وہ مجھسے
حاصل کرو اسلیے کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اسی وجہ سے ہلاک اور تباہ ہوے کہ
سوالات بہت کیا کرتے اور اپنے انبیا سے اختلاف کرتے تھے جنید علیہ الرحمۃ
نے کہا ابی حفص نیشاپوری کے ساتھ مین نے ایک آدمی دیکھا جو بہت خاموش
رہا کرتا اور بات نہ کرتا تو مین نے اُنکے یارون سے کہا کہ یہ کون شخص ہی تو مجھسے
کہا گیا کہ یہ ایک انسان ہی جو ابی حفص کے ساتھ رہا کرتا ہی اور ہماری خدمت

کیا کرتا ہے اُسکے پاس ہزار درم تھے اسپر خرچ کیے اور ہزار درم اور قرض لیے
وہ بھی اسپر خرچ کیے ابو حفص نے روا نہ رکھا کہا کہ ایک کلمہ سے ہی اُسکے ساتھ
بات ہے - اور ابو یزید بسطامی نے کہا کہ مین ابا علی سندی کی صحبت مین رہا ہو
مین اُسکو وہ چیزین تلقین کرتا تھا جنکے ساتھ وہ اپنے فرض کو قائم کرے اور وہ مجھے
صرف توحید اور حقائق تعلیم کرتا تھا - اور ابو عثمان نے کہا کہ مین ابو حفص کی صحبت
مین رہا جبکہ مین نوجوان تھا سو مجھے اپنے پاس سے نکال دیا اور کہا میرے پاس مت
بیٹھ پس مین اُسکے کلام کی مکافات یہ نہین کہ مین اسکی طرف پیٹھ پھیرون اور پھرا
پیچھے کی طرف چلتا ہوا اور میرا منھ اُسکے سامنے تھا یہان تک کہ مین اُس سے غائب
ہو گیا اور مینے اپنے دل مین یہ ٹھان لیا کہ اُسکے دروازہ پر مین اپنے لیے ایک
کنوان کھودون اور اُسمین اُترون اور بیٹھ رہون اور اُسکے اندر سے مین باہر نکلون
مگر اُسکی اجازت سے پھر جبکہ مجھسے یہ امر دیکھا تو مجھے قربت دی اور مجھے قبول کیا
اور اپنے خاص یارون سے گردانا یہان تک کہ آپ کا وصال ہو گیا اللہ اُسپر
رحم کرے اور صوفیہ کے آداب ظاہری سے یہ ہے کہ مرید شیخ کے ہوتے ہوے اپنا
سجادہ نہ بچھائے مگر جبکہ نماز کا وقت ہو اسواسطے کہ مرید کی شان سے یہ ہے کہ خدمت
کے لیے اور باتون سے انقطاع کرے اور سجادہ کے بچھانے مین آسایش اور
عز کا ایک اشارہ ہے اور سماع مین شیخ کے ہوتے ہوے جنبش نہ کرے الا
اُسوقت کہ وہ حد تمیز سے خارج ہو جائے اور شیخ کی ہیبت مرید کو سماع کو کمال
کھیلنے سے باز رکھتی ہے اور اُسکو اپنے بس مین رکھتی ہے اور مرید کا استغراق شیخ
کی طرف نظر کرنے اور جو فضل حق اُسپر وارد ہوتا ہے اُسکے دیکھنے مین سماع کے

سُننے سے زیادہ گوارا ہی اور ادب سے یہ بات ہی کہ شیخ سے کوئی چیز اپنے حال سے نہ
چھپائے اور نہ وہ چیز کہ عطیۂ حق اُسکو ملے اور جو کرامت اور اجابت اسکے لیے
ظاہر ہو اُسے پوشیدہ نہ کرے اور شیخ سے اپنے حال کو جو اللہ تعالی اُسکی طرف سے
جانتا ہی ظاہر کر دے اور جو بات کہ اُسکے ظاہر کرنے مین شرماتا ہو اُسکا ذکر ایما
اور اشارہ سے کرے اسواسطے کہ مرید کا ضمیر جب کسی چیز مین پیچیدہ ہو جاتا ہی جسے
شیخ پر صراحتہً یا اشارۃً ظاہر نہ کرے تو اُس سے مرید کے باطن مین ایک گرہ رستہ
کے اندر پڑ جاتی ہی اور شیخ سے کہدینے مین وہ گرہ کھل جاتی ہی اور دور ہو جاتی ہی
اور ادب سے یہ ہی کہ شیخ کی صحبت مین نہ جاوے مگر اُسوقت کہ اُسے معلوم
ہو جائے کہ شیخ اُسکی تادیب اور تہذیب کے لیے مستعد ہی اور شیخ زیادہ دوسرے دن سے
اُسکی تادیب مین راست اور درست تر ہی اور جب مرید کی نگاہ دوسرے شیخ کی طرف
جائے تو اُسکی صحبت مصفا نہین ہوتی اور قول شیخ کا اُسمین نفوذ نہین کرتا اور اُسکا باطن حال
شیخ کی سرایت کے لیے قابلیت نہین رکھتا اسواسطے کہ مرید نے جب شیخ کو
مشیخت مین یکتا یقین کیا تو اُسکے فضل اور الوہیت کو جانا اور اُسکی محبت
زیادہ ہو گئی اور محبت اور الفت مرید اور شیخ کے درمیان واسطہ ہی اور قوت
محبت کے اندازہ کے موافق حال کی سرایت ہوتی ہی اسواسطے کہ محبت علامت
تعارف کی ہی اور تعارف علامت جنسیت کی ہی اور جنسیت مرید کے لیے حال
بعض حال شیخ کی کھینچنے والی ہی - ابوامامہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی کہ جسنے ایک آیت کلام مجید کی کسی بندہ کو
سکھلائی تو وہ اُسکا مولا ہی سزاوار ہی کہ اُسکو شرمندہ نہ کرے اور نہ اُسپر فوقیت

اور جسنے یہ کام کیا ہو اسنے اسلام کے دستون مین سے ایک دستہ کو توڑ ڈالا۔ اور
منجملہ ادب کے یہ ہی کہ جزئیات وکلیات مین شیخ کے خطرات کی رعایت کرے اور
شیخ کی کراہت کو حقیر نہ جانے تاکہ حرکات اسکے شیخ کے حسن خلق اور اسکے کمال حلم
اور مدارات کے اعتماد پر جاری رہین۔ ابراہیم بن شیبان نے کہا کہ ہم ابا عبد اللہ مغربی
کی صحبت مین رہتے تھے اور ہم اسوقت جوان تھے اور ہمارے ساتھ وہ جنگل اور
بیابانون مین سفر کرتا تھا اور اسکے ساتھ ایک شیخ حسن نام تھا اور ستر برس اسکی صحبت
مین رہا سو جب کبھی ہم مین سے کوئی خطا کرتا اور اسپر شیخ کا حال متغیر اور ناخوش ہوتا تو
ہم اسی ضعیف حسن کے ساتھ شفاعت کراتے یہان تک کہ شیخ کا التفات مثل سابق
ہو جاتا اور شیخ کے ساتھ مرید کا یہی ادب ہی کہ اپنے وقائع اور کشف پر بدون رجوع
شیخ کے استقلال اور اعتماد نہ کرے اسواسطے کہ شیخ کا علم وسیع تر ہی اور اسکا باب
مفتوح الی اللہ بزرگتر ہی پس اگر واقعہ مرید کا اللہ تعالی کی طرف سے ہوگا تو شیخ اسکے
موافق ہوگا اور اسکا امضا اور اجرا مرید کے لیے کریگا اور جو بات من عند اللہ ہوگی
اس سے اختلاف نہ کریگا اور اگر اسمین کچھ شبہہ ہو تو شبہہ واقعہ کا شیخ کے طریق سے
زائل ہو جائیگا اور مرید کو واقعات اور کشفون کی صحت کا علم حاصل ہوگا اسواسطے
کہ مرید کے واقعہ مین شاید اس ارادہ کی آمیزش ہو جو اسکے نفس مین ہی اور واقعہ
کے ساتھ ارادہ نفس کا مل جائے خواب مین ہو یا بیداری مین ہو اور اسمین ایک
سر غیب ہی اور مرید نفس کی سر پوشیدہ کے شیخ کے مین قائم نہین ہوتا اور جبکہ
اسنے شیخ کے سامنے اسکو بیان کر دیا تو ارادہ نفس کا مرید کے اندر مخفی ہی بہ نسبت شیخ
کے حق مین اسکا اخفا مفقود ہی یعنی وہ عیان ہی پھر اگر منجانب حق ہی

تو وہ طریق شیخ سے مبرہن ہو جائے گا اور اگر اُسکا واقعہ ہوائے نفس کی اخفا کی
طرف منجر ہی تو وہ زائل ہو جائے گا اور صحن خاطر مرید پاک اور صاف ہو جائے گا
اور اُسکا بار شیخ اُٹھا لیتا ہی اسواسطے کہ اُسکے حال مین قوت ہی اور جناب الٰہی
مین اُسکی باریابی کی صحت اور اُسکی معرفت کمال پر ہی- اور ادب شیخ سے یہ ہی کہ
جب مرید شیخ کے ساتھ کلام کرے خواہ وہ دین کا کام ہو یا دنیا کا تو چاہیے کہ اُسکا
شیخ پر سبقت کرتے مین عجلت نہ کرے اور نہ اُسپر ناگواری نکے ساتھ غلبہ کرے یہان
تک کہ اُسکو معلوم ہو جائے کہ شیخ کا حال کیا ہی آیا وہ اُسکے لیے آمادہ اور اُسکے
کلام کی سماعت کے لیے فارغ ہی پس جسطرح کہ دعا کے لیے اوقات اور آداب
اور شرائط ہوتے ہین اسواسطے کہ دعا ایک مخاطبت اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہی
اسی طرح شیخ کے ساتھ کلام کرنے کے بھی آداب اور شرطین ہین اور وجہ یہ ہی کہ
وہ بھی اللہ تعالیٰ سے ہی اور اللہ تعالیٰ سے قبل اسکے کہ شیخ سے کلام کرے
توفیق اُسکی مانگے جو ادب سے اُسکے محبوب و مرغوب ہی اور اسمین شک نہین
کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اسپر متنبہ کر دیا ہی جہان کہ یہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
کو حکم دیا ہی کہ آپ کے ساتھ اس طریق سے خطاب اور کلام کرو اللہ جل شانہٗ
کہ یا ایہا الذین اٰمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوٰکم صدقۃ
یعنی اے ایمان والو جس وقت بھید کی بات کہو رسول سے تو دو پہلے بھید
کی بات کہنے سے خیرات- عبداللہ بن عباس نے اس آیت کی شان نزول میں
کہا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے سوال کرنا اور مانگنا
شروع کیا اور کثرت سے حتیٰ کہ آپ پر دشوار کر دیا اور بہت الحاح

مانگتے تھے تو اللہ تعالی نے انکو ادب سکھایا اور اس امر سے انکو علیحدہ کیا اور حکم انکو دیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی اور بات چیت نہ کرین جب تک کہ پہلے خیرات اور صدقہ نہ دیدین اور بعضون نے کہا ہی کہ دولتمند لوگ نبی علیہ السلام کے پاس آیا کرتے اور مجالس مین فقرا پر غلبہ کرتے یہان تک کہ انکا طول حدیث اور سرگوشی آپ کو مکروہ معلوم ہوئی تو اللہ تعالی نے حکم صدقہ کا کلام کرنے کے وقت نازل کیا جب دولت مندون نے یہ دیکھا تو آپ کی بات چیت سے باز رہے اسواسطے کہ جو لوگ مفلس تھے انکے پاس کچھ مال نہ تھا کہ خیرات کرتے اور جو لوگ کہ ذی مقدور تھے تو انھون نے بخل کیا اور باز رہے تب یہ امر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دشوار معلوم ہوا

اور آیت رخصت نازل ہوئی اور فرمایا کہ ءاشفقتم ان تقدموا بین یدی نجوٰکم صدقٰت یعنی کیا تم ڈر گئے کہ دو پہلے بھید کی بات کہنے سے خیرات۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ ہرگاہ صدقہ کا حکم اللہ تعالی نے دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے بجز علی بن ابی طالب کے سرگوشی نہین کی سو دینار بیچ کیے پھر اسے صدقہ مین دیا اور علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کتاب اللہ مین ایک آیت ہی جسپر عمل کسی نے مجھسے پہلے نہین کیا اور نہ میرے پیچھے کوئی اسپر عمل کرے گا اور روایت ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے حضرت علی کو بلایا اور فرمایا کہ صدقہ مین تیری کیا رائے ہی جس قدر دینار ہون علی نے کہا انکی طاقت لوگون کو نہو گی فرمایا کہ پھر کسقدر علی نے کہا کہ ایک دانہ ہو یا ایک جو ہو اسپر جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آئینہ تو بڑا زاہد وا ندک خوار ہی بعد ازان آیت رخصت اُتری اور
وہ آیت منسوخ ہوئی اور جو خبر کہ اُسپر اللہ تعالیٰ نے حکم صدقہ کا دیا اور جو کچھ کہ حسن
ادب اور مفید لفظ اور احترام سے تھا وہ منسوخ نہین ہوا اور فائدہ باقی ہی عبادہ
بن صامت سے روایت ہی کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے
سنا ہی کہ آپ فرماتے تھے کہ ہم مین سے وہ شخص نہین ہی جو ہمارے بڑے کی بزرگی نہ
کرے اور ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالم کے حق کو نہ پہچانے پس
علما کا احترام توفیق اور ہدایت ہی اور اُسکا ترک کرنا خسارت اور سرکشی ہی

باونواں باب شیخ کے آداب اور اس چیز کے بیان مین جسکا وہ برتاو یارون وشاگردون کے ساتھ کرے

آداب ضروری سے یہ ہی کہ شیخ صادق تو می بھائیون پر فوقیت رکھنے کے ساتھ
پیش نہ آوے اور نہ اسواسطے کہ اُنکے باطنون کو اس چاہت سے کہ میری تبعیت
کرین میٹھی باتون اور لطف مدارا سے اپنی طرف کھینچے بلکہ جب وہ خیال کرے کہ
اللہ تعالیٰ اُسکے پاس مریدون اور ہدایت خواہون کو بھیجتا ہی جو حسن ظن اور صدق
ارادت اُسکے ساتھ رکھتے ہین تو اُس سے ڈرنا چاہیے کہ ایسا نہو کہ یہ اللہ کی طرف سے
امتحان اور آزمایش ہو اور حال یہ ہی کہ نفس کی سرشت مین داخل ہی کہ وہ چاہتا ہی کہ
خلق مین اُسکی قبولیت اور اُسکی شہرت ہو اور اصل یہ ہی کہ خمول اور گوشہ نشینی مین
سلامت اور امن ہی پس ہر گاہ کہ مقدر اپنے وقت پر پہونچا اور بندہ اپنے حال مین تمکین اور قرار گرفتہ
ہوا اور اُسنے اللہ تعالیٰ کے اُسکے قبیل سے جان لیا کہ وہ مریدون کی تعلیم اور ارشاد
کے لیے مقصود اور مراد ہی تو اُسوقت اُن لوگون سے کلام ناصحانہ مستغنانہ کرے

جیسا کہ باپ بیٹے سے کرتا ہی جو اُسکے دین اور دنیا کے لیے نافع ہو اور جو مرید اور جناب
کہ حق تعالی اُسکی طرف بھیجے اللہ تعالی اُسکے معنی مین رجوع کرتا ہی اور نہایت منتظر اُسکو آرزو
کرتا ہو کہ توکی اسکی اس معاملہ مین کرے اور اُسکے ساتھ بات چیت کرے اور شیخ کو
چاہیے کہ مرید سے ایک کلمہ بھی نہ کہے مگر جب کہ اُسکا دل اللہ تعالی کی طرف ناظر اور
اُسکے ساتھ باری طلب قول صواب کا ہدایت مین ہو۔ مین نے اپنے شیخ ابو النجیب
سہروردی رحمہ اللہ سے اپنے بعض یارون کو وصیت کرتے ہوے سُنا ہی کہ وہ
کہتے تھے کہ فقرا مین سے کسی کے ساتھ بات مت کر الا اُسوقت جو تیرا صافی تر ہو وقت
یہ ایک وصیت نافع ہی اسواسطے کہ کلمہ پہنچے مرید کے کان مین ایسا ہی واقع ہوتا ہی
کہ جیسے تخم زمین مین گرتا ہی اور ہم ذکر کر چکے ہین کہ خراب تخم ضایع اور تباہ ہوتا ہی اور
کلام کا تخم ہوی سے خراب ہو جاتا ہی اور ہوی کا ایک قطرہ علم کے ایک دریا کو گندلا
کر دیتا ہی سو جب کہ اہل صدق وارادت سے کلام کرے تو چاہیے کہ قلب اللہ تعالی
سے اسی طرح مدد مانگے جیسے کہ زبان قلب سے مدد مانگتی ہی اور جس طرح کہ
زبان ترجمان قلب دل ہی دل اُسکا ترجمان حق بندہ کے پاس ہو تب وہ ناظر
الی اللہ ہوگا اس طرح پر کہ اُس سے سُنے اور جو کچھ وارد ہو اسکو تلقی اور قبول کرے
اور جسمین امانت کو ادا کرے اُسکے بعد شیخ کو ضرور ہی کہ مرید کے احوال کا اعتبار
کرے اور غور سے اُسکو دیکھے اور نور ایمان اور قوت علم اور معرفت سے جنمین
اُن چیزون کو دریافت کرے جو اُسکی صلاحیت اور استعداد سے ہو اسواسطے کہ
بعض مرید ایسے ہوتے ہین جو صلاحیت اسکی رکھتے ہین کہ فقط عبادت اور جسمانی
اعمال کرین اور ابرار کا طریق چلین اور بعضے مرید ایسے ہوتے ہین جنمین صلاحیت

قرب کی ہوتی ہی اور اس قابل ہوتے ہین کہ مقربان کی راہ چلین جو معاملۂ قلوب اور
معاملات سینہ کے سبب درجۂ مراد کے منظور نظر ہین اور ہر ایک گروہ کے لیے برادر
مقربین سے ہدایتین اور نہایتین ہین شیخ باطنون پر آگاہی رکھنے والا ہی وہ ہر ایک شخص کو
جانتا ہی اور اسکو پانتا ہی جسکی اسے صلاحیت ہی اور یہ تعجب کی بات ہی کہ جنگلی
گنوار آدمی جانتا ہی کہ زمین کیسی اور درخت کسطرح لگاتے ہین اور ہر ایک پودا
زمین کو پہچانتا ہی اور ہر ایک پیشہ ور اپنے پیشہ کے فائدہ و نقصان کو سمجھتا ہی
حتی کہ ایک عورت روئی پہچاننا اور اسکا کاتنا اور موٹا و باریک سب باتین
جانتی ہی اور شیخ مرید کے حال کو نجانے اور نہ اس چیز کو جسکے قابل وہ ہی اور حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ آپ لوگون سے انکی عقل کے موافق بات
چیت کرتے تھے اور ہر ایک شخص کو اس کام کا حکم دیتے تھے جسکے قابل وہ ہوتا تھا
تو بعضے انہین سے وہ تھے جنکو خرچ اور انفاق کا امر فرماتے اور بعضے وہ تھے جنکو بخل
اور کم خرچ کرنے کا حکم دیتے اور بعضے وہ تھے جنکو کسب و پیدا کرنے کا اور بعض کو ترک
کسب کا حکم دیتے جیسے اصحاب صفہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کے
اوضاع و اطوار جانتے تھے اور جو چیزین کہ انکے قابل تھین البتہ درجۂ دعوت مین آپ
سب کی دعوت فرماتے اسواسطے کہ آپ اسی واسطے پیدا ہوے اور بھیجے گئے تھے
کہ حجت کو ثابت کرین اور دلیل کو واضح کرین عام دعوت کرتے اور دعوت سے مخصوص
اسکو نہین کرتے جسمین ہدایت کا تفرس کرتے اور وہ شخص جسمین یہ نکرتے ایسے
شخص کا ادب یہ ہی کہ اسکے واسطے خلوت خاص ہو اور وقت خاص ہو جسمین [illegible]
خلق کی مزاحمت کی نہو تاکہ جلوت مین فائدہ خلوت کا دیتے اور ا

نفس میں دعوی قوت کا نہ کرے جس پر یہ گمان ہو کہ بیلحاظ خلق سے ملنا جلنا اور
اُن سے بات چیت کرنا مجھے نقصان نہ کریگا اور اُس سے امید نہیں کرتا اور وہ خلوت کا
محتاج نہیں ہے اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ کمال آپ کو حال میں
تھا راتوں کو قیام فرماتے تھے اور نمازیں پڑھا کرتے اور اسپر مداومت فرمایا
کرتے تھے اور بسا اوقات تھے جنمین آپ خلوت رکھتے تھے وجہ یہ ہے کہ انسان
کی طبیعت سیاست سے مستغنی نہیں ہے قلیل ہو یا کثیر لطیف ہو یا کثیف اور بہت سے
مغرور اور فریفتہ لوگون نے قناعت تھوڑی سی خوشدلی پر کرلی اسکو سرمایا اپنا گردانا
اور اپنے قلب کی طیبت پر دھوکا کھاگئے اور میل جول اور ملاقات صحبت میں پانون
اپنے پھیلا دیے اپنے نفس کو بیہودہ لوگون کا ٹھکانا بنادیا ایک لقمہ کے سبب جو
اُسکے پاس کھاتے ہیں اور اس مہربانی کے باعث جو اُس سے پاتے ہیں سو اسکا
قصد وہ شخص کرے جسکا قصد دین نہو اور نہ اُسکی آرزو ہو کہ پرہیزگار متقیون کی
راہ چلے پس وہ خود بھی فتنہ میں پڑتا ہے اور لوگون کو بھی فتنہ میں ڈالتا ہے سو وہ
فتنوں کے موقعوں میں رہا اور فتور کے دائرہ میں گر پڑا تو شیخ اللہ تعالی کی مدد
چاہنے اور اُسکے سامنے دل سے تضرع وزاری کرنے سے مستغنی نہیں ہوتا اگر وہ
اپنے قالب اور قلب کے ساتھ مستغنی نہیں ہے تو اُسکے لیے ہر کلمہ میں رجوع الی اللہ
ہوگی اور ہر ایک جنبش میں اللہ تعالی کے سامنے خضوع ہوگی اور یہ جو فتنہ مغروروں کے
سر پر آتا ہے جو مدعی قوت کے ہیں اور بات چیت اور میل جول میں پانون پھیلاتے
ہیں اُسکی معرفت وجہ یہی ہے کہ صفات نفس کی معرفت اُنکو کم ہے اور تھوڑی سی
بخشش پر وہ لوگ فریفتہ ہو گئے۔ اور شیخون سے ادب کم پایا ہے جنید

علیہ الرحمہ اپنے یارون سے کہا کرتے کہ اگر مین یہ جانتا کہ دو رکعت نماز نفل تمہارے ساتھ صحبت رکھنے سے افضل ہی تو مین تمہارے پاس نہ بیٹھتا پھر اگر فضیلت خلوت مین دیکھے تو خلوت مین بیٹھے اور اگر صحبت مین فضل دیکھے تو یارون کے ساتھ بیٹھے تب صحبت اسکی خلوت کی حمایت مین ہوگی اور صحبت اسکی خلوت سے اسکے بڑھکر ہوگی اور اسمین سر اور بھید ہی اور یہ اسواسطے ہی کہ آدمی کے اندر ترکیب مختلف ہی کہ اسمین تغایر اور تضاد ہی اسوجہ سے کہ پہلے ہم بیان کرچکے ہین کہ وہ سفلی اور علوی کے درمیان اندر رفت رکھنے والا ہی اور اس تغایر کے سبب جو اسمین ہی ایک حصہ سستی کا صبر سے ہی جو مصروفیت حق پر ہو اور اسی واسطے ہر ایک عامل کے لیے ایک سستی ہوتی ہی اور یہ سستی کبھی صورت عمل مین اور کبھی عمل مین فرہ نہ ملنے سے ہوتی ہی اور اگر صورت عمل مین ہو تو سستی کے وقت مین مریدون اور سالکون کے لیے تضییع اوقات اور نفس کی رخصت اور بیکاری اور تعلل کی طرف میلان ہوتا ہی اور جو شخص کہ شیخت کے مرتبہ کو پہونچ گیا ہی تو حصہ اسکی سستی کا خلق کی طرف راجع ہوا تو خلق اسکی کاہلی کے حصہ سے فلاح پاتی ہی اور اسکی کاہلی کا حصہ ایسا ضائع نہین ہوتا ہی جیسا کہ مریدون کا حصہ کاہلی کا ضائع ہوتا ہی سو مرید کاہلی سے قوت شدت اور حدت طلب سے بعد تفاوت کی طرف متوجہ ہونے کی طرف عود کرتا ہی اور شیخ اپنی کاہلی کے حصہ کے ساتھ نفع خلق سے فضیلت حاصل کرتا ہی اور اپنے روطان خلوت اور خاص حال کی طرف عود کرتا ہی اپنے نفس مشتہر سے بیشتر اس سے کہ فقیر اپنی تیزی ارادت کے سبب اپنی کاہلی سے عود کرے اور اسوقت شیخ خلق سے خلوت کی طرف کاہلی سے پھرتا ہی فارغ البال اپنے قلب کے ساتھ جو شستہ اور پرنور ہی اور ایسی روح کے ساتھ جو غبار کی دیدی تحقیق سے

آزاد ہی اور اپنے شغف کی مدت سے دار القرار کی طرف آنے والی ہی۔ اور شیخ کے وظائف
سے یہ ہی کہ اہل ارادت و طلب کے ساتھ نیک خلق ہو اور اپنی اُن باتوں سے جو کہ
مشایخ کے لیے تعظیم اور تبجیل اور استعمال تواضع واجب ہی نیچے اتر آئی۔ رقی نے حکایت
کی ہی کہ مصر مین قلیسی ور مسجد مین فقرا کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی کہ اس اثنا مین
رقاق آیا اور ایک ستون کے پاس کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا سو ہم نے کہا کہ جب
شیخ نماز سے فارغ ہو اور ادھر ہم اٹھین اور اُسکو سلام کرین سو جب وہ فارغ ہوا تو
ہماری طرف آیا اور ہمین سلام کیا اُسپر ہم نے کہا کہ ہم اُسکے لیے شیخ سے زیادہ اولی تھے
تو شیخ نے کہا کہ اللہ نے میرے قلب کو اسکے ساتھ کبھی عذاب مین نہین ڈالا یعنی یہ مین کبھی
اسکا مقید نہین ہوا کہ میرا احترام ہو اور نہ اسکا کوئی قصد کرے۔ اور مشایخ کے آداب سے
یہ ہی کہ مریدوں کے حال کی طرف اُنکے ساتھ ملاطفت اور خوش طبعی سے نزول کرے۔
بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ جب تم کسی فقیر کو دیکھو تو نرمی کے ساتھ ملاقات کرو اور علم کے
ساتھ مت ملاقات کرو سو بیشک نرمی اُسکو مانوس کرتی ہی اور علم و بحث اُسکو وحشت
دلاتی ہی تو جب شیخ پیر تا و نرمی سے کریگا تو مرید رفتہ رفتہ اُسکی برکت سے علم کے نفع
کو پہونچے اور ترقی کریگا تب صریح علم کے ساتھ تعامل کرے۔ اور شیخ کے ادب سے
یہ ہی کہ یاروں پر مہربان رہے اور صحت و مرض مین اُنکی حاجت روائی کرے اور اُنکے
حقوق کا ترک اس اعتماد پر نہ کرے کہ وہ صاحب ارادت و صدق ہین۔ بعضوں نے کہا ہی کہ
کہ اپنے بھائی کا حق جو وہ تیرے اور اُسکے درمیان مین ہی ضائع مت کرو اور جریری نے
روایت کی ہی کہا مین جب کہ حج سے الٹا پھرا تو جنید سے مین نے ابتدا کی اور
اُسے سلام کیا اور باتین کین تا کہ وہ ملاقات کے لیے تکلیف نہ کرین پھر

مین اپنے گھر آیا سو جب مین صبح کی نماز پڑھ چکا اور اُلٹا پھرا تو کیا دیکھتا ہون کہ جنید
میرے پیچھے ہی سو مین نے کہا کہ یا سیدی مین نے اسی واسطے آپ سے اول ملاقات
کی اور سلام کیا تاکہ آپ یہان تک آنے کی تکلیف نہ اُٹھائین آپ نے فرمایا کہ یا ابا محمد
یہ تیرا حق ہی اور یہ تیرا فضل ہی - اور مشایخ کے آداب سے یہ ہی کہ جب کسی طالب
مسترشد نے مخالفت اور قہر نفس مین اور صدق عزیمت کے اعتماد مین ضعف پایا کہ
اُسکے ساتھ ملایمت کرین اور حد رخصت پر اُسے ٹھہرا دین کہ اُسمین بہت خیر ہی اور
جبتک بندہ رخصت کی چار دیواری سے در نہ گذرے تو وہ ازدہم بعد ازان قایم ہوا
اور فقیرون سے ملا اور لزوم رخصت مین مشتاق ہو گیا تو نرمی کے ساتھ عزیمت کے
مقامات تک چڑھایا جائے - ابو سعید ابن الاعرابی نے کہا کہ ایک جوان تھا جو ابراہیم
صایغ سے مشہور تھا اور اُسکا باپ دولتمند تھا سو وہ صوفیہ کی طرف پلٹ آیا اور ابو احمد
قلانسی کے ساتھ ہم صحبت ہوا پھر اکثر اوقات کچھ روپیہ پیسہ ابو احمد کے ہاتھ لگ جاتا
تو وہ اُسکے لیے پتلی چپاتیان اور بھنا ہوا گوشت اور حلوا خرید کرتا اور اُسکو دے دیتا
اور کہتا کہ یہ خارج دنیا سے ہوا ہی اور ہراسنہ نعمت سے پرورش کیا تو وہ درخور ہی کہ
ہم اُسکے ساتھ نرمی کرین اور اُسکو دوسرون پر ترجیح دین - اور مشایخ کے
آداب سے یہ ہی کہ مال مرید اور اُسکی خدمت اور مدارات سے جو بوجہ اللہ
ہو منزہ اور بیزار رہے اسواسطے کہ وہ اللہ تعالی کے واسطے آیا ہی تو اُسکا نفع اور اثر
بھی خاص اللہ تعالی ہی پھر کیا مرید کے لیے افضل صدقات سے ہاتھ اُٹھا لینے
اور ہراسنہ حدیث مین وارد ہی کہ کسی صدقہ دینے والے نے کوئی صدقہ افضل
علم سے نہین دیا جسکو وہ لوگون مین پھیلاتا ہی اور بیشک اللہ تعالے نے

فرمایا ہی تنبیہ کے لیے کہ جو اللہ تعالی کے واسطے ہو خالص ہو اور آمیزش سے بچا نے
کے لیے اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَّلَا شُكُوْرًا یعنی ہم کھانا تم کو واسطے اللہ تعالے
کے کھلاتے ہین اور تم سے بدلا اور شکر کا ارادہ نہین رکھتے ہین پس شیخ کے لائق نہین ہی
کہ اُسکے صدقہ پر کوئی جزا طلب کرے مگر اُس صورت مین کہ شیخ کو کسی چیز مین اس کے
علم اللہ تعالی کی طرف سے اسپر وارد ہو کہ مرید سے رفق اور تبدل کرے یا کوئی
صلاح ہو جو شیخ کے لیے مرید کے حق مین اُس سے اللہ تعالی دکھلائے پس ایسی
حالت مین مرید کے مال سے متمتع ہونا اور اُسکی خدمت سے نفع لینا ایک مصلحت کی
وجہ سے ہوگا جو مرید شیخ کی جانب سے بلا شائبہ عود کرے اللہ تعالی نے فرمایا ہی
وَيُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْئَلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ اِنْ يَّسْئَلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ یعنی دے گا
تم کو ثواب تمھارے اور نہ مانگے گا تم سے مال تمھارے یعنی تمام مال نہ مانگیگا اگر
تمام مال تم سے مانگے اور اسمین مبالغہ کرے تو تم بخیلی کرو اور تمکو تمھارے دل کی خفگیون
سے باہر نکالے۔ قتادہ نے کہا کہ اللہ تعالی نے جان لیا ہی کہ مال کے نکلنے مین
کینون کا نکالنا ہی اور یہ تادیب منجانب اللہ کریم ہی اور یہ ادب وہی ادب اللہ کا ہی
جعفر خلدی نے کہا ایک شخص جنید کے پاس آیا اور اُسنے ارادہ کیا کہ اپنا کل مال
خارج کر دے اور فقیر ہو کر اُنکے ساتھ بیٹھے تو جنید نے اُس سے کہا کل مال اپنا مت
نکال اپنے بقدر کفایت اُسمین سے اپنے پاس رکھ چھوڑ اور فاضل مال نکال ڈال اور
بچے ہوئے مال سے اپنی قوت کر اور حلال کی طلب مین کوشش کر جو تیرے
پاس ہی وہ سب مت خارج کر اسواسطے کہ تو اپنے اوپر امین اس سے نہین ہی
کہ تجھسے تیرا نفس مطالبہ کریگا۔ اور حضرت نبی علیہ السلام جب ارادہ کرتے کہ کوئی

کلام کرین تو آپ ثابت اور قائم ہو جاتے تھے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہی کہ شیخ کو مرید
کا حال معلوم ہو جاتا ہی کہ جب وہ کسی شی سے علیحدہ ہو جائے تو اُسکو حال سے وہ
حاصل ہوتا ہی جسکے سبب وہ مال کی طرف نہین جھانکتا اور اُسوقت اُسکو جائز ہی
کہ مرید کو مال سے علیحدہ ہونے کے لیے وسعت دے جیسا کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو وسعت دی اور اُنسے اُنکا تمام مال قبول فرما لیا۔
اور شیخ کے آداب سے یہ ہی کہ جب مرید سے کوئی امر مکروہ دیکھے یا اُسکے حال سے
کسی طرح کی کجروی معلوم ہوگی یا اُس سے کوئی دعوی دیکھا یا دیکھا کہ اسمین عجب
اور پندار آگیا ہی تو چاہیے کہ مکروہ کی اُس سے تصریح نہ کرے بلکہ اور یاروں سے
کلام کرے اور اس مکروہ کی طرف اشارہ کرے جو جانتا ہی اور مجملاً برائی کی وجہ کو
ظاہر کر دے تو اس سے فائدہ سب کو حاصل ہوگا کیونکہ یہ مدارات سے قریب تر ہی
اور تالیف قلوب کے اثر مین زیادہ تر ہی اور جبکہ مریدون سے خدمت مین کوتاہی
دیکھے جو اُس پر لازم تھی تو اُسکی تقصیر کو برداشت اور اُسے معاف کرے اور خدمت پر
اُسے ملایمت اور رفق سے برانگیختہ کرے اور اسی کی طرف جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین استحباب کیا جو عبد اللہ بن عمر سے روایت
ہی کہ ایک شخص حضرت نبی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ کسقدر
خادم سے عفو کرون آپ نے فرمایا ہر روز ستر مرتبہ۔ اور اخلاق مشائخ حسن قصد
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مہذب اور آراستہ ہین اور یہ حضرات
سب لوگون سے زیادہ ترحق دار ہین کہ اُنکی نسبت کا احیا کرین خواہ کوئی
امر مہم یا مستحب ہو یا انکار کیا ہو یا واجب کیا ہو۔ اور تمام ضروری آداب سے

یہ ہی کہ مریدون کے اسرار کی حفاظت اُن چیزون مین کرین جنکو مرید شیخ پر ظاہر کرتے ہین
اور وہ بخششین طرح طرح کی جو انکو عطا ہوتی ہین اسواسطے کہ سر مرید اُسکے رب
اور شیخ سے آگے نہین بڑھتا بعد ازان شیخ نفس مرید مین اُن چیزون کو حقیر
گردانے جو اپنی خلوت مین پاتا ہی خواہ وہ کشف ہو یا کوئی خطاب کا سماع
ہو یا کوئی چیز خوارق عادت سے ہو اور اُسکو جتلا دے کہ اُن چیزون مین سے
کسی چیز پر ٹھہر جانا اللہ سے باز رکھتا ہی اور باب ترقی کو بند کر دیتا ہی بلکہ اُسکو
سمجھا دے کہ یہ ایک نعمت ہی اُسکا تو شکر ہی اور اس سے اور بہت نعمتین ہین
جو شمار مین نہین آتین اور مرید کو یہ بھی جتلا دے کہ شان مرید طلب منعم ہی نہ کہ طلب
نعمت ہی تاکہ اُسکا سر محفوظ اُس کے نفس اور اُس کے شیخ کے نزدیک رہے
اور سر اُسکا افشا نہو اسواسطے کہ افشا سر کا تنگی سینہ سے ہی اور تنگی سینہ
افشاے سر کی موجب ہی کہ اُسکے ساتھ عورات اور مردان ضعیف العقل متصف
ہین اور افشاے سر کا سبب یہ ہی کہ انسان کے لیے دو قوتین ہین ایک آخذہ
یعنی لینے والی اور ایک معطیہ یعنی دینے والی اور یہ دونون قوتین اپنے اپنے فعل
[illegible] کی شائق ہوتی ہین اور اگر اللہ تعالی قوت معطیہ کو موکل اور شیطین اُسکے
لیے نہ کرتا کہ جو کچھ اُسکے پاس ہی ظاہر کر دے تو اسرار ظاہر ہی ہوتے پس اللہ
کا یہ کام ہی کہ جب کبھی قوت ایک فعل کو چاہتی ہی اُسکو مقید اور بند کرتا ہی
اور اُسکو عقل کے ساتھ وزن کرتا ہی تاکہ اُسکو اُسکے محل اور موقع پر رکھے
تو مشائخ کا حال اس سے جلیل تر ہی کہ اسرار کو افشا کرین اسواسطے کہ عقول
اُنکی متین اور رزین ہین اور مرید کو سزاوار ہی کہ اپنے راز کو افشا سے محفوظ

رکھے اسواسطے کہ اسکی صحت اور سلامت اسمین ہی اور حق سبحانہ تعالی کی تائید جو اسکے لیے ہی سچے مریدون کا اُنکی آمد رفت کے مقامون مین تدارک اور خبر گیری کرتی ہی

باب تیرھوان صحبت کی حقیقت اور اسکے بیان مین جو کچھ خیر اور شر سے اسمین ہی

صحبت کا اقتضا کرنے والا وجود جنسیت ہی اور کبھی اوصاف عام تر بھی اسکے داعی ہوتے ہین اور کبھی اوصاف خاص تر سو اوصاف اعم کا اقتضا ایسا ہی جیسا کہ جنس بشر سے ایک شخص دوسرے شخص کی طرف میل کرتا ہی اور اوصاف اخص کا اقتضا جیسا کہ اہل جنسیت سے ایک دوسرے کا مائل ہوتا ہی پس جب کہ یہ قاعدہ کلیہ معلوم ہو چکا اور یہ تحقیق ہی کہ صحبت کی طرف کھینچنے والا وجود جنسیت ہی کبھی اوصاف اعم سے اور کبھی اوصاف اخص سے تو انسان کو اپنے نفس کو ٹٹولنا چاہیے جبکہ وہ کسی شخص کی صحبت کی طرف مائل ہو اور اس بات کو دیکھے جسکے سبب وہ اُس شخص کی طرف راغب ہوتا ہی اور جس شخص کی طرف کہ نفس مائل ہوتا ہی اسکے احوال کا شرع کی ترازو مین وزن کرے اور اُنکو تولے پھر اگر اسکے احوال کو راست اور درست دیکھے تو چاہیے کہ حسن حال کی وجہ سے اسکی مباشرت اور مبادرت کرے اسواسطے کہ اللہ تعالی نے اسکا آئینہ روشن اسکے بھائی کے آئینہ مین بنا دیا ہی کہ حسن حال کا جمال اسکے لیے جلوہ کرے اور اگر اسکے افعال کو راست اور درست نہین دیکھتا تو چاہیے کہ ملامت اور اہتمام کے ساتھ اپنے نفس کی طرف رجوع کرے اسواسطے کہ اسکے بھائی کے آئینہ مین اسکے حال کا بھونڈا پن اسکو کھل گیا اس صورت مین لائق ہی کہ اُس سے ایسا بھاگے جیسا کہ وہ شیر سے بھاگتا ہی اسواسطے کہ وہ دونون

جب آپس مین مل بیٹھینگے تو اور زیادہ ابتری اور بگڑی ہوگی بعد ازان دینی مصاحبت
سے جسکی طرف اسکو میل ہو حسن حال دیکھے اور اپنے نفس کیلیے حسن حال کا علم کرے
تو اسکو اپنے بھائی کے آئینہ مین نظارہ کرے پھر جاننا چاہیے کہ وصف اعم کا میل اُنکی
سرشت مین مرکوز ہی اور میل اُسکے طریق کے ساتھ واقع ہی اور اُسکے لیے اُنکی رو
سے احکام مین اور نفس کے لیے اسکے سبب سے سکون اور میلان ہی تو جو میل کہ وصف
اعم کی وجہ سے ہی اُسکو وصف خاص کے میل کا فائدہ دور اور مسلوب کر دیتا ہی اور
دونون ہم نشینون کی باہم ایسی طبعی خوشی اور راحت اور دل کی لذتین اور مزے ہوتے
ہین کہ اُنمین اور خالص محبت للہ مین کوئی فرق نہین بتلا سکتا مگر وہ علماء کہ زاہد ہین
اور کبھی مرید صادق اہل صلاح مین اس سے زیادہ بگڑ جاتا ہی جسقدر کہ اہل فساد مین
بگڑتا ہی اور اُسکی وجہ یہ ہی کہ اہل فساد کا جو طریق ہی اُسکا فساد سمجھ پڑتا ہی اور
اُس سے پرہیز کیا جاتا ہی اور جو اہل صلاح ہین اُنکی صلاح سے دھوکا ہو جاتا ہی
تو اُنکی طرف صلاحیت کی جنسیت سے مائل ہوتا ہی بعد ازان اُنکے درمیان لذات
اور راحات طبعی اور جبلی حاصل ہوتے ہین جو اُنکے اور حقیقت صحبت للہ کے
حاجب اور حائل ہوتے ہین تو اُنکے طریق سے طلب مین فتور اور حصول مقصود
سے مخالفت پیدا ہوتی ہی اور چاہیے کہ مرد صادق اس دقیقہ اور باریک نکتہ
سے آگاہ ہووے اور صحبت سے جو قسم کہ صاف پاک تر ہو اختیار کرے اور جو کہ اُسمین
سد راہ مقصود ہو اُسے چھوڑ دے۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ نہین تو نے کوئی
شر دیکھا مگر اس شخص سے جسکو تو جانتا پہچانتا ہی اور اسی قول کے باعث ایک
گروہ نے اہل سلف سے صحبت کا انکار کیا ہی اور وحدت و تنہائی

اور گوشہ نشینی مین فضیلت سمجھتے تھے مثل ابراہیم ادہم اور داؤد طائی اور فضیل
بن سلیمان الخواص کے اور سلیمان الخواص سے حکایت کی ہی کہ لوگون نے اُس سے
کہا کہ ابراہیم بن ادہم آیا ہی کیا تو اُس سے ملاقات نہ کرے گا اُس نے جواب دیا کہ
اگر مین ایک درندہ نقصان بہم پہونچانے والے سے ملون تو یہ مجھے اس سے زیادہ
مرغوب ہی کہ ابراہیم بن ادہم سے ملون کہا یہ اسواسطے ہی کہ مین جب اُسے دیکھون
تو اُسکے لیے اپنے کلام کو آراستہ کرونگا اور اپنے نفس کو اُسکے احسن احوال کیجے
ظاہر کرنے سے ظاہر اور غالب کرونگا اور یہان فتنہ ہی اور یہ ایک عالم اپنے
نفس اور اخلاق نفس کا کلام ہی اور یہ امر دو مصاحبون کے درمیان ضرور
ہونے والا ہی مگر وہ شخص جسکو اللہ تعالے محفوظ اور معصوم رکھے۔ ابو سعید
خدری سے روایت ہی کہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی قریب ہی
یہ کہ بہترین مال مسلم بکریان کہ اُنکے ساتھ وہ پہاڑ کی گھاٹیون مین لگا پھرتا ہی اور
اُن مقامات مین جہان جہان پانی گرتا ہی بھاگتا ہی اپنے دین کے ساتھ فتنون
سے پھرتا ہی۔ اللہ تعالی نے اپنے خلیل ابراہیم سے خبر دینے کے لیے فرمایا ہی و
اعتزلکم وما تدعون من دون اللہ وادعو ربی یعنی تم سے کونا پکڑتا ہون اور اُنسے
کہ جنکو تم پکارتے ہو اور مین تو اپنے رب کو پکارتا ہون حضرت خلیل اللہ نے
عزلت سے اپنی قوم پر قوت اور پشتی طلب کی ہی۔ بعضون کا یہ قول ہی کہ عزلت
دو نوع ہی فریضہ ہی اور فضیلت ہی سو فریضہ تو عزلت شر اور اہل شر سے ہی
اور فضیلت عزلت فضول اور اہل فضول سے ہی اور جائز ہی کہ کہا جائے کہ
خلوت غیر عزلت ہی پس خلوت اغیار سے ہی اور عزلت نفس سے ہی

اور اُن چیزون سے جسکی طرف نفس بلاتا ہی اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے باز رکھے پس خلوت کثیر الوجود ہی اور عزلت قلیل الوجود ہی ابوبکر وراق نے کہا ہی کہ فتنہ نہین پیدا ہوا ہی الا خلاط اور میل جول سے شروع آدم علیہ السلام سے آج کے دن تک اور سلامت وہی شخص رہا جسنے خلطہ سے گوشہ گیری کی اور بعضون نے کہا ہی کہ سلامت کے دس اجزا ہین تو جزو خاموشی مین ہین اور ایک جزو عزلت مین ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ خلوت اصل ہی اور خلطہ و صحبت عارض تو چاہیے کہ اصل کو لازم پکڑے اور مخالطت نہ کرے مگر بقدر حاجت کے اور جب مخالطت کرے تو نہ مخالطت کرے مگر جمعہ کے ساتھ اور جب مخالطت کرے تو خاموشی اختیار کرے اسواسطے کہ وہ اصل ہی اور کلام عارضی ہی اور تکلم نہ کرے مگر بہم کے ساتھ اسواسطے کہ صحبت کا خطرہ بہت ہی اور اسمین بدم زیادہ علم کا محتاج ہی اور اخبار و آثار خلطہ او صحبت سے پرہیز کرنے کے باب مین بہت ہین اور کتابین اُن سے مملو اور مشحون ہین اور اسمین جو اخبار ہین انکو ایک جماعت نے جمع کیا ہی جو عبد اللہ بن مسعود نے روایت کی ہی کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی لیاتین علی الناس زمان لا یسلم لذی دین دینہ الا من فر بدینہ من قریۃ الی قریۃ ومن شاہق الی شاہق ومن حجر الی حجر کالثعلب الذی یروغ قالوا ومتی ذلک یا رسول اللہ قال اذا لم تنل المعیشۃ الا بمعاصی اللہ فاذا کان ذلک الزمان حلت العزوبۃ قالوا وکیف ذلک یا رسول اللہ وقد امرتنا بالتزویج قال انہ اذا کان ذلک الزمان کان ہلاک الرجل علی ید ابویہ فان لم یکن لہ ابوان فعلی ید زوجتہ وولدہ فان لم یکن لہ زوجۃ ولا ولد فعلی ید قرابتہ قالوا

وکیف ذلک یا رسول اللہ قال یعیرونہ بضیق المعیشۃ فیتکلف ما لا یطیق حتی یوردہ

مورد الهلکۃ یعنی البتہ آدمیوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ نہیں سلامت رہے گا

کسی دین والے کا دین مگر وہ شخص کہ بسبب دین رکھنے کے ایک گانوں سے

دوسرے گانوں کی طرف بھاگے گا اور ایک بلندی سے دوسری بلندی کی طرف

اور ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ کی طرف مانند لومڑی کے کہ وہ بھاگتی ہے کہا

لوگوں نے کہ یا رسول اللہ یہ کب ہوگا فرمایا کہ جسوقت نہ پہونچے روزی مگر ساتھ گناہ

اللہ تعالیٰ کے پس جسوقت یہ زمانہ ہووے تو عزوبت یعنی بے نکاح رہنا حلال ہوگا

بولے کہ کیونکر ہووے یہ بات یا رسول اللہ حالانکہ آپنے ساتھ نکاح کرنے کے

ہمکو حکم کیا ہے فرمایا کہ جسوقت یہ زمانہ ہوگا موت مرد کی اوپر ہاتھ ماں باپ کے ہوگی اور

اگر اسکے ماں باپ نہونگے تو اوپر ہاتھ زوجہ اور اولاد کے ہوگی اور اگر اسکی زوجہ اور

اولاد نہوگی تو اوپر ہاتھ قرابت اسکے کے ہوگی بولے کس طرح ہے یا رسول اللہ فرمایا

ساتھ تنگی روزی کے شرم دلاوینگے تو وہ جس چیز کی طاقت نہیں رکھتا ہے اُسکی تکلیف

اُٹھاوے گا یہاں تک کہ وہ اُسکو محل ہلاکت میں ڈالدینگے اور اہل سلف سے بعضوں

نے صحبت و برادری فی اللہ کے اندر رغبت کی ہے اور انکی رائے ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے اہل ایمان پر اس بات پر احسان رکھا ہے اس حیثیت سے کہ انکو بھائی ٹھہرایا ہے

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم

فاصبحتم بنعمتہ اخوانا یعنی اور یاد کرو اپنے اللہ کی نعمت کو یاد کرو اسواسطے کہ تم دشمن

تھے پھر تمھارے دلوں میں الفت دی پس صبح کو تم ساتھ نعمت اسکی کے

بھائی ہوگئے اور بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہو الذی ایدک بنصرہ وبالمومنین

اور ان چیزون سے جسکی طرف نفس بلاتا ہی اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے باز
رکھے پس خلوت کثیر الوجود ہی اور عزلت قلیل الوجود ہی آبوبکر وراق نے
کہا ہی کہ فتنہ نہین پیدا ہوا ہی الا خلاطہ او ربیل جول سے شروع آدم علیہ السلام سے
آج کے دن تک اور سلامت وہی شخص رہا جسنے خلطہ سے گوشہ گیری کی اور بعضون نے کہا ہی
کہ سلامت کے دس اجزا ہین تو جزو خاموشی مین ہین اور ایک جزو عزلت
مین ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ خلوت اصل ہی اور خلطہ و صحبت عارض تو
چاہیے کہ اصل کو لازم پکڑے اور مخالطت نہ کرے مگر بقدر حاجت کے
اور جب مخالطت کرے تو نہ مخالطت کرے مگر ضرورت کے ساتھ اور جب مخالطت
کرے تو خاموشی اختیار کرے اسواسطے کہ وہ اصل ہی اور کلام عارضی ہی اور
تکلم نہ کرے مگر ضرورت کے ساتھ اسواسطے کہ صحبت کا خطرہ بہت ہی اور اسمین بندہ
زیادہ علم کا محتاج ہی اور اخبار و آثار خلطہ او صحبت سے پرہیز کرنے کے باب
مین بہت ہین اور کتابین اُن سے مملو و مشحون ہین اور اسمین جو اخبار ہین انکو ایک
حدیث نے جمع کیا ہی جو عبداللہ بن مسعود نے روایت کی ہی کہا کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی لیاتین علی الناس زمان لا یسلم لذی دین دینہ الا
من فر بدینہ من قریۃ الی قریۃ ومن شاہق الی شاہق ومن جحر الی جحر کالثعلب
الذی یروغ قالوا ومتی ذلک یا رسول اللہ قال اذا لم تنل المعیشۃ الا بمعاصی اللہ
فاذا کان ذلک الزمان حلت العزوبۃ قالوا وکیف ذلک یا رسول اللہ وقد امرتنا
بالتزوج قال انہ اذا کان ذلک الزمان کان ہلاک الرجل علی ید ابویہ فان لم یکن لہ
ابوان فعلی ید زوجتہ وولدہ فان لم یکن لہ زوجۃ ولا ولد فعلی ید قرابتہ قالوا

وکیف ذلک یا رسول اللہ قال یعیرونہ بضیق المعیشۃ فیتکلف ما لا یطیق حتی یوردہ
من موارد الہلکۃ یعنی البتہ آدمیوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ نہیں سلامت رہیگا
کسی دین والے کا دین مگر وہ شخص کہ بسبب دین اپنے کے ایک گانوں سے
دوسرے گانوں کی طرف بھاگے گا اور ایک بلندی سے دوسری بلندی کی طرف
اور ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ کی طرف مانند لومڑی کے کہ وہ بھاگتی ہے کہا
لوگوں نے کہ یا رسول اللہ یہ کب ہوگا فرمایا کہ جسوقت نہ پہونچے روزی مگر ساتھ گناہ
اللہ تعالی کے پس جسوقت یہ زمانہ ہووے تو عزوبت یعنی بے نکاح رہنا حلال ہوگیا
بولے کہ کیونکر ہووے یہ بات یا رسول اللہ حالانکہ آپنے ساتھ نکاح کرنے کے
ہمکو حکم کیا ہے فرمایا کہ جسوقت یہ زمانہ ہوگا موت مرد کی اوپر ہاتھ ماں باپ کے ہوگی اور
اگر اسکے ماں باپ نہونگے تو اوپر ہاتھ زوجہ اور اولاد کے ہوگی اور اگر اسکی زوجہ اور
اولاد نہوگی تو اوپر ہاتھ قرابت اسکے کے ہوگی بولے کس طرح پر یا رسول اللہ فرمایا
ساتھ تنگی روزی کے شرم دلاینگے تو وہ جس چیز کی طاقت نہیں رکھتا ہے اسکی تکلیف
اٹھائے گا یہانتک کہ وہ اسکو محل ہلاکت میں ڈال دینگے اور اہل سلف سے بعضوں
نے صحبت و برادری فی اللہ کے اندر رغبت کی ہے اور انکی رائے ہے کہ اللہ تعالی
نے اہل ایمان پر اس بات پر احسان رکھا ہے اس حیثیت سے کہ انکو بھائی ٹھہرایا ہے
اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم
فاصبحتم بنعمتہ اخوانا یعنی اور یاد کرو اپنے اللہ کی نعمت کو یاد کرو اسوقت کہ تم دشمن
تھے پھر تمہارے دلوں میں الفت دی پس صبح کو تم ساتھ نعمت اسکی کے
بھائی ہوگئے اور بھی اللہ تعالے نے فرمایا ہے ہو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین

والف بین قلوبہم لو انفقت ما فی الارض ما الفت بین قلوبہم ولکن اللہ الف بینہم یعنی اللہ وہ ہی کہ جسنے ساتھ نصرت اپنی کے اور مومنون کے تیری مدد کی اور اُنکے دلون مین الفت ڈالی اگر تو خرچ کرتا تمام جو کچھ زمین ہی تو الفت اُنکے دلون مین ڈالتا لیکن اللہ تعالی نے اُنکے درمیان الفت پیدا کر دی — اور سعید بن مسیب اور عبداللہ بن مبارک وغیرہما نے صحبت اور اخوت فی اللہ کو پسند اور اختیار کیا ہی اور فائدہ صحبت کا یہ ہی کہ وہ باطن کے مسام کھولتی ہی اور انسان اس سے عوارض اور عوارض کا علم حاصل کرتا ہی۔ بعضے کہتے ہین کہ آفات کا تجربہ جاننے والا وہ ہی جو اُن سے زیادہ تر آفات مین پڑا ہو اور علم محکم سے باطن بخت اور مستحکم ہو جاتا ہی اور آفات کی رات کو چلنے کے باعث سے صدق متمکن ہو جاتا ہی پھر اس سے خلاص پانا ایمان کی بدولت ہی اور صحبت اور اخوت کے طریق سے ایک دوسرے کی مدد اور معاونت باہم ہوتی ہی اور لشکر دل قوی ہو جاتا ہی اور ارواح آپس کی خوشبو لینے کے سبب آرام پاتے ہین اور خوش ہوتے ہین اور رفیق اعلی کی طرف توجہ کرتے ہین متفق ہو جاتے ہین اور ظاہر مین اسکی مثال آوازون کی ہی کہ جب وہ جمع ہو جاتی ہین اجرام سماوی کو پھاڑ ڈالتے ہین اور جب آواز تنہا ہو تو مقام مقصود تک نہین پہونچتی — حدیث مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہی کہ مومن اپنے بھائی کے ساتھ کثیر ہی اور اللہ تعالی نے خبر دیتے ہوے اُس شخص سے جسکا کوئی دوست نہین فرمایا ہی فما لنا من شافعین ولا صدیق حمیم یعنی پس کوئی نہین ہماری شفاعت کرنے والا اور نہ کوئی دوست محبت رکھنے والا۔

حمیم اصل ہمیم ہو مگر یہ کہ ہاے ہوز ہاے حطی کے ساتھ بدل گئی ہو اسواسطے کہ
اُن دونون کا مخرج قریب ہو اسواسطے کہ وہ دونون حروف حلق سے ہین اور ہمیم
اہتمام سے ماخوذ ہو یعنی اپنے بھائی کے کام کا اہتمام کرنا ہو اسواسطے کہ دوست
کی مہم مین اہتمام اور کوشش کرنی حقیقت صداقت ہو اور عمرؓ نے کہا ہو کہ
جسوقت تم مین سے کوئی اپنے بھائی سے دوستی اور محبت دیکھے تو چاہیے کہ اُسکے
ساتھ اہتمام کرے اسواسطے کہ یہ بات کمتر ہوتی ہو اور کہنے والے نے کہا ہو ع

وقد اسئلک من زمانک واحد + فہو المراد وابن ذاک الواحد + یعنی سو بار
صادق حبیب زمانہ مین تجھے مل جائے ایک + ہو وہی مقصود لیکن ہو کہان وہ ہائے
ایک + اور اللہ تعالیٰ نے داود علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی فرمایا ہو داود کیا
حال ہو کہ مین تجھے تنہا گوشہ گزین دیکھتا ہون داود نے کہا الٰہی خلق کو تیرے
سبب سے مین نے دشمن کیا پھر اُسکی طرف وحی بھیجی کہ اے داود بیدار ہو ہوشیار
اپنے نفس کے لیے طلبگار بھائیون کا ہو اور جو کوئی دوست کہ تجھسے موافقت میری
خوشی پر نہ کرے اُسکی صحبت دوست رکھ اسواسطے کہ وہ دشمن ہو تیرے قلب کو
سخت اور تیرے تئین مجھسے دور کردے گا اور حدیث شریف مین وارد ہو کہ دوست
زیادہ تم مین سے طرف اللہ کے وہ لوگ ہین جو الفت کرتے ہین اور الفت
کیے جاتے ہین پس مومن آلف اور مالوف یعنی الفت کرنے والا اور الفت
کیا گیا ہو اور اسمین ایک نکتہ ہو اور وہ یہ ہو کہ یہ بات نہین ہو کہ جو شخص عزلت
کو اختیار کرے اور وحدت کو اسکے واسطے تو اس سے یہ وصف زائل ہوجاتا ہو
تو وہ آلف اور مالوف نہین ہوتا اسواسطے کہ یہ اشارہ منجانب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم خلق جبلی کی طرف ہی اور یہ خلق ہر ایک اس شخص مین جو معرفت
مین اور یقین مین اکمل اور عقل مین گرانمایہ اور اہلیت و مستعداد مین اتم ہو کمال کو
پہونچتا ہی اور اس وصف سے زیادہ بہرہ ور آدمیون سے انبیا تھے انکے بعد اولیا
اور سب سے اکمل اور اتم اسمین ہمارے نبی صلوات اللہ علیہ ہین اور ہر ایک شخص
جو انبیا سے تھا الفت مین بہت زیادہ تھا اسی کے توابع زیادہ تھے اور ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم انمین سب سے زیادہ الفت کی تھی اور ان سب سے زیادہ
انکے توابع ہین اور آپ نے ارشاد فرمایا ہی کہ نکاح باہم کرو اور بہت کثرت
سے تم ہو یا کرو اسواسطے کہ مین تمہارے ساتھ قیامت کے دن امتون کا بڑھانیوالا
ہون اور ہر آئنہ اللہ تعالے نے اس وصف پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے آگاہ فرمایا ہی اور کہا کہ اگر تو ہوتا سخت خو سخت دل کا تیرے پاس سے
البتہ لوگ بھاگ جاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود اس
وصف کے عزلت اور وحدت کو طلب کیا اور ہر ایک شخص جسمین یہ وصف
زیادہ قوی اور اکمل ہو تو اسمین عزلت کی طلب ابتدا مین اکثر ہوتی ہی اور
اسی وجہ سے جناب رسول اللہ کو شروع شروع مین خلوت مرغوب تھی اور
غار حرا مین آپ خلوت رکھتے تھے اور سب راتون کو اسمین عبادت
کیا کرتے اور عزلت کی طلب آپ کے اس وصف کو زائل نہین کرتی کہ آپ
آلف اور مالوف تھے اور ایک قوم نے اسمین غلطی کی جنکا یہ ظن ہی کہ عزلت
اس وصف کو سلب کرتی ہی اور عزلت کو اس فضیلت کے حاصل کرنے
کے واسطے ترک کر دیا اور یہ خطا ہی اور طلب عزلت کا سر اس شخص کے لیے

جسمین یہ وصف ہو انبیا اور اولیاے امم داخل ہین جسکو ہم نے باب کے آغاز مین
بیان کیا ہی کہ ہر آئنہ انسان مین وصف اعم کے سبب میل اپنی جنس کی طرف ہی
پھر جب کہ زیرک استادان کار نے اُسکو دریافت کر لیا تو اللہ تعالی نے خلوت
اور عزلت اُنکو الہام کی اس لیے کہ نفس کا تصفیہ اس میلان سے ہو جائے جو وصف
اعم سے متعلق ہی تاکہ بلند ہمتیں میل طبعی سے تالف روحانی پر ترقی کرین جب
جبکہ حق تصفیہ ادا ہوا تو ارواح نے اصلی الفت اولی کے ساتھ اپنی جنس کی
طرف بلند پروازی کی اور اللہ تعالی نے اُنکو خلق اور اسکی صحبت کی طرف پاک
اور صاف اُلٹا پھیرا اور نفوس طاہر انوار ارواح سے روشن ہوگئے اور صفت جبلی
جو الفت کمل تھی آلت اور ایت ظاہر ہوئی اس سبب سے عزلت اہم امور کے
اُس شخص کے نزدیک ہوگئی جو الفت کرے اور الفت کیا جائے اور سب ولیاؤں
سے یہی دلیل اسپر کہ ہر آئنہ جس شخص نے عزلت اور گوشہ نشینی کی آلف اور
مالوف ہی تاکہ غلطی اُس شخص سے جسنے اسمین غلطی کی اور عزلت کی مطلق ا
صحبت کی بغیر اس بات کے جانے کہ صحبت اور عزلت کی حقیقت کیا ہی اور
عزلت اپنے وقت مین اور صحبت اپنے وقت مین ہو جائے یہ ہی جو محمد بن
حنیفہ علیہ الرحمۃ نے کہا ہی لیس بحکیم من لم یعاشر بالمعروف من لا یجد من معاشرتہ
بدا حتی یجعل اللہ لہ منہ فرجا یعنی نہین ہی حکیم عقلمند وہ شخص کہ ساتھ امر معروف
کے زندگی بسر نہ کرے اوس شخص سے کہ جسکی صحبت سے چارہ نہو وسے
یہانتک کہ اللہ تعالے اسکے لیے اُس سے کشادگی دیوے اور بشر
بن حارث کہا کرتے تھے کہ جب بندہ طاعت الٰہی مین قاصر ہو تو اللہ تعالے

دور کر دیتا ہی اُس شخص کو جو اُس سے مانوس ہوتا ہی تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالے
چار رفیقین کے لیے انیس مہیا کر دیتا ہی از روے مہربانی کے جو بجانب اللہ تعالے
کے ہی اور بندہ کو ثواب دینے کے لیے جو فوراً اس دنیا مین آسے حاصل ہو۔ اور
انیس کبھی تو مفید ہوتا ہی جیسے مشائخ اور کبھی وہ مستفید ہوتا ہی جیسے مرید
پس جو شخص کہ عزلت اور خلوت مین صحیح ہی وہ بغیر انیس کے نہین چھوڑا جاتا
پھر اگر وہ قاصر ہی تو اللہ تعالے اُسکو مانوس ایسے شخص سے کر دیتا ہی جس کے
ساتھ وہ اپنے حال کی تکمیل کرے اور اگر وہ غیر قاصر ہی تو اُسکے لیے اللہ تعالی
ایسا شخص پہونچا دیتا ہی مریدون سے جو اُسکے ساتھ انس کرے اور یہ اُنس
وہ ہی جسمین وہ میل نہین ہی جو وصف اہم کے ساتھ ہوتا ہی بلکہ وہ اللہ کے
ساتھ اور اللہ کی طرف سے اور اللہ مین ہوتا ہی۔ عبد اللہ بن مسعود نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپنے فرمایا ہی محبت
کرنے والے آپس مین اللہ کے واسطے اوپر سرخ یاقوت کے ستونون
کے ہین ستونون کے سرون مین ستر ہزار بالاخانہ ہین وہ اوپر جنتیون کے
جھانکتے ہونگے اُنکا حسن اور جمال جنتیون کو روشن کرے گا جیسا کہ سورج
دنیا والون کو روشن کرتا ہی کہینگے جنتی یعنی فرشتون کو کہ ہمین پاس دوستی
کرنے والون کے کہ اللہ تعالی کے واسطے کرتے ہین لے چلو تاکہ ہم اُنکو دیکھین پس
جسوقت وہ جنتیون پر نظر کرینگے حسن و جمال اُنکا جنتیون کو روشن کر دے گا
جیسا کہ سورج دنیا والون کو روشن کر دیتا ہی اُنکا لباس سندس سبز سے ہی اُنکی
پیشانی پر لکھا ہوا ہی کہ یہ لوگ اللہ کے واسطے محبت رکھنے والے ہین

اور ابوادریس خولانی نے معاذ سے کہا کہ مین تجھے محبوب فی اللہ رکھتا ہون تو اُس سے
کہا بشارت تجھے ہو بشارت تجھے ہو کہ ہر آئنہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سُنا ہی کہ آپ نے فرمایا ہی آدمیون سے ایک گروہ کے لیے قیامت کے دن
عرش کے اردگرد کرسیان بچھائی جائینگی جنکے مُنھ ایسے ہونگے جیسے چودھوین رات کو
چاند ہوتا ہی لوگ گھبرائینگے اور وہ نہ گھبرائینگے اور لوگ ڈرینگے اور وہ نہ ڈرینگے
اور یہ لوگ وہ اولیاء اللہ ہونگے کہ نہ اُنکو خوف ہوگا اور نہ وہ محزون ہونگے سو
آپ سے سوال کیا لوگون نے کہ وہ کون ہین یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ
باہم محبت اللہ عزوجل مین کرنے والے ہین۔ عبادہ بن صامت نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی فرمایا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہی کہ میری
محبت اُن لوگون کے لیے ثابت اور متحقق ہوئی ہی جو باہم میرے واسطے محبت
کرتے ہین اور باہم ملاقات میرے لیے کرتے ہین اور باہم بذل اور صدقت
میرے لیے کرتے ہین۔ سعید بن مسیب سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ آگاہ ہو مین خبر دیتا ہون اُس چیز سے جو نماز اور صدقہ
سے بھی بڑھکر ہی لوگون نے کہا کہ وہ کیا ہی فرمایا اصلاح ذات البین یعنی دو شخصون
کے درمیان باہم صلح کرانی اور بچو تم بغض سے کسواسطے کہ وہ حالقہ ہی یعنی محبت
کو دور کرنے والا ہی۔ اور ابو مسلم نے کہا کہ مین نے ابوہریرہ کو کہتے سُنا ہی ایک
حدیث کو اور حدیث مین تحذیر اور تخویف بغض سے ہی اور وہ یہ ہی کہ لوگون سے
علیحدہ ہوکر کنارہ کشی اُنکی دشمنی اور بدگمانی کے سبب کرے اور یہ خطا ہی اور
جو شخص کہ ارادہ اس بات کا کرے کہ وہ لوگون سے علیحدہ اور تنہا رہے کہ

وہ اپنے نفس کو دشمن رکھتا ہی اور اُن باتون کو جان کر جو اُسکے نفس آفات مین
اور اپنے نفس پر خوف رکھتا ہو اپنے نفس سے اور خلق پر کہ اپنی شر سے اُن پر
آن پڑے کہ جو شخص کہ اُسکی خلوت اس وصف سے ہو تو اس وعید کے تحت
مین داخل نہین ہی اور حالقہ کے ساتھ اشارہ یہ ہی کہ بغض دین کے لیے دشمن
ہی اسواسطے کہ وہ مومنین اور مسلمین کی طرف دشمنی کی نظر سے دیکھتا ہی۔
خالد بن معدان سے روایت ہی کہ اللہ تعالی کے واسطے ایک فرشتہ ہی کہ
آدھا آگ سے اور آدھا برف سے بنا ہوا ہی اور اُسکی یہ دعا ہی اللہم فکما
الفت بین ہذا الثلج وہذہ النار فلا الثلج یطفی النار ولا النار تذیب
الثلج الفت بین قلوب عبادک الصالحین اور کیونکر قلوب صالحین مالوف
باہم ہون اور حالانکہ آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وقت
عروج مین قاب قوسین پر ایسے وقت مین جسکے اندر گنجائش کسی شی کی نہ تھی
اس وجہ سے کہ صالحین کا دل لطیف ہی اُنکو ایسے مقام شہرگ پر نہین
پایا اور کہا السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین کہ وہ مجتمع ہین ہرچند
کہ وہ متفرق ہون اور صحبت اُنکی لازم ہی اور شرکت اُنکی دنیا و آخرت
مین تو حاصل اور باہمی آمیزش مین جازم اور قطعی ہی۔ اور عمرو بن خطاب
رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ اگر ایک آدمی دن کو روزہ رکھتا اور رات کو
نماز مین کھڑا رہتا ہو اور صدقہ دیتا ہو اور جہاد کرتا ہو اور حب فی اللہ اسکو
حاصل نہو اور نہ بغض فی اللہ ہو تو یہ سب کچھ اُسے نفع نہین دے گا۔ ابوبکر
کتانی نے کہا ہی کہ صحبت رکھو اللہ تعالے کے ساتھ پھر اگر تمہین اسکی

طاقت ہو جو شخص کہ اللہ تعالی کے ساتھ صحبت رکھتا ہی اُسکے ساتھ صحبت رکھو تاکہ اُنکی صحبت کی برکت تمکو اللہ تعالی کی صحبت تک پہونچائے علی بن سہل کا قول ہی کہ انس باللہ تعالی یہ ہی کہ خلق سے متوحش ہو مگر اُس شخص سے کہ وہ اولیاء اللہ سے ہو اسواسطے کہ اہل ولایت اللہ سے انس کرنا بعینہٖ انس باللہ ہی اور بعض کہنے والے نے نظم مین آگاہ کر دیا اس حقیقت پر جو معانی صحبت اور خلوت اور اُنکے فائدون کو جامع ہی اور اُس بات کو جس سے پرہیز کرنا چاہیے اور یہ اُسکا قول ہی ابیات

وحدة الانسان خیر		من جلیس السوء عنده
وجلیس الخیر خیر		من قعود المرء وحده

ترجمہ

بہتر انسان کی ہی تنہائی		ہمنشین سے جو بد ہو اسکے پاس
اور بہتر ہی ہمنشین بہتر		نہ کہ بیٹھا رہے اکیلا اُداس

باب چونواں صحبت اور اخوت فی اللہ کے حقوق ادا کرنے کے بیان مین ہی

اللہ تعالی نے فرمایا ہی وتعاونوا علی البر والتقوی یعنی اور آپس مین مدد کرو تم ادپر نیکی اور پرہیزگاری کے اور اللہ تعالی نے فرمایا ہی وتواصوا بالحق وتواصوا بالمرحمۃ یعنی اور تقید کرتے ہین سچا رنے کا اور تقید کرتے ہین رحم کھانے کا اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف مین اللہ تعالی نے فرمایا ہی اشداء علی الکفار رحماء بینہم یعنے زور آور ہین کافرون پر نرم دل آپس مین

اور تحمل ہیں تینوں منجانب اللہ تعالی بندون کے لیے آداب حقوق صحبت پر موجب
تنبیہ اور آگاہی ہین پس جو شخص کہ اُسنے صحبت اور اخوت اختیار کی تو ادل
ادب اُسکا یہ ہی کہ وہ اپنے نفس اور اپنے یار کو اللہ تعالی کے سپرد سوال ور دعا
اور تضرع سے کردے اور صحبت مین برکت مانگے اسواسطے کہ وہ شخص اس سے
اپنے نفس پر یا تو ایک دروازہ جنت کا کھولتا ہی یا ایک دروازہ دوزخ کا پس
اگر اللہ تعالی اُن دونون مین خیر کا دروازہ کھولے تو وہ ایک دروازہ جنت کا ہی
اللہ تعالی نے فرمایا ہی جتنے دوست ہین اُسدن دشمن ہونگے مگر جو ہین ڈرنے والے
اور بعضون نے کہا ہی کہ ایک کو اُن دو مین سے جو اخوت فی اللہ رکھتے ہون
کہا جائے گا کہ جنت مین داخل ہو تو وہ اپنے بھائی کے مکان سے سوال کریگا
سو اگر وہ مکان اُسکے مکان سے کم درجہ کا ہوگا تو وہ جنت مین نہین داخل
ہوگا جب تک کہ اُسکے بھائی کو مکان اُسکے مکان کے مثل عطا نہوگا پھر
اگر اُس سے کہا جائے گا کہ تیرے عمل برابر اُسکے عمل کے نہ تھے تو وہ کہے گا کہ مین
اپنے لیے اور اُسکے لیے عمل کرتا تھا تو وہ اپنے بھائی کے لیے جسقدر مانگا جائیگا
وہ دیگا اور اُسکا بھائی اُسکے درجہ تک بلند کیا جائے گا اور اللہ تعالے
اُن دونون پر صحبت سے شر کا دروازہ کھولے تو ایک دروازہ دوزخ کا ہوگا
اللہ تعالے نے فرمایا ہی ویوم یعض الظالم علی یدیہ یقول یالیتنی اتخذت مع
الرسول سبیلا یاویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا یعنی اور جس دن کاٹ کاٹ
کھائے گا گنہگار اپنے ہاتھ کہے گا کسی طرح مین نے پکڑی ہوتی رسول اللہ
کے ساتھ راہ ای خرابی میری کہین نہ پکڑی ہوتی مین نے فلانے کے ساتھ

دوستی - اگرچہ یہ آیت قصہ مشہورہ مین نازل ہوئی ہی مگر اللہ تعالیٰ نے اُسکے ساتھ
اپنے بندون کو آگاہ کردیا ہی پرہیز کرنے پر ایک دوست سے جو اللہ سے قطع
کرائے اور اسمین بلا نیت اختیار صحبت اور اخوت سے جو حسب اتفاق ہوے
اور ابتدا سے کام مین شان اُن لوگون کی جو غافل اور جاہل ہین نیات اور
مقاصد اور نفع اور نقصانون سے ثابت ہوجاتی ہی اور عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما نے اپنے ایک کلام مین کہا ہی اور انسانون کو نہین پکارتے ہین
مگر انسان پس صحبت سے فساد کی بھی امید ہی اور صحبت کی بھی امید ہی اور
یہ اُسکا راستہ نہین ہی کس طرح اُسکے شروع مین نہ ڈالے اور اس معاملہ مین
کام استوار اس طرح ہوتا ہی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف کثرت سے التجا کرے اور
صدق اختیار اور سوال برکت اور خیر کا اسمین کرے اور نماز استخارہ کی پڑھے
بعد ازان یہ ہی کہ صحبت اور اخوت کا اختیار کرنا بھی ایک عمل ہی اور ہر ایک عمل
نیت اور حسن خاتمہ کا محتاج ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی
ایک حدیث طولانی کہ سات آدمی ہین جنکو اللہ تعالیٰ سایہ عنایت فرمائیگا
سو انہین سے دو وہ شخص ہین جنھون نے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت باہم کی
اور اسی پر انھون نے اپنی زندگی بسر کی اور اسی پر مرے اشارہ اس بات
کی طرف ہی کہ اخوت اور صحبت کی شرط حسن خاتمہ ہی تاکہ اُنکے لیے موافات
کا ثواب لکھا جائے اور جب کہ موافات فاسد ہوگئی اس طرح پر کہ جو حقوق
اسمین ہین اُنکو ضایع کردیا تو عمل سرے سے فاسد ہوگیا بعضون نے
کہا ہی کہ شیطان نے حسد کسی دو معاونون کا نیکی پر نہین کیا جتنا کہ حسد

آنے دو شخصون پر کیا جو فی اللہ تعالیٰ بھائی بن گئے اور دونون نے انمین باہم کر
محبت کی اسواسطے کہ شیطان بالذات کوشش کرتا ہی اور اپنی ذریات کو فساد
اُنکے درمیان ڈالنے پر برانگیختہ کرتا ہی۔ اور فضیل کہا کرتا جب کبھی غیبت واقع
ہوتی تو اُٹھ گئی برادری اور برادری فی اللہ تعالیٰ مواجہہ ہو اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہی اخوانا علی سرر متقابلین یعنی بھائی ہین اوپر تختون کے سامنے بیٹھے
ہوے ہین اور جب ایک نے دوسرے کے لیے بُرائی دل مین ٹھانی یا کوئی
چیز اس سے مکروہ دیکھی اور اُسے مطلع اسپر نہین کیا تاکہ یہ اسکو زائل کرے یا اُس
سے دور کرنے کے لیے سبب پیدا کرے تو وہ مواجہہ اور مقابل اسکے
نہین ہوا بلکہ پیٹھ پھیر لی۔ جنید علیہ الرحمہ نے کہا جو دو شخص کہ باہم فی اللہ
اخوت اُنھون نے کی اور ایک اُنمین کا دوسرے سے متوحش ہوا تو یہ بات
نہین ہی مگر کسی علت سے جو اُن دونون مین کسی ایک مین ہوگی پس موافقت
فی اللہ صاف تر آب زلال سے ہی اور جو اللہ کے واسطے ہو تو اللہ اس مین
صفائی کا مطالبہ کرنے والا ہی اور جو چیز صاف ہی تو برابر رہیگی اور اصل
اسکی دوام صفا مین عدم مخالفت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہی
کہ اپنے بھائی سے لڑائی جھگڑا مت کر اور اُس سے خوش طبعی نہ کر اور نہ ایسا
وعدہ کر جسکے تو خلاف کرے۔ ابوسعید خراز نے کہا مین صوفیون کے ساتھ پچاس
برس رہا کبھی میرے اور اُنکے درمیان خلاف نہین پڑا سو اُس سے سوال
کیا گیا کہ یہ کیونکر ہوا کہا اسواسطے کہ مین اُنکے ساتھ اپنے نفس پر غالب
رہتا تھا۔ ابو عمر دمشقی رازی نے کہا کہ مین نے ابو عبد اللہ ابن الجلا کو کہتے

سنا ہی اور اُسوقت کسی شخص نے اُس سے سوال کیا تھا کہ خلق سے مین کس شرط
پر صحبت رکھون تو جواب دیا کہا اگر تو اُنسے نیکی نہ کرے تو اُنکو ایذا بھی مت دے
اور اگر تو انھین خوش نہ کرے تو اُنسے بُرائی نہ کر۔ اور اُسی عبد اللہ نے استاد
مذکورہ کے ساتھ کہا ہو کہ اپنے بھائی کا حق تلف نہ کر جو تیرے اور اُسکے
درمیان موذت اور صداقت سے ہی اسواسطے کہ حق تعالے نے ہر ایک مومن
کے لیے حقوق مقرر کیے ہین جنکو ضایع بجز اُسکے کوئی نہین کرتا جو رعایت
اُن حقوق الٰہی کی نہین کرتا کہ اُسپر ہین اور حقوق صحبت سے یہی کہ جب
فرقت اور جدائی واقع ہوجائے تو اپنے بھائی کا ذکر نہ کرے مگر خیر کے
ساتھ حکایت ہی کہ ایک صوفی کی بی بی تھی اور اُسکی ایک بات مکروہ
اُسے معلوم تھی سو اُس صوفی سے بی بی کا حال پوچھنے کیلیے کہا جاتا تو وہ
کہتا کہ مرد کے لائق یہ نہین کہ اپنے اہل کے حق مین خیر کے سوا کچھ پھر اُس سے
الگ ہوگیا اور اُسکو طلاق دے دی پھر اُس سے اُس ماجرا کی خبر چاہی تو
کہا ایک عورت ہی جو مجھ سے علیحدہ ہوگئی اور مجھسے وہ کسی چیز مین نہین ہی
مین کیونکر اُسکا ذکر کرون اور یہ تخلق باخلاق اللہ تعالی سے ہی کہ وہ سبحانہ
ہر ایک بھلی بات کو ظاہر اور بری بات کو پوشیدہ کرتا ہی۔ اور جب ایک
بھائی سے ایسی بات معلوم ہو جو موجب قطع ہو تو آیا اُس سے بغض کرے
یا نہین اسمین قول مختلف ہین ابوذر کا قول ہی کہ جب اُس حالت سے پھیر وہ
تھا بدل گیا تو اُس سے بغض کرے جیسے کہ اُس سے محبت کی تھی اور دوسرے
کا قول ہی کہ بھائی سے صحبت کے بعد بغض نہ کرے مگر اُسکے عمل سے

بغض رکھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہی کہ پس اگر تیری
نافرمانی کریں تو کہدے کہ مین بری اس عمل سے ہون جو تم کرتے ہو اور یہ نہین کہا
کہ مین تم سے بری ہون۔ اور منقول ہی کہ ایک جوان ہمیشہ ابی درداء کی مجلس مین
آیا کرتا اور ابو درداء اُسکو اوردن پر ممتاز رکھتا تھا پھر وہ جوان ایک گناہ کبیرہ
مین مبتلا ہو گیا اور ابو درداء تک وہ بات پہونچی تو اُس سے کہا گیا کاش تو
اس سے بُعد رکھتا اور اس سے ہجر کرتا کہا سبحان اللہ یار کسی چیز کے سبب جو
اُس سے ہو جائے ترک نہین کیا جاتا بعضون نے کہا ہی کہ محبت ایک
لحمہ یعنی قرابت ہی جیسے نسب کی قرابت ہوتی ہی اور ایک بار ایک حکیم سے
سوال کیا گیا کہ تیرے نزدیک محبوب تر تیرا بھائی ہی یا تیرا دوست ہی تو اُسنے
جواب دیا کہ مین اپنے بھائی کو محبوب اُسوقت رکھتا ہون جب کہ وہ میرا
دوست ہو اور برخلاف مفارقت ظاہری اور باطنی مین ہی و لیکن ملازمت
باطنی جب کہ ظاہری مفارقت ہو تو وہ مختلف اشخاص کے اختلاف سے
ہوتی ہی اور اسمین قول بالاطلاق نہین کیا جاتا بغیر اسکے کہ اسمین تفصیل ہو
اسواسطے کہ آدمیون سے بغض وہ شخص ہوتا ہی جسکا تغیر اللہ سے پھر جاتا اور
اور سابقہ کی برائی کا حکم ظاہر ہوتا ہی تو اُسکا بغض واجب ہی اور اسمین
موافقت حق کی ہی اور آدمیون مین بعض ایسا ہی کہ اُسکا تغیر اور بدل جانا
ایک لغزش سے ہی جو پیدا ہو گئی اور ایک کاہلی ہی جو آن پڑی جسکے عود اور
رجوع کی امید ہی تو سنر اوار نہین ہی کہ اُس سے بغض ہو مگر اُسکے کام کا حالت
حاضرہ مین بغض رکھے اور دوستی کی آنکھ سے دیکھے ایسی حالت سے

کہ وہ منتظر رہے کہ اُسے کشادگی نصیب ہو اور صلح کی جگہ پھر وہ معاودت کرے
اسواسطے کہ حدیث مین وارد ہوا ہی کہ نبی علیہ السلام نے جب کہ قوم نے ایک
شخص کو جسنے فعل فاحشہ کیا گالیان دین فرمایا کہ ٹھہرو اور اپنے اس قول سے
اُنکو زجر کیا اور اپنے بھائی پر تم مددگار شیطان کے مت ہو۔ اور ابراہیم نخعی نے
کہا کہ اپنے بھائی سے قطع نکرو اور مت اُس سے ہجر کرو اُسکے گناہ کے سبب جو وہ
گناہ کرے اسواسطے کہ وہ آج کے دن ارتکاب اُسکا کرتا ہی اور کل صبح اُسکو
چھوڑ دیتا ہی۔ اور حدیث مین ہی کہ ڈرو تم عالم کی لغزش اور گناہ سے اور اُس سے
قطع نکرو اور اُسکی بازگشت کا انتظار کرو۔ اور روایت ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے
سوال اپنے بھائی سے کیا کہ اُس سے مواخات کی تھی اور شام کی طرف گیا تھا تو
اُسکا حال اُس شخص سے استفسار کیا جو اُسکے پاس آیا تھا سو فرمایا کہ میرے
بھائی نے کیا کیا اُسنے آپ سے کہا کہ تیرا بھائی شیطان ہی آپ نے فرمایا کہ اُسے
ایسا مت کہہ اُسنے کہا کہ وہ کبائر مین آلودہ ہو گیا ہی یہان تک کہ شرابخواری
مین پڑ گیا پھر آپ نے کہا کہ جب تو شام کو جانے کا ارادہ کرے تو مجھے خبر دینا
راوی نے کہا کہ پھر آپ نے اُسکو لکھا حٰم تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم
غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب پھر اُسکے نیچے عتاب درج کیا
اور اُسے معزول کیا سو جب اُسنے خط پڑھا تو رو دیا اور کہا سچا ہی اللہ تعالے
اور عمرؓ نے نصیحت اور خیرخواہی کی پھر اُسنے توبہ کی اور کبیرہ سے رجوع اور
بازگشت کی۔ اور روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عمر کو
دیکھا کہ وہ بیٹھے اور باتین پھیر کر دیکھتا تھا تو آپ نے پوچھا اُس سے نے کہا

یا رسول اللہ ایک مدت سے مین نے موٴاخات کی ہی سو مین تلاش کرتا ہون اور اُسے
نہین دیکھتا تب آپ نے فرمایا یا عبد اللہ جب تو کسی سے موٴاخات کرے تو اُسکا نام
پوچھ لے اور اُسکے باپ کا نام دریافت کرے اور اُسکا گھر پوچھ اگر وہ بیمار پڑے تو
اُسکی عیادت کر اور اگر وہ کسی کام مین مشغول ہو تو اُسکی اعانت کر۔ اور ابن عباسؓ
کہا کرتے کہ کسی مرد نے میری مجلس تک تیرے بغیر کسی حاجت کے جو اُسکو ہو واسطہ معرفت
نہین کی کہ مین نے دنیا مین اُسکی مکافات جان لی۔ اور سعید بن العاص اُسکے مجلسی
کہا کرتے کہ تین باتین میرے ذمہ واجب ہین جب کوئی میرے پاس آوے تو
اُسکو مرحبا کہتا ہون اور جب وہ بات کرے تو میں اُسکی طرف متوجہ ہو لیتا ہون اور
جب وہ بیٹھے تو اُسکے لیے وسعت جگہ مین دیتا ہون اور خلوص محبت اللہ تعالیٰ
کی علامت یہ ہی کہ اس محبت مین شاید کوئی فائدہ دنیا کا نرمی اور احسان
سے نہو اسواسطے کہ جو محبت معلول اور کسی سبب سے ہوتی ہی تو وہ سبب کے
زوال سے زائل ہو جاتی ہی اور جو شخص اُنکی دوستی مین سند اور وجہ کسی علت
کی نہو تو وہ دوام خلت کے ساتھ مستحکم ہوتی ہی اور حب فی اللہ کی شروط سے
یہ ہی کہ بھائی پر خرچ کر ڈالے اسقدر جو دین و دنیا سے اُسکے مقدور مین ہو اللہ
تعالیٰ نے فرمایا ہی یحبون من ہاجر الیہم ولا یجدون فی صدورہم حاجۃ مما اوتوا
ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ یعنی محبت رکھتے ہین اُس سے
جو وطن چھوڑ کے اُنکے پاس اور نہین پاتے اپنے دل مین غرض اُس چیز
سے جو اُنکو ملا اور مقدم رکھتے ہین اُنکو اپنی جان سے اور اگرچہ ہو اُنپر
دو چند بھوک پس قول اللہ تعالیٰ کا کہ لا یجدون فی صدورہم حاجۃ مما اوتوا

اور چھوٹون کو نصیحت کرنا اور اُن لوگون کی صحبت کا ترک کرنا جو اُنکے طبقہ مین نہین ہین
اور ایثار اور خرچ کو لازم اپنے اوپر کرنا اور ذخیرہ جمع کرنے سے کنارہ کشی اور
دین و دنیا کے کام مین مدد دینی اور اُنکے ادب سے بھائیون کی لغزش سے
انجان ہونا اور جسمین نصیحت در جب ہو اسمین نصیحت کا کرنا اور اپنے یار
کی عیب پوشی اور اُس عیب کی اُسے اطلاع دینی جو اُسمین پاتا ہو۔ عمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا ہی کہ اللہ رحم اُس شخص پر کرے جس نے
مجھے میرے عیب پر رہبری کی اور یہ ایک ایسا امر ہی کہ اسمین نیکی اور مصلحت
کلی ایک شخص کے لیے اُس شخص سے ہی جو اُسکو متنبہ اُسکے عیبون پر
کرتا ہی۔ جعفر بن برقان نے کہا کہ مجھسے میمون بن مہران نے کہا کہ جو
مین مکروہ جانتا ہون وہ مجھسے میرے مُنھ پر کہو اسواسطے کہ آدمی اپنے
بھائی کو نصیحت نہین کرتا یہان تک کہ اُس سے مُنھ در مُنھ وہ بات کہے جسکو
وہ مکروہ جانتا ہو اسواسطے کہ مرد صادق اُس شخص کو دوست رکھتا ہی جو
اُس سے سچ کہے اور جھوٹا آدمی ناصح کو دوست نہین رکھتا اللہ تعالے
نے فرمایا ہی و لیکن تم نصیحت کرنے والون کو دوست نہین رکھتے ہو اور
نصیحت وہ ہی جو کہ پوشیدگی مین ہو۔ اور آداب صوفیہ سے یہ ہی کہ بھائیون
کی خدمت مین کھڑا ہو اور جو اذیت اُنسے پہونچے اُسکو سہے کہ اُس سے نفس کا
جوہر کھلتا اور ظاہر ہوتا ہی۔ روایت ہی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے
حکم دیا کہ پرنالہ جو عباس بن عبد المطلب کے گھر مین اُس رستہ کی طرف تھا
جو صفا اور مروہ کے درمیان ہی تو عباس رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا اُکھاڑ ڈالا

تو نے جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے رکھا تھا تو کہا کہ اب
اُسکو اُسی جگہہ تیرے ہاتھ کے سوا دوسرا نہ رکھے گا اور تیرے لیے سیڑھی عمر کے کاندھے
کے سوا نہوگی پھر اُسکو اپنے کاندھے پر کھڑا کیا اور اُسنے اُسے اُسکی جگہہ پر رکھدیا اور
اُنکے ادب سے یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے نفس کے لیے کوئی ملک نہیں سمجھتے کہ
جسکے ساتھ اُنکو خصوصیت ہو۔ ابراہیم بن شیبان رضی نے کہا کہ ہم کسی ایسے شخص
کے ساتھ ہی نہیں رہے جو یہ بات کہے کہ میری جوتی۔ اور احمد بن قلانسی نے
بیان کیا کہ مین ایک دن بصرہ مین فقرا کی ایک قوم کے پاس پہونچا تو اُنھون
نے میرا اکرام کیا اور میری تعظیم کی سو مین نے ایک روز اُنمین سے کسی کو
کہا کہ میرا پاجامہ کہان ہے اور مین اُنکی آنکھون سے گر گیا اور ابراہیم بن
ادہم کا یہ حال تھا کہ جب کوئی شخص اُسکی صحبت مین آتا تو وہ تین چیزون
کی شرط کر لیتے یہ کہ خدمت اور اذان اُسکے لیے ہو اور یہ کہ تصرف اُسکا
اُن تمام چیزون مین جو اللہ اُنپر مفتوح کرے اُسکے تصرف کی مثال ہو سو
ایک شخص نے اُسکے یارون سے کہا مین اسپر نہیں قدرت رکھتا تو ابراہیم
نے کہا کہ تیرے صدق نے مجھے تعجب مین ڈالا۔ اور ابراہیم ابن ادہم باغون
کی حفاظت کیا کرتا اور کھیت کاٹا کرتا اور اپنے یارون پر خرچ کرتا۔ اور اہل
صفہ کے اخلاق سے تھا کہ جو کوئی اپنے بھائی کے مال سے کسی چیز کی
احتیاج رکھتا تو بغیر مشورہ اُسکو استعمال مین لاتا اللہ تعالی نے فرمایا ہے و

امرہم شوریٰ بینہم یعنی متاع ومشترک ہے کہ وہ سب آپس مین برابر ہین اور اُنکے
ادب سے ہے کہ جب اُنکو کوئی بار گران معلوم ہو تو وہ اپنے نفوس کو

مشتبہ اور قصوروار ٹھہرتے تھے اور اُسکی دوا کرنے مین اپنے باطن سے سبب پیدا
کرتے تھے اسواسطے کہ اس قسم کی بات سے دل کا پلٹ جانا یار کھنے کے لیے ایک
غیر دخیل کام ہے - ابوبکر کتانی نے کہا کہ میرے ساتھ ایک شخص ہوا اور میرے دل
پر وہ گران تھا سو مین نے اُسے ایک چیز اس نیت سے دی کہ اُسکا ثقل میرے
قلب سے دور ہو اور دور نہوا پھر مین نے اُس سے ایک دن خلوت کی اور
اُس سے کہا کہ تو اپنا پانون میرے رخسارے پر رکھ اُسنے انکار کیا تو مین نے
اُس سے کہا کہ اس سے چارہ نہین ہے تو اُسنے یہ کام کیا اسوقت وہ بات میرے
باطن سے جاتی رہی جو اپنے باطن مین پاتا تھا - رقی نے کہا کہ شام سے مین نے
حجاز کا ارادہ کیا تاکہ اس حکایت کو کتانی سے دریافت کرون - اور اُنکے ادب
سے ہے کہ جسکے فضل کو جانتے ہون اُسکو مقدم کرین اور مجلس مین اُسکے لیے وسعت
دین اور جگہ اُسکو دین - حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایک چبوترے پر بیٹھے ہوے تھے کہ اتنے مین ایک گروہ اہل بدر کا آیا
اور کوئی جگہ اُنھون نے نہ پائی جہان وہ بیٹھین تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اُن لوگون کو اُٹھایا جو اہل بدر سے نہ تھے پھر اُنکی جگہ بدری بیٹھے تو یہ امر اُنکو
بہت معلوم ہوا تب اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی واذا قیل انشزوا
فانشزوا الآیۃ - یعنی جب کہا جائے کہ اُٹھو تو اُٹھ کھڑے ہو تم - اور حکایت
ہے کہ علی بن بندار صوفی ابی عبد اللہ بن خفیف کے پاس زیارت کے لیے
آیا سو وہ دونون چلے پھر ابی عبد اللہ نے کہا کہ آگے بڑھیے تو کہا کس عذر
سے کہا اس وجہ سے کہ تم جنید سے ملے ہو اور مین نہین ملا - اور اُنکے ادب

سے ترک صحبت اُس شخص کا ہے جسکے ارادہ مین کوئی شے دنیا کی فضولیات سے

ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاعرض عمن تولی عن ذکرنا ولم یرد الا الحیوٰۃ الدنیا
یعنی پس اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس شخص سے منھ پھیر لیجے جس نے
ہمارے ذکر سے منھ پھیر دیا اور نہین ارادہ کیا مگر زندگی دنیا کا - اور اُنکے
ادب سے ہے بھائیون کا انصاف دینا اور انصاف کے مطالبہ کا چھوڑ دینا -
ابو عثمان حیری کا قول ہے کہ حق صحبت یہ ہے کہ اپنے مال سے تو اپنے بھائی کو صاحب
وسعت و مقدور کر اور اُسکے مال مین طمع نہ کر اور اُسکا انصاف اپنے نفس سے کر اور
اُن سے انصاف مت طلب کر اور اُسکا پیرو ہو اور اُسکی طمع نہ کر کہ وہ میرا پیرو ہو
اور جو تجھے اُس سے پہونچے اُسے بہت سمجھ جان اور جو تجھ سے اُسکو پہونچے اُسکو تھوڑا
سمجھ اور اُنکے ادب سے یہ ہے کہ صحبت مین نرمی جانب کی ہو اور نفس کا غلبہ صولت
کے ساتھ ترک کرے - ابو علی رودباری نے کہا ہے کہ صولت اور حملہ اُس شخص پر
جو تجھ سے ادنیٰ ہے شوخی اور بے حیائی ہے اور اپنے برابر والے پر بے ادبی ہے
اور اپنے سے اونچے پر عجز ہے - اور اُنکے ادب سے یہ ہے کہ اُنکے کلام مین ایسا نہ
کہے کہ اگر ایسا ہو تو ایسا ہوگا اور کاشکے ایسا ہوتا اور قریب ہے کہ ایسا ہو
اسواسطے کہ فقرا لوگ ان تقدیرات کو اُس پر عیب و اعتراض خیال کرتے ہین - اور
اُنکے ادب سے صحبت مین مفارقت سے پرہیز اور ملازمت پر حرص کرنا ہے ذکر
ہے کہ ایک شخص ایک شخص کا یار رہا پھر جدائی کا ارادہ کیا اور اپنے یار سے
اذن چاہا اُسنے جواب دیا کہ اس شرط سے کہ تو یار کسی کا نہو الا جب کہ وہ
ہم سے زیادہ ہو اور اگر کوئی ہم سے زیادہ نہو تو اسکا یار بھی مت ہو اسو

ترجمة فی الشعر

انکے ہرگز نہیں برہان دسکے قول پر	جبکہ کوئی انکا بھائی پہونچو ہے آفت کے

اور انکا ادب ہی کہ بھائیون کے لیے تکلیف نہیں کرتے۔ روایت ہی کہ جب ابو حفص
عراق مین آئے اور جنید نے اُنکے لیے طرح طرح کا تکلیف کھانے کی چیزون مین کیا تو
اُسکو ابو حفص نے برا جانا اور کہا میرے لوگ یار مخنثون کے مثل بنائے گئے کہ اُنکے
لیے رنگارنگ مرتب و پیش کیے جاتے ہین اور ہمارے نزدیک فتوت ترک تکلف
ہی اور ما حضر کا پیش کرنا ہی اسواسطے کہ تکلف سے اکثر اوقات مہمان کی جدائی
اختیار کی جاتی ہی اور ترک تکلف مین مہمان کا رہنا اور جانا برابر ہی اور انکا ادب
صحبت مین مدارات اور ترک نفاق اور کذب کا ہی اور مدارات مشتبہ بہ مداہنت
و نفاق ہی اور دونون مین فرق یہ ہی کہ مدارات وہ چیز ہی کہ جس سے تو اپنے بھائی کی
صلاح چاہے اس امید سے کہ اسکی بہتری ہو اور تو اُسے برداشت کرے اُسکی
جو تجھے مکروہ معلوم ہو اور مداہنت وہ ہی جس سے تیرا ارادہ کسی شی کا ہونی سے
ہو خواہ کسی مزہ سے پینے کے لیے ہو یا کسی جاہ کے قائم کرنے کے لیے ہو
اور انکے ادب سے صحبت مین رعایت اعتدال کی قبض اور بسط کے درمیان ہی
شافعی علیہ الرحمہ سے منقول ہی کہ آپ نے کہا انقباض لوگون سے اُنکی عداوت کو
حاصل کرتی ہی اور اُنکے ساتھ انبساط کرنا بدہمنشینون کو کھینچتی ہی تو منقبض اور
منبسط کے بیچ مین رہو اور اُنکے ادب سے بھائیون کا ستر عورت کرنا ہی عیسی
علیہ السلام نے فرمایا اپنے یارون سے کہ تم کیا کرتے ہو جب تم اپنے کسی بھائی کو
سوتا ہوا پاؤ کہ اُسکا کپڑا ہوا نے کھول دیا ہو اُن لوگون نے جواب دیا کہ

ہم اُسے چھپاتے اور ڈھانپ دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ تم اسکا کشف عورت
کرتے ہو اُن لوگوں نے کہا سبحان اللہ یہ کون کرتا ہے فرمایا ایک تم میں سے
ایک کلمہ اپنے بھائی کے حق میں سنتا ہے پھر اُسپر بڑھا دیتا ہے اور اُسے
بڑھا کر اُسکو شایع اور مشتہر کرتا ہے اور اُنکے ادب سے ہے بھائی کے لیے غائبانہ
آمرزش کا طلب کرنا اور اُنکے لیے اللہ تعالی کے ساتھ جد وجہد کرنا تاکہ مکروہات
اُن سے دور ہوں۔ حکایت ہے کہ دو بھائی سے ایک ہوی میں مبتلا ہوا
سو اپنے بھائی پر اظہار اسکا کیا کہ میں ہوی میں مبتلا ہو گیا سو اگر تو چاہے کہ
میرے ساتھ تو عقد محبت نہ باندھے تو پورا کر اُسنے جواب دیا کہ میں تو ایسا
نہیں ہوں کہ تیری خطا کے سبب برادری کی گانٹھ کو کھول دوں اور اپنے
اللہ کے درمیان عہد وپیمان کر لیا کہ وہ نہ کھائے اور نہ پیے یہانتک
کہ اللہ اسکو اسکی ہوی سے بری اور تندرست کر دے اور چالیس
دن کچھ نہ کھایا جب کبھی اسکا بھائی اسکی ہوی سے سوال کرتا تو وہ کہتا کہ نہیں
زائل ہوئے ایک چلہ کے بعد اُس نے اُسے خبر دی کہ وہ ہوا دور ہو گئی
پھر اُس نے کھانا کھایا اور پانی پیا۔ اور اُنکے ادب سے یہ ہے کہ وہ اپنے
یار کو مدارات کی طرف حاجت مند نہیں کرتے اور نہ وہ عذرخواہی کے
ملتجی کرتے ہیں اور نہ یار کے لیے تکلیف کرتے ہیں جو اسپر دشوار ہو بلکہ
وہ یار کے لیے اس طرح ہوتے ہیں کہ وہ یار کی مراد کو اپنی مراد پر اختیار
کرتے ہیں۔ علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ سب دوستوں سے
بدتر وہ ہے کہ جو تجھے مدارات کا حاجت مند کرے یا عذرخواہی کا تجھے ملتجی

کرے یا اسکے لیے تو تکلف کرے۔ جعفر صادق کا قول ہی کہ میرے اوپر زیادہ بھاری
بھائیون مین سے وہ ہی جو میرے لیے تکلف کرے اور ان سے مین تحفظ اور بچاؤ
کرتا ہون اور انمین سب سے ہلکا میرے قلب پر وہ ہی کہ مین اسکے ساتھ ایسا
رہون جیساکہ اکیلا رہتا ہون پس آداب صحبت اور حقوق اخوت بہت کچھ ہین
اور اسمین جو حکایات ہین اُنکا نقل کرنا طول ہی آور ہمارے شیخ ابوطالب مکی
علیہ الرحمہ کی کتاب مین اس بارہ بہت کچھ نکاتین دیکھی ہین کہ بیشک اُس نے
اپنی کتاب مین ہر ایک بات اسمین سے ایسی لکھی ہی جو عمدہ ہی اور
سب کا حاصل یہ ہی کہ بندہ کے لیے یہ بات سزاوار ہی کہ وہ اپنے مولا
کا ہو رہے اور جو چاہے وہ اپنے مولے کے واسطے چاہے نہ اپنے نفس
کے لیے چاہے اور جب کسی شخص کا ساتھی ہو تو اسکی صحبت اُسکے ساتھ
اللہ تعالے کے واسطے ہو اور اسکی صحبت اللہ تعالے کے لیے اختیار کرے
تو ہر ایک چیز مین اُسکے لیے کوشش کرے کہ عند اللہ اُسکا قرب زیادہ ہو
اور جو شخص حقوق اللہ تعالے پر قائم ہو تو اللہ تعالے اُسکو علم معرفت نفس
و اُسکے عیوب کا روزی فرمائے گا اور اُسکو محاسن اخلاق اور محاسن آداب
بتلائے گا اور اُسکی توفیق دے گا کہ ادائے حقوق بصیرت کے ساتھ کرے
اُسمین کل اُسکو فقیہ پائے کہ اُس سے کوئی چھوٹ نہ جائے جس جس کی
طرف اُسکو حاجت ہو خواہ اُنمین جو حقوق حق کی طرف رجوع کرے خواہ
اُنمین جو حقوق خلق کی طرف عائد ہون۔ سو جتنی تقصیرین ہین وہ خبث
نفس اور اُسکے عدم تزکیہ اور بقا صفات نفس سے پائی جاتی ہین جیسی

اگر نفس تیرے ساتھ رہا تو وہ کبھی افراط اور کبھی تفریط سے ظلم کرے گا اور واجب سے تجاوز کر جائے گا اُن باتوں مین جو حق و خلق کی طرف رجوع کرتی ہین اور حکایات اور نصائح اور آداب اور انکا سُننا زیادہ تاثیر نفس مین نہین کرتا اور وہ ایک کنوین کے مثال ہو جائے گا جسمین اوپر سے پانی اُلٹا جائے اور اُسمین نہ ٹھہرے اور نہ اُس سے انتفاع حاصل ہو اور جب تو زہد دنیا اور تقویٰ کو پکڑے تو اُسمین سے آب حیات اوپر کو اُٹھے گا اور فقیہ و عالم ہو جائے گا اور حقوق کو ادا کرے گا اور واجب آداب پر قائم ہوگا اللہ کی توفیق سے جو پاک اور بلند ہی

باب چھپنواں معرفت نفس اور اُس سے جو مکاشفات صوفیہ ہوتے ہین اُن کے بیان مین ہی

عبد اللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور وہ صادق و مصدق تھے کہ ہر اینہ تم مین سے ایک کی پیدائش اُسکی مان کے پیٹ مین نطفہ چالیس دن جمع کرتی ہی پھر اسی طرح علقہ پھر اسی طرح وہ مضغہ ہوتا ہی بعد ازان اللہ تعالیٰ اُسکی طرف چار کلمہ کے ساتھ بھیجتا ہی تب اُسکا عمل اور اجل اور رزق اور شقی یا سعید لکھا جاتا ہی اُسکے بعد اسمین روح پھونکی جاتی ہی۔ اور ہر اینہ ایک شخص دوزخیون کے عمل کرتا ہی حتےکہ اُسکے اور دوزخ کے درمیان تفاوت نہین رہتا الا بقدر ایک گز کے پھر سبقت کرتا ہی نوشتہ تقدیر سبقت کرتی ہی تو وہ اہل بہشت کے عمل کرنے لگتا ہی اور بہشت مین داخل ہوتا ہی اور ایک شخص اہل جنت کے عمل کرتا ہی یہان تک کہ اُسکے

اور بہشت کے درمیان تفاوت نہین رہتا الا بقدر ایک گز کے پھر اُسپر
کتاب یعنی نوشتۂ تقدیر سبقت کرتا ہی اور وہ دوزخیون کے کام کرنے
لگتا ہی اور دوزخ مین داخل ہوتا ہی اور اللہ تعالے نے فرمایا ہی ولقد خلقنا
الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین یعنی ہم نے پیدا کیا
آدمیون کو چنی ہوئی یعنی چھنی مٹی سے پھر رکھا اُسکو ایک بوند ٹھہراؤ مین
یعنی مضبوط جگہ مین واسطے ٹھہرنے اُسکے کے اُسمین یہان تک کہ وہ اپنی
حد پایان کو پہونچ جاوے بعد ازان اُسکے تقلبات اور اُلٹ پلٹ کا ذکر کرکے
فرمایا ثم انشأناہ خلقا آخر یعنی پھر بنایا ہم نے اسکو پیدائش دوسری
بعضون نے کہا ہی کہ یہ انشا یعنی بنانا روح کا اُسمین پھونکنا ہی - اور تو
بیان سے کہ روح مین کلام کرنا سخت اور مشکل مطلب ہی اور اس سے چپ
رہنا اہل عقل کی روہ ہی اور تحقیق اللہ تعالے نے شان روح کو بہت بڑا
بنایا ہی اور خلق پر قلت علم کا فرمان لکھ دیا جیسے کہ فرمایا وما اوتیتم من العلم
الا قلیلا یعنی اور نہین دیے گئے ہو تم علم سے مگر تھوڑا اور پھر اُسنے اللہ تعالے
نے اپنے کلام مین خبر بنی آدم کے اکرام سے دی ہی اور فرمایا ولقد کرمنا
بنی آدم یعنی البتہ ہم نے بزرگ کیا اولاد آدم کو - اور روایت ہی کہ جبر اُنہم
جب اللہ تعالے نے بنی آدم اور اسکی اولاد کو پیدا کیا تو فرشتون نے
کہا اے پروردگار تو نے انکو پیدا کیا جو کھاوینگے اور پیوینگے اور نکاح کرینگے
تو اُنکے لیے دنیا کر اور ہمارے لیے آخرت - تو اللہ تعالے فرمایا مجھے اپنی
عزت اور جلال کی قسم ہی کہ مین نہین کرونگا اُس شخص کی اولاد کو جسے

مین نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اُس شخص کے مانند کہ جسکو مین نے کہا کہ ہو جا سو وہ ہو گیا سو باوجود اس کرامت اور اس برگزیدگی کے جو اللہ تعالیٰ نے اُسکو فرشتون پر دی جب روح سے خبر دی تو علم کے تھوڑے ہونے سے خبر دی اور فرمایا ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی الآیہ یعنی تجھ سے حال روح سے لوگ پوچھتے ہین تو کہہ کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تم نہین دیے گئے علم سے مگر قلیل ۔ ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ یہود نے نبی علیہ السلام سے کہا کہ ہمین خبر دے کہ روح کیا چیز ہے اور روح کیونکر عذاب دیجائے گی جو بدن کے اندر ہے اور اُسکے سوا نہین کہ روح امر الٰہی سے اور حال یہ تھا کہ اُسکے حق مین آپ کی طرف کچھ حکم نازل نہین ہوا سو آپ نے اُنکو جواب نہین دیا پھر جبرئیل آپ کے پاس یہ آیت لائے جہان کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم الٰہی اور اُسکی وحی سے روح اور اُسکی ماہیت کے بتلانے سے خاموش رہے اور حال آنکہ جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام معدن علم اور چشمہ حکمت تھے تو کیونکر غیر کی خوض اُسمین چلے اور کس طرح اُسکی طرف اشارہ کرے ناچار جبکہ نفوس انسانیہ نے جو فضول کی طرف جھانکنے والے اور معقول کی طرف شائق اور اپنی وضع سے اُن تمام چیزون کی طرف متحرک ہین جسمین سکوت کا اُسکو حکم دیا گیا اور اپنی حرص سے ہر ایک تحقیق اور نمایش کی طرف بڑھنے چڑھنے والے ہین تقاضا کیا اور فکر کے سبزہ زار چراگاہ مین نظر کی عنان چھوڑ دی اور معرفت ماہیت روح کی گہرے پانی مین گھس گئی تو وہ آوارہ تیہ وحشت ہو گئی اور اُنکی راہین اور خیالات اُسمین انواع و اقسام کی ہو گئین اور کوئی

اختلاف ارباب نقل وعقل کا کسی چیز میں ایسا نہیں پایا گیا جیسا کہ اُنکو اختلاف
روح کی ماہیت میں ہی اور جو نفوس اپنے عجز کے معترف ہوتے ہوئے اپنی حد پر کھڑے
ہو رہے تو یہ بات اُسکے لیے بہتر اور اولی ہوئی - رہے قول اُن لوگوں کے جو
شرع کے ساتھ مستقیم نہیں تو کلام مجید اُنکے ذکر سے خالی اور منزہ ہی اسواسطے
کہ وہ ایسے اقوال ہیں جنکو عقول نے ظاہر کیا کہ وہ سیدھی راہ سے بھٹک
گئے ہیں اور فساد پر مخلوق ہیں اور اُنکو راہ پانے کا نور متابعت انبیا کی برکت
سے نہیں پہونچا سو وہ ایسے ہی ہیں کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہی کانت اعینہم
فی غطاء عن ذکری وکانوا لا یستطیعون سمعا وقالوا قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا
الیہ وفی اذاننا وقر ومن بیننا وبینک حجاب یعنی تھیں آنکھیں اُنکی پردہ میں
میرے ذکر سے اور وہ سُننے کی طاقت نہیں رکھتے تھے - اور کہا اُنھوں نے کہ
دل ہمارے غلاف میں اُس چیز سے کہ تم ہمیں اُسکی طرف بلاتے ہو اور کانوں
میں ہمارے بوجھ ہی اور درمیان ہمارے اور درمیان تیرے پردہ ہی -
پھر ہر گاہ دنیا سے محجوب رہے تو نہیں سُنا اور جب نہیں سُنا تو سیدھی
راہ نہ پائی تو پھر حجابتوں پردہ میں رہے اور عقلوں کے ساتھ مراد سے محجوب
اور محروم رہے - اور عقل ایک حجت اللہ تعالے کی ہی کہ اُس سے کسی قوم کو
اللہ ہدایت دیتا ہی اور کسی دوسری قوم کو اُس سے گمراہ کر دیتا ہی تو ہم
اُنکے اقوال روح کی بابت نقل نہیں کرتے اور نہ وہ اختلاف اُنکا جو اُن لوگوں
نے اسمیں کیا ہی ہاں جن لوگوں نے کہ شریعت سے استناد اور اعتصام کیا
اور روح کے بابت کلام کیا تو ایک گروہ اُن میں سے وہ ہی جنھوں نے

استدلال اور بحث سے کیا اور ایک وہ گروہ ہی جنہون نے ذوق اور وجد سے کیا ہی۔
کہ استعمال فکر سے حتی کہ اسمین مشائخ صوفیہ نے بھی کلام کیا ہی اور اس سے
خاموشی اولی ہی اور ادب نبی علیہ السلام کے ساتھ مودب ہونا ہی۔ اور جنید نے
کہا ہی کہ روح ایک شی ہی کہ اسکو اللہ تعالی نے اپنے علم سے برگزیدہ اور مختار
کیا ہی اور تعبیر اس سے جائز نہین ہی جو موجود سے زیادہ ہو کیونکہ صادقین کے
اقوال اور افعال کا محمل بناتے ہین اور وارد ہی کہ اسمین کلام انکا بمنزلہ تاویل کے
کلام اللہ تعالی کیواسطے ہو اور ان آیات منزلہ کے موافق کہ انکی تفسیر حرام اور تاویل
اسکی جائز ہی سو واسطیکہ تفسیر مین قول کی وسعت نہین ہی مگر اسطرح کہ منقول ہو بخلاف تاویل
سو اسکی طرف عقول نے ہاتھ بڑھا کر کانون مین ڈالے ہین اور وہ بیان ان باتون کا ہی
جنکا احتمال معنی آیت غیر قطعی رکھتی ہی اور جب حال ایسا ہی تو اسمین قول کیلیے
ایک وجہ اور محمل ہی۔ اور عبد اللہ بناجی نے کہا ہی کہ روح ایک جسم ہی جو لطیف تر
حس سے اور بزرگتر اس سے ہی اور موجود سے زیادہ کے ساتھ اس سے تعبیر نہین کیجاتی
اور وہ اگرچہ عبارت اور تعبیر سے ممنوع ہی مگر اسپر کیا ہی کہ وہ جسم ہی تو گویا اس سے
تعبیر اسنے کیا اور ابن عطا نے کہا کہ اللہ نے ارواح کو جسم سے پہلے پیدا کیا ہی اس
قول الہی کے مطابق ولقد خلقناکم یعنی اور تحقیق پیدا کیا ہم نے تمکو یعنی ارواح
کو ثم صورناکم یعنی پھر تمکو صورت دی یعنی اجساد اور بعض علما نے کہا ہی کہ روح
لطیف قائم کثیف مین ہی جیسے بصر کہ وہ لطیف قائم کثیف مین ہی اور اس
قول مین بحث ہی اور بعضے علما نے کہا ہی کہ روح ایک عبارت ہی اور قائم
اشیا کے ساتھ وہی حق ہی اور اسمین بھی بحث ہی مگر یہ کہ احیا کے معنی پر

محمول ہو اسواسطے کہ بعضے علمانے کہا ہی کہ جلانا صفت جلانے والے کی ہی جیسے پیدا
کرنا پیدا کرنے والے کی صفت ہی اور اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ قل الروح من امر ربی
یعنی کہو روح میرے رب کا امر ہی اور امر اسکا کلام اسکا ہی اور کلام اسکا مخلوق
نہین ہی یعنی زندہ اسکے قول سے زندہ ہو گیا کہ زندہ ہو اور اس معنی سے روح معنی
جسد مین شامل ہوئی ہی پس بعضے قول وہ ہین جو اسپر دلالت کرتے ہین کہ قائل انکا
قدم روح کا اعتقاد رکھتا ہی اور بعضے قول ایسے جو انکی دلیل ہین کہ وہ حدوث روح کا
معتقد ہی بعد اسکے لوگون نے اس روح مین اختلاف کیا ہی جسکا سوال جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تھا سو ایک قوم نے کہ وہ جبریل ہی اور حضرت
امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ انہوں نے فرمایا کہ وہ
فرشتون مین سے ایک فرشتہ ہی جسکے ستر ہزار منھ ہین اور اسکے ہر ایک منھ مین ستر
ہزار زبان ہین اور انکی ہر ایک زبان مین ستر ہزار لغت ہین کہ ان سب لغات سے
وہ اللہ تعالی کی تسبیح کرتا ہی اور ہر ایک تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہی جو
روز قیامت تک فرشتون کے ساتھ اڑتا ہی اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت ہی کہ روح ایک پیدائش ہی اللہ تعالی کی پیدائش سے کہ انکی
صورتین بنی آدم کی صورت پر ہین اور آسمان سے کوئی فرشتہ نہین اترتا
مگر یہ کہ اسکے ساتھ ایک روح ہوتی ہی۔ اور ابو صالح کا قول ہی کہ روح انسان
کی صورت کے مانند ہی اور انسان نہین ہین اور مجاہد نے کہا کہ روح بنی آدم
کی صورت پر ہین انکے ہاتھ اور پاؤن ہین اور سر ہی کہ کھانا کھاتے ہین اور وہ
ملائک نہین ہین۔ اور سعید بن جبیر نے کہا ہی کہ اللہ تعالی نے عرش کے سوا

کوئی پیدایش روح سے بزرگتر نہین پیدا کی اور اگر وہ روح چاہے کہ ساتون آسمانون
اور زمینون کو ایک لقمہ مین نگل جائے تو وہ ایسا کر جائیگی اُسکی پیدائش کی صورت
ملائکہ کی صورت پر ہی اور اُسکے مُنھ کی صورت آدمیون کی صورت پر ہی کہ قیامت
کے دن عرش کے داہنی طرف کھڑی ہوگی اور اُسکے ساتھ ملایک ایک صف
مین ہونگے اور وہ ایکین سے ہوگی جو اہل توحید کے لیے شفاعت کرینگے اور
اگر اُسکے اور فرشتون کے درمیان نور کا پردہ نہوتا تو اہل آسمان اُسکے نور سے
جل جاتے سویہ اقوال نہین ہین مگر نقلاً اور سماعاً کہ اُن کہنے والون کو جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پہونچے ہین اور جب کہ روح جسکا سوال
کیا گیا تھا اس منقول سے ہو تو وہ اُس روح کے سوا ہی جو بدن مین ہی اور اس
اعتبار سے گفتگو اس روح مین جاری ہوگی اور اسمین کلام ممنوع نہین ہی اور بعضون
نے کہا ہی کہ روح ایک لطیفہ ہی جو اللہ کی طرف سے ہے اماکن مین دم کرتا ہی کہ
اس سے زیادہ اُسکی تعبیر نہین کیجاتی کہ وہ موجود دوسرے کے ایجاد سے ہی اور
بعضے علما کا قول ہی کہ روح کن سے نہین نکلی ہی اسواسطے کہ اگر وہ کن سے نکلتی تو
اُسکی ذلت ہوتی تو سوال کیا گیا کہ پھر کس چیز سے نکلی ہی اُسکا جواب دیا کہ حق
سبحانہ تعالی کے جمال اور جلال کے درمیان ملاحظہ اشارہ کے ساتھ نکلی ہی اللہ تعالی نے
سلام کے ساتھ اُسکو خاص کیا اور اپنے کلام سے اُسکو حیات دی پس وہ ذلت کن
سے آزاد اور پاک ہی - اور ابو سعید خراز سے لوگون نے سوال کیا کہ آیا روح مخلوق ہی کہا
ہان اور اگر یہ نہوتا تو ربوبیت کا اقرار نہ کرتی جیسے کہ اُس نے کہا بلی اور یہ روح
وہ ہی جسکے ساتھ بدن قائم ہی اور اسی کے سبب وہ اسم حیات کا مستحق

ہوا اور روح کے ساتھ عقل ثابت ہوئی اور روح سے محبت قائم ہوئی اور روح
نہ ہوئی تو عقل معطل ہوتی کہ اسپر نہ محبت ہوتی اور نہ اسکے لیے محبت ہوتی - اور بعضون
نے کہا ہی کہ وہ جوہر مخلوق ہی مگر وہ سب مخلوقات سے لطیف تر اور سب جواہر سے
انور اور صافی تر ہی اور اُسکے ساتھ غائب چیزین دکھلائی دیتی ہین اور اسی کے
باعث اہل حقائق کو کشف ہوتا ہی اور جب روح مراعات سے محجوب ہوتی ہی
تو جوارح بے ادبی کرتے ہین اور اسی واسطے روح تجلی اور استتار اور قابض اور
نازع کے درمیان ہین ہی - اور بعضون نے کہا ہی کہ دنیا اور آخرت ارواح کے
نزدیک برابر ہین - اور بعضون نے کہا ہی کہ ارواح کے بہت اقسام ہین ایک وہ
ارواح ہین کہ برزخ مین گشت اور جولان کرتے ہین اور وہ دنیا اور ملائکہ کے احوال کو
دیکھتے ہین اور جن باتون کا آسمان ہین احوال آدمیون سے ذکر ہوتا ہی اُسکو سُنتے ہین
اور ایک وہ ارواح ہین جو عرش کے نیچے ہین اور ایک وہ ارواح ہین جو بہشت
تک اُڑتے ہین اور جہان تک وہ چاہین جسقدر کہ ایام حیات ہین اُن کے
چلنے پھرنے کی تعداد ہی - اور سعید بن مسیب نے سلمان سے روایت کی ہی کہ کہا
مومنین کے ارواح زمین کے برزخ ہین آسمان اور زمین کے درمیان جہان
چاہین وہان جاتے ہین یہان تک کہ وہ اپنے بدن ہین پھیری جائین - اور
بعضون نے کہا ہی کہ جسوقت ارواح پر دوستون ہین سے کوئی میت وارد ہو تو
وہ ملاقات کرتے ہین اور باہم بات چیت اور ایک دوسرے سے سوال کرتے ہین
اور اللہ تعالے نے ملائکہ اُنکے ساتھ تعینات کیے ہین کہ اُنپر اعمال زندہ لوگون
کے عرض کرتے ہین یہان تک مردون پر وہ چیزون ظاہر کی جاتی ہین جس سے

ساتھ زندہ لوگون کو دنیا مین گناہون کے سبب عذاب کیا جاتا ہی تو کہتے ہین کہ
ہم اللہ کی طرف اسکی مدد کرنے کو معذرت کرینگے اسواسطے کہ کوئی نہین جو اللہ
تعالی سے محبوب تر عذر اسکے سامنے ہو - اور حدیث مین نبی علیہ السلام سے
وارد ہوا ہی کہ دوشنبہ اور پنجشنبہ کو اللہ تعالی کے سامنے اعمال پیش کیے
جاتے ہین اور انبیا اور مان باپ کے سامنے جمعہ کے روز تو وہ انکے حسنات سے
خوش ہوتے ہین اور انکے چہرہ مین سپیدی اور روشنی بڑھ جاتی ہی پس اللہ
تعالے سے ڈرو اور اپنے مردون کو اذیت نہ دو اور دوسری حدیث مین ہی کہ
تمھارے اعمال تمھارے کنبہ والون اور اقارب کے سامنے پیش کیے
جاتے ہین جو مر گئے ہین پھر اگر وہ عمل حسنہ ہین تو وہ خوش ہوتے ہین اور
اگر اسکے سوا اور کچھ ہو تو کہتے ہین الٰہی مت انکو موت دے جب تک
کہ تو انکو ہدایت کرے جیسے کہ تو نے ہم کو ہدایت کی ہی اور یہ اخبار اور
آثار اس بات پر دال ہین کہ ارواح اعیان ہین جسد مین اور وہ معانی اور
اعراض نہین ہین - واسطی سے سوال کیا لوگون نے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کس وجہ سے تمام خلق مین حلیم تر تھے کہا اسواسطے کہ آپ کی روح
اول پیدا کی گئی اور پھر اسکے لیے تمکین و استقرار کی صحبت اور معیت واقع ہوئی
کیا تم نہین دیکھتے کہ آپ فرمایا کرتے کہ مین نبی تھا اور اسوقت آدم روح اور
جسد کے درمیان تھے یعنی نہ روح تھی اور نہ بدن تھا - اور بعضون نے کہا ہی کہ
روح نور عزت سے پیدا کی گئی ہی اور ابلیس آتش عزت سے اور اسی واسطے اسنے
کہا تھا کہ تو نے مجھے آگ سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہی اور اسنے یہ سمجھا تھا

کہ نور بہتر آگ سے ہی پھر بعضوں نے علماے کہا ہی کہ اللہ تعالی نے علم کو روح سکے
ساتھ مقرون کیا سو وہ اپنی لطافت کے سبب علم کے ساتھ نمو پاتی ہی جیسے کہ غذا
کے ساتھ بدن نمو پاتا اور بڑھتا ہی اور یہ علم الٰہی مین ہی اسواسطے کہ خلق کا علم قلیل ہی
کہ اسکو نہین پہونچتا اور متکلمین اسلام کے نزدیک مذہب مختار یہ ہی کہ انسانیہ
اور حیوانیہ دونون عرض ہین جو انسان مین پیدا ہوے ہین اور اُن دونون کو موت
معدوم کر دیتی ہی اور روح بعینہ حیات ہی کہ بدن اُسکے وجود سے زندہ ہوا اور
قیامت مین اُسکے دوبارہ جسم مین آنے سے زندہ ہوگا اور بعضے متکلمین اسلام
اس طرف گئے ہین کہ وہ جسم لطیف ہین کہ اجسام کثیفہ کے ساتھ باہم ایسے
گھل مل گئے ہین جیسے پانی سبز شاخ مین گھل مل جاتا ہی اور یہ مذہب مختار
ابو المعالی جوینی کا ہی اور بہت سے اُنمین سے اس طرف مائل ہوے ہین کہ وہ
عرض ہی الا اُنکو ان اخبار نے اس طرف سے پھیر دیا جو دلالت اسپر کرتے ہین
کہ وہ جسم ہی اسوجہ سے کہ اُسکے حق مین چڑھنے اور اُترنے اور برزخ مین چلنے
پھرنے کے وارد ہوا ہی پس اسطرح وصف اُسکا کیا گیا کہ وہ دلیل اُسکے
جسم ہونے کی ہین اسواسطے کہ عرض اوصاف کے ساتھ موصوف نہین ہوتا
کیونکہ وصف ایک معنی ہی اور معنی قائم معنی کے ساتھ نہین ہوتا۔ اور بعضے
علما نے یہ اختیار کیا ہی کہ وہ عرض ہی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال
کیا گیا اُنسے پوچھا کہ روحین کہان جاتی ہین جب کہ بدن سے علیحدہ ہوتی ہین
آپ نے فرمایا کہ چراغ کی روشنی کہان جاتی ہی جب کہ تیل ہو چکتا ہی پھر
اُس سے سوال کیا گیا کہ جسم کہان چلے جاتے ہین جب کہ وہ پڑ انسے

ہو جاتے ہین کہا اُنکا گوشت کہان جاتا ہی جبکہ وہ بیمار پڑتا ہی - اور جو لوگ
علوم مردودہ مذمومہ کے ساتھ متہم اور اسلام سے منسوب ہین اُنمین سے بعضون کا
قول ہی کہ روح بدن سے جدا ہوکر جسم لطیف مین جاتی ہی اور اُنمین بعضون نے کہا
کہ جب وہ بدن سے مفارقت کرتی ہی تو اُسکے ساتھ قوت وہمیہ قوت نطقیہ
کے توسط سے حلول کرتی ہی تو اُسوقت وہ معانی اور محسوسات کے دیکھنے والی
ہوتی ہی اسواسطے کہ مفارقت کے وقت بدن کی ہیئت سے اُسکا تجرد غیر ممکن ہی
اور وہ موت کے وقت سے واقف ہی اور موت کے بعد نفس اُسکا خالی قبر مین مدفون
ہی اور جن چیزون کا حیات مین اُسکو اعتقاد تھا اُنکو تصور کرتی ہی اور قبر مین اُنکا
ثواب اور عقاب معلوم ہوتا ہی - اور بعض علما نے کہا ہی کہ سب منقولات مین سے
اسلم اور محفوظ یہ ہی کہ کہا جائے کہ روح ایک شی مخلوق ہی کہ عادت الٰہی اسپر جاری
ہی کہ وہ بدن کو زندہ رکھتی ہی جب تک کہ اُس سے متصل ہی اور وہ بدن سے
اشرف ہی بدن کی مفارقت سے موت کا ذائقہ پاتی ہی جسطرح کہ بدن اُسکی مفارقت
سے موت کا مزہ پاتا ہی اور حال یہ ہی کہ کیفیت ورباہیت مین عقل ایسی ہی
اندھی اور چوندھیائی ہو جاتی ہی جیسے کہ نظر آفتاب کی شعاع مین خیرہ ہو جاتی ہی
اور جب کہ متکلمین نے دیکھا کہ اُنسے کہا جاتا ہی کہ موجودات کا اسمین انحصار ہی
یعنی قدیم اور جسم و جوہر اور عرض پھر روح انھین سے کیا ہی تو ایک گروہ نے
اختیار کیا کہ وہ عرض ہی اور ایک گروہ نے کہ وہ جسم لطیف ہی جیسا کہ ہم نے
ذکر کیا اور ایک گروہ کا مختار یہ ہی کہ وہ قدیم ہی اسواسطے کہ وہ امر ہی اور امر
کلام ہی اور کلام قدیم ہی پس اس باب مین جسکی یہ سبیل ہی کہنے سے خاموشی

کیا ہی اچھی بات ہی۔ اور شیخ ابو طالب مکی کا قول جو اُسکی کتاب مین ہی اس بات پر
دال ہی کہ وہ شیخ اسکی طرف مائل ہی کہ ارواح اعیان جسمانی ہین اور اسی طرح
نفوس کا حال ہی اسطرح کہ شیخ بیان کرتا ہی کہ روح خیر کی حرکت کرتی ہی اور اُسکی حرکت
سے قلب مین ایک نور ظاہر ہوتا ہی جسکو فرشتہ دیکھتا ہی تو وہ خیر کا اسوقت
الہام کرتا ہی اور شر کے واسطے حرکت کرتی ہی اور اُسکی حرکت سے قلب مین ایک
تاریکی ظاہر ہوتی ہی تو اُس تاریکی کو شیطان دیکھتا ہی اور اُس وقت وہ اغوا اور
بہکانے کی طرف متوجہ ہوتا ہی اور جہان کہین مین نے مشائخ کے اقوال کو
پایا وہ اشارہ روح کی طرف کرتے ہین مین اُس بات کو بیان اس باب مین
کرتا ہون اس بنا پر جو مین نے تا دیل سے ذکر کی ہی نہ یہ کہ مین اُسکو قطعی حکم کرتا
ہون اسواسطے کہ اس مسئلہ مین مجھے سکوت اور امساک کی طرف
میلان ہی تو مین کہتا ہون اور اللہ بہتر جانتا ہی کہ روح انسانی علوی آسمانی
عالم امر سے ہی اور روح حیوانی کہ بشری ہی عالم خلق سے ہی اور روح حیوانی
بشری روح علوی کی محل اور مورد ہی اور روح حیوانی جسمانی لطیف ہی جو قوت
حس و حرکت کے حامل ہی اور قلب سے اٹھتی ہی اور یہان قلب سے مراد وہ پارہ
گوشت ہی جسکی شکل مشہور اور بدن کے بائین طرف رکھا ہوا ہی اور وہ پھڑکنے والی
رگون سے سوراخون مین پھیلتی ہی اور یہ روح سب حیوانات کو حاصل ہی اور
اُسی سے حواس کی قوتین اُبلتی اور بہتی ہین اور یہ وہ ہی کہ قوام اُسکا غالبا
سنت الٰہی کی اجرائے غذا کے ساتھ ہوتا ہی اور اسمین علم طب کے ساتھ
معتدال فروج اخلاط سے تصرف کیا جاتا ہی اور روح انسانی علوی

جو اس روح پر وارد ہوتی ہی تو یہ روح روح حیوانی کے ہمجنس اور روح حیوانات سے
جدا ہو گئی اور ایک صفت دوسری اُسمین پیدا ہو گئی کہ وہ نفس محل نطق و الہام
کی بنگئی اللہ تعالی نے فرمایا ہی ونفس وما سواہا فالہمہا فجورہا وتقوٰہا یعنی قسم نفس
کی اور جسنے اُسکو برابر کیا پھر اسکو الہام کیا بدکاری اُسکی کا اور پرہیزگاری اُسکی کا
پس اُسکا تسویہ اسطرح کیا کہ اسپر روح انسانی کو وارد کیا اور ارواح حیوانات
کی جنس سے اُسکو علیحدہ کردیا پس روح علوی کے نفس اللہ تعالی کی تکوین سے
پیدا ہوا اور نفس جو کہ روح حیوانی آدمی کی ہی اسکا پیدا ہونا روح سے عالم امر مین
ایسا ہی ہی جیسا کہ عالم خلق مین حوا کا آدم سے پیدا ہونا اور ان دونون مین
عشق اور محبت ایسا ہی ہو گیا جیسا کہ آدم اور حوا مین ہو گیا تھا اور ان دونون
مین سے ہر ایک کا یہ حال ہو گیا کہ اپنے ساتھی کی مفارقت سے مرجاتا ہی اللہ تعالی
نے فرمایا ہی وجعل منہا زوجہا لیسکن الیہا یعنی بنائی اُس سے زوجہ اُسکی تاکہ وہ
طرف اُسکے آرام پاوے سو آدم نے حوا سے سکون اور آرام پایا اور روح انسانی
علوی نے روح حیوانی سے سکون حاصل کیا اور اُسکو نفس بنا دیا اور روح نے
جب نفس کے ساتھ سکون کیا تو قلب پیدا ہو گیا اور اس قلب سے مراد وہ لطیفہ ہی
جسکا محل پارۂ گوشت ہی اور یہ پارۂ گوشت عالم خلق سے ہی اور یہ لطیفہ عالم
امر سے ہی اور قلب کا روح اور نفس سے عالم امر مین پیدا ہونا ایسا ہی کہ اولاد کا
آدم و حوا سے عالم خلق مین پیدا ہونا اور اگر مساکنہ اور موافقت ان دونون
زوج مین نہوتی جنمین سے ایک نفس ہی تو قلب کی پیدائش نہوتی سو قلوب مین
سے ایک قلب باپ کی طرف جو روح علوی ہی تاک جھانک کرنے والا

اور شدت سے اُسکی طرف مائل ہی اور پھر وہ قلب مؤید ہی جسکا ذکر جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین کیا ہی کہ اُسکو حذیفہ نے روایت کیا فرمایا کہ قلوب
صنعت مین چار ہین ایک قلب وہ ہی کہ مثل زمین کے پاک ہو جسمین کوئی نبات
اور سبزہ نہو بجز اسکے کہ اسمین ایک چراغ روشن ہی تو یہ قلب مومن کا ہی اور ایک
قلب سیاہ اُلٹا ہی اور یہ قلب کافر کا ہی اور ایک قلب لپٹا ہوا اپنے غلاف مین ہی
سو یہ قلب منافق کا ہی اور ایک قلب مصفح اور پہلودار ہی جسمین ایمان اور نفاق
ہی پس ایمان کی مثل اسمین مثل ساگ کی ہی جسمین پاک پانی ممد ہو اور مثل نفاق
کی اسمین مثل گھاؤ کی ہی جسمین ریم اور زرد آب جمع ہو سو جونسا مادہ اُن دونون مین
سے غالب ہو اُسی کے ساتھ حکم پھر کیا جائیگا اور قلب عکوس اپنی مان کی
طرف جو نفس امارہ ہی جھکتا ہی اور قلوب مین سے ایک قلب وہ ہی جو اُسکی طرف
میل کرنے مین متردد ہی اور میل قلب کے موافق اُسکا علم سعادت اور شقاوت
سے ہوتا ہی اور عقل روح علوی کا جوہر اور اُسکی زبان ہی اور وہ روح علوی کی
پیدا ہوتا ہی اور اُسکی تدبیر قلب مؤید اور نفس زکی مطمئنہ کے لیے مثل اُس
تدبیر کے ہی جو باپ کہ نیک اولاد کے لیے اور شوہر زوجۂ صالحہ کے لیے کرتا ہی
اور اُسکی تدبیر قلب واژون اور نفس امارہ کے لیے مثل اُس تدبیر کے ہی جو
باپ اولاد سرکش کے لیے اور شوہر بری زوجہ کے لیے کرتا ہی پس عقل
ایک وجہ سے انکار رکھتا ہی اور اُس سے منھ پھیرتا ہی اور دوسری وجہ سے
اُن دونون کی تدبیر کی طرف منجذب اور کشیدہ ہوتا ہی اسواسطے کہ اُسکو ان
دونون سے کوئی چارہ اُسکو نہین ہی۔ اور قول قائلین کا اور اُنکا اختلاف

محل عقل کا دماغ ہی اور بعض کے نزدیک محل اُسکا قلب ہی یہ کلام انکا ہی جو اُسکی حقیقت کے ادراک سے قاصر ہین اور اُنکا اختلاف اس باب مین اس سبب سے ہی کہ ایک طرح پر استقرار عقل نہین ہی کبھی وہ منجذب نیکی کی طرف اور کبھی سرکشی کی طرف ہی اور قلب اور دماغ کے لیے نسبت نیک اور سرکشی کی طرف ہی پھر جسوقت تدبیر سرکشی مین دیکھی گئی تو کہدیا کہ مسکن اُسکا دماغ ہی اور جب تدبیر نیک مین دیکھی گئی تو کہدیا کہ مسکن اُسکا قلب ہی اور روح علوی اس قصد اور کوشش مین رہتی ہی کہ اپنے مولا کی طرف آرزومندی اور مہربانی اور اکوان سے ایک ہوکر ترقی کرے اور اکوان اور موجودات مین قلب بھی ہی اور نفس بھی ہی پس جب کہ روح ترقی کرتی ہی تو قلب اُسکی طرف آرزومندی کرتا ہی اُس قسم کی جو ایک پسر نیک مہربان کو اپنے باپ کی طرف ہوتی ہی اور نفس مشتاق قلب کا جو اُسکا بیٹا ہی اسطرح ہوتا ہی جیسے کہ والدہ اپنے بیٹے کی مشتاق ہوتی ہی اور جبکہ نفس مشتاق ہوتا ہی تو وہ زمین سے اونچا ہوتا ہی اور اُسکی رگین عالم سفلی مین کوندنے والی پاک سو اور الگ ہو جاتی ہین اور اُسکی ہوا کا بساط لپیٹا جاتا ہی اور مادہ اُسکا قطع ہوتا ہی اور رغبت دنیا سے جاتی رہتی ہی اور دھوکے کی جگہ سے دور ہو جاتا ہی اور عالم جاودانی کی طرف رجوع ہوتا ہی اور کبھی نفس جو کہ والدہ ہی اپنی وضع جبلی سے زمین کی طرف رجوع کرتا ہی اسواسطے کہ وہ روح حیوانی مجنس سے پیدا ہوا ہی اور طبائع یعنی ارکان عالم سفلی کی طرف اُسکے میلان کی نسبت اور استنادہی

اللہ تعالی نے فرمایا ہی ولو شئنا لرفعناہ بہا ولکنہ اخلد الی الارض واتبع

ہوا ہ یعنی اور اگر ہم چاہتے تو ہم اُسکو اُٹھا لیتے ساتھ اُسکے لیکن وہ طرف زمین کے
ٹھہرا اور اپنی خواہش کی تابعداری کی پھر جسوقت کہ نفس زمین کی طرف ٹھہر گیا
جو اُدھر ہی تو اُسکی طرف قلب معکوس ایسا منجذب ہوا ایسا کہ لڑکا جو بہت مائل
والدہ بجز و ناقص کی طرف ہو جو والدکامل مستقیم کی طرف نہ جھکے اور روح بیٹے
کی طرف جو قلب ہی منجذب ہوتی ہی اُس خلقی سیرت کے سبب جو والد کو اپنے
بیٹے کی طرف انجذاب ہوتا ہی پھر اُسوقت وہ تخلف اُس حقیقت قیام تحقیق ہونے
سے کرتی ہی اور اُن دونوں انجذاب میں حکم سعادت اور شقاوت کا ظاہر ہوتا ہی
یہ تقدیر اللہ تعالیٰ عزیز علیم کی ہی - اور داؤد علیہ السلام کے اخبار میں وارد
ہوا ہی کہ اُسنے اپنے بیٹے سلیمان علیہ السلام سے پوچھا کہ موضع عقل تجھسے
کہاں ہی کہا قلب اسواسطے کہ وہ قالب روح ہی اور روح قالب حیات ہی -
اور ابو سعید قرشی کا قول ہی کہ روح دو روحیں ہیں روح حیات اور روح
ممات تو جب وہ دونوں جمع ہو جائیں تو جسم عقل ہوتا ہی اور روح ممات وہ ہی
کہ جب وہ جسد سے نکل جائے تو زندہ مردہ ہوتا جاتا ہی اور روح حیات
وہ ہی جس سے مجاری انفاس اور قوت اکل و شرب وغیرہا ہیں اور بعضے
علما نے کہا ہی کہ روح ایک نسیم طیب ہی کہ اُس سے حیات ہی اور نفس گرم
ہوا ہی کہ اُس سے حرکات مذموم اور شہوات ہوتے ہیں اور محاورہ میں کہا جاتا ہی
کہ فلاں گرم سر ہی اور جس فصل کو ہم نے بیان کیا اُسمیں ماہیت نفس سے آگاہی
ہوتی ہی اور اشارہ مشائخ ماہیت نفس میں اُن چیزوں کی طرف جو اُسکے
آثار سے ظاہر ہوتے ہیں یعنی افعال قبیحہ اور اخلاق مذمومہ اور وہ ویسے

ہین جنکا علاج اُنکے ازالہ اور تبدیل کا حسن ریاضت سے کیا جاتا ہی اور افعال
ردی رذائل اور اخلاق ردی مبدل ہو جاتے ہین سعید ابن ابی ہلال سے روایت
ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی یہ آیت پڑھتے قد افلح من زکٰھا
تو آپ ٹھہرتے اور کہتے اللھم آت نفسی تقوٰھا انت ولیھا ومولاھا وزکھا انت
خیر من زکھا یعنی ای پروردگار میرے نفس کو اسکا تقوی دے کہ تو اسکا ولی ہی
اور مولا اسکا اور اسکو پاک کر کہ تو بہتر ہی اس سے کہ جو اسکو پاک کرے - اور بعضون
نے کہا ہی کہ نفس لطیفہ ہی جو قالب مین رکھا گیا ہی اسی سے اخلاق اور صفات
مذمومہ ہین جیسا کہ روح ایک لطیفہ ہی جو قلب مین رکھا گیا ہی اسی سے اخلاق
اور صفات محمودہ ہین جسطرح کہ آنکہ دیکھنے کی جگہہ اور کان سننے کی جگہہ اور ناک
سونگھنے کی جگہہ اور منہ چکھنے کی جگہہ ہی اسی طرح نفس اوصاف مذمومہ کی جگہہ اور
روح اوصاف محمودہ کی جگہہ ہی اور نفس کے تمام اخلاق اور صفات دو اصل
سے ہین ایک طیش اور دوسرے شرہ اور طیش یعنی سبکساری اُسکی اسکے جہل سے
ہی اور شرہ اُسکا اُسکے حرص سے اور نفس کی تشبیہ طیش مین ایک گول گرہ کے ساتھ
دی گئی ہی جو ایک مکان صاف ہموار ہو کہ اپنی جبلت اور وضع کے سبب
ہمیشہ متحرک رہتا ہی اور نفس اپنے حرص مین پروانہ سے تشبیہ دیا گیا ہی جو اپنے
تئین چراغ کی روشنی پر ڈالتا ہی اور تھوڑی روشنی پر قناعت نہین کرتا ہی
بغیر اسکے کہ روشنی کے جرم پر جسمین اُسکی موت ہی ٹوٹ کر گر پڑے سو طیش سے
جلدی کی اور کم صبری موجود ہوتی ہی اور صبر جوہر عقل ہی اور طیش صفت نفس کی ہی
اور وہ اُسکے ہوی اور وحشت کے اوپر نہین غالب آتا مگر صبر اسواسطے کہ

اصل ہوی کی بیخ کنی کرتی ہے اور شرہ سے طمع اور حرص ظاہر ہوتی ہے اور یہ دونوں وہ صفت ہیں جو آدم میں ظاہر ہوئیں جب کہ اُنسے خلود میں طمع کی اور درخت کے کھانے پر حرص کی اور صفات نفس کے لیے اصول اُسکی پیدائش کے اصل سے ہیں اسواسطے کہ وہ مٹی سے مخلوق ہے اور اُسکے لیے اُسکے موافق وصف ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ضعف کا وصف آدمی میں تراب یعنی خاک سے ہے اور بخل کا وصف اُسمیں طین یعنی گل سے ہے اور شہوت کا وصف اُسمیں حماءٍ مسنون یعنی سڑی ہوئی چکنی مٹی سے ہے اور جہل کا وصف اُسمیں صلصال یعنی کھنکھناتی مٹی سے ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ قول الٰہی جو کالفخار ہے سو یہ وصف اُسمیں کچھ شیطنت سے ہے اسواسطے کہ آگ فخار یعنی سفال میں ہوتی ہے سو اس سے مکر اور حیلہ اور حسد ہے پس جس شخص نے نفس کے اصول اور اسکی شرطیں جان لیں تو وہ سمجھ گیا کہ اُسکو ان چیزوں پر کوئی قدرت نہیں ہے مگر وہ مدد اُسکے بنانے والے اور پیدا کرنے والے سے طلب کرے سو عبد انسانیہ کے ساتھ متحقق نہیں ہوتا مگر بعد ازاں کہ حیوانیت جو اُسمیں ہے اُسکے دھیان اور خواہشوں کا علاج علم اور عدل سے کرے اور وہ رعایت دونوں طرف افراط اور تفریط کی ہے اُسکے بعد انسانیت اور معنی انسانیت اُسکی اُسکے ساتھ قوی ہوتی ہے اور صفات شیطنت کہ جو اُسمیں ہیں اور اخلاق مذمومہ کو ادراک کرے اور کمال انسانیت کو جانے اور علم و عدل اُسکے متقاضی ہوں کہ اپنے نفس کے لیے اسپر راضی ہو اور ان بعد اُسکو وہ اخلاق منکشف ہوتے ہیں جنکے ساتھ تنازع ربوبیت کا کبر و غرور اور خود بینی اور عجب وغیرہ سے کرتا ہے اور پھر وہ دیکھتا ہے کہ بندگی خالص

اسمیں ہی کہ ربوبیت کی منازعت کو ترک کرے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قدیم میں
نفس کا ذکر تین اوصاف سے کیا ہی طمانینت کے ساتھ فرمایا یا ایتہا النفس المطمئنۃ
اور اُسکا لوامہ نام رکھا فرمایا ولا اقسم بالنفس اللوامۃ اور امارہ سے موسوم کیا فرمایا
ان النفس لامارۃ بالسوء درحال آنکہ وہ ایک ہی نفس ہی اور اُسکے صفات متغایر اور
جدا جدا ہیں پھر جسوقت کہ قلب سکینہ یعنی آرام اور آہستگی سے مملو ہوا تو نفس کو خلعت
طمانینت کا دیا گیا اسواسطے کہ سکینہ مزید ایمان ہی اور وہ اسمیں قلب کی ترقی
مقام روح تک ہی اسوجہ سے کہ خط یقین اُسکو عطا کیا گیا اور جب قلب محل
روح کی طرف متوجہ ہوا تو نفس محل قلب کی طرف متوجہ ہوا اور اسمیں اُسکی طمانینت ہی
اور جب وہ اپنی جبلی قرارگاہ اور اپنی طبعی خواہشوں سے اُکھڑ کر مقر طمانینت کو دیکھتا ہوا
چلا تو لوامہ ہی اسواسطے کہ وہ اپنے نفس پر ملامت کے ساتھ رجوع ہوا کیونکہ
طمانینت کے محل کا اُسے معاینہ اور اُسکا علم ہوگیا اور نیز اپنی کشش کو دیکھا اور
جانا اپنے اُس محل کی طرف جسمیں وہ امارہ بالسوء یعنی برائی کا حکم دینے والا تھا
اور جب وہ اپنے محل پر ٹھہرا تو نور علم و معرفت اُسکو نہیں ڈھکتا تو پھر اپنی ظلمت
سے بدی کا فرمان دہ ہوتا ہی پس نفس اور روح کا باہم مقابلہ ہوتا ہی سو کبھی قلب
کی مالک وہ بھی روح ہوتی ہی اور کبھی مقتضیات نفس اسکے قابض ہوجاتے ہیں
اور لطیفہ سر کا سو اُسکی طرف قوم صوفیہ نے اشارہ کیا ہی اور قوم کے کلام میں دیکھا کہ
بعض نے اُنمیں سے سر کو قلب کے بعد اور روح کے قبل رکھا ہی اور بعض نے
اُسکو روح کے بعد اور اُس سے اعلیٰ اور الطف گردانا ہی اور وہ اسکے قائل
ہوئے ہیں کہ سر محل مشاہدہ ہی اور روح محل محبت ہی اور قلب محل

معرفت ہی اور سِر جسکی طرف قوم نے اشارہ کیا کلام میں اُسکا ذکر نہین ہی اور کلام اللہ
مین جسکا ذکر ہی وہ روح ہی اور نفس اور انواع اُسکے صفات کے ہین اور فواد ہی اور
عقل ہی اور ہم نے کہین کلام اللہ تعالیٰ مین ذکر سِر کا اُس معنی کے ساتھ نہین پایا جسکی
طرف اشارہ کیا گیا ہی اور جو قول اُسمین اسکے اندر ہم نے اختلاف دیکھا اور ایک قوم نے
جسکا اشارہ کیا ہی کہ سِر کم درجہ روح سے ہی اور ایک قوم نے کہ وہ روح سے لطیف تر ہی
سو ہم کہتے ہین اور اللہ تعالیٰ دانا تر ہی کہ وہ چیز جسکا نام سِر رکھا کوئی شی مستقل بنفسہ
نہین ہی جسکا وجود اور ذات روح اور نفس کی مثال ہو اور اسی قدر ہی کہ جب نفس
صافی اور پاک ہوا تو روح ظلمت نفس کی قید سے آزاد ہوگئی اور مقامات قرب کی طرف
اُسنے عروج شروع کیا اور اُسوقت قلب روح کی طرف جھانکتا تاکتا ہوا اپنی جگہ اور
قرارگاہ سے اُکھڑا اور ایک وصف زائد اپنے وصف پر حاصل کیا اور اس وصف کے
پانے والون پر قلب کے لیے ایک طرہ اور ہوا اسواسطے کہ اُسکو قلب سے صافی تر
دیکھا اور اُسکا نام سِر رکھا اور پھر گاہ قلب کے لیے ایک وصف بالاتر اُسکے وصف پر
حاصل ہوا اس سبب سے کہ روح کی طرف اُسکی نگاہ لگی ہوئی ہی تو روح نے ایک وصف اُسنے
اپنے عروج مین حاصل کیا اور اُسکے پانے والون کی روح پر ایک طرہ ادا ہوا تو اُسکا نام
سِر رکھا اور جسکو قوم نے یہ گمان کیا کہ لطیف تر روح سے ہی وہ روح ہی ایک ایسے وصف کے
ساتھ متصف ہی جو خاص تر اُس سے ہی جو اُنھون نے مقرر اور معہود کی ہی اور جس چیز کو
سِر قبل الروح کے ساتھ موسوم کیا وہ قلب ہی کہ وصف غیر معہود کے ساتھ
موصوف ہو گیا اور ایسی ایسی ترقی مین روح اور قلب کے نفس کو ترقی محل قلب
تک ہوتی ہی اور اپنے وصف کی کنجیلی ڈال دیتا ہی پھر وہ نفس مطمئنہ

ہو جاتا ہی کہ پیشتر سے زیادہ مرادات قلب چاہتا ہی اسواسطے کہ قلب ایسا ہو گیا
کہ ارادہ اُس چیز کا کرتا ہی جسکو اُسکا مولا ارادہ کرتا ہی اور حال یہ ہی کہ وہ حول و
قوت اور ارادہ اور اختیار سے بیزار ہو گیا اور اسوقت خالص عبودیت کا مزہ چکھیگا
اسواسطے کہ وہ اپنی ارادت اور اختیارات سے آزاد ہو گیا۔ اور عقل زبان روح
کی اور ترجمان بصیرت کی ہی اور بصیرت روح کے لیے قلب کے مثال اور عقل زبان
کے موافق ہی اور بہ تحقیق حدیث مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
وارد ہوا ہی کہ آپ نے فرمایا اول سب چیزون سے جو اللہ تعالے نے پیدا کین
عقل ہی پھر اُسے کہا کہ آگے آ تو وہ آگے آئی پھر اُسے فرمایا کہ اُلٹی پھر جا تو وہ اُلٹی
پھر گئی بعد ازان فرمایا اُسے کہ بیٹھ جا وہ بیٹھ گئی ازان بعد اُسے کہا کہ بول تو وہ
بول اُٹھی بعد ازان فرمایا کہ چپ ہو تو وہ چپ ہو گئی اُسپر فرمایا کہ مجھے اپنی عزت
اور جلال اور عظمت اور کبریا اور سلطان و جبروت کی قسم ہی کہ مین نے کوئی
خلق نہین پیدا کی جو تجھ سے زیادہ مجھے محبوب ہو اور نہ تجھ سے بڑھکر کوئی میرے
نزدیک مکرم ہی تجھ سے ہی مین پہچانا جاؤنگا اور تیرے ساتھ مین حمد کیا جاؤنگا
اور تیرے ساتھ اطاعت کیا جاؤنگا اور تیرے ساتھ لونگا اور تیرے ساتھ
عطا کرونگا اور تجھ ہی پر عتاب اور تیرے لیے ثواب اور تیرے ہی اوپر عذاب
کرونگا اور مین نے کسی چیز کے ساتھ جو میرے افضل ہو اکرام تیرا نہین کیا۔
و حضرت نبی علیہ السلام نے فرمایا ہی کسی ایک شخص کا اسلام تم کو خوش نہ
کرے یہانتک کہ تم جانو اس چیز کو کہ جسے اُسکی عقل نے گرہ بند کیا ہی اور حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ مین نے کیا کیا اور

آدمی اچھے اعمال کی جزا نہ پاینگے تو فرمایا ہی ناگفتہ نہیں عمل طاعت الٰہی ہیں مگر وہ
شخص کہ ہر آئنہ وہ صاحب عقل ہو ایس اپنی عقول کے موافق آدمی عمل کرتے ہیں اور
اچھے اعمال کے بقدر اُنکو جزا ملتی ہی اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ بیشک ایک
شخص مسجد کو جاتا ہی اور عمر نماز پڑھتا ہی اور اُسکی نماز مچھر کے پر کے برابر نہیں ہوتی
اور ایک شخص مسجد میں آتا ہی اور نماز پڑھتا ہی اور اسکی نماز کوہ احد کے برابر ہوتی ہی
جبکہ وہ عقلاً دونوں میں احسن ہو۔ لوگوں نے پوچھا کہ عقلاً کیونکر دونوں میں احسن ہو
فرمایا کہ پارسا تر محارم الٰہی سے اور حریص تر اسباب خیر پر دونوں میں ہو اور
اگرچہ عمل اور نوافل میں کمتر ہو۔ اور حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر آئنہ
اللہ تعالیٰ نے عقل کو اپنے بندوں میں تقسیم جدا جدا کیا اسواسطے کہ دو آدمی
کے عمل اور نیکی و روزہ و نماز برابر ہوتے ہیں مگر وہ دونوں عقل میں متفاوت
ہیں جسقدر ایک ذرہ کوہ احد کے مقابل ہو۔ اور وہب بن منبہ سے روایت ہی
کہ کہا میں ستر کتابیں پاتا ہوں کہ تمام جسقدر کہ سب آدمیوں کو شروع دنیا سے اخیر
تک عقل دی گئی ہی وہ مقابل عقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی ہی جیسی صورت
ایک ذرہ ریگ کی جو دنیا کے تمام ریگ کے درمیان ہو۔ اور لوگوں نے عقل کی
ماہیت میں اختلاف کیا ہی اور اُنمیں کلام بڑھتا ہی اور ہم اقوال کا نقل کرنا
نہیں اختیار کرتے اور نہ یہ ہماری غرض ہی سو قوم نے کہا ہی کہ عقل علوم سے ہی
اسواسطے کہ تمام علوم سے جو خالی ہو عقل کے ساتھ موصوف نہیں ہوتا و عقل تمام
علوم نہیں ہی اسواسطے کہ بڑے علوم سے جو خالی ہو وہ عقل سے موصوف ہوتا ہی
اور بعضوں نے کہا ہی کہ وہ علوم نظریہ سے نہیں ہی اسواسطے کہ ابتدا [illegible]

فطرت کی شرط سے کمال عقل مقدم ہی تو وہ اسوقت علوم ضروری بدیہی سے ہوا اور
تب وہ تمام ضروری ہی اسواسطے کہ مختل الحواس عاقل ہی اور حال آنکہ علوم ضروریکے
بعض مدارک اسمین نہین ہین- اور بعض علمانے کہا ہی کہ عقل اقسام علوم سے
نہین ہی اسواسطے کہ اگر انہین سے ہوتی تو یہ حکم واجب ہوتا کہ جو شخص ذکر استحالہ
اور جواز سے غافل ہی حالانکہ ہم دیکھتے ہین عاقل کو کہ اکثر اوقات غافل
ہوتا ہی اور علماے کہا ہی کہ یہ عقل ایک صفت ہی جسکے ساتھ دریافت علوم
کے لیے مہیا ہوتا ہی- اور حارث بن اسد محاسبی سے جو ایک شیخ اجل ہی منقول ہی
کہ عقل سرشت اور طبیعت ہی جس سے دریافت علوم کے لیے آدمی مہیا ہوتا ہی
اور اس بنا پر وہ بات ثابت ہوتی ہی جسکو اول ذکر عقل مین ذکر کیا ہی کہ وہ
زبان روح ہی اسواسطے کہ روح امر اللہ ہی اور روح متحمل اُس امانت کی ہی جس کے
اُٹھانے سے آسمانون اور زمینون نے انکار کیا ہی اور اسی سے نور عقل اُبلتا اور بہتا ہی
اور نور عقل مین علوم متشکل اور متصور ہوتے ہین پس عقل علوم کے لیے بمنزلہ لوح
مکتوب کے ہی اور وہ اپنی صفت سے کبھی منکوس اور سرنگون ہی کہ نفس کی طرف
جھانکتی ہی اور کبھی راست قائم ہی سو جو شخص کہ اسمین عقل اُلٹی سرنگون نفس کی طرف
ہے تو اسکو اجزا اسے کون مین پراگندہ کر دیتی ہی اور حسن اعتدال اسکے سبب
معدوم کرتا ہی اور راہ راست نہین پایا اور جو شخص جسمین عقل قائم اور مستقیم ہوئی
تو عقل تائید اُس بصیرت سے کرتی ہی جو روح کے لیے مثل قلب کے ہے
اور مکون آفریدگار کی طرف سیدھا رستہ پاتا ہے بعد ازان خالق سے مخلوق کو
پہچانتا ہی اس کیفیت سے کہ اقسام معرفت کو مکون اور کون سے پورا

کرتا ہے تو یہ عقل عقل ہدایت ہے پھر جسطرح کہ اللہ تعالی نے اسکا اقبال کسی ایک امر مین چاہا
اسی طرح اسکو راہنما ہوئی کہ اقبال اسکے سامنے کرے اور جس چیز کو کہ اللہ تعالی نے
مکروہ کیا تو اس سے پیٹھ پھیرنے پر راہنما ہوئی پھر وہ ہمیشہ اللہ تعالی کی چاہی ہوئی باتون کا
اتباع کرے گا اور اسکے غضب کی باتون سے پرہیز کریگا اور جب تک عقل مستقیم
ہوگی اور بصیرت کے ساتھ تائید کریگی راہنمائی اسکی رشد اور سیدھی راہ پر ہوگی اور
گمراہی سے اسکو باز رکھیگی۔ بعضے علما نے کہا ہے کہ عقل دو قسم ہے ایک قسم وہ ہے کہ اس سے
اپنے دنیا کے امر کو دیکھتا ہے اور ایک قسم وہ ہے کہ اس سے اپنے امر آخرت کو دیکھتا ہے
اور بعضون نے کہا ہے کہ عقل اول نور روح سے ہے اور عقل ثانی نور ہدایت سے سو عقل اول تمام
اولاد آدم مین موجود ہے اور عقل ثانی موحدین مین موجود ہے اور مشرکین سے مفقود ہے
اور کہتے ہین کہ عقل کو عقل اس واسطے کہتے ہین کہ جہل ظلمت
اور تاریکی ہے سو جب نور اس ظلمت مین اسکی بینائی پر غالب ہوگا
ظلمت جاتی رہیگی پھر وہ دیکھیگا اور جہل کے لیے اشکل ہوجائیگا۔ اور
بعضون نے کہا ہے کہ عقل زبان جو ہے اسکا مسکن قلب مین ہے اور محل اسکے عمل
کا سینہ مین دل کے دونون آنکھون کے بیچ مین ہے اور جسنے جسکو ذکر کیا ہے کہ عقل زبان
روح ہے اور وہ عقل واحد ہے دو قسم کی نہین ہے لیکن جب کہ وہ قائم اور سیدھی ہو تو
بصیرت کے ساتھ تائید پاتی ہے اور عقل ہوتا ہے اور اشیا کو انکے مواضع پر رکھتی ہے
اور یہ عقل وہی عقل ہے جو نور شرع سے روشنی لینے والی ہے اسواسطے کہ اسکے قیام اور
اعتدال نے اسی نور شرع سے روشنی لینے کی ہدایت کی ہے اسواسطے کہ شرع حضرت
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر وارد ہوئی ہے اور یہ اسواسطے ہے کہ آپ کی روح کا

حضرت الالہیت سے قریب ہی اور مکاشفہ اُسکی بصیرت کا جو روح کو ہی قدرت الٰہی اور
اُسکے آیات سے بمنزلہ قلب کے ہی اور اُسکی عقل کی استقامت تائید بصیرت کے
ساتھ ہی پس بصیرت اُن علوم کی محیط ہی جنکو عقل بالاستیعاب حاصل کرتی ہی اور اُن
علوم کے جنکے استیعاب سے عقل کا پیکا تنگ ہی اسواسطے کہ بصیرت استمداد
اُن کلمات واقعیہ سے کرتی ہی کہ اُنکے تمام ہونے سے پہلے دریاکے دریا تمام ہوجاتے
ہیں اور عقل ترجمان دل ہی کہ بصیرت کا ایک حصہ اُسکی طرف پہونچاتی ہی جسطرح کہ قلب
بعضی چیزیں ایسے ہیں کہ زبان تک پہونچاتا ہی اور اُنمیں سے بعضی چیزیں زبان کے
سوا کو اپنے واسطے اختیار اور پسند کرلیتا ہی اور اسی بات کے سبب جو شخص کہ
صرف عقل پر مغرور اور جم گیا بغیر اسکے کہ نور شرع سے اُسنے روشنی حاصل کی ہو تو علوم
کائنات ملک سے بہرہ مند ہوا اور ملک ظاہر کائنات ہی اور جس کسی نے نور شرع
سے اپنی عقل کو روشن کیا تو وہ بصیرت سے مؤید ہوا اور ملکوت پر مطلع ہوا اور ملکوت
باطن کائنات ہی جسکے مکاشفے ارباب بصائر و عقول مختص ہیں نہ وہ لوگ
جو بصیرت بغیر محض عقول پر جمے ہوے ہیں اور ہمارے ائمہ بعض علمانے کہا ہی کہ عقل
دو ہیں ایک عقل ہدایت کی کہ قلب میں اسکا مسکن ہی اور یہ اہل ایمان صاحب
یقین کے حصہ میں ہی اور سینہ میں دل کے دونوں آنکھوں کے بیچ میں اسکا مقام
عمل ہی اور دوسری عقل کا دماغ میں مسکن ہی اور اُسکا مقام عمل سینہ میں دل کے
دونوں آنکھوں کے بیچ میں ہی تو پہلی عقل سے امر آخرت کی تدبیر کرتا ہی اور دوسری
عقل سے امر دنیا کی تدبیر کرتا ہی اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہی کہ وہ عقل واحد ہی جب
وہ بصیرتوں سے تائید یافتہ ہوتی ہی تو دونوں امر کی تدبیر کرتی ہی اور جب وہ

تنہا ہوئی ہے امر کی تعبیر کرتی ہے اور وہ واضح تر اور روشن تر ہے اور ہمنے شروع باب مین اُسکی تقریر سے جو نفس مطمئنہ اور امارہ کے لیے ہے وہ بات ذکر کردی ہے جسکے باعث انسان اس امر سے آگاہ ہوجاتا ہے کہ وہ عقل واحد ہے کبھی بصیرت کے ساتھ مؤید ہے اور کبھی اپنے وصف کے ساتھ متفرد ہے اور اللہ تعالیٰ صواب کا علیم ہے

باب ستائیسوان خطرونکی شناخت اور اُنکی تفصیل و تمیز مین ہے

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بنی آدم مین کچھ شیطان کا اور کسی قدر فرشتہ کا حصہ ہے سو شیطان کا حصہ یہ ہے کہ وہ شر کا وعدہ کرتا ہے اور حق کو جھوٹلاتا ہے اور فرشتہ کا یہ حصہ ہے کہ وہ خیر کا وعدہ اور حق کی تصدیق کرتا ہے سو جس شخص نے اُسکو پایا تو اُسکو جاننا چاہیے کہ یہ منجانب اللہ ہے پھر اُسکو شکر الٰہی ادا کرنا چاہیے اور جسنے دوسرے حصہ کو پایا تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شیطان سے پناہ مانگے ازان بعد آپ نے یہ آیت پڑھی الشیطان یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء یعنی شیطان تم سے فقر اور محتاجی کا وعدہ کرتا ہے اور تمکو بُرے کاموں کے حکم کرتا ہے اور ان دونون حصون کی شناخت اور تمیز خواطر کی طرف وہی شخص جھانک تاک رکھتا ہے جو طالب مرید ہے اُسکی طرف ایسا آرزومند ہوتا ہے جیسا کہ پیاسا پانی کی طرف گردن اونچی کرکے دیکھتا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ وہ اسکی بُرائی اور خطر اور فلاح اور صلاح وفساد سے واقف ہے اور یہ شخص ایک ایسا بندہ ہوتا ہے کہ صفائی یقین اور عطیۂ اہل الیقین کی بہرہ مندی سے مقصود و مراد ہے اور زیادہ اسکا نظارہ مقربین کے لیے ہے اور جن لوگون نے مقربین کی راہ چلنی شروع کی ہے اور جو کہ ابرار کی راہ چلنے لگے ہین

کبھی کبھی اسکی طرف کسی قدر دیکھتے ہین اسواسطے کہ تشوق اور آنکھ اٹھا اٹھا کر اسکی
طرف دیکھنا اُسی قدر ہوتا ہی جسقدر ہمت اور طلب اور ارادہ اور خطا منجانب
اللہ الکریم ہوتا ہی اور جو کوئی عام مؤمنین اور مسلمین کے مقام پر ہو اور وہ مخاطت
لمتین کی نہین جھانکتا اور نہ وہ خطرات کی تمیز کا اہتمام کرتا ہی - اور خواطر سے بعضے
وہ ہین جو اللہ تعالی کے قاصد بندہ کی طرف ہین جیسے کہ بعض مومنین نے کہا ہی کہ
میرے واسطے ایک قلب ہی اگر مین اسکی نافرمانی کرون تو اللہ کی نافرمانی کرون
اور یہ حال اُس بندہ کا ہی جسکا قلب مستقیم ہو گیا ہی اور قلب کی استقامت نفس کی
طمانینت کے سبب ہی اور نفس کی طمانینت مین شیطان کی یاس ہی اسواسطے کہ
نفس جب کبھی جنبش کرتا ہی تو قلب کی صفائی مین کدورت آجاتی ہی اور جب قلب
مکدر ہو تو شیطان کو طمع ہوئی اور اُس سے قریب ہو گیا اسواسطے کہ قلب کی صفائی
تذکرہ اور رعایت سے مخصوص ہی اور ذکر کے لیے ایک نور ہی کہ اُس سے شیطان پرہیز
ایسا ہی کرتا ہی کہ جیسے ہم مین سے کوئی دوزخ سے بچتا ہے - اور حدیث مین وارد ہی کہ بیشک
شیطان بنی آدم کے قلب پر سینہ رکھے ہوے ہے پھر جبکہ اللہ تعالے کا ذکر ہوتا ہے تو وہ منھ
پھیر لیتا ہے اور پیچھے کو ہٹتا ہے اور جسوقت وہ غافل ہوتا ہے اُسکے قلب کو لقمہ بنا
لیتا ہے پھر اُس سے باتین کرتا اور آرزومند بناتا ہی اور اللہ تعالی نے فرمایا ہی ومن یعش
عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فہو لہ قرین یعنے جو کوئی خداوند رحمن سے منھ پھیر
تو ہم اُسپر شیطان مقرر کرین اور وہ واسطے اُس کے ہمنشین ہے اور
اللہ تعالے نے فرمایا ہے ان الذین اتقوا اذا مسہم طائف من
الشیطان تذکروا فاذا ہم مبصرون یعنی تحقیق وہ لوگ کہ ڈرتے ہین جسوقت

ہوے پھیری والا شیطان سے تو وہ ذکر کرتے ہین پس اچانک وہ دیکھتے والے ہوجاتے
ہین - تو تقوی اور پرہیزگاری کے ساتھ خاص ذکر کا وجود ہی اور اسی سے ذکر کا دروازہ
کھلتا ہی اور ہمیشہ بندہ پرہیز کرتا ہی تاکہ مکروہات سے اعضا اور جوارح بچے رہین بعد
ازان فضول اور غیر مقصود باتون سے انکو محفوظ رکھتا ہی پھر اسکے اقوال اور افعال
ضرورۃ ہونگے بعد ازان بعد اسکا تقوی باطن کی طرف منتقل ہوتا ہی اور باطن پاک
ہوجاتا ہی اور مکروہات سے نگاہ رکھتا ہی بعد ازان فضولیات سے حتی کہ حدیث
نفس سے مشغول رہتا ہی - سہل بن عبد اللہ نے کہا ہی گناہون مین سب سے
بدتر حدیث نفس ہی اور حدیث نفس کی ساعت کو گناہ سمجھتا ہی اور اس سے پرہیز
کرتا ہی اور جب ذکر سے یہ اتقا ہوگا تو قلب اسوقت روشن اسطرح ہوگا کہ آسمان
کے بیچ مین ستارے چمکتے ہین اور قلب ایک آسمان محفوظ ہوجائیگا جو ذکر کے ستارون
سے مزین ہوگا اور جب ایسا ہوگا تو شیطان کو دوری ہوگی اور ایسے بندہ کے حق مین
خواطر شیطانی اور اسکے نوازل اور واردات کمتر ہونگے اور خطرات نفسانی اسکے
لیے البتہ پہنچینگے اور اسے احتیاج اصلی ہوگی کہ انسے پرہیز اور انکو علم سے تمیز کرے
وسوسے کہ بعضے انمین سے خواطر ہین جنکا اجر نقصان نہین پہونچتا جیسے کہ نفس
کے تقاضے اپنی حاجات کے لیے ہوتے ہین اور انکی حاجتین حقوق اور حظوظ کے
اندر تقسیم ہوتی ہین اور اسوقت تمیز متعین ہوتی ہی اور نفس پر اتمام مطالبات
حظوظ سے ہوتا ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی ای ایمان والو اگر دے تمہارے پاس
فاسق خبر سو کر تو تم تحقیق کر لو یعنی ثابت رہو اور اس آیت کے نزول کا سبب
ولید بن عقبہ ہی جیسا کہ آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق

کے پاس بھیجا تھا سو اُنپر جھوٹ طوفان لگایا اور اُنکو کفر و عصیان سے منسوب کیا
یہانتک کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی لڑائی کا ارادہ کر لیا
بعد ازان خالد کو اُنکے پاس بھیجا تو اُنسے مغرب اور عشا کی اذان سُنی اور وہ باتین
دیکھین جو دلیلین تقیہ کے جھوٹ طوفان پر دلالت کرتی تھین تو اللہ تعالے نے
اس بارہ مین یہ آیت نازل فرمائی پس ظاہر آیت اور سبب اُسکے نزول کا ظاہر ہی
اور یہ ماجرا اصحاب اللہ اُسکے بندون کو تنبیہ کا باعث ہوگیا کہ ثبات و قرار اختیار
کرین - اس آیت مین سہل نے کہا ہی کہ فاسق کے معنی بڑا جھوٹا اور جھوٹ نفس
کی صفت ہی اسواسطے کہ بہت چیزین یاد سے لگتا اور آراستہ کرتا ہی جو اپنے
ثبات کی برہنین ہوتین سو انکے مغلوب ہونے اور اُنکے لقا کے وقت ثبات و استقرار
حاصل ہوجاتا ہی سو بندہ مغلوب نفس کو ایک خیر گردان لیتا ہی جو موجب ثبات و
استقرار کے ہوتے ہین اور طبیعت اُسکو نقش ہی نہین ڈالتی اور نہ ہوگی
اُسمین عجلت کرتی ہی - اور ہر آینہ بعضے علمائے صوفیہ نے کہا ہی کہ اول ادب
جو ہر عمل کے وقت توقف ہو اور آخر ادب یہ ہی کہ شبہہ کے وقت ٹھہرے
اور شہوت کے وقت ادب سے یہ ہی کہ فاقہ کو مرگ نفس اور آفریدگار اور بیاری اور
[illegible] کرنے والے کے سامنے اُتارے اور فقر و فاقہ کا اظہار اُسکے سامنے اور جہل
یا مغفرت اور معرفت اور مغفرت کی طلب اُسی سے کرے اسواسطے کہ جب
وہ اپنے نفس اور ... کو کام مین لائے گا تو اُسکی فریاد سُنی جائے گی اور اُسکی مدد کیجاوے گی
وہ ... بات بولی جائے گی کہ آیا یہ خطرہ طالب حظ نفس کے لیے ہی یا طلب
حق کے لیے پھر اگر حق کے لیے ہی تو اُسکو روان کرے اور جو حظ کے لیے ہو

تو اُسکو دور کرے اور یہ توقف اُسوقت ہی کہ اُسکو ظاہر علم سے نہ نکلے اسواسطے کہ باطن
علم کی احتیاج اُسی وقت ہوتی ہی جب کہ ظاہر علم مین دلیل یا تجربہ آوے زان بعد
بعضے آدمی ایسے ہوتے ہین کہ اُسکی صحبت مین وسعت اُسکے سوا نہین ہوتی مگر یہ
کہ حق پر بغیر حظ کے ٹھہرے اور جو خاطر حظ کا امضا اور اجرا کرے تو یہ اُسکے حال کا
گناہ ہی اور اُس سے استغفار کرتا ہی جس طرح کہ گناہون سے وہ مغفرت چاہتا ہی
اور بعضے آدمی ایسے ہوتے ہین جو حظ اُٹھانے مین داخل ہوتے ہین اور اُسکے
خطرہ کو جاری اس سبب سے کرتے ہین کہ منجانب اللہ اُنکو مزید علم ہوتا ہی اور
وہ علم وسعت ایسے بندہ کے لیے حاصل ہوتا ہی جسکو وسعت مین اذن ہوتا ہی اور
اذن کا عالم ہی سو وہ خطرہ حظ کو امضا کرتا ہی اور شخص مراد اُسکے ساتھ پہنچا اپنے
امر کا ہی جسکے ساتھ اُسکو بخوبی کرتا ہی اور اُسکے لائق وہ ہی جو عالم اُسکی زیادتی
اور نقصان کا عالم اپنے حال کا اور علم حال اور علم قیام کا پکا مضبوط ہو کہ اُسکے
حال پر دوسرے کو قیاس نہ کیا جائیگا اور نہ اُسمین کوئی تقلید سے داخل ہوتا ہی
اسواسطے کہ وہ ایک امر خاص ہی اور جب اُس بندہ کی یہ شان ہو کہ خطرات
نفسانی کی تمیز اس مقام مین کرے جہان نوازل شیطانی سے آزاد ہو تو خواطر حق
اور خواطر ملکی اُسکے پاس کثرت سے ہوتے ہین اور چار خواطر اُسکے حق مین تین
ہو جاتے ہین اور خطرہ شیطانی ساقط ہو جاتا ہی مگر شاذ و نادر اسواسطے کہ
نفس سے اُسکا مکان تنگ ہی اسواسطے کہ اتساع نفس کے طریق سے شیطان
داخل ہوتا ہی اور نفس کا اتساع اس سبب سے ہوتا ہی کہ ہوی کا اتباع کرے
[illegible]

کی تو نفس اسکا تنگ ہوگا اور شیطان کا محل ساقط اور دور ہو جائیگا مگر شاذ و
نادر اسواسطے کہ آلایش اسکے اوپر داخل ہوتی ہے اسکے بعد جو لوگ کہ مرادین اور
مقام مقربین کے متعلقین ہین انہین سے بعضے وہ ہین کہ جب انکا قلب آسمان
قربین بزینت انجم ذکر ہوگیا تو اسکا قلب آسمانی ہو جاتا ہے کہ اپنے باطن اور معنی
حقیقت کے ساتھ ترقی اور عروج طبقات آسمانی مین کرتا چلا جاتا ہے اور جسقدر
قلب ترقی کرے نفس مطمئنہ زار ونزار ہو اور اسکے خطرات دور ہون حتی کہ اپنے
عروج باطن سے آسمانون سے تجاوز کر جاتا ہے جس طرح کہ یہ مرتبہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ظاہر اور قالب سے حاصل تھا اور جب کہ عروج کمال
کو پہونچا تو اس سے خطرات نفس منقطع ہو جاتے ہین اسواسطے کہ وہ انوار
قرب مین مستور ہوتا ہے اور نفس اس سے دور ہو جاتا ہے اور اسوقت خواطر
شیطانی اس سے منقطع ہو جاتے ہین اسواسطے کہ خاطر رسول ہین اور رسالت دور
کے نیسے ہوتی ہے اور یہ قرب ہے اور جس حالت کا ہم نے وصف کیا ہے خود بخودی
تنزل کرتا جاتا ہے اور دوام اسکو نہین ہوتا بلکہ وہ ویسے ہی عطا و تنزل مین عطا لبا
نفس اور اسکے درجون تک پلٹ جاتا ہے اور پھر خواطر حق اور خواطر ملکی انکی طرف
رجوع کرتے ہین اور یہ اسواسطے ہے کہ خواطر وجود کو چاہتے ہین اور جو حالت کہ انکی
طرف ہم نے اشارہ کیا تھا کا حال ہے اور انہین کوئی خاطر نہین ہے اور خاطر حق
شیطان قربت کی وجہ سے دور ہوگئی اور خاطر نفس اسواسطے دور ہو گیا کہ نفس جدا
ہو گیا اور خاطر حق اس سے بچھڑ جاتی ہے جیسے کہ جبریل شب معراج مین جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بچھڑ گئے چنانچہ کہا اگر مین انگلی بھر نزدیک —

ہون تو مین جل جاؤن - محمد بن علی ترمذی نے کہا ہو کہ محدث اور متکلم دونون جب کہ اپنے اپنے درجہ مین ثابت اور متحقق ہوجاتے ہین تو حدیث نفس سے نہین ڈرتے سو جس طرح سے کہ نبوت القاے شیطان سے محفوظ ہو اسی طرح مکالمہ و محادثہ کا محل القاے نفس اور اُسکے فتنہ سے محفوظ اور حق و سکینہ کے ساتھ قریب ہو اسواسطے کہ سکینہ متکلم اور محدث کا ام اُسکے نفس کے ساتھ حجاب ہو - اور شیخ ابو محمد بن عبداللہ بصری سے بصرہ کے مقام مین مین نے سُنا ہو کہ وہ کہتے تھے کہ خاطر چار ہین ایک خاطر من النفس اور ایک خاطر من الحق اور ایک خاطر من الشیطان اور ایک خاطر من الملک سو جو کہ خاطر من النفس ہو وہ زمین یعنی تحت قلوب سے محسوس ہوتی ہو اور جو من الحق ہو وہ فوق قلب سے ہو اور جو خاطر من الملک ہو تو وہ قلب کے دست راست سے ہو اور جو کہ من الشیطان ہو وہ قلب کے دست چپ سے ہو اور جو بات اُسنے بیان کی ہو اُس بندہ کے لیے صحیح ہو جسنے اپنے نفس کو تقوی اور زہد سے گلا دیا ہو اور وجود اُسکا صافی اور ظاہر و باطن اُسکا مستقیم ہو تو اُسکا دل ایک جلا دیے آئینہ کے مثال ہو کہ اُسکے کسی طرف سے شیطان نہین آتا مگر یہ کہ وہ اُسے دیکھ لیتا ہو اور جب کہ قلب سیاہ ہوگیا اور زنگ اُسپر چھا گیا تو وہ شیطان کو نہین دیکھتا - ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو کہ بندہ جب گناہ کرتا ہو تو ایک سیاہ نشان اُسکے قلب مین کرتا ہو پھر اگر اُسکو کھینچ لے اور توبہ و استغفار کرے تو اُسکا دل صاف اور صیقل ہوجا ے اور اگر پھر گناہ کرے تو وہ نشان زیادہ ہو حتی کہ اُسکے دل پر وہ نقطہ سیاہ گھیر لیتا ہو اللہ تعالے نے فرمایا ہو کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون یعنی یون نہین

بلکہ جڑ ہو گیا اُنکے دلون پر اُس چیز سے کہ وہ تھے کما نے بعضے عارفین سے مین نے
سُنا ہی کہ وہ ایک باریک کہتا تھا جو اُسے کشف ہوئی تھی اور کہا کہ جو حدیث
انسان کے باطن مین ہی اور جو خیال کہ اُسمین عارض ہو اور دل اور صفائی ذکر
مین مقام کرے وہ دل سے ہی نہ نفس سے اور یہ خلاف اُسکے ہی جو کہ مقرر ہو چکی ہی
سو مین نے اُسکا سوال اُس سے کیا پس اُسنے بیان کیا کہ قلب اور نفس کے
درمیان قریب کی رسم باتین ہین اور بات چیت اور تالف و تودد ہی اور جب کبھی
نفس کسی چیز مین اپنے ہونے کے سبب قولی و فعلی سے کہتا ہی تو قلب پر اُسکا اثر
اس سے پڑتا ہی اور وہ مکدر ہوتا ہی اور جب کہ بندہ مطالبات نفس کے مواقع سے
پلٹتا اور [illegible] ذکر تا ہی اور اللہ کے واسطے اپنے ذکر اور محل مناجات و خدمت کی طرف
متوجہ ہوتا ہی تو قلب نفس سے عتاب اور خطاب کے ساتھ پیش آتا ہی اور نفس سے
کچھ کچھ اُسکے فعل اور قول کا تذکرہ کرتا ہی جیسے کہ نفس پر کوئی ملامت کرے اور
بسبب عتاب اسکے کرے سو ہر گاہ کہ خاطر اول فعل اور اُسکا آغاز ہی تو اُسکی معرفت
بندہ کا ضروری کام ہی اسواسطے کہ افعال جتنے ہین سب خواطر سے پیدا ہوتے ہین
[illegible] کہ بعضے علما اس طرف گئے ہین کہ علم مفروض اُسکی طلب ہی
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی طلب کرنا علم کا
[illegible] اور کہا [illegible] ہی کہ وہ اول فعل ہی
اور [illegible] فساد فعل ہی اور مجھے اپنی زندگی کی قسم ہی کہ یہ قول توجہ
کے قابل نہین ہی اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو سب
مسلمانون پر واجب کر دیا ہی اور سب مسلمان ایسے صاحب طبیعت اور

معرفت نہین ہین کہ علم کے سبب خواطر کو پہچانین مگر طالب جانتا ہی کہ خواطر تخم کے مثال ہین سو اُنہین سے بعض وہ ہین جو تخم سعادت ہین اور بعضے وہ ہین جو شقاوت کے تخم ہین - اور خواطر کی اشتباہ سبب چار چیزون مین سے ایک ہوگا کہ اُسکا پایجوان نہین ہی یا تو ضعف یقین ہی یا علم کی قلت نفس کے صفات اور اخلاق کی معرفت مین ہی یا کہ ہوی کی متابعت تقوی کے قواعد نورانی سے ہی یا کہ دنیا کی محبت اُسکے جاہ و مال کی اور رفعت و منزلت کی خواہش خلق اللہ کے نزدیک ہی سو جو کوئی ان چار چیزون سے بچا رہا تو وہ فرشتہ اور شیطان کے نوازلہ اور لغزش مین تمیز کریگا اور جو اُنہین مبتلا ہو گیا نہ اُسکو جانیگا اور نہ اُسکو طلب کریگا اور بعضے خواطر کا ظاہر ہونا اور بعضے کا نہ ظاہر ہونا اسوجہ سے ہی کہ ان چارون اسباب سے بعضے موجود ہوتے ہین اور بعضے نہین ہوتے اور تمیز خواطر مین جو زیادہ تر راست اور درست اور اُسکی معرفت مشکل سے حاصل ہوتی ہی اور اُسکا یکسر اُنکا نزدیک نہین ہی الا بعد اُسکے کہ زہد و تقوی مین درجۂ غایت کو پہونچا ہو - اور مشایخ کا اُسپر اتفاق ہی کہ جسکا لقمہ حرام کا ہو وہ الہام اور وسوسہ مین فرق نہین کر سکتا - اور ابو علی دقاق کا قول ہی کہ جسکی قوت معلوم و معین ہو وہ الہام اور وسوسہ مین فرق نہین کر سکتا اور یہ قول علی الاطلاق صحیح نہین ہی مگر ایک قید کے ساتھ اور وہ ہی کہ بعض معلوم سے وہ ہی کہ حق سبحانہ و تعالی نے ایک بندہ کے لیے مقسوم کیا کہ اذن سے اُسکے حاصل کرلینے مین سبقت کرتا ہی اور اُسکو کھاتا پیتا ہی اور ایسا رزق معلوم تمیز خواطر کا حجاب نہین ہوتا اور یہ اُسی کے حق مین کہا جاتا ہی جو رزق معلوم مین اُسکے اختیار و اختیار سے ورتا ہی اسواسطے کہ اپنے اختیار کے موضع سے محتجب ہوتا ہی

اور جسکی طرف ہم نے اشارہ کیا ہی اسکے ارادہ سے یہ شخص علیحدہ ہی اسواسطے کہ معلوم
اسکا حجاب نہیں ہوتا اور ہوجس نفسانی اور وسوسۂ شیطانی کے درمیان فرق کیا ہی
اور کہا ہی کہ نفس خواہش اور الحاح کرتا ہی اور وہ برابر رہتا ہی یہانتک کہ اپنی مراد کو
پہونچ جائے اور شیطان جب ایک گناہ کی طرف بلاتا ہی اور اسکی اجابت نہوئی تو وہ
دوسرا وسوسہ دیتا ہی اسواسطے کہ اسکی غرض کسی تخصیص مین نہین ہی البتہ اسکی مراد فقط
اغوا ہی خواہ کسی طرح ممکن ہو اور مشایخ مین دو خاطر مین کلام کیا ہی جبکہ وہ
دونون مین اتفاق ہون کہ ان دونون مین سے کسی کا اتباع کیا جائے جنید کا قول ہی
کہ خاطر اول کا اسواسطے کہ جب وہ باقی رہا تو اہل خاطر تامل کی طرف رجوع ہوگا اور یہ
شرط علم ہی۔ اور ابن عطا کا قول ہی کہ دوسرا خاطر زیادہ قوی ہی اسواسطے کہ وہ قوت
مین اول سے زیادہ ہی۔ اور ابو عبداللہ بن خفیف نے کہا ہی کہ وہ دونون برابر ہین
اسواسطے کہ وہ دونون خاطر من حق ہین پس انمین سے کسی ایک کو دوسرے پر
ترجیح نہین ہی۔ صوفیہ نے کہا ہی کہ واردات خواطر سے عام تر ہی اسواسطے کہ خواطر
مختص ایک قسم کے خطاب یا مطالبہ سے ہین اور واردات کبھی خواطر ہوتے ہین اور
کبھی وارد سرور اور وارد حزن اور وارد قبض اور وارد بسط ہوتے ہین۔ اور بعض
نے کہا ہی کہ خاطر حق کا اتباع نور توحید سے کیا جاتا ہی اور خاطر ملک کا نور معرفت
سے اور نور ایمان سے نفس باز رکھا جاتے اور نور اسلام سے اور دشمن یعنی ابلیس
کی خاطر رد کی جاتی ہی اور جو شخص معانی نہ سمجھے اور ان سے قاصر رہے اور خواطر
کی تمیز کرنے کی طرف تاک لگائے تو پہلے خاطر کا وزن شرع کی ترازو مین کرے سو جو
چیز اسمین سے نفل یا فرض ہو اسکا امضا اور اجرا کرے اور جو اسمین سے حرام

یا مکروہ ہو اسکی نفی کرے پھر اگر دو خاطر علم مین برابر پلے کے ہون تو جو انمین سے
مخالفت ہوی نفس کے قریب تر ہو اسکا نفاذ کرے اسواسطے کہ نفس کی ہوی اُن
دونون مین سے ایک مین کبھی مخفی ہوتی ہی اور غالب شان نفس سے کجروی اور ادنی کی
طرف میلان ہوتا ہی اور کبھی خاطر نشاط نفس سے نازل ہوتی ہی اور بندہ کا یہ گمان ہوتا ہی
کہ وہ جنبش علم سے ہی اور کبھی قلب سے نفس کے ساتھ سکون کرنے سے نفاق
پیدا ہوتا ہی کہ بعضے انمین سے کہتے ہین تیس برس کا عرصہ ہوا کہ ایک ساعت
میرا قلب نفس کے ساتھ سکون پذیر نہین ہوا اسو نفس کے ساتھ سکون قلب
سے ایسے خواطر ظاہر ہوتے ہین جو مشتبہ بخواطر حق ضعیف العلم پر ہوتے ہین اسی
واسطے نفاق قلب کو اور اُن خواطر کو جو اُس سے پیدا ہوتے ہین نہین پاتے
اور نہین جانتے ہین الا وہی علما جو راسخ فی العلم ہین اور اکثر جو دقیقہ کہ اہل
دل پر اور اُن لوگون پر جو یقین اور بیداری اور حال سے بہرہ مند ہین نازل ہوتی ہین
اس قبیل سے ہین اور سبب اسکا یہ ہی کہ انکو نفس اور قلب کا علم کم ہی اور ہوی کا
ایک حصہ انمین باقی ہی اور بندہ کو ضرور ہی کہ اس بات کو قطعی جانے کہ جبتک
تشبیہ ہوی کا باقی ہی اگرچہ وہ باریک اور قلیل ہو پھر بھی بقیہ اشتباہ خواطر کا
موافق باقی رہتا ہی اور ان بعضے کبھی تمیز خواطر مین وہ شخص جو کم علم ہو غلطی
کرتا ہی اور اُسکا مواخذہ اسپر نہین ہوتا جب تک کہ شرع سے اُسپر مطالبہ نہو
اور کبھی اسکے ساتھ یعنی غلطی کرنے والے سے مسامحت اور درگذر نہین کیجاتی
اسوجہ سے کہ اُسپر خفاے باریک کا تمیز مین کشف ہوا اور باوجود علم کے اُن
لوگون نے پھر استعمال اور قلت تثبت کی - اور بعضے علما نے ذکر کیا ہی کہ بعد [illegible]

اور حصۂ شیطان نفس اور روح کی حرکت سے پائے گئے ہین اور ہر آئنہ جب نفس
جنبش کرتا ہی تو اُسکے جوہر سے ایک ظلمت گر پڑتی ہی جو قلب مین بُرے اراد
کا نقطہ اور نشان پیدا کرتا ہی سو شیطان قلب کو دیکھتا ہی اور اغوا و وسوسے
اقبال کرتا ہی اور مذکور ہو کہ نفس کی حرکت یا تو ہوی ہوتی ہی اور وہ حظ نفس
دنیاوی ہی یا امنیہ یعنی آرزو و مراد ہی اور وہ جہل غریزی اور جبلی ہے یا حرکت
اور سکون کا دعوی اور وہ آفت عقل اور محنت قلب ہی اور یہ تین وارد نہین ہوتے
مگر تین سے یعنی جہل سے یا غفلت سے یا طلب فضول سے یہ ان تینون مین سے وہ
چیز نہین ہی جسکی نفی واجب ہی جو خلاف امر یا مطابق نہی کے ہو اور انھین مین
سے وہ بھی ہی کہ نفی اُسکی فضیلت ہی جب کہ وہ مباحات کے ساتھ وارد ہو اور
بعضون نے ذکر کیا ہی کہ جب روح حرکت کرتی ہی تو اُسکے جوہر سے ایک نور ساطع
گرتا ہی جس سے ایک ہمت عالیہ قلب مین ظاہر ہوتی ہی جو تین معانی سے ایک
وہ ہوتی ہی یا تو ایک فرض جسکے ساتھ وہ مامور ہو یا ایک فضل جسکے طرف مدعو
ہو یا مباح جسکی طرف اُسکی اصلاح راجح ہو - اور یہ کلام اسپر دال ہی کہ روح
اور نفس کی دو حرکتین موجب دونون لمہ اور نازل کے ہین - اور میرے نزدیک
آئندہ خدا ے تعالی داناتر ہی کہ دونون نوازل روح و نفس کی حرکت پر متقدم
ہین سو روح کی حرکت لمہ ملک سے ہی اور ہمت عالیہ حرکت روح سے اور یہ
حرکت جو روح کی ہی وہ لمہ ملک کی برکت سے ہی اور نفس کی حرکت لمہ شیطان
سے اور نفس کی حرکت سے ہمیشہ دنی ہی اور وہ لمہ شیطان کی شامت سے
ہی تو جب دو لمہ وارد ہوتے ہین تو دو حرکت ظاہر ہوتی ہین اور اُس سے

سر عطا اور ابتلا کا بخشندہ کریم اور آزمائندہ حلیم سے ظاہر ہوتا ہی اور کبھی یہ دونون
لمہ متدارک علی سبیل البدل ہوتے ہین اور انمین سے ایک کا اثر دوسرے سے
مٹ جاتا ہی اور جو شخص کہ بیدار صاحب فطانت ہی اسپر باب انس فی ذاتہ ان
آثار کے وجود کے دیکھنے سے مفتوح ہوتا ہی اور ہمیشہ اپنے حال کا ملاحظی اور دونون
لمہ کا ناظر رہتا ہی۔ اور بعضون نے ذکر کیا ہی کہ پانچوان خاطر حق ہی اور وہ خاطر عقل
ہی جو چارون خواطر کے درمیان متوسط ہی اور نفس اور دشمن یعنی شیطان سے
رہتا ہی تاکہ تمیز موجود رہے اور بندہ پر حجت کا اثبات ہو تاکہ بندہ وجود عقل کے
ساتھ کسی شی مین داخل ہو اسواسطے کہ اگر عقل جاتی رہے تو عقاب اور عتاب
ساقط ہوجائے اور وہ کبھی ملک اور روح کے ساتھ بھی ہوتی ہی تاکہ فعل آزادانہ
واقع اور ثواب کا مستوجب ہو۔ اور چھٹی خاطر بھی مذکور ہی اور وہ خاطر یقین ہی
اور وہ روح ایمان اور مزید علم ہی اور بعید نہین ہی کہ یہ کہا جائے کہ چھٹی خاطر جو خاطر
یقین ہی اسکا حاصل اسی کی طرف راجع ہی جو خاطر حق سے وارد ہوتی ہی اور
خاطر عقل کی اصل کبھی خاطر ملک سے ہوتی ہی اور کبھی خاطر نفس سے اور عقل سے کوئی
خاطر مستقل نہین ہی اسواسطے کہ عقل جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہشت ہی جسکے ساتھ
ادراک علوم کے لیے آمادہ ہوتا ہی اور اسی کے ساتھ کبھی وہ داعی نفس اور کبھی
داعی ملک اور کبھی داعی روح اور کبھی داعی شیطان کی طرف کھینچ کر آمادہ
ہوتا ہی سو اس بنا پر خاطرین چار سے زیادہ نہین ہوتین اور جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لمہ کے سوا نہین ذکر کیا اور یہ دو لمہ ہی اصل ہین اور
دوسرے دو خاطر انپر متفرع ہوتی ہین اسواسطے کہ لمہ ملک جب روح کو

حرکت ہوتا ہی اور روح ہمت صالحہ سے جنبش میں آتی ہی تو وہ اپنے اہتزاز سے
کہ ہمت صالحہ کے ساتھ ہوتا ہی خطائر قرب کے نزدیک ہوتی ہی اور اُسوقت
خواطر حسن یعنی اُسپر وارد ہوتے ہین اور قرب کے ساتھ متحقق ہوا تو فنا کے ساتھ
متحقق ہوگا اور تب خواطر ربانیہ کے ساتھ قیام و ثبوت اُسکو ہوگا جیسا کہ پہلے
ہم نے اُسکے موضع قرب کے لیے بیان کیا ہی سو خواطر حق کی اصل لمہ ملک ہی اور لمہ
شیطان جب نفس کو حرکت دیتا ہی تو اپنے مرکز کی طرف سرشت اور طبع سے میل
کرتا ہی اور اُس سے اس حرکت کے سبب ایسے خواطر ظاہر ہوتے ہین جو اُسکی سرشت
اور طبیعت اور ہوا کے لیے مناسب اور موافق ہوان تو خواطر نفس نتیجہ لمہ
شیطان ہی ہین اُنکی اصل دو لمہ ہین اور دوسرے دو لمہ اُس سے پیدا
ہوتے ہین اور خاطر یقین اور عقل اُن دونون مین مندرج ہین واللہ اعلم

باب اٹھاونوان حال اور مقام اور اُن دونون کے فرق کے بیان مین ہی

حال اور مقام کے اندر اشتباہ کثرت سے ہین اور مشائخ کے اشارات آپس مین مختلف
ہین اور اشتباہ اسوجہ سے ہی کہ فی نفسہا اُن دونون مین بہت تشابہ اور تداخل ہی
سو ایک شی بعضون کی راے مین حال ہی اور دوسرے کے نزدیک وہ مقام ہی
اور دونون روایت صحیح ہین اسواسطے کہ ایک کا تداخل دوسرے مین موجود ہی
اور ضرور ہی کہ ایک ضابطہ اور قاعدہ بیان کیا جائے جس سے دونون مین فرق ہو جائے
علاوہ اُسکے کہ لفظ اور تعبیر اُنکے فرق کو بتلاتی ہی سو حال کی وجہ تسمیہ یہ ہی
کہ اُسکو تحول اور گردش ہی اور مقام کی وجہ تسمیہ یہ ہی کہ وہ ثابت اور

مستقر ہی - اور کبھی ایک شی بعینہ حال ہوتی ہی اور پھر وہی مقام ہو جاتی ہی جیسے کہ بندہ
کے باطن سے داعیہ محاسبہ پیدا ہوا پھر وہ داعیہ غلبۂ صفات نفس سے زائل
ہو جاتا ہی اور پھر وہ عود کرتا اور پھر وہ زائل ہو جاتا ہی اور اسطرح برابر محاسبہ کا
حال بندہ کے لیے متعاہد حال کا ہوتا ہی پھر صفات نفس کے ظہور سے وہ حال بدل
جاتا ہی یہان تک کہ خداے کریم کی مدد اسکا تدارک کرتی ہی اور حال محاسبہ غالب
آتا ہی اور نفس مقہور ہو جاتا ہی اور محاسبہ اسکا انضباط اور تملک کر لیتا ہی پھر
محاسبہ اس بندہ کا وطن اور مستقر اور مقام ہوتا ہی اور وہ مقام محاسبہ مین رہتا ہی
بعد اسکے کہ اسکا حال محاسبہ تھا۔ بعد ازان حال مراقبہ اسپر نازل ہوتا ہی سو جو
شخص کہ محاسبہ اسکا مقام ہو تو مراقبہ اسکے لیے حال ہوتا ہی۔ بعد ازان مراقبہ
کا حال بدلتا رہتا ہی اس سبب سے کہ بندہ کے باطن مین سہو اور غفلت نوبت
نوبت آتے ہین حتی کہ سہو اور غفلت کا ہلکا بادل پراگندہ اور دور ہو اور
اللہ تعالی اپنے بندہ کا تدارک مددگاری سے فرمائے تب مراقبہ مقام ہو جاتا ہی
بعد ازان کہ وہ حال تھا اور محاسبہ کے مقام مین قرار نہین پکڑتا مگر اسوقت کہ
حال مراقبہ کا نازل ہو اور نہ وہ مراقبہ کے مقام مین قرار لیتا ہی الا جب کہ حال
مشاہدہ نازل ہو سو جب کہ بندہ حال مشاہدہ کے نزول سے مشرف ہوتا ہی
تو مراقبہ اسکا قرار حاصل کرتا ہی اور اسکا مقام ہو جاتا ہی اور نازل مشاہدہ سے
بھی حال ہوتا ہی جو استتار سے بدلتا ہی اور تجلی سے ظاہر ہوتا ہی بعد ازان
وہ مقام ہو جاتا ہی اور آفتاب اسکا استتار کے گہن سے چھوٹ جاتا ہی
پھر مشاہدہ کے مقام مین بہت کچھ احوال اور زیادات و ترقیات ہین

جو ایک حال سے دوسرے حال تک ہوتے ہین کہ اُس سے اعلیٰ درجہ کا ہو جیسے کہ
فنا کے ساتھ تحقق ہو اور بقا کی طرف پہونچنا اور عین الیقین سے حق الیقین کو
ترقی کرنا اور حق الیقین ایک نازل ہی جو قلب کے پردون کو پھاڑ ڈالتا ہی
اور یہ مشاہدہ کی فرع اعلیٰ درجہ کی ہی - اور ہر آئینہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہی اللھم انی اسالک ایمانا یباشر قلبی امی بار خدا مین
تجھ سے سوال کرتا ہون ایمان کہ دل میرے مین عمل کرے سہل بن عبد اللہ
نے کہا ہی کہ قلب مین دو جوف ہین انمین سے ایک باطن ہی اور اسمین
سمع اور بصر ہی اور وہ قلب کا قلب اور سویدا ہی اور دوسرا جوف ظاہر قلب
ہی اور اسمین عقل ہی اور عقل کی مثل قلب مین جیسے آنکھ مین نظر ہو اور وہ ایک
موضع خاص اسکی صیقل ہی جسطرح کی صیقل کہ آنکھ کی سیاہی مین ہوتی ہی اور
اُسی مین سے شعاعین نکلتی ہین جو مرئیات کو گھیر لیتی ہین سو اسی طرح عقل کی
نظر سے علوم کی شعاعین نکلتی ہین جو معلومات کو محیط ہوتی ہین اور یہ حالت جو پردۂ
قلب کو پھاڑ ڈالتی ہی اور اُسکے سویدا تک پہونچتی ہی اور وہ حق الیقین ہی تمام
عطیات سے اتم اور کل احوال سے گران بہا اور اشرف ہی اور اس حال کی نسبت
مشاہدہ سے ایسی ہی جیسے پکی اینٹ کی نسبت خاک سے ہی اسلئے کہ وہ پہلے
خاک پیدا ہی بعد اُسکے گل اور مٹی بعد ازان کچی اینٹ بعد ازان پکی اینٹ پس
مشاہدہ ہی اول اور اصل ہی کہ اُس سے فنا ہوتی ہی بعد ازان بقا جیسے کچی
اینٹ بعد ازان یہ حالت اور وہ سب فروع سے آخر ہو اور ہر گاہ یہ حالت سب احوال
کی اصل تھی اور وہ اشرف احوال ہی اور وہ محض موہبت ہی کہ اکتساب اور اتصال

نہین ہوتا تو جسقدر مواہب بندہ کے نوازل سے ہین وہ احوال سے موسوم ہوے
اسواسطے کہ وہ بندہ کے مقدور کسب سے باہر ہین تو اس قول کا اطلاق ہوا اور
مشایخ کی زبانون پر مسند اول ہوا کہ مقامات مکاسب ہین اور احوال مواہب ہین
اور جس ترتیب پر کہ ہم نے انھیں وضع کیا سب مواہب ہین اسواسطےکہ مکاسب مواہب
سے ڈھکے ہوے ہین تو احوال مواجید ہین اور مقامات رستے مواجید کے ہین
مگر کسب مقامات مین ظاہر ہوا اور مواہب بطون اور مخفی ہوگئے اور احوال مین
کسب چھپ گیا اور مواہب ظاہر ہوگئے تو احوال مواہب سماوی علویہ ہین اور
مقامات انکے رستے ہین اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ
مجھ سے آسمانون کے رستے پوچھے اسواسطے کہ انکا شناسا تر زمین کے رستون سے
ہون اشارہ مقامات اور احوال کی طرف ہے پس آسمانون کے رستے تو یہ ہین اور
زہد وغیرہ جو مقامات ہین اسواسطےکہ جو شخص ان رستون کا سالک ہے اسکا
دل آسمانی ہوجاتا ہے اور وہ رستے آسمانون اور برکات کے نزول گاہ ہین اور ان
احوال کے ساتھ وہی متحقق ہوتا ہے جسکا قلب آسمانی ہو بعض صوفیہ نے کہا ہے
کہ حال ذکر خفی ہے اور یہ اشارہ اسی کی طرف ہے جسکا ہم نے ذکر کیا ہے اور عراق کے
مشایخ سے مین نے سنا ہے کہ وہ کہتے ہین حال وہ چیز ہے جو من اللہ ہو تو جو چیزین کہ اعمال
اور اشغال کی راہ سے ہون تو وہ کہتے ہین کہ یہ بندہ کی طرف سے ہے پس جب کہ مرید
کو مواہب اور مواجید سے کوئی شی ظاہر ہوئی تو کہنے لگے کہ یہ من اللہ ہے اور اسکا
حال نام رکھا یہ اشارہ انکی طرف سے ہے کہ حال موہبت اور عطیہ ہے اور بعض مشایخ
خراسان نے کہا ہے کہ احوال مواریث اعمال ہین۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ

کہ احوال بجلیون کے مثال ہین پھر اگر ٹھہرا اور باقی رہا تو حدیث نفس ہی اور یہ قریب
استقامت علی الاطلاق نہین ہی ہان بعضے احوال مین یہ ہوتا ہی اسواسطے کہ وہ راہ
پاتے ہین بعد ازان نفس اُنکو آملک لیجاتا ہی ولیکن علی الاطلاق سو ایسا نہین ہی اور
احوال نفس سے امتزاج اور اختلاط نہین کرتے جسطرح تیل پانی سے نہین ملتا اور
بعضے اس طرف گئے ہین کہ احوال نہین ہوتے الا اُسوقت کہ دائم اور قائم رہین اور
اگر دائم وقائم نہ رہین تو وہ لوایح اور طوالع اور بوادر ہین اور یہ سب مقدمات احوال
ہین احوال نہین ہین - اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی کہ آیا بندہ کیلیے جائز ہی کہ وہ
کسی ایک مقام کی طرف انتقال ہی غیر اپنے مقام کے جسمین وہ ہی قبل اسکے کہ اپنے
مقام کے حکم کو مستحکم کرے بعضون نے کہا کہ یہ جائز نہین ہی کہ قبل اسکے کہ وہ اپنے
مقام کے حکم کو مستحکم کرے انتقال اس مقام سے کرے جسمین وہ ہی اور بعضون نے
کہا ہی کہ وہ مقام جسمین وہ ہی کامل نہین ہوتا الا بعد اسکے کہ وہ اس مقام پر ترقی
کرے جو اس سے بالا تر ہی سو وہ اپنے مقام عالی سے ادنی مقام کی طرف نظر کرتا ہی
پھر اپنے مقام کے امر کو مستحکم کرتا ہی اور اولی یہ ہے کہ بندہ خداے تعالی ادنا تر ہی
کہ ایک شخص کو اپنے مقام مین ایک حال عطا کیا جائے اسکے مقام اعلی سے
جسپر عنقریب ہی وہ ترقی کرے گا تو اس حال کے وجدان سے اپنے اُس مقام کے
امر کو مستقیم کرتا ہی جسمین وہ ہی اور اسمین حق اسی طرح تصرف کرتا ہی اور کوئی چیز
بندہ کی طرف نہین بڑھائی جاتی کہ وہ ترقی کرتا ہی یا نہین ترقی کرتا ہی اسواسطے
کہ بندہ احوال کے ساتھ مقامات پر ترقی کرتا ہی اور احوال مین مواہب ہین جو
ترقی اُن مقامات پر کرتے ہین جسمین کسب اُسکا ملا ہوا ہی اور بندہ پر نہین خطا

ہوتا کوئی حال اس مقام سے جو اعلیٰ اس مقام سے ہو جسمین یہ ہی مگر یہ ہو کہ اُسکی ترقی
اُسکی طرف نزدیک ہو جاتی ہی پس ہمیشہ بندہ مقامات پر ترقی نزائد احوال سے
کرتا ہی سوا اس بنیاد پر جسکا ہم نے ذکر کیا ہی تداخل مقامات اور احوال کا تو بہ تک
واضح ہوتا ہی اور کوئی فضیلت نہین معلوم ہوتی مگر یہ کہ اُسمین ایک حال اور ایک
مقام ہی اور زہد مین حال ہی اور ایک مقام ہی اور توکل مین ایک حال ہی اور ایک
مقام ہی اور رضا مین ایک حال ہی اور ایک مقام ہی - ابو عثمان حیری کا قول ہی
کہ چالیس برس سے اللہ تعالے نے مجھے کسی حال مین نہین قائم کیا
کہ اُس سے مجھے کراہت ہوئی ہو اسمین اشارہ رضا کی طرف کیا ہی اور اُس سے
حال روشن ہوتا ہی پھر مقام ہو جاتا ہی اور محبت مین حال ہی اور مقام ہی اور
ہمیشہ بندہ حال توبہ کی راہ پانے سے رجوع کرتا ہی یہان تک کہ وہ توبہ کرے اور
حال توبہ کا راہ پانا اول انزجار اور آزردہ ہونے سے ہی - بعضے صوفیہ کا قول ہی
کہ زجر ایک جوش دل مین ہی جسکو ساکن نہین کرتا الا زیادہ جو غفلت سے ہو اور
اُسکو بیداری کی طرف پھیرتا ہی اور جب وہ جاگتا ہی صواب کو خطا سے دیکھتا ہی
اور بعضون نے کہا ہی کہ زجر ایک روشنی قلب مین ہی جس سے وہ اپنے قصد کی
خطا کو دیکھتا ہی اور مقدمہ توبہ مین زجر تین وجہ سے ہی ایک زجر طریق العلم سے ہی
اور ایک زجر طریق عقل سے ہی اور ایک زجر طریق ایمان سے ہی اور تائب پر
حال زجر نازل ہوتا ہی اور وہ اللہ تعالے کی طرف سے ایک عطیہ ہی کہ اُسکو توبہ
کی طرف کھینچتا ہی اور ہمیشہ بندہ مین ہواے نفس کا ظہور ہوتا ہی کہ اُسکو حال
توبہ و زجر کے آثار مٹاتے ہین تا آنکہ وہ حال مستقر اور مقام ہو جاتا ہی

اور اسی طرح زہد مین کہ بندہ ہمیشہ نازل حال کے ساتھ زہد کرتا ہی یہانتک کہ
لذت ترک اشتغال دنیا اسکو دکھلاتا ہی اور اسے دنیا کی طرف متوجہ ہونے کو قبیح
کرتا ہی بعد ازان اسکے حال کا اثر حرص و شرہ نفس کی دلالت سے جو دنیا کی طرف
ہی اور دنیا کے موجودہ اشیا کے دیکھنے سے محو کر دیتا ہی تا آنکہ خداے کریم کی امداد
اسکا تدارک کرے تب وہ زہد کرتا ہی اور زہد اسکا مستقر ہو جاتا ہی اور زہد
اسکا مقام ہوا اور حال توکل کا نازل ہمیشہ اسکے دل کے دروازہ کو کھٹکھٹاتا ہی
حتی کہ وہ متوکل ہو جاتا ہی اور ایسا ہی حال رضا کا ہی یہانتک کہ خدا پر بندہ
مطمئن اور یہ اسکا مقام ہو جاتا ہی - اور یہان ایک لطیفہ ہی وہ یہ کہ مقام رضا
و توکل ثابت ہوتا اور حکم اسکے بقا کا کیا جاتا ہی حالانکہ داعیہ طبع موجود ہی اور حال
رضا کی بقا کا حکم داعیہ طبع کے ساتھ نہین کیا جاتا ہی اور یہ مثل ایک کراہت کی ہی
جسکو طبیعت کے حکم سے راضی پاتا ہی مگر علم اسکا رضا کے مقام مین حکم طبیعت کو
چھپا لیتا ہی اور طبیعت کے حکم کا ظہور کراہیت کے وجود مین جو علم کے ساتھ
پوشیدہ ہی اسکو رضا کے مقام سے خارج نہین کرتا لیکن حال رضا حکم کرتا ہی
اسواسطے کہ حال جب مجرد موہبت ہو گیا تو داعیہ طبع کو اسنے جلا دیا سو کہا جاتا ہی
کہ وہ کیونکر رضا مین صاحب مقام ہوگا اور اسمین صاحب حال نہین ہی اور
حال مقدمہ مقام کا ہی اور مقام ثابت اور قائم تر ہی ہم کہتے ہین کہ جب مقام
کسب بندہ سے آلودہ ہو گیا تو وجود طبع کا اسمین احتمال ہی اور ہرگاہ حال موہبت
من اللہ ہی تو وہ طبیعت کی آمیزش سے پاک ہی تو حال رضا سخت تر ہی اور
مقام رضا قوی تر متمکن ہی اور مقامات کے لیے ضرور ہی کہ احوال زائد ہوں

پس کوئی مقام نہیں ہی الا بعد سابقہ حال کے اور نہ مقامات کے لیے تفرد اور یگانگی بدون سابقہ احوال کے ہی - اور رہے احوال سو اُنکا یہ حال ہی کہ بعضے اُنمین سے وہ ہین جو مقام ہوجاتے ہین اور بعضے ایسے ہین جو مقام نہین ہوتے اور سر اسمین یہ ہی جو ہم نے ذکر کیا ہی کہ کسب مقام مین ظاہر ہی اور موہبت اُسمین پوشیدہ اور حال مین موہبت ظاہر اور کسب باطن ہی اور جس گاہ کہ احوال مین موہبت غالب ہی تو وہ مقید نہین اور احوال اس درجہ کو پہونچتا ہی کہ اُسکے لیے انتہا نہین ہی اور احوال سینہ کا لطف یہ ہی کہ وہ مقام ہوجائے اور مقدورات حق غیر متناہی اور اُسکے مواہب غیر متناہی ہین اور اسی واسطے بعض حضرات نے کہا ہی کہ اگر مین روحانیت عیسیٰ اور مکالمہ موسیٰ اور خلت ابراہیم علیہم السلام عطا کیا جاتا تو مین اسکے سوا اور کچھ مانگتا رہتا اسواسطے کہ عطیات الٰہی بے شمار ہین اور یہ انبیا کے احوال ہین اور اولیا کو عطا نہین ہوتے مگر یہ ایک اشارہ کہنے والے کی طرف سے ہمیشہ کی تاک جھانک اور طلبگاری اور عدم قناعت کی طرف ہی اُس مرتبہ کے ساتھ جسمین وہ حق تعالیٰ کے امر سے ہی اس واسطے کہ سرور پیغمبران صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے بے قناعتی پر آگاہ کردیا اور طلب اور خواہش نزول برکت مزید کا دروازہ اپنے اس قول سے کھول دیا ہی جس کسی دن کہ مین اُسمین ترقی علم نہ کرون تو میرے لیے اُس دن کی صبح مین برکت نہین دی گئی اور اب اس دعا مین صلی اللہ علیہ وسلم اللھم انعمتہ رأیی وجمعت فہمی

علی وعلم تبلغہ ہمتی واہلیتی من خیر وعد تہ احدا من عبادک او خیرانت معطیہ احدا من خلقک فانا ارغب الیک واسالک ایاہ - تو جان لینا چاہیے کہ مواہب

الٰہی بے شمار ہیں اور احوال سب عجیب ہیں اور وہ ملے ہوئے ہیں کلمات الٰہی سے
ہیں جو سمندر کو اپنے تمام ہونے سے پہلے تمام کر دے اور ایک یا ہی ہے اعداد
اسکے ہمراہ دے پہلے تمام ہوں اور اللہ تعالیٰ نعمت دینے والا اور عطا کرنے والا ہی

باب تریسٹھواں مقامات کی طرف بطور اختصار و ایما کے اشارات میں ہی

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ کہا نبی علیہ السلام کے پاس ایک شخص
آیا اور کہا یا رسول اللہ میں ایک شخص دراز لسان ہوں اور اکثر اپنی اہل خانہ پر
زبان درازی کرتا ہوں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو استغفار سے
کہاں ہی اسواسطے کہ میں اللہ سے ایک دن رات میں سو بار استغفار کرتا ہوں۔
اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری حدیث میں روایت ہی کہ میں اللہ سے
استغفار اور اسکی طرف توبہ ہر روز سو دفعہ کرتا ہوں۔ اور اغر مزنی سے روایت
ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہر آئنہ میرے قلب پر بادل
چھایا جاتا ہی سو میں اللہ سے دن بھر میں استغفار کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہی وتوبوا الی اللہ جمیعا ایہا المؤمنون لعلکم تفلحون۔ یعنی رجوع کرو تم
طرف اللہ تعالیٰ کے سب اے مومنو شاید کہ تم فائدہ کو پہنچو۔ اور اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہی ان اللہ یحب التوابین یعنی البتہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو
دوست رکھتا ہی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی یا ایہا الذین آمنوا توبوا الی اللہ
توبۃ نصوحا یعنی اے ایمان والو توبہ کرو تم طرف اللہ تعالیٰ کے توبہ خالص۔ توبہ پہلا
مقام ہی اور توبہ ہر مقام و کنجی ہر حال کی ہی اور وہ اول سب مقامات سے ہی

اور وہ زمین کی مثال دیوار کے لیے ہی سو جسکے پاس زمین نہین ہی تو اُسکے پاس
دیوار نہین ہی اور جسکے پاس توبہ نہین ہی اُسکو نہ کوئی حال ہی اور نہ کوئی مقام ہی
اور ہمنے بقدر اپنے علم اور مقدار وسعت اور جہد کے تمام مقامات اور احوال
اور اُنکے ثمرات کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ تین چیزین اُنکو جامع ہین بعد ازان
کہ ایمان اور اُسکے عقود و شروط کی صحت ہو سو وہ ایمان سمیت چار ہین پھر اُنکو
ولادت معنوی حقیقی کے افادہ مین اُن چار طبائع کے مطابق پایا جنکو اللہ تعالی
نے اپنی سنت جاری کے ساتھ ولادت طبعی کے لیے مقید بنایا اور جو کوئی
ان چارون کے حقائق سے متحقق ہوگا وہ آسمانون کے مقام ملکوت مین داخل
ہو اور مکاشفہ بقدر درجات کا اُسے حاصل ہو اور اُسکو ایک ذوق اور فہم کلمات
الٰہی کا ہوگا جو نازل ہوے ہین اور تمام احوال اور مقامات سے بہرہ ور ہوگا
سو وہ سب تمام و کمال انہین چارون سے ظاہر اور انہین سے موجود ہو کر
ہوے ہین سو ایمان کے بعد اُن تینون مین سے ایک تو بہ نصوح ہی اور دوم
زہد دنیا اور سوم مقام عبودیت کی تحقیق دوام عمل کے ساتھ اللہ کے واسطے ظاہر
مین اور باطن مین اُن اعمال سے جو دلی اور جسمانی ہون بدون اُسکے کسی طرح
کا فتور اور قصور ہو بعد اُسکے ان چارون کی تکمیل کے لیے استعانت دوسری
چار چیزون سے کیجائے جن سے اُنکی تمامی اور قوام ہی اور وہ یہ ہین قلت کلام
اور قلت طعام اور قلت منام اور لوگون سے علحدہ رہنا اور علماے زاہد اور
مشائخ نے پھر اتفاق کیا ہی کہ ان چارون سے مقامات مستقر اور احوال مستقیم
ہوتے ہین اور انہین کے ذریعے سے تائید الٰہی اور اُسکے حسن توفیق سے ابدال

ہوگئے اور بیان واضح کے ساتھ ہم کہتے ہین کہ تمام مقامات اُنھین کی صحت
کے اندر مندرج ہین اور جو اُن سے کامیاب ہوا وہ سب مقامات مین کامیاب
ہوا اُنھین سے اول بعد ایمان کے توبہ ہی اور وہ اپنی صحت کی ابتدا مین احوال
کی محتاج ہی اور جب وہ صحیح ہوگئی تو مقامات اور احوال پر مشتمل ہوگی اور اُسکے
آغاز مین زاجر کا ہونا ضرور ہی اور وجدان زاجر کا ایک حال ہی اسواسطے کہ وہ
ایک بخشش اللہ تعالی کی طرف سے اس بنا پر کہ یہ بات ثابت ہی کہ احوال مواہب
اور عطیات ہین اور حال زجر توبہ کی کنجی اور اُسکا مبدا ہی۔ ایک شخص نے بشر
حافی سے کہا کیا ہی کہ مین تجھے اندوہگین دیکھتا ہون کہا سبب یہ ہی کہ مین
گمراہ مطلوب ہون رستہ مین نے مفقود اور گم کردیا اور مین اُسکا مطلوب ہون
اور جو پیغام ہو تاکہ مقصد کی طرف رستہ کہان ہی تو مین طلب کرتا مگر غفلت
کی غنودگی نے آن لیا اور مجھے اُس سے رہائی نہین ہی کہ مین زجر کیا جاؤن اور
مجھ پر زجر کا اثر پڑے۔ اور اصمعی نے کہا مین نے ایک اعرابی کو بصرہ مین دیکھا
کہ وہ آنکھون کی بیماری کا شاکی تھا اور پانی اُسمین سے بہتا تھا سو مین نے
اُس سے کہا کیون اپنی آنکھین نہین پونچھتا تو کہا اسواسطے کہ طبیب نے
مجھے زجر کیا ہی اور خیر اُس شخص مین نہین ہی جو منزجر ہو۔ پس باطن مین زاجر
حال ہی کہ اللہ تعالی عطا کرتا ہی اور تائب کو اُسکی موجودگی سے چارہ نہین ہی
پھر انزجار کے بعد بندہ انتباہ کا حال پاتا ہی۔ بعضے علما نے کہا ہی کہ جس نے
حدود شرع کے مطالعہ کو اپنے ذمہ لازم کر لیا تو وہ آگاہ ہوا۔ ابو [illegible] نے
کہا ہی کہ علامت انتباہ کی پانچ ہین جب وہ اپنے نفس کو یاد کرے تو محتاجی اور درویشی

کرے اور جب وہ اپنے گناہون کو یاد کرے تو استغفار کرے اور جب دنیا یاد آوے
تو عبرت حاصل کرے اور جب آخرت کو یاد کرے تو خوش ہو اور جب مولی یاد آوے
تو افتخار کرے۔ اور بعض علمانے کہا ہی کہ انتباہ اور بیداری ولالتہائے خیر کا آغاز ہی
جبکہ بندہ اپنے خواب غفلت سے چونکے تو یہ چونکاہٹ اُسکو بیداری تک پہونچاتی ہی
اور جب وہ بیدار ہوا تو اُسکو بیداری طلب سیدھے طریق پر لازم کرتی ہی پھر وہ طلب
کرتا ہی اور جبکہ اُسنے طلب کی جانا جاتا ہی کہ عبر سبیل حق یہی ہی پھر وہ حق کو طلب کرتا ہی
اور در توبہ کی جانب پھرتا ہی بعد ازان اُسکے انتباہ سے حال بیداری عطا ہوتا ہی
فارس کا قول ہی کہ سب احوال ادنی اور اکمل بیداری اور اعتبار ہی۔ اور بعض نے
کہا ہی کہ بیداری خطر طریق کا بعد مشاہدہ سبیل نجات کے ظاہر ہوتا ہی۔ اور بعض نے
کہا جب بیداری پوری اور صحیح ہو گئی تو بیدار آدمی طریق توبہ کی ابتدا مین ہوگا۔ اور
بعضون کا قول ہی کہ بیداری مولی کی طرف سے ڈرنے والون کے قلوب کے لیے
ایک قصد ہی جو اُنکو توبہ کی طلب پر راہ دکھلاتا ہی پھر جب کہ اُنکی بیداری کامل ہوتی
تو اُسکے ذریعے سے وہ مقام توبہ کو پہونچتا ہی سو یہ تین احوال ہین کہ مقدم توبہ ہین
بعد ازان توبہ اپنی استقامت مین محاسبہ کی محتاج ہی اور توبہ مستقیم بغیر محاسبہ کے
نہین ہوتی۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ آپنے فرمایا ہی اپنے
نفوس کا محاسبہ کرو قبل اسکے کہ تم سے حساب لیا جائے اور اُنکا وزن کرو قبل اسکے
کہ تم وزن کیے جاؤ اور اللہ تعالی کے سامنے بڑے جائزہ کے لیے آراستہ رہو جس
دن کہ تم عرض کیے جاؤ گے کوئی پوشیدہ بات تم سے چھپی نہ رہے گی پس محاسبہ حفظ
انفاس و ضبط حواس اور رعایت اوقات اور ایثار مہمات کے ذریعے سے ہوتا ہی

اور بندہ جانتا ہی کہ اللہ تعالی نے اسپر رات دن مین پانچ نمازین اپنی رحمت سے
واجب کی ہین اس وجہ سے کہ حق سبحانہ وتعالی اپنے بندہ کو جانتا ہی اور بندہ پر
غفلت غالب ہی تاکہ ہوی اسکو اپنا غلام نہ بنالے اور دنیا اسکو بردہ اپنا نہ
کرے پس پانچون وقت کی نماز ایک زنجیر ہی کہ نفوس کو حق عبودیت کے ادا کے
لیے مقامات عبودیت کی طرف کھینچتی ہی اور بندہ حسن محاسبہ سے نگہداشت اپنے
نفس کی ایک نماز سے دوسری نماز تک کرتا ہی اور شیطان کے راستون کو حسن
محاسبہ اور رعایت سے بند کرتا ہی اور نماز مین بھی داخل ہو مگر جب کہ حسن توبہ
اور استغفار کے ساتھ دل سے گرہ کو نہ کھولے اس واسطے کہ ہر ایک کلمہ اور
ہر ایک حرکت جو خلاف شرع ہو ایک نکتہ سیاہ ہی کہ قلب مین پیدا کرتا ہی
اور اسپر ایک گرہ لگتی ہی اور مثلا اشتی محاسب باطن کو نماز کے لیے آمادہ ضبط
اعضا وجوارح سے رکھتا ہی اور مقام محاسبہ کا تحقق کرتا ہی سو اسوقت اسکی
نماز مین نور ہوگا جو اسکے وقت اجزا پر دوسری نماز تک پھیلتا رہیگا پھر جب
اسکی نماز خوب روشن اسکے وقت کے نور سے رہتی ہی اور اسکا وقت منور
معمور اسکی نماز کے نور سے رہتا ہی اور ایک محاسبہ کرنے والا نمازون کو ایک
کاغذ مین لکھا کرتا اور ہر ایک دو وقتہ نماز کے درمیان سفید جگہ چھوڑ دیتا اور جب
کبھی کوئی خطا کلمہ غیبت کی و سے اوسے سرزد ہوتی تو ایک خط کھینچ دیا
کرتا اور جب کبھی کوئی کلام یا حرکت بے معنی کا ارتکاب کرتا تو اسمین ایک نقطہ
سفید جگہ مین لگا دیتا تاکہ اپنے گناہ و بے حرکات لایعنی سے عبرت حاصل
کرے اور حسن محاسبہ کے ذریعے گرہ گاہ شیطان اور راستے نفس امارہ کے

بوجہ مقام صدق جو اسے حسن اعتقاد میں اور بباعث حرص کے جو اسے مقام
عباد کی تحقیق پر تھے تنگ کرتا تھا اور یہ مقام محاسبہ اور نگہداشت کا ہے کہ ضرورت
صحت توبہ سے واجب ہوتا ہے۔ جنید کا قول ہے کہ جس شخص کی نگہداشت اچھی
ہوگی اسکی ولایت ہمیشہ کو رہیگی۔ اور واسطی سے پوچھا کہ اعمال سے کونسا عمل
افضل ہے کہا سر اور محاسبہ کی نگہداشت ظاہر میں اور مراقبہ کی باطن میں۔ اور
اور ایک دوسرے کے کمال کو پہونچتا ہے اور ان دونوں سے توبہ مستقیم ہوتی ہے
اور مراقبہ اور نگہداشت دو حال شریف ہیں اور وہ دونوں مقام شریف
ہو جاتے ہیں کہ وہ صحیح مقام توبہ کی صحت سے ہوتے ہیں اور توبہ مستقیم حال
انکے ذریعہ سے ہو جاتی ہے پس محاسبہ اور مراقبہ اور رعایت مقام توبہ کی ضرورت
سے ہے۔ حسن فارسی نے کہا کہ میں نے جریری کو سنا ہے کہ کہتا تھا ہمارا یہ امر
دو فصل پر مبنی ہے اور وہ یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے واسطے اپنے نفس پر مراقبہ کو
لازم پکڑے اور علم تیرے ظاہر پر قائم ہو۔ اور بعض نے کہا ہے کہ مراقبہ مراعات اور
نگہداشت سر کی واسطے ملاحظہ حق کے ہے ہر ایک نظر اور لفظ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے افمن ہو قائم علی کل نفس بما کسبت یعنی کیا اچھا وہ شخص کہ جو قائم ہو
اوپر نفس کے ساتھ اس چیز کے کہ اسنے کمایا اور یہی علم قیام ہے اور اسی سے
علم حال اور معرفت زیادت و نقصان پورا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ بندہ معیار
اپنے حال کی جانے جو اسکے اور اللہ کے درمیان ہے اور یہ سب کچھ صحت
توبہ کے لازم ہے اور صحت توبہ اُنکی لازم ہے اسواسطے کہ خواطر عزائم اور
قصدوں کے مقدمات ہیں اور عزائم اعمال کے مقدمات ہیں اسواسطے

کہ خواطر ثبوت اور تحقیق ارادہ قلب ہی اور قلب اعضا کا حاکم ہی اور اعضا
جنبش نہیں کرتے مگر اسوقت کہ قلب ارادہ کے ساتھ جنبش کرے اور مراقبہ
سے خاطر ردی کے مادے منقطع ہوتے ہین تو مراقبہ کی تکمیل سے توبہ کی تکمیل
ہو گئی اسواسطے کہ جسنے خواطر کو روکا تو وہ اعضا و جوارح کے احتیاج کو کافی ہی
اسواسطے کہ مراقبہ نے مکروہات کے ارادہ کی رگین قلب سے جڑ سمیت اکھڑ
جاتی ہین اور محاسبہ سے تدارک اُسکا ہوتا ہی جو مراقبہ سے اچٹ کر گرتا ہی —
ابو عثمان سے منقول ہی کہ وہ کہتا تھا جو چیزین انسان کو اس طریق مین لازم
ہین اُنمین افضل محاسبہ ہی اور مراقبہ اور عمل کی سیاست علم سے ہی اور جبکہ
توبہ صحیح ہوگی تو انابت یعنی رجوع الی اللہ صحیح ہوگی - ابراہیم ابن ادہم نے
کہا ہی جبکہ بندہ اپنی توبہ مین سچا ہوتا ہی تو وہ منیب ہو جاتا ہی اسواسطے
کہ انابت دوسرا درجہ توبہ کا ہی - اور ابو سعید قرشی نے کہا ہی کہ منیب وہ
شخص ہی کہ جو بازگشت کرنے والا اللہ کی طرف ہر ایک شے سے ہو کہ اُسکو
اللہ تعالی سے غافل کرے اور بعض علما نے کہا ہی کہ انابت رجوع اور بازگشت
اُس سے اُسی کی طرف ہی نہ کسی دوسری شے سے جو اُسکے غیر ہی پس جس شخص
نے اُسکے غیر سے اسکی طرف رجوع کی تو اُسنے انابت کے طرفین سے ایک
طرف کو تباہ اور ضایع کیا اور فی الحقیقت منیب وہ شخص ہی جسکا مرجع اُسکے
سوا نہو پس اُسکی طرف اُسکی رجوع سے پھرتا ہی بعد ازان اُسکی رجوع کی رجوع سے
رجوع کرتا ہی سو ایک پیکر باقی رہ جاتا ہی جسکا کوئی وصف اللہ تعالی کے سا
قائم نہین عین جمع مین مستغرق ہی اور نفس کی مخالفت اور محبوب

افعال کی دید اور مجاہدہ یہ سب رعایت اور مراقبہ کی تحقیق سے متحقق ہوتے ہیں
ابو سلیمان نے کہا ہے کہ میں نے اپنے نفس سے کوئی نہیں اچھا جانا کہ اُس سے
امید ثواب رکھوں - اور ابو عبد اللہ سنجری نے کہا جسنے کوئی چیز اپنے احوال
سے حال ارادت میں اچھی جانی اُسپر ارادت اُسکی فاسد اور تباہ ہو گئی مگر یہ
کہ وہ رجوع اُسکی ابتدا کی طرف کرے اور اپنے نفس کو دوبارہ ریاضت و مجاہدہ
میں ڈالے اور جس شخص نے اپنے نفس کو اُن باتوں میں جو اُسکے نفع و نقصان
کی ہوں میزان صدق میں نہیں تولا تو وہ مردوں کے درجہ کو نہیں پہونچا
اور افعال کے عیبوں کو دیکھنا صحت انابت کی ضرورت سے ہے اُس حال میں
کہ وہ مقام توبہ کی تحقیق میں ہے اور توبہ کی استقامت بغیر صدق مجاہدہ کے
نہیں اور نہ مجاہدہ میں بندہ صادق ہے مگر جب کہ اُسکو صبر حاصل ہو - اور
فضالہ ابن عبید نے روایت کی ہے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کو سُنا کہ فرماتے تھے مجاہدہ وہ ہے جس نے جہاد اپنے نفس پر کیا اور
نہیں پورا ہوتا مگر صبر سے اور افضل سب صبروں میں صبر عن المعصیت ہے
ارادہ کو اُسپر روکے اور دل سے اُسکے لیے صدق مراقبہ کرے اور خطرات کے
مادوں کو بیخ و بن سے اُکھیڑ ڈالے اور صبر منقسم فرض اور فضل میں ہے سو فرض
شامل اسکے کہ صبر ادائے مفترضات پر اور صبر محرمات سے ہو اور جو صبر کہ فضل
ہے ازاں جملہ صبر علی الفقر ہے اور صبر جو وقت صدمہ دل اور اخفا سے
مصائب و درد و ترک شکوے کے ہو اور صبر اخفائے فقر پر اور صبر اخفا سے
عطا و کرامات اور مشاہدہ قدر اور آیات پر ہے اور وجوہ صبر فرضاً اور نفلاً

بہت ہین اور خلق اللہ سے بہت لوگ ایسے ہین جو اُن اقسام کے صبر کے ساتھ
قائم رہتے ہین اور صبر علی اللہ سے صحت مراقبہ اور نگہداشت اور نفی خواطر
کے لزوم کے ساتھ تنگ آتے ہین تو اب حقیقت صبر کی تو بہ مین ایسی ہی موجود
ہو جیسے تو بہ مین مراقبہ حاصل ہو اور صبر اہل یقین کے بزرگ ترین مقامات سے
ہو اور حقیقت تو بہ مین داخل ہو۔ بعضے علمانے کہا ہو کہ کون شی افضل صبر سے
ہو اور بہتر اُسنے اُسکا ذکر اللہ تعالی نے اپنے کلام مین کچھ اوپر نوے جگہہ فرمایا ہو
اور کسی شی کا ذکر اس عدد کے ساتھ نہین کیا اور صحت تو بہ حاوی مقام صبر
کو ساتھ اُسکے شرف کے ہو اور صبر مین سے ایک صبر نعمت پر ہو اور وہ یہ ہو
کہ نعمت کو معصیت الٰہی مین صرف نہ کرے اور یہ بھی صحت تو بہ مین داخل ہو۔
اور سہل بن عبد اللہ کہا کرتے کہ صبر عافیت صبر علی البلا سے سخت تر ہو۔
اور بعضے صحابہ سے مروی ہو کہ ہم سختی اور گزند مین آزمائے گئے تو ہم نے
صبر کیا اور ہم نفع کے ساتھ امتحان کیے گئے اور ہم نے صبر نہ کیا اور صبر کے اندر دو
نگہداشت رہست رہ ا ہے کی ہو جو رضا و غضب مین ہو اور صبر لوگون کی تو ہین سے
اور صبر گمنامی پر اور تواضع اور ذلت زہد مین داخل ہین اگرچہ تو بہ مین داخل
ہون۔ اور صبر کی حقیقت نفس کی طمانینت سے ظاہر ہوتی ہو اور طمانینت اسکی
اُسکے تزکیہ سے ہو اور تزکیہ اُسکا تو بہ سے ہو سو جب نفس تو بہ نصوح سے
پاک ہوا تو اُسکی طبعی بد خوئی زائل ہو گئی اور بے صبری اور انکار و سرکشی کی
علت نفس کی بد خوئی سے ہو اور تو بہ نصوح نفس کو ملائم کرتی ہو اور اُسکو تعنف
اور کج خلقی سے نرمی کی طرف نکال لاتی ہو اسواسطے کہ محاسبہ اور

مراقبہ سے نفس صفائی پاتا ہی اور اسکی آتش جو متابعت نفس سے بھڑکتی ہی بجھ
جاتی ہی اور نفس اپنی طمانینت کے ساتھ محل رضا اور مقام رضا کو پہونچتا ہی اور
قضا و قدر کے مقام جریان مین تسلی اور اطمینان پاتا ہی - ابو عبد اللہ نباجی نے
کہا ہی کہ اللہ کے بندے ایسے بہت ہین جو صبر کرنے سے شرماتے ہین اور
مقدرات الٰہی کے مواقع کو جھپ سے لیتے ہین - اور عمر بن عبد العزیز کہا کرتے
کہ صبح مجھے ہوئی اور مجھے کوئی خوشی بجز مواقع قضا کے نہین ہی - رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ابن عباس سے جب کہ اُسے وصیت کرتے تھے کہ اللہ
کے واسطے یقین کے ساتھ رضا مین عمل کر پھر اگر یہ نہو تو صبر مین بڑی خیریت اور
بھلائی ہی - اور حدیث مین وارد ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ بہترین بخشش جو آدمی کو عطا کی گئی وہ رضامندی اُسپر ہی جو اللہ تعالیٰ نے
اسکی قسمت مین رکھا ہی سو فضیلت رضا مین اخبار اور آثار اور حکایات اسقدر
ہین کہ شمار مین نہین آتے اور رضا توبہ خالص کا ثمرہ ہی اور کوئی بندہ رضا سے
نہین پھرتا الا جو کہ توبۂ نصوح سے پھر جائے تو اب توبۂ نصوح مین حال صبر اور
مقام صبر اور حال رضا و مقام رضا سب جمع ہین اور خوف و رجا دو مقام مقامات
اہل یقین سے شریف ہین اور وہ دونون توبۂ نصوح کی پشت مین ہین اس
واسطے کہ اُسکے خوف نے توبہ پر اُسے برانگیختہ کیا ہی اور اگر اسکا خوف نہوتا
تو وہ توبہ نہ کرتا اور اگر اسکی رجا نہوتی تو وہ خوف نہ کرتا پس رجا اور خوف
قلب مومن مین ایک دوسرے کو لازم ہین اور تائب مستقیم کے لیے خوف
و رجا توبہ مین معتدل ہو جاتے ہین - جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک شخص کے پاس آئے اور وہ حالت نزع میں تھا آپ نے فرمایا تو اپنے تئیں
کیسا پاتا ہی کہا کہ میں اپنے تئیں پاتا ہون کہ اپنے گناہون سے ڈرتا ہون اور
اپنے پروردگار کی رحمت کی امید رکھتا ہون تو آپ نے فرمایا کہ اس موقع پر
کسی بندہ کے قلب میں یہ دونون خوف ورجا نہین جمع ہوتے مگر یہ کہ اللہ تعالی
نے اُسے عطا کیا جسکی امید اُسنے کی اور اُسکو پناہ اُس سے دی اُن چیزون
سے کہ جن سے وہ ڈرتا ہی آدرا اس قول اللہ تعالی کی تفسیر مین آیا ہی ولا تلقوا
بایدیکم الی التہلکۃ کہ وہ بندہ ہی جو گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے بعد ازان کہے کہ
مین ہلاک ہو گیا کوئی عمل مجھے فائدہ نہین کرتا پس تائب نے خوف کیا پھر تو بہ کی
اور مغفرت اور بخشش کی رجا اور امید کی اور تائب تائب نہین ہوتا مگر اُس
وقت کہ وہ ڈرتا اور امید کرتا ہو اسکے بعد تائب نے جبکہ اعضاء وجوارح کو
مکروہات سے روکا اور اللہ کی نعمتون سے طاعت الٰہی پر مدد مانگی تو حقیقت مین
اُسنے نعمت الٰہی کا شکر ادا کیا اسواسطے کہ ہر ایک عضو اعضاے ایک نعمت ہی اور
شکر اُسکا معصیت سے اُسکا روکنا اور طاعت مین اُسکا استعمال کرنا ہی اور نعمت
کا شکر گزار کون ہی جو تائب مستقیم سے بڑھکر ہو سو جب کہ مقام توبہ مین یہ سب
مقامات جمع ہو گئے تو مقام توبہ مین حال زجر اور حال انتباہ اور حال تیقظ اور
مخالفت نفس اور تقوے اور مجاہدہ اور عیوب افعال کی دید و انابت و
صبر و رضا و محاسبہ و مراقبہ اور رعایت و شکر و خوف و رجا سب فراہم آ گئے
اور جب کہ توبۂ نصوح صحیح ہو گئی اور نفس پاکیزہ ہو گیا تو آئینۂ دل روشن
ہوا اور دنیا کی برائی آنکھین کھل گئی تو زہد حاصل ہو گا اور زہد مین توکل

متحقق ہوگا اسواسطے کہ موجودین بے رغبتی اُسی وقت ہوتی ہی جب کہ اُسے
اعتماد اشیاے موعودہ پر ہو اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے ساتھ قرار پاوے اور
یہ عین توکل ہی اور جسقدر کہ بندہ مین بقیہ کل مقامات کے تحقق بعد تو یہ رہ گیا تو دنیا
کے زہد سے اُسکا تدارک ہوجاتا ہی اور وہ چار چیزون مین کی تیسری چیز ہی عبد اللہ
بن بریدہ سے روایت ہی کہا آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے
سو زیارت شروع فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کی سو دیکھا اُسے کہ گھر مین ایک
پردہ لٹکایا تھا اور کنگن ہاتھون مین تھے جب آپ نے یہ دیکھا تو اُلٹے پھر
آئے اور گھر کے اندر نہ گئے پھر آپ بیٹھے اور زمین کریدنے لگے اور فرماتے تھے
مجھے دنیا سے کیا کام ہی مجھے دنیا سے کیا کام ہے سو فاطمہؓ نے دیکھا کہ آپ
اُٹھے پردہ کے سبب واپس چلے گئے تب وہ پردہ اور کنگن لے کر بلال کے ہاتھون
بھیجا اور اُس سے کہا لے جا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ سے
عرض کر کہ مین نے اُسے صدقہ کیا اور جہان آپ چاہین وہان رکھین سو بلال
حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر آئے اور عرض کی کہ فاطمہ نے
کہا ہی مین نے اسے صدقہ کیا جہان آپ چاہین اُسے رکھین اُسپر حضرت نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بابی و امی قد فعلت بابی و امی قد فعلت اذہب
فبعہ یعنی مجھے مان باپ کی قسم ہی کہ بیشک اُسنے خیرات کی ہی جا اور اسے بیچ ڈال
اور بعضون نے کہا ہی اس آیت کی تفسیر مین انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لہا لنبلوہم
ایہم احسن عملا یعنی البتہ ہم نے کیا جو کچھ کہ اوپر زمین کے ہی وہ زمین کے واسطے
زینت ہی البتہ ہم اُنکو آزماتے ہین کہ کون اُنمین کا اچھے عمل کا ہی مراد

اس سے دنیا میں زہد یعنی بے رغبتی ہی - امیر المومنین علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے سوال کیا کہ زہد کیا چیز ہی آپ نے فرمایا کہ وہ یہ ہی
کہ تو پروا اسکی نہ کرے کہ دنیا کو جسنے کھایا وہ مومن تھا یا کافر تھا - اور شبلی رہ سے
زہد کا سوال کیا تو کہا افسوس پریشہ کی کیا مقدار ہی جسمیں کوئی زہد کرے -
اور ابو بکر واسطی نے کہا کب تک گھوڑے کے چھوڑنے کے ساتھ تو حملہ کرے گا
اور کب تک روگردانی کا ارادہ اُن چیزوں سے کرے گا جنکا وزن اللہ تعالی کے
نزدیک پریشہ کے برابر نہیں ہی پس جب کہ بندہ کا زہد صحیح ہوا تو کل بھی اسکا
صحیح ہوگیا اسواسطے کہ اُسکے صدق توکل نے اُسے قادر کردیا ہی اسپر کہ موجودہ
اشیا میں وہ محبت کم کرے پس جو شخص کہ توبہ میں مستقیم ہوا اور دنیا میں اُسنے
بے رغبتی کی اور ان دونوں مقامات کو ثابت اور متحقق کیا تو اسنے تمام مقامات
کو پورا حاصل کیا اور انمیں متمکن اور اُنکے ساتھ متحقق ہوا اور توبہ کے مراقبہ کے
ساتھ ترتیب اور ایک کا دوسرے کے ساتھ ارتباط یہ ہی کہ بندہ توبہ کرے پھر توبہ
میں مستقیم ہوجائے یہانتک کہ اُسکے ذمہ بائیں طرف کا فرشتہ کچھ نہ لکھے
بعد ازان جب کہ معصیت سے جوارح کو پاک کرچکے تو اُس سے ترقی اسپر کرے کہ
جوارح کو لا یعنی باتوں سے پاک کرے اور اُسوقت نہ کوئی کلمہ فضول کہے اور
نہ کوئی فضول کرے از ان بعد رعایت اور محاسبہ کے لیے ظاہر سے باطن کی
طرف جاوے اور مراقبہ باطن پر غالب آوے اور وہ یہ ہے کہ اپنے باطن
سے گناہ کے خطرے اُسکے بعد خطرات فضول کے دور کرنے کے علم قیام کے
ساتھ متحقق ہوتا ہی - پھر جب کہ رعایت خطرات پر متمکن ہوا تو ارکان وجوارح

کی مخالفت سے محفوظ رہنا اور توبہ اُسکی مستقیم ہوئی - خدا ے تعالیٰ نے اپنے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہی کہ فاستقم کما امرت یعنی تو مستقیم ہو جیسا کہ تو
حکم کیا گیا ہی اور جسنے ساتھ تیرے توبہ کی اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو توبہ مین
استقامت کا حکم دیا اُنکے لیے اور اُنکے پیروون اور اُنکی امت کے لیے حکم دیا
اور بعضون نے کہا ہی کہ مرید مرید نہین ہوتا تا آنکہ بائین طرف کا فرشتہ بیس
سال اُسکے ذمہ کوئی چیز نہ لکھے اور اُس سے وجود عصمت لازم نہین آتی مگر سچا
توبہ کرنے والا شاذ نادر جب کسی گناہ مین مبتلا ہو جائے تو اُسکے باطن سے
گناہ کا نشان تھوڑی دیر مین مٹ جاتا ہی اسواسطے کہ اُسپر ندامت اُنکے باطن
مین موجود ہے اور ندامت توبہ ہی تو بائین طرف کا فرشتہ کوئی چیز اُسکے ذمہ
نہین لکھتا اور جب کہ توبۂ نصوح کی اور پھر دنیا کی طرف اُسنے بے رغبتی کی یہان
تک کہ صبح کو رات کے لیے کچھ اہتمام نہین کرتا اور نہ رات کے وقت صبح کی فکر
کرتا ہی اور نہ اُسکی راے ہی کہ گنجینہ ذخیرہ جمع کرے اور نہ کسی ارادہ کا تعلق اُسے
دوسرے دن کے لیے ہی تو ہر آئینہ اُسنے اس زہد اور فقر کا اجتماع کر دیا اور
زہد فقر سے افضل ہی اور وہ فقر ہی اور بیشی ہی اسواسطے کہ فقیر مجبور کوئی شی
نہین رکھتا اور زاہد مختارانہ تارک ہر شی کا ہی اور زہد اُسکا توکل کو اُسکے
ثابت کرتا ہی اور توکل اُسکا اُسکی رضا ثابت کرتا ہی اور رضا اُسکے صبر کو اور
صبر اُسکا حبس نفس اور صدق مجاہدہ کو ثابت کرتا ہی اور اللہ کے لیے
حبس نفس اُسکے خوف کو اور خوف اُسکا اُسکی رجا کو متحقق کرتا ہی اور زہد و
توبہ سے کل مقامات جمع ہو جاتے ہین اور جب کہ زہد و توبہ ایمان کی صحت

اور زہد کے عقود و شروط کے ساتھ یکجا ہوگی تو یہ تینوں حاجت مند چوتھی چیز کے
ہوں جسکے ساتھ ان سب کی تکمیل ہے اور وہ دوام عمل ہے اسواسطے کہ احوال
عالیہ سے بعض ان تینوں سے منکشف ہوتے ہیں اور بعض احوال کا میسر آنا
چوتھی کے وجود پر جو دوام عمل ہے منحصر ہے اور بہت سے زاہد جو زہد کے ساتھ
متحقق اور توبہ میں مستقیم ہیں اکثر احوال عالیہ سے بھٹک گئے ہیں اس سبب
سے کہ وہ اس چوتھی سے بھٹک گئے اور دنیا میں زہد سے کوئی مقصود اسکے
سوا نہیں ہے کہ نہایت فراغ حاصل ہو جس سے مدد دوام عمل للہ کی طلب
کی جاتی ہے اور عمل اللہ یہ ہے کہ بندہ ہمیشہ ذکر کرے یا تلاوت کرے یا نماز یا
مراقبہ کرتا رہے کہ اس سے کوئی شے بجز واجب شرعی علیحدہ نہ کرے یا کوئی
ضرورت ایسی ہو طبعی جس سے چارہ نہیں پھر جب کہ عمل قلبی قلب پر استیلا
پا دے اس شغل کے ساتھ کہ اسکی طرف علم شرعی پہونچا دیا ہے تو باطن
اسکا عمل سے پراگندہ نہ ہوگا پھر جبکہ زہد و تقوی کے ساتھ تمسک دوام عمل کے
ہوگا تو ہمراہ اسکے فضل اور وہ چیز جو عبودیت میں مقرون بعبد کرے مکمل ہوگئی - ابوبکر
وراق نے کہا ہے کہ جو شخص عبودیت کے سانچے سے نکل جائے اسکے ساتھ معاملہ
کیا جائے جو غلام گریز پا سے -- اور سہل بن عبد اللہ تستری سے سوال کیا گیا
کہ وہ کونسی منزلت ہے کہ بندہ اسکے ساتھ قیام کرے تو عبودیت کے مقام
میں کھڑا ہو گیا جب کہ تدبیر اور اختیار کو چھوڑ دے جب کہ بندہ توبہ اور زہد اور
دوام عمل للہ کے ساتھ متحقق ہو تو اسکا وقت موجود و فنا بندہ سے مستغنی کر دیتا ہے
اور وہ اس مقام کو پہونچتا ہے جسمیں تدبیر اور اختیار کا ترک ہے بعد ازاں اسکے

کو پہونچتا ہی کہ وہ اختیار کا مالک ہو اور اختیار اُسکا اختیار اللہ تعالی سے
ہو جاتا ہی کہ ہوی اُسکی زائل ہو گئی اور مادہ جہل اُسکے باطن سے دور اور علم اُسکو نوقع
ہو گیا یحییٰ بن معاذ رازی نے کہا ہی جبتک کہ بندہ تعرف اور عرفان مین متکلف
ہوتا ہی اُسے کہا جاتا ہی کہ با اختیار رہو یہان تک کہ وہ عارف ہو جائے اور جب
اُسے معرفت کا حصول اور وہ خود عارف ہو گیا تو اُسے کہا جاتا ہی کہ چاہے تو صاحب
اختیار ہو اور چاہے بے اختیار ہو اسواسطیکہ تو اگر صاحب اختیار ہوگا تو ہمارے
اختیار سے مختار ہوا اور جو ترک اختیار کیا تو ہمارے اختیار سے تو نے ترک اختیار
کیا پس درحقیقت تو اختیار اور ترک اختیار مین ہمارے ساتھ ہی اور بندہ اس
مقام عالی اور بہت نادر الوجود حال کے ساتھ جو غایت اور نہایت ہی اور وہ یہ ہی کہ
ترک تدبیر اور اختیار سے نکل جانے کے بعد مالک اختیار ہو جائے متحقق نہین ہوتا مگر
اُس حالت مین کہ ان چارون کو جنکا ہم نے بیان کیا ہی خوب مضبوط اور مستحکم
نہ کرے اسواسطے کہ ترک تدبیر فنا ہی اور تدبیر اختیار کا مالک ہونا اللہ تعالی کی
طرف سے اپنے بندہ کے لیے ہی اور اُسکو اختیار کی طرف پھیرنا تصرف بالحق ہی اور
وہی مقام بقا ہی اور وہ نکل آنا اس وجود سے ہی جو بندہ کے ساتھ تھا اور اُس وجود
کی طرف چلے آنا جو حق کے ساتھ ہو جاتا ہی اور یہ وہ بندہ ہی جسمین ایک ذرہ بھی
کج روی سے باقی نہ رہا اور عبودیت مین اُسکا ظاہر اور باطن مستقیم ہو گیا اور علم و عمل
نے اُسکے ظاہر اور باطن کو آباد کر دیا اور بارگاہ قرب الہی مین اللہ عز و جل کے سامنے
با لذات متوطن ہو گیا اور حالت اُسکی یہ کہ عجز و افتقار مین نیچے مارے ہوے ہی
اور اس قول رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متحقق ہی لا تکلنی الی نفسی

طرفۃ عین فاہلک ولا الی احد من خلقک فاضیع اکلانی کلائۃ الولید فلا تخل عنی یعنی
مت سونپ تو مجھے طرف نفس میرے کے ایک پلک مارنے تک تو مین ہلاک ہو جاؤن
اور نہ طرف کسی کے خلق اپنے سے پس مین ضائع ہون نگاہ رکھنے مجھے جسطرح بچے کو
نگاہ رکھتے ہین اور مجھے اکیلا مت چھوڑ

ساٹھوان باب اشارات مشائخ کے بیان مین جو ترتیب وار مقامات مین ہین

حضرات صوفیہ کا قول توبہ مین

ردیم نے کہا ہی کہ توبہ کے معنی یہ ہین کہ توبہ سے توبہ کرے بعضون نے کہا ہی کہ
معنی اسکے قول رابعہ ہی استغفر اللہ العظیم من قلۃ صدقی فی قولی استغفر اللہ یعنی مین
بخشش مانگتا ہون اللہ بزرگ سے کمی صدق اپنے سے قول اپنے مین بخشش
مانگتا ہون حسن مغازلی سے سوال توبہ سے کیا گیا تو کہا کہ تم مجھ سے سوال توبہ
انابت کی بابت کرتے ہو یا توبہ استجابت سے اسپر سائل نے کہا کہ توبہ انابت کیا
چیز ہی تو کہا یہ ہی کہ اللہ عزوجل سے تو ڈرے اس وجہ سے کہ تیرے اوپر اسکو بسبب
قدرت ہی کہا پھر توبہ استجابت کیا ہی کہا وہ ہی کہ تو اللہ تعالی سے شرمائے اس وجہ
سے کہ اسکو تجھ سے قرب ہی اور یہ توبہ استجابت جسکا ذکر اسنے کیا جب کہ بندہ
اسکے ساتھ متحقق ہو تو وہ بسا اوقات اپنی نماز مین ہر ایک خطرہ سے جو اللہ تعالی
کے سوا نازل ہوتا ہی اس سے توبہ اور استغفار اللہ تعالی کے ساتھ کرتا ہی
اور یہ توبہ استجابت اہل قرب کی باطنون کے لیے لازم ہی جیسا کہ کہا گیا ہی مصرع

وجودک ذنب لا یقاس بہ ذنب

ترجمہ

ہستی تری گناہ ہی ایسا کہ اُسکے ساتھ	ہوتا نہین قیاس کسی بیگناہ کا

ذو النون نے کہا ہی کہ عوام کی توبہ گناہون سے ہی اور خواص کی غفلت سے اور انبیا کی توبہ اُس سے کہ وہ اپنے تئین اوروں کے مراتب پر پہونچنے کے عجز سے جسکو وہ پہونچتے ہین - ابو محمد سہل سے سوال کیا گیا کہ ایسے شخص کے حق مین آپ کیا کہتے ہین جسنے ایک چیز سے توبہ کی اور اُسکو چھوڑ دیا بعد ازان وہ شی اُسکے دل مین مخطور ہوئی یا وہ اُسکو دیکھتا ہی یا اُسکو سنتا ہی اور حلاوت اُسکی پاتا ہی فرمایا کہ حلاوت طبیعت بشری ہی اور طبیعت سے چارہ نہین ہی اور اُسکے لیے کوئی حیلہ اُسکے سوا نہین ہی کہ وہ اپنے قلب کو اپنے مالک کی طرف گلہ کے ساتھ رجوع کرے اور اُسکو اپنے قلب کے ساتھ انکار کرے اور اپنے نفس پر انکار لازم کرے اور اُس سے علیحدہ ہو اور اللہ تعالی سے دعا مانگے کہ اُسکو بھلا دے دوسری چیز اُسکے ذکر اور طاعت سے جو ہی کہا اور اگر ایک لمحہ انکار سے غافل ہوا تو مجھے ڈر ہی کہ وہ محفوظ نہ رہے اور حلاوت کا عمل اُسکے قلب مین ہو لیکن حلاوت پانے پر وہ قلب پر انکار لازم کرے اور غمگین ہو تو یہ اُس شخص کو ضرر نہ پہونچائے گا - اور یہ جو سہل نے کہا ہی ایک طالب صادق کے لیے جو اپنی توبہ کی صحت چاہتا ہی کافی اور وافی ہی - اور جو عارف کہ قوی حال ہی وہ اپنے باطن سے حلاوت کے دور کرنے پر متمکن ہی اور یہ اسپر آسان ہی اور اُسکی سہولت کے اسباب عارف کے لیے انواع و اقسام کے ہین اور حال یہ ہی کہ جسکے قلب مین خالص اللہ کی محبت کی حلاوت بیٹھ گئی جو صفائی مشاہدہ اور یقین خالص سے ہی

تو پھر کونسی حلاوت ہی جو اُسکے قلب مین باقی رہے گی اور ہوئی کا فرہ ابھی رہی کہ جب اُنھی کافرہ نہین ہی اور توبہ کی بابت سوال ہوا تو کہا کہ توبہ بازگشت ہر ایک شی سے ہی جسکو علم نے برا کہا اُس شی کی طرف جسکے علم نے تعریف کی ہی اور یہ ایک وصف ہی جو ظاہر اور باطن کو شامل ہی اُس شخص کے لیے جو علم صریح سے کشف دیا گیا اسواسطے کہ علم کے ساتھ جہل کو بقا نہین جسطرح کہ آفتاب نکلنے پر رات کو بقا نہین ہی اور یہ تعریف جمیع اقسام توبہ کو وصف خاص وعام کے ساتھ حاوی ہی اور یہ علم علم ظاہر و باطن کا ہی اسواسطے کہ ظاہر اور باطن توبہ کے اوصاف خاص وعام سے پاک اور منزہ ہوجاتا ہی۔ اور ابو الحسن نوری نے کہا ہی کہ توبہ یہ ہی کہ ہر ایک شی ماسوی اللہ سے توبہ اور بازگشت کرے

قول اُنکا ورع مین

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اصل تمھارے دین کی ورع اور پرہیزگاری ہی۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہر پر وضو کیا اور جبکہ آپ وضو سے فارغ ہوے تو بقیہ پانی نہر مین ڈال دیا اور فرمایا اللہ عز وجل یہ اُس قوم کو پہونچائے جو اُنکو نفع دے عمر ابن الخطاب نے کہا ہی کہ جسنے تقوی اختیار کیا اور ورع و پرہیزگی ترازو مین وزن کیا جائے اُسکے شر اور ضرر نہین ہی کہ صاحب دنیا کے لیے فدلہ اُٹھائے معروف کرخی نے کہا ہی کہ تو اپنی زبان کو مدح سے محفوظ رکھ جسطرح کہ ذم سے بچانے رکھتا ہی

حرث بن اسد محاسبی سے منقول ہی کہ ہر آئنہ اُسکے درمیان کی اُنگلی کے کنارہ پر ایک رگ تھی کہ جب وہ ایسے کھانے کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتے جسمین شبہہ ہو تو یہ رگ اُسکی پھڑکتی ہی۔ شبلی سے سوال ہوا کہ ورع کیا ہی تو کہا کہ ورع یہ ہی کہ تو اُس سے پرہیز کرے کہ تیرا دل ایک لمحہ کے لیے اللہ کی طرف سے متفرق اور جدا ہو۔ ابو سلیمان دارانی نے کہا ہی کہ ورع اول زہد ہی جیسا کہ قناعت ایک سرا رضا کا ہی۔ اور یحییٰ بن معاذ نے کہا ہی کہ ورع یہ ہی کہ بلا تاویل علم کی حد پر متوقف اور ٹھٹکا ہوا رہے۔ خواص سے پوچھا ورع کیا ہی کہا یہ ہی کہ بندہ کچھ نہ کہے بغیر حق کے خواہ راضی ہو یا غصہ مین ہو اور اُسکا اہتمام اُسکے ساتھ ہو جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو اور ابن الجلا کہتے تھے کہ مین اُس شخص کو جانتا ہون جو تیس برس مکہ مین رہا اور زمزم کے پانی سے نہین پیا مگر وہی پانی جسے اپنے ڈول رسی سے بھرا اور نہ اُس کھانے سے کھایا جو مصر سے لایا گیا۔ اور خواص کا قول ہی کہ ورع خوف کی دلیل ہی اور خوف معرفت کی دلیل ہی اور معرفت دلیل قربت ہی

قول اُنکا زہد مین

جنید نے کہا زہد یہ ہی کہ ہاتھ املاک سے اور دل تلاش سے خالی ہو۔ اور شبلی سے زہد کا سوال کیا گیا کہ وہ کیا ہی کہا زہد حقیقت مین کوئی شی نہین ہی اسواسطے کہ یا تو زہد اُس چیز مین کرے گا جو اُسکے پاس نہین ہی سو یہ زہد خود نہین ہی یا اُسمین زہد کرے جو اُسکے پاس ہی سو وہ کسطرح اُسمین زہد کرے حالانکہ وہ شی اُسکے ساتھ ہی اور اُسکے پاس ہی پس زہد نہین ہی مگر منع نفس اور بذل مواسات کہ اُن اقسام کی طرف

اشارہ کرتا ہے جیسے پیغمبر اسلام نے سبقت کی ہے اور یہ قول اگر جاری ہوتا تو اجتہاد و کسب کے
قاعدہ کو ڈھا دیتا ہے لیکن اس سے مقصود تسلیح کا یہ ہے کہ زہد کا استحقار ان لوگوں کی
آنکھوں میں کرے جو زہد کو بڑی معتد بہ چیز جانتے ہیں تاکہ انہیں مغرور و مفتون ہونے سے بچائیں
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم ایک شخص کو دیکھو جسکو
دنیا میں زہد اور گویائی عطا فرمائی ہے تو اس سے قربت کرو اسواسطے کہ وہ
حکمت کو پہونچا ہے اور حقیقت میں زاہدوں کو اللہ عزوجل نے قصہ قارون
میں علما فرمایا ہے اور کہا اللہ تعالی نے وقال الذین اوتوا العلم ویلکم ثواب اللہ خیر
یعنی اور کہا علم والوں نے افسوس ہے تم پر کہ ثواب اللہ تعالی کا بہتر ہے۔ انہیں بعضوں
نے کہا ہے کہ وہ لوگ زاہد ہیں۔ اور سہل بن عبد اللہ نے کہا ہے کہ عقل کے لیے
ہزار اسم ہیں اور ہر ایک اسم کے لیے انہیں سے ہزار اسم ہیں اور ہر ایک اسم کا
انہیں میں کے اول ترک دنیا ہے۔ اور اس آیت کی تفسیر میں ہے وجعلنا منہم ائمۃ یہدون
بامرنا لما صبروا یعنی اور کر دیا ہم نے انکو امام ہدایت کرتے ہیں ساتھ حکم ہمارے
کے جب انہوں نے صبر کیا۔ کہا ہے کہ دنیا سے۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ علما
پیغمبروں کے امانت دار ہیں جب کہ وہ دنیا میں درنہ آئیں پھر اگر دنیا میں داخل
ہوئے تو انسے اپنے دین پر حذر کرو۔ اور حدیث میں ہے کہ ہمیشہ لا الہ الا اللہ
بندوں سے خشم الٰہی کو دور کرتا ہے جبتک کہ وہ پروا ان چیزوں کی نہیں کرتے جو دنیا سے
انکو نقصان ہوا ہو اور جسوقت وہ ایسا کریں اور لا الہ الا اللہ کہیں تو
اللہ تعالے فرماتا ہے کہ تم جھوٹے ہو اور اسکے ساتھ تم سچے نہیں ہو۔ اور سہل
نے کہا ہے کہ اعمال حسنہ کل زہاد کے پلہ اور موازین میں ہیں اور زہد کا ثواب

اُنکے لیے فاضلات مین ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ جو شخص زاہد دنیا کے اسم سے
موسوم ہوا تو وہ ہزار اسم محمود سے موسوم ہوا اور جو راغب دنیا کے نام سے
موسوم ہوا تو ہزار اسم مذموم سے موسوم ہوا - اور زہری نے کہا ہی کہ زہد حظوظ نفسانی کا
ترک دنیا و ما فیہا سب چیزون سے ہی اور اسمین سب شامل ہین جو حظوظ مالی اور جاہی ہین
اور حب منزلت جو لوگون کے نزدیک ہی اور تعریف اور ثنا کا چاہنا ہی اسمین داخل ہی
اور شبلی سے پوچھا کہ زہد کیا ہی کہا کہ زہد غفلت ہی اسواسطے کہ دنیا کوئی شی نہین ہی
اور لا شی مین زہد ایک غفلت ہی - اور بعضے علما نے کہا ہی کہ جب صوفیہ نے دنیا
کی حقارت دیکھی تو زہد دنیا کے اندر زہد اُن لوگون نے کیا اسواسطے کہ اُنکے نزدیک
دنیا ایک ذلیل چیز ہی - اور میرے نزدیک دنیا مین زہد اُسکے سوا اور چیز ہی اور
وہ زہد در زہد اُسکے سوا نہین ہی کہ آدمی اختیار سے زہد مین نکل جاوے اس
واسطے کہ زاہد نے زہد کو اختیار کیا اور اُسکا ارادہ کیا اور اُسکا منسوب کہ مستند
اُنکے علم کی طرف ہی اور علم اُسکا قاصر ہی پس جب کہ وہ بزرگ ارادت کے مقام مین
قائم ہوا اور اپنے اختیار سے نکل آیا تو اللہ تعالیٰ اُسکو مکاشفہ اپنی مراد کا عطا
فرماتا ہی پھر وہ دنیا کو مراد حق کے ساتھ ترک کر دیتا ہی نہ اپنے نفس کی مراد سے
سو موافقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُسکا زہد ہوگا یا وہ جانتا ہی کہ اللہ کی مراد اُس سے
یہ ہی کہ کسی شی کے ساتھ دنیا سے متلبس اور آلودہ ہو سو جس شی مین اللہ تعالیٰ سے
ساتھ وہ در آئے اُس سے زہد اُسکا شکست نہین ہوتا سو اُسکا دخول کسی چیز مین
دنیا سے اللہ کے ساتھ اور اُسکے حال سے زہد در زہد ہی اور زاہد جو ہی اُسکے نزدیک
وجود و عدم دنیا برابر ہی اگر ترک اُسے کیا تو اُسکو اللہ کے ساتھ ترک کیا

اور جو اُسے اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اختیار کیا اور وہ زہد در زہد ہی اور ہم
بعضے عارفون کو دیکھا ایسے شخص کو جو اس مقام مین قائم ہین - اور زہد مین اس مقام
سے بلند ایک اور مقام ہی اور وہ ایسے شخص کے لیے ہی کہ حق تعالیٰ اختیار اُسکا
اُسے واپس دیتا ہی اسوجہ سے کہ مقام بقا مین علم اُسکا وسیع ہی اور نفس مین
اُسکے طہارت ہی سو وہ زہد ثالث کرتا ہی اور دنیا کو چھوڑتا ہی بعد ازان کہ دنیا کی
جولی اپنے قبضہ مین لاتا ہی اور اعادۂ موہوب اسپر ہوتا ہی اور اس مقام مین دنیا
کا ترک اُسکے اختیار سے ہی اور اختیار اُسکا اختیار حق سے ہی پھر ہر اینہ وہ کبھی
ایک وقت ترک اختیار کرتا ہی اس نظر سے کہ انبیا اور صالحین کی تقلید اور پیروی
کرے اور اُسکی یہ راے ہوتی ہی کہ اختیار دنیا مقام زہد در زہد مین نرمی اور مدد اُسکا
ہی جو اُسکے مبذول حال اسواسطے ہوئی ہی کہ وہ ضعف کے موقع پر اقوا کے قدم سے
جو انبیا اور صدیقین ہین اور وہ ترک موہبات وافق حق سے حق کے ساتھ واسطے
حق کے کرتا ہی اور کبھی اُسکو اپنے اختیار سے شامل اور تناول ہوجاتا ہی اس غرض
سے کہ نفس کے ساتھ ملایمت ایک تدبیری سے کرے جسمین علم صریح اُسکی سیاست
کرے - اور یہ مقام تصرف کا اُن قوی عارفون کے لیے ہی جنھون نے اللہ کے ساتھ
تیسرا زہد کیا ہی جیسا کہ دوسرا زہد اللہ کے ساتھ کیا جیسا کہ اول اُنھون نے اللہ کے ساتھ زہد کیا

قول اُنکا صبر مین

سہل نے کہا ہی کہ صبر انتظار کشود منجانب اللہ ہی اور وہ اعلیٰ اور افضل خدمت ہی
اور بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ صبر کے یہ معنی ہین کہ صبر مین تو صبر کرے یعنی کشود کا

اسمین سطا لعہ اور انتظار تو نہ کرے - اللہ تعالی نے فرمایا ہی والصابرین فی البأساء والضراء وحین البأس اولئک الذین صدقوا واولئک ہم المتقون - یعنی اور صبر کرنے والے خوف اور نقصان مین اور وقت لڑائی کے یہ وہ لوگ ہین کہ سچے ہین اور یہی لوگ پرہیزگار ہین - اور بعضے کہتے ہین کہ ہر ایک شی کا ایک جوہر ہی اور انسان کا جوہر عقل ہی اور عقل کا جوہر صبر ہی اور صبر نفس کی گوشمال ہی اور گوشمال سے وہ ملائم ہوتا ہی اور صبر صابر کے اندر بجاے انفاس کے جاری ہی اسواسطے کہ وہ صبر کا محتاج ہی ہر ایک چیز سے جو ممنوع اور مکروہ ہو اور مذموم ظاہر مین ہو یا باطن مین ہو اور علم رہنمائی کرتا ہی اور صبر بقبول پیش آتا ہی اور علم کی دلالت بلا قبول صبر فائدہ نہین دیتی اور جس شخص کا محافظ ظاہر اور باطن مین علم ہو تو یہ درجۂ کمال کو نہین پہونچتا مگر اُسوقت کہ صبر اُسکا قرارگاہ اور مسکن ہو اور علم اور صبر دونون ایک دوسرے کو لازم ہین جیسے روح اور بدن کہ اُنمین سے ایک کو دوسرے بغیر استقلال نہین ہی اور ان دونون کا مصدر سرشت عقلی ہی اور وہ دونون باہم قریب ہمدگر ہین کہ دونون کا مصدر متحد ہی اور صبر کے ساتھ نفس مشقت لیتا ہی اور علم سے روح کو ترقی ہوتی ہی اور وہ دونون برزخ اور فارق روح اور نفس کے درمیان ہین تاکہ ہر واحد اُنمین سے اپنی اپنی قرارگاہ مین قرار پاوے اور اُسمین عدل صرف اور اعتدال صحیح ہی اور ایک دوسرے کے علیحدہ ہونے یعنی علم اور صبر سے میل اور جول ایک کا دوسرے پر یعنی روح اور نفس کا ہی اور اسکا بیان دقیق اور باریک ہی اور شرف صبر کے اندر قول اللہ تعالے کا تجھے کافی ہی انما الصابرون اجرہم بغیر حساب - یعنی البتہ اللہ تعالی دیگا

صبر کرنے والوں کو اجر دیگا بغیر حساب کہ جو حساب میں نہ آسکے ہر ایک مزدور کی مزدوری
حساب سے ہی اور صبر کرنے والوں کا اجر بغیر حساب کے ہی - اور اللہ تعالی نے اپنے
نبی علیہ السلام کو فرمایا ہی واصبر وما صبرک الا باللہ یعنی اور صبر کر اور نہیں ہی
صبر تیرا مگر اللہ کے ساتھ - صبر کو اپنے نفس کے ساتھ منسوب کیا اسواسطے کہ منزلت
اسکی شریف ہی اور نعمت کی تکمیل اسکے ساتھ ہی - کہتے ہیں کہ ایک شخص شبلی کے
پاس آکر کھڑا ہوا اور کہا وہ کونسا صبر ہی جو صابرین پر سخت تر ہی آپ نے کہا
صبر فی اللہ اسنے کہا کہ نہیں کہا صبر للہ تو کہا نہیں پھر آپ نے کہا کہ صبر مع اللہ
اسنے کہا کہ نہیں تو شبلی غصہ ہوا اور کہا تعجب ہی وہ کون شی ہی اس شخص نے
کہا کہ صبر عن اللہ ہی راوی کہتا ہی کہ شبلی نے ایک چیخ ماری اور قریب تھا کہ روح
اسکی تلف ہو جاتی - اور میرے نزدیک صبر عن اللہ کے معنی میں وجہ ہی اور
اسکے لیے کہ وہ صابرین پر سخت تر صبر ہی ایک وجہ ہی اور وہ یہ ہی کہ صبر عن اللہ
خاص بخاص مقامات مشاہدہ میں ہوتا ہی کہ وہاں بندہ اپنے مولی سے بوجہ حیا
اور جلالت کے بازگشت کرتا ہی اور اسکی بصیرت خجالت اور گداز نفس میں بند
اور پوشیدہ ہو جاتی ہی اور فروتنی و زاری و خفا کے بیان میں غائب ہو جاتی ہی کہ
اسواسطے کہ تجلی کا امر عظیم اسے مخصوص و مدرک ہوتا ہی اور سخت ترین صبر ہی
اسواسطے کہ وہ اس حال کا دوام و استمرار حق جلال کے ادراک کے لیے چاہتا اور
دوست رکھتا ہی اور روح اس امر کو دوست رکھتی ہی کہ اپنی بصیرت کو نور جمال کی
درخشنی و لمعان سے سرمگین کرے اور جس طرح کہ نفس ہجوم حال صبر کے لیے نزع
کرتا ہی تو روح اس صبر میں نزاع کرتی ہی اس لیے صبر عن اللہ تعالے

سخت نہ ہو گیا۔ اور ابو الحسن بن سالم نے کہا ہی کہ صابر تین ہیں متصبر اور صابر
اور صبار سو متصبر وہ ہی جسنے فی اللہ صبر کیا اور ایکبار صبر کرتا ہی اور ایکبار ناشکیبائی
کرتا ہی اور صابر وہ ہی جو فی اللہ اور للہ صبر کرے اور ناشکیبائی نہ کرے مگر اس سے
متوقع شکوہ کی اس سے ہوتی ہی اور کبھی ناشکیبائی ممکن ہی اور صبار وہ ہی
جو فی اللہ اور للہ صبر کرے اور یہ وہ ہی کہ اگر تمام بلایات اسپر ڈالی جائیں تو ناشکیبائی
نہ کرے اور وجود و حقیقت کی جہت سے متغیر نہو اور نہ رسم اور خلقت کی جہت سے متغیر
ہو اور اسمین اشارہ اسکا ظہور حکم علم کا اسمین ہی باوجودیکہ صفت علم کا بھی ظہور
ہی اور شبلی علیہ الرحمہ ان دو بیتوں کے ساتھ مثل کہتا تھا **شعر**

ان صوت المحب من الم الشوق		وخوف الفراق یورث ضرا
صابر الصبر فاستغاث به الصبر		فصاح المحب للصبر صبرا

ترجمہ

آواز دوست ہر چہ زبیم فراق بود		یا اشتیاق مید ہد از آن زبان چو دود
صبرے کہ می بکرد مدد ہم ز صبر خواست		نعرہ کہ زد بصبر دلش سوخت ہمچو عود

جعفر صادق رحمہ اللہ نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالی نے انبیا کو صبر کا حکم دیا اور بڑا حصہ
اسکا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص کیا اسواسطے کہ اسکا
صبر باللہ گردانا حیث قال واصبر وما صبرک الا باللہ یعنی اور نہیں ہی صبر تیرا مگر
اللہ کے ساتھ اور سری سے پوچھا گیا کہ صبر کیا ہی سو اسنے بیان اور کلام اسمین کا
شروع کیا کہ اسی اثنا مین ایک بچھو اسکے پاؤں پر چلا اور اپنا ڈنک اسکے مارتا تھا
تو اس سے کہا گیا کہ اسے کسواسطے نہین دور کرتا کہا مین اللہ تعالی سے

شرماتا ہوں کہ ایک حال میں کلام کروں اور پھر اسکے خلاف کروں جو کچھ کر رہا ہوں
قرعانی سے روایت ہی کہ وہ کہتا تھا میں نے جنید رحمہ اللہ سے سُنا ہی کہ وہ کہتا تھا
ہی اسنہ اللہ تعالی لیے مومنون کا اکرام ایمان سے اور ایمان کا اکرام عقل سے اور عقل کا
اکرام صبر سے کیا ہی پس ایمان زینت مومن کی ہی اور عقل زینت ایمان کی اور صبر
زینت عقل کی ہی اور ابراہیم خواص رحمہ اللہ کی یہ ابیات پڑھیں نظم

صبرت علی بعض الاذی خوف کلہ — ودافعت عن نفسی لنفسی فعزت
وجرعتہا المکروہ حتی تدربت — ولو لم اجرعہا اذا لاشمأزت
الا رب ذل ساق للنفس عزۃ — ویا رب نفس بالتذلل عزت
ساصبر جہدی ان فی الصبر عزۃ — وارضی بدنیای وان ہی قلت

ترجمہ از مترجم فارسی

ازین صبری کہ بر بعضے ز خوف کل من کردم — ز رنجی کان بنفس خود ز خود بیگستہ بیرا کم
قدح کز تلخ بود آنرا بخوردم تا بیار آمد — خرد و ابس اگر او را ز خوردن دور می شایم
بسے عزت ز ناکس کان بیار نفس آخود آرے — بسے خواری ز نا اہلان کز ان عزت بمید آنم
گشتیم گر دست خود خزانکہ او بر خود مرا خواند — شود خشک ہمان دستم ز انکہ این ہست سیطانم
شکیبائی کنم من زانکہ اندر صبر عز دانم — ز اندک کار از دنیا شدم خسپ و ریانم

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے کہا ہی جو نعمت کہ اللہ نے اپنے بندہ کو عطا کی
پھر اُس بندہ سے سلب کی اور معاوضہ اُس نعمت کا جو سلب کر لی صبر دیا مگر
یہ کہ جو چیز عوض میں دی بہتر اُس سے ہی کہ جو چیز اُس سے سلب کر لی اور
سمنون کی ابیات پڑھیں نظم

تجرعت من حالیہ نعمی وابوسا	زمانا اذا اجرے غوالیہ احسا
فکم غمزة قد جرعتنی کؤسہا	فجرعتہا من نجر صبری اکؤسا
تدرعت صبری و تحققت ضر وقعہ	وقلت لنفسی الصبر او فاہلکی اسا
خطوب لو ان الشم فاحمن خطبہا	لساخت ولم تدرک لہا الکف ملمسا

ترجمہ از مترجم فارسی

بکاسی کہ از دو حال بخوردم زنیک و بد	از روزگار ناخوش کاسیب کہ دہد
دلہا کند سیاہ و شنم مے خورم ازان	چون از بحار صبر دادم ہمی رسد
شہد پیر چون زصبر و محبت شدہ بحاف	راضی شدی بصبر و یا مرگ اے حسد
آسیب ہاے دہر بکوہ ار رسد ازان	این دست ہیچ جاہی نشاید خیان شود

قول انکا فقر مین

ابن الجلاد نے کہا کہ فقر یہ ہے کہ تیرے واسطے کچھ نہو پھر جب کہ تیرے واسطے کچھ ہو
تو تیرے واسطے نہو یہان تک کہ تو دوسرے کو دیدے - اور کتانی نے کہا ہے کہ جب
افتقار اللہ تعالیٰ کی طرف صحیح ہوا تو غنا باللہ بھی صحیح ہوا اسواسطے کہ یہ دونون حال
ہین کہ ایک دوسرے بغیر پورا نہین ہوتا - اور نوری نے کہا ہے فقرا کی صفت یہ ہے
کہ عدم کے وقت سکون ہو اور وجود کے وقت بذل و ایثار ہو اور دوسرے نے
کہا ہے کہ اضطراب موجود کے وقت ہو اور دراج نے کہا ہے کہ مین نے اپنے استاد کی تھیلی
ٹٹولی کہ سرمہ دانی چاہتا تھا اور اسمین ایک چاندی کا ٹکڑا پایا مین حیران ہوا جب وہ
آیا تو مین نے اس سے کہا کہ مین نے آپ کی تھیلی مین یہ چاندی کا ٹکڑا پایا ہے [illegible]
کہتا ہے کہ میری راے ہوئی کہ اسے واپس کر دون بعد ازان اُسنے کہا کہ آپ سے [illegible]

اور کوئی چیز خریدے پھر مین نے کہا کہ مجھے اپنے معبود کی قسم ہی کہ تبلاؤ اس چاندی
کے ٹکڑے کا معاملہ کیا ہی تو اُسنے کہا کہ اللہ تعالی نے مجھے دنیا سے اسکے سوا چاندی
سونا کچھ نہین دیا تو مین نے چاہا کہ مین وصیت کر جاؤن کہ وہ میرے کفن مین
باندھ دیا جائے کہ اُسے مین اللہ تعالی کو اُلٹا پھیر دون - ابراہیم خواص نے کہا کہ
فقر شرف کی ردا ہی اور مرسلین کا لباس اور صالحین کی چادر ہی - اور سہل بن عبد اللہ سے
پوچھا گیا کہ فقیر صادق کون ہی تو کہا کہ نہ وہ سوال کرے اور نہ رد کرے اور نہ روکے
اور ابو علی رودباری رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ مجھ سے زقاق نے پوچھا اور کہا اے ابا علی فقرا
نے کسواسطے حاجت کے وقت بلغہ اور کفاف کو ترک کردیا کہا مین نے یہ جواب دیا
کہ اسواسطے کہ یہ لوگ بخشنے والے کے ساتھ بخششون سے مستغنی ہین کہا ہان مگر میرے
دل مین اور بات آئی ہی مین نے کہا اُس کو لاؤ مجھے اس سے فائدہ پہونچا جو تیری
سمجھ مین آئی ہی کہا اسواسطے کہ وہ ایک ایسی قوم ہی کہ موجودگی انکو نافع نہین کہ
جبکہ اللہ انکا فاقہ ہی اور فاقہ انکو مضر نہین ہی جبکہ اللہ انکا موجود ہی - اور بعضے
صوفیہ نے کہا ہی کہ فقر حاجت کا ٹھہرانا اور حاجت کا مٹانا ماسوی اللہ سے ہی اور
سوسی نے کہا ہی کہ فقیر وہ ہی کہ نعمتین اُسکو غنی نکردین اور نعمتین اُسکو محتاج
نکرین - اور یحیی بن معاذ نے کہا ہی کہ فقر کی حقیقت یہ ہی کہ وہ مستغنی نہو مگر اللہ کے
ساتھ اور اسکا نشان یہ ہی کہ اسباب کل معدوم ہون - اور ابو بکر طوسی نے کہا ہی کہ
ایک مدت مین پھرتا رہا کہ سوال اس معنی کا ہو جسکو ہمارے اصحاب نے اس فقر کے
واسطے سب اشیا پر اختیار کیا ہی تو کسی نے مجھے ایسا جواب نہ دیا کہ جو مجھے قانع کردے
یہان تک کہ نصیر بن حمامی سے مین نے سوال کیا تو اُسنے مجھ سے کہا کہ یہ اسواسطے ہی

کہ وہ پہلی منزل منازل توحید سے ہے سو میں نے اسپر قناعت کی۔ اور ابن الجلا ر سے فقر کی بابت سوال کیا گیا تو خاموش رہا یہاں تک کہ اُسنے نماز پڑھی اور پھر واپس آیا بعد ازان کہا کہ میں خاموش نہیں ہوا مگر ایک درہم کے سبب جو میرے پاس تھا سو میں گیا اور اُسے میں نے خرچ کر ڈالا اور پھر اللہ تعالیٰ سے شرمایا کہ فقر میں کلام کرون اور حال آنکہ میرے پاس یہ موجود ہو پھر بیٹھا اور کلام کیا۔ ابو بکر ابن طاہر نے کہا کہ حکم فقیر سے یہ ہے کہ اُسے کوئی رغبت نہو پھر اگر ہو اور کوئی چارہ نہیں ہے تو اُسکی رغبت اُسکی کفایت سے متجاوز نہو فارس نے کہا کہ میں نے ایک فقیر سے ایکبار کہا جبکہ میں نے اُسپر نشان بھوک اور تکلیف کا دیکھا کہ کسواسطے تو سوال نہیں کرتا تا لوگ تجھے کھانا کھلائیں تو کہا مجھے خوف ہے کہ اُنسے سوال کرون اور وہ مجھے نہ دین تو اُنکو فلاح نہوگی اور بعض صوفیہ کی یہ ابیات پڑھیں ؎

قالوا غدا العید ماذا انت لابسہ ‏ — ‏ فقلت خلعۃ ساق عبدہ الجرعا
فقر وصبر هما ثوبان تحتهما ‏ — ‏ قلب یری ربہ الاعیاد والجمعا
احری الملابس ان تلقی الحبیب بہ ‏ — ‏ یوم التزاور فی الثوب الذی خلعا
الدهر لی ماتم ان غبت یا املی ‏ — ‏ والعید ما دمت لی مرأی ومستمعا

ترجمہ

کہا کل عید کا دن ہے تیری پوشاک کیا ہوگی ‏ — ‏ کہا میں نے کہ وہ خلعت جو اپنے بندہ کو بخشا
وہ دو جامے ہیں فقر و صبر کے اور نیچے ہے ‏ — ‏ دل ایسا ہے جو اپنے رب کو دیکھے عید و جمعا
لباس عمدہ وہ ہے محبوب سے ملتے ہوئے ‏ — ‏ بروز وصل وہ جامہ ہے جو خلعت تجھے بخشا
زمانہ مجکو ماتم ہے اگر تو مجھ سے غائب ہو ‏ — ‏ مجھے عید اس گھڑی جس دم سنا تجھ سے تجھے دیکھا

قول انکا شکر مین

بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ شکر یہ ہی کہ منعم کے دیکھنے کے سبب نعمت سے غائب ہو اور یحیی بن معاذ رازی نے کہا کہ تو شاکر نہین ہی جبتک کہ تو شکر کرے اور تمہارے شکر سے تقصیر ہی اور یہ ہو واسطے کہ ایک شکر ایک نعمت ہی جانب اللہ کی کہ اسپر شکر واجب ہی اور داود علیہ السلام کے اخبار مین وارد ہی کہ آپ مین تیرا شکر کس طرح ادا کرون اور مجھے تیرے شکر کی طاقت نہین ہی مگر ایک دوسری نعمت کے ساتھ جو تیری نعمتون سے ہی پس اللہ نے اسکو وحی بھیجی کہ جب تو نے یہ جان لیا تو میرا شکر تو نے کیا اور شکر کے معنی لغت مین کشف اور اظہار ہی اور محاورہ مین کہا جاتا ہی شکر و کشر جبکہ دانتون کو کھول دے اور اسے ظاہر کیا پس نعمتون کا پھیلانا اور اسکا ذکر کرنا اور زبان سے اسکا گننا شکر ہی اور شکر کا باطن یہ ہی کہ تو نعمتون سے طاعت پر مدد طلب کرے اور معصیت پر اس سے استعانت نہ کرے تو یہ شکر نعمت ہی اور مین نے اپنے شیخ رحمہ اللہ تعالے سے سنا ہی کہ بعض صوفیہ کے یہ ابیات پڑھتے تھے

لئن نعما اولیت [illegible] شکرها	ونعم کل الامور [illegible]
فلا شکر لک ما حییت وان امت	فلمثلک اعطی فی قبرها

ترجمہ

عطا کین نعمتین تو نے مین کرتا شکر ہون انکا	اور [illegible] جتنے ہین [illegible] تو تجھکو ہی کرتا
مین زندہ جبتلک ہون شکر کرتا ہون جو مر جاؤن	تو میری ہڈیان قبر مین شکرانہ کرین تیرا

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی پہلے پہل بہشت مین قیامت کے روز وہ بلائے جاینگے جو اللہ تعالی کی حمد صفت رنج اور راحت مین

کرتے ہین اور یہ بھی فرمایا ہے جو بلا مین پھنسا اور اُسنے صبر کیا اور جو نعمتین دیا گیا اور
شکر کیا اور مظلوم ہوا در بخشا معاف کیا اور ظلم کیا تو مغفرت مانگی تو لوگون نے سوال کیا
کہ آخر اُسکا انجام کیا ہوگا آپ نے فرمایا اُن لوگون کو امن و امان ملیگا اور وہ ہدایت یافتہ
ہین ۔ جنید نے کہا کہ شاکر کا فرض یہ ہے کہ اُسکا اقرار نعمتون کے ساتھ دل اور زبان
سے کرے ۔ اور حدیث مین بہترین ذکر لا الہ الا اللہ اور افضل دعا الحمد للہ ہے اور
بعضون نے اس آیت کی تفسیر مین کہا ہے و اسبغ علیکم نعمہ ظاہرۃ و باطنۃ کہ ظاہر
کی نعمتین عافیتین اور دولت مندی ہے اور باطنی امتحانات اور مفلسی ہے کہ یہ آخرت کی
نعمتین ہین اسواسطے کہ اس سے جزا تک کا مستوجب ہوتا ہے اور حقیقت شکر
ہے کہ جو اُسکے لیے مقدر کیا گیا اُسکو نعمت تصور کرے بجز اُسکے کہ دین مین اُسکے
مضر ہو اسواسطے کہ اللہ تعالی بندہ کے لیے نہین مقدر کرتا مگر یہ کہ وہ ایک نعمت
اُسکے حق مین ہوتی ہے یا وہ عاجلہ ہے جسکو جانتا اور سمجھتا ہے یا کہ آجلہ ہے [illegible]
کی وجہ سے جو اُسکے لیے مکروہات سے مقدر ہوئین ہو وہ یا ایک درجہ ہے جو اُسکے لیے
ہوگا یا پاک کرنا یا گناہون کا کفارہ ہوگا اور جبکہ یہ معلوم ہوا کہ وہ مالک ہے اُسکے
لیے زیادہ تر نصیحت کرنیوالا اور اُسکی مصلحتون کا جاننے والا زیادہ تر اُسکے نفس
سے ہے اور جو اُسکی طرف سے ہے نعمتین ہین تو ہر ایک مین اُسنے شکر ادا کیا

قول اُنکا خوف مین

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اصل حکمت خوف الٰہی ہے اور
آپ سے یہ بھی روایت ہے کہ فرمایا داؤد علیہ السلام کی عبادت بیمار سمجھکر کرتے تھے

حالانکہ مرض اُسکو کوئی نہ تھا مگر اللہ تعالیٰ کا خوف اور اُس سے شرم و حیا تھی - ابو عمرو
الدمشقی نے کہا ہی کہ خائف وہ شخص ہی جو اپنے نفس سے خائف تر شیطان سے ہو
اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ خائف وہ نہیں جو رو دئے اور اپنی آنکھوں سے آنسو پونچھے
بلکہ خائف وہ ہی جو اُن چیزوں سے ڈرے کہ اُنکے سبب عذاب اُسپر ہوگا - بعضے
حضرات نے کہا ہی کہ خائف وہ ہی جو غیر اللہ سے نہ ڈرے اُسکے معنی کہے گئے کہ
وہ اپنے نفس کے لیے خوف نہ کرے اسکے سوا خوف کی وجہ نہیں کہ اُسکی بزرگی اور
جلال کا ہی اور اپنے نفس کے لیے خوف عقوبت کا ہی - اور سہل نے کہا ہی کہ خوف نر ہی
اور رجا مادہ ہی یعنی اُنسے حقائق ایمان پیدا ہوتے ہیں - اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی ولقد
وصینا الذین اوتوا الکتاب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ یعنی اور ہمنے وصیت
کی تھی اہل کتاب کو تم سے پہلے اور خاص تمکو کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو - اور بعضے
کہتے ہیں کہ یہ آیت قطب قرآن کی ہی اسواسطے کہ ہر ایک کا مدار اُسی پر ہی
اور بعضے کہتے ہیں کہ خائفین کے لیے وہ سب چیزیں جمع کردی ہیں جو سب مومنین
کے لیے جدا اور متفرق کی ہیں اور وہ ہدی و رحمت و علم و رضوان ہی سو اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہی ہدی و رحمۃ للذین ہم لربہم یرہبون یعنی ہدایت اور رحمت واسطے
اُن لوگوں کے ہی جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور فرمایا انما یخشی اللہ من عبادہ
العلماء یعنی البتہ اللہ تعالیٰ سے بندوں میں اُسکے یہی عالم ڈرتے ہیں اور فرمایا
رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ذلک لمن خشی ربہ یعنی راضی ہی اللہ اُنسے اور راضی
ہیں وہ اللہ سے یہ اُنکے لیے ہی جو ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے سہل کا مقولہ ہی
کہ ایمان کا کمال علم سے ہی اور علم کا کمال خوف سے ہی اور یہ بھی کہا کہ علم نے ایمان

حاصل کیا اور خوف نے معرفت حاصل کی - اور ذوالنون نے کہا ہی کہ محبت کا سکہ
صحبت نہیں بیٹھا مگر بعد از ان کہ خوف اُسکے دل کو بخت وزیر کر دے - اور فضیل
ابن عیاض نے کہا ہی جب تجھ سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر و تو خاموش ہو اسلیے
کہ تو اگر کہے کہ نہیں تو کفر تو نے کیا اور جو کہا کہ ہان تو جھوٹ تو بولا سو تیرا دل اُس
شخص کا سا نہیں جو اللہ تعالی سے ڈرتا ہی

قول اُنکا رجا مین

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالی عز و جل فرماتا ہی کہ
دوزخ سے اُن لوگون کو نکالو جنکے دلون مین ایک حبہ رائی کے بدر بھی ایمان ہے
بعد از ان فرمائے گا کہ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہی کہ مین اُس شخص کو جو
مجھ پہ ایک گھڑی رات یا دن مین ایمان لایا ہو دیسا نہ کرونگا جو ایکل میرے
او پر ایمان نہیں لایا - اور روایت ہی کہ ایک اعرابی جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا حساب خلق کا مالک و مختار کون ہی آپ نے جواب
دیا کہ اللہ تبارک و تعالی کہا وہ بذاتہ آپ نے کہا ہان تو اعرابی مسکرایا پس جناب
نبی علیہ الصلوۃ و السلام نے کہا اے اعرابی کس سبب سے تو ہنسا تو اُسنے کہا
کہ ہر آئنہ کریم شخص نے جب قدرت پائی تو معاف کر دیا اور جب اُسنے حساب
کیا تو مسامحت اور درگذر کی - اور شاہ کرمانی نے کہا ہی علامت رجا کی حسن طاعت
ہی - اور بعضون نے کہا ہی کہ رجا دید جلال کی بچشم جمال ہی - اور بعضون نے کہا ہی
کہ قرب دل لطف رب سے ہی - ابو علی رودباری نے کہا کہ خوف اور رجا مانند

ایک پرند کے دو بازوؤن کے مثال ہین جب یہ دونون بازو درست اور ٹھیک ہون
تو پرند درست اور مستوی ہوتا ہی اور اپنی پرواز مین پورا ہوتا ہی ابو عبد اللہ
حنیف نے کہا ہی کہ رجا راحت قلوب اس لیے ہی کہ کرم متوقع کو دیکھے مطرف
نے کہا کہ اگر مومن کا خوف اور رجا وزن کیا جائے تو وہ دونون برابر اور معتدل
ہونگے اور خوف و رجا ایمان کے دو بازوؤن کے مثال ہین اور کوئی خائف
نہین مگر وہ ضرور امیدوار ہی اور کوئی امیدوار نہین الا یہ کہ وہ خائف ہوگا
کیونکہ سبب خوف ایمان ہی اور ایمان سے رجا ہی اور جبکہ رجا ایمان ہی اور
ایمان سے خوف ہی اور اسی واسطے لقمان سے مروی ہی کہ انہون نے اپنے بیٹے سے
کہا اللہ تعالی سے ڈر ایسا ڈرنا کہ [illegible] شہوات [illegible] سے خوف
سے رہا کہ پھر کس طرح اسکی طاقت ہوسکتی ہی حالانکہ میرے لیے ایک قلب ہی کہا
سمجھے نہین معلوم ہوا کہ مومن کے دو قلب ہوتے ہین ایک سے ڈرنا اور دوسرے
سے امید کرتا ہی اور یہ اسواسطے کہ وہ دونون حکم ایمان کے ہین

قول انکا توکل مین

سری نے کہا کہ توکل حول اور قوت سے باہر آتا ہی اور جنید نے کہا کہ توکل یہ ہی کہ
تو اللہ کے واسطے ہو جیسا کہ تو نہین تھا تو اللہ تیرے واسطے ہوگا جیسا کہ وہ
ہمیشہ تھا اور سہل کا مقولہ ہی کہ کل مقامات کے لیے رو اور پشت ہی سوا توکل کے
کہ وہ رو بے پشت ہی۔ بعضون نے کہا ہی کہ توکل عنایات کا ارادہ کرے نہ
توکل کفایت کا اور اللہ تعالی توکل کو مقرون بایمان فرماتا ہی اور کہا اور اللہ پر

توکل کرو اگر تم ایمان والے ہو اور فرمایا اللہ ہی پر چاہیے کہ ایمان والے توکل کریں
اور اپنے نبی علیہ السلام کو فرمایا اور توکل زندہ پر کر جو نہیں مرتا اور ذوالنون نے
کہا کہ توکل نام ہی ترک تدبیر نفس کا اور حول و قوت سے علیحدہ ہوتا۔ اور ابوبکر
زقاق نے کہا توکل عیش کا لوٹا دینا ہی ایک دن تک اور صبح کے ارادہ کا دور
کرنا ہی۔ اور ابوبکر واسطی کا قول ہی اصل توکل فاقہ اور تہیدستی کا صدق ہی اور
توکل یہ ہی کہ آبائی و اہال میں علیحدہ ہو اور اپنے دل کے ساتھ اپنے توکل کی
طرف عمر بھر میں ایک لحظہ التفات کرے۔ اور بعض صوفیہ نے کہا جسنے ارادہ کیا
اسکا کہ وہ حق توکل کے ساتھ اٹھے تو چاہیے کہ اپنے نفس کیلیے ایک قبر کھودے
جسمیں اسکو دفن کرے اور دنیا اور اہل دنیا سب کو بھول جائے اسواسطے کہ
حقیقت توکل وہ ہی کہ کوئی خلق سے اسکے کمال پر قائم نہیں ہوتا اور سہل نے
کہا ہی کہ اول مقامات توکل یہ ہی کہ بندہ اللہ تعالی کے سامنے رہے جیسے میت
غسال کے سامنے کہ اسکو الٹتا ہی جیسا کہ وہ چاہتا ہی اور اسمیں کوئی حرکت
اور تدبیر نہیں ہوتی۔ اور حمدون قصار نے کہا ہی کہ توکل یہ ہی کہ اللہ تعالی کے
ساتھ اعتصام کرے اور سہل نے بھی کہا ہی کہ علم سب ایک باب تعبد کا ہی اور
تعبد سب ایک باب ورع ہی اور ورع سب ایک باب زہد کا ہی اور زہد
سب ایک باب توکل سے ہی۔ اور کہا تقوی اور یقین ایک ترازو کے دو پلوں کے
مثال ہیں اور توکل اس ترازو کی زبان ہی کہ اسی سے زیادتی اور نقصان پہچانی
جاتی ہی۔ اور میرے دل میں یہ آتا ہی کہ توکل بقدر اسکے ہی کہ اسے علم و
کمال ہو سو جو شخص معرفت میں کامل نہ ہو اسی قدر وہ توکل میں قائم و دائم

ہوگا اور جو شخص کہ اُسکا توکل کامل ہو وہ رؤیت وکیل مین رؤیت توکل سے
غائب اور غافل ہوجائیگا بعد ازان قوت معرفت کو مفید یہ امر ہی کہ علم کا
صرف برابر حصہ بانٹتے ہین ہر اور سب حصص عدل و وزن کی رو سے مقسوم ہین
کے مقابلہ مین مقرر ہوتے ہین اسواسطے کہ نظر الی غیر اللہ اسی سبب سے ہی کہ اُسکے
نفس مین جہل ہی اور جب کبھی کوئی چیز معلوم کرتے تو توکل مین اُسکے خلل آتے
اُسکو چشمۂ نفس سے سمجھتا ہی تو توکل کا نقصان نفس کے نمود سے ظاہر ہوتا ہی اور
کمال اُسکا نفس کی غیبت سے ثابت ہوتا ہی اور گویا کہ یہ کچھ شمار اور آثار کی
توکل کی تصحیح مین نہین ہی تاہم اُسکا یہ شغل ہی کہ قلب کی تقویت نفس کو
غائب کرتی ہین پھر جب کہ نفس غائب ہوگیا مادہ جہل بھی منقطع ہوگیا پس توکل
صحیح ہوا اور بندہ اُسکی طرف نظر نہین ڈالتا اور جب کبھی نفس سے یقین متحرک ہوا تو
اُسکے ضمیر پر اس قول الٰہی کا اسرار ان اللہ یعلم ما یدعون من دونہ من شی یعنی خداوند تعالیٰ
جانتا ہی اس چیز کو کہ سوا اُسکے وہ پکارتے ہین دوسری چیز کو وارد ہوتا ہی پس
وجود حق رجحان والون پر غلبہ کرتا ہی اور کون و خلق کو اسکے ساتھ بلا استقلال
فی نفسہ کے دیکھتا ہی اور اُسوقت توکل اضطراری ہوجاتا ہی اور اسباب و وسائط
کے ہونے سے ایسے متوکل کے توکل مین کوئی جرح قدح نہین ہوتی جیسے کہ اُن
لوگون کے قول مین جو ضعیف فی التوکل ہین اسواسطے کہ وہ اسباب کو مردہ جانتا ہی
جنکی زندگی بجز توکل کے نہین ہی اور یہ توکل خاص اہل معرفت کا ہی

قول اُنکا رضا مین

حضرت شبلی نے کہا کہ رضا سکون قلب حکم کے جریان کے نیچے ہی۔ اور ذوالنون نے کہا کہ

رضا سرور دل بمر درِ قضا ہے - اور سفیان نے رابعہ کے سامنے کہا اللہم ارض عنا
یعنی بار خدایا تو ہم سے راضی ہو تو رابعہؒ نے کہا کیا تو شرماتا نہیں اس بات سے کہ
رضا اور خوشنودی اُسکی تو چاہتا ہے جس سے تو راضی اور خوشنود نہیں ہے سو بعض
حاضر باشوں نے اُنسے سوال کیا کہ بندہ کب راضی اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے تو جواب
دیا کہ جب اُسکی خوشی مصیبت میں ایسی ہو کہ نعمت میں اُسکو خوشی ہوتی ہے - اور بعض
نے کہا ہے کہ جب رضا رضوان سے مل جائے تو طمانینت حاصل ہو جائے پس قرۃ
اُنکو ہو اور نیک بازگشت ہو - اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
ایمان کا مزہ اُسی شخص نے چکھا جو اللہ سے راضی رب جان کر ہوا اور حضرت علیہ السلام
نے فرمایا کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے راحت اور خوشی کو اپنی حکمت سے رضا اور یقین
میں اور رنج وغم کو شک اور غصہ میں گردانا ہے - اور جنیدؒ نے کہا کہ رضا صحت اس
علم کی ہے جو قلب تک واصل ہے اور جب قلب نے حقیقت علم سے مباشرت کی تو
اُسکو رضا تک پہونچا دیا اور رضا و محبت خوف و رجا کے مثل نہیں ہیں اسواسطے
کہ وہ دونوں حال ہیں جو بندہ سے دنیا اور آخرت میں چھوٹتے کیونکہ وہ جنت میں رضا
و محبت سے مستغنی نہیں - اور ابن عطاؒ نے کہا ہے کہ رضا بندہ کے قلب کا سکون
اللہ کے اختیار قدیم سے ہے اسواسطے کہ اُسنے افضل بات اُسکے لیے پسند کی تو
چاہیے کہ اُس سے راضی ہو اور یہی رضا ترک قسم ہے اور ابو تراب نے کہا ہے وہ [illegible]
جسکے دل میں کچھ بھی دنیا کی قدر ہے رضائے الٰہی کو نہیں پہونچ سکتا - اور [illegible]
کہا اخلاق مقربین پانچ ہیں اللہ سے راضی ہونا اُس چیز میں جسکو نفس [illegible]
رکھے اور مکروہ جانے اور اللہ کے لیے محبت ہو اُس دوست [illegible]

جانب سے ہو اور اللہ سے شرم اور اُس سے مانوس ہونا اور ماسوی اللہ سے توحش اور
دور ہونا۔ اور فضیل نے کہا راضی اپنی منزلت سے کسی چیز کی تمنا اور آرزو نہیں کرتا۔
اور ابن شمعون نے کہا ہے کہ رضا حق کے ساتھ ہے اور رضا حق کے لیے ہے اور
رضا حق سے ہے سو رضا حق کے ساتھ اُسکی تدبیر اور اختیار سے ہے اور رضا حق
کی اُسکی تقسیم و عطا کے رو سے ہے اور رضا حق کے لیے اُسکی خدائی اور پروردگاری
سے ہے۔ ابوسعید سے سوال کیا گیا کہ آیا جائز ہے یہ بات کہ بندہ راضی خشمگین ہو
کہا کہ ہاں جائز ہے کہ بندہ راضی اپنے رب سے ہو اور خشمگین اپنے نفس پر اور
ہر ایک قاطع پر جو اُسکو اللہ سے قطع کرے۔ اور حسن بن ابی طالب رضی اللہ
عنہما سے لوگوں نے کہا کہ ابا ذر کہتا ہے کہ فقیر مجھے زیادہ محبوب غنا سے اور
بیماری محبوب تر صحت سے ہے آپ نے فرمایا اللہ اباذر پر رحم کرے مگر میں کہتا ہوں
کہ جسنے توکل اللہ کے حسن اختیار پر کیا جو اُسکے لیے ہے تو وہ تمنا دوسری حالت
کی نہیں کرتا ہے بجز اُس حالت کے جو اُسکے لیے اللہ نے اختیار کی۔ اور علی رضی اللہ
عنہ نے فرمایا کہ جو کوئی رضا کے بساط پر بیٹھا تو ہمیشہ کبھی اللہ کی طرف سے
اُسکو کوئی امر مکروہ نہ پہونچے گا اور جو کوئی سوال کے فرش پر بیٹھا تو وہ اللہ سے
کسی حال میں راضی نہوا اور یحییٰ کا یہ مقولہ ہے کل امر ان دو قاعدے کلیہ کی
طرف راجع ہوتے ہیں ایک فعل اُسکی طرف سے تیرے ساتھ ہے اور ایک فعل تیرے
طرف سے اُسکے لیے ہے تو چاہیے کہ راضی اُس کام میں ہو جو اُسنے کیا اور خالص
اس عمل میں جو تو کرے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ راضی وہ ہے جو کہ دنیا کی
فوت شدہ چیزوں پر نادم نہو اور نہ اُسکا افسوس کرے۔ اور یحییٰ بن

معاذ سے سوال کیا گیا کہ بندہ رضا کے مقام تک کب پہونچتا ہے کہا جبکہ اُسنے اپنے
نفس کو چار اصول پر ان چیزوں میں قائم کر لیا ہو جنمیں اُسکی معاملت کیجائے وہ کہے
کہ اگر تو عطا کرے تو میں اُسکو قبول کرتا ہوں اور اگر تو روکے تو راضی ہوں اور اگر
تو مجھے چھوڑ دے میں تیری بندگی کروں اور جو تو مجھے بلائے تو میں اُسکی اجابت
کروں۔ اور شبلی رحمہ اللہ نے کہا جنید کے سامنے لاحول ولا قوۃ الا باللہ تو جنید
نے کہا یہ تو تنگی سینہ سے ہے شبلی نے کہا کہ آپ نے صحیح کہا۔ کہا تنگی سینہ رضا
بالقضا کے ترک سے ہے اور اسی واسطے جنید رحمہ اللہ نے اُس سے کہا تا کہ
اُسے اصل رضا پر آگاہی ہو اور یہ اسواسطے کہ رضا قلب کے انشراح اور کشادگی
سے حاصل ہوتی ہے اور قلب کا انشراح نور یقین سے ہوتا ہے اللہ تعالی نے
فرمایا ہے افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ یعنی بھلا وہ شخص کہ کھولا
اللہ تعالی نے سینہ اُسکا واسطے اسلام کے پس وہ اوپر نور کے رب اپنے کے
ہے۔ پھر جب کہ باطن میں نور متمکن اور جا گرفتہ ہو گیا تو سینہ کشادہ ہوا اور
چشم دل کی کھل گئی اور حسن تدبیر سے اللہ تعالی کو معائنہ کیا تو خشم اور تنگ دلی
کو دور کرتا ہے اسواسطے کہ سینہ کی کشادگی حلاوت دوستی کو شفمن ہے اور
فعل محبوب محبت صادق کے نزدیک موقع رضا پر ہے کیونکہ محبت کی رائے
ہے کہ فعل محبوب کا مراد اور اختیار اُسکا ہے سو وہ اختیار محبوب کی
رویت کی لذت میں اپنے نفس کے اختیار سے فانی ہو جاتا ہے جیسا کہ
کہا گیا ہے مصرع

هر چه کند فعل محبوب محبوب ہے

اکسٹھواں باب احوال اور شرح احوال کے بیان میں ہے

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی علیہ السلام سے روایت کی ہے فرمایا تین
چیزیں ہیں جسمیں وہ چیزیں ہوں تو اسنے ایمان کی حلاوت پائی ایک وہ شخص کہ
اللہ اور رسول اللہ کا اسکو محبوب تر انکے ماسوا سے ہو اور دوسرا وہ شخص جسنے
ایک بندہ کو دوست رکھا اور یہ دوستداری نہیں ہے مگر اللہ کے واسطے اور
تیسرا وہ شخص جو مکروہ اس بات کو جانے کہ کفر کی طرف عود کرے بعد اسکے
کہ اسکو اللہ نے خلاص اس سے کر دیا جیسے کہ وہ مکروہ اس بات کو جانتا ہے
کہ وہ آتش دوزخ میں ڈالا جائے۔ عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہا جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے اللھم اجعل حبک احب الی
من نفسی وسمعی وبصری واھلی ومالی ومن الماء البارد یعنی بار خدایا تو کر محبت
اپنی دوست زیادہ طرف میرے میرے نفس و میرے کان اور میری آنکھوں
اور میرے اہل اور میرے مال سے اور پانی ٹھنڈے سے پس گویا حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حب خالص کی طلب کی اور حب خالص یہ ہے کہ وہ اللہ تعالے
کو تکلیف میں دوست رکھے اور یہ اس لیے کہ بندہ کبھی ایک حال میں قائم شروط
حال کے ساتھ بحکم علم ہوتا ہے اور طبیعت اسکو متقاضی ضد علم کے ساتھ ہے
مثلاً وہ راضی ہے اور طبیعت اسکو مکروہ جانے اور علم کے ساتھ نظر انتہا کی
ہو اور طبیعت کے ساتھ نظر ابتدا کی طرف ہو پس اللہ تعالے اور اسکے
رسول کو بحکم ایمان کے دوست رکھتا ہے اور دنیا اور بیٹی کو بحکم طبیعت کے

دوست رکھتا ہے اور محبت کے لیے وجوہ ہیں اور انسان میں محبت کے اسباب
انواع اقسام کے ہیں سو اُنہیں سے ایک محبت روح کی ہے اور محبت قلب کی اور
محبت نفس کی اور محبت عقل کی ہے تو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسمیں اہل
اور مال اور اولاد کا ذکر ہے اُسکے معنی محبت الٰہی سے اور محبتوں کی بیخ کنی ضروری
ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی محبت غالب ہو اور اللہ تعالیٰ کو اپنے دل اور روح اور قلبیت سے
دوست رکھے یہاں تک کہ حب الٰہی طبیعت میں بھی غالب ہو اور سرشت میں محبوب تر
آب سرد سے ہو اور یہ حب صافی خواص کے لیے ہوتی ہے جسکے سبب اور جسکے نور سے طبیعت
اور سرشت کی آگ پوشیدہ ہو جاتی ہے اور یہ حب ذات مشاہدہ سے ہوتی ہے جو روح کی
عزلت اور خلوص سے مقامات قرب کی طرف ہوتی ہے۔ واسطی نے اس آیت میں
یحبہم و یحبونہ کہا ہے کہ جیسے وہ بذاتہ اُنکو دوست رکھتا ہے اسی طرح وہ ذات کو
اُسکی دوست رکھتے ہیں سو یہاں ضمیر راجع ذات کی طرف ہے نہ کہ نعوت اور صفات
کی جانب ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ محب کی شرط یہ ہے کہ اُسے محبت کے سکرات
لاحق ہوں پس اگر ایسا نہو تو اُسکی محبت آئین حقیقۃً نہیں ہے سو اب محبت دو قسم ٹھہری
ایک محبت عام اور ایک محبت خاص تو محبت عام کی تفسیر امتثال امر سے ہوتی ہے اور
بسا اوقات حب معدن علم سے اور نعمت سے ہوتی ہے اور اس محبت کا مخرج
صفات سے ہے اور مشائخ کی ایک جماعت نے حب کو مقامات میں بیان کیا ہے
تو نظر اس حب عام کی طرف ہوگی جسمیں بندہ کے کسب کو دخل ہے اور حب خاص
حب ذات مشاہدہ روح سے ہے اور یہ وہ حب ہے جسمیں سکرات ہوتی ہے اور وہ اللہ
کریم کی طرف ایک احسان اپنے بندہ کے لیے ہے اور اللہ کا کلام ہے کہ [illegible]

یہ حب احوال سے ہے اسواسطے کہ وہ محض موہبت ہے جسمیں کسب کو دخل نہیں ہے اور
وہ قول نبی علیہ السلام سے سمجھی گئی ہے کہ فرمایا محبوب تر مجھے ٹھنڈے پانی سے ہے کیونکہ
وہ ایک کلام ہے وجدان روح سے جو حب ذات سے لذت پاتی ہے۔ اور یہ حب روح
ہے اور جو حب کہ مطالعہ صفات سے ظاہر ہوتی ہے اور ایمان کے مطالعہ سے نکلتی ہے
قالب اس روح کی ہے اور ہر گاہ انکی یہ محبت صحیح ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انکی خبر
اپنے قول سے دی اذلة على المؤمنين یعنی وہ لوگ مومنوں کے واسطے عاجز ہیں
اسواسطے کہ محب اپنے اور اپنے محبوب کے محبوب کے واسطے عاجزی کرتا ہے
اور یہ پڑھتا ہے شعر

لعین تفدی الف عین وتتقی	ویکرم الف للحبیب المکرم

ترجمہ

فدا ایک کے ہوں ہزار اور بچائیں	ہزار ایک پیارے کے خاطر مکرم

اور یہی حب خاص اصل احوال سنیہ اور اسکے موجب ہے اور وہ احوال کے بیان
ایسی ہے کہ توبہ مقامات میں ہے سو جسکی توبہ صحیح کامل ہوئی وہ تمام مقامات کے ساتھ
زہد و رضا و توکل سے متحقق ہوا جنکا بیان ہم پہلے لکھ چکے ہیں بعد جو شخص کہ اسکی
محبت صحیح ہوئی وہ تمام احوال فنا اور بقا اور صحو و محو وغیرہ ذالک کے ساتھ متحقق
ہوا اور توبہ اس حب کیلیے بدن کے مثال ہے اسواسطے کہ وہ اس حب عام پر
مشتمل ہے جو اس حب کیلیے بدن کے مانند ہے اور جیسے محبوبوں کی راہ والی وہ
طریق محبت سے طریق خاص ہے اسکا تکملہ تمہیں ہو جاتا ہے اور اسکے لیے حب
خاص کی روحیت حب عام کے قالب کے ساتھ ایک جا جمع ہو جاتی ہے جیسے توبہ نصوح

مستقل ہی اور اسوقت اطوار مقامات مین تقلب و گردش نہین کرتا اسواسطے کہ اطوار
مقامات مین بدلتے رہنا اور نہین سے ایک حالت سے دوسری حالت مین ترقی کرنا

طریقہ محبین کا ہی اور جسنے طریق مجاہدہ اس آیت سے اختیار کیا والذین جاہدوا
فینا لنہدینہم سبلنا یعنی اور جن لوگون نے کوشش کی ہمارے رستہ مین البتہ ہم انکو
اپنا رستہ دکھاوینگے اور اس قول اللہ تعالی سے ویہدی الیہ من ینیب یعنی اور ہدایت
کرتا ہی طرف اُسکے جو رجوع ہووے - تو اُسنے ثابت کر دیا ہی کہ انابت اور
بازگشت کا کسب حق محبین مین ہدایت کا سبب ہی اور محبوب کے حال مین حضرت
اجتبار اور برگزیدگی کی فرمائی جو کسب کا معلوم نہین ہی اور پھر اللہ تعالی نے فرمایا
اللہ یجتبی الیہ من یشاء یعنی اللہ تعالی قبول کرتا ہی طرف اپنے جسکو چاہتا ہی سو
جسنے محبوبین کے رستہ کو قبول کیا اطوار مقامات کے بساط کو طی کیا اور اُسکا صفائی
اور خلوص اطوار مقامات کے اپنے پورے وسعت کے ساتھ مندرج ہوتا ہی اور مقامات
اُسکو مقید کرتا ہی نہ محبوس کرتا ہی اور وہ اُن کو مقید اور محبوس کرتا ہی اسواسطے
سے کہ وہ اُنسے ترقی کرتا ہی اور اُنکی صفائی اور خلوص کر باہر نکال لیتا ہی اسواسطے
کہ جب حب خالص کے انوار نسیم چمکنے لگے صفات و نعوت نفس کے ملبوسات
کو اتار ڈالا اور مقامات جتنے ہین سب نعوت اور صفات نفسانیہ کے صاف
کرنے والے ہین پس زہد اُسکی صفائی رغبت سے کرتی ہی اور توکل اُسکی صفائی
کم اعتمادی سے کرتی ہی جو نفس کے جہل سے پیدا ہوتی ہی اور رضا اُسکی صفائی
ترک منازعت کے جھڑکنے سے کرتی ہی اور یہ منازعت اسواسطے ہی کہ نفس میں
جمود اور افسردگی باقی رہے جب تک کہ محبت خاص کے آفتاب اُسپر چمکین

ظلمت اور افسردگی اُسکی باقی رہے پس جسکو حب خالص کے ساتھ تحقق ہوا اُسکا نفس ملائم اور نرم ہوجاتا ہی اور اُسکی افسردگی جاتی رہتی ہی سو کیا زہد اُس سے رغبت کو ادا کریگا درحالیکہ رغبت حب نے اُسکی رغبت کو جلا دیا اور توکل اُس سے کیا صفا کی کریگی درحالیکہ دیدار وکیل اُسکی چشم دل میں کھپا ہوا ہی اور رضا اُسمیں عروق منازعت کو کیا سکون دیگی درحالیکہ منازعت اُسکی طرف سے ہو جسکی کلیت مسلم نہیں ہرو دباری نے کہا ہی کہ جبتک تو اپنی کلیت سے خارج نہوگا محبت کی حد میں داخل نہوگا اور ابو یزید نے کہا ہی کہ جس شخص کو اُسکی محبت نے قتل کیا ہو تو اُسکا خونبہا یہ ہی کہ وہ اُسکو دیکھے اور جس شخص کو اُسکے حبیب نے قتل کیا ہو تو اُسکا خونبہا یہ ہی کہ اُسکو اپنا ندیم بنائے اُسکی خبر مجھے دی ابو زرعہ ابن خلف نے ابی عبدالرحمن سے اُسنے کہا کہ میں نے احمد بن علی بن جعفر سے سُنا ہی کہ وہ کہتا ہی میں نے حسین بن علویہ سے سُنا کہ وہ کہتا تھا کہ ابو یزید نے اُسکو کہا ہی تو اب اطوار مقامات میں اُلٹنا پلٹنا عام محبوں کیلیے ہی اور بساط اطوار کا طی کرنا خاص محبوں کیلیے ہی اور وہ محبوب ہیں جنکے ارادوں اور ہمتوں سے مقامات بچھڑ گئے ہیں اور اکثر مقامات طبقات انسانی کے مدارج پر ہوتے ہیں اور وہ مواطن اُنس کسی کے ہیں جو اپنے بقایا کے وطنوں میں اُٹھکر آتے ہیں اور ابراہیم خواص کو بعض بزرگوں نے کہا کہ تصوف نے آپ کو کہاں تک پہونچا دیا ہی تو کہا توکل تک پھر کہا تو اپنے باطن کی آبادی میں سعی کرتا ہی تجھے فنا توکل میں معاینہ وکیل سے کہاں ہی سو نفس جب اپنی صفت کے ساتھ جنبش کرتا ہی کہ دائرہ زہد سے باہر پھاند جاوے تو زاہد اُسے دائرہ کی طرف اپنے زہد سے پھیر لاتا ہی اور متوکل جب کہ اُسکا نفس جنبش کرے وہ اپنے توکل سے پھیر لاتا ہی اور صاحب

رضا یعنی رضا کے ذریعے اسکو پھیرا ہی اور نفس سے یہ حرکات فنا پائے وجودیہ مین جو
سیاست علمی کے محتاج ہین اور انہین وہ قربت سوا ہے قرب کا لینا ہی اور وہ حق عبودیت
کا علم کے اندازہ ادا کرتا اور اسکے موافق اہتمام در کسب کرتا ہی اور جیسے طریق خاص کو
اختیار کیا بقا پائے رائی پانے کا طریق انوار فضل حق مین چھپنے کے ساتھ پہچان لیا
اور جیسے نور قرب کے طلوع میں نسیم رحمت کے ساتھ رہیت تن مین جو ہمیشہ قائم رہنے
والی ہی اور گردش اور تغیر و تبدل سے محفوظ ہی اسکو نہ کوئی طلب تھمدار اور نہ رنج
کوئی ہی اور نہ کوئی اسے وحشت مین ڈالتی ہی۔ پس زہد اور توکل و رضا اسمین موجود
اور وہ واجب نہین ہی اسی معنی کے اعتبار سے کہ خواہ وہ کسی طرح مستقلب ہو وہ
زاہد ہی اگر چہ راغب ہو اسواسطے کہ وہ حق کے ساتھ ہی نہ اپنے نفس کے ساتھ
اور اگر التفات اسکے اسباب کی طرف دیکھا جائے وہ متوکل ہی اور اگر اس سے
کراہت پائی جائے تو وہ راضی ہی اسواسطے کہ کراہت اسکی اسکے نفس کے لیے نہ
اور نفس اسکا حق کے لیے ہی اور حق کے ساتھ اسکی کراہت ہی اسکا نفس اسکو آزاد
پھیر دیا گیا کہ وہ روح اور صفات نفس کے ساتھ اور پاک اور بخشیدہ و فرستادہ لطف
اسکے ساتھ کیا ہی اور [illegible] اسکی عین دوا اور امراض و علل اسکے عین شفا
ہوگئے اور طلب الٰہی اسکے لیے قائم مقام ہر طالب کے زہد و توکل و رضا سے ہوئی
یا ہو گیا مسلوب من اللہ اسکا بجائے ہر طلب کے جو زہد ہی اور توکل اور رضا ہی
رابعہ نے کہا کہ جو اللہ کا محب اور دوست ہی اسکی گریہ و زاری نہین ٹھہرتی تا آنکہ وہ
اپنے محبوب کے ساتھ سکون نہ پاوے۔ اور ابو عبد اللہ قرشی نے کہا ہی کہ حقیقت
محبت کی یہ ہی کہ تو اپنے محبوب کو سب کچھ اپنا بخشے اور تجھ سے تیرے واسطے کوئی

شی باقی نہیں رہے اور ابو الحسین وراق نے کہا ہے سرور اللہ کے ساتھ شدت محبت کے
سبب سے اسکے لیے ہے اور محبت دل میں آگ ہے جو ہر ناپاک شی کو جلا دیتی ہے اور
یحییٰ بن معاذ نے کہا ہے مجنون کا صبر زاہدوں کے صبر سے سخت تر ہے تعجب ہے اسکی
کی بات ہے انسان اپنے حبیب سے کیونکر صبر کرے اور بعضوں نے کہا کہ جسنے اللہ کی
محبت کا دعوی کیا بدون اسکے کہ وہ محرمات اور شبہات سے پرہیز کرے
تو وہ بڑا جھوٹا ہے اور جسنے بہشت کی محبت کا دعوی کیا بدون اسکے کہ اپنے مال کو
خرچ نہ کر ڈالا ہو تو بڑا جھوٹا ہے اور جسنے حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوی
بلا حب فقر کیا ہے وہ بڑا جھوٹا ہے اور رابعہ یہ ابیات پڑھا کرتی تھیں نظم

تعصی الاله وانت تظہر حبہ	ہذا لعمری فی الفعال بدیع
لو کان حبک صادقا لاطعتہ	ان المحب لمن یحب مطیع

ترجمہ

معصیت اللہ کی اور تو اسکے حب کا دم بھرے	یہ قسم اپنی عجب افعال میں ہے نا درست
گر محبت ہوتی سچی تیری اسکو مانتا	دوست تابعدار ہے محبوب کا دن اور رات

اور ہر ایک کا محبت احوال کے بیچ سے مثال مقامات کے ہے جو حال کا دعوی
کرے اسکی محبت معتبر ہے اور جو دعوی محبت کا کرے اسکی توبہ معتبر ہے اسواسطے کہ توبہ
رجوع حب کی طالب ہے اور رجوع جو ہے اسکا قیام اس قالب کے ساتھ ہے اور احوال
اعراض ہیں جنکا قوام جوہر ہی سے ہے اور ذوالنون نے کہا ہے کہ اللہ کے دوست
لے گئے شرف دنیا و آخرت کو اسواسطے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
المرء مع من احب یعنی آدمی اس شی کے ساتھ ہے جسکو وہ چاہتا ہے تو وہ اللہ تعالی کے

ساتھ ہین - اور ابو یعقوب سوسی نے کہا ہی کہ محبت صحیح نہین ہی تا آنکہ تو دید محبت سے
دید محبوب کو فنا سے علم محبت سے نکلے اسطرح کہ اسکا محبوب غائب ہو اور یہ شخص محبت
کے ساتھ ہو سو جب کہ محب اس نسبت کی طرف خارج ہو تو وہ محب بغیر محبت ہو جنید
سے سوال ہوا کہ محبت کیا ہی فرمایا صفات محبوب کا بدل کے طور پر صفات محب سے
آجانا - بعضون نے کہا ہی کہ یہ اس بنیاد پر ہی قول اللہ تعالی کے فاذا احببتہ
کنت لہ سمعا وبصرا یعنی جسوقت مین اسے محبوب رکھتا ہون تو مین اسکا سمع
بن جاتا ہون اور اسکی بصر بنجاتا ہون - اور یہ اسواسطے ہی کہ ہر آئنہ جب محبت صافی
اور کامل ہو گئی تو وہ ہمیشہ اپنے وصف کو اپنے محبوب کی طرف جذب کرتی ہی اور
جب وہ اپنی نہایت حد کو پہونچ گئی تو وہ توقف کرتی ہی اور رابطہ قیدار ہو کر
ہو جاتا ہی اور وصف محبت کا کمال محب سے ازالہ موانع کر دیتا ہی اور صفات محبوب
وصف محبت کے کمال سے ان عوائق کو جو صدق حب مین خارج ہین محب مخلص پر
مہربانی اور اسکے قائم رہنے پر نظر شفقت بعد ازان کہ اسکی سعی انتہا کو پہونچ گئی کر کے
کھینچ لیتی ہی پس محب محبوب سے کسب صفات کے فائدے لیکر پلٹتا ہی اور اسوقت یہ کہتا ہی

مین محبوب ہون اور محبوب مین		دو روح اک بدن مین ہم اترے یہان
وہ دیکھے مجھے تو مین دیکھون اسے		جو مین اسکو دیکھون تو وہ مجکو وہان

اور یہ جو ہم نے بیان کیا حقیقت ہی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلقوا باخلاق
اللہ اسواسطے کہ وہ اپنی نزاہت نفس اور کمال تزکیہ سے محبت کے لیے قابل اور مستعد
ہوتا ہی اور محبت ایک عطیہ ہی جو تزکیہ کے ساتھ معلل نہین ہی مگر سنت الٰہی اسپر جاری ہی
کہ وہ اپنے احباب کے نفوس کو اپنی حسن توفیق اور تائید سے پاک و صاف کرتی ہی

اور جب نفس کی نزاہت اور طہارت بخشی گئی بعد ازان روح اُسکی نے جاذبۂ محبت
کے ساتھ کھینچا تو اُسکو صفات و خلاق کے خلعتون سے مخلع اور محلی کیا جاتا ہی اور
اُسکے نزدیک ایک مرتبہ وصول مین ہوتا ہی سو کبھی اُسکے باطن سے شوق اُن اشیا
کی طرف اُٹھتا ہی جو اُسکے علاوہ ہین اسواسطے کہ عطایاے الٰہی غیر متناہی ہین اور
کبھی اُنھین عملیات سے پہلے اور مطمئن ہوجاتا ہی تو یہ وصول اُسکا ایسا ہوتا ہی جو اُسکے
آتش شوق کو ساکن کرتا ہی اور اسی شوق کا باعث ہی کہ صفات وہبی محققہ محب کے
نزدیک رتبہ وصول پر استقرار پاتے ہین اور اگر شوق باعث نہوتا اُلٹے قدمون واپس
آتا اور نفس کے صفات ظاہر ہوتے جو کہ انسان اور اُسکے قلب کے درمیان حائل
ہین اور جسنے کہ وصول سے اُن چیزون کے سوا گمان کیا جو ہم نے بیان کین یا اسقدر کے
علاوہ اُسکے خیال مین آیا تو وہ مذہب نصاریٰ کا لاہوت و ناسوت مین معترض ہی اور
مشائخ کے اشارات استغراق اور فنا مین سب کے سب مقام محبت کی تحقیق کی طرف
راجع ہین جو انوار یقین کی استیلا اور خلاصہ ذکر قلب اور تحقیق حق یقین نزول الٰہی بقایا
اور لوث وجودی ارتقاے صفات نفس سے ہین اور جب محبت ٹھیک اور صحیح ہوگئی
تو اُسپر احوال اور توابع اُسکے مترتب ہونگے شبلی سے پوچھا کہ محبت کیا ہی تو جواب
دیا کہ ایک شراب ہی جسمین سوزش ہی اگر حواس مین ٹھہر گئی اور نفوس قرار پکڑ گئے
تو اُسکو نیست اور لاشی کر دیتی ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ محبت کا ایک ظاہر
اور ایک باطن ہی ظاہر اُسکا رضاے محبوب کی پیروی ہی اور اُسکا باطن یہ ہی
کہ سب چیزون سے محبوب کا دلدادہ ہو اور اُسمین کسی چیز کا بقیہ غیر محبوب یا
نفس سے نہ رہے

بعض احوال سنیہ سے محبت مین شوق ہے

اور کوئی محب نہین جو ہمیشہ مشتاق نہو اسواسطے کہ امر حق کی نہایت نہین ہے سو کوئی حال نہین ہے جسکو محب پہونچا مگر یہ کہ وہ جانتا ہے کہ اُسکے ماورا اور حال زیادہ اوفی و اتم ہے

شعر عربی لحسنک لا الذا ابد | ینتہی الیہم و لا لذا ابد

ترجمہ

غزل میر احسن تیرا دونون مین ایک نا کیے | انتہا اسکی نہین تو انتہا اسکی نہین

بعد ازان یہ شوق جو اُسے پیدا ہوا اسکا حاصل کیا نہین ہے اور اسکے سوا ... کہ وہ ایک عطیہ ہے کہ اُسکے ساتھ اللہ تعالی نے محبون کو مخصوص کیا ہے۔ احمد ابن ابی الحواری نے بیان کیا کہ مین ابی سلیمان دارانی کے پاس گیا اور اُسے مین نے دیکھا کہ وہ رو رہا ہے مین نے کہا کیون تو روتا ہے اللہ تیرے اوپر رحم کرے تو کہا وہ ... احمد جب یہ رات اندھیرا چھاتی ہے تو اہل محبت کے قدم بچھ جاتے ہین اور اُنکے آنسو رخسارون پر ڈھلکتے ہین اور خداے جلیل جل جلالہ اُنکے نزدیک ہوتا ہے یہ کہتا ہوا کہ مجھے اپنی آنکھون کی قسم ہے جنسے میری باتون سے لذت پائی اور میری مناجات سے رحمت حاصل کی اور مین اُنکے خلوتون مین واقف ہون اُنکے نالہ و زاری سنتا ہون اور اُنکی گریہ کو دیکھتا ہون اے جبرئیل اُن لوگون مین منادی کر دے یہ کیا رونا ہے جو مین تمھارے اندر دیکھتا ہون آیا کسی مخبر نے تمہین خبر دی کہ ایک محبوب اپنے دوستون کو آگ مین جلا دے کیونکر مجھے بھلا معلوم ہو کہ مین ایسی قوم کو عذاب مین ڈالون کہ رات اندھیری چھا گئے تو وہ میری خوشامد کرتے ہین

سو مین اپنی قسم کھاتا ہون کہ جب وہ قیامت کے دن میرے پاس آئینگے تو انکے
لیے روشنی اپنی صورت سے کردونگا اور انکے لیے اپنا باغ قدس مباح کرونگا - اور یہ
ایک قوم کا حال محبین سے ہے جو شوق کے مقام مین پڑاو ڈالے ہوے ہین اور
شوق محبت سے ہے جیسے کہ زہد توبہ سے ہے جب توبہ نے قرار پکڑا تو زہد کا ظہور ہوا
اور جب محبت قائم ہوگی تو شوق پیدا ہوا - واسطی نے اس قول الٰہی مین لکھا ہے
وعجلت الیک رب لترضی یعنی اور مین جلدی آیا تیری طرف اے رب کہ تو راضی
ہو - کہا اپنے شوق اور پیچھے آنے والون کے استحقار سے کہا وہ لوگ میرے پیچھے
ہین اسکے شوق سے جو اللہ تعالیٰ سے بات چیت کرتے ہین اور توریت کی لوحون کو
پھینک دیا اسوجہ سے کہ جو وقت اسکا تھا وہ ہو چکا تھا - اور ابو عثمان نے کہا ہے کہ
شوق ثمرہ محبت کا ہے سو جو کوئی اللہ تعالیٰ کو چاہتا ہے وہ مشتاق اسکی لقا کا ہوتا ہے
اور اسی کا یہ بیان قول اللہ تعالیٰ مین ہے فان اجل اللہ لات مشتاقون کے توبہ
کے لیے - اسکے معنی یہ ہین کہ مین جانتا ہون کہ ہر آئینہ تمہارا شوق میری طرف
غالب ہے اور مین نے تمہاری ملاقات کے لیے ایک مدت خاص مقرر کی ہے اور
عنقریب تمہارا وصول اسکے لیے ہوگا جسکے مشتاق تم ہو - ذوالنون نے کہا ہے
کہ شوق درجات مین سب سے اعلیٰ اور مقامات مین سب سے بالا ہے اور جب انسان
اسکو پہونچتا ہے تو موت کو تاخیر مین شمار کرتا ہے اسواسطے کہ اسے شوق اپنے
رب کا ہے اور امید اسکی ہے کہ اسے دیکھے اور ملاقات کرے - اور میرے نزدیک
یون ہے کہ شوق جو مجھون مین ان مراتب کا ہے جسکی امید وہ دنیا مین رکھتے ہین
اس شوق کے علاوہ ہے جسکے ساتھ وہ مرنے کے بعد توقع رکھتے ہین اور

اللہ تعالی اپنے اہل مودت کو مکاشفہ اُن عملیات کا کر دیتا ہے جنکو وہ علم سے
پاتے ہین اور اُنکو جب ذوق سے طلب کرتے ہین تو اُسی طرح اُنکا شوق ہوتا ہے کہ
علم ذوق ہوجائے اور مقام شوق کی ضرورت سے نہین ہے کہ موت کی تاخیر سمجھتے ہین اور اکثر
صحیح لوگ محبین سے لذت حیات کے ساتھ اللہ تعالی کے واسطے حاصل کرتے ہین جیسا
کہ حق تعالی نے اپنے رسول علیہ الصلوۃ والسلام سے فرمایا قل ان صلاتی ونسکی ومحیای
ومماتی للہ رب العلمین یعنی کہہ اے رسول کہ میری نماز اور میرے مناسک اور میری
زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے جو پروردگار عالمین ہے سو جسکی زندگی اللہ
کے واسطے ہو اُسے حق تعالی لذت مناجات اور محبت کی بخشتا ہے پس اُسکی آنکھ تعد
سے سیر ہوجاتی ہے بعد ازان دنیاوی عملیات سے وہ کشف کرادیتا ہے جو مقام
شوق مین متحقق ہوتے ہین اُس شوق کے علاوہ جو بعد الموت ہوتا ہے۔ اور
بعض حضرات صوفیہ نے مقام شوق کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ شوق تو غائب
کے لیے ہوتا ہے اور حبیب حبیب سے کب غائب ہوتا ہے تاکہ وہ مشتاق ہو اور احمد
انطاکی سے سوال کیا گیا کہ شوق کیا ہے تو اُسنے جواب دیا کہ مشتاق غائب ہی کے
لیے ہوتا ہے اور مین غائب اُس سے نہین ہون جب سے مین نے اُسے پایا ہے۔ اور شوق
کا انکار علی الاطلاق سو مین اسکی وجہ نہین دیکھتا اسواسطے کہ عطیات و بخشائش
الٰہی کے مراتب جو نشانات قرب سے ہین جسوقت غیر متناہی ہون تو کیونکر سبب سے
شوق کا انکار ہوسکتا ہے اسواسطے کہ جو مرتبہ اُسنے قرب کا پایا اُسکی نسبت غیر غائب
اور غیر مشتاق ہے مگر وہ مشتاق اُن مراتب کا ہے جنکو نشانات قرب سے نہین پایا تو
کیونکر شوق کا مانع ممنوع ہوا اور حقیقت حال ایسی ہے۔ اور دوسری وجہ یہ کہ انسان

کے لیے ایسے امور سے چارہ نہین ہی۔ جنکو علم حال اُنکی بشریت اور طبیعت اور
اُسکے قائم نہ رہنے کی جگہ اُس حد علم پر جسکو مقتضی علم حال ہو عیبر لاتے اور اُن امور کی
موجودگی آتش شوق کو مشتعل کرتی ہی اور ہم شوق سے مقصود نہین رکھتے مگر ایک مطالبہ
جو باطن سے ادنی اور اعلی کی جانب نشانات قرب سے اُٹھتا ہی اور یہ مطالبہ اور یہ
مانگ سب مجبون مین ہی۔ بس اب شوق موجود ہی اُسکے انکار کی کوئی وجہ نہین ہی۔ اور
ہر آئینہ ایک قوم نے کہا ہی کہ شوق مشاہدہ اور ملاقات کا سخت تر شوق بعد اور مفارقت
سے ہی تو جدائی کی حالت مین مشتاق ملاقات ہوگا اور ملاقات اور مشاہدہ کی حالت
مین وہ مشتاق فضل اور احسانات کا محبوب سے ہوگا اور یہی میری رائے اور یہی میرا
مختار ہی۔ اور فارس نے کہا ہی کہ مشتاقون کے دل نور الله سے منور ہین پھر جبکہ وہ
دل اشتیاق کے سبب حرکت مین آتے ہین تو وہ نور مشرق اور مغرب کے سطح درمیان
کو روشن کر دیتا ہی تب الله تعالی اُنکو فرشتون پر ظاہر اور پیش کرتا ہی اور فرماتا ہی
یہ لوگ ہین جو میری طرف اُنکو اشتیاق رہتا ہی مین تمھین گواہ کرتا ہون کہ میرا اُنسے
مجھے اُنکا شوق ہی۔ اور ابو یزید نے کہا ہی کہ اگر الله اہل جنت کو اپنی رویت سے
محجوب کرے تو وہ جنت سے استغاثہ ایسا ہی کرینگے جسطرح اہل دوزخ دوزخ سے
کرینگے۔ ابن عطا سے پوچھا کہ شوق کیا ہی کہا شوق جگر کا جلانا اور دلون کا شعلہ زن
کرنا اور قرب کے بعد کلیجون کا کاٹنا ہی بعضے حضرات صوفیہ سے لوگون نے پوچھا
کہ آیا شوق اعلی اور بالاتر ہی یا کہ محبت۔ جواب دیا کہ محبت اسواسطے کہ شوق
اُس سے پیدا ہوتا ہی اور کوئی صاحب شوق نہین الا وہی جسپر محبت نے غلبہ کیا ہو
پس محبت اصل ہی اور شوق فرع ہی۔ اور نصیر آبادی نے کہا ہی تمام خلق کے لیے مقام

شوق کا ہی نہ مقام اشتیاق کا اور جو کوئی اشتیاق کے حال مین داخل ہوا تو وہ اُسمین حیران رہا حتی کہ اُسکا نہ کوئی نشان دیکھ پڑتا ہی اور نہ قرار پایا جاتا ہی اور اُسی سے اُنس ہی - اور جنید سے سوال ہوا تھا کہ اُنس کیا چیز ہی اُسکا جواب آپنے دیا کہ باوجود ہیبت کے حشمت کا اُٹھنا اور دور ہونا ہی - اور ذوالنون سے پوچھا کہ اُنس کیا ہی تو کہا وہ محب کا انبساط اور گھل کھیلنا محبوب کے ساتھ ہی - بعضون نے کہا اُسکے معنی قول حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا ہی ارنی کیف تحیی الموتی یعنی دکھا مجھے کسطرح تو مردہ کو زندہ کرتا ہی اور قول موسیٰ ارنی انظر الیک یعنی دکھا مجھے اپنے تئین کہ تیری طرف دیکھون اور رویم کے ابیات پڑھے شعر

شغلت قلبی بما لدیک فلا — ینفک طول الحیوۃ عن فکر
آنستنی منک بالوداد فقد — اوحشتنی من جمیع ذا البشر
ذکرک لی مونس یعارضنی — یوعدنی عنک منک بالظفر
وحیثما کنت یا مدی ہممی — فانت منی بموضع النظر

ترجمہ از مترجم فارسی

دلم را شغل کردی بدانچہ ای دوست تو داری — واو ہرگز نگردد زان بفکرت خود زہشیاری
انیس خود مرا کردی ز راہ دوستی وانگہ — رہائی از ہمہ عالم زہی راہی بہ دشواری
شدہ مونس مرا ذکرت ہمہ عرصہ دہد از من — کند وعدہ بہ پیروزی ہم از تو دہد یاری
منزہ از مکانی تو ولیکن چون ہمی بینم — بجائے دیدہ از من تو باشی در نکوکاری

اور روایت ہی کہ مطرف بن شخیر کو عمرو بن عبد العزیز نے لکھا کہ سزاوار ہی تیرا اُنس اللہ کے ساتھ اور انقطاع تیرا اُسکے ساتھ ہو اسواسطے کہ اللہ کے بعضے بندے ایسے

کہ اُنھون نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُنس حاصل کیا ہی اور وہ اپنی تنہائی اور عزلت مین بہت زیادہ مانوس لوگون سے تھے جنکو کثرت مین اُنکے اُنس تھا اور اُن چیزون سے بہت متوحش تھے جن سے اور لوگ بہت مانوس ہین اور اُن باتون سے نہایت درجہ وہ مانوس تھے جن سے اور لوگ متوحش تھے - واسطی نے کہا محل اُنس کو نہین پہونچتا وہ شخص جو تمام موجودات سے متوحش نہوگیا ہو - اور ابو الحسین وراق نے کہا ہی اللہ کے ساتھ اُنس نہین ہوتا الا جب کہ اُسکے ساتھ تعظیم ہو اسواسطے کہ ہر ایک جسکے ساتھ تو مانوس ہوگا اُسکی تعظیم تیرے قلب سے ساقط ہو جائیگی بجز اللہ تعالیٰ جل شانہ کی تعظیم اسواسطے کہ تو اُس سے اُنس زیادہ نہین کرے گا مگر یہ کہ تجھے زیادہ ہیبت اور تعظیم ہوگی - رابعہ نے کہا ہر مطیع مستانس ہی اور پڑھا قطعہ

وابحت جسمی من اراد جلوسی	ولقد جعلتک فی الفؤاد محدثی
وحبیب قلبی فی الفؤاد انیسی	فالجسم منی للجلیس موانس

ترجمہ از مترجم فارسی

واہل مجالس خود را ہمین نقلے بپیش آرم	سخن گوینده اندر دل ہمیشہ من ترا دادم
ولیکن دوست دل خود را انیس جان ہی پندارم	ولیکن جسم من باشد کہ وے را ہمنشین گردد

اور مالک بن دینار نے کہا ہی کہ جو شخص اللہ کے ساتھ مخلوق کی بات چیت سے مانوس نہین ہوا تو اُسکا علم تھوڑا اور قلب اُسکا اندھا ہی اور عمر اپنی ضائع کی - بعضے صوفیہ سے پوچھا گیا کہ گھر مین تیرے پاس کون ہی کہا اللہ تعالیٰ میرے پاس ہی اور جو اللہ کے مانوس ہوا وہ متوحش نہین ہوا - اور خراز نے کہا ہی کہ اُنس یہ ہی کہ ارواح اپنے محبوب کے ساتھ قرب کے مجالس مین گفتگو کرین - اور بعضے عارفون نے محبان واصلین

اور مقام ایجاب ہو قربات کے ہین۔ اور اسقدر اُنس سے ایک نعمت اللہ تعالی کی طرف سے
ہی مگر یہ وہ حال اُنس نہین ہی جو مجنون کے لیے ہوتا ہی اور اُنس ایک حال شریف ہی جو
بصدق دید صفائی اور طہارت باطن سے اور کمال تقوی و قطع اسباب و علائق اور
سلب خطرات اور ہوا جس سے ہوتا ہی اور اُسکی حقیقت میرے نزدیک وجود کی
صفائی اور رفت اور سیاہی عظمت کی بھاری روشنی سے ہی اور روح کا پھیلنا فتوح
کے میدانون مین ہی اور اُسکے لیے نفس استقلال ہی جو قلب پر مشتمل ہی پس اُنس حال کو
استقلال کے ساتھ ہیبت سے جمع کرتا ہی وہ ہیبت مین روح کا جمع ہونا اور پھیلنا
محل نفس مین ہی اور یہ جیسا ہم نے بیان اور وصف کیا اُنس ذات سے ہی اور ہیبت
ذات لقا کے مقام پر اسوقت ہوتی ہی کہ گذرگاہ فنا سے عبور کر جائے اور وہ دونون
اُنس اور ہیبت کے سوا ہین جو وجود فنا سے جاتے رہتے ہین اسواسطے کہ ہیبت اور
اُنس جو قبل از فنا ہین وہ صفات جلال و جمال کے مطالعہ سے ظاہر ہوتے ہین
اور یہ مقام تلوین کا ہی اور جو ہم نے ذکر کیا ہی کہ بعد فنا کے ہی وہ مقام تمکین و بقا
مین مطالعہ ذات سے ہی اور اُنس سے نفس مطمئنہ کا خضوع اور ہیبت اُسکا خشوع ہی
اور خضوع و خشوع دونون قریب ہین اور ایک فرق لطیف کے ساتھ جو پایا جائے روح
مدرک ہوتا ہی دونون جدا جدا ہوتے ہین۔ اور بعض احوال سے قرب ہی اللہ تعالے
نے اپنے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے فرمایا ہی واسجد واقترب یعنی اور تو سجدہ
کر اور تو نزدیک ہو اور بتحقیق حدیث مین آیا ہی کہ سب سے زیادہ قریب بندہ اپنے
رب سے سجدہ مین ہوتا ہی اسواسطے کہ سجدہ کرنے والا جبکہ اُسے سجدہ کا مزہ
چکھایا جائے قربت حاصل کرتا ہی کیونکہ وہ سجدہ کرتا ہی اور اپنے سجدہ سے

بساط کون ومکان کو طی اور نور دیدہ کرتا ہی خواہ وہ پیدا ہو گیا ہو یا آیندہ پیدا ہووے
اور رداے عظمت کے کنارہ پر سجدہ کرتا ہی اور وہ قریب ہوتا ہی۔ بعض صوفیہ نے
کہا ہی کہ ہر آئینہ مین حضوری پاتا ہون سو مین کہتا ہون یا اللہ خواہ یا رب پھر اُسے
مین اپنے اوپر گران تر پہاڑون سے پاتا ہون سوال کیا گیا کہ یہ کس سبب سے جواب
دیا کہ سبب یہ ہی کہ ندا اور پکار پردہ کے پیچھے سے ہوتی ہی اور کیا تم نے کسی ہمنشین کو
دیکھا ہی کہ وہ اپنے ہمنشین کو پکارے اور یہ بجز اشارات اور ملاحظات اور سرگوشی اور
ملاطفات کے نہین اور یہ مرتبہ جسکا قائل نے وصف کیا ہی مقام غریب ہی جسمین قرب
متحقق ہی مگر یہ کہ وہ مشعر محویت اور مشیر سکر ہی جو اُس شخص کے لیے ہوتا ہی جسکا نفس
غائب اُسکی روح کے نور مین ہو جاتا ہی اسواسطے کہ سکر اُسکا غالب اور محویت اُسکی
قوی ہی پھر جب کہ ہوش مین آیا تو روح نفس سے اور نفس روح سے خلاص
پاتا ہی اور بندہ سے ہر ایک اپنے محل ومقام کی طرف عود کرتا ہی پھر نفس مستامنہ کی
زبان سے جو اپنے مقام حاجت اور محل عبودیت کی طرف راجع ہی یا اللہ و یا رب
کہتا ہی اور روح اپنے فتوح وکشود اور کمال حال کے ساتھ قوال سے مستقل
ہوتی ہی اور یہ کامل اور قریب تر اول سے ہی اسواسطے کہ حق قرب اُس نے
استقلال روح بالفتوح سے ادا کیا اور رسم عبودیت کو قائم کیا اس طرح کہ علم نفس
محل احتیاج کو پھر آیا اور ہمیشہ قرب کا حصہ نصیب روح کو اس سبب سے بڑھتا ہی
کہ رسم عبودیت نفس کی طرف سے قائم ہوتی ہی۔ اور جنید نے کہا کہ ہر آئینہ اللہ تعالی
اپنے بندون کے قلوب سے نزدیک اُسی قدر ہوتا ہی جسقدر کہ بندون کے قلوب
کو اپنے قریب دیکھتا ہی پس دیکھو کسقدر قریب تیرے قلب سے ہوتا ہی

اور ابو یعقوب سوسی نے کہا ہے کہ جب تک بندہ قرب کے ساتھ ہوگا وہ قریب نہ ہوگا
یہاں تک کہ وہ قرب کے دیکھنے سے غائب ہو جائے جب کہ وہ وجد قرب سے
قرب کے سبب جاتا رہے تو وہ قرب ہے اور ایک نے صوفیہ میں سے یہ ابیات کہیں

قد تحققتک فی السر فناجاک لسانی	فاجتمعنا لمعان وافترقنا لمعان
ان یکن غیبک التعظیم عن لحظ عیانی	فلقد صیرک الوجد من الاحشاء دانی

ترجمہ

من ترا در سر خود کردم درست آنکہ زبان
با تو ہم راز آمدہ است زان شد مرا در دل نشان
گہ پریشان گاہ جمع وہر دو را معنی است بس
گر جلال و عظمت پوشیدہ دارد از عیان
وجد کردند ترا در من نزدیک جانم قریب
زان تفرق زین سرا ہم این معانی را بدان

ذوالنون نے کہا ہے کہ اللہ تعالی سے کوئی زیادہ قرب میں نہیں بڑھا مگر یہ کہ
ہیبت اُسکی زیادہ ہوئی۔ اور سہل نے کہا کہ مقامات قرب سے ادنی مقام حیا ہے
اور نصیر آبادی نے کہا ہے کہ اتباع سنت سے تو معرفت کو پہونچیگا اور ادا
فرائض سے تو قرب حاصل کریگا اور نوافل کے دوام سے محبت کو اور بعضے
احوال سے حیا ہے اور حیا وصف عام پر ہے اور وصف خاص پر اُنمیں سے وصف
عام سو وہ یہ ہے کہ جسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں حکم دیا ہے
استحیوا من اللہ حق الحیاء یعنی اللہ تعالی سے شرماؤ جیسا شرم کرنے کا ہے حاضرین نے

کہا ہم شرماتے ہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا یہ نہیں ہے مگر جو شخص اللہ سے حیا کرے
تو چاہیئے کہ سر کو نگاہ رکھے اور جو کچھ فراہم کرے اور شکم کو نگاہ رکھے اور جو کچھ جمع کرے
اور موت اور بوسیدگی کو یاد کرے اور جو آخرت کا ارادہ کرے تو دنیا کی زینت کو
چھوڑ دے سو جس کسی نے یہ عمل کیا تو اُسنے اللہ سے حیا کی جو اُسکا حق ہے اور یہ
حیا مقامات میں سے ہے اور حیائے خاص احوال سے ہے اور یہ وہ ہے جو عثمان
رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہا میں اندھیرے گھر میں غسل کرتا ہوں اور اللہ کے
حیا کے سبب لپٹا جاتا ہوں - ابو العباس مودب نے کہا کہ مجھ سے سری رح نے
کہا کہ میں جو تجھسے کہتا ہوں اُسے یاد رکھ کہ حیا اور اُنس قلب کے آس پاس
گھومتے ہیں سو اگر اسمیں زہد اور ورع دیکھتے ہیں تو اُترتے ہیں نہیں تو چل دیتے ہیں
اور حیا روح کا سر جھکانا ہے بزرگی جلال کی بزرگداشت کے لیے اور اُنس روح کا
لذت حاصل کرنا کمال جمال کے ساتھ ہے پھر جب وہ دونوں جمع ہوگئے تو وہ نہایت
آرزو ہے اور انتہا کی عطا ہے اور شیخ الاسلام نے یہ اشعار پڑھے

اشتاقہ فاذا بدی اطرقت من اجلالہ	لا خیفۃ بل ہیبۃ وصیانۃ لجمالہ
الموت فی ادبارہ والعیش فی اقبالہ	واصد عنہ اذا بدا واروم طیف خیالہ

ترجمہ

مشتاق میں تھا وہ کھلا عظمت سے اُسکی جھکا	ڈر کچھ نہ تھا ہیبت مگر اور حفظ میں اُسکا جمال
جانے میں اُسکے موت ہے آنے میں اُسکے زندگی	منہ پھیروں جب وہ کھلے و تب کروں اُسکا خیال

بعضے علما نے کہا ہے کہ جسنے حیا میں کلام کیا اور اللہ سے وہ حیا نہیں کہ اُن باتوں میں
جھلکے اور گفتگو کرتا ہے تو وہ مستدرج ہے اور قریب عذاب کے ہے ۔ اور

ذو النون نے کہا ہے کہ حیا قلب میں ہیبت کا موجود ہونا ہے اُس شے کی عظمت کے
ساتھ جو پہلے تیری طرف سے تیرے پروردگار کی طرف سبقت کر گئی ہے - اور ابن عطا
نے کہا ہے علم اکبر ہیبت اور حیا ہے سو جب اُس سے ہیبت اور حیا جاتی رہی تو
اُسمیں خیر نہیں - اور ابو سلیمان کا قول ہے کہ بندوں نے چار درجوں پر عمل کیا ہے خوف
پر اور رجا پر اور تعظیم پر اور حیا پر اور درجہ میں شریف تر سب سے وہ ہے جس نے
حیا پر عمل کیا اس بنا پر کہ اُسکو یقین ہے کہ حضرت اللہ تعالیٰ ہر حال میں اُسکو
دیکھتا ہے شرماتے ہوئے زیادہ اس سے کہ گنہگار لوگ اپنے گناہوں سے
شرماتے ہوں - اور بعضے صوفیہ نے کہا ہے کہ شرمانے والوں کے دلوں پر غالب
ہمیشہ اجلال اور تعظیم ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اُنکی طرف دیکھتا ہے

اور بعضے احوال سے اتصال ہے

نوری نے کہا کہ اتصال مکاشفات قلوب اور مشاہدات اسرار ہے اور بعضے صوفیہ
نے کہا ہے کہ اتصال وصول سر مقام ذہول تک ہے اور بعضوں نے کہا اتصال یہ ہے
کہ بندہ کو بجز خالق اُسکے کوئی حاضر نہو اور اُسکے سر کو صانع کے سوا دوسری
خاطر متصل نہو - اور سہل بن عبد اللہ نے کہا کہ بلا کے سبب حرکت دی گئی سو وہ
متحرک ہوا اور اگر سکون کیا تو وہ متصل ہو گئی - اور یحییٰ بن معاذ رازی نے کہا
عمل کرنے والے چار ہیں تائب زاہد مشتاق واصل پس تائب اپنی توبہ سے محجوب
ہے اور زاہد اپنے زہد سے اور مشتاق اپنے حال سے محجوب ہے اور جو واصل ہے اُسکو
حق سے کوئی حاجب نہیں ہے اور ابو سعید قرشی نے کہا ہے واصل وہ ہے

جیسے اللہ کیلئے پھر اُسے قطع کا ہمیشہ خوف نہیں اور منفصل وہ ہی جو اپنی جہد سے متصل
ہوا اور جب کبھی سست جہد میں ہوا منقطع ہوگیا اور یہ جسکا ذکر کیا حال مرید اور مراد کا ہی
اسواسطے کہ ایک اُن دونوں میں سے کشفوں سے ہدایت کیا گیا اور دوسرا اجتہاد
کی طرف پھیرا گیا - اور ابو یزید نے فرمایا ہی کہ واصلین تین قسم کے ہیں قصد اُنکا اللہ
ہو اور شغل اُنکا اُسی واسطہ ہو اور رجوع اُنکی الی اللہ ہو - اور سیاری کا قول ہی کہ وصول
مقام جلیل ہی اور یہ اسواسطے کہ اللہ تعالی نے جب ایک بندہ کو دوست رکھا کہ
اپنے ساتھ وصل کرے تو پھیر وہ مختصر کردی اور بعید اُسکے قریب ہوگیا - واسطی
کا قول ہی کہ واصل وہ واصل اپنے حبیب کے پاس ہی - اور رویم نے کہا اہل وصول کو
اللہ تعالی نے اپنے قلوب اُنکے علاوہ سے محفوظ رکھا ہی اور منع خلق سے بالکلیہ
اور نوری نے کہا کوئی نہیں پہنچا جو کوئی پہنچا مگر طریق سے دور کوئی اُسکو نہیں پہنچا
کہ اُس سے رجوع ہوا ہو - اور جاننا چاہیے کہ اتصال اور مواصلت کی طرف مشائخ
نے اشارہ کیا ہی اور جو کوئی یقین صافی کو ذوق اور وجد کے طریق سے
پہونچا تو وہ وصول کے ایک رتبہ میں ہی پھر اُن میں بھی تفاوت کرتے ہیں سو بعضے ان میں
سے جو شخص اللہ کو بطریق افعال پاتا ہی اور وہ رتبہ تجلی میں ہی تو اُسکا اور غیر کا
فعل فانی ہو جاتا ہی اسواسطے کہ وہ فعل اللہ کے ساتھ قائم ہی اور اس حالت
میں تدبیر اور اختیار سے خارج ہو جاتا ہی اور یہ ایک مرتبہ وصول میں ہی اور بعضے
اُن میں سے وہ ہیں جو مقام ہیبت اور انس میں توقف کرتے ہیں اُن باتوں کے
سبب کہ جسکے ساتھ کشف قلب آشنا ہوتا ہی یعنی جلال اور جمال سے اور یہ تجلی
بطریق صفات ہی اور وہ ایک رتبہ وصول میں ہی اور اُن میں سے بعضے وہ ہیں جو مقام

فنا کو ترقی کرتے ہین اس حالت سے کہ انوار یقین و مشاہدہ اسکے باطن کو مشتمل ہین
اور وہ اپنے وجود مین اسکے شہود مین غائب ہی اور یہ ایک قسم کی تجلی ذات ہی اُن
لوگون کے لیے جو خاص مقربین سے ہین اور یہ مقام ایک مرتبہ وصول مین ہی اور اسکے
اور حق الیقین ہی اور دنیا مین اس سے خواص کے لیے ایک چشم زدن ہی اور وہ
نور مشاہدہ کا سریان کلیہ بندہ مین ہی یہان تک کہ اس سے روح قلب اور نفس
حتی کہ قالب اسکا بہرہ مند ہوتا ہی اور یہ اعلی مرتبہ وصول کا ہی اور جب کہ حقائق
متحقق ہوئین تو بندہ ان احوال شریفہ کے ساتھ جانتا ہی کہ وہ پہلی منزل مین ہی اور پیدا
ہوا ہی پھر وصول کہان افسوس کہ طریق وصول کی منزلین عمر آخرت ابدی مین بھی
قطع نہین ہوسکتین پھر کس طرح دنیا کی چھوٹی عمر مین قطع ہوجاوین

اور ان احوال سے قبض اور بسط ہین

اور وہ دونون احوال شریف ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہی واللہ یقبض ویبسط اور
ان دونون احوال مین مشائخ نے کلام کیا ہی اور اشارت کے ساتھ بتلایا ہی جو علامات
قبض و بسط کے ہین اور انکی حقیقتون سے بین کشف نہین پایا - اسواسطے کہ انہون
نے اشارہ پر اکتفا کی ہی اور اشارہ اہل کو نافع کرتا ہی اور مین چاہتا ہون کہ انمین
پورا کلام کرون شاید کہ طالب انکی طرف مشتاق ہو اور تفصیل قول کی اسمین
پاہتا ہو اور اللہ بہتر دانا ہی - اور جاننا چاہیے کہ قبض اور بسط کے لیے ایک
موسم خاص اور وقت لازمی ہی کہ نہ اسکے پہلے وہ ہوتے ہین اور نہ اسکے بعد
ہوتے ہین اور ان دونون کا وقت اور موسم محبت خاص کے اوائل حال ہین

ہوتا ہو اور نہ اُسکی نہایت ہین اور نہ حال محبت خاص سے پہلے ہوتا ہی سو جو کوئی
محبت عامہ کے مقام مین ہو جو بحکم ایمان ثابت ہی اُسکے لیے قبض ہی نہ بسط
صرف خوف اور رجا ہوتا ہی اور کبھی حال قبض اور حال بسط کے مشابہ پاتا ہی
اور اُسکو قبض و بسط خیال کرتا ہی حالانکہ یہ وہ نہین ہو اور یہ اسلیے سو نہین
کہ وہ ایک ہم و رنج ہی جو اُسکو عارض ہو جاتا ہی سو اُسکو قبض تصور کرتا ہی اور
ایک جنبش نفسانی اور نشاط طبعی ہی جسکو وہ بسط گمان کرتا ہی اور ہم و نشاط
دونون محل نفس سے صادر ہوتے ہین اور اُسکے جوہر سے اسواسطے کہ صفات نفس کے
باقی ہین اور جبتک صفت امارہ کی جو اُسمین ہی نفس مین باقی ہی اُس سے
اہتزاز اور نشاط پیدا ہوتا ہی اور ہم سوزش اُس نفس کی اور نشاط ایک بلندی
موج نفس کی ہی جب کہ دریاے طبیعت متلاطم ہو اور جبکہ محبت عامہ کے حال سے
محبت خاص کے اوائل کو ترقی کرے تو وہ صاحب حال اور صاحب قلب اور صاحب
نفس لوامہ ہو جاے گا اور اُسوقت نوبت بنوبت اُسمین قبض و بسط آنے لگے گا
اسواسطے کہ وہ رتبۂ ایمان سے رتبۂ ایقان و حال محبت خاص کو ترقی کر لیا سو کبھی حق
اُسکو قبض کرتا ہی اور کبھی بسط کرتا ہی۔ واسطی نے کہا ہی کہ وہ قبض کرتا اُس چیز
سے تجھے جو تیرے واسطے ہی اور بسط تجھے اُس چیز مین دیتا ہی جو اُسکے لیے ہی
اور نوری نے کہا قبض تجکو میرے ساتھ کرتا ہی اور بسط تیرا اپنے واسطے کرتا ہی
اور جاننا چاہیے کہ وجود قبض صفت نفس کے ظہور اور غلبہ سے ہی اور ظہور بسط ظہور
صفت اور غلبۂ قلب سے ہی اور نفس جب تک لوامہ ہی تب تک وہ کبھی مغلوب
ہی اور کبھی غالب ہی اور قبض و بسط اُسکے اعتبار سے اُس سے ہوتا ہی

اور صاحب قلب حجاب نورانی کے نیچے ہی اسواسطے کہ قلب اُسکا موجود ہی جسطرح
صاحب نفس حجاب ظلمانی کے نیچے اپنے نفس کے وجود سے ہی پھر جب کہ وہ قلب
سے ترقی کرے اور اسکے حجاب سے نکلے تو اُسکو حال نہ مقید کرتا ہی اور نہ اُسمین
تصرف کرتا ہی سو وہ اب قبض وبسط کے تصرف سے باہر ہو جاتا ہی سو نہ قبض
مین ہوتا ہی اور نہ بسط مین جب تک کہ وہ وجود نورانی سے کہ وہ قلب ہی آزاد
اور قریب کے ساتھ متحقق بلا حجاب نفس و قلب ہی پھر جبکہ فنا و بقا سے وجود کی
طرف پلٹے تو وہ وجود نورانی کی طرف جو قلب ہی پلٹے گا سو اُسوقت قبض و بسط بھی
عود کرے گا اور جبتک فنا اور بقا کے ساتھ رہا ہو تو نہ قبض ہی اور نہ بسط ہی فارس
نے کہا اول قبض ہی بعد اسکے نہ قبض ہی اور نہ بسط ہی اسواسطے کہ قبض و بسط
وجود مین واقع ہوتا ہی مگر فنا اور بقا کے ساتھ سو نہین ہی پھر قبض کبھی عقوبت
افراط بسط کے لیے ہوتی ہی اور نہ اسواسطے کہ وارد منجانب اللہ قلب پر وارد
ہوتا ہی تو قلب راحت اور فرحت اور بشارت سے مملو ہو جاتا ہی سو اس حالت
مین نفس استراق سمع کرتا یعنی چوری سے کان لگا کر سنتا ہی اور اپنا حصہ لیتا ہی
اور جب وارد غیبی کا اثر نفس کو پہونچتا ہی تو وہ بالطبع طغیان اور بسط مین
افراط کرتا ہی یہان تک کہ بسط نشاط کے ہم شکل ہو جاتا ہی اور اگر نفس کی
تادیب اور تعدیل کیجائے اور کبھی طغیان سے اور کبھی عصیان سے نفس جاری
ہو تو صاحب قلب کو قبض نہو اور بعلیشہ روح اور انس اُسکو حاصل رہے اور
اعتدال جو قبض کا سدباب کرتا ہی اس قول الٰہی سے اخذ کیا گیا ہی لکیلا تاسوا
علیٰ ما فاتکم ولا تفرحوا بما اتاکم یعنی تاکہ نا امید نہو تم اوپر اُس چیز کے کہ جو ہاتھ نہ آئے

اور تاکہ خوش نہو تم بسا تہ اُس چیز کے کہ تمکو اُسنے دی سو وارد فرح کا جبتک کہ روح اور قلب پر موقوف ہی وہ کثافت اور تیرگی نہین قبول کرتا اور نہ صاحب رفرح قبض کا مستوجب ہی علی الخصوص جب کہ فرح مین لطافت اُس وارد سے آجائے جو دیداد اور ہیبت الی اللہ ہی اور جب اللہ تعالی کو ملجا وما وا کرنے کی التجا نہ کی تو نفس تاک لگاتا ہی اور اپنا حصہ فرح سے پاتا ہی اور وہ فرح اُس چیز کے باعث ہی جس سے بغیر ممانعت اور نہی آئی ہی تو بعض اوقات قبض اُسکے سبب ہوتا ہی اور یہ گناہ لطیف ہی جو موجب قبض ہی اور نفس مین اُسکے حرکات اور صفات سے بہت کو دیما ند ہین جو باعث قبض ہین زان بعد خوف و رجا کو نہ صاحب قبض و بسط اور نہ صاحب اُنس و ہیبت ہیبت و نابود کرتا ہی اسواسطے کہ وہ دونون ضرورت ایمان سے ہین اس لیے وہ معدوم نہین ہوتے اور قبض و بسط صاحب ایمان کے سامنے معدوم ہوجاتے ہین اس سبب سے کہ خطر قلب سے ناقص ہی اور صاحب فنا و بقا اور قرب کے سامنے معدوم اسواسطے ہوتے ہین کہ وہ قلب سے خلاص ہین اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ باطن پر قبض اور بسط وارد ہوتا ہی اور سبب اُسکا معلوم نہین ہوتا اور قبض و بسط کا سبب مخفی نہین رہتا مگر ایسے شخص پر جو کم بہرہ اُس علم سے ہو کہ علم حال اور علم مقام سے محکم ہو اور جسنے علم حال و مقام کو مضبوط و مستحکم کر لیا ہی اُسپر قبض و بسط کا سبب پوشیدہ نہین اور بسا اوقات قبض و بسط کا سبب اُسپر مشتبہ ہوجاتا ہی یعنی کہ ہم قبض سے اور نشاط بسط سے مشتبہ ہو اور اُسکا علم خصوص اُسی کے ہی جسکا قلب مستقیم ہو اور جسنے قبض و بسط کو معدوم کر دیا اور اُسی سے ہی کے

ترقی کر گیا تو اُسکا نفس مطمئنہ ہی کہ اُسکے جوہر سے وہ آگ نہین نکلتی جو موجب
قبض ہی اور نہ اُسکا دریاے طبیعت باد ہوی سے متلاطم ہوتا ہی تاآنکہ بسط اُس سے ظاہر ہو
اور بسا اوقات ایسے شخص کے لیے قبض وبسط فی نفسہ ہوتا ہی نہ من نفسہ سو اُسکا نفس
مطمئنہ قلب کی طبیعت رکھتا ہی سو قبض وبسط اُسکے نفس مطمئنہ مین جاری رہتا ہی
اور حالانکہ اُسکے قلب کو نہ قبض ہی اور نہ بسط ہی اسواسطے کہ قلب کا حال یہ ہی کہ نور
روح کی شعاعون سے متحصن ہی اور قرب کی آرامگاہ مین قرار گرفتہ ہی سو اُسکو قبض ہی نہ بسط ہی

اور بعض احوال سے فنا اور بقا ہی

ہر ایک نے علماے صوفیہ نے کہا ہی کہ فنا یہ ہی کہ اُس سے حظوظ فنا ہو جاتین پس کسی چیز مین
اُسکو حظ نہو بلکہ تمام اشیاے وہ فنا ہو جاتا ہی اُس چیز کے شغل کے سبب جسمین
وہ فنا ہو گیا ہی - اور عامر بن عبد اللہ نے کہا ہی کہ مین نہین پروا کرتا ہون عورت
کو مین نے دیکھا یا کہ دیوار کو دیکھا اور اُس چیز مین محفوظ ہی جسپر وہ اللہ کے واسطے
قائم ہی اور تمام مخالفتون سے رخ پھیرے ہوے ہی اور بقا اُسکے پیچھے ہی
اور وہ یہ ہی کہ وہ اُس چیز سے فنا ہو جائے جو اُسکے واسطے ہی اور اُس چیز کے
لیے باقی رہے جو اللہ تعالی کے واسطے ہی - اور بعضون نے کہا ہی کہ باقی وہ ہی
کہ کل اشیا اُسکے لیے شی واحد ہو جاے سو اُسکے تمام حرکات موافقت حق کے
بغیر مخالفت اُسکے ہون اور وہ مخالفات سے فانی اور موافقات سے باقی
ہو - اور میرے نزدیک یہ جسکا ذکر اس قائل نے کیا ہی وہ توبہ نصوح کی صحت
کا مقام ہی اور فنا وبقا سے کسی بات مین نہین ہی اور اشارہ بقا سے

وہ ہی جو عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی کہ اُسکو کسی شخص نے طواف کی حالت
مین سلام کیا اور آپ نے جواب سلام نہ دیا تو بعض اصحاب سے اُسکی شکایت کی
تو آپ نے جواب دیا کہ ہم اُس مکان مین اللہ تعالی کو دیکھتے تھے - اور بعضون نے کہا ہی
کہ فنا اشیا سے غائب ہونا ہی جیسے کہ فنا موسی کی تھی جب کہ اُسکے پروردگار نے
پہاڑ پر تجلی فرمائی - اور خراز نے کہا ہی کہ فنا حق کے ساتھ معدوم اور مستلاشی ہونا ہی
اور بقا حضور مع الحق ہی - اور جنید نے کہا ہی کہ فنا عاجز ہونا کل کا تیرے اوصاف
سے اور سب کا اشتغال تجھ سے بالکلیہ ہی - اور ابراہیم ابن شیبان نے کہا ہی
کہ علم فنا اور بقا اخلاص وحدانیت اور صحت عبودیت پر دور اور گردش کرتا ہی
اور جو چیز اُسکے سوا ہی وہ مغالطون اور الحاد کے قبیل سے ہی - اور خراز سے
پوچھا گیا کہ فانی کی علامت کیا ہی جواب دیا کہ جو فنا کا دعوی کرے
اُسکی علامت یہ ہی کہ اُسکا حظ بجز اللہ تعالی کے دنیا اور آخرت سے جاتا
رہے - اور ابو سعید خراز نے کہا ہی کہ اہل فنا جو ہین اُنکی صحت فنا مین یہ ہی کہ
علم بقا اُنکے ساتھ ہو اور اہل بقا کی پہچان صحت یہ ہی کہ علم فنا اُنکے ساتھ ہو
اور جاننا چاہیے کہ مشائخ کے اقوال فنا اور بقا مین بہت ہین مگر اُنہین مین سے
بعض اشارات فنا و مخالفات اور بقا سے موافقات کے جانب ہین اور یہ
وہ ہی کہ جسکو توبۂ نصوح مقتضی ہی اور وہ ثابت وصف توبہ کے ساتھ ہی اور
اُنہین سے بعضے اس طرف اشارہ کرتے ہین کہ رغبت اور حرص اور امل زائل ہو
اور یہ وہ ہی جسکو زہد مقتضی ہی اور اُنہین سے اشارہ اس طرف کرتے ہین کہ اوصاف
مذمومہ فانی ہوجائین اور اوصاف محمودہ باقی رہین اور یہ وہ ہی جسکو

تزکیۂ نفس مقتضی ہے اور بعضے انمین سے ایسے ہین کہ وہ فنائے مطلق کی حقیقت
کی طرف اشارہ ہے اور پھر جسقدر اشارات ہین انمین سے ہر ایک مین بعضی فنا من وجہ
لیے گئے ہین فنائے مطلق وہ ہے کہ جو امر حق سبحانہ وتعالی سے بندہ پر مستولی ہو جائے
سو حق سبحانہ وتعالی کا ہونا بندہ کے ہونے پر غالب آجائے اور وہ فنائے ظاہر و
فنائے باطن پر منقسم ہے از انجملہ فنائے ظاہر یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالی تجلی بطریق
افعال کرے اور بندہ سے اسکے اختیار و ارادہ کو سلب کرلے اور اسوقت
اپنے نفس نہ آپ سے غیر کیلیے کوئی فعل نہ دیکھے مگر حق کے ساتھ پھر اسکو معاملہ
مین اللہ تعالی کے ساتھ اسکے موافق پکڑے حتی کہ مین نے سنا ہے کہ بعضے وہ
لوگ جو اس مقام مین فنائے قائم ہین بہت روز اسطرح گذر جاتے تھے کہ وہ
نہ کھانا کھاتے تھے اور نہ پانی پیتے تھے یہان تک کہ اسکے لیے فعل حق اسمین
تنہا رہ جائے اور اسکے لیے اللہ تعالی اس شخص کو پہونچاتا ہے جو اسکو کھلائے
اور پلائے جسطرح چاہے اور پسند کرے اور یہ مجھے اپنی جان کی قسم فنا ہے اسواسطے
کہ وہ اپنے نفس سے فنا ہو چکا ہے اور غیر سے بھی کہ اسکی نظر اللہ تعالی کے فعل
کی طرف ہے اسوجہ سے کہ غیر اللہ کا فعل فانی ہے۔ اور فنائے باطن یہ ہے کہ
کبھی مکاشفہ صفات کا اور کبھی مشاہدہ آثار عظمت ذات کا ہو سو اسکے
باطن پر امر حق مستولی ہو جائے یہان تک کہ اسکے لیے کوئی خطرہ نفسانی اور
وسوسۂ شیطانی باقی نہ رہے اور فنا کی ضرورت سے نہین ہے کہ اسکا احساس
جاتا رہے اور کبھی بعض اشخاص کیلیے غیبت احساس کا بھی اتفاق ہو جاتا ہے
اور یہ ضرورت فنائے علی الاطلاق نہین ہے۔ اور مین نے شیخ ابو محمد بن عبد اللہ

بصری سے سوال کیا اور کہا اُس سے آیا بقاے خیالات سر مین اور وجود وسواس کا
شرک خفی سے ہی - اور میرے نزدیک یہ بات تھی کہ یہ شرک خفی سے ہی سو اُسنے
کہا یہ مقام فنا مین ہوتا ہی اور اُسنے یہ بیان نہین کیا کہ وہ شرک خفی سے ہی یا نہین
یہ ایک حکایت مسلم بن یسار کی بیان کی کہ وہ نماز مین تھے اور اُس وقت
جامع مسجد کا ایک ستون گر پڑا اور اُسکے شدت صدمہ سے اہل بازار گھبرائے
اور مسجد مین داخل ہوے تو آپ کو نماز کے اندر دیکھا اور ستون اور اُس کے گر جانے
سے اُسکو حس نہین ہوئی سو یہ استغراق اور فناے باطن ہی بعد ازان اُسکا
ظرف وسیع ہو جاتا ہی یہان تک کہ شاید وہ فنا کے ساتھ متحقق ہو جاتا ہی اور
اُسکے معنی یہ ہین کہ روحا اور قلبا اور جو قول اور فعل سے اُسپر جاری ہو اُس سے
وہ غائب نہین ہوتا - اور اقسام فنا سے یہ ہی کہ وہ ہر ایک قول اور فعل مین
مرجع اُسکا اللہ کی طرف ہو اور حکم کا منتظر اپنے کلیات امور مین ہوتا ہی تاکہ
وہ سب اشیا مین باللہ نہ بنفسہ سو اختیار کا ترک کرنے والا فعل حق کا منتظر فانی
ہی اور حکم حق کا صاحب انتظار اپنے کلیات امور مین راجع الی اللہ اپنے باطن
سے حرکات مین فانی ہی اور جو شخص کہ اُسکے اختیار کا مالک اُسکو اللہ تعالی نے
کیا ہو اور اُسکو تصرف مین آزاد اور مطلق کر دیا ہو اختیار رکھے جسطرح چاہے
اور ارادہ کرے نہ وہ منتظر فعل کا ہو اور نہ وہ منتظر اذن حکم کا ہو وہ باقی ہی
اور باقی اُس مقام مین ہی کہ نہ حق حاجب اُسکا خلق سے ہی اور نہ خلق اُسے
حاجب حق سے ہی اور فانی حق کے ساتھ محجوب خلق سے ہی اور فناے ظاہر
ارباب قلوب اور احوال کے لیے ہی اور فناے باطن اُسکے لیے ہی جو احوال کی

قید اور بیڑی سے رہا اور باللہ ہو گیا نہ بالاحوال اور قلب سے خارج ہو گیا اور وہ
اپنے مقلب کے ساتھ ہو گیا نہ یہ کہ اپنے قلب کے ساتھ ہوا

باسٹھواں باب اُن کلمات کی شرح میں ہے جو اصطلاح صوفیہ سے بعض احوال کے مشیر ہیں

جابرؓ نے حضرت نبی علیہ السلام سے روایت کی فرمایا کہ معادن تقویٰ سے علم کا اچھے حاصل
کرنا ہے یہاں تک کہ تو جان لے علم اُن چیزوں کا جنکو تو نہیں جانتا اور جو جان چکا ہے
اُسمیں نقص قلت زیادت کی ہے - اور یہی بات ہے کہ آدمی نامعلوم چیزوں کے
جاننے میں زہد اور کم رغبتی یہ کرتا ہے کہ جو علم حاصل کیا اُس سے انتفاع کم
حاصل کرتا ہے - ہمارے مشائخ صوفیہ نے بنیاد تقوے کو مضبوط اور مستحکم
کیا اور علم کو اللہ تعالیٰ کے لیے سیکھا اور اپنے تقویٰ کے موقع کے لیے عمل اُن
چیزوں پر کیا جنکو اُنھوں نے علم جانا پس اللہ تعالیٰ نے وہ چیزیں اُنکو تعلیم کیں
غرائب علوم اور اشارات دقیق سے جو وہ نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے
کلام سے غرائب علوم اور عجائب اسرار استنباط کیے اور اُنکے قدم کو علم میں راسخ
کر دیا - ابو سعید خراز نے کہا ہے کہ کلام اللہ کا اول فہم یہ ہے کہ اُس کلام پاک پر عمل کرے
اسواسطے کہ علم اور فہم اور استنباط اُسیمیں ہے اور آغاز فہم کا یہ ہے کہ کان اُسپر رکھے اور
اُسکے اس قول پاک بلند کو مشاہدہ کرے ان فی ذلک لذکری لمن کان له قلب
او القی السمع و هو شهید یعنی البتہ اس مقدمہ میں نصیحت ہے واسطے اُس شخص کے
کہ دل رکھے یا کان رکھے متوجہ ہو کر - اور ابو بکر واسطی نے کہا ہے کہ علماء راسخ علم
میں وہ لوگ ہیں جو اپنی ارواح کے ساتھ غیب الغیب در سر السر میں ثابت قدم

اور مستوار ہوگئے ہین پھر انکو واقف کر دیا اُن علوم سے جن سے انھین واقف کر دیا
اور اُنسے ارادہ اُن مقتضائے آیات کا کیا جو انکے غیر سے نہین کیا اور وہ لوگ دریائے
علم ہین فہم کے ساتھ گھس گئے تاکہ ترقی حاصل کرین اسوقت فہم سے انھین وہ
ذخیرے خزائن کے جو ہر ایک حرف اور آیت کی تہ مین تھے اور عجائب نص مکشوف
ہوے تب اُنھون نے دُر و جواہر نکالے اور حکمت کے ساتھ اُنھون نے کلام کیا
اور اثنہ حدیث مین وارد ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بروایت
ابی ہریرہ کہ آپ نے فرمایا ہو کہ ہر آئنہ بعضے ایسے علم ہین جیسے درمکنون کہ اُسکو
کوئی بجز علماء باللہ کے دوسرا نہین جانتا پھر جب کہ اُسکے ساتھ کلام کیا تو
اُسکا انکار نہین کرتا مگر وہ شخص جو مغرور باللہ ہو۔ قرشی سے مسموع ہو کہ وہ کہتا تھا
کہ وہ علم اسرار اللہ تعالیٰ کے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا اور اولیا اور سادات کبرا کو
عنایت فرمائے ہین بدون اسکے کہ وہ کسی سے سُنین اور یا کسی سے پڑھین اور
یہ اُن اسرار مین سے ہین کہ جنید بجز خواص کے اور کوئی مطلع نہین ہوا۔ اور
ابو سعید خراز کا قول ہو کہ عارفین باللہ کے لیے بہت خزانے ہین جن مین امانت
بہت علوم غریبہ اور اخبار عجیبہ رکھے ہین کہ انھین لسان ابدیت سے کلام کرتے ہین
اور اُنسے بعبارت ازلیت خبر دیتے ہین اور وہ علم مجہول سے ہو سوا اُسکا یہ قول
کہ بزبان ابدیہ اور عبارت ازلیہ اشارہ اسکی طرف ہو کہ وہ لوگ اللہ کے ساتھ
نطق اور کلام کرتے ہین اور ہر آئنہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی زبان سے فرمایا ہو کی ینطق اور وہ علم لدنی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اُسکی نسبت خضر کے
حق مین فرمایا ہو آتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما۔ یعنی ہم نے

اسکو اپنے پاس سے رحمت دی اور ہم نے اسکو اپنے پاس سے علم سکھایا۔ سو بعض
انمین سے جسکو انکی زبانون نے کلمات سے مستعمل کیا۔ تاکہ ایک دوسرے کو سمجھادے
اور انکی طرف سے ایک اشارہ اُن احوال کی طرف ہی جنکو وہ پاتے ہین اور اپنے
معاملات دل مین جنکو وہ جانتے ہین انکا قول ہی۔ جمع وتفرقہ بعضون کا قول ہی کہ
جمع اور تفرقہ کی اصل اللہ تعالی کا یہ قول ہی شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو سو یہ جمع ہی
بعد ازان تفریق کی اور فرمایا والملائکۃ واولوا العلم اور قول اللہ تعالی کا آمنا باللہ
جمع ہی اور یہ تفریق اپنے اس قول سے وما انزل الینا اور جمع اصل ہی اور تفرقہ فرع ہی
پس جتنے جمع بلا تفرقہ ہین وہ زندقہ اور الحاد ہین اور جسقدر تفرقہ بلا جمع ہین وہ تعطیل ہی
اور جنید نے کہا ہی کہ قرب با لوجد جمع ہی اور غیبت اسکی بشریت مین تفرقہ ہی اور
بعضے کہتے ہین کہ جمع انکی معرفت ہین اور فرق اسکا احوال مین ہی اور جمع وہ اتصال ہی
کہ صاحب جمع اسکا نہین مشاہدہ کرتا مگر حق پھر جب کہ اسکے غیر کو دیکھا تو جمع نہین
اور تفرقہ شہود اسکا ہے مباینہ سے جاتا اور عبارات صوفیہ اسمین بہت ہین۔
اور مقصود یہ ہی کہ ان حضرات نے جمع کے ساتھ اشارہ تجرید توحید کی طرف کیا ہی
اور تفرقہ کے ساتھ اشارہ اکتساب کی طرف کیا ہی بنابران کوئی جمع نہین مگر تفرقہ
کے ساتھ اور کہتے ہین فلان عین جمع مین ہی کہ اس سے عنوان اسکا کرتے ہین
کہ استیلا مراقبہ حق کا اسکے باطن پر ہی پھر جب کہ اسنے اپنے اعمال سے کسی
چیز کی طرف رجوع کی تو تفرقہ کی طرف رجوع کی پس جمع کی صحت تفرقہ کے
ساتھ ہی اور تفرقہ کی صحت جمع کے ساتھ ہی سو یہ جو ہی اسکا حاصل اسکی
طرف راجع ہی کہ جمع اعلم باللہ سے اور تفرقہ علم بامر اللہ سے ہی اور ان دونون سے

چارہ نہیں ہے بعضوں نے کہا ہے کہ جمع عین فنا باللہ ہے اور تفرقہ عبودیت ہے کہ
اسکا بعض متصل ببعض ہے اور ہر آئینہ قوم نے غلطی کی اور انھوں نے دعوی کیا
کہ وہ عین جمع میں ہیں اور صرف توحید کی طرف اشارہ کیا اور اکتساب کو معطل
کر دیا اور وہ لوگ زندیق ہو گئے اور جمع بھی علم روح ہے اور تفرقہ علم قالب ہے اور
جب تک کہ یہ ترکیب باقی ہے تو جمع اور تفرقہ سے گریز نہیں ہے اور واسطی نے کہا ہے
کہ جب تو اپنے نفس کی طرف نظر کرے تفرقہ میں تو پڑ گیا اور جب اپنے رب کی
طرف دیکھے جمع میں تو ہے اور جب تو اپنے غیر سے قائم ہے تو فانی ہے بلا جمع اور بلا تفرقہ
کے۔ اور بعضوں نے کہا ہے جمع انکی بذاتہ ہے اور تفرقہ اسکا نفی صفاتہ ہے اور کبھی وہ
جمع اور تفرقہ سے یہ مراد لیتے ہیں کہ جب اسنے اپنے نفس کے لیے کسب ثابت
کیا اور اپنے اعمال کی طرف نظر کی تو وہ تفرقہ میں ہے اور جب کہ اشیا کو حق کے
ساتھ ثابت کیا تو جمع میں ہے اور تمامی اشارات اس بات کی خبر دیتے ہیں کہ
کون تفرقہ ڈالتا ہے اور کون جمع کرتا ہے سو جسنے کون کو یکتا کر لیا تو اسنے
جمع کی اور جسنے کون کی طرف نظر کی تو وہ تفرقہ میں پڑا تو تفرقہ عبودیت ہے اور
جمع توحید ہے پھر جب کہ اپنی طاعت کو ثابت کسب کیا تو صاحب تفرقہ ہو گیا
اور جو اثبات اسکا باللہ کیا تو ثابت جمع ہوا اور جب فنا کے ساتھ متحقق ہوا
تو وہ جمع الجمع ہے اور ممکن ہے یہ کہا جائے کہ افعال کا دیکھنا تفرقہ ہے اور صفات
کا دیکھنا جمع ہے اور ذات کا جمع الجمع ہے۔ بعض صوفیہ سے لوگوں نے حال موسی
علیہ السلام کا پوچھا جب کہ وقت کلام تھا تو کہا موسی موسی سے فنا ہو گیا
سو موسی کو موسی سے کچھ خبر نہ تھی پھر کلام اور کلام کرنے والا اور کلام

جس سے کیا وہ تھا ادر کیونکر موسی کو طاقت اسکی تھی کہ بار خطاب کو اٹھاتا اور جواب دیتا اگر وہ اسکی سماعت کرتا اور اسکے معنی یہ ہین کہ اللہ تعالی نے اسکو ایک قوت بخشی تھی اس قوت سے اسنے سنا اور جو یہ قوت نہوتی تو سماعت پر قادر نہوتا اور قائل نے مثال دیکر یہ ابیات پڑھے نظم

وبدا له من بعد ما اندمل الهوے	برق تعلق موہنا لمعا نہ
یبدو کحاشیۃ الردا ودونہ	صعب الذرے متمنع ارکا نہ
فبدا لینظر کیف لاح فلم یطق	نظرا الیہ وردہ اشجا نہ
فالنار ما اشتملت علیہ ضلوعہ	والماء ما سحت بہ اجفا نہ

ترجمہ از مترجم فارسی

برخاست چنانکہ آن ماہ روی بود	از چشم برو خود بمن آن سہ چنان بود
یا گوئیا نمودہ است کہ آن دلربای من	گر ان دست بر بلند شود صبح ہمی بود
پیدا شدہ است تا من ناظر شوم برو	لیکن من با عشق شدہ است دیبا ن ہیچ دود
وجہ آنکہ ہر دو پہلو بروے شود بہم	آب آنکہ نوک مژگان وہم برین جدود

اور بعض انکا قول تجلی اور استتار میں

جنید نے کہا کہ وہ تادیب اور تہذیب اور تذویب ہے سو تادیب موقع استتار کا ہے اور وہ عوام کے لیے ہے اور تہذیب خواص کے لیے ہے اور وہ تجلی ہے اور تذویب یعنی گداز اولیا کے لیے ہے اور جو مشاہدہ ہے اور استتار اور تجلی مین حاصل اشارت کا صفات نفس کے ظہور کی طرف راجع ہے اور اسی مین سے استتار ہے اور

وہ صفات نفس کی غیبت کی طرف اشارہ کمال قوت صفات قلب کے ساتھ
ہی اور اُسی مین سے تجلی ہی پھر تجلی کبھی بطریق افعال ہوتی ہی اور کبھی بطریق
صفات اور کبھی بطریق ذات ہوتی ہی اور حق تعالی نے رحمت کے سبب
موضع استتار کا خواص اور غیر خواص پر باقی رکھا ہی پس خواص کے لیے تو یہ سبب
ہے کہ وہ لوگ اُسکے ساتھ مصالح نفوس کی طرف رجوع کرتے ہین اور غیر خواص
کے لیے اسوجہ سے کہ اگر وہ موضع استتار نہوتے تو نفسے اور لوگ انتفاع
حاصل نہ کرتے اسواسطے کہ اُنکو جمع الجمع مین استغراق اور آثار پر فور لیلہ واحد قہار
کے لیے ہوتا ہی۔ بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ تجلی حق کی علامت اسرار کے لیے
یہ ہی کہ شہود اسطرح نہو کہ اُسپر تعبیر مسلط ہو اور اُسپر فہم عادی ہو جائے سو جسنے
تعبیر کیا یا کہ فہم کیا تو وہ صاحب استدلال ہی نہ کہ ناظر اجلال۔ اور بعضے صوفیہ نے
کہا ہی کہ تجلی پردہاے بشریت کا اُٹھنا ہی نہ یہ کہ ذات حق عز و جل کے ساتھ
متلون ہو اور استتار یہ ہی کہ بشریت تیرے اور شہود غیب کے درمیان حائل ہو

	اور بعضے اُنمین سے تجرید اور تفرید ہی	

ایک اشارہ اُنمین سے تجرید اور تفرید مین ہی اور وہ یہ ہی کہ بندہ اغراض سے
مجرد اور خالی ہو جائے ان باتون مین جنکو وہ کرتا ہی نہین کرتا اُسکو جیسے وہ کرتا ہی
کہ دنیا و آخرت کے اغراض پر اُسے نظر ہو بلکہ جو کچھ اُسے حق عظمت سے
مکشوف ہوا اُسکو بروے عبودیت اور انقیاد کے اپنی کوشش کے موافق
ادا کرتا ہی اور تفرید یہ ہی کہ اپنے نفس کو اُن کامون کے اندر نہ دیکھے

جو وہ کرتا ہی بلکہ وہ احسان الٰہی اپنے اوپر دیکھتا ہی پس تجرید اختیار کی نفی سے ہی اور تجرید اپنے نفس کی نفی سے اور استغراق نفس ہے جو نعمت الٰہی کے اندر مرتبہ ہوتا ہی اور کسب سے غیبت ہوتی ہی

اور بعضے انہین سے وجد اور تواجد اور وجود ہی

سو وجد وہ ہی جو باطن اللہ کی طرف سے وارد ہو کہ اُسے کسب کرے خوشی سے یا رنج سے اور اُسکو متغیر صورت مین کر دیتا ہی اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف تاک لگاتا ہی اور وہ ایک فرحت ہی کہ اُس سے مغلوب بصفات نفس ہو جاتا ہی اور اُس سے اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتا ہی - اور تواجد وجد کا ذکر و فکر کے ساتھ حاصل کرنا ہی - اور وجود وجد کے سورخ کا وسیع ہونا اس سبب سے ہی کہ وجد ان کی فضا مین نکل جاتا ہی تو وجد وجد ان کے ساتھ نہین ہی اور عیان کے ساتھ خبر نہین ہی تو وجد عرضیہ زوال کے ساتھ ہی اور وجود ثابت مثل ثبوت جبال ہی اور البتہ کہا گیا ہی نظم

قد کان یطربنی وجدی فاقعدنی	عن رویۃ الوجد من فی الوجد موجود
والوجد یطرب من فی الوجد راحتہ	والوجد عند حضور الحق مفقود

ترجمہ از مترجم فارسی

خوشا حالی کہ در وجد است لیکن ز وجد و جود	خلاص این نفس آنکو زہر دو جہان هیبود
دہد وجد طرب او را کہ وی را روح در وجد	فانا در حضور حق شود آن وجد تو مفقود

اور بعضے شرح اُن کلمات سے غلبہ ہی

غلبۂ وجد متلاحق ہی پس وجد بجلی کی مثال ظاہر ہوتا ہی اور غلبہ مثل اُسکے ہی کہ تجلی متواتر لاحق ہوا اور تواتر اُسکا تمیز نہ ہوسکے سو وجد جلد منقطع ہوجاتا ہی اور غلبہ اسرار کے لیے حصن حصین ہو کر باقی رہتا ہی

اور بعضے اُنہین سے مسامرہ ہی

اور وہ ارواح کا تفرد ہی جب کہ وہ سرگوشی چھپ کر کرتی ہی اور سر اسرار مین اُسکی نرم نرم باتین ہین اپنے لطیف ادراک سے جو قلب کے لیے ہی اسو جہ سے کہ روح اُسکے ساتھ متفرد ہی سو روح اُس سے بغیر قلب کے لذت یاب ہوتی ہی

اور بعضے اُن اشارات سے سکر اور صحو ہی

سکر سلطان حال کا استیلا ہی اور صحو ترتیب افعال اور تہذیب اقوال کی طرف رجوع کرنا ہی۔ محمد بن خفیف کا قول ہی کہ سکر جوش قلب کا ہی جب کہ ذکر محبوب کے معارضات ہون۔ اور واسطی نے کہا ہی کہ وجد کے مقامات چار ہین ذہول پھر حیرت پھر سکر پھر صحو جیسے کسی ایک شخص نے دریا کو سُنا پھر اُسکے قریب ہوا پھر اُسکے اندر گھسا پھر اُسکو لہرون نے اپنے اندر لے لیا سو بنا بر اُسکے جس شخص پر کہ سرایت حال کا اثر باقی ہی تو اُسپر اثر سکر کا ہی اور جو شخص کہ اُسکی پھر ایک منتہی قرارگاہ پر آگئی تو وہ صاحی ہی پس سکر اہل قلوب کے لیے ہی

اور صحو اُنکے لیے جنکو غیب کے حقائق مکشوف ہوتے ہیں

اور بعضے ایمان سے محو اور اثبات ہی

محو اوصاف نفوس کے دور ہونے سے ہو اور اثبات اس چیز کے باعث ہی جو انپر آثار حب سے پیا لہ دور میں لائے جاتے ہیں - یا محو رسوم اعمال کا محو ہونا اُس نظر فنا سے ہی جو اپنے نفس اور افعال نفس پیہر اور اثبات اعمال کا ثابت کرنا اُس نظر کے ساتھ ہی کہ حق نے انکے لیے وجود سے پیدا کیا تو وہ باقی ہی منقلب اور حق اسکو ثابت از سر نو کر دیتا ہی بعد ازاں کہ اُنکو اوصاف انکے سے محو کر دیا اور مٹا دیا ہی - ابن عطا نے کہا ہی کہ اُنکے اوصاف مٹاتا ہی اور اُنکے اسرار ثابت کرتا ہی

اور بعضے یقین سے علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین ہی

سو علم الیقین وہ ہی جو نظر اور استدلال کے طریق سے ہو اور عین الیقین وہ ہی جو بطریق کشف اور نوال کے ہو اور حق الیقین وہ ہی کہ ناظم وصال کے ورود سے منفصل آب و گل کی لوث سے بالتحقیق ہو گیا - فارس کا قول ہی کہ علم الیقین وہ ہی کہ جس میں اضطراب ہو اور عین الیقین وہ علم ہی جس میں اللہ تعالی نے اسرار کو ودیعت رکھا ہو اور علم جب صفت یقین سے علحدہ ہو تو وہ علم بالشبہہ ہوگا اور جب اسکے ساتھ یقین منضم ہو گیا تو وہ علم بلا شبہہ ہی اور حق الیقین حقیقت اُس چیز کی ہی جسکا اشارہ علم الیقین اور عین الیقین نے کیا ہی - اور جنید نے کہا حق الیقین وہ ہی کہ بندہ اُسکے ساتھ متحقق ہو اور وہ یہ ہی کہ مشاہدہ غیوب ایسی ہی کہ

کرے کہ جزئیات کا مشاہدہ مشاہدہ عیان کرتا ہی اور غیب پر حکم کرتا ہی اور اُسے
سچی خبر دیتا ہی جیسا کہ صدیق رضؓ نے خبر دی جبکہ جواب اُسنے دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی بات کا کہ تو نے اپنے عیال کے لیے کیا باقی رکھا تو کہا اللہ کو اور اُسکے
رسول کو۔ اور بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ علم الیقین حال تفرقہ ہی اور عین الیقین
حال جمع اور حق الیقین جمع الجمع بزبان توحید ہی۔ اور بعضوں کا مقولہ ہی کہ یقین کے
لیے اسم ہی اور رسم ہی اور علم ہی اور عین ہی اور حق ہی سو اسم اور رسم عوام کے لیے ہی اور
علم الیقین اولیا کے لیے اور عین الیقین خواص اولیا کے لیے اور حق الیقین انبیا علیہم السلام
کے لیے اور حقیقت حق الیقین کے ساتھ مختص ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین

اور بعض اُن اشارات سے وقت ہی

اور وقت سے مراد وہ چیز ہی جو بندہ پر غالب ہو اور غلب اُنمین کا جو بندہ پر
ہو وقت ہی اسواسطے کہ وہ تلوار کی مثال ہی کہ وہ روان اُسکے حکم سے ہوتا ہی
اور قطع کرتا ہی اور کبھی وقت سے مراد وہ چیز ہی جو بندہ پر ہجوم لاتی ہی اور اُسکے
سر پر ناگاہ آتی ہی اُسکے کسب سے نہین ہوتی اور اُنمین تصرف کرتی ہی سو وہ
اپنے حکم کے ساتھ ہوتی ہی محاورہ مین ہی کہ فلان شخص حکم وقت مین ہی یعنی وہ
اُن چیزون سے لیا گیا ہی جو اُس سے ہی اُس چیز کے ساتھ جو حق کے لیے ہی

اور اُنہین سے غیبت اور شہود ہی

پس شہود حضور ہی کبھی صفت مراقبہ اور کبھی وصف مشاہدہ سے ہوتا ہی

سو جب تک بندہ شہود اور رعایت کے ساتھ موصوف رہے وہ حاضر ہے اور جب
اُس سے حال مشاہدہ اور مراقبہ کا جاتا رہا تو دائرہ حضور سے خارج ہو گیا اور وہ
غائب ہے اور کبھی غیبت کے ساتھ وہ بھی معتبر ہوتی ہے جو غیبت کہ اشیا سے
باسحق ہوتی ہے اور اس معنے سے حاصل اُسکا راجع فنا کی طرف ہے

اور اُنہیں سے ذوق و شرب اور ری ہے

پس ذوق ایمان ہے اور شرب علم ہے اور ری حال ہے سو ذوق ارباب بدایت
کے لیے ہے اور شرب اہل طوالع اور لوائح اور لوامع کے لیے اور ری
ارباب احوال کے لیے ہے اور یہ اسواسطے کہ احوال یہ ہیں جو ٹھہرتے ہیں جبکہ وہ نہ ٹھہریں
تو یہ حال نہیں ہے اور وہ لوامع اور طوالع ہیں اور بعضوں نے کہا حال نہیں ٹھہرتا
اسواسطے کہ وہ گذرتا رہتا ہے اور اگر ٹھہر گیا تو وہ مقام ہے

اور اُنہیں سے محاضرہ مکاشفہ مشاہدہ ہے

محاضرہ ارباب تلوین کے لیے ہے اور مشاہدہ ارباب تمکین کے لیے اور مکاشفہ اُن
دونوں کے درمیان ہے یہاں تک کہ وہ مستقر ہو پس مشاہدہ اور محاضرہ اہل علم کے
لیے اور مکاشفہ اہل عین کے لیے اور مشاہدہ اہل حق کے لیے یعنی حق الیقین

اور بعض اُنہیں سے بوارق اور بوادی اور بادہ اور مواقع اور قادح اور طوالع اور لوامع اور لوائح ہے

اور یہ تمام الفاظ قریب المعنی ہیں اور ممکن ہے کہ اُنہیں قول شرح اور بسط سے کیا جائے

اور اسکا حاصل یعنی واحد کی طرف رجع اور عبارت مین کثیر ہو سو اُسمین کچھ خسارہ
نہوا اور مراد یہ ہی کہ یہ سب اشیا مبادی احکال اور اُسکے مقدمات مین اور جب
حال صحیح ہوا تو وہ سب اسرار اور اُن کے معانی کا استیعاب کرے گا

اور تمکین سے تلوین اور تلوین ہی

سو تلوین اہل قلوب کے لیے ہی اسواسطے کہ وہ پردہاے قلوب کے نیچے ہین اور قلوب
کے لیے صفات کی طرف رسیدگی ہی اور صفات کے لیے تعدد و تقدیر تعدد اپنے درجات
کے لیے تو دریافت ہوا کہ ارباب قلوب کے لیے تقدیر تعدد صفات کے تلوینات
ہین اور قلوب اور ارباب قلوب کے لیے تجاوز عالم صفات سے نہین ہی ولیکن
ارباب تمکین سو وہ احوال کے لیے زہراؤن سے باہر نکل گئے اور پردہاے
قلوب کو چاک کر دیا اور اُنکی روحون نے نور ذات کے سطوح سے مباشرت کی تو تلوین
اُنسے جبسے اُٹھ گئی کہ ذات مین تغیر نہین ہی کیونکہ ذات اُسکے حلول حوادث اور
تغیرات سے بزرگ و برتر ہی پس ہرگاہ مواطن قرب کی طرف تجلی ذات کے نشانات
سے گئی تو اُنسے تلوین مرتفع ہوگیا اور اسوقت تلوین اُنکے نفوس مین ہی
اسواسطے کہ وہ نفوس محل قلوب مین اُنکی طہارت اور قدس کے موضع کے
سبب ہین اور تلوین جو نفوس مین واقع ہوتی ہی تو اُسکا صاحب تلوین حال
تمکین سے خارج نہین ہوتا اسواسطے کہ تلوین کا نفس مین جاری رہنا اسواسطے
ہی کہ رسم انسانیت باقی رہے اور ثبوت قدم تمکین مین حق الحقیقت کشف
ہی اور تمکین سے غرض یہ نہین ہی کہ بندہ کے لیے تغیر نہواس واسطے

کہ وہ نشر ہی بلکہ ہمارا مقصود تمکین سے یہ ہی کہ جو کچھ اُسکے ساتھ حقیقت سے مکشوف ہوا
تو وہ پوشیدہ اُس سے کبھی کبھی رہتا اور نہ وہ کم ہوتا ہی بلکہ زیادہ ہوتا ہی اور صاحب
تلوین کے حق مین نقصان درجات کا ہوتا ہی جب کہ اُسکے صفات نفس ظاہر ہوتے
ہین؛ درحقیقت اُس سے بعض احوال مین غائب ہوجاتی ہی اور اُسکا ثبوت قرارگاہ
ایمان پر ہوتا ہی اور تلوین اُسکے احوال روندہ مین ہوتی ہی (اور منجملہ اُنکے نفس ہی)
اور کہتے ہین کہ نفس منتہی کے لیے ہی اور وقت مبتدی کے لیے ہی اور حال متوسط کے
لیے ہی تو گویا یہ اشارہ اُنکی طرف سے اس بات کا ہی کہ مبتدی کو ایک طارق منجانب
اللہ تعالیٰ آتا ہی کہ اُسکو استقرار نہین ہی اور متوسط صاحب حال ہی کہ اُسپر حال غالب
ہی اور منتہی صاحب نفس متمکن حال سے ہی کہ اُسپر حال نوبت بنوبت غیبت اور
حضور سے نہین آتی بلکہ موجود اور احوال مقرون اُسکے انفاس سے ہوتے ہین
شیم کو نوبت بنوبت نہین آتے اور یہ سب احوال ارباب احوال کے لیے ہین
اور اُنکے واسطے ذوق اور شرب ہی اور اللہ اُنکی برکت سے نفع دے آمین

تریسٹھوان باب کیفیت ابتدایات و نہایات اور اُنکی صحت کے بیان مین ہی

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ آپ منبر پر کہتے تھے کہ مین نے سُنا ہی
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے انما الاعمال بالنیات وانما
لکل امری ما نوی فمن کانت ہجرتہ الی اللہ ورسولہ فہجرتہ الی اللہ ورسولہ ومن کانت
ہجرتہ الی دنیا یصیبہا او الی امراۃ ینکحہا فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ۔ یعنی البتہ عمل ساتھ
نیتوں کے ہین اور البتہ واسطے ہر آدمی کے وہ ہی کہ جو نیت کرے پس جو شخص کہ

ہجرت اُسکی طرف اللہ اور اُسکے رسول کے ہووے پس ہجرت اسکی طرف اللہ اور
اُسکے رسول کے ہی اور جو کوئی کہ ہجرت اُسکی طرف دنیا کے ہی اُسکو پہونچ رہے گا یا
طرف عورت کے کہ اُس سے نکاح کرے پس ہجرت اُسکی طرف اُس چیز کے ہی کہ جسکی طرف
اُسنے ہجرت کی نیت اول عمل ہی اور اُسی کے موافق عمل ہوتا ہی اور مرید کے
لیے سب سے زیادہ ضرور ابتداے امر مین طریق قوم کے اندر یہ ہی کہ وہ طریق صوفیہ
مین داخل ہوا اور اُنکے لباس سے محلی ہوا اور اُنکے ہی گروہ مین اللہ تعالی کے واسطے
نشست کرے اسواسطے کہ دخول اُسکا اُنکے طریق مین ہجرت اُسکے حال اور
وقت کی ہی - اور البتہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ مہاجر وہ ہی جسنے ہجرت اُس چیز
سے کی جس سے اللہ نے اُسکو باز رکھا - اور ہر آئنہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی ومن یخرج
من بیتہ مہاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ یعنی اور جو
شخص نکلتا ہی اپنے گھر سے طرف اللہ اور اُسکے رسول کے ہجرت کرتا ہوا پھر
اُسکو پالیوے موت تو البتہ ثواب اُسکا اوپر اللہ تعالی کے واقع ہی - پس
مرید کو ضرور ہی کہ وہ طریق قوم کی طرف اللہ تعالی کے واسطے نکلے اسواسطے
کہ اگر وہ درجہ نہایات قوم تک پہونچ گیا تو قوم مین شامل اور لاحق ہوگیا اور
اگر اُسکو موت آپہونچی قبل اسکے کہ نہایات قوم کو پہونچے تو اُسکا اجر اللہ پر ہی
اور جس شخص کی ابتدا مستحکم ہوگی تو اُسکی نہایت بھی اتم و اکمل ہوگی - جنید رحمہ سے
منقول ہی کہ وہ کہتا تھا کہ اکثر عوائق اور حوائل اور موانع فساد ابتدا سے
ہوتے ہین پس مرید اس طریق کے سلوک کے شروع مین اسکا محتاج ہی کہ نیت
اور استحکام نیت کا کہ اُنکو دواعی ہوائی سے پاک اور منزہ کرے اور ہر چیز

کہ جسمین نفس کے لیے حظ عاجل ہو حتی کہ اسکا خروج خالص اللہ تعالی کے واسطے ہو۔ اور سالم بن عبد اللہ نے عمرو بن عبد العزیز کو لکھا کہ جان اے عمر کہ اللہ کی مدد بندہ کے لیے بقدر نیت کے ہی سو جسکی نیت تمام ہوئی اللہ کی مدد اسکے لیے کامل ہوئی اور جس سے اسکی نیت قاصر ہوئی تو اس سے مدد الٰہی اسکے موافق قاصر ہوئی۔ اور بعض صالحین نے اپنے بھائی کو لکھا ہی کہ نیت کو اپنے اعمال مین خالص کر تھوڑا عمل بھی تجھے کافی ہوگا اور جو نیت کی طرف بندہ سیدھی راہ نہ چلا اسکے ساتھ وہ شخص ہو جو اسے حسن نیت تعلیم کرے۔ سہل بن عبد اللہ تستری نے کہا ہی کہ اول ان امور سے جنکا امر مبتدی مرید کو دیا جاتا ہی وہ یہ ہی کہ حرکات مذمومہ سے بیزار اور پاک ہو بعد ازان حرکات محمودہ کی طرف نقل کرتا ہی بعد ازان تفرد حکم اللہ تعالی کے لیے ہی بعد ازان توقف رشاد مین پھر ثبات ہی پھر بیان پھر تقرب پھر مناجات پھر موالات ہی اور رضا و تسلیم اسکی مراد ہوتی ہی اور تفویض پھر توکل اسکا حال بعد ازان اللہ تعالی اسے معرفت عطا کرتا ہی اور اسکا مقام اللہ کے نزدیک ہوتا ہی مقام ان لوگون کا جو کہ حول اور قوت سے بری اور بیزار ہین اور یہ مقام عرش اٹھانے والون کا ہی اور بعد اسکے کوئی مقام نہین ہی یہ کلام سہل کا ہی جسمین اسنے سب باتین جمع کر دین جو اول اور آخر مین ہوتی ہین اور جب مرید نے صدق اخلاص سے اپنا تمسک کیا تو وہ مردون کے درجہ کو پہونچ گیا اور اسکے صدق اور اخلاص کو کوئی چیز ثابت اور متحقق نہین کرتی جیسے کہ متابعت امر شرع کی کرتی ہی اور قطع نظر اسکے جو خلق سے ہو اس لیے کہ جتنی آفتین کہ اہل ہدایت کے سر پر آتی ہین وہ اس وجہ سے کہ نظر انکی خلق کی طرف ہوتی ہی اور ہمکو خبر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہونچا ہی کہ آپ نے فرمایا آدمی کا ایمان کامل
نہین ہوتا حتی کہ آدمی اُسکے نزدیک مثل اباعر یعنی بکری کی مینگنی کے ہو جاءین پھر
وہ اپنے نفس کی طرف رجوع کرے اور وہ اُسکو کمترین کمترینان دیکھے - یہ اشارہ
خلق سے قطع نظر کی طرف اور اُنسے خارج ہونے کی طرف ہی اور یہ کہ اُنکی عادتون کا
مقید ہونا ترک کرے - احمد بن خضرویہ کا مقولہ ہی کہ جو شخص چاہے کہ اللہ اُسکے
ساتھ ہر ایک حال مین رہے تو چاہیے کہ صدق کو لازم پکڑے اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ
صادقین کے ساتھ ہی - اور حدیث مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
وارد ہی کہ صدق نکوئی کی طرف ہدایت کرتا ہی اور ضرور ہی مرید کے لیے کہ وہ مال
اور جاہ سے باہر ہو اور خلق سے خارج ہو اس طرح کہ اُنسے قطع نظر کرے یہان تک
کہ اُسکی بنیاد مضبوط ہو جائے پھر وہ ہوی کی باریکیون سے واقف ہوگا اور نفس کے
شہوات سے جو مخفی ہین اور سب سے نافع تر مرید کے لیے معرفت نفس ہی اور
وہ شخص وہ جب حق معرفت نفس پر قائم نہین ہو سکتا جسکو دنیا مین حاجت
فضول اور زیادات کے طلب کی ہی یا کہ اسپر ہوی کا بقیہ ہی - زہیر بن اسلم نے
کہا ہی - دو خصلت ہین جو تیرے کام کو پورا کرینگی ایک یہ کہ صبح کو اُٹھے تو اللہ
کی معصیت کا قصد نکر اور جب تجھے شام ہو تو اللہ کی معصیت کا ارادہ نہ کر پس جبکہ
زہد اور تقوی محکم اور استوار ہو گیا تو اُسکے لیے نفس منکشف ہو جائیگا اور اُسکے
حجابون سے نکل جائیگا اور اُسکے طریق حرکت اور اُسکے شہوات پوشیدہ اور مکر و
حیلہ سے اُسکے واقف ہو جائیگا اور جسنے صدق سے تمسک کیا تو اُسنے عروۃ الوثقی
سے تمسک کیا - ذو النون نے کہا ہی کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اُسکی زمین میں ایک

تلوار ہی کہ کسی شی پر نہین رکھا کہ اُسنے قطع کرڈالا اور وہ صادق ہی اور صدق کے معنی مین منقول ہی کہ ایک عابد بنی اسرائیل سے تھا کہ جسکو ایک ملکہ نے اپنے پیچھے چاہا تھا تو اُسنے کہا کہ علیحدہ مجھے پانی کی طرف لے چلو تاکہ مین غسل کرکے پاک صاف ہو جاؤن بعد ازان محل مین ایک موضع پر اُسے چڑھالے گئی تو اُسنے اپنے تئین وہان سے گرادیا اُسوقت اللہ تعالی نے فرشتہ ہوا کو وحی بھیجی کہ میرے بندہ کو لینا راوی کہتا ہی کہ اُسنے تھام لیا اور زمین پر آہستہ اُسنے رکھدیا سو ابلیس سے کہا گیا کہ تو اُسنے اغوا کر سکتا ہی اُسنے کہا کہ میرے لیے غلبہ اُس شخص پر نہین ہی جسنے ہوے اپنے کی مخالفت کی اور اپنے نفس کو اللہ کے واسطے بدل کر دیا۔ اور مرید کے لیے سزاوار ہی کہ اُسکو ہر شی مین نیت اللہ کے واسطے ہو یہان تک کہ اُسکے کھانے اور پینے مین اور لباس پہننے مین اور یہ نہین مگر اللہ کے واسطے اور نہ کھائے مگر اللہ کے لیے اور نہ پیے مگر اللہ کے لیے اور نہ سوئے مگر اللہ کے لیے اسواسطے کہ یہ سب باتین ملامیت کی ہین جنکو نفس پر داخل کیا ہی سو جب وہ اللہ کے واسطے ہوئین تو نفس معصیت کی طلب نہ کرے گا اور ان باتون کی اجابت کرے گا جو اُس سے منجملہ معاملات اور اخلاص اللہ کے واسطے چاہا جائے گا اور جب کہ کسی شی مین رفق نفس سے داخل ہو مگر نہ اللہ کے واسطے بلانیت صالحہ تو یہ اُسپر وبال ہوگا۔ اور حدیث مین وارد ہی کہ جو شخص اللہ کے واسطے خوشبو لگائے تو وہ قیامت کے دن آئے گا اور اُسکی خوشبو معطر زیادہ مشک خالص سے ہوگی اور جسنے خوشبو غیر اللہ عز وجل کے لیے لگائی وہ قیامت کے دن ایسا آئے گا کہ اُسکی بو مردار سے بدتر ہوتی ہوگی۔ اور کہا گیا ہی کہ انس کہا کہ تنے خوشبو لگاؤ کہ وہ مشک سے کفایت

کرتا ہی اس لیے کہ ثابت مجھے مصافحہ کرنا اور میرے ہاتھون کو بوسہ دینا اور وہ لوگ نماز کے لیے اچھا لباس پہنتے تھے کہ اُسکے ساتھ تقرب الی اللہ اپنی نیت کے ساتھ کرتے تھے پس مرید کو سزاوار ہی کہ اپنے تمام احوال اور اعمال اور اقوال کا تفقد اور تجسس کرے اور اپنے نفس سے مسامحت اسکی نہ کرے کہ ایک حرکت سے متحرک ہو یا ایک کلمہ سے متکلم ہو مگر اللہ تعالی کے واسطے - اور ہم نے اپنے شیخ کے اصحاب سے اُن لوگون کو دیکھا ہی جو ہر ایک لقمہ کے وقت نیت کرتے تھے اور اپنی زبان سے بھی کھانے والا کہتا تھا کہ یہ لقمہ اللہ تعالی کے واسطے ہی اور قول سے نفع نہین پاتا جبتک کہ نیت قلب مین نہو اسواسطے کہ نیت عمل قلب ہی اور زبان فقط ترجمان ہی سو جبتک اُسکو عزیمت قلب اللہ تعالی کے لیے مشتمل نہوگی نیت نہوگی - اور ایک مرد نے اپنی عورت کو پکارا اور وہ اپنے بالون کو سنوارتا تھا اور کہا بدرنی لاؤ اور بدری ایک چوب ہی سرمہ کی سلائی کے مثال کہ سر کے بال اُس سے درست کرتے ہین عورت نے کہا کہ کیا بدری اور آئینہ لاؤن تو مرد خاموش رہا بعد ازان اُسنے کہا کہ ہان پھر اُس سے سامع نے کہا کہ تو خاموش ہو رہا اور آئینہ سے توقف کیا ازان بعد تو نے کہا ہان تو اس مرد نے کہا کہ مین نے اس عورت سے یہ نیت کہا تھا کہ بدری لاؤ سو جب اُسنے کہا اور آئینہ تو مجھے آئینہ کے لیے نیت نہ تھی سو مین ٹھہر گیا یہان تک کہ اللہ تعالی نے میرے لیے نیت کو مہیا کیا تو مین نے کہدیا کہ ہان - اور ہر ایک مبتدی جو اپنی بدایت کی اساس کو یار آشنا اور دوستون کی جدائی سے مضبوط نہین کرتا اور وحدت سے ساتھ تمسک نہین کرتا اُسکی بدایت استقرار اور قیام نہین پاتی - اور پھر آئینہ کہا گیا ہی کہ

کہ قلت صدق سے ہمنشینون کی کثرت ہی اور سب سے زیادہ نافع خاموشی ہی اور
یہ کہ کان اُسکے لوگون کے کلام کو راہ نہ دین اسواسطے کہ اقوال مختلفہ سے باطن اُسکا
متغیر اور متاثر ہوتا ہی اور جو شخص کہ اپنا کمال زہد دنیا مین اور اپنا تمسک حقائق
تقوی کے ساتھ نہین جانتا تو کبھی اُسکو معرفت اُسکی نہو گی اسواسطے کہ عدم معرفت اُسکی
کشود خیر اُسپر نہین کرتی اور مبتدیون کے باطن موم کی مثال ہین کہ ہر ایک نقش کو
قبول کر لیتا ہی اور بسا اوقات مبتدی لوگون کی طرف حرف دینے سے نقصان
اُٹھاتا ہی اور فضول نظر اور فضول شی سے بھی متضرر ہوتا ہی تو چاہیے کہ سب چیزون
سے ضرورت پر توقف کرے اور ضرورت کو دیکھتے کہ اگر بعضے رستہ پہ چلے تو وہ
کوشش کرے کہ نظر اُسکی اُس طریق کی طرف ہو جسپر وہ چلتا ہی نہ داہنی طرف
دیکھے اور نہ بائین طرف نظر کرے بعد ازان اپنے تئین اُس جگہہ سے بچائے جسکی
طرف لوگون کی نظر پڑتی ہو اور وہ معلوم کرین اُس سے کہ رعایت کیجائے اور
احتراز ہو اسواسطے کہ لوگون کا اُس سے اس بات کا جان لینا اُسکے لیے مضر تر اُسکا
فعل سے ہی اور مبتدی فضول کو حقیر نہ جانے اسواسطے کہ ہر ایک شی قول اور فعل اور
نظر اور سماع سے جو کچھ ہو اور حد ضرورت سے خارج ہو تو وہ منجر بہ فضول ہو گی
بعد ازان وہ اصول کے تضییع کو پہونچے گی۔ (سفیان کا قول ہی) کہ وجہ اُسکی
کہ تضییع اصول سے لوگ وصول سے محروم رہے یہ ہی کہ جو شخص قول اور فعل
مین ضرورت کا پابند ہو اور وہ اسپر قادر نہین ہی کہ مقدار حاجت پر طعام اور شراب
اور خواب سے توقف کرے اور جب کہ آدمی ضرورت سے آگے بڑھا تو اُسکے
طلب کی عزیمتین گر پڑتی ہین اور ایک عزیمت دوسری عزیمت کے بعد تحلیل

ہو جاتی ہی سہل بن عبد اللہ نے کہا ہی کہ جس شخص نے اللہ کی عبادت اختیار نہین کی
وہ خلق کی عبادت اضطرارًا کرتا ہی اور بندہ پر رخصت اور وسعت کے ابواب
کشادہ ہوجاتے ہین اور دوسرے مرنے والون کے ساتھ خود بھی مرجاتا ہی اور
بندی کو سزاوار نہین ہی کہ ایک کسی کو ارباب دنیا سے جانے پہچانے اسواسطے کہ
اُنکی جان پہچان اسکے لیے زہر قاتل ہی اور حدیث مین وارد ہی کہ دنیا مبغوض
الٰہی ہی جو جس کسی نے ایک رسی بھی اُسکی پکڑی تو وہ دوزخ کی طرف کھینچ
لے جاتی ہی اور کوئی رسی اسکی رسیون سے نہین ہی مگر یہ کہ مثل اسکے اولاد
اور طالبین اور محبین کے سو جس کسی نے اُنکو جان پہچان لیا تو اُنکی طرف منجذب
ہوا چاہے یا انکار کرے اور بندی کو چاہیے کہ اُن فقیرون کی مجالست سے
بھی احتراز کرے جو قیام لیل اور صیام نہار کے قائل نہین ہین اسواسطے کہ اُسپر
اُن لوگون سے وہ چیز پہونچتی ہی جو بدتر اُس سے ہی جو کہ اہل دنیا کی مجالست
سے پہونچتی ہی اور اکثر اوقات وہ فقرا اسکی طرف اشارہ کرتے ہین کہ اعمال
متعبدین کا شغل ہی اور ارباب احوال اس سے ترقی کر گئے ہین اور فقیر کو سزاوار
ہی کہ فرائض رمضان کے روزون پر کرے فقط اور نہین سزاوار ہی اس کام کو
بالکل اپنے کان مین جگہ دے کہ ہم نے امتحان کیا اور آزمایا ہی سب کامون کو
اور ہم فقرا اور صالحین کی صحبت مین بیٹھے ہین اور ہم نے دیکھا ہی کہ جو لوگ
یہ قول کہتے ہین اور فرائض بدون سنن و نوافل کے پڑھتے تھے وہ تقصیر
کرتے ہین حالانکہ وہ اپنے احوال مین صحیح ہین پس بندہ پر ہر ایک فرض اور نفل
کی پابندی واجب ہی اور اُسی سے اُسکا قدم آغاز مین قائم ہوگا اور خصوصًا روز جمعہ

کی رعایت کرے اور مجھکو اللہ تعالی کے واسطے خالص گردانے کچھ اسمین اپنے
نفس کے احوال اور آرب سے نہ ملاوے اور صبح ہی جامع مسجد آفتاب نکلنے سے پہلے
غسل جمعہ کے بعد جاوے اور اگر غسل قریب وقت نماز کے بحالت امکان کرے تو
اور اچھا ہی - جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اے ابوہریرہ جمعہ کے
لیے غسل کر اگر رات کی غذا کے بدلہ تو پانی خریدے اور کوئی شے نہین ہی مگر یہ کہ
ہر امتہ مسلمہ اللہ تعالی نے حکم دیا ہی کہ وہ جمعہ کے لیے غسل کرے اسواسطے کہ غسل جمعہ
کفارہ ان گناہون کا ہی جو دو جمعہ کے مابین وقوع مین آئے اور نماز اور تضرع اور دعا
اور تلاوت اور اقسام انواع کے ذکرون سے بدون اسکے کہ اسمین فتور آئے صلوۃ جمعہ
تک شغل رکھے اور جامع مسجد مین منکشف بیٹھے یہان تک کہ فرض عصر کو ادا کرے اور
بقیہ دن کو تسبیح اور استغفار اور درود شریف کے شغل مین گزارے اسواسطے کہ وہ اسکی
برکت تمام ہفتہ مین دیکھے گا حتی کہ اسکا ثمرہ بروز جمعہ دیکھے گا - اور البتہ بعض صادقین
سے ایسے تھے کہ اپنے احوال اور اقوال اور افعال کو ہفتہ بھر منضبط کرتے تھے اسواسطے
کہ روز جمعہ ہر ایک صادق کے لیے روز ترقی ہی اور جو کچھ روز جمعہ کو پاتا ہی وہ
ایک معیار اور بانگی ہوتی ہی جسکے ساتھ تمام ہفتہ گذشتہ کا اعتبار ہوتا ہی اسواسطے
کہ جب ہفتہ سلیم ہو تو روز جمعہ اسمین زیادہ انوار و برکات کا ہوتا ہی اور جو
روز جمعہ ظلمت اور زحمت نفس اور قلب انشراح پاتا ہی سو جب کہ ہفتہ مین
تضییع کی تو اسکو جانتا اور اعتبار کرتا ہی اور قطعاً پوشاک آدمیون کے لیے پہننے
سے پرہیز کرے جو کپڑون سے بڑھ چڑھ کر ہون یا پوشاک متقشفین کی جو زاہدون
کا سا ہو تاکہ بحیثیم زاہد اسکو دیکھین سو اعلی درجہ کے لباس آدمیون کے

لیے ہوئی ہے اور محنت لباس کے پہننے مین رہا ہے سو پوشاک نہ پہنے مگر اللہ تعالیٰ کے
واسطے۔ ہمین یہ خبر پہونچی ہے کہ سفیان نے ایکبار اُلٹا قمیص پہنا اور اُسے علم اُسکا
نہوا حتیٰ کہ دن چڑھ گیا اور اُسکو بعضون نے آگاہ کیا تو اُسنے چاہا کہ اُسے اُتارے
اور رُخ اسکا بدلے پھر رُک گیا اور کہا اُسے مین نے بہ نیت للہ پہنا ہے سو مین اُسے
نہین بدلتا کہ بہ نیت للناس اُسے پہنون تو چاہیے کہ بندہ اُسکو جانے اور اُس سے
عبرت پکڑے اور بندہ ہی کے لیے ضرور ہے کہ اُسکو تلاوت قرآن سے ایک بہرہ ہو اور
جو حفظ اُسے کرے تو چاہیے کہ قرآن سے یاد کرے ایک سبع یعنے ساتوین حصہ سے
تمامی تک تھوڑا یا بہت جیسے ممکن ہو اور اُس شخص کا قول سماعت نہ کرے جو کہے
کہ ذکر واحد کی ملازمت تلاوت قرآن سے افضل ہے اسواسطے کہ بندہ تلاوت قرآن سے
نماز کے اندر اور باہر وہ تمام چیزین اللہ تعالیٰ کی توفیق سے پاتا ہے جنکی وہ تمنا
رکھتا ہے۔ اور بعض مشایخ نے جو یہ قاعدہ اختیار کیا ہے کہ مرید ہمیشہ ذکر واحد کو کیا
کرے سو اسواسطے کہ اُسکا ارادہ جمع اُسمین ہو جائے اور جس شخص نے کہ تلاوت
کو خلوت مین لازم اپنے ذمہ کر لیا اور تنہائی کے ساتھ پابندی کی اُسے تلاوت اور
نماز کامل تر اُس سے فائدہ دے گی جو ذکر واحد دیتا ہے پھر جب کہ بعض وقت تھک
جائے تو نفس کو ذکر پر کار بند کرے اور ذکر کی طرف تلاوت سے اُتارے اسواسطے
کہ وہ نفس پر سبک تر ہے اور سزاوار ہے اسکا جان لینا کہ اعتبار قلب کے ساتھ
ہے پس جتنے عمل تلاوت اور نماز اور ذکر سے ہین کہ اُنمین قلب اور لسان دونون
جمع نہون تو کسی شمار اور تعداد مین نہین ہین اسواسطے کہ وہ عمل ناقص ہے
اور وسواس شیطانی اور حدیث نفس کو حقیر نہ جانے اسواسطے کہ وہ مضر ہے اور

غرض سخت ہی پس چاہیے کہ نفس سے مطالبہ اسکا کرے کہ اُسکی تلاوت مین معنی قرآن کو
بجاے حدیث نفس کے اُسکے باطن سے گردانے سو جسطرح کہ تلاوت لسان پر ہو جسکے
ساتھ وہ مشغول ہی اور اُسے دوسرے کلام سے نہین ملاتا اسی طرح معنی قرآن قلب
مین ہو کہ اسکو حدیث نفس سے نہ ملادے اور اگر عجمی ناخواندہ ہو کہ معنی قرآن نہین
جانتا تو مراقبہ جلیہ باطن کا کرے اور باطن اُسکا مطالعہ نظر اللہ مین جو اُسکی طرف ہو
مشغول ہو بجاے اسکے کہ حدیث نفس ہو اسواسطے کہ وہ دوام اُسپر کرنے سے وہ
ارباب مشاہدہ سے ہو جائیگا۔ مالک نے کہا ہی کہ صدیقین کے قلوب جب قرآن
کو سُنتے ہین تو وہ آخرت کی طرف خوش ہوتے ہین تو چاہیے کہ ان اصول کے ساتھ
مرید تمسک کرے اور ہمیشہ نیازمندی کے ساتھ اللہ کی طرف استعانت کرے کہ
اُس سے ثبات اُسکے قدم کا ہی سہل کا قول ہی کہ جسقدر التجا اور افتقار اللہ کی
طرف لازم کریگا اُسی قدر بلا کو پہچانیگا اور جسقدر کہ معرفت بلا اُسکو ہوگی اُسی قدر
نیازمندی اللہ کی طرف ہوگی پس دوام افتقار اللہ تعالی کی طرف اصل ہر
ایک خیر کی ہی اور ہر ایک علم باریک کی کنجی طریق قوم مین ہی اور یہ افتقار کل انفاس
کے ساتھ کسی حرکت کو ہاتھ مین نہ لائے اور نہ کسی کلمہ کے ساتھ متنفل ہو بغیر
اسکے کہ افتقار الی اللہ اسمین ہو اور ہر ایک کلمہ و حرکت جو خالی اللہ تعالی
کی رجوع اور افتقار سے ہو وہ قطعاً خیر کا نتیجہ نہ دیگا اسکو ہم نے جانا ہی
اور اسکو تحقیق کیا ہی۔ اور سہل نے کہا ہی کہ جسنے ایک دم سے دوسرے دم تک
بغیر ذکر کے انتقال کیا تو شک نہین کہ اُسنے حال اپنا ضائع کیا اور جسنے اپنے
حال کو ضائع کیا اقل درجہ اسکا جو اُسکے سر پر گئے دخول اُسکا اُن باتون مین ہی

جو مقصود نہین اور ترک اُسکا اُن باتون کے لیے ہی جو کہ مقصود ہین - اور ہمین یہ
روایت پہونچی ہی کہ حسان بن سنان نے ایک دن کہا تھا کہ یہ کسکا گھر ہی پھر اپنے
نفس کی طرف اُسنے رجوع کی اور کہا مجھ سے اور اس سوال سے کیا واسطہ ہی اور
یہ نہین ہی مگر ایک ایسا کلمہ جو میری مراد نہین ہی مگر اسوجہ سے کہ میرے نفس کو
استیلا اور ادب کی قلت ہی اور اپنے نفس کو قسم دلائی کہ ایک سال روزہ کفارہ
اس کلمہ کا رکھے سو صدق کے سبب اُن مراتب کو حاصل کیا جن کو حاصل کیا
اور عزیمتوں کی قوت سے جو مردون کی عزیمتین ہین پہونچے اُن مدارج کو جنکو وہ
پہونچے - جنید سے مروی ہی کہ اگر ایک صادق اقبال علی اللہ ہزار سال کرے
اور اُسکے سامنے متوجہ رہے اور بعد ازان ایک لحظہ اُس سے منھ پھیرے تو
جسقدر کہ اُس سے فوت ہوا وہ زیادہ اُس سے ہی کہ جسکو اُسنے حاصل کیا اور
مبتدی کو احتیاج ہی اس بات کی کہ وہ اس جملہ کو محکم اور مستحکم کرے اور منتہی
جو اسکا عالم ہی اُس جملہ کے حقائق پر عمل کرے کہ مبتدی صادق ہی اور منتہی
صدیق ہی - ابو سعید قرشی کا قول ہی کہ صادق وہ شخص ہی جسکا ظاہر مستقیم ہی
اور باطن اُسکا احیاناً مائل حظ نفس کی طرف ہو اور اُسکی علامت یہ ہی کہ حلاوت
بعض طاعت مین پاوے اور بعض مین نہ پاوے اور جب وہ ذکر مین مشغول ہو تو روح
نورانی ہو جائے اور جب حظوظ نفس مین مشغول ہو تو اذکار سے محجوب ہو جائے -
اور صدیق وہ ہی کہ ظاہر اُسکا مستقیم ہو اور باطن اُسکا عبادت الٰہی کرتا ہو
تاجزین احوال سے کہ اُسکو اللہ اذکار سے نہ کھانا اور نہ سونا اور نہ پینا اور نہ طعام
محجوب کرسکے وہ صدیق اپنے نفس کو اللہ کے واسطے چاہتا ہی اور صدیقیت

سب احوال سے قریب تر بوقت کے ہی - ابو یزید نے کہا آخر نہایات صدیقین اول
درجات انبیا ہی - اور جاننا چاہیے کہ جو ارباب مقامات ہین اُنکے ظاہر اور باطن
اللہ کے واسطے مستقیم ہو گئے ہین اور اُنکے ارواح ظلمات نفوس سے رہا ہو گئے ہین
اور بساط قرب پر وہ چلے ہین اور اُنکے نفوس با انقیاد اطاعت اور مصالحہ قلوب
چاہتے ہین اور اجابت ہر ایک چیز کی وہ کرنے والے ہین جسکی اجابت قلوب کی
کرتے ہین اُنکے ارواح مقام اعلی سے متعلق ہین جنمین آتش ہوی منطفی ہو چکی ہی
اور اُنکے باطنون مین علم صریح خمیر ہو گیا اور آخرت اُنپر منکشف ہو گئی جیسا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بکر رضی اللہ عنہ کے حق مین فرمایا ہی جو چاہے
کہ ایک میت کو دیکھے جو روے زمین پر چلتا ہو تو چاہیے کہ ابی بکر کو دیکھے یہ اشارہ
رسول مقبول علیہ السلام سے اسکی طرف ہی جو مکشوف اُسے علم صریح سے ہو سکے
عوام مومنین نہین پہونچے مگر جب کہ مر جائین جیسا کہ کہا جائے گا فکشفنا عنک غطاءک
فبصرک الیوم حدید اور ارباب نہایات کی ہوی مر گئین اور اُنکی آزاد ہو گئین -
اور یحیی بن معاذ نے کہا جب کہ اُس سے عارف کی نسبت سوال کیا گیا تھا
اُسنے کہا کہ ایک آدمی اُنکے ساتھ ہی اُسسے جدا گی یعنی قالب مین خلق کے
ساتھ اور قلب مین حق کے ساتھ ہی اور ایک بار کہا کہ عبد کان فبان یعنی ایک
بندہ تھا سو جدا ہو گیا پس ارباب نہایات جو ہین وہ اللہ تعالی کے نزدیک یعنی تحقیق
ایسا قریب اقرب سے ہوں اجل مسمی کی توقیت سے ہین اللہ تعالی نے
انکو اپنی خلقت سے اپنے شکار کے [illegible] ہین سے وہ ہدایت کرتا ہی اور اُنہین
وہ ارشاد فرماتا ہی اور اُنہین سے وہ اہل ارادت کو جذب کرتا ہی کلام اسکا دعوت [illegible]

اور نظر انکی دوامی ظاہر و انکا حکم کے ساتھ تقویٰ طاری اور باطن انکا علم سے معمور ہے۔
ذوالنون نے کہا ہے کہ عارف کی علامتیں تین ہیں ایک یہ کہ نور اسکی معرفت کا اسکے
نور ورع کو منطفی نہیں کرتا اور باطن میں علم سے اعتقاد کرے جو علم سے ظاہر میں اسپر
منقوض اور شکست ہو گیا ہو اور کثرت نعمت الٰہی اور کرامت الٰہی اس عارف کو
محرمات الٰہی کی پردہ دری پر برانگیختہ نہیں کرتی سو ارباب نہایات جسقدر نعمت
میں زیادہ ہوتے اسی قدر عبودیت میں زیادہ ہوے اور جسقدر دنیا میں بڑھے
قرب میں بھی بڑھے اور جس قدر جاہ و رفعت میں ترقی یاب ہوے تو اضع اور
خواری میں ترقی کی اذلة علے المومنین اعزة علی الکافرین یعنی وہ مومنین
کے ساتھ عاجزی کرنے والے ہیں اور کافروں پر غلبہ کرنے والے ہیں۔ اور جسقدر
کسی خواہش کو نفوس کی خواہشوں سے پہونچے سکر صافی کا انسے استخراج کیا
کہ وہ کبھی شہوات کو حاصل کرتے ہیں کہ نفوس کے ساتھ نرمی کریں اسواسطے کہ
نفس انکے ساتھ ایک بچے کی مثل ہے کہ ایک شے کے ساتھ لطف کیا جاتا ہے
اور اسکے لیے ایک تحفہ میں دیجاتی ہے اسواسطے کہ وہ مقہور زیر سیاست ہے
مرحوم ہے اور ملطوف ہے اور کبھی وہ شہوات سے نفوس کو باز رکھتے ہیں تاکہ
پیروی دنیا کی کریں اور شہوات وغیرہ سے قلت کو اختیار کریں۔ یحییٰ
بن معاذ کا قول ہے کہ دنیا ایک عروس ہے کہ مشاطہ اسکی اسکو طلب کرتی ہے
اور جو زاہد اسمیں ہے اسکا منھ کالا کرتا ہے اور اسکے بالوں کو اکھیڑتا ہے
اور اسکے کپڑوں کو پھاڑتا ہے اور جو عارف باللہ ہے وہ اپنے شغل سے
مشغول ہے اور اسکی طرف التفات نہیں کرتا۔ اور جاننا چاہیے کہ صوفی

با وجود اپنے کمال حال کے بھی وہ سیاست نفس اور منع شہوات اور کثرت صیام
اور قیام لیل اور انواع بر کی استحفاظ سے مستغنی نہین ہوتا اور ایک خلق
نے اسمین غلطی کی ہو اور انھون نے خیال کیا ہو کہ منتہی یاد داشت اور نوافل سے مستغنی ہو
اور کچھ اسکے قلب پر مواخذہ ہی اگر قدرت اور شہوات مین وسعت دراز ی
کرے اور یہ ایک خطا ہو نہ اس حیثیت سے کہ عارف کو اسکی معرفت سے
محجوب کرتی ہو ولیکن مقام ترقی اور مزید سے ٹھہرا دیتی ہی اور ایک قوم نے جب
دیکھا کہ اشیا انہین قساوت اثر نہین کرتی ہی اور نہ وہ موجب حجاب ہین تو انکی
طرف مائل ہوئی اور انمین دست درازی کی اور اداے فرائض پر قناعت کی اور
کھانے اور پینے مین وسعت دی اور یہ انبساط انسے ایک بقیہ سکر احوال سے ہی اور بقیہ
بیرنا نور حال سے اور بالکل خالص ہونا نور حق کی طرف ہی اور جو کوئی نور حال سے رہا ہو
نور حق کو پہونچا اس سے بقایاے سکر دور ہو جاتے ہین اور نفس اسکا مقام عبودیت
پر توقف کرتا ہی جیسے کوئی ایک شخص عام مومنین سے کہ وہ تقرب صلوۃ اور صوم اور
انواع بر سے کرتا ہی یہان تک کہ بہت سے کنکر پھینکتا ہی اور کچھ اسکا ارادہ انکا
اس سے نہین کرتا کہ عوام مومنون کی صورتون مین عود کرے بایں وجہ کہ انھا ارادہ
کا ہر ایک نیکوئی اور صلہ کرے اور وہ شہوات کے ساتھ کبھی موافقت کرتا ہی تاکہ
نفس مطہرہ کے ساتھ ملایمت کرے جو نہایت مطیع اور منقاد ہی اسواسطے کہ وہ
اسکا قیدی ہی اور اسکو شہوات سے کبھی منع کرتا ہی اسواسطے کہ اسمین صلاح ہی
اور اسکو جیسے حال کے موافق اعتبار کیا ہی کیونکہ اگر وہ حد اعتدال سے تجاوز کرے
عطاے مراد سے ایک وقت اور اسے ایک وقت منع کرے تو اسکی طبیعت بیدار

اور فاسد ہو جاتی اسواسطے کہ جبلت کے قمع سے سیاست علم کے مساہمت کا
گریز ہی اور جب تک جبلت باقی ہی سیاست علم سے اُسکو چارہ نہین ہی اور یہ باب
غامض ہی کہ منتہی پر اس سے نہایات مین مدارج و مداخل پہونچتے ہین اور میل واقع
ہوتا ہی اور اس سے باب ترقی مسدود ہو جاتا ہی پس منتہی لینے اور چھوڑنے مین
باصیہ اختیار کا مالک ہی اور اُسے چارہ نہین ہی اس سے کہ اعمال اور حظوظ کو لے
یا چھوڑ دے سو اعمال مین اخذ اور ترک ناگزیر ہی کبھی وہ اعمال کرتا ہی جیسے صادقین
سے ایک شخص کرتا ہو اور کبھی وہ اعمال کی سستی کو ترک کرتا ہی تاکہ نفس کے ساتھ نرمی
کرے اور کبھی حظوظ اور شہوات نفس کے لیے مدارات حاصل کرتا ہی اور کبھی اُسے
چھوڑ دیتا ہی کہ جس سیاست سے نفس کی خبر لیتا ہی سو وہ ان سب باتون مین مختار ہی
پس جو شخص آرمیدہ ہوا اُسنے سب حظوظ بالکل چھوڑ دیے اور وہ زاہد تارک
تمام ہی اور جسنے اُسکے لینے مین دست درازی کی تو وہ راغب تمام ہی اور
منتہی دونون طرف کو لیے ہوے ہی اسواسطے کہ وہ نہایت اعتدال پر قائم
سیدھی راہ پر افراط اور تفریط کے درمیان ہی پس جو شخص کہ اُسکی طرف نہایت
مین یہ اقسام پھیر گئے اور اُسنے زاہد بنکر انکو زہد مین لے لیا تو وہ ترک
اختیار سے مقہور حال ہی اور تارک الاختیار جو فعل الٰہی کے ساتھ قائم ہی حال کے
ساتھ مقید ہی اور جسطرح کہ زاہد مقید بالترک تارک اختیار ہی اسی طرح زاہد دنیا مین
دنیا سے لینے والا ان چیزون کا جو اُسکی طرف بھیجی گئین اسوجہ سے کہ فعل الٰہی کو
دیکھتا ہی مقید بالاخذ ہو اور جب نہایت کا استقرار ہو گیا تو وہ مقید اخذ کا ہی
نہ ترک کا بلکہ وہ ایک وقت ترک کرتا ہی اور اختیار اُسکا اختیار بحسب ہی

اور ایک وقت وہ لیتا ہے اور یہ اختیار اسکا اختیار اللہ سے ہے اور اسی طرح اسکے
نفل روزے اور نفل نماز ہے کہ ایک وقت انکو ادا کرتا ہے اور ایک وقت نفس کے لیے
ٹال دیتا ہے اسواسطے کہ وہ مختار صحیح فی الاختیار دونوں حال میں ہے اور یہی صحیح ہے اور
نہایۃ النہایۃ ہے اور جو حال کہ مستقر اور مستقیم ہے وہ مشابہ حال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہے اور اسی طرح تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ رات کو کھڑے
ہوتے اور رات کو کھڑے بالکل نہوتے اور ایک مہینہ روزہ رہتے اور ایک مہینہ
بالکل روزہ نہ رہتے سواے رمضان کے اور خواہشوں کو حاصل کرتے تھے اور جب
ایک شخص نے کہا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں گوشت نہ کھاؤں تو آپ نے فرمایا
میں گوشت کھاتا ہوں اور اسے دوست رکھتا ہوں اور اگر میں اپنے رب سے
مانگتا کہ مجھے ہر روز کھلاوے البتہ مجھے کھلاتا اور یہ تجھے دلیل اسپر ہے کہ ہر آئینہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین مختار تھے اگر چاہا تو کھایا اور اگر چاہا تو نہ
کھایا اور آپ کھانا ترک اختیار کرتے تھے اور ہر آئینہ ایک قوم پر فتنہ آگیا جب
کبھی انسے کہا گیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے تو
تو وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرع کے جاری کرنے والے
تھے اور یہ جہل محض ہے جبکہ وہ قائل اسکے ہوں کہ انکو پیروی اسکی لازم نہیں اسواسطے
کہ رخصت اسکے قول کی حد پر ٹھہرتا ہے اور عزیمت اسکے فعل کی پیروی ہے اور قول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارباب رخصت کے لیے اور فعل اسکا ارباب عزائم کے
لیے ہے پھر شیخ جو ہو اسکا حال حکایت اور نقل حال رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام
کی حق کی طرف خلق کی دعوت اور بلانے میں کرتا ہے پس جو کچھ کہ اسپر رسول

علیہ الصلوۃ والسلام اعتماد کرتے تھے سزاوار ہی کہ اسپر یہ بھی اعتماد کرے اور قیام لیل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صیام نفل اس سے خالی نہ تھے کہ یا تو اسکی اقتدا
کرے یا کسی ترقی کیلیے جسے وہ اس سے حاصل کرتے ہین پھر اگر وہ اقتدا کے واسطے
تھا تو منتہی بھی جو اُسکا مقتدی ہی چاہیے کہ ویسا ہی کرے اور صحیح حق یہ ہی کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فقط اقتدا کے لیے نہین کیا بلکہ اس سے آپ
ترقی پاتے تھے اور یہ وہ ہی جو ہم نے تہذیب جبلت سے بیان کیا اللہ تعالی نے
آپ کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا ہی کہ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین یعنی اور رب
اپنے کی عبادت کر یہان تک کہ تجھے موت آوے اسواسطے کہ آپ نے اسکے ساتھ
زیادہ مدد حضرت الہیت سے چاہی اور غیب کے دروازہ کو کھٹ کھٹایا اور نبی علیہ الصلوۃ
والسلام محتاج ترقی کے اللہ تعالی کی طرف سے اور غیر مستغنی اس سے ہین اور اسکے بعد
اسمین ایک سر عجیب ہی اور وہ یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنسیت نفس کے
واسطے خلق کو حق کی طرف بلاتے ہین اور اگر رابطہ جنسیت نہوتا تو آپ سے
نہ ملتے اور نہ آپ سے فائدہ اُٹھاتے اور اسکے نفس پاک اور اتباع کے نفوس مین
ایک رابطہ تالیف کا ہی جب کہ آپ کی روح اور اُنکے ارواح مین رابطہ
تالیف کا ہی اور رابطہ تالیف یہ ہی کہ نفوس مالوف باہم آب ہوگئے جیسے کہ
ارواح پہلے مالوف ہمدیگر ہوگئین اور ہر ایک روح کیلیے اسکے نفس کے ساتھ
تالیف خاص ہی اور سکون اور تالیف اور امتزاج ارواح و نفوس کے
درمیان واقع ہی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عمل کرتے کہ اسکے
نفس اور اتباع کے نفوس کا تصفیہ ہو سو جسقدر اسکے نفس کو احتیاج ہوتی تھی وہ

اُس سے لیتے اور جو اس سے زیادہ ہوتا نفوس امت کو پہونچتا اور اسی طرح
منتہی اس بات پر اپنے صحابا و راتباع کے ساتھ ہو تو زیادات اور نوافل سے تخلف
نہ کرے اور نہ لذات اور شہوات میں پاؤں پھیلائے مگر ایک آلات سے جسکو نفس مخصوص
کرے اور انہیں سے اعتدال کا حق پورا نہیں ادا کیا جاتا مگر جبکہ تائید الٰہی و رحمت
ہو اور جو شخص کہ غیر کے لیے صحبت جلوہ کا محتاج ہو تو اسے لابد ہے کہ حق سے خلوت
صحیح رکھے تاکہ اسکی جلوت اسکی خلوت کی حمایت میں ہو۔ اور جو شخص کہ اسکو معلوم ہو
کہ تمام اوقات اسکے خلوت ہیں اور اُسے کوئی شے حجاب نہیں اور ہر آئینہ اسکے اوقات
باللہ و للہ ہیں اور کوئی نقصان نہیں دیکھتا اسواسطے کہ اللہ نے اُسکو حقیقت
مزید و ترقی کے لیے فہم و فطنت نہیں دی تو وہ اپنے حال میں صحیح ہے علاوہ اسکے
کہ وہ زیر قصور ہے اسواسطے کہ سیاست جلوت کے لیے آگاہ نہیں کیا گیا اور نہ اسکو
تملیک اختیار کا سر ملا یا گیا اور نہ وہ وصف بیان سے ہوا اور روش پاک
یعنی حالت حقیقیہ سے۔ اور ہر آئینہ مشائخ سے ایسے کلمات بھی نقل کیے گئے ہیں جنمیں
اشتباہ کی جگہ ہے کہ انسان اُسے سنتا اور اسپر عمل کرتا ہے اللہ والے یہی کہ وہ
اللہ تعالیٰ کی طرف نیاز مندی ہر ایک کلمہ میں کرے جسکو وہ سُنے یہاں تک کہ اسکو
اللہ اُنہیں سے وہ بات سُنادے جو کہ بہتر اور سہوا ہے۔ بعضے صوفیہ سے منقول
ہے کہ اُس سے کمال معرفت کا سوال کیا گیا تو اُسنے کہا کہ جب متفرقات اور
پراگندگی جمع ہو اور اعمال و احوال کی ستوی ہوں اور تمیز ساقط ہو جائے اور ایسے
اقوال وہم میں ڈالتے ہیں کہ خلوت اور جلوت میں تمیز باقی نہ رہے اور نہ صدور اعمال
اور اسکے ترک میں اور اس سے یہ نہیں سمجھا اور اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا

کہ قائل نے اس سے معنی خاص کا ارادہ کیا ہو یعنی حظ معرفت کسی ایک حال سے منجملہ
احوال کے متغیر نہین ہوتا اور یہ صحیح ہو اسواسطے کہ حظ معرفت متغیر نہین ہوتا اور نہ وہ
محتاج تمیز کا ہو اور احوال اسمین مستوی رہتے ہین لیکن حظ مزید متغیر اور تمیز کی طرف
محتاج ہوتا ہو اور اس کلام مین اور جو ایسے کلام ہین ایسی کوئی بات نہین ہو جو
خلاف ہمارے بیان کے ہو- محمد بن الفضیل سے سوال کیا گیا کہ عارفون کی حاجت
کس چیز کی طرف ہو کہا انکی حاجت ایسی خصلت کی طرف ہو جس سے سب محاسن
کامل ہوے اور آگاہ وخبردار ہوے کہ وہ استقامت ہو اور جو کوئی کامل المعرفت
ہوگا وہ استقامت مین کامل ہو سو ارباب نہایت کی استقامت تمام و تکمیل ہے-
اور بندہ ابتدا مین اعمال مین پکڑا جاتا ہو جسکے سبب وہ احوال سے محجوب ہو اور درجہ
توسط احوال کے ساتھ محفوظ ہو کیونکہ اعمال سے وہ محجوب ہوتا ہو اور انتہا مین اعمال
اسکو حاجب احوال سے نہین ہوتے اور نہ احوال حاجب اعمال سے ہوتے ہین اور یہ بڑا
فضل عظیم ہو- جنید سے پوچھا کہ نہایت کیا ہو کہا وہ رجوع الی البدایۃ ہو اور ہر انتہا
بعض صوفیہ نے قول جنید کی تفسیر کی ہو اور اسکے یہ معنی کہتے ہین کہ وہ ہر انتہا ابتدا سے
اور مین جہالت کے اندر تھا پھر معرفت کو پہونچا بعد ازان وہ حیرت اور جہل کی طرف پھیرا گیا اور
وہ مثل اس بات کے ہو کہ جاہل ہوتا ہو پھر عالم ہوتا ہو پھر جاہل ہوتا ہو اللہ تعالی نے فرمایا ہو
لکیلا یعلم بعد علم شیئا - اور بعض صوفیہ نے کہا ہو خلق اللہ مین عارف باللہ زیادہ وہ ہو جو
سب سے زیادہ متحیر ہو مین پوچھتا ہون یہ بعید جائز ہو کہ معنی اسکے وہ ہون جو ہم نے بیان کیے کہ
وہ اعمال مین ابتدا کرتا ہو پھر احوال کی طرف ترقی کرتا ہو بعد ازان اعمال و احوال کا
جامع ہوتا ہو اور یہ منتہی کے لیے ہوتا ہو جو مراد اور طریق مجموعین مین ماخوذ ہو

کہ اُسکی روح حضرت اللہ کی طرف منجذب ہوتی ہی اور وہ قلب طالب تبعیت ہی اور قلب
نفس سے تبعیت چاہتا ہی اور نفس قالب سے سو وہ بالکل قائم باللہ اور ساجد ہیں
بیدی اللہ تعالی ہی جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی سجد لک سوادی
وخیالی یعنی واسطے تیرے میرے دل اور خیال نے سجدہ کیا اور اللہ تعالی نے فرمایا ہی
وللہ یسجد من فی السموات والارض طوعا وکرھا وظلالھم بالغدو والآصال یعنی اور واسطے اللہ تعالی
کے سجدہ کرتا ہی جو آسمانوں اور زمینوں میں ہی خوشی اور ناخوشی اور سایہ اُنکا
صبح و شام سجدہ کرتا ہی اور ظلال قوالب سجدہ سجود ارواح کے ساتھ کرتے ہیں اور
اُسوقت روح محبت اُنکے تمام اجزا میں سرایت کر جاتی ہی سو وہ لذت حاصل کرتے ہیں
اور ذکر اللہ تعالی سے اور تلاوت کلام اُسکے سے محبۃ تنعم اور خوشی کرتے ہیں
پس اللہ تعالی اُنکو محبوب رکھتا ہی اور اُنکو محبوب خلق کر دیتا ہی اپنی نعمت سے
جو خیر ہی اور اپنے فضل سے بنابر اسکے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے منقول ہی
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ البتہ اللہ تعالی جب کسی
بندہ کو محبوب رکھتا ہی تو جبرئیل منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالی نے فلان
دوست رکھا سو میں اُسے دوست رکھتا ہوں پھر اُسے جبرئیل دوست رکھتا
بعد ازان جبرئیل آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ تحقیق اللہ تعالی نے فلانے
شخص کو دوست رکھا ہی سو تم بھی اُسکو دوست رکھو پھر اہل آسمان اُسے
دوست رکھتے ہیں اور اسکے لیے زمین میں قبولیت رکھی جاتی ہی اور اللہ ہی
کے ساتھ مدد ہی اور عصمت اور توفیق ہی

نام کتاب	قیمت
رسالہ شرافت مولفہ منشی نادر حسین عزیز نگرامی۔	۵ر
کنز الاسرار۔ ترجمہ اردو مثنوی شاہ بوعلی قلندر قدس سرہ ہموزن مثنوی از مولوی سید غلام حیدر خان۔	ار
چشمۂ فیض۔ نظم ترجمہ اردو پند نامۂ عطار کلام عارف کامل حضرت شیخ فریدالدین قدس سرہ از مولوی عبدالغفور خان بہادر۔	ار۲
مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین غزالی ہر چہار جلد کامل کاغذ سفید ولایتی۔	عہ
ایضاً۔ حسب مراتب مذکورۂ بالا کاغذ معمولی ہر چہار جلد۔	عہ
گلشن سرورتی۔ نظم میں تہذیب واخلاق کا بیان مولفہ مفتی غلام سرور لاہوری۔	۳ر
اکسیر ہدایت۔ ترجمہ اردو با محاورہ کیمیائے سعادت جامع شریعت و حقیقت مترجمہ مولوی فخرالدین احمد کاغذ سفید گندہ۔	سے

نام کتاب	قیمت
اکسیر ہدایت حسب مراتب بالا کاغذ سفید وخطائی معمولی۔	عہ
ترجمۂ رشحات۔ مترجمہ مولانا ابوالحسن فرید آبادی کاغذ سفید۔	عہ
تہذیب احسانی۔ مولفہ حکیم احسان علی۔	۳ر
تحفۃ العاشقین۔ رموز تصوف از شاہ عبدالصمد۔	ار۲
اسرار الحروف ہندی۔ مولفہ فتح علی شاہ قادری بطور تصوف۔	۳ر
مجموعۂ تصوف۔ تصنیف لطیف حضرت شیخ برہان صاحب۔	۳ر
مخزن الانوار۔ ترجمہ گنج الاسرار از مولوی محمد یوسف علی شاہ۔	۸ر
منہاج السالکین۔ ترجمہ جوگ بسشٹ مترجمہ مولانا ابوالحسن فرید آبادی۔	عہ
تفہیمات منظوم۔ عربی با ترجمۂ اردو نثر و نظم از شیخ احمد بن علی۔	۶ر
مثنوی سر حق۔ رموز تصوف از سید شاہ عطا حسین۔	۸ر

نام کتاب	قیمت
کتب تصوف فارسی	
انیس الارواح - از حضرت شیخ معین الدین چشتی -	۱ر۳ر۹
کلمۃ الحق - از شاہ عبد الرحمن مع شرح نور مطلق از ملا نور اللہ در بیان وحدت وجود مع دلائل ودفع شکوک	۵ر
مکتوبات جوابی شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہ -	۲ر۱ر۹
مکتوبات حضرت شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہ -	۱۰ر
مکتوبات امام ربانی - از حضرت مجدد الف ثانی -	عیار
مطلع الانوار - نظم از طوطی ہند امیر خسرو دہلوی تصحیح مولانا ابو الحسن فرید آبادی -	۷ر
حدیقہ حکیم سنائی - معروف بہ الہی نامہ تصحیح جدید کاغذ سفید گندہ	عاپ
ایضاً - کاغذ خاکی -	عہر
گلشن اسرار - رموز تصوف از مولوی انور علی -	۱ر۳ر۹
کیمیائے سعادت - از حضرت	

نام کتاب	قیمت
امام غزالی معروف متداول -	عہر
ہدایت المومنین - رسالہ در بیان بیعت صالحین از ملا معین الدین	۱ر
مطالب رشیدی - از حضرت شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ -	۱۰ر
رسالہ معرفۃ السلوک - از حضرت شاہ محمود خوش زبان -	۴ر
نفحات الانس - مع حواشی مفید از ملا عبد الرحمن جامی -	عہر
مصباح الہدایۃ - ترجمہ عوارف از حضرت شاہ محمود کاشانی -	۱۱ر۹
فوائد سعدیہ - از قاضی ارتضیٰ علیخان تصوف میں -	۱۲ر
پند نامہ عطار - از حضرت شیخ فرید الدین -	۱ر
منطق الطیر - از حضرت شیخ فرید الدین قدس سرہ -	۳ر۹
فوائد الفواد - مصنفہ حضرت محمد نظام الدین اولیا دہلوی رح مطبوعہ سنہ ۱۸۹۰ء -	۸ر